

ایک تاریخی دستاویز



1757
انگریزوں کی
غلامی سے
گجرات فساد
2002 تک

دُشمنانِ ہند

عمر عزیز دینی

د افغانستان هېند

عزيز برنی



فرید بکډ پو

مؤدبانہ درخواست

داستان ہند جلد اول شائع ہو چکی ہے اور آپ کے ہاتھوں میں ہے لیکن یہ داستان ابھی ادھوری ہے، جلد دوم بھی تقریباً مکمل ہو چکی ہے مگر جس طرح متواتر نئے واقعات سامنے آرہے ہیں اور گجرات ریاستی انتخابات کے نتائج کے بعد ہندو راشٹر کا خواب دیکھنے والی فرقہ پرست طاقتیں بے لگام نظر آرہی ہیں اس کو تو دیکھ کر لگتا ہے کہ یہ داستان جلد دوم کے بعد بھی جاری رکھنی پڑے گی۔ دراصل میں آنے والی نسلوں کے سامنے آج کے ہندوستان کی آنکھوں دیکھی تصویر پیش کرنا چاہتا ہوں اور انسانیت کے قاتلوں اور ساری دنیا کے سامنے ہندوستان کو بدنام کرنے والے مجرموں کے خلاف ثبوتوں کو یکجا کر کے محفوظ کر دینا چاہتا ہوں تاکہ آنے والے کل میں جب یہ فرقہ پرست طاقتیں اتنی با اثر نہ رہیں کہ قانونی چارہ جوئی میں رکاوٹ بن سکیں تب یہ کتاب مظلومین کو انصاف دلانے میں مددگار ثابت ہو سکے۔ مظلوموں کو انصاف اور مجرموں کو سزا یہی خواہش یہی کوشش اور یہی مقصد ہے اس کتاب کی تخلیق کا۔ آپ سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ اسکا نہ صرف مطالعہ کریں بلکہ اسے محفوظ بھی رکھیں تاکہ با وقت ضرورت ایک دستاویز کی طرح ایک ٹھوس ثبوت کی شکل میں پیش کر سکیں۔ مفاد عامہ میں اپنی جانب سے پی۔ آئی۔ ایل۔ داخل کریں تاکہ مظلومین کو انصاف دلا سکیں۔ میری درخواست ہے تمام قارئین، مصنفین، شعراء، اکرام، گجرات کے مظلومین، چشم دید گواہوں اور سیکولر ہندوستان کے وجود کو بچائے رکھنے میں اہم کردار نبھانے والی انجمنوں سے کہ وہ اپنے مضامین منظومات، رد عمل، تجربات، نظریات مجھ تک ضرور پہنچائیں اور ایک ایسے سیکولر ہندوستان کی تعمیر میں اپنا عملی تعاون پیش کریں جیسے ہندوستان کا تصور ہمارے مجاہدین کی نگاہوں میں رہا ہوگا۔ یہ ملک اور عوام ہمیشہ آپ کے ممنون رہیں گے کہ آپ نے ہندوستان کی سالمیت اور قومی یکجہتی کو بنائے رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔

شکریہ

آپکا

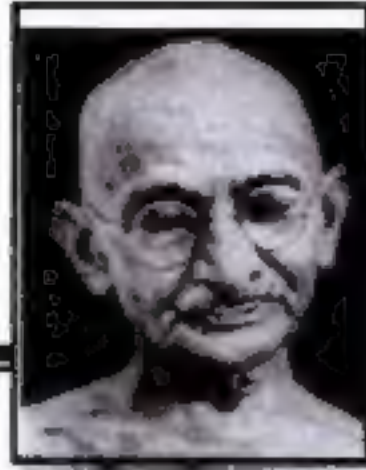

عزیز برنی

D-188, Sector-55, Noida Pin Code. 201301,

Phone: 0120-2584823 E-mail: Aziz-Burney@hotmail.com



ڈاکٹر عبدالحکیم خان



مہاتما گاندھی



شری سہاراشری

میرے آئیڈیل

بابائے قوم مہاتما گاندھی
میرے والد محترم ڈاکٹر عبدالحکیم خان چوہان
میرے سرپرست عزت مآب شری سبرت رائے سہارا "سہاراشری"

کے نام

جملہ حقوق یہ حق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	داستان ہند
مصنف	:	عزیز برنی
باہتمام	:	الحاج محمد ناصر خاں
سال اشاعت	:	جنوری 2003
کمپوزنگ	:	شبیر احمد
ڈیزائننگ	:	فرید گرافکس
ایڈیشن اول	:	11000
صفحات	:	515
قیمت	:	200 روپیہ
پرنٹرز	:	ایس ایف پرنٹرز

ناشر

FARID BOOK DEPOT (PVT.) LTD.

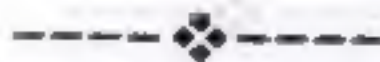
Corp. off: 2158 M.P. Street, Pataudi House, Darya Ganj, New Delhi-110002

Tel: 23289786, 23289159, Fax: 23279998, Res: 23262486

E-mail: farid @ndf.vsnl.net.in, website: www.faridexport.com, faridbook.com

میرے آئیڈیل بابائے قوم مہاتما گاندھی

بابائے قوم مہاتما گاندھی کے لئے میرے دل میں بے حد احترام ہے۔ قومی فرائض اور انسانیت دوستی کا جو جذبہ مہاتما گاندھی کے کردار میں ملتا ہے وہ اس سطح پر اور کہیں نہیں ملتا۔ اس سے میرا مطلب دیگر آزادی کے پروانوں کی قربانیوں کو کم کر کے دیکھنا یا ان کو نظر انداز کرنا نہیں ہے۔ وطن کے تئیں وہ سبھی اپنے کو وقف کئے ہوئے تھے اور انھوں نے اپنا سب کچھ آزادی کے لئے قربان کر دیا تھا، یہاں تک کہ اپنی زندگی کو بھی قربان کر دیا اور کبھی بھی اپنے مضبوط ارادوں سے پیچھے نہیں ہٹے۔ مگر ایک بات جو مہاتما گاندھی کو دوسروں سے الگ کرتی ہے وہ ہے ان کا امن، قومی یکجہتی اور انسانیت کے تئیں وقف ہونا۔ مہاتما گاندھی آزادی کے مسیحا تو تھے ہی اور اگر آج ہم آزاد ہندوستان میں سانس لے رہے ہیں تو یہ مہاتما گاندھی ہی کی دین ہے، اس حقیقت سے مہاتما گاندھی کے قاتل بھی انکار نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ سماج کے دبے کچلے، پسماندہ طبقے اور اقلیتوں کو سماج میں مساوی حقوق اور عزت ملے اس کا انھوں نے نہ صرف پیغام دیا بلکہ عملی طور پر اپنی زندگی کے آخری لمحات تک اس کو انجام دیا۔ ان باتوں کی اہمیت کو ہم آج کے حالات میں زیادہ بہتر ڈھنگ سے سمجھ سکتے ہیں کیونکہ آج ملک کے سامنے سب سے اہم مسئلہ تشدد اور آپسی اتحاد کی کمی کا ہے اور ان مسائل نے ملک کو غلامی سے بدتر حالات میں پہنچا دیا ہے۔ آج بھی اگر ملک کے موجودہ صاحب اقتدار مہاتما گاندھی کو اپنا آئیڈیل تسلیم کر کے ان باتوں کو سمجھ لیں تو کروڑوں ہندوستانی آزادی کا حقیقی لطف حاصل کر سکتے ہیں۔ یکجہتی، اخوت اور امن سے رہ سکتے ہیں۔ ملک کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن کر سکتے ہیں۔ مگر افسوس آج کے صاحب اقتدار تو مہاتما گاندھی کے قاتلوں کے حمایتی دکھائی دیتے ہیں، گاندھی جی کے خیالات و افکار کے قاتلوں کے حمایتی دکھائی دیتے ہیں۔ اس پس منظر کو دیکھ کر میں ذاتی طور سے افسردہ تو بہت ہوں مگر مایوس نہیں، اس لئے کہ آج بھی اس ملک میں 95 فیصد سے زیادہ گاندھی جی کے پیروکار ہیں۔ ان کے قاتلوں کے نہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ بلی کے گلے میں تھنٹی کون باندھے۔ تو میری یہ کتاب بلی کے گلے میں تھنٹی باندھنے کی ایک کوشش ہے جسے میں بے حد احترام مہاتما گاندھی سے منسوب کرتا ہوں اس یقین کے ساتھ کہ یہ اندھیرے میں روشنی کی ایک کرن ثابت ہوگی۔ اتحاد امن و محبت کا پیغام دینے میں کامیاب ہوگی۔ انسانیت کے قاتلوں کو سزا دلانے میں معاون ہوگی۔



میرے آدرش میرے رہ نما

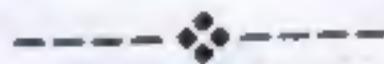
سہارا شری

17 اپریل 1991ء کو پالانا اور نئی دہلی میں عزت مآب سہرت رائے "سہارا شری" سے پہلی ملاقات اس طور پر کہ میں انٹرویو کے لئے ان کے سامنے تھا۔ راشٹریہ سہارا اخبار میں ملازمت کے لئے۔ صرف نوکری ہی نہیں ملی ایک نئی زندگی ملی۔ کہہ سکتا ہوں کہ 17 اپریل 1991ء میری زندگی کا وہ مبارک دن تھا جب میری ایک ایسے سنگ تراش سے ملاقات ہوئی جس نے ایک معمولی پتھر کو تراش کر گمینہ بنا دیا۔ زندگی کی سچائیاں، حب الوطنی، فرض اور سپردگی کے جذبہ کو سیکھا آپ سے۔ زندگی کے ہر موڑ پر ہر قدم پر راہ دکھانے والی آپ کی اسمبلیز آپ کا خطاب۔ فلسفہ زندگی کو سمجھنے اور عمل کر کے کامیابی حاصل کر لینے کیلئے مشعل راہ آپ کی گراں قدر تصنیف: "شانتی، سکھ، شیشٹی" ایک ایسی سماجی تخلیق ہے جس کا مطالعہ کئے بغیر اپنے آپ کو سمجھنا مشکل ہے، اس دنیا کو سمجھنا مشکل ہے۔ مقدس کتابوں کے ذریعہ مذہب کو سمجھنا آسان ہے مگر سماج کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے یہ سماجی گرنتھ اور اس کے مصنف کی تعلیم جو ایک نایاب خزانہ ہے۔ میں وہ خوش قسمت ہوں جسے یہ دونوں حاصل کرنے کا موقع ملا۔

☆ کوئی کسی کے لئے کچھ نہیں کرتا، جو کرتا ہے اپنے لئے کرتا ہے۔
☆ پانے کے قابل بنو، دینے والا دونوں ہاتھوں سے دینے کے لئے بیٹھا ہے۔
☆ عہدہ ہوتا ہے فرض نبھانے کے لئے۔

☆ محبت اور عزت پانا ہے تو محبت اور عزت دینے میں کبھی مت کرو۔

یہ سطور ایک جھلک ہیں اس عظیم شخصیت کے فلسفہ زندگی کی جن سے ہر لمحہ بہت کچھ سیکھا ہے میں نے اور مسلسل سیکھنے پر عمل پیرا ہوں۔ ایسے بھی مواقع آئے ہیں جب آپ نے گمراہ ہونے سے بچایا ہے، ایک خوبصورت سمت دی ہے۔ بہت بڑا بننے کی خواہش مجھے بہت برا بنا دیتی اگر بہت اچھا بننے کی ترغیب، سہولت، ماحول اور آسیر واد نہ ملا ہوتا، شاید اس کتاب کی تخلیق بھی نہ ہوتی۔ میری تحریر اگر میری خوبی ہے تو یہ عطیہ ہے عزت مآب سہارا شری کا۔ ایک تاریخ ساز شخصیت کے بارے میں اپنے جذبات کا اظہار چند جملوں میں قلم بند کرنے کی قابلیت نہیں ہے مجھ میں، ہاں میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ چھ لاکھ سے زیادہ کنبوں کی کفالت اور سماج میں باعزت زندگی گزارنے کا موقع فراہم کرنے والی شخصیت ایک تاریخ ساز ہستی ہے جن میں نہاں یہ قوت ہے کہ پتھر کو بھی چھو لیں تو کندن بن جائے۔ مستقبل کے محرک اور حال کے پارس ہیں سہارا شری۔ میں اپنی اولین کتاب بعد احترام ان کی نذر کرتا ہوں۔



میرے آئیڈیل میرے والد محترم

سچائی، شرافت اور ایمانداری یہ تین باتیں وراثت میں ملیں ہیں مجھے اپنے والد محترم سے، یہی ان کی تعلیم تھی میرے لیے اور یہی وصیت بھی۔ اس کے علاوہ ان کا ایک جملہ اور ایک شعر زندگی کے لیے ”مشعل راہ“ بن گیا۔ میں ان دنوں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ میرے والد صاحب کا خط مجھے ملا جو اردو میں تھا اور اس وقت تک میں اردو نہیں جانتا تھا۔ یہ وہ دور تھا جب ہوشل میں خط کا آنا بہت خوشی کی بات ہوتی تھی اور اس کو پڑھنے کی بے قراری بھی بے پناہ ہوتی تھی۔ میں نے اپنے روم پارٹنر سے وہ خط پڑھوایا اور ہندی میں اس کا جواب اپنے والد محترم کو لکھ بھیجا۔ کچھ دن بعد پھر مجھے ان کا خط ملا، وہ بھی اردو میں ہی تھا اور اس میں لکھا تھا کہ مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ تم میرے اردو میں لکھے گئے خط کا جواب اردو میں نہیں دے سکے۔ میں نے ابھی تمہارا خط پڑھا نہیں ہے، کوشش کرو کہ مجھے اردو میں لکھ سکو۔ دو تین باتیں جو تمہیں لکھنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے وہ تمہیں لکھ دے رہا ہوں، انہیں پڑھ لو، انہیں سے شروعات کرو۔ وہ تین لائنیں تھیں۔

پیسہ چاہئے..... روپے بھیج دیجئے پैसे چاہیے रुपये भेज दीजिए

گھر آنا چاہتا ہوں घर आना चाहता हूँ

آپ ملنے کے لیے آجائے आप मिलने के लिए आ जाइये

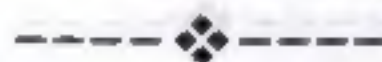
یہ لائنیں اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں لکھی تھیں اور یہی وہ تین لائنیں تھیں جنہوں نے مجھے اردو پڑھنا لکھنا سکھایا اور یہ انہیں کی ترغیب تھی کہ آج میری شناخت اردو کے دم سے ہے اور میں اس وقت ایک کامیاب اور مقبول اردو اخبار کے ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کر رہا ہوں۔

وہ ایک شعر جس کے ذریعہ انہوں نے مجھے زندگی میں کامیابی کے لیے جدوجہد کرنے کا درس دیا۔ کچھ اس طرح تھا۔

یہ دھوپ تو ہر رخ سے پریشان کرے گی

کیوں ڈھونڈتے ہو تم کسی دیوار کا سایہ

پریشانیوں سے نہ ڈرنا، مدد کے لیے نہ بھٹکنا، خودداری کے ساتھ زندہ رہنا، اس شعر کا یہی پیغام مجھ تک پہنچا، جس نے ایک فکر دی، ایک سمت دی، ایک راہ دکھائی، کامیابی کی راہ اور حوصلہ دیا مخالف حالات سے نہ گھبرانے کا۔ ان کی یہ تعلیم ہی سرمایہ ہے میری زندگی کا۔ آج ان کا دست شفقت میرے سر پر نہیں ہے، وہ میری آنکھوں کے سامنے نہیں ہیں مگر ان کی یادیں ان کی باتیں آج بھی اس اندھیری راہ میں مجھے روشنی دکھاتی ہیں۔ میں ان کی عظمت کو سلام کرتا ہوں اور اپنی پہلی کتاب ”بصدا احترام ان کے نام کرتا ہوں۔“



میرے ساتھی، میرے معاون اور میرے سرپرست

بہت لوگ ہیں میرے اپنے، میرے ساتھی، میرے معاون کبھی بہت پیارے ہیں اور بہت پیار ملا ہے مجھے ان سب سے۔ کبھی موقع ملا تو سب کا ذکر کروں گا پھر ایک کتاب لکھوں گا جس میں وہ سب ہونگے اور میرا قلم ہوگا لیکن اس ایک صفحہ پر تو سب کے نام بھی نہیں آسکتے ہیں۔ بہر حال بات شروع کرتا ہوں میرے ساتھی سے یعنی میرے جیون ساتھی سے، ادھوری ہے یہ زندگی اس کے بغیر، جو کچھ بھی کر پار ہوں اس میں ہر قدم پر اس کا ساتھ ہے، اس کا ہر قدم پر ساتھ رہے بس یہی خواہش ہے۔ بچوں میں صرف ایک کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو ایڈیٹر بننا چاہتا ہے (شاید میرے چھوڑے ہوئے کام کو خدا اس کے ذریعہ پورا کرے) نام نہیں لکھتا چاہتا اس کا، نام وقت پر ہی سامنے آئے، اس کے کارناموں کے ساتھ یہی ٹھیک رہے گا۔ رشتے دو طرح کے ہوتے ہیں خون کے رشتے اور دل کے رشتے، میں نے دونوں ہی پائے ہیں۔ اس وقت صرف دل کے رشتوں کی بات کروں گا، دو بہنیں ہیں میری الکاشرما اور میدھاوی کیرتی، میری اپنی بہنوں کی طرح جن سے خون کا نہیں دل کا رشتہ ہے۔ یہی اس ملک کی تہذیب ہے، خصوصیت ہے جو کہیں نہیں ملتی۔ میرے دوستوں میں مختلف مذاہب کے لوگ ہیں سب کا نام لکھنے کی کوشش میں کوئی ایک بھی چھوٹ گیا تو میں اپنے آپ کو معاف نہیں کر پاؤں گا۔ میرے ساتھی میرے معاون جن کے ساتھ بیٹھ کر میں کام کرتا ہوں میرے جسم کے حصوں کی طرح ہیں، اگر میرا اخبار اور میگزین کامیاب ہے، میں کامیاب ہوں تو یہ ان کی کامیابی ان کی محنت کا نتیجہ ہے۔

میرے بڑوں، میرے سرپرستوں کی صف میں جو میرے سامنے ہیں ان میں میرے پہلے استاد پنڈت بھگوان سہائے دشت، جناب طاہر ہاشمی، محترم ڈاکٹر جمیل احمد اور میرے شہر بلند شہر کے مجھ سے بڑے وہ بھی لوگ جن کے ساتھ میرا بچپن گزرا، جن کی دعاؤں اور محبتوں نے مجھے اس مقام تک پہنچایا سب شامل ہیں۔ میں ایک بات ضرور لکھنا چاہتا ہوں اکثر لوگ کہتے ہیں Self Made Man میں نہیں مانتا، کوئی بھی شخص سیلف میڈ ہوتا ہے، بہت لوگوں کی کوشش ہوتی ہے، دعائیں ہوتی ہیں تب کامیابی ملتی ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں میرے شہر کے ہر آدمی کا تعاون ہے میری کامیابی میں چاہے وہ کسی بھی مذہب، عمر یا طبقہ کا کیوں نہ ہو۔

میرے سرپرستوں میں قابل احترام بڑی بھابی جی، محترم جے بی رائے صاحب، محترم ادلی شری واستو صاحب، قابل احترام چھوٹی بھابی جی، شری امر سنگھ جی اور شری راج بر صاحب ہیں۔ ہر قدم پر ان سب کا پیارا ان کا آشرवाद مجھے آگے بڑھنے کا حوصلہ دیتا رہا ہے۔ ساتھ ہی سہارا انڈیا پر یوار کے میرے کبھی سینئر، میرے ساتھی اور میرے معاون میری وہ طاقت ہیں جن کے بل پر میں کچھ بھی کرنے کی ہمت کر لیتا ہوں۔ اس موقع پر اس کتاب کے ذریعہ میں کبھی کو سلام کرتا ہوں اور معافی چاہتا ہوں کہ عقیدت محبت اور خواہش ہوتے ہوئے بھی سب کو نام کے ساتھ مخاطب نہیں کر پار ہوں۔ سہارا پر نام۔



ہمارا پر یوار

میرا پر یوار، ہمارا پر یوار، ہم سب کا پر یوار، ”سہارا انڈیا پر یوار“، بھارت کے اندر ایک انوکھا بھارت، مجاہدین آزادی کے خوابوں کا بھارت، زمین پر بسی ایک جنت، کوئی مبالغہ نہیں، کوئی تصنع نہیں اور نہ اس لیے کہ میں اس خوبصورت پر یوار کا ایک فرد ہوں، حقیقت یہی ہے سچائی یہی ہے۔ آج جب پوری دنیا، عالمی برادری، قوم، مذہب، ذات، پات، زبان، علاقائیت، رنگ اور امیری، غربی کی بنیاد پر لکڑوں میں بیٹی ہے اور اپنا ملک بھی ان میں سے کئی برائیوں کا شکار ہے، فرقہ وارانہ فسادات بردن اخبار کی سرخیاں بن رہے ہیں، زبان اور علاقائیت کی جنگ سڑکوں اور چوراہوں پر لڑی جا رہی ہے ایسے میں انڈیا میں منی انڈیا دنیا کا سب سے بڑا ایکل پر یوار سبھی برائیوں سے پاک ہے۔ یہاں سبھی مذاہب، علاقے اور مختلف زبانوں کے لوگ ہیں۔ بھارت کی جن خصوصیات کو قومی ترانے میں سجایا گیا تھا، وہ سبھی خصوصیات بھارت میں اگر آج کہیں دیکھنے کو ملتی ہیں تو وہ ہے ”سہارا انڈیا پر یوار“ جو حقیقت میں تن من و دھن سے ملک اور قوم کے لیے وقف ہے۔ کارگل کی جنگ میں ملک کی آن بان شان پر قربان ہونے والے شہیدوں کا ستان یہ پر یوار اس شکل میں کرتا ہے کہ ان کے وارثین، ان کے خاندان زندگی بھر اپنے آپ کو سہارا پر یوار کا ایک حصہ سمجھیں۔ ان کی ذمہ داریاں قبول کرنا، ان کے بچوں کی پڑھائی، بیاہ شادی، تہوار، سکھ دکھ ہر ایک موقع پر سہارا پر یوار ان کے درمیان ان کے ساتھ۔ گجرات میں زلزلہ کا سانحہ ہویا لا توری میں، انسانیت کی خدمت کے لیے وقف یہ پر یوار متاثرین کے بچے ان کی باز آباد کاری کی کوشش میں، ان کے غم باننے کی کوشش میں، ایسا خوبصورت پر یوار ہے ہمارا پر یوار۔ مجھے فخر ہے کہ میں پوری دنیا کے اس باوقار پر یوار کا رکن ہوں۔ اپنی اس کتاب کی اشاعت کے موقع پر میں سلام کرتا ہوں اپنے پر یوار کے سبھی 6 لاکھ سے زائد کارکنان کو اپنے پر یوار کے سبھی خیر خواہوں کو، ڈپازٹروں کو کسی بھی شکل میں اپنے پر یوار سے تعلق رکھنے والوں کو اور امید کرتا ہوں ان سے دعاؤں کی، قومی و سماجی مفاد میں اس کتاب کے ذریعہ کی جانے والی کوشش کامیاب ہو، ہمارا ملک بھی ہمارے اس پر یوار کی طرح اتحاد اور محبت کے دھاگے میں بندھا رہے اور آخر میں پیش کرنا چاہوں گا مختصر تعارف دنیا کے سب سے بڑے اور کامیاب پر یوار کا جو آج کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے لیکن اس کی یاد اس کا تذکرہ اس کی بے مثل حقیقت ہمارے فخر کا نمونہ ہے۔ صرف دو ہزار روپے کی پونجی اور صرف تین کارکنوں سے قابل صد احترام سہارا شری کے ہاتھوں 1978 میں گورکھپور میں اس کی شروعات اور آج 50 ہزار کروڑ روپے سے زیادہ کی مالیت، 6 لاکھ سے زیادہ مخلص کارکن پورے ہندوستان میں ہزار سے زیادہ ادارے ہماری اہم سرگرمیاں جیسے پیرا بینکنگ، ہاؤسنگ، ماس کمیونیکیشن، کنزیومر پروڈکشن، ایر سہارا ایر لائنس و سٹیل اسٹیل ٹی وی چینل میں کام کر رہے مختلف گروپ ہیں اور ہم مسلسل ترقی کی جانب گامزن ہیں کئی نئے منصوبوں کے ساتھ۔

تعارف کتاب

”داستان ہند“ ایک تاریخی دستاویز ہے، ایک تلخ حقیقت ہے، آئینہ ہے، شہری بھارت کے اس بدترین دور کا جس سے ملک آج گزر رہا ہے۔ 1947 کے بعد 2002 دو قومی نظریہ اور نیوٹن کے اصول کہ ہر عمل کا رد عمل ہوتا ہے کے چلتے اس حالت میں پہنچ گیا کہ قومی اتحاد، سالمیت، فرقہ وارانہ اتحاد اور جمہوریت کو بچائے رکھنا ایک چیلنج بن گیا ہے۔ ملک کے 100 کروڑ عوام میں 99 فیصد سے زیادہ ملک کے اتحاد، سالمیت اور بھائی چارے کو بچائے رکھنا چاہتے ہیں خواہ وہ ہندو ہیں، مسلمان، سکھ یا عیسائی ہیں لیکن ایک فیصد سے کم، یقیناً اس سے بہت کم کیونکہ ایسے بھی فرقہ پرست عناصر کی تعداد ایک کروڑ نہیں ہو سکتی جنہوں نے آج ملک کو فرقہ پرستی کی آگ میں جھونک دیا ہے۔ پھر 1947 جیسے حالات پیدا کر دیے ہیں جس بنیاد پر 1947 میں ملک تقسیم ہوا تھا، آج ملک کو پھر ویسی ہی حالت میں لاکھڑا کیا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ایک فیصد تخریبی عناصر تعداد میں کم ہوتے ہوئے بھی انتہائی ہا اثر ہیں۔ گجرات کی خونی داستان ان کے وحشی پن، مذہب کے نام پر لاندہیت کی ایک ایسی تاریخ ہے، ایسی بدنام تاریخ جس نے نہ صرف بین الاقوامی سطح پر ملک کی شبیہ کو متاثر کیا ہے بلکہ ملک کے وقار اور فرقہ وارانہ بھائی چارے کو بھی مٹی میں ملا دیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں مذہب کے نام پر ایک اور تقسیم کی بنیاد رکھ دی ہے۔ 1757 پلاسی کی جنگ، انگریزوں کا تسلط، 1857 کا غدر، جلیاں والا باغ، 90 سال تک چلنے والی آزادی کی تحریک، 1947 میں آزادی اور پھر تقسیم کا سانحہ پوری تاریخ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے جس کا ذکر میں نے اس کتاب میں کیا ہے۔ پھر لکھی ہے آج کی سیاہ تاریخ تاکہ سند رہے آنے والی نسلوں کے پاس اس کتاب کی شکل میں۔ ان کے پاس رہے ایک دستاویز جو ثابت کر سکے کہ کیسے فرقہ وارانہ ذہنیت کے حامل حکمرانوں کے دور میں ان کی سرپرستی میں بے گناہ ہندوستانیوں کا سڑکوں پر خون بہا، وہ زندہ جلائے گئے، بہن بیٹیوں کی کھلے آسمان کے نیچے سڑکوں پر چوراہوں پر اجتماعی آبروریزی کی گئی اور اس وحشی پن نے، نفرت انگیز ظلم نے پھر ایک بار تقسیم کر دیا ملک کے عوام کو مذہب اور فرقہ پرستی کے نام پر اور بنیاد رکھ دی ایک اور تقسیم کی۔ انہی تاریخی حقائق کو اپنے دامن میں سمیٹے ہے ”داستان ہند“



تعارف مصنف

پیدائش 15 جون 1952ء۔ قومی خطہ راجدھانی کے شہر بلند شہر میں، اپنے والد ڈاکٹر عبدالحکیم خان چوہان کی پہلی اولاد۔ ابتدائی تعلیم میونسپل جونیئر ہائی اسکول، مسلم انٹر کالج اور ڈی اے وی انٹر کالج میں اور پھر اس کے بعد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور جامعہ ہمدرد میڈیکل کالج دہلی میں۔ سماجی زندگی کی ابتدا ایک ڈاکٹر کی شکل میں، جلد ہی صحافتی دنیا میں داخلہ، اردو ماہنامہ ”پرچم“ و ہندی مفت روزہ ”کمینٹر“ کے پبلشر و ایڈیٹر کی شکل میں بلند شہر سے دہلی تک کا سفر۔ جہد و جد اور چیلنج سے بھرپور، ہر قدم پر ایک نئی مشکل ایک نیا امتحان، پھر زندگی کو ملا ایک ٹھہراؤ، ایک سمت اور صحافت کے شوق کو جلا۔ ”سہارا انڈیا پر یوار“ سے وابستہ ہونے کے بعد 23 اپریل 1991ء کو ”سہارا انڈیا پر یوار“ کے میڈیا سیل راشٹریہ سہارا سے وابستگی، 12 اکتوبر 1991ء کو شائع ہونے والے سہارا ٹروپ کے اردو ماہنامہ کی ادارت کی ذمہ داری کے ساتھ۔ پھر سہارا اردو کی تاریخی کامیابی اور سہارا انڈیا پر یوار کی بین الاقوامی شہرت نے دی صحافتی دنیا اور سماجی زندگی میں ایک باعزت شناخت۔ اکتوبر 1991ء میں اردو ماہنامہ کی شکل میں شروع ہونے والا راشٹریہ سہارا اردو آج دہلی، لکھنؤ اور گورکھپور سے شائع ہونے والا شمالی ہند کا سب سے بڑا اردو روزنامہ اور بین الاقوامی سطح کی مفت روزہ میگزین ”عالمی سہارا“ سے جوائنٹ ایڈیٹر کی شکل میں مصنف اس کا اٹوٹ حصہ، جلد ہی ممبئی، پٹنہ، کولکتہ، حیدرآباد وغیرہ سے اردو روزنامہ راشٹریہ سہارا اشاعتی منصوبے کے آخری دور میں۔ سہارا انڈیا پر یوار اور راشٹریہ سہارا اردو کے ایڈیٹر کی شکل میں مصنف کا یقینی طور پر اردو دنیا میں ایک تاریخی قدم لیکن اس خوشگوار تجربے کے ساتھ ایک تکلیف دہ پہلو ہے مصنف کی حقیقت پسندی و صاف گوئی کا مزاج جو ہر پل تموار کی دھار پر چھنے کے لئے مجبور کرتا رہتا ہے اور حکمرانوں کی آنکھ کی کرکری بنائے رکھتا ہے۔

داستان ہند

صفحہ

نمبر شمار

(تاریخ کے جھروکے سے)

2	1۔ سانحہ گجرات ہی نہیں، میں اس دور کی تاریخ لکھ رہا ہوں
11	2۔ بھارت غلامی سے آزادی تک
35	3۔ آزادی اور ہٹلر
66	4۔ فرقہ وارانہ فسادات کی ایک تاریخ
71	5۔ ملک میں ہونے والے کچھ اہم فسادات پر ایک نظر
71	6۔ 1931 کانپور فساد
71	7۔ 1946 کوئلہ فساد
71	8۔ 1947 دہلی فساد
72	9۔ 1967 رانچی فساد
72	10۔ 1979 جمشید پور فساد
73	11۔ 1980 مراد آباد فساد
73	12۔ 1987 میرٹھ فساد
73	13۔ 1992-93 ممبئی فسادات
74	14۔ 2002 گجرات فسادات
75	15۔ گجرات میں فسادات کی تاریخ
76	16۔ فسادات کے اہم اسباب

(تاریخی دستاویز)

(شری کرشنا کمیشن کی رپورٹ کے اہم حصے)

77	17۔ اجودھیا معاملہ
83	18۔ شری کرشنا کمیشن کی نظر میں ممبئی فسادات کے اسباب
88	19۔ ممبئی فسادات کے اہم واقعات
92	20۔ ممبئی فسادات کے مجرم پولس اہلکار
94	21۔ شری کرشنا کمیشن کی اہم سفارشات

(آنکھوں دیکھا حال)

102	22۔ قتل کی رات (احمد آباد سے واپسی کے بعد) عزیز برنی
-----	--

- 23- ہم آج رات مار دیئے جائیں گے۔ گودند کشت۔ 111
- 24- گودھرا کا بچ (احمد آباد سے واپسی کے بعد) راج پور۔ 116
- 25- گودھرا سانچہ کارسیوں کی ناشائستہ حرکتوں کا رد عمل تھا۔۔۔۔۔ (ہجرات سے واپسی پر)۔ 121
- 26- ہجرات ایک اور کر بلا۔۔۔۔۔ (پریس کانفرنس)۔ 126
- 27- ہجرات فسادات اور مسلمانوں کا مستقبل۔ 147

(ظلم کی اذیت ناک داستان)

- 28- احمد آباد ناگرک ہت رکشک سبھی۔ 156
- 29- فہرست نیاز مند ان۔ 161
- 30- ہجرات سانچہ ایک رپورٹ: اختر الواسع۔ وحی احمد نعمانی۔ 162
- 31- مسلمانوں کا وفد گودھرا میں۔ 178
- 32- بیٹ بکری کی مالکن سے ملاقات۔ 182
- 33- احمد آباد کا حال۔ 183
- 34- دریا خاں گومت کمپ۔ 188
- 35- گھر گ سوسائٹی۔ 188
- 36- شاہ عالم درگاؤ کمپ۔ 189
- 37- جونا پور کمپ۔ 190
- 38- کنکر پیکمپ۔ 190
- 39- پریس کانفرنس۔ 191
- 40- مشورے و تجویز۔ 192
- 41- خواتین کا جسمانی استحصال۔ 194
- 42- خواتین کے خلاف جنسی مظالم۔ 197
- 43- جنسی مظالم اور میڈیا۔ 208
- 44- ریاست کے رول کے بارے میں عورتوں کے شواہد۔ 217
- 45- ان عورتوں کے بیانات جن کے بیٹوں کو پولس کامیٹ میں اٹھائے گئے۔ 223
- 46- ایک عام آدمی کے خیالات۔ 224
- 47- قتل اور لوٹ کے واقعات محل شواہد۔ 225
- 48- چمن پور۔ 241

(تباہ کر دی گئیں بستیاں)

- 49- نرودہ پھل مارکیٹ، کبائری بازار۔ 256
- 50- وٹول۔ 261

267 بالذی	51-
275 فکومتی پور	52-

(تا کہ سندر ہے)

اہم اخبارات، مصنفوں، صحافیوں کے ذریعہ بیان کی گئی تاریخی سچائی انھیں کے الفاظ میں تاریخ اور حوالے کے ساتھ		
278 اسپتال اور نفرت	53-
284 اسحاق سے ایک دوسری گفتگو	54-
296 بجرنگ دل کے ارکان نے سا برمتی ترین میں مسلمانوں کو چپا، بے شری رام کے نعرے لگوائے۔۔۔	55-
298 موبائل فون والے دنگائی	56-
300 دشوہندو پریشد پر پابندی لگائی جائے۔۔۔	57-
300 ایکشن کمیشن اپنی قیم گجرات بھیج سکتا ہے۔۔۔	58-
301 دشوہندو پریشد پر پابندی کے لئے گجرات فٹ کیس۔ وی ایچ پی لیڈران کے خلاف۔۔۔	59-
پونا کا اطلاق ضروری		
304 "پرساڈ" بن جانے کے باوجود بلوائیوں کے قہر سے نہ بچ سکے۔۔۔	60-
306 اقلیتوں کے گھر پر آرائس ایس کے درکروں کا قبضہ۔۔۔	61-
307 دہشت زدہ۔ اسد رضا۔۔۔	62-
308 گودھرا اور دات طے شدہ سازش۔۔۔	63-
309 سیلاب لہو کا۔ ظفر رائے پوری۔۔۔	64-
310 احمد آباد میں ہونے والی قتل و غارت منظم سازش کا نتیجہ۔۔۔	65-
312 قطعات۔ قیس رامپوری۔۔۔	66-
313 گجرات دہشت گردی کا ٹریلر ہے۔ فہم پورے ملک میں ریلیز ہوگی۔۔۔	67-
314 قطعہ۔ قیس رامپوری۔۔۔	68-
315 4 سالہ محمد گڑوائے چچا کی ہلاکت کا منظر کبھی نہیں بھولا۔۔۔	69-
317 یکم مارچ تک کسی بھی زخمی مسلمان کو اسپتال میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی گئی۔۔۔	70-
319 انتہائی متعظم انداز میں اقلیتوں کو مٹانے کی کوشش کی گئی۔۔۔	71-
321 احمد آباد میں 16 ویں صدی کی تاریخی مسجد مکمل طور پر زمین دوز۔۔۔	72-
322 گجرات فساد میں کم سے کم دو ہزار افراد مارے گئے۔۔۔	73-
324 گجرات میں 500 مساجد، درگاہیں اور امام بارگاہے مسکار کر دیئے گئے۔۔۔	74-
326 گجرات کے فساد زدگان فاقہ کشی کا شکار۔۔۔	75-
327 فساد یوں کے ساتھ داہنی تے گجرات کا دور دیا۔۔۔	76-
328 اجتماعی عصمت دری کے بعد مسلم خواتین کو زندہ بچا، یا۔۔۔	77-

- 78- گجرات میں فساد جاری رہنے پر امریکہ کا اظہار تشویش ----- 330
- 79- گجرات میں بے بس مسلم خواتین کی عصمت دری کرنے والوں کو منہ بیاں تقسیم کی گئیں ----- 331
- 80- گجرات میں پناہ گزین کیمپوں میں رہنا بھی خطرے سے خالی نہیں ----- 334
- 81- وطن دیکھ رہا ہوں۔ ڈاکٹر شہد حسن تابش ----- 335
- 82- مودی سرکار فساد کی آگ بجھانے میں ناکام ----- 336
- 83- دنیا کو گجرات پر تشویش ظاہر کرنے کا حق بایاں بازو ----- 337
- 84- میری ماں اور بہن کا سر کاٹنے کے بعد انہیں زندہ جلا دیا ----- 338
- 85- اڈوالی کا اپوزیشن کو، ٹوک جواب ----- 340
- 86- اس نے سارا شہر شعلوں کے حوالے کر دیا۔ ریاض ساغر ----- 341
- 87- گجرات سے ہندوستان کی بیرون ملک امیج تباہ ----- 342
- 88- دثو ہندو پریشد اشوک سنگھل کے بیان پر قائم ----- 343
- 89- گجرات مظلومین کے بچے لہو کو انصاف منے کی امید ختم ----- 344
- 90- گجرات میں الیکشن کے لئے بھجپ کا الیکشن کمیشن پر دباؤ ----- 346
- 91- فرقہ وارانہ گجرتی اور جمہوری نگاہ کا تحفظ کرنا ہوگا صدر جمہوریہ کا الوداعی خطاب ----- 347
- 92- گودھرا سانحہ کے مسافروں کی فہرست سامنے لائی جائے۔ ملائم سنگھ یادو ----- 349
- 93- عذاب در عذاب۔ چندر بھان خیال ----- 350
- 94- بھجپ کا خطرناک منصوبہ ----- 351
- 95- گجرات میں حالات الیکشن کے لائق نہیں۔ پاسوان ----- 354
- 96- فرقہ پرست قوتیں ایک مرتبہ پھر گجرات کو فسادات کی آگ میں جھونکنے پر آمادہ ----- 355
- 97- گجرات کی جنگ میں جیتی گئی زمین۔ راجندر شرما ----- 357

(پارلیمنٹ میں گجرات فسادات کی گونج)

- 98- محترم یہ بچیاں نہ ہندو ہیں نہ مسلمان امر سنگھ پارلیمنٹ میں ----- 364
- 99- گجرات کا منظر۔ شبینہ ادیب ----- 371
- 100- پارلیمنٹ میں شبانہ اعظمی کی تقریر ----- 372
- 101- شعلہ شعلہ مکان کا منظر۔ بدر ظہیری ----- 381

(مجرموں کے خلاف ٹھوس ثبوت)

- 102- قومی انسانی حقوق کمیشن کی رپورٹ کا اصل متن ----- 382
- 103- قومی انسانی حقوق کمیشن کی رپورٹ کا اصل متن (حصہ دوم) ----- 401
- 104- رضا کار، بھائیوں کے مہمکدوں اور شبہی میٹروں نے قومی انسانی کمیشن کی نیم کے سامنے یہ باتیں رکھی ----- 418

428	105	گجرات فسادات: ایک نظر میں (تاریخ وار تفصیل)
451	106	گجرات فسادات: کس نے کیا کہا (اہم شخصیات کے بیانات)
468	107	وزیراعظم اٹل بھاری باجپئی کے نام جسٹس محمد عظیم جیڑ میں قومی اقلیتی کمیشن کا کتب
(شاعروں، کویوں کے دل سے نکلی آواز)		
471	108	چراغ امن و اماں کے بجھانا چاہتا ہے۔ ڈاکٹر فریاد آذر
472	109	سوچو! آخر کب سوچیں گے۔ ڈاکٹر نواز دیوبندی
474	110	کوئی سمجھاؤ مجھے یہ فلسفہ گجرات کا۔ راشد حامدی نئی دہلی
475	111	انسانوں کا حیوان ہونا۔ قیصر صدیقی سستی پور
476	112	آگ کو دعوت مت دو۔ ظفر مراد آبادی
478	113	انعام بتا دے کوئی۔ کشور عثمانی
480	114	جنگل۔ رفعت شرودش
481	115	ہم غریبوں کی آبادیاں جل گئیں۔ عظمت صدیقی سہارنپور
482	116	سب کو سستی دے بھگوان۔ محمد صلاح الدین پردیز
483	117	یہ ہنگامے ترے دامن میں اسے گنگ و جنم کب تک۔ علامہ رضی بدایونی
484	118	بڑی ہے اس کی عدالت ہر اک کی عدالت سے۔ قمر سنبھلی
486	119	تا حد نظر خون۔ رئیس نعمانی
487	120	آگ لگائی کس نے۔ کفیل الرحمن نشاط
488	121	حکمران کوئی نہیں۔ مجرم مظفر مگرمی
489	122	کھوٹا۔ قمر سنبھلی
490	123	نئی کر بلا۔ ڈاکٹر عظیم امروہی
492	124	پیالہ چٹک نہ جائے کہیں صبر کا۔ انیس میرٹھی
493	125	تیرے شہر میں۔ شہاب الدین نسیم پلکھو
494	126	مقتل گجرات۔ محمد اسحق حافظ سہارنپوری
495	127	دعوت امن۔ ابوالجہاد زاہد
496	128	ارباب سیاست کے نام۔ منصور عثمانی
498	129	یزید عصر سلامت حسین پیاسا ہے۔ ڈاکٹر امیر عارفی
501	130	کتاب ملنے کے بچے
509	131	Thanks
510	132	Reference

ہر ستم لکھ جاؤں گا، ہر جفا لکھ جاؤں گا
قاتلوں کی بستیوں میں جو ہوا لکھ جاؤں گا

ظلم
کے شکار
تمام افراد
کے غم میں
برابر کا شریک
اور انہیں انصاف
دلانے کی کوشش
میں مصروف ہیں
”تاریخی دستاویز“
کے ساتھ آپ سے

اور

تمام انصاف

پسندوں سے

رو برو

آپ کا اپنا

عزیز برنی

سانحہ گجرات ہی نہیں

میں اس دور کی تاریخ لکھ رہا ہوں

حقیقت تو یہ ہے کہ بھارت کے عوام خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان، سکھ یا عیسائی فرقہ پرست نہیں ہیں اور نہ ہی دہشت گردی کا تعلق مذہب یا فرقہ سے ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ اپنا ملک ان بھی مذاہب کے ماننے والوں کی فرقہ پرستی و دہشت گردی کا شکار رہا ہے۔ آج اگر ملک کے سامنے سب سے بڑا اور تشویشناک مسئلہ ہے تو وہ فرقہ پرستی ہے اور فرقہ پرستی سے پیدا ہونے والی دہشت گردی۔

مغلیہ دور میں مسلم بادشاہوں نے اپنا تخت پچائے رکھنے کے لئے جو طریقہ اپنایا وہ دہشت گردی تھی، حکومت کی چاہ میں انہوں نے نہ بھائی کو دیکھا نہ باپ کو تو پھر رعایا پر ظلم ان کے لیے کیا معنی رکھتا تھا۔ اب چاہے رعایا کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو اس دور کے مختلف واقعات کا ذکر مسلم دہشت گردی کے ضمن میں کیا جاسکتا ہے چونکہ حکمران مسلمان تھے انہوں نے اپنا تخت پچائے رکھنے کے لیے حکومت حاصل کرنے کے لیے اپنا اقتدار قائم کرنے کے لیے اپنا دبدبہ پیدا کرنے کے لیے مندروں پر حملہ بھی کیا اور ہندوؤں پر ظلم بھی۔ لیکن مظالم کی داستانوں کو یاد کرتے وقت ہمیں یہ بھی یاد رکھنا ہوگا کہ ان کے مظالم سے ان کے اپنے رشتے دار اور مذہب کے لوگ بھی بچے نہیں تھے، انہوں نے مندر توڑے تو مندروں کے لیے دان بھی دیا۔ ہندوؤں پر ظلم بھی کیا اور ہندوؤں کو جاگیریں بھی دیں انہیں اپنے نورتنوں میں بھی شامل کیا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ان کے ہر عمل میں ان کا سیاسی مفاد مقدم تھا۔ مذہب ذات پات اور فرقہ ان کی ترجیح نہیں تھی۔

مغلیہ دور میں اگر مسلم حکمرانوں کے ذریعہ مسلم دہشت گردی کی جھلک ملتی ہے تو اس کے بعد بھارت پر انگریزوں کا تسلط اور ان کے مفاد کو عیسائی دہشت گردی کہا جاسکتا ہے۔

مغلیہ دور میں
مسلم
بادشاہوں نے
اپنا تخت
پچائے رکھنے
کے لئے جو
طریقہ اپنایا
وہ دہشت
گردی تھی
حکومت کی
چاہ میں انہوں
نے نہ بھائی کو
دیکھا نہ باپ
کو تو پھر
رعایا پر ظلم ان
کے لیے کیا
معنی رکھتا تھا۔
اب چاہے رعایا
کا تعلق کسی
بھی مذہب سے
ہو

انگریزوں کی
حکمرانی کے
دور میں بھارت
کے عوام چاہے
وہ ہندو ہوں
مسلمان یا سکھ
ان پر کتنے ظلم
کیے گئے یہ
کرب ناک تاریخ
سب پر ظاہر
ہے۔ صرف
جلیاں والا باغ
کی داستان کو
یاد کریں تو
انگریزوں کی
190 سالہ
مظالم کی کہانی
کو سمجھا جا
سکتا ہے۔
مذہب کی بنیاد
پر ہی انگریز
دہشت گردی
کی بات کرنی
ہے تو بھارت
کی زمین پر
انگریزوں کی
حکومت کے اس
دور کو
عیسائی دہشت
گردی کا نام
دیا جاسکتا
ہے۔

آخری مغل بادشاہ کے زوال کے بعد سے 15 اگست 1947 تک یعنی بھارت کی آزادی
تک بھارت اور بھارت کے عوام انگریزوں یا مذہبی بنیاد پر کہیں تو عیسائیوں کی دہشت
گردی کے شکار رہے۔ 1857 کی تحریک آزادی کو انگریزوں نے ”نڈر“ کا نام دیا
دوسرے لفظوں میں اسے دہشت گردی قرار دیا جبکہ وہ انگریزوں کی دہشت گردی سے
چھٹکارا پانے کے لیے جدوجہد تھی، آزادی کی لڑائی تھی انگریزوں کی حکمرانی کے دور میں
بھارت کے عوام چاہے وہ ہندو ہوں مسلمان یا سکھ ان پر کتنے ظلم کیے گئے یہ کرب ناک
تاریخ سب پر ظاہر ہے۔ صرف جلیاں والا باغ کی داستان کو یاد کریں تو انگریزوں کی 190
سالہ مظالم کی کہانی کو سمجھا جاسکتا ہے۔ مذہب کی بنیاد پر ہی اگر دہشت گردی کی بات کرنی
ہے تو بھارت کی زمین پر انگریزوں کی حکومت کے اس دور کو عیسائی دہشت گردی کا نام دیا جا
سکتا ہے۔

بھارت کی جنگ آزادی کدھے سے کدھالا کر لڑی ہندوؤں اور مسلمانوں نے اور
سکھوں نے بھی، پھر بھارت کے ان جانبازوں کی قربانی رنگ لائی ملک آزاد ہوا،
انگریزی سامراج کا خاتمہ ہوا انگریزی دہشت گردی سے چھٹکارا ملا لیکن آزادی کے
ساتھ ہی سودیشی دہشت گردی کا بھی جنم ہوا جو بہت ہی تکلیف دہ ہے۔ وہ سب جو
انگریزوں کے خلاف، انگریزوں کی دہشت گردی کے خلاف کدھے سے کدھالا کر لڑ
رہے تھے آزادی ملتے ہی آپس میں لڑنے لگے۔ ہندو بھی سکھ بھی مسلمان بھی اور تب سے
اب تک چلا آ رہا ہے آپس لڑائی کا یہ سلسلہ جو آج 54 سال بعد بھی ختم نہیں ہو پا رہا ہے
بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ اپنی بلندی پر پہنچ چکا ہے ایسی بلندی پر کہ اگر اس بار بھی اس پر قابو نہیں
پایا گیا تو کچھ بھی ہو سکتا ہے ملک کی تباہی بھی۔ جمہوریت کا خاتمہ بھی اور ملک کی تقسیم
بھی، حقیقت کو نظر انداز کر دینے سے یا مسئلہ کی سنجیدگی سے منہ موڑ لینے سے مسئلہ چھوٹا
نہیں ہو جائے گا۔ اس حقیقت کو سمجھنا ہوگا۔ تقسیم بطن سے لے کر ہجرات میں ہونے

دہشت گردی
سے لڑائی آج
بھارت کی
آزادی کی
لڑائی سے کم
اہم نہیں ہے۔ یہ
بھارت کی
حقیقی آزادی
کی لڑائی ہے
آج ملک کو پھر
مہاتما گاندھی،
سبھاش چندر
بوس، شہید
بھگت سنگھ،
مولانا محمد
علی جوہر،
مولانا آزاد اور
اشفاق اللہ
جیسے وطن
پرستوں کی
ضرورت ہے

والے عالیہ فسادات تک کے خطرناک نتائج کو سامنے رکھ کر سوچنا ہوگا۔

تب اس کے حل کے لیے کوئی مناسب قدم اٹھایا جاسکے گا۔ دہشت گردی سے نمٹنے
کے لیے پہلے تاریخ کے دامن میں جھانک کر دیکھنا ہوگا کہ اس دہشت گردی کی جڑیں کتنی
گہری ہیں۔ دہشت گردی کی وجوہات کو سمجھنا ہوگا اور اپنے گریبانوں میں جھانک کر بھی
دیکھنا ہوگا کہ ہم جو دہشت گردی سے لڑنے کا ڈھونگ کر رہے ہیں حقیقت میں اس کوشش
میں ہم کتنے سنجیدہ ہیں۔ کتنی قوت ارادی، خود اعتمادی اور طاقت ہے ہمارے اندر اس
دہشت گردی سے لڑنے کے لیے اسے ختم کرنے کے لیے کہیں ایسا تو نہیں کہ خود ہماری
اقتدار پسندی ہمارے سیاسی مفاد، ہماری کمزوریاں اس دہشت گردی کو جنم دے رہی ہوں
اسے بڑھا دے رہی ہوں اور ہم ڈھنڈورا پیٹ رہے ہوں دہشت گردی سے لڑنے کا۔

دہشت گردی سے لڑائی آج بھارت کی آزادی کی لڑائی سے کم اہم نہیں ہے۔ یہ
بھارت کی حقیقی آزادی کی لڑائی ہے، آج ملک کو پھر مہاتما گاندھی، سبھاش چندر بوس، شہید
بھگت سنگھ، مولانا محمد علی جوہر، مولانا آزاد اور اشفاق اللہ جیسے وطن پرستوں کی ضرورت
ہے۔ دہشت گردی کے خلاف لڑائی اب بھارت کے عوام کو لڑنی ہوگی۔ کوئی سرکار یہ لڑائی
نہیں لڑ سکتی نہ ہی اس میں قوت ارادی ہے نہ طاقت۔ دراصل سچائی تو یہ ہے کہ ان کے
سیاسی مفاد نے ہی اسے جنم دیا ہے، پروان چڑھایا ہے ملک کا بنوارہ کرایا ہے، وہ اس
دہشت گردی سے کیا لڑیں گے جن کے اصول ہی اس دہشت گردی کے جنم داتا ہیں۔

میں دہشت گردی کے خلاف جنگ کا بگل بجا رہا ہوں یا اپنی موت کے پروانے پر
دستخط کر رہا ہوں یہ تو آنے والا کل ہی بتائے گا پر یہ سچ ہے کہ میں سچ کو اجاگر کر دہشت
گردوں کا اصلی چہرہ تو ملک کے عوام کے سامنے رکھ ہی جاؤں گا۔ پھر اس ملک کے عوام
سے پیدا ہوگا کوئی گاندھی، کوئی آزاد، اشفاق اللہ جو دلائے گا اپنے ملک کو ایک نئی آزادی،
حقیقی آزادی دہشت گردی سے نجات، فرقہ وارانہ حیوانیت سے نجات۔

آج اپنے ملک میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں دہشت گردی کا خوف ہے کئی طاقت ور ملک دہشت گردی اور دہشت گردانہ واقعات سے فکر مند ہیں لیکن میں اس وقت دنیا بھر میں پھیلی دہشت گردی کا ذکر نہیں کروں گا۔ مجھے تشویش ہے اپنے ملک اور اپنے ملک میں پھیلی دہشت گردی پر موجودہ دہشت گردی اور فرقہ پرستی کے واقعات پر، بحث بعد میں ماضی کا ذکر پہلے اس لیے کہ حال ماضی کی دین ہے اور مستقبل ماضی اور حال پر منحصر ہے۔ لہذا بات شروع کریں گے 1757 میں بھارت پر انگریزوں کے تسلط سے ان کے ذریعہ دہشت گردی اور فرقہ پرستی کے بیج بونے سے پھر آزادی حاصل کرنے کے فوراً بعد کے حالات سے، تقسیم وطن سے تقسیم کی وجہ سے ہوئے خون خرابے سے۔ اس کے بعد ذکر کریں گے تقسیم کے بعد سے آج تک جاری رہنے والی فرقہ وارانہ کشیدگی کا، فرقہ وارانہ فسادات کا۔۔ ایودھیا تنازعہ اور گجرات میں ہوئے حالیہ فرقہ وارانہ فسادات کا اسکے بعد ہوئے انکیشن اور اسکے نتائج کا۔

اپنے ملک کا
بٹوارا کیوں
ہوا، کس کے
لیے ہوا، کس
نے کیا اس کے
پیچھے کس کا
مفاد تھا اس کے
دور رس نتائج
کیا ہونے والے
تھے کس کو اس
کا فائدہ ہونا
تھا پہلے تفکرہ
ہو اس پر اس
کے بعد دہشت
گردی پھر۔
کیونکہ آج جو
ہم بھگت رہے
ہیں وہ بیتے
ہوئے کل کی
اسی بھول کا
نتیجہ ہے

اپنے ملک کا بٹوارا کیوں ہوا، کس کے لیے ہوا، کس نے کیا اس کے پیچھے کس کا مفاد تھا اس کے دور رس نتائج کیا ہونے والے تھے کس کو اس کا فائدہ ہونا تھا پہلے تذکرہ ہو اس پر اس کے بعد دہشت گردی پر۔ کیونکہ آج جو ہم بھگت رہے ہیں وہ بیتے ہوئے کل کی اسی بھول کا نتیجہ ہے۔ آج کہیں قتل ہو جائے تو قاتل کو پکڑنے کے لیے سب سے پہلے قتل کی وجہ کو جاننے کی کوشش کی جاتی ہے پھر دیکھا جاتا ہے کہ قتل سے فائدہ کس کو ہو سکتا تھا اور اکثر یہ دو باتیں اصل قاتل تک پہنچا دیتی ہیں۔ آج ضرورت ہے کہ ملک کی عدالت میں اپنے ملک کے قتل کا مقدمہ چلے بھارت کے جسم کے دو ٹکڑے کر دیے جانے کا مقدمہ چلے اور بھارت کے اس قتل کے ساتھ ساتھ سرحد پر شہید ہو جانے والے ہزاروں لاکھوں ہندوستانیوں کے قتل کے مقدمہ چلیں۔ ان پر جو اس سب کے لیے جوابدہ ہیں خواہ وہ زندہ ہوں یا نہ ہوں آخر ملک کے عوام کے سامنے ماضی کا بیج تو آئے تاکہ ہماری آنے والی

ایک نظریہ جو 54 سال پہلے پیش کر دیا گیا، تشہیر کر دی گئی کہ دو قومی نظریہ پر ملک تقسیم ہوا۔ ہندو اور مسلمان کی بنیاد پر ملک تقسیم ہوا۔ یہ جھوٹ ہے۔ مجھے سچ نہیں لگتا یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جسے ہزاروں بار بولا گیا۔ تلکہ اسے سچ کی شکل میں پیش کیا جا سکے اور یہی ہوا اس جھوٹ نے سچ کی شکل اختیار کر لی

شلیں چین کی سانس لے سکیں اور ان پر انگلی نہ اٹھے جو اس کے لیے ذمہ دار نہیں ہیں جن کے آباد و اجداد بھی اس کے لیے ذمہ دار نہیں تھے لہذا تقسیم کی وجوہات تلاش کی جائیں اس تقسیم کا فائدہ کس کو ہونے والا تھا یا آج کے تناظر میں کہہ سکتے ہیں کہ فائدہ کس کو ہوا اس پر غور کیا جائے اس پر بحث کی جائے اس پر ریسرچ کی جائے۔

ایک نظریہ جو 54 سال پہلے پیش کر دیا گیا، تشہیر کر دی گئی کہ دو قومی نظریہ پر ملک تقسیم ہوا۔ ہندو اور مسلمان کی بنیاد پر ملک تقسیم ہوا۔ یہ جھوٹ ہے۔ مجھے سچ نہیں لگتا یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جسے ہزاروں بار بولا گیا تاکہ اسے سچ کی شکل میں پیش کیا جاسکے اور یہی ہوا اس جھوٹ نے سچ کی شکل اختیار کر لی۔ 54 برس بھارت کا بھولا بھالا ہندو اور مسلمان اسی کوچ ماننا رہا اور آج بھی ماننا ہے کیونکہ اس پر تفصیل سے بحث ہوئی ہی نہیں حقیقت کو سمجھنے کی سنجیدگی سے کوشش کی ہی نہیں گئی۔ 54 برسوں تک جو بات بھائی کو بھائی سے لڑائی رہی۔ ہندوؤں کو مسلمانوں کو ایک دوسرے کا دشمن بناتی رہی۔ دلوں میں نفرت کی دیواریں کھڑی کرتی رہی اس بات کو یونہی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، اس بات کی تہہ تک جانا ہی ہوگا۔ آج تقسیم کی وجہ بھی تلاش کرنی ہوگی اور تقسیم سے کسے فائدہ ہوا یہ بھی دیکھنا ہوگا کیونکہ یہ تقسیم ہی دہشت گردی کی جڑ ہے آج اگر کشمیر میں علیحدگی پسندی کی آواز اٹھ رہی ہے جس کی وجہ سے دہشت گردی ایک مسئلہ بن گئی ہے تو اس کے پیچھے یہ بنواریں ہی تھیں۔ خالصتان کا اگر مطالبہ ہوا تو اس کے پیچھے بھی یہ بنواریں ہی تھیں تاکہ ایتھ میں پھیلی دہشت گردی بوڈولینڈ کا مطالبہ سب کی تہہ میں بنواریں ہی ہے۔

ایک تھیوری تو وہ تھی جو پیش کی گئی مشہور کر دی گئی کہ ہندو اور مسلمانوں کے لیے الگ الگ ملک بنانے کے لیے مذہب کے نام پر بنواریں ہوا۔ مسلمانوں کے لیے پاکستان بنا اور ہندوؤں کے لیے ہندوستان۔ ایک دوسری تھیوری جو میری سمجھ میں آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ملک کا بنواریں ہندو مسلمان کی بنیاد پر ہوا ہی نہیں بنواریں ہوا مسلمانوں کو دو حصوں میں

باٹنے کے لیے۔ پنڈت جواہر لال نہرو کے اقتدار کو مل سکنے والے چیلنج سے بچنے کے لیے
 سردار پٹیل کے منصوبوں کو پورا کرنے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو اس لیے کیونکہ ملک کو چلانا
 تھا جمہوریت کی بنیاد پر جہاں ملک کی کمان کس کے ہاتھوں میں ہوگی یہ طے کرنا تھا رائے
 دہندگان کو جس کو ووٹ زیادہ ملیں گے اسی کو سرکار بنانے کا موقع ملے گا۔ یہ موقع ہمیشہ
 اپنے ہاتھ میں رہے یہ طے کرنے کے لیے اس دور کے با اثر لیڈروں نے فیصلہ کیا کہ
 قوت کے دوسرے مرکز کا وجود ہی ختم کر دو نہ رہے گا بانس نہ بچے کی بانسری۔ مسلمانوں کو
 بانٹ دو ایک ٹکڑا جناح کو دے کر مقابلہ ختم کر دو یہاں رہے گا تو کبھی بھی پنڈت نہرو کے
 اقتدار کے لیے خطرہ بن سکتا ہے کیونکہ قابلیت و صلاحیت میں نہرو سے کم نہیں، دونوں ہی
 بیرسٹر ہیں، دونوں ہی اچھی انگریزی بولتے ہیں انگریزوں کے نزدیک بھی دونوں ہیں اور
 دونوں ہی ملک کی قیادت کے خواہش مند ہیں لہذا انکراؤ ڈالنے کا آسان طریقہ یہی نظر آیا
 کہ دونوں کی منشاء پوری کر دی جائے۔ دونوں کو ایک ایک ملک دے دیا جائے۔ اس لیے
 ہوا بنوارہ کے نہرو کے راستے کا کاٹنا نکال دیا جائے۔ اس لیے ہوا بنوارہ کہ مسلمانوں کے
 ووٹ کی طاقت کو کمزور کر دیا جائے پھر مشہور کیا گیا کہ بنوارہ مذہب کی بنیاد پر ہوا ہے
 مسلمانوں کے لیے الگ ملک پاکستان بنا دیا گیا ہے تاکہ بھارت میں رہ جانے والا
 مسلمان احساس کتری میں مبتلا رہے اپنے آپ کو ملک کی تقسیم کا ذمہ دار سمجھتا رہے۔ مجرم
 سمجھتا رہے اور یہی ہوا مسلمان تقسیم کے لیے ذمہ دار نہ ہوتے ہوئے بھی یہ طعنہ سناتا رہا، یہ
 گالی برداشت کرتا رہا سر جھکا کر ایک مجرم کی طرح رہتا رہا۔ سہتا رہا اس نے کبھی نہیں
 پوچھا کہ ہم سے تو کبھی رائے لی ہی نہیں گئی۔ ہم بنوارے کے ذمہ دار کیسے ہیں آزادی
 کے بعد کوئی ریفرنڈم تو ہوا ہی نہیں تھا۔ مسلمان بنوارہ چاہتے ہیں یا نہیں ایسا کوئی ایکشن تو
 ہوا ہی نہیں تھا اگر مٹھی بھر مسلمان جو پاکستان بنانے کی خواہش رکھتے تھے یا اس فیصلے میں
 شریک تھے تو مجرم وہ ہوئے ان کے جرم کی سزا بھارت میں رہ جانے والا مسلمان کیوں

ملک کا بنوارہ
 ہندو مسلمان
 کسی بنیاد پر
 ہوا ہی نہیں
 بنوارہ ہوا
 مسلمانوں کو
 دو حصوں میں
 بٹانے کے لیے۔
 پنڈت جواہر
 لال نہرو کے
 اقتدار کو مل
 سکنے والے
 چیلنج سے
 بچنے کے لیے
 سردار پٹیل کے
 منصوبوں کو
 پورا کرنے میں
 کوئی رکاوٹ
 پیدا نہ ہو اس
 لیے

بہر انگریز یہ مان بھی لیا جائے کہ بٹوارہ مذہب کی بنیاد پر تھا تو مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد بھارت میں کیسے رہ گئی سب کو پاکستان پہنچانے کا انتظام کیوں نہیں کیا گیا۔ کیا بٹوارہ آبادی کے مطابق علاقائی بنیاد پر تھا یا کیا آبادی کے تناسب میں دونوں ملکوں کی سرحدیں طے کی گئی تھیں انگریز یہ سوچ کر بٹوارہ نہیں کیا گیا تھا تو یہ بٹوارا ایک سیاسی بھول تھی اس زمانے کے با اثر اور فیصلے کی صلاحیت رکھنے والے لیڈروں کی، انہیں یا تو کسی بھی حالت میں بٹوارا کرنا ہی نہیں تھا اور اگر بٹوارا ہی آخری حل رہ گیا تھا تو مستقبل میں آنے والی بھی مشکلات پر دور اندیشی سے فیصلہ کیا جاتا ایک ایسا سمجھوتہ معاہدہ ہوتا کہ ایک مقررہ وقت تک بھارت میں رہ جانے والے بھی مسلمان پاکستان چلے جائیں گے اگر وہ اس قابل نہیں ہیں یا ان کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ پاکستان جاسکیں تو پاکستان کی سرکار اور بھارت کی سرکار انہیں وسائل مہیا کرائے گی انہیں بحفاظت دوسرے ملک میں پہنچانا بھی حکومتوں کی ذمہ داری ہوگی اسی طرح پاکستان میں رہ جانے والے ہندوؤں کو بحفاظت عزت کے ساتھ بھارت پہنچانے کی ذمہ داری بھی ان حکومتوں کی ہوگی پھر بھی اگر کچھ مسلمان یہاں رہ جائیں گے اور کچھ ہندو وہاں رہ جائیں گے تو ان کی حیثیت کیا ہوگی کیا انہیں برابری کا درجہ دیا جائے گا۔ کیا ان کے لیے الگ قانون بنایا جائے گا۔ یہ سب اسی وقت طے کیا جاتا بھی ہندوؤں اور مسلمانوں کو اس کی اطلاع دی جاتی ان پر ان کی خواہش کے مطابق رہنے کا فیصلہ چھوڑا جاتا پھر اگر وہ ہندو یا مسلمان جان بوجھ کر فیصلہ کرنے میں غلطی کرتے تو آج سزا پاتے وہ خود ذمہ دار ہوتے اگر ایسا ہوا ہی نہیں تو وہ ذمہ دار کیسے۔ لہذا بھارت کی ایکتا کے لیے، ہندوستان اور ہندوستانیوں کے

بھگتے۔ بٹوارہ قبول کرنے والوں کو ذمہ دار سمجھا جائے تو جناح کو مجرم سمجھو پنڈت نہرو کو ذمہ دار سمجھو یا اس وقت فیصلہ کن کردار نبھانے والی با اثر شخصیات کو مجرم سمجھو عام ہندو یا مسلمان کیسے اس کا ذمہ دار ہو گیا۔

پھر اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ بٹوارہ مذہب کی بنیاد پر تھا تو مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد بھارت میں کیسے رہ گئی سب کو پاکستان پہنچانے کا انتظام کیوں نہیں کیا گیا۔ کیا بٹوارہ آبادی کے مطابق علاقائی بنیاد پر تھا یا کیا آبادی کے تناسب میں دونوں ملکوں کی سرحدیں طے کی گئی تھیں اگر یہ سوچ کر بٹوارہ نہیں کیا گیا تھا تو یہ بٹوارا ایک سیاسی بھول تھی اس زمانے کے با اثر اور فیصلے کی صلاحیت رکھنے والے لیڈروں کی، انہیں یا تو کسی بھی حالت میں بٹوارا کرنا ہی نہیں تھا اور اگر بٹوارا ہی آخری حل رہ گیا تھا تو مستقبل میں آنے والی بھی مشکلات پر دور اندیشی سے فیصلہ کیا جاتا ایک ایسا سمجھوتہ معاہدہ ہوتا کہ ایک مقررہ وقت تک بھارت میں رہ جانے والے بھی مسلمان پاکستان چلے جائیں گے اگر وہ اس قابل نہیں ہیں یا ان کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ پاکستان جاسکیں تو پاکستان کی سرکار اور بھارت کی سرکار انہیں وسائل مہیا کرائے گی انہیں بحفاظت دوسرے ملک میں پہنچانا بھی حکومتوں کی ذمہ داری ہوگی اسی طرح پاکستان میں رہ جانے والے ہندوؤں کو بحفاظت عزت کے ساتھ بھارت پہنچانے کی ذمہ داری بھی ان حکومتوں کی ہوگی پھر بھی اگر کچھ مسلمان یہاں رہ جائیں گے اور کچھ ہندو وہاں رہ جائیں گے تو ان کی حیثیت کیا ہوگی کیا انہیں برابری کا درجہ دیا جائے گا۔ کیا ان کے لیے الگ قانون بنایا جائے گا۔ یہ سب اسی وقت طے کیا جاتا بھی ہندوؤں اور مسلمانوں کو اس کی اطلاع دی جاتی ان پر ان کی خواہش کے مطابق رہنے کا فیصلہ چھوڑا جاتا پھر اگر وہ ہندو یا مسلمان جان بوجھ کر فیصلہ کرنے میں غلطی کرتے تو آج سزا پاتے وہ خود ذمہ دار ہوتے اگر ایسا ہوا ہی نہیں تو وہ ذمہ دار کیسے۔ لہذا بھارت کی ایکتا کے لیے، ہندوستان اور ہندوستانیوں کے

خوبصورت مستقبل کے لیے یہ ضروری ہے کہ بنوارے کی الزام تراشی بند کی جائے آج کی نسل کو اس تقسیم کیلئے جوابدہ نہ مانا جائے بنوارے کو مذہب سے جوڑ کر نہ دیکھا جائے۔

اور اب مختصر تذکرہ گجرات کا۔

ہندوستان کے اتحاد، سالمیت، سیکولرزم اور جمہوریت کی حفاظت کے لیے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ گجرات میں گودھرا، احمد آباد اور ریاست کے مختلف علاقوں میں ہوئے قتل عام آگ زنی اور لوٹ مار کے لیے سبھی ملازموں مقامی انتظامیہ، پولس، فساد میں شامل لیڈروں، وزیر اعلیٰ ممبران پارلیمنٹ، ممبران اسمبلی وغیرہ کو قانون کے مطابق سزا دی جائے چاہے ان کی تعداد ہزاروں ہی میں کیوں نہ کیونکہ یہ سب ہزاروں بے گناہ انسانوں کے قاتل ہیں یا قتل میں شامل ہیں، قاتلوں کے مددگار ہیں۔

موجودہ گجرات سرکار پر سے ملک کے عوام کا بھروسہ اٹھ گیا ہے۔ انہیں سماج غیر جانبدار نہیں مانتا۔ گجرات میں گودھرا سانحہ کے بعد جس طرح منصوبہ بند طریقہ سے بے گناہ انسانوں کو جن جن کر مارا گیا، زندہ جلایا گیا، عورتوں معصوم بچیوں کی اجتماعی آبروریزی کی گئی مسلمانوں کے کاروبار تباہ کیے گئے جنہیں دیکھ کر اہم قومی لیڈروں سابق وزیر اعلیٰ اعظم نے بھی اسے "اسٹیٹ اسپانسرڈ ٹیررزم" کا نام دیا لیکن وزیر اعظم و وزیر داخلہ نے نہ تو وزیر اعلیٰ نریندر مودی کو عہدے سے ہٹایا نہ اس سرکار کو برخاست کر صدر راج نافذ کرنے کا مطالبہ قبول کیا۔ اتنا ہی نہیں نریندر مودی کا بچاؤ کیا تعریف کی وقت سے پہلے الیکشن کرانے کا اختیار دیا جس نے نریندر مودی کو مطلق العنانی دی اور فساد یوں کی ہمت افزائی کی لہذا وزیر اعظم، وزیر داخلہ دانستہ یا غیر دانستہ اپنے عہدوں کے غلط استعمال، ملازموں کے تحفظ اور ملک بھر میں فرقہ پرستی اور دہشت گردی پھیلانے میں مددگار بن جانے والے اپنے رول پر خود غور کریں خود احتسابی کریں سبھی ملازموں کو مناسب سزادیں چاہے وہ کتنے ہی با اثر کیوں نہ ہوں اپنی حکومت پر ملک کے عوام کے اعتماد کو دوبارہ بحال کریں فرقہ دارانہ بھائی چارے کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ ملک کے صدر کی

ہندوستان کے
اتحاد، سالمیت،
سیکولرزم اور
جمہوریت کی
حفاظت کے لیے یہ
ضروری ہو گیا
ہے کہ گجرات
میں گودھرا،
احمد آباد اور
ریاست کے
مختلف علاقوں
میں ہوئے قتل
عام آگ زنی اور
لوٹ مار کے لیے
سبھی ملازموں
مقامی انتظامیہ،
پولس، فساد میں
شامل لیڈروں،
وزیر اعلیٰ ممبران
پارلیمنٹ، ممبران
اسمبلی وغیرہ کو
قانون کے مطابق
سزا دی جائے
چاہے ان کی تعداد
ہزاروں ہی میں
کیوں نہ کیونکہ
یہ سب ہزاروں
بے گناہ انسانوں
کے قاتل ہیں یا
قتل میں شامل
ہیں قاتلوں کے
مددگار ہیں۔

وزیر اعظم،
وزیر داخلہ
دانشہ یا غیر
دانشہ اپنے
عہدوں کے غلط
استعمال،
ملزموں کے
تحفظ اور ملک
بہر میں فرقہ
پرستی اور
بہشت گردی
پھیلانے میں
مددگار بن
جانے والے اپنے
رول پر خود
غور کریں خود
احتسابی کریں
سبھی ملزموں
کو منسلب سزا
دیں چلے وہ
کتنے ہی بااثر
کیوں نہ ہوں

حیثیت سے شری اسے پی جے عبدالکلام کا انتخاب اس کوشش کی ایک کڑی بن سکتی ہے جس کے لیے اس حکومت کی وزیر اعظم وزیر داخلہ کی تعریف کی جانی چاہیے لیکن یہ تعریف اپنی جگہ گجرات میں سرکار کے کردار پر بحث اپنی جگہ۔ ہاں اگر سرکار چاہے تو ابھی بھی وقت ہے کہ وہ اپنے کاموں سے عوام کا بھروسہ جیت سکتی ہے زخموں پر مرہم رکھ سکتی ہے ٹوٹے دلوں کو جوڑ سکتی ہے فرقہ وارانہ بھائی چارہ پیدا کر سکتی ہے۔ ملک کی مندرجہ ہوتی شہرہ کو بچانے کے کوشش کر سکتی ہے۔ یہ ملک سو کروڑ ہندوستانیوں کا ہے اور یہاں رہنے والے مسلمانوں کی تعداد انڈونیشیا کے علاوہ ساری دنیا میں بھی اسلامی ملک سے زیادہ ہے نہ تو بھارت کا مسلمان دنیا کے کسی بھی ملک میں جاسکتا ہے اور نہ علیحدگی کی سوچ کسی مسئلہ کا حل ہے۔ ماضی میں اس سوچ کے خطرناک نتائج ہمارے سامنے ہیں لہذا ہم سب ہندوستانیوں کی کوشش یہی ہو کہ ہم ماضی سے سبق سیکھیں مستقبل کی تعمیر کریں خوبصورت مستقبل کی، ایک خوبصورت ہندوستان کی۔ حکومت اس میں عوام کی مدد کرے اس کوشش کی ہمت افزائی کرے ان کی رہنمائی کرے۔ اس کے برعکس خواہش رکھنے والوں کو کچل دیں چاہے وہ کسی بھی مذہب یا ذات کے ہوں۔ گجرات پر بحث ملک کی بدترین تاریخ پر آخری بحث ہو اس کے بعد جب بھی ذکر ہو ملک کی سنہری تاریخ کا تذکرہ ہو اور پھر مجھے موقع ملے اپنے ملک کی سنہری تاریخ پر ایک کتاب لکھنے کا اور اس سنہری تاریخ کی تخلیق کرنے والوں کو پیش کرنے کا۔ اسی امید، خواہش آرزو اور تمنا کے ساتھ اپنے ملک کی عوام، سرکار اور سبھی لیڈران سے اس درخواست کے ساتھ پیش لفظ ختم کرتا ہوں کہ ملک کے وقار کے لیے اتحاد، سالمیت، فرقہ وارانہ بھائی چارہ کو بچانے کے لیے ہم سب مشترکہ کوشش کریں اقبال کے اس ترانے کی معنویت ثابت کریں اور سب مل کر گائیں۔

سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا

ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا



سی۔سی۔
 سلعی، معاشی
 استحصال کے
 علاوہ
 انگریزوں کے
 ذریعہ کی جانے
 والی ہے عزتی
 اور مظلّم تو وہ
 وجوہات تھیں
 ہی جن سے
 انگریزوں کے
 خلاف آواز
 اٹھانے کے لیے
 ہندوستانیوں
 کو تحریک ملی
 لیکن ان سب
 سے بڑھ کر جو
 وجہ تھی جس
 نے 1857 کے
 غدر یا آزادی
 ہند کی بنیاد
 ڈالی وہ تھا
 منہب۔ ایک
 ہندوستانی
 سب کچھ
 برداشت
 کر سکتا ہے
 لیکن اپنے
 منہب پر حملہ
 برداشت نہیں
 کر سکتا۔

بھارت غلامی سے آزادی تک

23 جون 1757 کو پلاسی کی جنگ میں نواب سراج الدولہ کو شکست دے کر انگریزوں نے بنگال پر قبضہ کر لیا اس طرح انگریزوں کا بھارت پر اقتدار قائم ہو گیا۔ انگریزوں کی ہندوستان آمد، ایسٹ انڈیا کمپنی، پلاسی کی جنگ، سراج الدولہ کی بہادری پھر 1799 میں ٹیپو سلطان کی دلیرانہ شہادت کا تذکرہ کریں گے تو یہ داستان طویل ہو جائے گی جب کہ ہم یہاں صرف ان حالات کو سامنے لانا چاہتے ہیں جن سے انگریزوں کے قبضے کے بعد ہندوستانیوں کو گزرنا پڑا اور جب ظلم برداشت سے باہر ہو گیا تو ہندوستانیوں کے دلوں میں آزادی کی امنگ نے جنم لیا اور غلامی کی زنجیریں توڑ پھینکنے کا عہدہ کر کے آگے بڑھے۔

انگریزوں کے خلاف باقاعدہ جنگ کی شروعات تو 1857 میں ہوئی لیکن اس سے پہلے بھی 1816 سے لے کر 1855 تک لگاتار انگریزوں کے مظالم کے خلاف آوازیں اٹھتی رہیں جس نے ایسا ماحول پیدا کر دیا کہ 1857 میں انگریزوں کے خلاف بھارت کی آزادی کا ہگل بجایا جاسکا یعنی انگریزوں کی غلامی کے 100 سال برداشت کرنے کے بعد وہ لمحہ آگیا جب ہندوستانیوں نے یہ طے کر لیا کہ اب فرنگیوں کے ظلم نہیں سہیں گے اور اپنے ملک کو انگریزوں کے پنجے سے آزاد کرنا ہی رہے گا۔

یہاں ہمیں انگریزوں کی غلامی کی تاریخ کا ذکر کرنا ہے اس لیے 1757 سے 1857

ہندوستان میں
ہونے والی اب
تک زیادہ تر
تحریکات میں
مذہب بنیادی
سبب رہا ہے
چاہے وہ
1857 کی
تحریک آزادی
ہو یا پھر جنگ
آزادی سبھی
میں مذہبی
معاملوں کا اہم
کردار رہا ہے۔
جب تک
ہندوؤں اور
مسلمانوں کی
معاشری آزادی
پر حملہ ہوتا
رہا وہ اسے
برداشت کرتے
رہے لیکن جب
انہیں احساس
ہوا کہ اب ان کا
مذہب خطرے
میں پڑنے لگا
ہے تو وہ
انگریزوں کے
مقابلے پر سینہ
تان کر کھڑے
ہو گئے۔

یعنی انگریزوں کے بھارت پر اقتدار سے لے کر غلامی کے خلاف چھیڑی جانے والی 1857 کی جنگ کے درمیان کے 100 سال کا تفصیلی ذکر نہیں کریں گے۔ تذکرہ کریں گے صرف ان وجوہ کا جن سے اس 100 سالہ غلامی کے خلاف آواز اٹھانے کی تحریک ملی۔

سیاسی، سماجی، معاشی استحصال کے علاوہ انگریزوں کے ذریعہ کی جانے والی بے عزتی اور مظالم تو وہ وجوہات تھیں ہی جن سے انگریزوں کے خلاف آواز اٹھانے کے لیے ہندوستانوں کو تحریک ملی لیکن ان سب سے بڑھ کر جو وجہ تھی جس نے 1857 کے غدر یا آزادی ہند کی بنیاد ڈالی وہ تھا مذہب۔ ایک ہندوستانی سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن اپنے مذہب پر حملہ برداشت نہیں کر سکتا۔ انگریزوں نے ہندو مذہب کی تعلیمات کو بدل کر رکھ دیا جس سے ہندوؤں کو اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق عمل کرنے میں مشکل ہونے لگی۔ مندروں اور مذہبی مقامات کی جاگیریں ضبط کر لی گئیں اپنا مذہب چھوڑ کر عیسائی مذہب اپنانے کی ترغیب دی گئی اور پادریوں کے ذریعہ ان کی مذہبی تقاریب میں اپنے مذہب کی تعریف کے ساتھ دوسرے مذاہب کا مذاق اڑایا جانے لگا۔ یہی سب مسلمانوں کے ساتھ بھی کیا گیا ان کی مذہبی آزادی چھین لی گئی ان پر عیسائی مذہب تھوپے جانے کی کوشش کی جانے لگی جس سے بے چین ہو کر ہندو اور مسلمان دونوں متحد ہوئے اور انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی کا بگل بجا دیا۔ لہذا تاریخ کا مطالعہ کریں تو یہ حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ سیاسی، سماجی اور معاشی استحصال تو بھارت کا ہندو اور مسلمان برداشت کرتا رہا لیکن حملہ جب اس کے مذہب پر ہوا تو وہ برداشت نہیں کر سکا اور انگریزوں کے خلاف آزادی کی تحریک چھیڑ دی۔

ہندوستان میں ہونے والی اب تک زیادہ تر تحریکات میں مذہب بنیادی سبب رہا ہے چاہے وہ 1857 کی تحریک آزادی ہو یا پھر جنگ آزادی سبھی میں مذہبی معاملوں کا اہم کردار رہا ہے۔ جب تک ہندوؤں اور مسلمانوں کی معاشی آزادی پر حملہ ہوتا رہا وہ اسے

برداشت کرتے رہے لیکن جب انہیں احساس ہوا کہ اب ان کا مذہب خطرے میں پڑنے لگا ہے تو وہ انگریزوں کے مقابلے پر سینہ تان کر کھڑے ہو گئے۔ تحریک آزادی میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے متحد ہونے کی وجہ یہی تھی کہ دونوں ہی اپنے اپنے مذہب کی حفاظت کرنا چاہتے تھے اور ان کا یہ مقصد انگریزوں کو ملک سے باہر کر کے ہی پورا ہو سکتا تھا۔

تحریک آزادی کے روح رواں بھی غالباً اس حقیقت کو سمجھتے تھے اس لیے کبھی معاملوں میں انہوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو متحرک کرنے کے لیے مذہب کا سہارا لیا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اس تحریک آزادی میں جس مذہب نے ان دونوں مذاہب کے پیروکاروں کو متحد رکھا تھا آزادی حاصل ہوتے ہوتے اسی مذہب کی بنیاد پر دونوں ایک دوسرے کے دشمن بن گئے۔ مسلمان اپنے مذہبی معاملات میں زیادہ حساس ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ہندوستان کی آزادی کو اپنا مذہبی معاملہ تصور کرتے ہوئے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مسلمان اپنے ملک کی آزادی کو سب سے زیادہ اہم مانتا ہے۔ مسلمان کبھی بھی غلامی کی زندگی برداشت نہیں کر سکتا۔ جب اسے یہ محسوس ہونے لگا کہ معاشی اور سماجی طور پر روک لگانے کے ساتھ ساتھ اس کے مذہب کو بھی نشانہ بنایا جا رہا ہے تو اس نے پوری طاقت کے ساتھ آزادی کا نعرہ بلند کیا۔ 1857 کی تحریک آزادی میں اتنی بڑی تعداد میں مسلمان شریک تھے کہ صرف دہلی میں بغاوت کے ناکام ہونے کے بعد 27 ہزار مسلمانوں کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا تھا۔ سرالفریڈ لائن کے مطابق "1857 کی بغاوت کے بعد مسلمانوں پر انگریز اس طرح ٹوٹ پڑے جیسے وہ ان کے اصل دشمن اور سب سے خطرناک حریف ہوں۔"

انگریز اس بات سے فکر مند تھے کہ مذہب ہندوؤں اور مسلمانوں کے اتحاد میں رکاوٹ بننے کے بجائے انہیں ایک پلیٹ فارم پر لانے میں مددگار ثابت ہو رہا ہے اس لیے انہوں نے دونوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے مذہب کا ہی سہارا لیا انہوں نے نفرت کا ایسا

مسلمان کبھی
بھی غلامی کی
زندگی
برداشت نہیں
کر سکتا۔ جب
اسے یہ
محسوس ہونے
لگا کہ معاشی
اور سماجی
طور پر روک
لگانے کے ساتھ
ساتھ اس کے
مذہب کو بھی
نشانہ بنایا جا
رہا ہے تو اس
نے پوری طاقت
کے ساتھ آزادی
کا نعرہ بلند
کیا۔ 1857 کی
تحریک آزادی
میں اتنی بڑی
تعداد میں
مسلمان شریک
تھے کہ صرف
دہلی میں
بغاوت کے ناکام
ہونے کے بعد
27 ہزار
مسلمانوں کو
پھانسی پر لٹکا
دیا گیا تھا۔

1857 کی

تحریک آزادی

کی سیاسی اور

معاشی وجوہ

کے ساتھ ساتھ

سماجی

و مذہبی وجوہ

بھی تھیں۔

انگریزوں نے

اپنی حکومت

کے دوران عوام

کے سماجی اور

ثقافتی

معاملوں میں

داخل اندازی

شروع کر دی

تھی جس سے

ان میں

زبردست غم

و عصہ پیدا ہوا

اور نفرت کی

یہ جنگاری

مذہبی جوٹ

کی وجہ سے

آگ کے شعلوں

میں تبدیل ہو

گئی۔

بچ بویا جس کا نتیجہ آج آزادی کے 54 سال بعد بھی ہندوستانوں کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔

انگریزوں نے اپنی چالاکی سے مذہب کو محبت کی جگہ نفرت کا ہتھیار بنا دیا۔ مذہب کی بنیاد پر

سماجی سطح پر تفریق برتی جانے لگی یہ حالت پاکستان بننے کے بعد اور بھی افسوسناک ہوتی چلی

گئی۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان کچھ طاقتوں نے مذہب کی بنیاد پر دوری بڑھانے

کی کوششیں تیز کر دیں جو کہ بعد میں بھیاٹک فسادات کا سبب بنیں۔

1857 کی تحریک آزادی کی سیاسی اور معاشی وجوہ کے ساتھ ساتھ سماجی و مذہبی

وجوہ بھی تھیں۔ انگریزوں نے اپنی حکومت کے دوران عوام کے سماجی اور ثقافتی معاملوں

میں دخل اندازی شروع کر دی تھی جس سے ان میں زبردست غم و عصہ پیدا ہوا اور نفرت کی

یہ جنگاری مذہبی جوٹ کی وجہ سے آگ کے شعلوں میں تبدیل ہو گئی۔ ہندوستانوں کو جو

باتیں بری لگیں ان میں سستی پر تھا کا خاتمہ، ہندو بیوہ کی دوسری شادی، عیسائی ہونے پر بھی

آپائی جائیداد میں حصہ، الگ الگ ذاتوں کے قیدیوں کو ایک ساتھ کھانا کھلانا، ریلوں

میں سبھی ذات کے لوگوں کا ایک ساتھ نہ بیٹھنا، مندروں کا انتظام سرکار کا اپنے ہاتھوں میں

لے لینا شامل تھا لیکن وہ باتیں جنہوں نے آگ میں گھی کا کام کیا وہ اس بات کا عام ہونا

تھا کہ سپاہیوں کو جو کارتوس دیے جاتے ہیں ان میں گائے اور سور کی چربی کا استعمال ہوتا

ہے۔ ایک مشہور واقعہ ہے کہ چلی ذات کے ایک ہندو نے ایک برہمن سپاہی سے پانی کا

لوٹا مانگا سپاہی کے انکار کرنے پر اس نے طنز کیا کہ اس وقت تمہارا مذہب کہاں جائے گا

جب تمہیں گائے اور سور کی چربی کے کارتوس استعمال کرنے پڑیں گے۔

1857 کی بغاوت کی ایک اور اہم وجہ عیسائی مشنریوں کا اپنے مذہب کی تشہیر کا

طریقہ تھا ہندوستانی سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن وہ اپنے مذہب اور اپنے اعتقاد پر

جوٹ برداشت نہیں کر سکتا۔ انگریز اپنے مذہب کی تشہیر کے لیے دوسرے مذاہب کے

مذہبی نمائندوں اور مذہبی اعتقاد کا مذاق اڑانے سے بھی نہیں چوکتے تھے۔ اس سے

ہندوستانوں میں آہستہ آہستہ نفرت اور غصہ پیدا ہونے لگا۔ نفرت کا یہ لاوا پہلی بار میرٹھ کی چھاؤنی میں پھنا جب 23 اپریل 1857 کو سپاہیوں نے کارتوس استعمال نہ کرنے کا اعلان کیا۔ حکم نہ ماننے والے 85 سپاہیوں کا کورٹ مارشل کر دیا گیا اس سے پہلے 2 جنوری 1857 کو بھی کلکتہ میں انگریز سرکار کو سپاہیوں کے غصہ کا سامنا کرنا پڑا تھا جسے ہجیر کوٹا نے ٹھنڈا کیا۔ یہ خبر بہت تیزی سے انبالہ سے سیالکوٹ تک پھیل گئی کہ بہرام پور میں 34 ویں بٹالین کے ایک سپاہی منگل سنگھ پاٹھ کے جرم میں پھانسی دی گئی ہے اور میرٹھ کے باغی سپاہیوں کو دس دس سال قید کی سزا سن کر جیل بھیج دیا گیا ہے اس کا رروائی سے سپاہیوں میں نفرت بڑھ گئی اور انہوں نے پوری طرح بغاوت کا فیصلہ کر لیا بغاوت کی آگ دلی سے پورے ملک میں پھیل گئی اور یہ مذہب کے وقار کی لڑائی تقریباً دو برسوں تک چلتی رہی جسے بعد میں انگریزوں کے ذریعہ دبا دیا گیا۔

بغاوت کی ناکامی کے باوجود یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ 1857 کی تحریک آزادی میں مسلمانوں اور ہندوؤں نے اپنے مذہبی اعتقاد کی حفاظت کے لیے انگریزوں کی پوری طاقت سے مخالفت کی اور انہیں ملک سے نکال باہر کرنے کے لیے بہت سارے مظالم برداشت کیے۔ انگریزوں کے خلاف ہندوؤں اور مسلمانوں نے متحد ہو کر کام کیا لیکن کچھ وجوہات کی بنا پر یہ تحریک آزادی ناکام ہو گئی۔ ناکامی کے اہم اسباب میں پہلا سبب یہ تھا کہ لڑائی کو کامیاب بنانے کے لیے قیادت کا فقدان تھا۔ لوگوں میں جذبہ یا بہادری کی کوئی کمی نہیں تھی لیکن ان کی طاقت منتشر تھی۔ اگر انہیں کسی ایک باصلاحیت شخص کی قیادت مل جاتی تو شاید بغاوت کامیاب ہو جاتی۔ بغاوت کی ناکامی کی دوسری وجہ سپاہیوں کی معاشی کمزوری تھی۔ آپسی تال میل میں کمی بھی بغاوت کی ناکامی کا ایک سبب تھا۔ تحریک آزادی میں شامل فوجیوں کے پاس جاسوسی کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ انگریزوں کو ہر طرح سے ہندوستانوں سے زیادہ سہولتیں حاصل تھیں۔ ناکامی کا ایک سبب فقدان تھا

بغلاوت کی نا
کامی کے باوجود
یہ بات اپنی
جگہ مسلم ہے کہ
1857 کی
تحریک آزادی
میں مسلمانوں
اور ہندوؤں نے
اپنے مذہبی
اعتقاد کی
حفاظت کے لیے
انگریزوں کی
پوری طاقت سے
مخالفت کی اور
انہیں ملک سے
نکال باہر کرنے
کے لیے بہت
سارے مظالم
برداشت کیے۔
انگریزوں کے
خلاف ہندوؤں
اور مسلمانوں نے
متحد ہو کر کام
کیا لیکن کچھ
وجوہات کی بنا
پر یہ تحریک
آزادی ناکام
ہو گئی۔ ناکامی
کے اہم اسباب
میں پہلا سبب
یہ تھا کہ لڑائی
کو کامیاب بنانے
کے لیے قیادت کا
فقدان تھا

بغاوت کی ناکامی کے باوجود یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ 1857 کی تحریک آزادی میں مسلمانوں اور ہندوؤں نے اپنے مذہبی اعتقاد کی حفاظت کے لیے انگریزوں کی پوری طاقت سے مخالفت کی اور انہیں ملک سے نکال باہر کرنے کے لیے بہت سارے مظالم برداشت کیے۔ انگریزوں کے خلاف ہندوؤں اور مسلمانوں نے متحد ہو کر کام کیا لیکن کچھ وجوہات کی بنا پر یہ تحریک آزادی ناکام ہو گئی۔ ناکامی کے اہم اسباب میں پہلا سبب یہ تھا کہ لڑائی کو کامیاب بنانے کے لیے قیادت کا فقدان تھا۔ لوگوں میں جذبہ یا بہادری کی کوئی کمی نہیں تھی لیکن ان کی طاقت منتشر تھی۔ اگر انہیں کسی ایک باصلاحیت شخص کی قیادت مل جاتی تو شاید بغاوت کامیاب ہو جاتی۔ بغاوت کی ناکامی کی دوسری وجہ سپاہیوں کی معاشی کمزوری تھی۔ آپسی تال میل میں کمی بھی بغاوت کی ناکامی کا ایک سبب تھا۔ تحریک آزادی میں شامل فوجیوں کے پاس جاسوسی کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ انگریزوں کو ہر طرح سے ہندوستانوں سے زیادہ سہولتیں حاصل تھیں۔ ناکامی کا ایک سبب فقدان تھا

1906 تک

مسلمانوں کی
کوئی سیاسی
پارٹی نہیں
تھی اور اس
بات کی
ضرورت
محسوس کی
جا رہی تھی کہ
ایک ایسی
سیاسی تنظیم
ہو جو
مسلمانوں کی
قیادت کر سکے
اسی خیال سے
انڈین مسلم
لیگ کا قیام
عمل میں آیا۔
اسی سال آل
انڈیا ہندو مہا
سبھا کا
اجلاس بھی
لاہور میں ہوا۔
حقیقت میں
اس کا سلسلہ
6 سال قبل سے
ہی چل رہا تھا
اور اب تک
”مہامنڈل“ کے
اجلاس ہو
چکے تھے۔

یہ بھی تھا کہ انگریزوں سے نفرت کی پرانی تاریخ کے باوجود ہندوستانوں کے پاس مستقبل کا
کوئی منصوبہ نہیں تھا۔ بغاوت ایک مذہبی معاملہ میں اچانک شروع ہوئی تھی۔

1857 کی تحریک آزادی کی ناکامی کے بعد ہندوستانوں میں اندری اندر
بغاوت کی آگ سلگتی رہی۔ 1905 میں تقسیم بنگال کے اعلان کے بعد انگریز سرکار کے
خلاف نفرت اور غصہ کی لہر پھیل گئی۔ کانگریس اور عوام نے اس کی زوردار مخالفت کی۔
1857 میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے اتحاد سے سبق لیتے ہوئے دونوں کے درمیان
نفاق پیدا کرنے کے لیے یہ انگریزوں کی ایک چال تھی۔ اس تقسیم کے پس پشت مذہبی
نفرت پھیلانے کا جذبہ کام کر رہا تھا۔ لیکن ہندوؤں اور مسلمانوں نے متحد ہو کر اس کی
مخالفت کرتے ہوئے سودیشی تحریک کا آغاز کیا۔ بائیکاٹ کا پیغام آہستہ آہستہ پورے
ملک میں پھیل گیا۔ اس بار یہ تحریک پوری طرح منظم تھی۔ اس عوامی تحریک کی کامیابی کے
لیے ملک بھر میں مہم چلائی گئی۔ کئی جگہوں پر ہڑتالیں کی گئیں۔ اس تحریک نے انگریز سرکار
کی جڑیں ہلا کر رکھ دیں۔ انگریزوں نے اس تحریک کو کچلنے کے لیے انتہائی ظالمانہ طریقہ
اپنایا لیکن وہ اس تحریک کو دبانے میں ناکام رہے۔ 1906 تک مسلمانوں کی کوئی سیاسی
پارٹی نہیں تھی اور اس بات کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ ایک ایسی سیاسی تنظیم ہو جو
مسلمانوں کی قیادت کر سکے اسی خیال سے انڈین مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ اسی سال
”آل انڈیا ہندو مہا سبھا“ کا اجلاس بھی لاہور میں ہوا۔ حقیقت میں اس کا سلسلہ 6 سال
قبل سے ہی چل رہا تھا اور اب تک ”مہامنڈل“ کے 6 اجلاس ہو چکے تھے۔ ڈھاکہ میں
مسلم لیگ کے قیام کے بعد ایک سیاسی تنظیم احرار لیگ کا قیام عمل میں آیا جس کا مقصد ہر
سطح پر انگریزوں کے خلاف لڑائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا تھا۔

ان دو تنظیموں کے قیام کے بعد ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان خلیج نظر آنے لگی
تھی جس وقت تقسیم بنگال کی مخالفت، غیر ملکی اشیاء کا بائیکاٹ اور سودیشی تحریک اپنے

عروج پر تھی اس دوران مشرقی پاکستان میں کئی فسادات ہوئے۔ 4 مارچ 1907 کو کومیلہ میں ہندو مسلم فساد ہوا۔ اس سلسلہ کا سب سے بھیا تک فساد جمال پور (ضلع میمن سنگھ) میں ہوا۔ فساد کا یہ سلسلہ بنگال کے باہر بھی پھیل گیا اور ہندوستان کی دوسری ریاستوں میں بھی یہ آگ پھیل گئی۔ تحریک آزادی کو نقصان پہنچانے میں یہ انگریزوں کی ایک بڑی کامیابی تھی اور ان فرقہ وارانہ فسادات کی وجہ سے وہ اپنے مقاصد میں بہت حد تک کامیاب ہو رہے تھے۔

ابھی تقسیم بنگال کے اعلان سے مسلمانوں کا غصہ ٹھنڈا بھی نہیں ہوا تھا کہ جولائی 1913 میں کانپور میں میونسپل حکام نے پولس کی مدد سے مچھلی بازار کی مسجد کا ایک حصہ شہید کر دیا۔ یہ کارروائی مسلمانوں کے جذبات پر سیدھا حملہ تھا۔ اس واقعہ سے مسلمانوں کا غصہ اور بڑھ گیا اور 3 اگست 1913 کو اس مقام پر دوبارہ تعمیر کے لیے کچھ مسلمان جمع ہوئے جس پر وہاں تعینات سکھ فوجیوں نے مجسٹریٹ کے حکم پر فائرنگ کر دی جس میں بڑی تعداد میں مسلمان ہلاک اور زخمی ہوئے بڑی تعداد میں لوگوں کو گرفتار کیا گیا۔ اس واقعہ کے 5 دن بعد جیمس مسٹن نے کانپور آ کر اس قتل عام میں شامل فوجیوں کی عزت افزائی کی۔ گورنر کی اس حرکت سے مسلمانوں میں زبردست بے اطمینانی پھیل گئی۔ الہدال (کلکتہ) مسلم گزٹ (کنکھ) ہمدرد (دہلی) اور زمیندار (لاہور) نے اس سانحہ کے خلاف زوردار آواز اٹھائی۔ آخر کار محمد علی جوہر اور سر وزیر حسن کی کوششوں سے دوبارہ ٹوٹے ہوئے حصہ کی تعمیر کی اجازت مل گئی۔

اس پورے واقعہ کا مقصد یہی تھا کہ کسی طرح مسلمانوں کی تذلیل کی جائے۔ مسلمانوں کی تشویش کا ایک اور سبب یورپ میں خاص طور سے انگلینڈ کی بڑھتی طاقت اور ترکی کے خلاف اس کی کارروائیاں تھیں۔ اسلامی ملک ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کا اس سے جذباتی لگاؤ تھا اور ترکی کے خلاف ہونے والی کارروائیوں سے ملک بھر کے مسلمانوں

ابھی تقسیم بنگال کے اعلان سے مسلمانوں کا غصہ ٹھنڈا بھی نہیں ہوا تھا کہ جولائی 1913 میں کانپور میں میونسپل حکام نے پولس کی مدد سے مچھلی بازار کی مسجد کا ایک حصہ شہید کر دیا۔ یہ کارروائی مسلمانوں کے جذبات پر سیدھا حملہ تھا۔ اس واقعہ سے مسلمانوں کا غصہ اور بڑھ گیا اور 3 اگست 1913 کو اس مقام پر دوبارہ تعمیر کے لیے کچھ مسلمان جمع ہوئے جس پر وہاں تعینات سکھ فوجیوں نے مجسٹریٹ کے حکم پر فائرنگ کر دی جس میں بڑی تعداد میں مسلمان ہلاک اور زخمی ہوئے۔

ہندوستان میں ایک آزاد حکومت کے قیام کے لیے ریشمی رومال کی تحریک کو جنگ آزادی میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ یہ تحریک دیوبند کے ناظم مولانا محمود حسن نے شروع کی تھی اس تحریک کا منصوبہ یہ تھا کہ ترکی کی فوج افغانستان کے راستے ہندوستان پر حملہ کرے گی اور پورے ملک کے مسلمان بغاوت کر کے ہندوستان کو آزاد کرالیں گے۔

میں بے چینی تھی کوئی مسلمان بھی اس سے اچھوتا نہیں تھا۔ "خطبات آزاد" میں مولانا آزاد 27 اکتوبر 1914 کے خطبے میں کہتے ہیں۔ "پوری دنیا کے مسلمانوں سے ہمارا ایک ہی رشتہ ہے دینی اخوت اور اسلام ازم کا مگر ترکی سے ہمارے دورشتے ہیں پہلا اخوت دینی کا کہ وہ بھی مسلمان ہیں اس لیے خدا نے ہم کو ہمیشہ کے لیے ان کے رنج و راحت کا شریک بنادیا ہے دوسرا اس سے بھی زیادہ مضبوط رشتہ خلافت دینی اور اسلام کے آخری سیاسی مرکز ہونے کا کہ آج کلہ اسلام کی حفاظت کی آخری کوا صرف ان کے ہاتھ میں ہے۔ اگر کسی اور خطے سے اسلام کی حکومت مٹتی ہے تو ہم سوچتے ہیں کہ ہمارے جسم کا ایک عضو کٹ گیا لیکن ترکی پر جب کوئی آفت لائی جاتی ہے تو ہم تڑپ جاتے ہیں کہ ہمارا دل دو نیم ہو گیا۔"

مسلمانوں نے اپنی مذہبی بیداری کا ثبوت دیتے ہوئے بڑھ چڑھ کر ترکی کی مدد کی۔ بتایا جاتا ہے کہ جب ترکی کی امداد کے لیے "ہلال احمر" نے چندے کی اپیل کی تو مسلمانوں نے پورے جوش سے چندہ دیا۔ کامریڈ میر محفوظ علی کا کہنا ہے کہ ایک ایک دن میں دس دس پندرہ ہزار روپے آتے اور دستخط کرتے کرتے میرے ہاتھ شل ہو جاتے تھے۔

ہندوستان میں ایک آزاد حکومت کے قیام کے لیے ریشمی رومال کی تحریک کو جنگ آزادی میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ یہ تحریک دیوبند کے ناظم مولانا محمود حسن نے شروع کی تھی اس تحریک کا منصوبہ یہ تھا کہ ترکی کی فوج افغانستان کے راستے ہندوستان پر حملہ کرے گی اور پورے ملک کے مسلمان بغاوت کر کے ہندوستان کو آزاد کرالیں گے۔ اس تحریک میں مولانا مجید اللہ سندھی کو اہم مقام حاصل تھا۔ ابھی اس تحریک کو کامیاب بنانے کی تیاری ہی چل رہی تھی کہ پہلی جنگ عظیم شروع ہو گئی۔ دسمبر 1916 میں ریشمی رومال تحریک کے انگریزوں کے ذریعہ پکڑے جانے سے اس تحریک کا راز کھل گیا اور حکومت نے اسے کچلنے کے لیے سخت قدم اٹھائے۔ ہندوستان میں محمد علی، شوکت علی،

11 نومبر 1918

کو پہلی جنگ
عظیم ختم
ہو گئی۔
کانگریس نے اس
امید پر انگریز
سرکار کا ساتھ
دیا تھا کہ جنگ
کے بعد
ہندوستان کے
معاملہ پر دھیان
دیا جائے گا۔
لیکن انگریز
سرکار نے
ہندوستانیوں
کی وفاداری کا
انعام "رولٹ
ایکٹ" کی شکل
میں دیا۔

یہ قانون بہت
حد تک آج کی
جسے ہی سرکار
کے ہوش و قنوں
سے ملنا جلتا
تھا۔ اس بل میں
سرکار کو لندھا
بعد گرفتاریاں
کرنے اور مقدمے
چلا کر سزا دینے
کا اختیار دیا
گیا تھا۔ اس کے
خلاف کسی کو
بھی اپیل کرنے
کا اختیار نہیں
تھا

ابوالکلام آزاد اور ظفر علی خان کو سرکار کے خلاف بغاوت کے الزام میں نظر بند کر دیا گیا۔
اب ایک بار پھر یہ خیال عام ہونے لگا تھا کہ آزادی ہندو مسلم اتحاد کے بنا ممکن نہیں
یہی خیال مسلم لیگ اور کانگریس کو قریب لایا۔ مسلم لیگ نے 22 مارچ 1913 کے
اجلاس میں اپنے مقاصد میں کانگریس کے سیلف گورنمنٹ کے نعرے کو بھی شامل کیا۔
اسی اجلاس میں ایک اہم ریزولیشن یہ بھی پاس ہوا کہ "دونوں فریقے یعنی ہندو مسلم مل جل
کر ترقی کریں" مسلم لیگ اور کانگریس آہستہ آہستہ قریب آ رہے تھے اور دونوں نے
1915 میں ایک ساتھ ممبئی میں اجلاس کیا 1916 میں دونوں پارٹیوں نے "میثاق
ملی" کے نام سے تاریخی سمجھوتہ تیار کیا۔ لیکن ملک جو 1908 میں برما کی جیل میں 6 سال
کے لیے قید تھے رہا ہو گئے۔ ان کی رہائی کے بعد شدت پسند ہندو 1916 میں دوبارہ
کانگریس میں شامل ہو گئے اور پھر دونوں جماعتوں کے درمیان اختلافات شروع ہو گئے
کانگریس اپنے اندر ہی اندر دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ سزائیہ بسٹ نے 1916 میں
آل انڈیا ہوم رول لیگ قائم کیا اور پورے ملک میں ہوم رول تحریک پورے زور شور سے
شروع کی۔ 3 دسمبر کو 10 برانچوں اور 500 ممبروں کے ساتھ اس کا افتتاح ہوا۔ 28
اپریل 1916 کو ملک نے بھی ہوم رول قائم کیا۔ دونوں کو ایک دوسرے کی حمایت
حاصل تھی۔ سرکار نے اس تحریک کو کچلنے کی بھرپور کوشش کی۔ جون 1916 میں سزائیہ
بسٹ کو نظر بند کر دیا گیا جس سے تحریک کو مزید مقبولیت ملی۔

11 نومبر 1918 کو پہلی جنگ عظیم ختم ہو گئی۔ کانگریس نے اس امید پر انگریز
سرکار کا ساتھ دیا تھا کہ جنگ کے بعد ہندوستان کے معاملہ پر دھیان دیا جائے گا۔ لیکن
انگریز سرکار نے ہندوستانیوں کی وفاداری کا انعام "رولٹ ایکٹ" کی شکل میں دیا۔ 10
دسمبر 1917 کو انگلینڈ ہائی کورٹ کے جج رولٹ کی قیادت میں ایک کمیٹی بنائی گئی جس کا
مقصد باغی پارٹیوں کی کارروائیوں پر نظر رکھنا اور ان سے سرکار کو بچانے کا طریقہ بتانا تھا۔

ہندو اور
مسلمان دونوں
نے ہی اس سیاہ
قانون کے خلاف
بڑھ چڑھ کر
حصہ لیا۔
کنگریس نے
30 مارچ 1919
کو اس قانون
کے خلاف ملک
بھر میں ہڑتال
کا اعلان کیا۔

اس ہڑتال کی
وجہ سے دہلی
میں بھیڑ پر
پولیس نے
فلٹرنگ کر دی
جس میں 5
لوگ ہلاک اور
200 زخمی
ہو گئے۔ مرنے
والوں میں ہندو
اور مسلمان
دونوں ہی تھے۔
اس واقعہ سے
ہندو مسلم
اتحاد کو زبردست
تقویت
ملی

اس کمیٹی نے 15 اپریل 1918 کو اپنی رپورٹ پیش کی۔ یہ قانون بہت حد تک آج کی
بی جے پی سرکار کے پوٹو قانون سے ملتا جلتا تھا۔ اس بل میں سرکار کو اندھ اندھ گرفتاریاں
کرنے اور مقدمے چلا کر سزا دینے کا اختیار دیا گیا تھا۔ اس کے خلاف کسی کو بھی اپیل
کرنے کا اختیار نہیں تھا اور نہ ہی اس بل میں قانون بنانے میں جو احتیاط برتنی چاہئے تھی
وہ احتیاط وہ برتنی گئی تھی۔ اس سیاہ قانون کے خلاف زوردار ہنگامہ ہوا اور ہر سطح پر
ہندوستانوں نے اس کی مخالفت کی۔ گاندھی جی نے اس بل کی مخالفت کے لیے ستیہ گرہ
لیگ کی بنیاد ڈالی۔ اتنی مخالفت کے بعد بھی یہ بل 18 مارچ 1919 کو پاس ہو گیا اور
رولٹ ایکٹ بن گیا۔ گاندھی جی کے ستیہ گرہ لیگ نے اس ایکٹ کے خلاف ہندوستان
بھر میں تحریک چلائی اس نے اپنے ممبروں سے کہا کہ وہ رولٹ ایکٹ کے خلاف ہر اس
بل کو توڑ دیں جس کے لیے انگریز سرکار انہیں حکم دے۔

ہندو اور مسلمان دونوں نے ہی اس سیاہ قانون کے خلاف بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔
کانگریس نے 30 مارچ 1919 کو اس قانون کے خلاف ملک بھر میں ہڑتال کا اعلان
کیا۔ بعد میں یہ تاریخ 6 اپریل 1919 کر دی گئی لیکن سال میل کی کمی سے 30 مارچ کو ہی
کئی جگہوں پر ہڑتال کر دی گئی۔ اس ہڑتال کی وجہ سے دہلی میں بھیڑ پر پولیس نے فائرنگ
کر دی جس میں 5 لوگ ہلاک اور 200 زخمی ہو گئے۔ مرنے والوں میں ہندو اور مسلمان
دونوں ہی تھے۔ اس واقعہ سے ہندو مسلم اتحاد کو زبردست تقویت ملی دونوں کے درمیان
اتحاد اپنے عروج پر تھا جس کی ایک مثال یہ ہے کہ آریہ سماج کے لیڈر سوامی شرما نے
جامع مسجد کے منبر سے تقریر کی اور مسلمانوں نے پورے جوش سے اس کی ہمت افزائی کی۔
پروگرام کے مطابق 16 اپریل کو ملک گیر ہڑتال تھی۔ امرتسر کی گلیوں میں پوسٹر لگے تھے۔
جن پر لکھا تھا ”جب تک ہندوستان سے رولٹ ایکٹ کا نام و نشان نہیں مٹا دیا جاتا ہندو
مسلمان چین سے نہ بنیں۔ مرنے اور مارنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔“

13 اپریل 1919
 ہندوستانی تاریخ
 کا ایک سیاہ دن
 تھا جنرل ڈائر
 نے صبح ہی حکم
 نامہ جاری کر کے
 کسی بھی طرح
 کے جلسہ پر
 پابندی لگا دی
 تھی۔ لیکن عوام
 نے اس کے حکم
 نامہ کو نظر
 انداز کرتے ہوئے
 شام ساڑھے چار
 بجے جلیان والا
 باغ میں جلسہ
 کرنے کا فیصلہ
 کیا۔ یہ چاروں
 جانب مکینوں
 سے گھرا ہوا ایک
 میدان تھا۔ جب
 لوگ وہاں اکٹھا
 ہو گئے تو جنرل
 ڈائر انہیں سبق
 سکھانے کے لیے
 مشین گنوں سے
 ایسے نو ہکتر
 بند گاڑیوں اور
 80 سپاہیوں کے
 ساتھ وہاں
 پہنچا

اس دن پورے ملک میں ہڑتال رہی۔ اس ہڑتال کی کامیابی نے انگریز سرکار کی راتوں کی نیند حرام کر دی اور وہ پوری طاقت سے ”باغیوں“ کو کچلنے میں لگ گئی۔ کئی اہم لیڈر گرفتار کر لیے گئے۔ گاندھی جی 19 اپریل کی شام کو جیل بھیج دیے گئے۔ 10 اپریل کو ڈاکٹر ستیہ پال اور ڈاکٹر سیف الدین کچلو کو امرتسر میں نظر بند کر دیا گیا۔ ان خبروں نے عوام کو غصہ سے بھر دیا اور امرتسر میں عوام سڑکوں پر اتر آئے 30 ہزار کی ایک بھیڑ پر پولس نے فائرنگ کر دی جس میں گولی لگنے سے 12 لوگوں کی موت ہو گئی۔ اور لگ بھگ 30 زخمی ہو گئے۔ عوام نے اپنا غصہ ہر اس چیز پر نکالا جس کا تعلق برطانوی سرکار سے تھا۔

13 اپریل 1919 ہندوستانی تاریخ کا ایک سیاہ دن تھا۔ جنرل ڈائر نے صبح ہی حکم نامہ جاری کر کے کسی بھی طرح کے جلسہ پر پابندی لگا دی تھی۔ لیکن عوام نے اس کے حکم نامہ کو نظر انداز کرتے ہوئے شام ساڑھے چار بجے جلیان والا باغ میں جلسہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ چاروں جانب مکانوں سے گھرا ہوا ایک میدان تھا۔ جب لوگ وہاں اکٹھا ہو گئے تو جنرل ڈائر انہیں سبق سکھانے کے لیے مشین گنوں سے ایسے دو ہکتر بند گاڑیوں اور 90 سپاہیوں کے ساتھ وہاں پہنچا۔ ڈائر نے بھیڑ کو کوئی وارننگ دیے بغیر ہی ان پر گولیاں چلانے کا حکم دے دیا تقریباً دس منٹ تک لگا تار بے قصور لوگوں پر گولیاں برسائی جاتی رہیں۔

اس ظالمانہ کارروائی میں بہت سے لوگ تو موقع واردات پر ہی شہید ہو گئے اور سیکڑوں بھاگتی ہوئی بھیڑ کے پیروں تلے کچلے گئے اور دم توڑ گئے حالت یہ تھی کہ جب گولیاں چلتی بند ہوئیں تو باغ کا کوئی کونا ایسا نہ تھا جہاں لاشوں کے ڈھیر نہ لگے ہوں۔ باغ کے باہر بھی ڈھیر ساری لاشیں پڑی تھیں۔

سرکاری رپورٹ کے مطابق اس واقعہ میں 379 لوگ مارے گئے تھے اور 1200 لوگ زخمی ہوئے تھے۔ 15 اپریل 1919 کی صبح سے امرتسر میں مارشل لا نافذ

اس ظالمانہ
کسارروائی میں
بہت سے لوگ تو
موقع واردات پر
ہی شہید ہو
گئے اور
سیکڑوں بھانگتی
ہولیں بھیڑ کے
ہیروں تلے کچلے
گئے اور دم
توڑ گئے حالت بہ
تھی کہ جب
گولیاں چلتی
بند ہوئیں تو
باغ کا کوئی
کونا ایسا نہ تھا
جہاں لاشوں کے
ڈھیر نہ لگے
ہوں۔ باغ کے
باہر بھی ڈھیر
ساری لاشیں
پڑی تھیں۔

سرکاری رپورٹ
کے مطابق اس
واقعہ میں 379
لوگ مارے گئے
تھے اور 1200
لوگ زخمی
ہوئے تھے۔

کر دیا گیا۔ مارشل لا کے تحت عوام پر ناقابل برداشت مظالم کیے جانے لگے۔ تقریباً
150 کلومیٹر لمبی ایک گلی جس میں کچھ دنوں قبل مس روروڈ پر حملہ ہوا تھا ہندوستانیوں کو
پیٹ کے بل چلنے کا حکم دیا گیا۔ یہ بھی حکم دیا گیا کہ انگریز افسر کو دیکھ کر ہر ہندوستانی کو
کھڑے ہو کر سلام کرنا پڑے گا (یہ ایسی ہی شرطیں تھیں جیسی مہجرات فسادات کے بعد
مسلمانوں کو اپنے گھروں میں لوٹنے کے لیے لگادی گئی ہیں۔) اس طرح کے کئی تذلیل
آمیز حکم نہ ماننے پر عوام پر مختلف قسم کے مظالم ڈھائے گئے۔

اس درمیان مسلمانوں نے اپنے مذہبی مقامات اور خلافت عثمانیہ کے تحفظ اور ترکی
سرکار کی بحالی کے لیے زوردار تحریک شروع کی۔ یہ تحریک "تحریک خلافت" کے نام سے
مشہور ہے۔ اس تحریک نے جلد ہی برطانوی سرکار کی چولیس ہلا دیں۔ یہ تحریک انگریزوں
کی وعدہ خلافی کا نتیجہ تھی۔ پہلی جنگ عظیم میں جب ترکی انگریزوں کے خلاف جنگ میں
شامل ہوا تو خلیفۃ المسلمین نے جہاد کا اعلان کر کے پوری دنیا کے مسلمانوں سے اس میں
شامل ہونے کی اپیل کی۔ تب انگریزوں نے کہا کہ یہ جنگ ترکی کے خلاف ہے خلیفۃ
المسلمین کے خلاف نہیں۔ یہ بالکل ویسا ہی تھا جیسے امریکہ نے جب افغانستان پر حملے کا
اعلان کیا تو بش نے کہا کہ "یہ جنگ لا دن کے خلاف ہے مسلمانوں کے خلاف نہیں" 2
نومبر 1916 کو سرکار کی جانب سے یہ اعلان شائع ہوا۔ "ہندوستان کے مسلمانوں کو
یقین کر لینا چاہیے کہ ہم یا ہمارے فوجی اس جنگ میں ایسی کوئی بات نہیں کریں گے جس
سے ان کے مذہبی خیالات اور اعتقاد کو کوئی ٹھیس پہنچے۔ اسلام کے مذہبی مقامات کی
عظمت کو بے ل رکھنے کے لیے ہر ممکن احتیاط برتی جائے گی۔ اسلام کی مقدس راجدھانی
کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ ہم صرف ترکی کے دزیروں سے لڑ رہے ہیں
جو کہ جرمنی کے لیے کام کر رہے ہیں"

لیکن جنگ ختم ہونے کے بعد برطانوی سرکار اپنا وعدہ بھول گئی اور اس نے ترکی

24 نومبر 1919

کو بنگال مولوی
فضل حق کی
صدارت میں
جلسے میں ہوا
اس میں گاندھی
جی بھی شامل
تھے اس اجلاس
میں کئی دوسرے
بڑے ہندو لیڈر
بھی شریک تھے۔
گاندھی جی کی
تجویز پر یہ طے
کیا گیا کہ جب
تک برطانوی
سرکار مسئلہ
کو حل نہیں
کرتی تب تک
سرکار کا
بائیکاٹ کیا
جائے گا۔ یہ
تحریک مکمل
طور سے
معلموں کے
منعہی معاملوں
پر تھی لیکن اس
میں انگریزوں
کے خلاف ہندو
اور مسلمان
دونوں ہی
شریک تھے۔

کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے فرانس کے ساتھ بانٹ لیے۔ خلیفۃ المسلمین کے پاس صرف
چھوٹا سے حصہ رہ گیا۔ انگریزوں کی اس حرکت سے پوری دنیا کے مسلمانوں کو زبردست
چوٹ پہنچی اور اس کے خلاف زوردار احتجاج کیا گیا۔ ہندوستانی عوام نے بھی انگریزوں
کے خلاف زوردار آواز اٹھائی۔ 18 ستمبر 1919 کو لکھنؤ میں ایک بہت بڑا جلسہ ہوا۔
اس جلسہ میں 17 اکتوبر کو ”یوم ترکی“ منانے اور ترکی کے لیے دعائیں مانگنے اور چلے
کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ خلافت کانگریس کا پہلا کھلا اجلاس 24 نومبر 1919 کو بنگال
کے مولوی فضل حق کی صدارت میں دہلی میں ہوا اس میں گاندھی جی بھی شامل تھے اس
اجلاس میں کئی دوسرے بڑے ہندو لیڈر بھی شریک تھے۔ گاندھی جی کی تجویز پر یہ طے کیا
گیا کہ جب تک برطانوی سرکار مسئلہ کو حل نہیں کرتی تب تک سرکار کا بائیکاٹ کیا جائے
گا۔ یہ تحریک مکمل طور سے مسلمانوں کے مذہبی معاملوں پر تھی لیکن اس میں انگریزوں کے
خلاف ہندو اور مسلمان دونوں ہی شریک تھے۔

خلافت کانفرنس کے فوراً بعد ہندوستانی علماء نے جس میں مذہبی اور سیاسی دونوں
لوگ شامل تھے۔ اپنی ایک جماعت جمعیت علماء ہند کے نام سے بنائی۔

دسمبر 1919 میں کانگریس، خلافت کانفرنس، جمعیت علماء ہند اور مسلم لیگ کے
اجلاس ساتھ ساتھ امرتسر میں ہوئے۔ سب کی کوششوں کے بعد بھی خلافت تحریک
کا میاب ثابت نہیں ہو رہی تھی گاندھی جی مسلمانوں کو بار بار آمادہ کر رہے تھے کہ اگر وہ
تحریک عدم تعاون کو مان لیں تو انہیں اپنے مقصد میں کامیابی مل سکتی ہے۔ تحریک عدم
تعاون میں سرکاری خطابوں کو قبول نہ کرنا، کونسلوں، سرکاری اسکولوں، کالجوں اور عدالتوں
کا بائیکاٹ کرنا، غیر ملکی کپڑوں کا استعمال نہ کرنا، سودیشی تعلیم کو جاری کرنا اور پنجابی
عدالتیں قائم کرنا شامل تھا۔ 15 مئی 1920 کو پورے معاہدے کی شرطیں ترکی کو پیش
کردی گئیں جنہیں پڑھ کر مسلمانوں میں غصہ اور نفرت کی لہر دوڑ گئی اور خلافت کمیٹی نے

1920 میں
تحریک آزادی
میں مسلمانوں
کو متحد کرنے
کے لیے مولانا
آزاد نے ایک
اسکیم بنائی
جس میں
مذہب کو اہم
مقام حاصل
تھا۔ عبد الرزاق
ملیح آبادی کے
مطابق "مولانا
کی اسکیم کا
مقصد یہ تھا کہ
مسلمانوں کو
مذہب کی بنیاد
پر متحد کیا
جائے۔
مسلمانوں کا
ایک امام ہو اور
وہ اس کے
احکامات کو
ماننا اپنا فرض
سمجھے

گاندھی جی کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے عدم تعاون کی قرارداد پاس کر دی۔ یکم اور 2 جون 1920 کو الہ آباد میں مرکزی خلافت کمیٹی کی نگرانی میں ایک ہندو مسلم کانفرنس ہوئی۔ اس کانفرنس میں ہندو لیڈر شامل ہوئے ان میں گاندھی جی، موتی لال نہرو، لالہ لاجپت رائے، سر تیج بہادر سپرو، بی سی پال، ستیہ پرکاش مالویہ، ستیہ مورتی، راج گوپال آچاریہ، جواہر لال نہرو اور چٹانسی شامل تھے۔ کانفرنس میں ان لیڈروں نے ہندوؤں سے اپیل کی کہ وہ مسلمانوں کا ساتھ دیں اور اس تحریک کی حمایت کریں اس کانفرنس میں ہندوؤں اور مسلمانوں نے زبردست اتحاد کا مظاہرہ کیا۔ 9 جون 1920 کو الہ آباد کے ایک جلسے میں خلافت کمیٹی نے وائسرائے کو نوٹس دیا کہ وہ ایک مہینے کے اندر خلافت کے مسئلہ کو حل کریں ورنہ ملک گیر تحریک ملامت چلائی جائے گی۔ مظہر الحق، یعقوب حسن، مولانا شوکت علی اور ابوالکلام آزاد پر مشتمل ایک وفد نے جون 1920 میں وائسرائے کو الٹی میٹم دیا کہ وہ معاہدہ ترکی میں ہمارے مطابق ترمیم کریں ورنہ ہم پہلی اگست سے تحریک ملامت کی تحریک چلانے پر مجبور ہوں گے۔ یہ الٹی میٹم ہندوستانیوں کی جانب سے انگریز سرکار کو دیا جانے والا پہلا الٹی میٹم تھا۔ 22 جون کو گاندھی نے وائسرائے سے اپیل کی کہ وہ خلافت کے مسئلہ کو مسلمانوں کے مطابق حل کریں ورنہ وہ بغاوت کرنے والے پہلے شخص ہوں گے۔ سرکار نے ان سب پر کوئی دھیان نہیں دیا اور پورے ملک میں تحریک عدم تعاون زور شور سے شروع ہو گئی۔

1920 میں تحریک آزادی میں مسلمانوں کو متحد کرنے کے لیے مولانا آزاد نے ایک اسکیم بنائی جس میں مذہب کو اہم مقام حاصل تھا۔ عبد الرزاق ملیح آبادی کے مطابق "مولانا کی اسکیم کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو مذہب کی بنیاد پر متحد کیا جائے۔ مسلمانوں کا ایک امام ہو اور وہ اس کے احکامات کو ماننا اپنا فرض سمجھے اور جب مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد امام کو مان لے تو امام ہندوؤں سے بات کر کے انگریزوں کے خلاف جہاد کا اعلان

ہندو مسلم ایکٹا
کو نقصان
پہنچانے کے لیے
انگریز سرکار
پہلے سے ہی
تونس
میں پھوٹ ڈالنے
کی کوشش کر
رہی تھی لیکن
اسے کابلہ
نہیں مل رہی تھی
جب تحریک
نظام ہو گئی تو
اس نے ہڑی
چالاکسی سے اس
کی سمیت فرقہ
وارانہ فسادات
کی جانب موڑ
دی۔ ان شدت
پسند طاقنوں
کو جو پہلے ہی
موقع کی تلاش
میں تھے موقع
مل گیا اور
انہوں نے بھی
مسلمانوں کے
خلاف نفرت
پھیلانے میں
کوئی کسر نہیں
چھوڑی۔

کردے اور ہندو مسلمان دونوں کی طاقت سے انگریزوں کو شکست دے دی جائے۔“
اس کے لیے مولانا آزاد نے خود ”امام احمد“ ہونے کا اعلان کیا۔ سندھ، بنگال،
پنجاب سے لاکھوں لوگوں نے مولانا کے ہاتھ پر بیعت کی لیکن یہ تحریک زیادہ دنوں تک
نہیں چلی اور مولانا نے اسے بند کر دیا۔

اسی سال ہجرت تحریک بھی ہوئی۔ ہجرت کے لیے مولانا آزاد نے فکری دیا جس
سے برطانوی سرکار کے مظالم سے پریشان لاکھوں لوگ افغانستان چلے گئے لیکن یہ
ہجرت انہیں راس نہیں آئی اور آخر کار انہیں ہندوستان واپس آنا پڑا۔ اس تحریک کی ناکامی
کے بعد مسلمانوں کو احساس ہو گیا کہ ان کی پریشانیوں کا واحد حل ملک کی آزادی ہے۔

8 جولائی 1921 کو خلافت کانفرنس کا تاریخی اجلاس کراچی میں ہوا جس میں کہا
گیا کہ اب کسی بھی سچے مسلمان کے لیے فوج کی نوکری حرام ہے۔ اس جلسہ میں بہت ہی
جوشیلی تقریریں کی گئیں۔ شاردا پیٹھ کے جگت گرد نے بھی اس کی حمایت کی اور یہ تجویز مان
لی گئی۔

20 ستمبر 1921 کو کانگریس کے احمد آباد اجلاس میں مولانا حسرت موہانی نے
ایک بہت خاص تجویز پیش کی کہ سوراج کا مطلب مکمل آزادی ہونا چاہئے۔ گاندھی جی
نے اس تجویز کی مخالفت کی جس کی وجہ سے یہ تجویز منظور نہیں ہوئی۔

جون 1922 میں خلافت کمیٹی اور جمعیت کا ایک ساتھ اجلاس ہوا جس میں یہ تجویز
پاس کی گئی کہ لفظ ’سوراج‘ کے مقام پر مکمل آزادی کے لفظ کا استعمال ہونا چاہئے۔ چونکہ
کانگریس اس کے لیے تیار نہیں تھی اس لیے خلافت کمیٹی اور کانگریس کمیٹی کا تعلق ٹوٹ
گیا۔ انگریز سرکار نے تحریک کی کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک میں کئی مقامات پر
فرقہ وارانہ فسادات کرائے۔ ہندو مسلم ایکٹا کو نقصان پہنچانے کے لیے انگریز سرکار پہلے
سے ہی دونوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اسے کامیابی نہیں مل رہی تھی

نتیجہ یہ ہوا کہ جو ہندو مسلمان انگریزوں کو ملک سے نکال بھر کرنے کے لیے متحد ہو کر کام کر رہے تھے آپس میں ہی لڑ پڑے۔ 1923 سے 1927 تک ملک بھر میں بڑے خوفناک فرقہ وارانہ فسادات ہوئے جن سے تحریک آزادی کو زبردست نقصان پہنچا۔ گاندھی جی نے اس خلیج کو پہلنے کی کوشش کی انہوں نے 5 فروری 1924 کو جیل سے چھوٹنے کے بعد 21 دن کابوت رکھا۔

جب تحریک ناکام ہو گئی تو اس نے بڑی چالاکی سے اس کی سمت فرقہ وارانہ فسادات کی جانب موڑ دی۔ ان شدت پسند طاقتوں کو جو پہلے ہی موقع کی تلاش میں تھیں موقع مل گیا اور انہوں نے بھی مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جو ہندو مسلمان انگریزوں کو ملک سے نکال باہر کرنے کے لیے متحد ہو کر کام کر رہے تھے آپس میں ہی لڑ پڑے۔ 1923 سے 1927 تک ملک بھر میں بڑے خوفناک فرقہ وارانہ فسادات ہوئے جن سے تحریک آزادی کو زبردست نقصان پہنچا۔ گاندھی جی نے اس خلیج کو پہلنے کی کوشش کی انہوں نے 5 فروری 1924 کو جیل سے چھوٹنے کے بعد 21 دن کابوت رکھا۔

تحریک عدم تعاون اور تحریک موالات چھوڑ دینے کے بعد کئی لوگ گاندھی جی سے ناراض ہو گئے۔ اور انہوں نے ملک کو آزاد کرانے کے لیے تشدد کا راستہ اپنایا۔ جنگ آزادی کے ان سو ماؤں نے اپنی بہادری سے برطانوی سرکار کی نیند حرام کر دی۔ 9 اگست 1925 کو کاکوری میں ٹرین سے سرکاری خزانہ لوٹ لیا گیا۔ اس ڈکیتی میں 10 لوگ شامل تھے۔ اس جرم میں راجندر لاہڑی، پنڈت رام پرساد بھل، اشفاق اللہ خان اور روشن سنگھ کو 17 اور 19 دسمبر 1927 کو پھانسی دے دی گئی۔ اس واقعہ کے بعد ہندوستان ری پبلکن ایسوسی ایشن "تتر پتر ہو گئی لیکن بھگت سنگھ نے "ہندوستان سوشلسٹ ری پبلکن آرمی" کے نام سے پھر اسے زندہ کیا۔ پہلے اس کا ہیڈ کوارٹر جھانسی تھا لیکن بعد میں وہ ال آباد منتقل ہو گیا۔

نومبر 1927 میں برطانوی سرکار نے سائنس کمیشن کا اعلان کیا جس کا مقصد ہندوستان کا نیا آئین بنانا تھا۔ اس کمیشن میں کوئی ہندوستانی شامل نہیں تھا۔ ہندوستانیوں نے اسکی زوردار مخالفت کی۔ کانگریس نے اس کمیشن کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا۔ کانگریس نے اس اجلاس میں یہ بھی اعلان کیا کہ ہندوستانی عوام کا نشانہ مکمل آزادی ہے۔

3 فروری 1928 کو جب سائنس کمیشن بمبئی پہنچا تو اس کی زوردار مخالفت ہوئی۔
 ”سائنس واپس جاؤ“ کے نعرے لگائے گئے۔ ایک مظاہرہ کے دوران لالہ لاجپت رائے
 کو پولس کی لathiوں سے سخت چوٹیں آئیں جس سے 17 نومبر 1928 کو ان کی موت
 ہو گئی۔ لالہ لاجپت رائے کی موت سے انقلابی ایک بار پھر میدان میں آ گئے اور انہوں
 نے لالہ لاجپت رائے کی موت کا بدلہ لینے کا فیصلہ کیا۔ انقلابیوں کا ایک بڑا کارنامہ سینٹرل
 پنشن لیٹو اسبلی میں بم دھماکہ تھا۔ بم پھینکنے کے الزام میں بھگت سنگھ اور بھگت سنگھ کی 12
 جون 1929 کو عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ اس درمیان لاہور اور سہارنپور میں ہندوستان ری
 پبلکن ایسوسی ایشن کی دو بڑی بم فیکٹریاں پکڑی گئیں کئی کارکن گرفتار ہوئے۔ بھگت سنگھ
 کشوردت سمیت پارٹی کے 13 لوگوں پر لاہور میں مقدمہ چلایا گیا۔ لاہور سازش کیس کا
 فیصلہ 17 کتوبر 1930 کو سنایا گیا۔ شیورام، سکھ دیو، اور بھگت سنگھ کو پھانسی اور باقی
 ملزموں کو سخت سزاؤں کا فیصلہ سنایا گیا۔ 23 مارچ 1931 کو بھگت سنگھ اور ان کے
 دونوں ساتھیوں کو پھانسی دے دی گئی۔

دسمبر 1931 میں کانگریس کا سالانہ اجلاس جواہر لال نہرو کی صدارت میں ہوا۔
 کانگریس کے سبھی درکروں نے 31 دسمبر کو آدمی رات میں پنڈال سے باہر آ کر مکمل
 آزادی کا جھنڈا لہرایا۔ 2 جنوری 1930 کو کانگریس ورکنگ کمیٹی کی میننگ میں ریاستی
 کانگریس کمیٹیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ 26 جنوری 1930 کو یوم آزادی منائیں۔ اس طرح
 26 جنوری 1930 کو ملک بھر میں پورے جوش کے ساتھ پہلا یوم آزادی منایا گیا۔

12 مارچ 1930 کو گاندھی جی نے سابرمتی آشرم سے ڈانڈی تک اپنا پیدل مارچ
 شروع کیا 5 اپریل 1930 کو یہ لوگ ڈانڈی پہنچے اور 6 اپریل کو سمندر کے کنارے نمک
 قانون کو توڑنے کا عمل شروع کیا۔ 9 اپریل کو گاندھی جی نے پورے ملک کو نمک قانون
 توڑنے کا حکم دیا جس کے ساتھ ہی بڑے پیمانے پر سول نافرمانی کی تحریک شروع ہو گئی۔

دسمبر
 1931 میں
 کانگریس کا
 سالانہ اجلاس
 جواہر لال نہرو
 کی صدارت میں
 ہوا۔ کانگریس
 کے سبھی
 درکروں نے 31
 دسمبر کو آدمی
 رات میں پنڈال
 سے باہر آ کر
 مکمل آزادی کا
 جھنڈا لہرایا۔ 2
 جنوری 1930
 کو کانگریس
 ورکنگ کمیٹی
 کی میننگ میں
 ریاستی
 کانگریس
 کمیٹیوں کو حکم
 دیا گیا کہ وہ 26
 جنوری 1930
 کو یوم آزادی
 منائیں۔ اس طرح
 26 جنوری
 1930 کو ملک
 بھر میں پورے
 جوش کے ساتھ
 پہلا یوم آزادی
 منایا گیا۔

سول مافرمانی کی تحریک میں بڑی تعداد میں مسلمان شامل تھے جو اہر لال نہرو کے مطابق "1930 میں جب سول نا فرمانی کی دوسری تحریک شروع ہوئی تو اس میں مسلمانوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس تحریک کے سلسلہ میں جن لوگوں کو جیل جلا پڑا ان میں کم سے کم دس ہزار مسلمان تھے۔"

1930 کی سٹیہ گرہ میں "خدائی خدمت گار" نامی تنظیم کے سرحدی گاندھی کے نام سے مشہور خان عبدالغفار خان کی اس تنظیم میں ممبروں کی تعداد ایک لاکھ سے اوپر تھی۔

1930 کی سٹیہ گرہ میں "خدائی خدمت گار" نامی تنظیم نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سرحدی گاندھی کے نام سے مشہور خان عبدالغفار خان کی اس تنظیم میں ممبروں کی تعداد ایک لاکھ سے اوپر تھی۔

نمک قانون کے ساتھ ساتھ غیر ملکی کپڑوں اور شراب کے بائیکاٹ کی تحریک بھی زوروں پر تھی۔ گاندھی جی کے کہنے پر خواتین بھی اس میں بڑی تعداد میں شامل تھیں۔ گاندھی جی نے ان سے کہا کہ وہ شراب کی دکانوں، افیم کے ٹھیکوں اور غیر ملکی کپڑوں کی دکانوں پر دھرمادیں۔

سول مافرمانی کی تحریک میں بڑی تعداد میں مسلمان شامل تھے جو اہر لال نہرو کے مطابق "1930 میں جب سول مافرمانی کی دوسری تحریک شروع ہوئی تو اس میں مسلمانوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس تحریک کے سلسلہ میں جن لوگوں کو جیل جانا پڑا ان میں کم سے کم دس ہزار مسلمان تھے۔"

1930 کی سٹیہ گرہ میں "خدائی خدمت گار" نامی تنظیم نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سرحدی گاندھی کے نام سے مشہور خان عبدالغفار خان کی اس تنظیم میں ممبروں کی تعداد ایک لاکھ سے اوپر تھی۔

15 مارچ 1931 کو گاندھی اردن سمجھوتے پر دستخط کے بعد سٹیہ گرہ تحریک ختم کر دی گئی اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ کانگریس دوسری گول میز کانفرنس میں حصہ لے گی۔ اس کانفرنس میں برطانوی سرکار کی کوئی بھی تجویز انہیں پسند نہیں آئی اور وہ 28 دسمبر 1931 کو ہندوستان لوٹ آئے۔ اس طرح دوسری کانفرنس بھی پہلی کی طرح ناکام ہو گئی۔

نومبر 1934 میں سینٹرل لیجس لیٹو اسمبلی کے انتخابات ہوئے۔ اس میں کانگریس کو 34 نشستیں اور مسلم لیگ کو 19 نشستیں ملیں۔ مدن موہن مالویہ کی نیشنل پارٹی کو 15 نشستیں ملیں۔ بھارت ایکٹ 1935 کی منظوری کے بعد 37-1936 میں ریاستی اسمبلی کے انتخابات میں کانگریس کو بڑی کامیابی ملی۔ نئے قانون کے مطابق کانگریس اپنی وزارت بنانے کی حقدار تھی۔ بنگال میں وزارت بنانے میں کانگریس کی ایک بھول نے ملک کے سیاسی منظر پر گہرا اثر ڈالا۔ کانگریس کے مرکزی بورڈ نے 6 ممبران

پر مشتمل وزارت میں دو مسلمانوں کو شامل کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ مسلم لیگ کانگریس کے مقامی لیڈروں سے انتخابات سے قبل ہونے والے سمجھوتے کے مطابق مطالبہ کر رہی تھی کہ وزارت میں دونوں مسلمان مسلم لیگ سے شامل کیے جائیں۔ لیکن کانگریس ایک نمائندہ مسلم لیگ سے اور دوسرا کوئی نیشنلسٹ مسلمان لینا چاہتی تھی آخر میں کانگریس نے فیصلہ کیا کہ صرف ان نمائندوں کو وزارت میں شامل کیا جائے جو کانگریس کا ممبر بن جائے۔ ظاہر ہے یہ مسلم لیگ کو منظور نہیں تھا۔ اس نے کانگریس کی شرطیں ماننے سے انکار کر دیا۔ دوسری جانب کانگریس نے انجام کی پرواہ کیے بنا اپنی وزارت بنالی اس سے نہ صرف لیگ کو زبردست دھکا لگا بلکہ پورے ملک میں مسلمانوں کو دکھ پہنچا اور ان کے اندر مایوسی پھیل گئی۔ محمد علی جناح جواب تک اتحاد کے حامی تھے اس جانب سے بالکل مایوس ہو گئے اس واقعہ سے کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان دراڑ کافی بڑھ گئی اور لیگ نے کانگریس کے خلاف مہم شروع کر دی۔ دونوں کے درمیان کئی کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ غور کیا جانے لگا کہ مسلمانوں کی ایک الگ آزاد ریاست ہو۔ 22 دسمبر 1939 کو مسلم لیگ کے یوم نجات نے تلخی میں مزید اضافہ کر دیا۔ ابھی تک مسلم لیگ نے تقسیم کی بات نہیں قبول کی تھی۔ لیکن اب پہلی بار مسلم لیگ نے تقسیم کی تجویز مارچ 1940 میں اپنے لاہور اجلاس میں منظوری کر لی۔ اس تجویز میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ شمال مغرب اور مشرق میں وہ حصے جہاں مسلمان زیادہ تعداد میں ہیں انہیں ملا کر ایک الگ آزاد ریاست بنادی جائے۔ اس تجویز میں پاکستان کا نام نہیں تھا لیکن بعد میں یہی تجویز پاکستان ریزولوشن کے نام سے مشہور ہوئی۔

3 ستمبر 1939 کو دوسری جنگ عظیم شروع ہونے پر برطانوی سرکار نے اسبلی کے نمائندوں سے بات کیے بغیر ہندوستان کو جنگ میں شامل کرنے کا اعلان کر دیا اس سے ایسا لگنے لگا کہ برطانوی سرکار ہندوستان کو اپنا ماتحت سمجھتی ہے اور جنگ جیسے ہارک معاملے پر بھی اسے فیصلہ کرنے کا حق نہیں دینا چاہتی۔

جناح جو اب تک اتحاد کے حامی تھے اس جانب سے بالکل مایوس ہو گئے اس واقعہ سے کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان دراڑ کافی بڑھ گئی اور لیگ نے کانگریس کے خلاف مہم شروع کر دی۔ دونوں کے درمیان تلخی کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ غور کیا جانے لگا کہ مسلمانوں کی ایک الگ آزاد ریاست ہو۔ 22 دسمبر 1939 کو مسلم لیگ کے یوم نجات نے تلخی میں مزید اضافہ کر دیا۔ ابھی تک مسلم لیگ نے تقسیم کی بات نہیں قبول کی تھی لیکن

ایک جانب
مسلم لیگ
پاکستان کے
قیام کی
کوشش میں
لگی تھی تو
دوسری جانب
نیشنلسٹ
مسلمانوں کی
ایک جماعت
ملک کے اتحاد
کو بحال رکھنے
کے لیے کام کر
رہی تھی۔
اپریل 1940
میں مولانا آزاد
نے مسلم
کنفرنس جس
میں ملک بھر کے
75000
زیادہ مسلمان
شامل تھے ایک
تجویز پاس
کر کے تقسیم کے
مطلبہ کی زیر
دست مخالفت
کی۔

ایک جانب مسلم لیگ پاکستان کے قیام کی کوشش میں لگی تھی تو دوسری جانب
نیشنلسٹ مسلمانوں کی ایک جماعت ملک کے اتحاد کو بحال رکھنے کے لیے کام کر رہی تھی۔
اپریل 1940 میں مولانا آزاد نے مسلم کانفرنس جس میں ملک بھر کے 75000 سے
زیادہ مسلمان شامل تھے ایک تجویز پاس کر کے تقسیم کے مطالبہ کی زبردست مخالفت کی۔

اس درمیان سبھاش چندر بوس کانگریس کی صدارت سے استعفیٰ دے کر ایک نئی
پارٹی فارورڈ بلاک بنا چکے تھے۔ مارچ 1940 میں رام گڑھ کے نزدیک کشن نگر میں
انہوں نے اینٹی کپروڈمانز کانفرنس کی اور کہا کہ سرکار سے کسی طرح کا سمجھوتہ کرنے کی
 بجائے مکمل آزادی کے لیے کام کیا جائے۔ اس فیصلے کے مطابق فارورڈ بلاک نے 6
اپریل سے 13 اپریل 1940 تک سول نافرمانی کی تحریک چلائی۔

8 اگست 1942 کو بمبئی میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا اجلاس ہوا جس میں
بھارت چھوڑ تحریک کی تجویز منظور کی گئی۔ سرکار نے اس تحریک کو سختی سے کچلنے کا فیصلہ کیا۔
9 اگست 1942 کو مہاتما گاندھی، مولانا آزاد، پنڈت نہرو، سردار پٹیل اور کئی کانگریسی
 لیڈروں کو بمبئی سے گرفتار کر لیا گیا۔ اپنے لیڈروں کی گرفتاری سے عوام میں غم و غصہ پھیل
 گیا۔ اور وہ ہزاروں کی تعداد میں سڑکوں پر نکل آئے ان لوگوں نے ہر اس چیز پر حملہ کیا
 جس میں انہیں انگریزوں کی نشانی نظر آئی۔ 9 اگست کو عوام نے سرکار کے خلاف جلسے کیے
 اور کئی مقامات پر جلوس نکالا۔ عوام نے انگریز سرکار کے مظالم کی پرواہ کیے بغیر جو مناسب
 سمجھا وہ کیا۔ ریل کی پٹریاں اکھاڑ دی گئیں، سرکاری عمارتوں کو نقصان پہنچایا۔ تھانوں،
 ریلوے اسٹیشنوں اور ڈاک خانوں کو نقصان پہنچایا گیا سرکار نے ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ
 کے تحت 60،229 افراد کو گرفتار کر لیا جس میں سزا پانے والوں کی تعداد 26،000
 تھی۔ اس کے علاوہ 18 ہزار لوگ بغیر مقدمہ چلائے نظر بند رکھے گئے۔ اس ملک گیر
 تحریک میں 31 دسمبر 1943 تک 204 پولس تھانوں اور 749 دوسری سرکاری

ہندوستانیوں کے خلاف انگریز سرکار کی یہ رخی کا علم یہ تھا کہ جب ہندوستان چھوڑو تحریک اپنے عروج پر تھی تب بنگال میں 15 لاکھ لوگوں کی موت ہو گئی۔ جس کی سرکار نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ جنگ آزادی میں سبھاں چند رہسوس کا فارمولہ سب سے اہم تھا۔ ان کا ملنا تھا کہ اگر ہندوستان علمی جنگ میں انگلینڈ کے خلاف حصہ لے اور ان ملکوں کا ساتھ دے جو اس کے خلاف ہیں تو وہ آزادی حاصل کر سکتا ہے۔

عمار توں کو زبردست نقصان پہنچایا گیا جس کی وجہ سے 27، 35، 125 روپے کا نقصان ہوا اس درمیان مشتعل عوام نے 342 ریلوے اسٹیشنوں پر حملے کیے اور پٹریوں کے اکھاڑنے اور ریل گاڑیوں میں توڑ پھوڑ سے سرکار کو 52 لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔ 474 مقامات پر سڑکیں توڑ دی گئیں۔ اس تحریک کو کچلنے کے لیے فوج نے 68 بار اور پولس نے 601 بار گولی چلائی۔ فوج کی گولی سے 297 لوگ مارے گئے اور 238 لوگ زخمی ہوئے۔ پولس کی گولی سے 763 لوگ مارے گئے اور 1941 لوگ زخمی ہوئے۔ پنڈت نہرو کا ماننا تھا کہ اس تحریک کے دوران پولس کی گولی سے کم سے دس ہزار لوگ ضرور ہلاک ہوئے ہوں گے۔

سرکار کے سخت قدم اٹھانے سے یہ تحریک زیادہ دنوں تک نہیں چل سکی اور انگریز سرکار نے پوری طاقت سے اس تحریک کو دبا دیا لیکن عوام کے دلوں میں آزادی کی تڑپ اور انگریزوں کے لیے نفرت کو دبانے میں سرکار نا کام رہی۔

ہندوستانیوں کے خلاف انگریز سرکار کی بے رخی کا عالم یہ تھا کہ جب ہندوستان چھوڑو تحریک اپنے عروج پر تھی تب بنگال میں 15 لاکھ لوگوں کی موت ہو گئی۔ جس کی سرکار نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ جنگ آزادی میں سبھاں چند رہسوس کا فارمولہ سب سے اہم تھا۔ ان کا ماننا تھا کہ اگر ہندوستان عالمی جنگ میں انگلینڈ کے خلاف حصہ لے اور ان ملکوں کا ساتھ دے جو اس کے خلاف ہیں تو وہ آزادی حاصل کر سکتا ہے۔ اپنے اس منصوبہ پر عمل کرنے کے لیے وہ 17 جولائی 1941 کو اپنے گھر سے نکل بھاگے پہلے وہ کابل پہنچے وہاں سے روس پہنچے اور پھر 28 مارچ 1942 کو وہ ہوائی جہاز سے برلن چلے گئے وہاں انہوں نے تین تجویزیں رکھیں۔ پہلی یہ کہ برلن ریڈیو سے انگلینڈ کے خلاف پر و پگنڈہ کریں گے۔ دوسری یہ کہ وہ جرمنی میں ہندوستانی قیدیوں کو منتخب کر کے آزاد ہند فوج بنائیں گے اور تیسری تجویز یہ کہ بنیادی طاقتیں مل کر ہندوستان کی آزادی کا اعلان

16 مئی 1946 کو اپنی ایک اسکیم میں وائسرائے نے مستقبل کی سرکار کی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس میں 40 فیصد ہندو نمائندوں کو کانگریس اور 40 فیصد مسلمان نمائندوں کو مسلم لیگ منتخب کریں گی اور بقی 20 فیصد میں سکھ، ہندوستانی عیسائی، ہمساندہ ذات اور پارسیوں کے نمائندے ہوں گے۔ لیکن طویل زمانہ خیال کے بعد بھی کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔

کریں گی۔ پہلی دو تجاویز مان لی گئیں لیکن تیسری تجویز جرمنی اور اٹلی دونوں نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

ہندوستان کو آزاد کرانے کے لیے کمیشن موہن سنگھ نے جنگی قیدیوں میں سے ہندوستانی قیدیوں کو منتخب کر آزاد ہند فوج بنانی شروع کر دی۔ 25 اگست 1943 کو سبھاش چندر بوس آزاد ہند فوج کے سپہ سالار بنے۔ 21 اکتوبر 1943 کو انہوں نے آزاد ہندوستان کی عبوری حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا اور 23 اکتوبر 1943 کو اس سرکار کی جانب سے انگلینڈ اور امریکہ کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ ستمبر 1943 میں سبھاش بریگیڈ بنائی گئی جس کے کمانڈر شاہنواز خان بنائے گئے۔ یہ بریگیڈ جنوری 1944 میں رنگون پہنچی۔ شاہنواز خان 4 جنوری 1944 کو رنگون پہنچے اور وہیں انہوں نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنالیا۔ 3 فروری 1944 کو آزاد ہند کے فوجیوں نے ”دلی چلو“ کا نعرہ لگایا اور جاپانی فوج کے ساتھ 150 میل اندر تک ہندوستان میں داخل ہو گئے۔ آزاد ہند فوج نے ہندوستان کی سرزمین پر اپنا جھنڈا لہرا دیا اور آزاد ہند فوج کا قومی ترانہ گایا۔ اس مہم میں 4000 ہندوستانی فوجی مارے گئے۔

21 اگست 1945 کو مرکز اور ریاستی اسمبلیوں کے انتخابات کے اعلان کے بعد دسمبر 1945 میں انتخابات ہوئے جس میں کانگریس نے 57، مسلم لیگ نے 30 آزاد امیدواروں نے 5، اکالی سکھوں نے 2 اور یورپیوں نے 8 نشستوں پر کامیابی حاصل کی۔ نتائج کے اعلان کے بعد 8 ریاستوں میں کانگریس، ایک میں یونینسٹ پارٹی کی قیادت میں مشترکہ سرکار اور دو ریاستوں میں مسلم پارٹیوں کی حکومت بنی۔

16 مئی 1946 کو اپنی ایک اسکیم میں وائسرائے نے مستقبل کی سرکار کی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس میں 40 فیصد ہندو نمائندوں کو کانگریس اور 40 فیصد مسلمان نمائندوں کو مسلم لیگ منتخب کرے گی اور باقی 20 فیصد میں سکھ، ہندوستانی عیسائی، ہمساندہ

مسلم لیگ نے 16
 اگست 1946 کو
 ڈائریکٹ ایکشن
 لے منلیا۔ جس
 کے نتیجہ میں
 ملک بھر میں
 فرقہ دارانہ
 فسادات بھڑک
 اٹھے۔ کلکتہ میں
 بھی ملک فساد ہوا
 جس میں
 سرکاری رپورٹ
 کے مطابق 5000
 لوگ مارے گئے
 اور لگ بھگ
 اتنے ہی زخمی
 ہوئے۔ اکتوبر کے
 دوسرے ہفتے
 میں نو اکھالی
 اور نری پورہ
 ضلع میں
 فسادات ہوئے۔
 پنجاب اور بہار
 بھی فرقہ دارانہ
 فسادات سے
 محفوظ نہیں رہ
 سکے دونوں
 مذاہب کے
 لوگوں کے آپس
 میں مارکٹ کا کوئی
 نتیجہ نہیں
 نکلا

ذات اور پارسیوں کے نمائندے ہوں گے۔ لیکن طویل تبادلہ خیال کے بعد بھی کوئی فیصلہ
 نہ ہو سکا تو وائسرائے نے یہ پیش کش کی کہ کونسل میں 13 نمائندے ہوں جن میں،
 کانگریس 5 مسلم لیگ ایک سکھ اور ایک ہندوستانی عیسائی ہو۔ کانگریس نے وائسرائے کی
 اس تجویز کو ماننے سے انکار کر دیا۔ آخر میں کابینہ مشن اور وائسرائے نے 16 جون
 1946 کو 14 ممبروں کا اعلان کیا جس میں مسلم لیگ کے 5 مسلمانوں اور کانگریس
 کے 6 ہندوؤں کے نام تھے تین دوسرے طبقہ کے لوگ تھے۔ کانگریس نے اسے بھی تسلیم
 کرنے سے انکار کر دیا آخر کار وائسرائے نے 6 اگست 1946 کو سرکار بنانے کی دعوت
 دی اور کانگریس ورکنگ کمیٹی نے نہرو کو سرکار بنانے کی اجازت دے دی۔ اس سے
 دونوں پارٹیوں کے درمیان کشیدگی میں اضافہ ہوا۔

مسلم لیگ نے 16 اگست 1946 کو ڈائریکٹ ایکشن ڈے منایا۔ جس کے نتیجہ
 میں ملک بھر میں فرقہ دارانہ فسادات بھڑک اٹھے۔ کلکتہ میں بھی ملک فساد ہوا جس میں
 سرکاری رپورٹ کے مطابق 5000 لوگ مارے گئے اور لگ بھگ اتنے ہی زخمی
 ہوئے۔ اکتوبر کے دوسرے ہفتے میں نو اکھالی اور نری پورہ ضلع میں فسادات ہوئے۔
 پنجاب اور بہار بھی فرقہ دارانہ فسادات سے محفوظ نہیں رہ سکے دونوں مذاہب کے لوگوں
 کے آپس میں مارکٹ کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ 2 ستمبر 1946 کو جواہر لال نہرو کی قیادت میں
 عارضی حکومت بن گئی۔ محمد علی جناح اور وائسرائے کے درمیان کئی بار کے تبادلہ خیال کے
 بعد مسلم لیگ نے اپنے 5 نمائندوں کو حکومت میں شامل ہونے کی اجازت دے دی۔
 لیکن سرکار بننے کے بعد بھی دونوں پارٹیوں میں کشیدگی اسی طرح برقرار رہی۔ جس سے
 صورت حال مزید بگڑ گئی۔

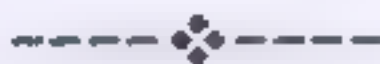
اس درمیان مسئلہ کا حل نکالنے کے لیے 3 سے 6 دسمبر تک لندن میں کانفرنس ہوئی
 جس میں انگلینڈ کے وزیراعظم اور وائسرائے کے علاوہ جواہر لال نہرو، محمد علی جناح، سیاق

ہی ہی مینن کے
ذریعہ تیار ایک
اسکیم کو لے کر
جسے مسلم لیگ
کے محمد علی
جناح اور لیاقت
علی خان اور
کننگریس کے
جواہر لال نہرو
اور سردار پٹیل
کی حمایت
حاصل تھی
وائسرائے 18
مئی 1947 کو
لندن گئے اور
وہاں سے اس کی
منظوری لے کر
واپس آ گئے۔ اس
اسکیم میں ملک
کی تقسیم اور
ہندوستان کے قیام
کی تجویز تھی۔
اس اسکیم کو
سبھوں نے
منظور کر لیا اور
4 جون 1947
کو لارڈ مائونٹ
بیٹن نے پہلے
سے طے شدہ
تاریخ سے بہت
پہلے ہی
ہندوستان کی
آزادی کا اعلان
کر دیا۔

علی خان اور سردار بلند یونگ شامل ہوئے۔ یہ کانفرنس کانگریس اور لیگ کے آپسی ٹکراؤ کے
سبب ناکام ہو گئی۔ برطانوی سرکار نے جب دیکھا کہ وہ معاملہ سلجھانے میں ناکام ہو گئی
ہے تب اس نے جون 1948 تک اقتدار ہندوستانیوں کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا۔

24 مارچ 1947 کو لارڈ مائونٹ بیٹن نے جلد ہی یہ فیصلہ کر لیا کہ ہندوستان کا
بٹوارہ ضروری ہے۔ بی پی مینن کے ذریعہ تیار ایک اسکیم کو لے کر جسے مسلم لیگ کے محمد علی
جناح اور لیاقت علی خان اور کانگریس کے جواہر لال نہرو اور سردار پٹیل کی حمایت حاصل
تھی وائسرائے 18 مئی 1947 کو لندن گئے اور وہاں سے اس کی منظوری لے کر واپس
آ گئے۔ اس اسکیم میں ملک کی تقسیم اور پاکستان کے قیام کی تجویز تھی۔ اس اسکیم کو سبھوں
نے منظور کر لیا اور 4 جون 1947 کو لارڈ مائونٹ بیٹن نے پہلے سے طے شدہ تاریخ سے
بہت پہلے ہی ہندوستان کی آزادی کا اعلان کر دیا۔

15 اگست 1947 کو تقسیم ہند کا فیصلہ کر لیا گیا۔ وائسرائے لارڈ مائونٹ بیٹن نے
14 اگست 1947 کو پاکستان اور 15 اگست 1947 کو ہندوستان کی آزادی کا اعلان
کر دیا۔ ملک کے ساتھ ساتھ فوج بھی بٹ گئی لیکن یہ دونوں قوموں کے دلوں کو نہیں بانٹ
سکی۔ بڑی تعداد میں مسلمانوں نے اسی ملک میں رہنے کا فیصلہ کیا اور کسی بھی قیمت پر
اپنے وطن کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوئے۔ تقسیم کے سبب لوگوں کے دلوں کو تکلیف
پہنچی تھی جو ملک گیر فسادات کی شکل میں سامنے آئی مذہب جس نے انگریزوں کے خلاف
دو قوموں کو ایک کر دیا تھا سیاست نے ان کے دلوں میں نفرت پیدا کر دی۔ اقتدار کی
چاہت نے دو فرقوں کے آپسی بھائی چارہ کو مذہب کی بنیاد پر ہی الگ کر دیا جو سراسر
سیاست پر مبنی تھا اور ایک بار پھر یہی سیاست مذہب کو بنیاد بنا کر نفرت کے بیج بو رہی ہے
ایک اور بٹوارے کی فضا تیار کر رہی ہے۔



آزادی اور بٹوارا

جب ہم لوگ
تقسیم سے فوراً
پہلے اور اس کے
بعد ملک کی
جانب دیکھتے
ہیں تو ہم پاتے
ہیں کہ اس
تقسیم کی
منظوری
کنگریس کی
ورکنگ کمیٹی
کی تجویز اور
مسلم لیگ کے
رجسٹرڈ ہی
محدود تھی۔
ہندوستان کے
لوگوں کو یہ
بٹوارا منظور
نہیں تھا۔ حقیقت
میں ان کے دل
اور ان کی روح
اس تجویز کے
خلاف تھی۔ میں
کہہ چکا ہوں کہ
مسلم لیگ کو
بہت سارے
ہندوستانی
مسلمانوں کی
حمایت حاصل
تھی لیکن مسلم
قوم کا بہت بڑا
حصہ تھا جس
سے ہمیشہ لیگ
کی مخالفت کی
نہی۔

﴿مولانا ابوالکلام آزاد کے ذریعہ بیان کی گئی تقسیم وطن کی داستان﴾

14 اگست کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن پاکستان کے قیام کی تقریب کا افتتاح کرنے کے لیے کراچی گئے اور دوسرے دن واپس وہاں سے آئے اور 15 اگست 1947 کو رات کے 12 بجے ہندوستانی اقتدار کا جنم ہوا۔

ملک اب آزاد تھا لیکن اس سے پہلے کہ یہاں کے لوگ اس آزادی اور فتح کا پوری طرح لطف اٹھا پاتے صبح آنکھ کھلتے ہی انہوں نے پایا کہ آزادی اپنے ساتھ بہت بڑی بد قسمتی لے کر آئی ہے۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمیں آزادی کا لطف اٹھانے اور آرام کرنے سے پہلے ایک طویل اور مشکل سفر طے کرنا ہے۔

کانگریس اور اس کے ساتھ ساتھ مسلم لیگ نے بھی تقسیم کو قبول کر لیا تھا۔ چونکہ کانگریس پورے ملک کی قیادت کرتی ہے اور مسلم لیگ کو مسلمانوں کی بڑی تعداد کی حمایت حاصل تھی اس کے عام طور پر معنی یہی تھے کہ پورے ملک نے تقسیم کو قبول کر لیا تھا جب کہ اصل صورت حال اس کے بالکل برخلاف تھی۔ جب ہم لوگ تقسیم سے فوراً پہلے اور اس کے بعد ملک کی جانب دیکھتے ہیں تو ہم پاتے ہیں کہ اس تقسیم کی منظوری کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کی تجویز اور مسلم لیگ کے رجسٹرڈ ہی محدود تھی۔ ہندوستان کے لوگوں کو یہ بٹوارا منظور نہیں تھا۔ حقیقت میں ان کے دل اور ان کی روح اس تجویز کے خلاف تھی۔ میں کہہ چکا ہوں کہ مسلم لیگ کو بہت سارے ہندوستانی مسلمانوں کی حمایت حاصل تھی لیکن مسلم قوم کا بہت بڑا حصہ تھا جس نے ہمیشہ لیگ کی مخالفت کی تھی۔ ملک کی تقسیم کے فیصلے سے وہ لوگ قدرتی طور پر الگ تھلک پڑ گئے۔ اور سکھ ان لوگوں میں تھے جو بٹوارے کے خلاف متحد تھے۔ کانگریس کی تجویز کو منظور کرنے کے باوجود ان کی مخالفت کو ذرا بھی کم

کلنگویس کے
لوگوں میں
تقسیم کے سب
بڑے حامی
سردار پنیل تھے
حالانکہ انہیں
یقین نہیں تھا کہ
تقسیم
ہندوستان کے
مسائل کا سب
سے بہتر حل ہے۔

وہ سمجھتے تھے
کہ پاکستان کو
قبول کرنا مسلم
لیگ کو ایک تلخ
سبق سکھا دے
گا۔ پاکستان
بہت کم مدت
میں بکھر جائے
گا اور وہ علاقے
جو ہندوستان
سے الگ ہوئے
ہیں انہیں کئی
ان کہی مشکلات
اور پریشانیوں
کا سامنا کرنا
پڑے گا۔ سردار
پنیل کو یہ بھی
امید تھی کہ وہ
لوگ ہندوستان
لوٹنے پر مجبور
ہوں گے۔

نہیں کیا جاسکا تھا۔ اور پھر جب ملک کی تقسیم ایک حقیقت بن گئی تب وہ مسلمان بھی جو مسلم
لیگ کی حمایت میں تھے اس کے نتائج سے خوف زدہ ہو گئے اور انہوں نے کھلے عام کہنا
شروع کر دیا کہ تقسیم سے ان کا مقصد یہ نہیں تھا۔

دس سال بعد بھی حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ اس وقت جو میں نے کہا
تھا اسے حالات نے صحیح ثابت کر دیا۔ میرے لیے اس وقت بھی صاف تھا کہ کانگریس
لیڈروں نے بنوارہ اس وقت بھی کھلے اور آزاد مارغ سے منظور نہیں کیا ہے۔ کچھ نے اس
کو ناراضگی اور غصہ سے منظور کیا اور کچھ لوگوں نے مایوسی سے۔ انسان جب ذلت اور
خوف میں مبتلا ہوتا ہے تو حقیقت کا بخوبی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ تقسیم کے حامی جو خواہش
کے دباؤ میں کام کر رہے تھے۔ وہ اس حقیقت کو کیسے سمجھ سکتے تھے۔

کانگریس کے لوگوں میں تقسیم کے سب بڑے حامی سردار پنیل تھے حالانکہ انہیں
یقین نہیں تھا کہ تقسیم ہندوستان کے مسائل کا سب سے بہتر حل ہے۔ انہوں نے بنوارے
کے حق میں اپنا فیصلہ غصہ اور رنج کے ساتھ دیا۔ انہوں نے اپنی ہر تجویز کو لیاقت علی خان
کے وزیر خزانہ کی شکل میں دینو کر دیے جانے سے اپنے آپ کو بے سرو پا محسوس کیا۔ اور
انہوں نے ناراضگی سے فیصلہ کیا کہ اگر کوئی دوسرا راستہ نہیں بچا ہے تو بنوارہ ہی قبول کر لیا
جائے۔ انہیں یہ بھی یقین تھا کہ پاکستان کی نئی ریاست عملی نہیں ہوگی۔ اور یہ زیادہ دنوں
تک نہیں چل سکتی۔ وہ سمجھتے تھے کہ پاکستان کو قبول کرنا مسلم لیگ کو ایک تلخ سبق سکھا دے
گا۔ پاکستان بہت کم مدت میں بکھر جائے گا اور وہ علاقے جو ہندوستان سے الگ ہوئے
ہیں انہیں کئی ان کہی مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ سردار پنیل کو یہ بھی امید
تھی کہ وہ لوگ ہندوستان لوٹنے پر مجبور ہوں گے۔ میں یہ بھی قبول کرتا ہوں کہ مسلم لیگ
کے خلاف ان کی دلیلیں اتنی مضبوط تھیں کہ انہیں اس کا بھی افسوس نہیں تھا کہ وہ مسلمان جو
لیگ کے حامی تھے ان کو مشکلات اٹھانی پڑیں گی۔ ملک کی تقسیم کے بارے میں لوگوں کے

روپیہ کا صحیح پتہ 14 اگست 1947 کو چلا جب آزاد پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔

اگر ہندوستان کے لوگ اپنی مرضی سے بنوارے کو قبول کرتے تو پنجاب، اترتیر، سندھ اور بنگال کے ہندو اور سکھ اسی طرح خوشیاں مناتے جیسے اس خطہ کے مسلمانوں نے منائیں۔ اس پورے خطہ سے ملی رپورٹوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعویٰ کہ بنوارے کو کانگریس کو منظور ہونے کا مطلب ہندوستان کے لوگوں کو تسلیم ہونا ہے کتنا کھوکھلا تھا۔

پاکستان کے مسلمانوں کے لیے 14 اگست خوشی کا دن تھا۔ ہندوؤں اور سکھوں کے لیے یہ دکھ کا دن تھا۔ یہ صرف زیادہ تر لوگوں کی سوچ نہیں تھی بلکہ کانگریس کے اہم لیڈروں کا بھی یہی خیال تھا۔ آچار یہ کر پانی اس وقت کانگریس کے صدر تھے وہ سندھ کے رہنے والے تھے۔

14 اگست 1947 کو انہوں نے ایک بیان جاری کیا کہ یہ ہندوستان کے لیے افسوس اور تباہی کا دن تھا۔ پورے پاکستان کے ہندوؤں اور سکھوں نے اسی خیال کا کھلے عام اظہار کیا۔ حقیقت میں یہ ایک غیر معمولی صورت حال تھی۔ ہماری قومی جماعت کانگریس نے تقسیم کے حق میں فیصلہ کیا تھا لیکن تقسیم سے پوری آبادی افسردہ تھی۔ قدرتی طور پر جہاں ایک سوال تھا کہ اگر تقسیم سے یہاں کے سارے لوگوں کے دل میں افسردگی اور غم تھا تو آخر کیوں ہندوستان کے لوگوں نے تقسیم کو منظور کیا۔ اس کی بڑے پیمانے پر مخالفت کیوں نہیں ہوئی۔ ایک ایسا فیصلہ کرنے میں اتنی جلدی کیوں تھی جسے ہر کوئی غلط سمجھ رہا تھا۔ اگر 15 اگست 1947 تک ہندوستان کے مسئلہ کا صحیح حل نہیں مل سکا تھا تو ہم نے ایک غلط فیصلہ کیوں کیا اور اب اس پر افسوس کیسا؟ میں نے بار بار یہ کہا تھا کہ اس وقت تک انتظار کیا جائے جب تک مناسب حل نہ مل جائے۔ میں نے اپنی جانب سے پوری کوشش کی لیکن میرے دوست اور ساتھیوں نے بد قسمتی سے میرا ساتھ نہیں دیا۔ حقیقت سے ان کی آنکھیں بند کرنے کی ایک ہی وجہ جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ غم یا

ہماری قومی
جماعت
کانگریس نے
تقسیم کے حق
میں فیصلہ کیا
تھا لیکن تقسیم
سے ہندو
آبادی افسردہ
تھی۔ قدرتی
طور پر جہاں
ایک سوال تھا
کہ اگر تقسیم
سے یہاں کے
سارے لوگوں
کے دل میں
افسردگی اور
غم تھا تو
آخر کیوں
ہندوستان کے
لوگوں نے
تقسیم کو
منظور کیا۔ اس
کی بڑے پیمانے
پر مخالفت
کیوں نہیں
ہوئی۔ ایک ایسا
فیصلہ کرنے
میں اتنی جلدی
کیوں تھی
جسے ہر کوئی
غلط سمجھ رہا
تھا۔

جناح اپنے حامیوں کو یہ پیغام دے کر کراچی چلے گئے کہ اب ملک تقسیم ہو گیا ہے اور اب وہ ہندوستان کے وفادار شہری ہو جائیں۔ اس الوداعی پیغام نے ان کے اندر پست ہمتی اور خواب ٹوٹنے کا عجیب احساس پیدا کر دیا۔ ان میں سے بہت سے لیڈر میرے پاس 14 اگست کے بعد ملنے آئے ان کی حالت افسوس ناک تھی ان میں سے ہر ایک نے بہت افسوس اور غصہ سے کہا کہ جناح نے انہیں بھوکہ دیا اور انہیں منحہدار میں چھوڑ گئے۔

مایوسی نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال رکھا تھا شاید یہ بھی ہو کہ ایک تاریخ 15 اگست کے طے ہونے نے چادر دکھایا انہیں تقسیم کے بارے میں جو کچھ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے کہا اسے منظور کرنے کے لیے مجبور کر دیا۔

یہ ایک ایسی حالت تھی جس میں افسوس اور مضحکہ خیزی دونوں شامل تھی۔ تقسیم کے بعد سب سے مضحکہ خیز حالت مسلم لیگ کے ان لیڈروں کی تھی جو تقسیم کے بعد بھی ہندوستان میں رہ گئے تھے۔

جناح اپنے حامیوں کو یہ پیغام دے کر کراچی چلے گئے کہ اب ملک تقسیم ہو گیا ہے اور اب وہ ہندوستان کے وفادار شہری ہو جائیں۔ اس الوداعی پیغام نے ان کے اندر پست ہمتی اور خواب ٹوٹنے کا عجیب احساس پیدا کر دیا۔ ان میں سے بہت سے لیڈر میرے پاس 14 اگست کے بعد ملنے آئے ان کی حالت افسوس ناک تھی ان میں سے ہر ایک نے بہت افسوس اور غصہ سے کہا کہ جناح نے انہیں دھوکہ دیا اور انہیں منحہدار میں چھوڑ گئے۔

پہلے میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ ان کے یہ کہنے کا کیا مقصد ہے کہ جناح نے انہیں دھوکہ دیا۔ انہوں نے کھلے عام مسلم اکثریتی علاقوں کی بنیاد پر ملک کے بنوارے کا مطالبہ کیا تھا۔ بنوارا اب ایک حقیقت تھا اور مشرق و مغرب دونوں کے ہی مسلم اکثریتی علاقے، پاکستان کا حصہ بن چکے تھے پھر بھی مسلم لیگ کے ان ترجمان نے کیوں کہا کہ انہیں دھوکا دیا گیا۔

جب میں نے ان سے بات کی تو میں نے پایا کہ بنوارے کی تصویر جوان کے دماغ میں تھی وہ حقیقت سے دور تھی۔ وہ پاکستان کے قیام کے اثر کو سمجھنے میں ناکام ہو گئے تھے۔ اگر مسلم اکثریتی علاقوں کو ایک علاحدہ ریاست تسلیم کر لیا جائے تو یہ بات صاف تھی کہ وہ علاقے جن میں سے مسلمان اقلیت میں ہیں ہندوستان کا حصہ ہو گا۔ اتر پردیش اور بہار

کے مسلمان اقلیت میں تھے اس لیے یہ تقسیم کے بعد نہیں رہ گئے۔ یہ حیرت انگیز مگر سچ ہے کہ مسلم لیگ نے بے وقوفی سے لوگوں کو سمجھایا تھا کہ ایک بار پاکستان بن گیا تو مسلمان جہاں کہیں بھی اکثریتی یا اقلیتی علاقہ میں ہیں انہیں الگ ملک سمجھا جائے گا اور وہ اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کرنے کے حقدار ہوں گے۔ اب جبکہ مسلم اکثریتی علاقے ہندوستان سے کٹ چکے تھے اور یہاں تک کہ بنگال اور پنجاب کا بھی ہٹوارہ ہو چکا تھا اور جب مسٹر جناح کراچی چلے گئے تب ان بے وقوفوں کو سمجھ میں آیا کہ انہیں کچھ نہیں ملا۔ حقیقت میں انہوں نے ہندوستان کے ہٹوارے سے سب کچھ کھو دیا تھا۔ جناح کا آخری پیغام اونٹ کی پیٹھ پر آخری تنکے جیسا تھا۔ ان کے لیے اب یہ ایک دم صاف تھا کہ ہٹوارے کا انجام صرف یہ ہے کہ اقلیت کی شکل میں ان کی حالت پہلے سے اور کمزور ہو گئی ہے اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں نے بے وقوفی کی حرکتوں سے ہندوؤں کے دماغوں میں نفرت اور غصہ بھر دیا۔

مسلم لیگ کے ممبران اب بار بار کہہ رہے تھے کہ وہ اب ہندوؤں کے رحم و کرم پر ہیں۔ یہ صاف تھا کہ ان حالات پر رنج و غم نے شاید ہی ان کے لیے رحم کا جذبہ پیدا کیا ہو۔ میں نے انہیں یاد دلایا کہ میں نے ان سے کیبنٹ مشن پلان کے دوران کیا کہا تھا۔ میں نے اپنے 15 اپریل 1946 کے بیان میں ہندوستانی مسلمانوں کو صاف لفظوں میں ہوشیار کر دیا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ اگر ہٹوارہ ایک حقیقت بن گیا تب ایک دن انہیں پتہ چلے گا کہ اکثریتی مسلمانوں کے پاکستان جانے کے بعد وہ ہندوستان میں ایک چھوٹی اور کمزور اقلیت کی شکل میں رہ جائیں گے۔

15 اگست کو یوم آزادی کی تقریبات کے لیے ایک پروگرام منعقد کیا گیا۔ نصف شب کانسی ٹیوٹ اسمبلی کی میٹنگ ہوئی اور اس میں اعلان کیا گیا کہ ہندوستان آزاد اور خود مختار ملک ہے۔ دوسرے دن صبح 9 بجے اسمبلی کی پھر میٹنگ ہوئی اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن

جب مسٹر جناح کراچی چلے گئے تب ان بے وقوفوں کو سمجھ میں آیا کہ انہیں کچھ نہیں ملا۔ حقیقت میں انہوں نے ہندوستان کے ہٹوارے سے سب کچھ کھو دیا تھا۔ جناح کا آخری پیغام اونٹ کی پیٹھ پر آخری تنکے جیسا تھا۔ ان کے لیے اب یہ ایک دم صاف تھا کہ ہٹوارے کا انجام صرف یہ ہے کہ اقلیت کی شکل میں ان کی حالت پہلے سے اور کمزور ہو گئی ہے اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں نے بے وقوفی کی حرکتوں سے ہندوؤں کے دماغوں میں نفرت اور غصہ بھر دیا۔

مسلم لیگ کے ممبران اب بار بار کہہ رہے تھے کہ وہ اب ہندوؤں کے رحم و کرم پر ہیں۔

مشرقی پنجاب
میں ہندو
سکھوں نے
مسلمانوں کے
گلوں پر حملے
کیے۔ وہ لوگ
گھروں کو جلا
رہے تھے اور
معصوم مردوں
عورتوں اور
بچوں کو مار
رہے تھے۔ ٹھیک
یہی رپورٹ
مغربی پنجاب
سے بھی ملی
مسلمان ہندو
اور سکھ فرقہ
کے مردوں،
عورتوں اور
بچوں کو قتل
کر رہے تھے
پورا مشرقی
اور مغربی
پنجاب برباد،
اور موت کا
قمرستان بن
گیا تھا

نے افتتاحی تقریر کی۔ پورا شہر خوشی کے عالم میں تھا یہاں تک کہ تقسیم کے دکھ کو بھی لوگ
بھول گئے تھے۔ شہر اور آس پاس کے لاکھوں لوگ آزادی کی خوشیاں منانے کے لیے نکل
پڑے تھے۔ آزاد بھارت کا پرچم 4 بجے لہرایا جاتا تھا۔

اگست کی جلا دینے والی دوپہر کے باوجود لاکھوں لوگ گھنٹوں سورج کی تپش کو
برداشت کر رہے تھے۔ بھیڑ اتنی زیادہ تھی کہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن اپنی کار سے باہر نہیں آ سکے
اور انہیں وہیں سے تقریر کرنی پڑی۔ یہ خوشی بہت دلولہ انگیز تھی لیکن یہ خوشی مشکل سے 48
گھنٹے ہی رہ پائی۔ اگلے ہی دن فرقہ وارانہ فسادات کی خبروں نے شہر کو گہری اداسی میں
غرق کر دیا۔ قتل لوٹ اور تشدد کی خبریں تھیں۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ مشرقی پنجاب میں ہندو
اور سکھوں نے مسلمانوں کے گاؤں پر حملے کیے۔ وہ لوگ گھروں کو جلا رہے تھے اور معصوم
مردوں عورتوں اور بچوں کو مار رہے تھے۔ ٹھیک یہی رپورٹ مغربی پنجاب سے بھی ملی
مسلمان ہندو اور سکھ فرقہ کے مردوں، عورتوں اور بچوں کو قتل کر رہے تھے پورا مشرقی اور
مغربی پنجاب بربادی اور موت کا قبرستان بن گیا تھا ایسے واقعات تیزی سے ہو رہے
تھے۔ ایک کے بعد ایک پنجاب کے وزیر دہلی بھاگ رہے تھے ان کے ساتھ کانگریس
کے وہ لیڈر تھے جو سرکار سے باہر تھے۔ یہ بھی لوگ وہاں ہونے والے واقعات سے خوف
زدہ تھے۔ وہ قتل و غارتگری کے پھیلاؤ سے بھی حیران تھے وہ مایوسی میں کہنے لگے کہ
شاید اب کوئی بھی اسے روک نہ سکے۔ ہم لوگوں نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے
فوج کو کیوں نہیں بلایا؟ انہوں نے مایوسی سے کہا کہ پنجاب میں جو فوج اس وقت ہے اس
پر بہت زیادہ اعتماد نہیں کیا جاسکتا اور ان سے کسی مدد کی امید نہیں ہے۔ انہوں نے مطالبہ
کیا کہ پنجاب میں دہلی سے فوج بھیجی جانی چاہیے۔ ابتداء میں دہلی میں کوئی گڑبڑ نہیں
تھی لیکن جب پورا ملک خونی آگ میں جل رہا تھا دہلی میں موجود چھوٹی سی ریزرو فوج کو
بھیج دینا ممکن نہیں تھا۔ ہم لوگوں نے باہر سے فوج بھیجنے کا فیصلہ کیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ

جب مغربی
پنجاب سے قتل
عام کی خبریں
بھلی پہنچیں
لگام لوگوں کی
بھیڑ نے شہر کے
مسلمانوں پر
حملے کر دیے۔
بھلی میں ان
خونی حملوں کو
انجام دینے میں
سکھ سب سے آگے
تھے۔

اگر مغربی پنجاب
کے مسلمان
ہندوؤں اور
سکھوں کے قتل کے
گھمگھار تھے تو ان
کا بدلہ بھلی کے
معصوم لوگوں
سے کیوں لیا جانا
چاہیے؟

فوج کا یہ رویہ اب
ایک مشکل مسئلہ
بن چکا تھا۔ تقسیم
سے پہلے فوج فرقہ
پرستی کے زہر
سے آزاد تھی۔ جب
ملک کا بلوار افرقہ
وارانہ بمبارد پر
ہوا تو فرقہ
پرستی کے جراثیم
فوج میں بھی
داخل ہو گئے۔

وہاں پہنچ پاتی فسادات کی آگ راجدھانی تک پہنچ گئی۔ جیسے ہی پنجاب سے قتل عام کی
خبریں پناہ گزینوں کے ذریعہ یہاں پہنچیں جو کہ مغربی پنجاب سے آرہے تھے تو دہلی میں
فساد پھوٹ پڑا۔ قتل و غارت گری نے شہر کو اپنے شکنجے میں کس لیا۔ فسادات سے صرف پناہ
گزین متاثر نہیں تھے بلکہ عام لوگ بھی اس کی زد میں آ گئے۔ یہاں تک کہ وہ علاقے
جہاں صرف سرکاری ملازمین تھے وہ بھی اس سے متاثر تھے۔ جب مغربی پنجاب سے قتل
عام کی خبریں دہلی پہنچیں بے لگام لوگوں کی بھیڑ نے شہر کے مسلمانوں پر حملے کر دیے۔
دہلی میں ان خونی حملوں کو انجام دینے میں سکھ سب سے آگے تھے۔

میں پہلے ہی یہ کہہ چکا ہوں کہ میں بدلے اور برغمال بنانے کے نظریہ کی غیر ذمہ
دارانہ باتوں سے کتنا افسردہ تھا۔ دہلی میں ہم اس خطرناک انداز فکر کا بہت ہی خوفناک اثر
دیکھ رہے تھے۔ اگر مغربی پنجاب کے مسلمان ہندوؤں اور سکھوں کے قتل کے گناہگار تھے
تو ان کا بدلہ دہلی کے معصوم لوگوں سے کیوں لیا جانا چاہیے؟ بدلے کے یہ اصول اتنے ہی
ظالمانہ ہوتے ہیں کہ کوئی شریف اور سمجھ دار شخص اس کی حمایت میں ایک بھی لفظ نہیں کہہ
سکتا۔

فوج کا یہ رویہ اب ایک مشکل مسئلہ بن چکا تھا۔ تقسیم سے پہلے فوج فرقہ پرستی کے
زہر سے آزاد تھی۔ جب ملک کا بلوار افرقہ دارانہ بنیاد پر ہوا تو فرقہ پرستی کے جراثیم فوج
میں بھی داخل ہو گئے۔ دہلی میں زیادہ تر فوجی ہندو اور سکھ تھے کچھ ہی دنوں میں یہ صاف
ہو گیا کہ اگر شہر میں قانون و انتظام بحال کرنے کے لیے سخت قدم اٹھانے ہیں تو ان پر
اعتماد نہیں کیا جاسکتا اس لیے ان لوگوں کو تیزی کے ساتھ جنوب سے فوج بلائے کا فیصلہ کرنا
پڑا۔ وہ ملک کے بنوارے سے متاثر نہیں تھے اور اپنے فوجی ضابطوں پر کار بند تھے۔
جنوب کے فوجیوں نے حالات پر قابو پانے اور شہر میں لاینڈ آرڈر بحال کرنے میں اہم
کردار نبھایا۔

خاص شہر کے علاوہ آس پاس کے علاقوں جیسے قسروں باغ، لودھی کالونی سبزی منڈی اور صدر بازار میں بڑی تعداد میں مسلمان آباد تھے۔ ان سبھی علاقوں میں حان و مال بہت زیادہ محفوظ نہیں تھا اور موجودہ حالت میں ہووری طرح فوجی تحفظ بھی ممکن نہیں تھا۔ ایک وقت تو صورت حال اتنی خراب ہو گئی کہ کوئی بھی مسلمان اس یقین سے نہیں سوتا تھا کہ وہ کل صبح زندہ اٹھے گا۔

خاص شہر کے علاوہ آس پاس کے علاقوں جیسے قسروں باغ، لودھی کالونی سبزی منڈی اور صدر بازار میں بڑی تعداد میں مسلمان آباد تھے۔ ان سبھی علاقوں میں حان و مال بہت زیادہ محفوظ نہیں تھا اور موجودہ حالت میں ہووری طرح فوجی تحفظ بھی ممکن نہیں تھا۔ ایک وقت تو صورت حال اتنی خراب ہو گئی کہ کوئی بھی مسلمان اس یقین سے نہیں سوتا تھا کہ وہ کل صبح زندہ اٹھے گا۔

آتشزنی، قتل اور فسادات کے ان دنوں میں فوجی افسروں کے ساتھ میں دہلی کے مختلف علاقوں میں گیا۔ میں نے پایا کہ مسلمان پوری طرح ڈرے سہے اور بے بس تھے۔ کئی نے میرے مکان میں پناہ لینے کی خواہش ظاہر کی۔ شہر کے جانے مانے خاندان میرے پاس پوری طرح لٹی پٹی حالت میں آئے ان کے پاس کچھ بھی نہیں بچا تھا۔ سوائے ان کپڑوں کے جو کہ وہ پہنے ہوئے تھے۔ کچھ کی دن کے اجالے میں نکلنے کی ہمت نہیں تھی وہ آدمی رات یا صبح سویرے فوج کی حفاظت میں لائے گئے۔

میرا گھر جلد ہی بھر گیا اور میں نے اپنے کپڑاؤں میں شامیانے لگوادیے۔ ہر طرح کے لوگ عورتیں اور مرد امیر غریب جوان اور بوڑھے جان کے خوف سے سب ایک ساتھ رہ رہے تھے۔

یہ بہت جلد واضح ہو گیا کہ قانون و انتظام بحال ہونے میں ابھی کچھ وقت لگے گا۔ شہر کے مختلف علاقوں میں بکھرے ہوئے گھروں کو تحفظ فراہم کرنا ممکن نہیں تھا اگر ہم ایک علاقہ میں حفاظتی دستوں کو تعینات کرتے تو دوسرے علاقہ میں حملے شروع ہو جاتے۔ تب ہم لوگوں نے فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کو ایک جگہ اکٹھا کر کے محفوظ کیپوں میں رکھا جائے۔ اس طرح کا ایک کمپ پرانا قلعہ میں بنایا گیا اس میں کوئی عمارت نہیں بچی تھی۔ سوائے کھنڈروں کے یہ کھنڈر بھی جلد ہی بھر گئے۔ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد قلعہ میں لائی گئی اور ان کھنڈروں میں ان لوگوں نے پوری سردی گزاری۔

جنگ جیمے
حالات ہیں اور
اس سے اسی
طرح نمٹنا
چاہیے جنگ کے
دوران جنگ
کونسل جس
طرح دن رات کام
کرتی ہے وہیں
بھی ایک ورکنگ
کونسل بنانی
چاہیے جو کہ
موقع پر فیصلہ
کر سکے اور یہ
دیکھے کہ فیصلے
پر عمل کیا گیا
یا نہیں۔ یہ بورڈ
روز صبح 9:30
بجے گورنمنٹ
ہاؤس کے کیبنٹ
روم میں ملتا تھا۔
لارڈ ملٹن بیٹن
اس کی صدارت
کرتے۔ ہم لوگ
گزشتہ 24
گھنٹے کے اندر
بیس گئے
احکامات اور پھر
اس پر عمل کا
جلتہ لیتے تھے۔
اس بورڈ نے
بحالی اس تک
بغیر رکے کام
کیا۔

میں نے لارڈ ملٹن بیٹن کی جس طرح ان کی ہزارے میں مدد کے لیے نکل چینی
کی ہے میں اب ان کے اس طریقے کی بھی تعریف کرتا ہوں جس طرح انہوں نے ہم پر
آنے والے خطرے کو نمٹایا۔ جس طاقت اور جوش سے انہوں نے ہندوستان کے
ہزارے کا مشکل کام پورا کیا اسے میں پہلے ہی بتا چکا ہوں اس سے بھی زیادہ طاقت اور
جوش سے ملک میں قانون و انتظام بحال کرنے کا کام کیا۔ ان کی فوجی ٹریننگ ہمارے
بہت کام آئی۔ ان کی اس فوجی صلاحیت کے تجربے اور رہنمائی کے بنا ہم ان مشکلات پر
شاید ہی قابو پا سکتے۔

انہوں نے کہا کہ جنگ جیسے حالات ہیں اور اس سے اسی طرح نمٹنا چاہیے جنگ
کے دوران جنگ کونسل جس طرح دن رات کام کرتی ہے ہمیں بھی ایک ورکنگ کونسل بنانی
چاہیے جو کہ موقع پر فیصلہ کر سکے اور یہ دیکھے کہ فیصلے پر عمل کیا گیا یا نہیں۔ یہ بورڈ روز صبح
9:30 بجے گورنمنٹ ہاؤس کے کیبنٹ روم میں ملتا تھا۔ لارڈ ملٹن بیٹن اس کی
صدارت کرتے۔ ہم لوگ گزشتہ 24 گھنٹے کے اندر دیے گئے احکامات اور پھر اس پر عمل
کا جائزہ لیتے تھے۔ اس بورڈ نے بحالی اس تک بغیر رکے کام کیا۔ بورڈ کے سامنے روز صبح
جور پورٹ آتی وہ اس مشکل وقت میں ہمیں معاملے کی تہہ تک پہنچنے میں مدد کرتی۔

اس پورے وقت گاندھی جی زبردست تناؤ میں رہے تھے انہوں نے دونوں فرقہ
کے درمیان اچھے جذبات بحال کرنے اور مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت کے لیے ہر
ممکن کوشش کی۔ انہیں اس سے بہت تظلیف اور دکھ پہنچا کہ ان کی کوششوں کو امید کے
مطابق کامیابی نہیں ملی۔ اکثر وہ سردار پٹیل، جواہر لال نہرو اور مجھے بلاتے اور شہر کے
حالات کے بارے میں بات کرتے۔ اس سے ان کا دکھ اور بھی بڑھ گیا جب انہوں نے
دیکھا کہ ہمارے درمیان نظریاتی اختلافات تھے۔ جو کچھ ہو رہا تھا اس کے بارے میں بھی
ہمارے اندر اختلافات دیکھ کر ان کا دکھ اور بھی زیادہ بڑھ گیا۔

یہ حقیقت ہے کہ ایک جانب سردار پٹیل اور دوسری جانب میرے اور جواہر لال نہرو کے درمیان اختلاف تھا۔ اس کا اثر مقامی انتظامیہ پر بھی پڑ رہا تھا اور حکام دو حصوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ بڑی جماعت سردار پٹیل کی جانب دیکھ رہی تھی اور اس طرح کام کر رہی تھی جو ان کے نظریہ کے مطابق ان کو خوش کر سکے۔ ایک چھوٹی سی جماعت میرے اور جواہر لال کے ساتھ تھی اور جواہر لال کے احکامات کو پورا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ دہلی کے چیف کمشنر ایک مسلمان افسر خورشید احمد تھے جو صاحبزادہ آفتاب احمد کے بیٹے تھے۔ وہ ایک مضبوط افسر نہیں تھے اس کے ساتھ ساتھ وہ ڈرتے تھے کہ اگر انہوں نے سخت قدم اٹھائے تو ان پر مسلمانوں کے حامی ہونے کا الزام لگ جائے گا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ صرف نام کے لیے انتظامیہ کے سربراہ تھے اور سبھی قدم ڈپٹی کمشنر اپنی خواہش کے مطابق اٹھا رہے تھے۔

ڈپٹی کمشنر رندھاوا نامی افسر تھے جو کہ سکھ تھے لیکن سکھوں کی رسموں اور اصولوں کو نہیں مانتے تھے انہوں نے اپنی دائرہ منڈالی تھی اور بال کنوالیے تھے اور بہت سے سکھ انہیں ناسک کہتے تھے۔ وہ تقسیم سے قبل سے دہلی کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ اور 15 اگست سے پہلے یہ سفارش کی جا رہی تھی کہ چونکہ انہوں نے اپنا مدت کار مکمل کر لیا ہے اس لیے انہیں پنجاب واپس جانا چاہیے۔ دہلی کے بہت سے مشہور شہری خاص طور سے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت نے اس تجویز کی زور دیا مخالفت کی۔ ان کا کہنا تھا کہ رندھاوا ایک سیکولر ذہنیت کے سخت افسر ہیں اور ان مشکل حالات میں ان کا مناسب جانشین تلاش کرنا آسان نہیں۔

رندھاوا کو اسی طرح بحال رکھا گیا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ وارانہ کشیدگی جس نے پورے پنجاب کو اپنے شکنجے میں کس رکھا تھا اس نے انہیں بدل دیا۔ مجھے بہت سی رپورٹیں ملیں کہ وہ مجرموں کے خلاف سخت اور کارگر قدم نہیں اٹھا رہے تھے۔ بہت سے

یہ حقیقت ہے کہ ایک جانب سردار پٹیل اور دوسری جانب میرے اور جواہر لال نہرو کے درمیان اختلاف تھا۔ اس کا اثر مقامی انتظامیہ پر بھی پڑ رہا تھا اور حکام دو حصوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ بڑی جماعت سردار پٹیل کی جانب دیکھ رہی تھی اور اس طرح کام کر رہی تھی جو ان کے نظریہ کے مطابق ان کو خوش کر سکے۔ ایک چھوٹی سی جماعت میرے اور جواہر لال کے ساتھ تھی اور جواہر لال کے احکامات کو پورا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ دہلی کے چیف کمشنر ایک مسلمان افسر خورشید احمد تھے جو صاحبزادہ آفتاب احمد کے بیٹے تھے۔ وہ ایک مضبوط افسر نہیں تھے اس کے ساتھ ساتھ وہ ڈرتے تھے کہ اگر انہوں نے سخت قدم اٹھائے تو ان پر مسلمانوں کے حامی ہونے کا الزام لگ جائے گا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ صرف نام کے لیے انتظامیہ کے سربراہ تھے اور سبھی قدم ڈپٹی کمشنر اپنی خواہش کے مطابق اٹھا رہے تھے۔

ڈپٹی کمشنر رندھاوا نامی افسر تھے جو کہ سکھ تھے لیکن سکھوں کی رسموں اور اصولوں کو نہیں مانتے تھے انہوں نے اپنی دائرہ منڈالی تھی اور بال کنوالیے تھے اور بہت سے سکھ انہیں ناسک کہتے تھے۔ وہ تقسیم سے قبل سے دہلی کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ اور 15 اگست سے پہلے یہ سفارش کی جا رہی تھی کہ چونکہ انہوں نے اپنا مدت کار مکمل کر لیا ہے اس لیے انہیں پنجاب واپس جانا چاہیے۔ دہلی کے بہت سے مشہور شہری خاص طور سے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت نے اس تجویز کی زور دیا مخالفت کی۔ ان کا کہنا تھا کہ رندھاوا ایک سیکولر ذہنیت کے سخت افسر ہیں اور ان مشکل حالات میں ان کا مناسب جانشین تلاش کرنا آسان نہیں۔

رندھاوا کو اسی طرح بحال رکھا گیا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ وارانہ کشیدگی جس نے پورے پنجاب کو اپنے شکنجے میں کس رکھا تھا اس نے انہیں بدل دیا۔ مجھے بہت سی رپورٹیں ملیں کہ وہ مجرموں کے خلاف سخت اور کارگر قدم نہیں اٹھا رہے تھے۔ بہت سے

مسلمان جو کچھ پہلے ان کی تقرری کے لیے دلیں دے رہے تھے اب میرے پاس آئے اور کہا کہ وہ دہلی کے مسلمانوں کو تحفظ نہیں فراہم کر رہے ہیں اس کی شکایت سردار پٹیل سے کی گئی لیکن انہوں نے ان شکایتوں پر مشکل سے ہی کوئی دھیان دیا۔

سردار پٹیل وزیر داخلہ تھے اور اسی وجہ سے دہلی انتظامیہ براہ راست ان کے ماتحت تھا جیسے قتل اور جیسے قتل اور آتشزدگی کی فہرست لمبی ہوتی گئی گاندھی جی نے پٹیل کو بلا بھیجا اور ان سے پوچھا کہ وہ اس قتل عام کو روکنے کے لیے کیا کر رہے ہیں۔ سردار پٹیل نے ان کو یہ کہہ کر مطمئن کرنے کی کوشش کی کہ وہ رپورٹ جو گاندھی جی کو ملی ہے وہ بڑا چڑھا کر بتائی گئی ہے حقیقت میں وہ یہ کہنا چاہتے تھے کہ مسلمانوں کے ڈرنے یا شکایت کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ مجھے خاص طور سے ایک موقع یاد ہے جب ہم تینوں گاندھی جی کے ساتھ بیٹھے تھے جواہر لال نے گہرے دکھ کے ساتھ کہا تھا کہ وہ دہلی کی یہ حالت برداشت نہیں کر سکتے جہاں کے مسلمان کتے اور بلی کی طرح مارے جا رہے ہیں وہ اپنے کو شرمندہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ بے بس ہیں اور ان کی مدد نہیں کر سکتے ان کی آتما نہیں کبھی چین سے نہیں بیٹھنے دیتی اس لیے کہ لوگ اگر ان سے ان خوفناک واقعات کے بارے میں پوچھیں گے تو وہ کیا جواب دیں گے۔ جواہر لال نے کئی بار وہ ہرایا کہ وہ ان حالات میں خود کو بے بس پاتے ہیں ان کا ضمیر انہیں شرمسار کرتا ہے۔

لیکن سردار پٹیل کے رد عمل سے ہم پوری طرح حیرت زدہ رہ گئے تھے ایسے وقت میں جب مسلمان دن کے اجالے میں مارے جا رہے تھے انہوں نے گاندھی جی سے کہا کہ جواہر لال کی شکایتیں پوری طرح نہ سمجھ میں آنے والی ہیں۔ کچھ واقعات ہو سکتے ہیں لیکن سرکار مسلمانوں کے جان و مال کے تحفظ کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ حقیقت میں انہوں نے جواہر لال کے وزیر اعظم کی شکل میں سرکار جو کچھ کر رہی ہے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

سردار پٹیل وزیر داخلہ تھے اور اسی وجہ سے دہلی انتظامیہ براہ راست ان کے ماتحت تھا جیسے قتل اور آتشزدگی کی فہرست لمبی ہوتی گئی گاندھی جی نے پٹیل کو بلا بھیجا اور ان سے پوچھا کہ وہ اس قتل عام کو روکنے کے لیے کیا کر رہے ہیں۔ سردار پٹیل نے ان کو یہ کہہ کر مطمئن کرنے کی کوشش کی کہ وہ رپورٹ جو گاندھی جی کو ملی ہے وہ بڑا چڑھا کر بتائی گئی ہے حقیقت میں وہ یہ کہنا چاہتے تھے کہ مسلمانوں کے ڈرنے یا شکایت کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ مجھے خاص طور سے ایک موقع یاد ہے جب ہم تینوں گاندھی جی کے ساتھ بیٹھے تھے جواہر لال نے گہرے دکھ کے ساتھ کہا تھا کہ وہ دہلی کی یہ حالت برداشت نہیں کر سکتے جہاں کے مسلمان کتے اور بلی کی طرح مارے جا رہے ہیں وہ اپنے کو شرمندہ محسوس کرتے ہیں ان کا ضمیر انہیں شرمسار کرتا ہے۔

ایک دوسرا واقعہ جس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ سردار پٹیل کا دماغ کس طرح کام کر رہا تھا۔ سردار پٹیل جانتے تھے کہ ہندو مسلمانوں پر جو حملے ہو رہے ہیں اس کے لیے کچھ صفائی دینا ضروری ہے اسی کے مطابق انہوں نے ایک اصول بنا رکھا تھا کہ شہر میں مسلمانوں کے گھروں سے خطرناک اسلحے برآمد کیے جا رہے ہیں۔ دھلسی کے مسلمانوں نے ہندوؤں اور سکھوں پر حملے کے لیے اسلحے جمع کر لیے ہیں اور اگر ہندوؤں اور سکھوں نے ہندوؤں اور سکھوں پر حملے کیے ہوں گے تو انہیں پھانسی دے دی جائے گی۔

جواہر لال نہرو کچھ لکھوں کے لیے سکتے ہیں آگے اور پھر مایوسی سے گاندھی جی کی جانب گھومے اور کہا کہ اگر سردار پٹیل کا یہ کہنا ہے تو انہیں کچھ نہیں کہنا۔

ایک دوسرا واقعہ جس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ سردار پٹیل کا دماغ کس طرح کام کر رہا تھا۔ سردار پٹیل جانتے تھے کہ ہندو مسلمانوں پر جو حملے ہو رہے ہیں اس کے لیے کچھ صفائی دینا ضروری ہے اسی کے مطابق انہوں نے ایک اصول بنا رکھا تھا کہ شہر میں مسلمانوں کے گھروں سے خطرناک اسلحے برآمد کیے جا رہے ہیں۔ دہلی کے مسلمانوں نے ہندوؤں اور سکھوں پر حملے کے لیے اسلحے جمع کر لیے ہیں اور اگر ہندوؤں اور سکھوں نے اپنے بچاؤ کے لیے پہلے قدم نہیں اٹھایا تو مسلمان انہیں تباہ کر دیں گے۔ پولس نے قردل باغ اور ہنری منڈی سے کچھ اسلحے برآمد کیے۔ سردار پٹیل کی ہدایت پر ان سب کو گورنمنٹ ہاؤس لایا گیا۔ اور ہم سب کے جائزے کے لیے کینٹ روم کے ایک کمرے میں رکھا گیا۔

جب ہم وہاں اپنی روزانہ کی میٹنگ کے لیے پہنچے تو سردار پٹیل نے کہا کہ ہم لوگوں کو پہلے اس کمرے میں جانا چاہیے اور ضبط اسلحوں کو دیکھنا چاہیے۔ جب ہم لوگ وہاں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ ایک ٹیبل پر رسوائی کی درجنوں چھری، جیسی چاقو اور قلمی چاقو رکھے ہیں کچھ دستے اور کچھ بنادستے کے ہیں جو کہ پرانے گھروں کے کباڑ خانے سے برآمد ہوئے ہیں ان میں کچھ زنگ لگے لوہے کے پائپ بھی ہیں سردار پٹیل کے مطابق یہ وہ ہتھیار تھے جو دہلی کے مسلمانوں نے ہندوؤں اور سکھوں کو مکمل طور سے تباہ کرنے کے لیے جمع کیے تھے۔ لارڈ ماؤنٹ نے ان میں سے ایک یا دو چھریوں کو اٹھایا اور مسکرا کر کہا کہ وہ لوگ جنہوں نے ان چیزوں کو اکٹھا کیا ہے ایسا لگتا ہے وہ فوجی کارروائیوں کے حیرت انگیز منصوبے رکھتے ہیں اگر وہ سوچتے ہیں کہ دہلی شہر پر ان اسلحوں سے قبضہ کیا جا سکتا ہے۔

میں پہلے ہی چکا ہوں کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد پرانا قلعہ میں اکٹھا ہو گئی تھی۔ سردی کی شروعات تھی۔ ہزاروں لوگ جو کھلے آسمان کے نیچے تھے اور سردی سے بری طرح متاثر تھے ان کے لیے کھانے اور پینے کے لیے پانی کا مناسب انتظام نہیں تھا سب سے برا یہ تھا کہ دیکھ بھال کا انتظام بالکل نہیں تھا یا مکمل طور سے ناکافی تھا۔ ایک صبح ڈاکٹر ذاکر حسین نے ایمر جنسی بورڈ کے سامنے کچھ شواہد پیش کیے اور پرانا قلعہ کی بری حالت کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ان غریب عورتوں اور مردوں کو موت کے منہ سے بچا کر ایک زندہ قبر میں دفن کر دیا گیا ہے۔ بورڈ نے وہاں انتظامات کا جائزہ لینے اور ضروری قدم اٹھانے کا مشورہ دینے کے لیے کہا اور اپنی دوسری میٹنگ میں بورڈ نے فوراً پینے کے پانی اور صفائی کا انتظام کرنے کا فیصلہ کیا۔ فوج سے جتنے شامیانے ممکن ہو سکتے تھے لگانے کے لیے کہا گیا تاکہ لوگ کم سے کم سائے میں رہ سکیں۔

گاندھی جی کا دھروز بروز بڑھتا جا رہا تھا۔ پہلے ان کی خواہش پر پورا ملک عمل کرتا تھا اب ایسا لگتا تھا ان کی زوردار اپیلوں کے سامنے لوگ نہرے ہو گئے ہیں۔ وہ اس حالت کو برداشت نہیں کر سکے اور مجھے یہ کہنے کے لیے بلا بھیجا کہ اب ان کے پاس کوئی دوسرا ہتھیار نہیں بچا ہے سوائے اس کے کہ وہ دہلی میں امن قائم ہونے تک برت رکھیں۔ جب لوگوں کو یہ پتہ چلا کہ گاندھی جی امن بحال ہونے تک برت رکھیں گے اور اس کی ہدایت دہلی میں دے دی گئی ہے تب بہت سے لوگ جواب تک خاموش تماشائی تھے شرم سے آگے آئے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ اس عمر میں ایسی صحت میں انہیں برت رکھنے سے روکنا چاہیے اس لیے پہلے تو انہوں نے گاندھی جی سے اپیل کی کہ وہ اپنا یہ خیال ترک کر دیں لیکن گاندھی جی اپنی بات پر سختی سے اڑے رہے۔

ایک چیز جس نے سب سے زیادہ گاندھی جی کے دماغ پر اثر ڈالا تھا وہ سردار پٹیل کا رویہ تھا۔ سردار پٹیل گاندھی جی کے قریبی لوگوں میں سے تھے اور انہیں بہت عزیز تھے۔

ہم نے دیکھا کہ ایک ٹیبل پر رسوئی کی درجنوں چھری، جیسی چاقو اور فلمی چاقو رکھے ہیں کچھ دستے اور کچھ بنا دستے کیے ہیں جو کہ پرانے گھروں کے کپڑا خانے سے برآمد ہوتے ہیں ان میں کچھ رنگ لگے لوہے کے ہلٹے بھی ہیں سردار پٹیل کے مطابق یہ وہ ہتھیار تھے جو بھلسی کے مسلمانوں نے مسلوؤں اور سکھوں کو مکمل طور سے تباہ کرنے کے لیے جمع کیے تھے۔ لارڈ ملٹن نے ان میں سے ایک بسا دو چھریوں کو اٹھایا اور مسکرا کر کہا کہ وہ لوگ جنہوں نے ان چیزوں کو اکٹھا کیا ہے ایسا لگتا ہے وہ موجدی کلروائیٹوں کے جیوت اسکیپر منصوبہ رکھنے میں

گاندھی جی نے
 کہا کہ انہوں نے
 اپنی آنکھوں
 سے دہلی کے
 مسلمانوں کا
 قتل ہوتے دیکھا
 ہے۔ یہ سب اس
 دوران ہو رہا
 تھا جب ان کے
 اپنے بلبہ بھائی
 (سردار پٹیل)
 بھارت سرکار
 کے وزیر داخلہ
 تھے اور
 راجدھانی میں
 قانون و انتظام
 بحال رکھنے کے
 ذمہ دار تھے۔
 پٹیل صرف
 مسلمانوں کو
 تحفظ فراہم
 کرنے میں ہی
 ناکام نہیں
 ہوئے بلکہ
 انہوں نے اس
 معاملہ میں
 شکایتوں کو
 بھی بے بسی سے
 درکنار کر دیا۔

حقیقت میں سردار پٹیل کی پوری سیاسی زندگی گاندھی جی کی مرہون منت تھی۔ کانگریس
 کے اہم لیڈروں میں کئی کی سیاسی زندگی گاندھی جی کے منظر عام پر آنے سے پہلے کی تھی
 جبکہ سردار پٹیل اور ڈاکٹر راجندر پرساد پوری طرح گاندھی جی کی پیداوار تھے۔

ڈاکٹر راجندر پرساد ایک شاندار تعلیمی ریکارڈ کے مالک تھے اور بہار کی سیاست میں
 لوگ انہیں مستقبل کے لیڈر کی شکل میں دیکھتے تھے جبکہ وہ اپنی وکالت پر زیادہ توجہ دیتے
 اور ساتھ ساتھ یہ بھی محسوس کرتے کہ انہیں امام بھائیوں یا مظہر الحق جیسے لیڈروں کے
 مقابلہ زیادہ مواقع نہیں ہیں۔ گاندھی جی جب بہار آئے تو انہوں نے پایا کہ یہاں سیاسی
 لیڈر شپ مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے اور کوئی بھی ہندو چاہے وہ کسی بھی مرتبے کا ہو ان
 کے پاس نہیں آیا۔

میں نے ایک قابل اعتماد آدمی سے سنا کہ ڈاکٹر سچیدانند سہائے نے رات کے
 کھانے کا انتظام کیا تھا۔ جس میں شہرت یافتہ ہندوؤں کو گاندھی جی سے ملنے کی دعوت دی
 گئی تھی۔ ان لوگوں نے گاندھی جی سے کہا کہ بہار کے ہندو اس وقت تحریک عدم تعاون
 میں شامل ہوں گے اگر گاندھی جی ایک ہندو کو قیادت سونپیں۔ گاندھی جی نے کہا کہ وہ
 اپنی مرضی سے کسی کو قیادت نہیں سونپ سکتے وہ وعدہ کرتے ہیں کہ اگر کوئی باصلاحیت اور با
 کردار ہندو آگے آیا تو وہ اس کی مدد ضرور کریں گے۔ تب گاندھی جی کو بابوراجندر پرساد کا
 نام بتایا گیا اور کچھ ہی برسوں میں وہ گاندھی جی کی مدد اور تعاون سے پورے ہندوستان
 میں مشہور ہو گئے۔

پٹیل کا معاملہ اس سے بھی دلچسپ ہے۔ سردار پٹیل گجرات کے وکیلوں میں سے
 ایک تھے جنہیں ملک کی سماجی و سیاسی زندگی میں شاید ہی کوئی دلچسپی یا مقام حاصل تھا۔
 گاندھی جی جب احمد آباد میں رہنے لگے تب انہوں نے پٹیل کا انتخاب کیا اور انہیں ایک
 ایک قدم اوپر اٹھاتے گئے۔ پٹیل ان کے حامی بن گئے اور میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ کس

طرح انہوں نے گاندھی جی کی خواہشات کی تنہا مخالفت کی۔ یہ گاندھی جی تھے جنہوں نے انہیں کانگریس ورکنگ کمیٹی کا ممبر بنایا اور پھر وہ گاندھی جی ہی کے وجہ سے 1931 میں کانگریس کے صدر بنے۔ گاندھی جی کو اس سے گہرا رنج پہنچا کہ ٹیل اب جس نظریہ پر عمل کر رہے ہیں وہ اس سے بالکل مختلف ہے جس کے لیے کہ گاندھی جی کھڑے ہیں۔

گاندھی جی نے کہا کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دہلی کے مسلمانوں کا قتل ہوتے دیکھا ہے۔ یہ سب اس دوران ہو رہا تھا جب ان کے اپنے بلیہ بھائی (سردار ٹیل) بھارت سرکار کے وزیر داخلہ تھے اور راجدھانی میں قانون و انتظام بحال رکھنے کے ذمہ دار تھے۔ ٹیل صرف مسلمانوں کو تحفظ فراہم کرنے میں ہی ناکام نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے اس معاملہ میں شکایتوں کو بھی بے دلی سے درکن رکر دیا۔ گاندھی جی نے کہا کہ اب ان کے سامنے کوئی راستہ نہیں بچا ہے سوائے ان کے آخری ہتھیار ”برت“ کے وہ بھی اس وقت تک جب تک حالات بدل نہیں جاتے۔ پروگرام کے مطابق انہوں نے 12 جنوری 1948 کو اپنا برت شروع کیا۔ ایک طرح سے یہ برت سردار ٹیل کے رویہ کے خلاف تھا اور ٹیل بھی یہی محسوس کرتے تھے۔

ہم لوگوں نے گاندھی جی کو برت سے روکنے کی بہت کوشش کی پہلے دن کے برت کی شام جواہر لال، سردار ٹیل اور میں گاندھی جی کے پاس بیٹھے تھے۔ سردار ٹیل اگلے دن بھی جارہے تھے۔ انہوں نے گاندھی جی سے رکی طور پر شکایت کی کہ گاندھی جی کا برت بلا وجہ ہے۔ انہوں نے یہ بھی شکایت کی کہ اس طرح کے برت کا یہ کوئی موقع نہیں ہے۔ حقیقت میں ان کے برت سے سردار ٹیل کے خلاف فرد جرم عائد کرنے میں مدد مل سکتی تھی۔ انہوں نے کہا کہ گاندھی جی اس طرح کا برتاؤ کر رہے ہیں جیسے سردار ٹیل مسلمانوں کے قتل کے لیے ذمہ دار ہیں۔

گاندھی جی نے اس طرح ٹھنڈے لہجے میں جواب دیا۔ میں اس وقت چین میں

ہیروگرام کے مطابق انہوں نے 12 جنوری 1948 کو اپنا برت شروع کیا۔ ایک طرح سے یہ برت سردار ٹیل کے رویہ کے خلاف تھا اور ٹیل بھی یہی محسوس کرتے تھے۔

حقیقت میں ان کے برت سے سردار ٹیل کے خلاف فرد جرم عائد کرے میں مدد مل سکتی تھی۔ انہوں نے کہا کہ گاندھی جی اس طرح کا برتاؤ کر رہے ہیں جیسے سردار ٹیل مسلمانوں کے قتل کے لیے ذمہ دار ہیں۔

گاندھی جی نے اس طرح ٹھنڈے لہجے میں جواب دیا میں اس وقت چین میں نہیں ہوں اور میں نے اپنی آنکھیں بھی انہی نہیں کھولنی ہیں اور نہ کان

سردار پنیل اس
جواب سے چڑھ
گئے اور سخت
لہجے میں
گندھی جی سے
بولے۔ جواہر لال
اور مجھے ان کے
رویہ سے صدمہ
پہنچا اور تعجب
ہوا۔ ہم چپ نہیں
رہ سکے میں یہ
مخالفت کی اور
کہا۔ بلبہ بھائی
آپ نہیں سمجھ
سکتے لیکن ہم
محسوس کرتے
ہیں کہ آپ کا
رویہ کتنا ذلت
آمیز ہے اور آپ
گندھی جی کو
کنسارنج
بہنچا رہے ہیں۔

پنیل ہلٹ کر
چلائے۔ میرے
رکے کا کیا فائدہ
ہے؟ گندھی جی
میری سمجھ کے
لبے تیار نہیں
ہیں وہ پوری
دنیا میں ہندوؤں
کو مذہم کرنے کا
مبصلہ کر چکے
ہیں

نہیں دہلی میں ہوں اور میں نے اپنی آنکھیں بھی ابھی نہیں کھولی ہیں اور نہ کان۔ اگر تم مجھ
سے کہتے ہو کہ میں اپنی آنکھوں اور کان کی گواہی پر یقین نہ کروں اور کہوں کہ مسلمانوں کی
شکایت کی کوئی وجہ نہیں تو نہ ہی تم مجھے سمجھا سکتے ہو اور نہ میں تمہیں سمجھا سکتا ہوں۔ ہندو اور
سکھ میرے بھائی ہیں وہ میرے جسم کے حصے ہیں اور اب جب وہ غصہ سے اندھے ہو
رہے ہیں تو میں ان کو مجرم نہیں ٹھہراتا۔ میں اس کا کفارہ خود ادا کروں گا۔ اور مجھے یقین
ہے کہ میرا برت حقیقت کے تئیں ان کی آنکھیں کھول دے گا۔

سردار پنیل اس جواب سے چڑھ گئے اور سخت لہجے میں گاندھی جی سے بولے۔
جواہر لال اور مجھے ان کے رویہ سے صدمہ پہنچا اور تعجب ہوا۔ ہم چپ نہیں رہ سکے میں نے
مخالفت کی اور کہا ”بلبہ بھائی آپ نہیں سمجھ سکتے لیکن ہم محسوس کرتے ہیں کہ آپ کا رویہ
کتنا ذلت آمیز ہے اور آپ گاندھی جی کو کنسارنج بہنچا رہے ہیں۔“

سردار پنیل کچھ کہے بغیر کھڑے ہو گئے اور وہاں سے جانے لگے میں نے انہیں روکا
اور کہا کہ انہیں اپنا پروگرام رد کر دینا چاہیے اور دہلی میں رہنا چاہیے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ
حالات کیا رخ لیں اور انہیں اس وقت تک نہیں جانا چاہیے جب تک گاندھی جی برت رکھ
رہے ہیں۔

پنیل پلٹ کر چلائے ”میرے رکنے کا کیا فائدہ ہے؟“ گاندھی جی میری سننے کے
لیے تیار نہیں ہیں وہ پوری دنیا میں ہندوؤں کو بدنام کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ اب جب
ان کا یہ رویہ ہے تب میرا یہاں کچھ کام نہیں ہے۔ میں اپنا پروگرام نہیں بدل سکتا اور میں
بمبئی ضرور جاؤں گا۔

مجھے سردار پنیل کے لہجے نے ان کے لفظوں سے زیادہ دکھ پہنچایا۔ میں سوچ رہا تھا
گاندھی جی پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔ پنیل ان کی پیداوار ہیں اور وہ ان کی مدد کے بنا کچھ
نہیں تھے اور آج وہ گاندھی جی سے اس سب سے بات کر سکتے ہیں؟ ہم لوگوں نے محسوس

کیا کہ اب اور کچھ کہنا ہے کار ہے اور ٹیل چلے گئے۔

ٹیل نے گاندھی جی کی جانب سے اپنے آپ کو سخت بتایا تھا لیکن دہلی کے لوگوں نے نہیں۔ جس وقت لوگوں کو معلوم ہوا کہ گاندھی جی نے برت شروع کر دیا ہے تو صرف شہر میں ہی نہیں پورے ہندوستان میں ہلچل مچ گئی۔ دہلی میں بجلی کی جیسی تیزی سے اثر پڑا۔ وہ گروپ جو کھلے عام گاندھی جی کی مخالفت کر رہے تھے آگے آئے اور کہا کہ گاندھی جی کی قیمتی زندگی کو بچانے کے لیے وہ کچھ بھی کرنے کو تیار ہیں۔

بہت سے لوگ گاندھی جی کے پاس آئے اور کہا کہ وہ دہلی میں امن قائم کرنے کے لیے کام کریں گے لیکن گاندھی جی ان کے لفظوں سے مطمئن نہیں ہوئے۔ دو دنوں کی ہلچل گزر گئی۔ تیسرے دن حالات کا جائزہ لینے کے لیے ایک پبلک مٹنگ بلائی گئی تاکہ گاندھی جی سے برت ختم کرنے کے لیے کہا جاسکے۔

مٹنگ میں جاتے ہوئے میں گاندھی جی کے پاس گیا۔ میں نے کہا کہ انہیں برت ختم کرنے کے لیے شرطیں بتانی چاہئیں۔ ہم یہ شرط لوگوں کے سامنے رکھیں گے اور اگر ان نکتوں پر انہیں تسلی ہو تو پھر وہ اپنا برت ختم کر دیں گے۔

گاندھی جی نے کہا "یہ زبانی باتیں ہیں میری پہلی شرط یہ ہے کہ وہ بھی مسلمان جو ہندو اور سکھوں کے حملوں کی وجہ سے دہلی چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں انہیں واپس آنے کی دعوت دینی ہوگی اور ان کو پھر سے ان کے گھر میں بسانا ہوگا۔

یہ ایک بہت اچھی اور بلند پایہ کی رائے تھی لیکن میں جانتا تھا کہ یہ عملی نہیں تھی تقسیم کے بعد دونوں ہی پنجاب میں زندگی درہم برہم ہو گئی تھی۔ مغربی پنجاب سے لاکھوں شرارتی بھارت آئے تھے اور لاکھوں مشرقی پنجاب سے پاکستان چلے گئے۔ ہزاروں لوگ دہلی چھوڑ گئے تھے اور مغربی پنجاب کے شرارتیوں نے ان کے گھروں پر قبضہ کر لیا تھا جو مسلمانوں کے جانے سے خالی ہو گئے تھے۔ اگر یہ کچھ سو لوگوں کی بات ہوتی تب

پٹیل نے
گاندھی جی کی
جانب سے اپنے
آپ کو سخت
بتایا تھا لیکن
دہلی کے
لوگوں نے
نہیں۔ جس
وقت لوگوں کو
معلوم ہوا کہ
گاندھی جی نے
برت شروع کر
دیا ہے تو
صرف شہر میں
ہی نہیں پورے
ہندوستان میں
ہلچل مچ گئی۔
دہلی میں بجلی
کی جیسی
تیزی سے اثر
پڑا۔ وہ گروپ
جو کھلے عام
گاندھی جی کی
مخالفت کر رہے
تھے آگے آئے
اور کہا کہ
گاندھی جی کی
قیمتی زندگی
کو بچانے کے
لیے وہ کچھ
بھی کرنے کو
تیار ہیں۔

سب نے ان سے
کہا وہ اس پر
بھی زور لے
سکتے ہیں کہ
وہ مسلمان جو
ابھی تک
ہندوستان میں
ہیں وہ عزت
اور شہرتی سے
رہیں اور
سبھی فرقوں
کے درمیان
دوستی کی
فضا بنائی
جائے۔ میں نے
یہ بھی مشورہ
دیا کہ وہ یہ
شرط بھی رکھ
سکتے ہیں کہ
مسلمانوں کی
عبادت گلیں
جو توڑ دی
گئی ہیں یا
قبضہ کر لی
گئی ہیں انہیں
دوبارہ بحال
کیا جائے اور
ان کی مرمت
کی جائے۔

گاندھی جی کی خواہش پر عمل ہو سکتا تھا۔ لیکن جب ہزاروں مرد اور عورتیں اس سے متعلق
ہوں تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا۔ گاندھی جی کی خواہش کو پورا کرنے کی کوئی بھی کوشش
مسائل پیدا کر سکتی تھی۔ وہ ہندو اور سکھ جو مغربی پنجاب سے آئے تھے ایک بار تو بے سہارا
ہو گئے تھے لیکن اب انہیں دہلی میں گھر مل گئے تھے۔ اب اگر ان سے ان گھروں کو خالی
کرنے کے لیے کہا جاتا تو وہ کہاں جاتے۔ اس کے علاوہ جو مسلمان دہلی سے پاکستان
چلے گئے تھے وہ مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے تھے وہ کس طرح واپس لائے جاسکتے تھے؟
مسلمانوں کو واپس نہیں لایا جاسکتا تھا اور نہ ہی ہندوؤں اور سکھوں سے ان کے قبضے والے
مکانوں کو خالی کرنے کے لیے کہا جاسکتا تھا اس طرح کی کسی بھی کوشش کا مطلب تھا ایک
اور مسئلہ کا جنم۔

میں نے گاندھی جی کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان سے اپیل کی کہ انہیں یہ شرط چھوڑ دینی
چاہیے۔ یہ عملی نہیں ہے اور نہ ہی یہ مناسب ہے کہ ان ہندو اور سکھوں سے جنہوں نے
دہلی میں اب ایک گھر پایا ہے انہیں پھر سڑکوں پر لے آیا جائے۔ میں نے ان سے اپیل
کی کہ انہیں اس شرط پر زور دینا چھوڑ دینا چاہیے لیکن وہ پہلی شرط پر قائم رہے کہ قتل
و آتش زنی فوراً رک جانی چاہیے۔ سب نے ان سے کہا وہ اس پر بھی زور دے سکتے ہیں کہ
وہ مسلمان جو ابھی تک ہندوستان میں ہیں وہ عزت اور شہرتی سے رہیں اور سبھی فرقوں کے
درمیان دوستی کی فضا بنائی جائے۔ میں نے یہ بھی مشورہ دیا کہ وہ یہ شرط بھی رکھ سکتے ہیں
کہ مسلمانوں کی عبادت گاہیں جو توڑ دی گئی ہیں یا قبضہ کر لی گئی ہیں انہیں دوبارہ بحال کیا
جائے اور ان کی مرمت کی جائے۔ ان مقامات پر غیر مسلموں کے ذریعہ قبضہ سے
مسلمانوں میں رنج اور خوف کا ماحول تھا۔ گاندھی جی اس بات کی بھی ضمانت مانگ سکتے
ہیں کہ آئندہ اس طرح کے مقامات پر کوئی حملہ نہیں ہوگا۔

پہلے گاندھی جی تیار نہیں ہوئے اور اپنی ہی شرطوں پر زور دیتے رہے۔ آخر کار وہ نرم

پہلے
 گاندھی جی
 تیار نہیں ہوئے
 اور اپنی ہی
 شرطوں پر
 زور دیتے رہے۔
 آخر کلا وہ نرم
 پڑ گئے اور کہا
 کہ جو شرطیں
 میں نے بتائی
 ہیں وہ مجھے
 مطمئن کرتی
 ہیں تو وہ
 انہیں بھی مان
 سکتے ہیں۔
 میں نے اپنے
 مشوروں پر
 غور کرنے کے
 لیے ان کا
 شکریہ ادا کیا
 اور ان سے اپنے
 مشوروں کو
 مان لینے کی
 اپیل کی۔
 گاندھی جی نے
 تب برت ختم
 کرنے کے لیے یہ
 شرطیں
 لکھوائیں یہ
 شرطیں اس
 طرح تھیں :

پڑ گئے اور کہا کہ جو شرطیں میں نے بتائی ہیں وہ مجھے مطمئن کرتی ہیں تو وہ انہیں بھی مان
 سکتے ہیں۔ میں نے اپنے مشوروں پر غور کرنے کے لیے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان سے
 اپنے مشوروں کو مان لینے کی اپیل کی۔ گاندھی جی نے تب برت ختم کرنے کے لیے یہ
 شرطیں لکھوائیں یہ شرطیں اس طرح تھیں :

1۔ ہندوؤں اور سکھوں کو اسی لمحہ مسلمانوں کے خلاف تمام حملے روک دینے ہوں گے
 اور انہیں یہ بھی یقین دلانا ہوگا کہ وہ بھائیوں کی طرح رہیں گے۔

2۔ ہندوؤں اور سکھوں کو یہ یقین دلانے کے لیے ہر کوشش کرنی ہوگی کہ جان و مال کے
 خوف سے ایک بھی مسلمان ہندوستان نہیں چھوڑے گا۔

3۔ چلتی ٹرینوں میں مسلمانوں پر ہونے والے حملوں کو اسی وقت روک دینا ہوگا اور وہ
 ہندو اور سکھ جو حملوں میں حصہ لے رہے ہیں انہیں ایسا کرنے سے روکنا ہوگا۔

4۔ مسلمان جو کہ مقبروں اور درگاہوں جیسے نظام الدین اولیا، خواجہ قطب الدین بختیار
 کاکی اور نصیر الدین چراغ دہلوی کے نزدیک رہتے تھے وہ خوف سے اپنا گھر چھوڑ
 گئے ہیں انہیں واپس ان کے محلے میں لانا ہوگا اور انہیں پھر سے آباد کرنا ہوگا۔

5۔ درگاہ قطب الدین بختیار کاکی کو نقصان پہنچایا گیا تھا۔ سرکار اسے دوبارہ بنوا سکتی
 تھی لیکن گاندھی جی اس سے مطمئن نہیں ہوئے۔ انہوں نے زور دیا کہ اسے دوبارہ
 ہندوؤں اور سکھوں کے ہاتھوں گناہوں کے کذ رہے کے طور پر تعمیر کرنا چاہیے۔

6۔ سب سے خاص بات یہ ہے کہ ماہیت قلب پر زور دیا گیا۔ شرطوں کا پورا ہونا اتنا
 اہم نہیں ہے جتنا یہ کہ ہندو اور سکھوں کو گاندھی جی کو یقین دلانا ہوگا کہ انہیں پھر کبھی
 اس مسئلہ پر برت نہ رکھنا پڑے۔

انہوں نے کہا ”اس کو میرا آخری برت بنائیں“ میں نے گاندھی جی کو یقین دلایا کہ
 ان نکات کو سامنے رکھا جاسکتا ہے۔ میں دو بجے مٹنگ میں پہنچا اور لوگوں کے سامنے یہ

اگلی صبح
ہم نے دہلی کے
منتخب لیڈروں
کی ایک میٹنگ
بلائی۔ ہم لوگ
اس نتیجہ پر
پہنچے کہ ان
سب لوگوں کو
بر لاہاؤس جانا
چاہئے اور
گاندھی جی کو
ذاتی طور پر
یقین دہانی
کرانی چاہیے
میں تقریباً دس
بجے بر لاہاؤس
پہنچا اور
گاندھی جی سے
کہا کہ اب میں
پوری طرح
مطمئن ہوں کہ
ان کا مقصد
پورا ہو چکا
ہے۔ ان کے ہر
نئے ہزاروں
لوگوں کے دلوں
کو بدل دیا ہے
اور ان میں
انصاف اور
انسانییت پیدا
کی ہے۔

شرطیں رکھیں۔ میں نے ان سے کہا کہ ہم لوگوں کو گاندھی جی کو بھروسہ دلانے کے لیے ان
سے ملنا چاہیے اور ان سے برت ختم کرنے کی اپیل کرنی چاہیے۔ صرف تجاویز انہیں
مطمئن نہیں کر سکتیں اگر دہلی کے لوگ ان کی جان بچانا چاہتے ہیں تو جو شرطیں انہوں نے
رکھی ہیں انہیں پورا کرنا ہوگا۔ گاندھی جی نے مجھے یہ معلوم کرنے کے لیے بھیجا ہے کہ کیا
دہلی کے لوگ انہیں یہ یقین دہانی کرا سکیں گے۔

اس جلسہ میں 20,000 مرد و خواتین موجود تھے۔ وہ سب ایک آواز میں چلائے
”ہم گاندھی جی کی خواہشات کو پورا کریں گے ہم اپنی جان دے دیں گے لیکن انہیں رنج
پہنچانے کی وجہ نہیں بنیں گے۔“

میں ابھی بول ہی رہا تھا کہ کچھ لوگوں نے شرطوں کی کاپی پر لوگوں کے دستخط لینا
شروع کیا اس سے پہلے کہ جلسہ ختم ہو اس پر ہزاروں لوگوں نے دستخط کر دیے۔ رندھا دا جو
کہ ابھی بھی ڈپٹی کمشنر تھے ہندو اور سکھ لیڈروں کے ایک گروپ کو لے کر خوبہ قطب
الدین بختیار کاکی کی درگاہ کی مرمت کے لیے چلے گئے۔ اسی طرح دہلی میں کام کر رہی
رضا کار تنظیموں نے لوگوں سے وعدہ کیا کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں گاندھی جی کی شرطوں
کو پورا کرنے کے لیے کام کریں گے۔ حقیقت میں ان لوگوں نے اعلان کیا کہ وہ اس
بات کی ذمہ داری لیتے ہیں کہ گاندھی جی کی شرطوں کو پورا کیا جائے گا۔ شام تک سبھی
گروپوں، پارٹیوں اور دہلی کے ہر طبقے کے نمائندوں نے انہیں یقین دلایا کہ وہ گاندھی
جی کی شرطوں کو قبول کرتے ہیں اور اس طرح اب وہ وقت آچکا ہے کہ مجھے گاندھی جی سے
برت ختم کرنے کی اپیل کرنی چاہیے۔

اگلی صبح ہم نے دہلی کے منتخب لیڈروں کی ایک میٹنگ بلائی۔ ہم لوگ اس نتیجہ پر
پہنچے کہ ان سب لوگوں کو بر لاہاؤس جانا چاہئے اور گاندھی جی کو ذاتی طور پر یقین دہانی
کرانی چاہیے۔ میں تقریباً دس بجے بر لاہاؤس پہنچا اور گاندھی جی سے کہا کہ اب میں پوری

دہلی کے تقریباً
25 لیڈر جو
ہندو اور
سکھوں کے ہر
طبقے کی
نمائندگی کرتے
تھے ایک ایک
کر کے آئے اور
وعدہ کیا کہ وہ
گاندھی جی کی
شرطوں کو پورا
کر دیں گے۔
گاندھی جی نے
تب اشارہ کیا
اور ان کے پاس
بیٹھے مردوں اور
عورتوں نے رام
دھن گانا شروع
کر دیا۔ ان کی
پوتی گلاس میں
موسمی کاجوس
لے کر آئی اور
انہوں نے یہ
اشارہ کیا کہ وہ
گلاس میرے ہاتھ
میں لے لے۔ میں
نے گلاس کو
گاندھی جی کے
ہونٹوں سے
لگایا اور
گاندھی جی نے
اپنا برت ختم کر
دیا۔

طرح مطمئن ہوں کہ ان کا مقصد پورا ہو چکا ہے۔ ان کے برت نے ہزاروں لوگوں کے
دلوں کو بدل دیا ہے اور ان میں انصاف اور انسانیت پیدا کی ہے۔ ہزاروں لوگوں نے
وعدہ کیا کہ وہ اپنے پہلے کام کی شکل میں فرقوں کے درمیان میل ملاپ کی عزت کریں
گے۔ میں نے گاندھی جی سے لوگوں کی یقین دہانیوں کو مان لینے اور برت ختم کرنے کی
اپیل کی۔

گاندھی جی حقیقت میں خوش تھے لیکن انہوں نے ہماری اپیل پر کوئی رد عمل نہیں
دکھایا۔ پورا دن بحث مباحثہ اور سمجھانے بچھانے میں گزر گیا۔ ان کی طاقت ختم ہو چکی تھی
اور وہ سیدھے نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ وہ اپنے بستر پر لیٹے تھے لیکن انہوں نے آنے والے ہر
وفد کو سنا اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ حقیقت میں ان کا دل کتنا تبدیل ہوا۔ آخر میں
انہوں نے کہا کہ وہ کل صبح اپنا جواب دیں گے۔

دوسرے دن صبح 10 بجے ہم سب لوگ ان کے کمرے میں اکٹھا ہو گئے۔ جواہر لال
نہرو بھی وہاں موجود تھے۔ آنے والے دوسرے لوگوں میں پاکستان کے ہائی کمشنر زاہد
حسین بھی تھے جنہوں نے ان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی گاندھی جی نے انہیں بلایا
اور وہ بھی اس بھیڑ میں شامل ہو گئے جس میں کہ سردار پٹیل کے علاوہ پوری وزارت موجود
تھی۔ گاندھی جی نے یہ اشارہ دیا کہ وہ لوگ جو اپنے وعدے دوہراتا چاہتے ہیں ایسا کر
سکتے ہیں۔ دہلی کے تقریباً 25 لیڈر جو ہندو اور سکھوں کے ہر طبقے کی نمائندگی کرتے تھے
ایک ایک کر کے آئے اور وعدہ کیا کہ وہ گاندھی جی کی شرطوں کو پورا کریں گے۔ گاندھی جی
نے تب اشارہ کیا اور ان کے پاس بیٹھے مردوں اور عورتوں نے رام دھن گانا شروع کر
دیا۔ ان کی پوتی گلاس میں موسمی کاجوس لے کر آئی اور انہوں نے یہ اشارہ کیا کہ وہ گلاس
میرے ہاتھ میں دے دے۔ میں نے گلاس کو گاندھی جی کے ہونٹوں سے لگایا اور گاندھی
جی نے اپنا برت ختم کر دیا۔

گاندھی جی کے بھوک ہڑتال کرنے کے بعد ان کی طاقت واپس آنے میں کئی دن لگے۔ سردار پٹیل بمبئی سے واپس آئے اور گاندھی جی کو دیکھنے کے لیے گئے۔ اس وقت میں بھی وہاں موجود تھا۔ گاندھی جی کی عظمت اس وقت بھی سامنے تھی انہوں نے محبت سے ان کا استقبال کیا ان کے چہرے پر سارا دکھی کوئی چھلک نہیں تھی پٹیل صاف طور پر کبیدہ خاطر نظر آ رہے تھے اور ان کا رویہ بھی خشک اور عام سا تھا۔ وہ گاندھی جی سے خوش نہیں تھے

گاندھی جی کے بھوک ہڑتال کرنے کے بعد اسٹیشن میں کے سابق ایڈیٹر جناب آرتھر مورے نے بھی امپیریل ہوٹل میں برت شروع کیا۔ ہندو مسلم فسادات سے انہیں سخت تکلیف ہوئی تھی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر یہ مسئلہ ختم نہیں ہوتا ہے تو انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ مرن برت رکھیں گے وہ ہندوستان میں کئی برسوں سے تھے اور اسے اپنا ملک سمجھتے تھے ایک ہندوستانی کے طور پر وہ اپنا فرض سمجھتے تھے کہ وہ یہاں ہونے والے انسانی قتل عام کو روکیں۔ ان کا کہنا تھا کہ موت ایک خوفناک ٹریجڈی ہے جس نے ہندوستان کو شکنجے میں لے لیا ہے۔ اب میں نے ان کو یہ پیغام بھیجا کہ گاندھی جی نے برت ختم کر دیا ہے اور انہیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔

گاندھی جی کے بھوک ہڑتال ختم کرنے کے بعد ان کی طاقت واپس آنے میں کئی دن لگے۔ سردار پٹیل بمبئی سے واپس آئے اور گاندھی جی کو دیکھنے کے لیے گئے۔ اس وقت میں بھی وہاں موجود تھا گاندھی جی کی عظمت اس وقت بھی سامنے تھی انہوں نے محبت سے ان کا استقبال کیا ان کے چہرے پر ناراضگی کی کوئی جھلک نہیں تھی۔ پٹیل صاف طور پر کبیدہ خاطر نظر آ رہے تھے اور ان کا رویہ بھی خشک اور عام سا تھا۔ وہ گاندھی جی سے خوش نہیں تھے اور مسلمانوں میں اعتماد پیدا کرنے کے لیے گاندھی جی نے جو کچھ کیا وہ انہیں پسند نہیں تھا۔

گاندھی جی کے برت کے بارے میں یہ رویہ صرف سردار پٹیل کا نہیں تھا۔ حقیقت میں ہندوؤں کی ایک جماعت اس وقت سے گاندھی جی کے خلاف تھی جب انہوں نے پونے سے رہائی کے بعد جناح سے بات چیت شروع کی۔ ان کی ناراضگی آہستہ آہستہ بڑھتی چلی گئی وہ لوگ کھلے عام ہندوؤں کے مفادات کی ان دیکھی کرنے کے لیے ان کی مذمت کرنے لگے اس میں کوئی راز نہیں تھا اور یہ پورے ملک کو معلوم تھا۔ یہ باتیں تقسیم ہند کے بعد سامنے آئی تھیں ہندو مہاسیجا اور راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کی قیادت میں

گاندھی جی کی
بھوک ہڑتال نے
اس گروپ کو
اور ناراض کر
دیا۔ اب وہ ان کے
خلاف کارروائی
کا فیصلہ کرنے
لگے۔ انہوں نے
جیسے ہی اپنی
ہزار تھنا سبھا
ختم کی ان پر
ایک بم پھینکا
گیا۔ خوش
قسمتی سے کوئی
زخمی نہیں ہوا
لیکن اس سے
پورے
ہندوستان میں
لوگوں کو صلہ
پہنچا کہ کوئی
گاندھی جی کے
خلاف ہاتھ اٹھا
سکتا ہے۔
پولیس نے اپنی
تحقیقات شروع
کی اور یہ بہت
جی تعجب
خیز لگتا ہے کہ
وہ یہ معلوم
نہیں کر سکے کہ
وہاں یہ بم کس
نے رکھا

ہندوؤں کا ایک گروپ کھلے عام کہہ رہا تھا کہ وہ ہندوؤں کے خلاف مسلمانوں کی مدد کر
رہے ہیں انہوں نے مخالفین کو اپنی پرارتھنا سبھا میں بھی شامل کر لیا ہے۔ جہاں گاندھی جی
کی ہدایت پر ہندوؤں کی مذہبی کتابوں کے ساتھ ساتھ قرآن اور بائبل بھی پڑھی جاتی
ہے۔ ستمبر 1947 میں ان کے دہلی آنے کے بعد ان میں سے کچھ لوگوں نے پرارتھنا
سبھاؤں کے خلاف تحریک چلانے کا پروگرام بنایا اور کہا کہ ان میں قرآن اور بائبل پڑھنے
کی اجازت نہیں دیں گے اس سلسلہ میں پمفلٹ اور بینڈ بل بانٹ دیے گئے۔ لوگوں کو
گاندھی کے خلاف انہیں ہندوؤں کا دشمن کہہ کر بھڑکایا جانے لگا۔

ایک پمفلٹ میں تو یہاں تک کہا گیا کہ اگر گاندھی جی اپنا راستہ نہیں بدلیں گے تو
ان کے قتل کے لیے قدم اٹھائے جائیں گے۔

گاندھی جی کی بھوک ہڑتال نے اس گروپ کو اور ناراض کر دیا۔ اب وہ ان کے
خلاف کارروائی کا فیصلہ کرنے لگے۔ انہوں نے جیسے ہی اپنی پرارتھنا سبھا ختم کی ان پر
ایک بم پھینکا گیا۔ خوش قسمتی سے کوئی زخمی نہیں ہوا لیکن اس سے پورے ہندوستان میں
لوگوں کو صدمہ پہنچا کہ کوئی گاندھی جی کے خلاف ہاتھ اٹھا سکتا ہے۔ پولس نے اپنی
تحقیقات شروع کی اور یہ بہت ہی تعجب خیز لگتا ہے کہ وہ یہ معلوم نہیں کر سکے کہ وہاں یہ بم
کس نے رکھا اور وہ برلا ہاؤس کے باغیچے میں داخل ہونے میں کیسے کامیاب ہوا۔ تعجب تو
یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد بھی ان کی حفاظت کے لیے مناسب قدم نہیں اٹھائے گئے اس
واقعہ نے یہ صاف کر دیا کہ تعداد میں کم سہی لیکن ایک گروپ ایسا ہے جو گاندھی جی کو ہلاک
کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔

اس لیے یہ امید کرنا فطری تھا کہ پولس اور سی آئی ڈی گاندھی جی کی حفاظت کے
لیے خاص قدم اٹھائے گی لیکن ہمیں شرم اور دکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ تحفظ کے لیے
بنیادی احتیاطی قدم بھی نہیں اٹھائے گئے۔ کچھ اور دن بیت گئے جیسے ہی گاندھی جی کی

30 جنوری

1948 کو 2:30

بجے میں

گلندھی جی کے

پاس گیا ان سے

بہت سے اہم

معاملوں پر

تبادلہ خیال

کریا تھا میں ان

کے پاس ایک

گھنٹے سے زیادہ

بیٹھا۔ میں تب

گھر واپس آگیا

لیکن تقریباً

30 5 بجے

مجھے اچانک یاد

آیا کہ کچھ

خاص معاملوں

میں میں نے ان

کی صلاح نہیں

لی ہے۔ میں

دوبلہ برلا

ہلاس گیا اور

مجھے یہ دیکھ

کر تعجب ہوا کہ

برلا ہلاس کے

گیٹ بند تھے۔

ہزاروں لوگ

لان میں کھڑے

تھے اور بھیڑ

سڑک پر جمع

تھی۔

طاقت کچھ واپس آئی انہوں نے پرارتھنا ختم ہونے کے بعد وہاں موجود بھیڑ کے سامنے دوبارہ تقریر کرنا شروع کر دیا۔ ہزاروں لوگ اس پرارتھنا میں موجود رہتے تھے اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ اپنا پیغام لوگوں تک پہنچانے کا یہ سب سے کارگر راستہ ہے۔

30 جنوری 1948 کو 2:30 بجے میں گاندھی جی کے پاس گیا ان سے بہت سے

اہم معاملوں پر تبادلہ خیال کرنا تھا۔ میں ان کے پاس ایک گھنٹے سے زیادہ بیٹھا۔ میں تب

گھر واپس آگیا لیکن تقریباً 5:30 بجے مجھے اچانک یاد آیا کہ کچھ خاص معاملوں میں میں

نے ان کی صلاح نہیں لی ہے۔ میں دوبارہ برلا ہاؤس گیا اور مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ برلا

ہاؤس کے گیٹ بند تھے۔ ہزاروں لوگ لان میں کھڑے تھے اور بھیڑ سڑک پر جمع تھی۔

میں نہیں سمجھ سکا کہ کیا معاملہ ہے لیکن جب ان لوگوں نے میری گاڑی کو دیکھا تو اسے

راستہ دے دیا۔ میں گیٹ کے قریب آ کر کار سے اتر اور اندر کی جانب چل پڑا۔ گھر کا

دروازہ بھی بند تھا۔ شیشے سے ایک شخص نے مجھے دیکھا اور وہ مجھے لینے کے لیے باہر آیا

جب میں اندر داخل ہوا تو کسی نے آنسوؤں کے ساتھ کہا ”گاندھی جی کو کسی نے گولی

مار دی اور وہ ساکت پڑے ہیں۔“

یہ خبر اتنی تکلیف دہ اور اچانک تھی کہ میں مشکل سے ان کا مطلب سمجھ پایا۔ میں سکتے

کے عالم میں گاندھی جی کے کمرے کی جانب بڑھا۔ میں نے دیکھا وہ فرش پر لیٹے تھے۔

ان کا چہرہ پیلا پڑ گیا تھا اور ان کی آنکھیں بند تھیں۔ ان کے دو پوتے ان کے پیروں کو

پکڑے رو رہے تھے۔ مجھے ایسا لگا جیسے خواب کے عالم میں کوئی کہہ رہا ہو ”گاندھی جی کا

سورگ واس ہو گیا“

گاندھی جی کے قتل سے ایک عہد کا خاتمہ ہو گیا۔ میں اس دن کو کبھی نہیں بھول سکتا کہ

ہم لوگ جدید ہندوستان کے عظیم سپوت کی زندگی کی حفاظت کرنے میں کیسے ناکام

ہو گئے۔ ہم کے واقعہ کے بعد یہ سمجھنا فطری تھا کہ پولس اور دہلی کی سی آئی ڈی ان کے

اس پورے معاملے
میں جو بات سب
سے زیادہ دھیان
کے قابل ہے وہ
یہ کہ سردار
پنیل گاندھی
جی کے خلاف
ہو گئے تھے۔ جب
گاندھی جی نے
مسلمانوں کی
حفاظت کے
سوال پر بھوک
ہڑتال کی تو وہ
ناراض تھے۔
پنیل بہ سمجھنے
تھے کہ یہ بھوک
ہڑتال ان کے
خلاف تھی۔ یہی
وجہ ہے کہ میرے
انہیں سمجھنے
چلنے سے روک دیا
پر بھی انہوں نے
رکنے سے انکار
کر دیا۔

ان کے اس
رویہ کا مفہم
پولیس پر
بدبختانہ اثر
ہڑا۔ مفہم حکام
سردار پنیل کی
جانب دیکھتے
تھے۔

تحفظ کے لیے اجتماعی قدم اٹھائے گی اگر ایک عام آدمی کی زندگی پر حملہ ہوتا ہے تب بھی
پولس خاص دھیان دیتی ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب دھمکی بھرے خط یا پمفلٹ ملے
ہیں۔ گاندھی جی کے معاملہ میں صرف خط، پمفلٹ یا لوگوں کی دھمکی ہی نہیں تھی بلکہ ایک
بم بھی پھینکا جا چکا تھا۔ یہ ہندوستان کی ایک عظیم شخصیت یا لوگوں کی زندگی کا سوال تھا اور
اس کے بعد بھی کوئی کارگر قدم نہیں اٹھایا گیا۔

ایسا نہیں ہے کہ ایسے قدم اٹھانا مشکل تھا۔ پرارتھنا سبھا کھلے میدان میں نہیں ہو رہی
تھی بلکہ یہ برلا ہاؤس کے لان میں تھی۔ یہ مقام چاروں جانب سے دیواروں سے گھرا ہوا
ہے۔ یہاں کوئی بھی گیٹ کے سوائے دوسرے راستے سے داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ پولس
کے لیے بہت آسان تھا کہ وہ اندر آنے والے شخص کی جانچ پڑتال کرے۔

واقعہ کے بعد یعنی شاہدین کی باتوں سے صاف تھا کہ قاتل بہت ہی عجیب و غریب
طریقہ سے آیا اس کی حرکتیں اور الفاظ ایسے تھے کہ سی آئی ڈی اس پر نظر رکھ سکتی تھی اور
اسے ایسا کرنا چاہیے تھا۔ اگر پولس کارروائی کرتی تو اسے پکڑا جاسکتا تھا اور اس سے اسلحہ
برآمد کیا جاسکتا تھا۔ وہ بنا کسی جانچ کے ایک ریوالور لے کر کیسے آگیا۔ جب گاندھی جی
پرارتھنا سبھا میں پہنچے وہ کھڑا ہو گا اور گاندھی جی سے رکی طور پر کہا "آج آپ کو دیر ہو گئی"
گاندھی جی نے کہا "ہاں" اس سے پہلے کہ وہ اگلا لفظ کہتے تین گولیاں چلیں جس نے ان
کی قیمتی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

اس پورے معاملے میں جو بات سب سے زیادہ دھیان کے قابل ہے وہ یہ کہ سردار
پنیل گاندھی جی کے خلاف ہو گئے تھے۔ جب گاندھی جی نے مسلمانوں کی حفاظت کے
سوال پر بھوک ہڑتال کی تو وہ ناراض تھے۔ پنیل یہ سمجھتے تھے کہ یہ بھوک ہڑتال ان کے
خلاف تھی۔ یہی وجہ ہے کہ میرے انہیں سمجھنے سے روکنے پر بھی انہوں نے رکنے
سے انکار کر دیا۔

گٹھلی جی کے
سورگ واس پر
پٹیل کی بے
حسی اتنی
واضح تھی کہ
لوگوں نے اسے
محسوس کیا اس
واقعہ کے بعد
فطری طور پر
غصہ کی لہر
پھیل گئی۔ کچھ
لوگوں نے
سردار پٹیل پر
کھلے عام ناکارہ
ہونے کا الزام
لگایا۔ جے
پرکاش نارائن
نے اس مسئلہ کو
اٹھانے میں بے
مثل بہادری
دکھائی۔ گٹھلی
جی کے سورگ
واس پر رنج
وغم کا اظہار
کرنے کے لیے
بلائی گئی ایک
میٹنگ میں جے
پرکاش نارائن
نے صاف لفظوں
میں کھاکہ
بھارت سرکار کے
وزیر داخلہ اس
واقعہ کی ذمہ
داری سے نہیں
بچ سکتے۔

ان کے اس رویہ کا مقامی پولس پر بد بختانہ اثر پڑا۔ مقامی حکام سردار پٹیل کی جانب
دیکھتے تھے اور جب انہوں نے پایا کہ انہوں نے گاندھی جی کے تحفظ کے لیے کوئی خاص
ہدایت نہیں کی ہے اس لیے انہوں نے کوئی کارگر قدم اٹھانا ضروری نہیں سمجھا۔

گاندھی جی کے سورگ واس پر پٹیل کی بے حسی اتنی واضح تھی کہ لوگوں نے اسے
محسوس کیا۔ اس واقعہ کے بعد فطری طور پر غصہ کی لہر پھیل گئی۔ کچھ لوگوں نے سردار پٹیل پر
کھلے عام ناکارہ ہونے کا الزام لگایا۔ جے پرکاش نارائن نے اس مسئلہ کو اٹھانے میں بے
مثل بہادری دکھائی۔ گاندھی جی کے سورگ واس پر رنج وغم کا اظہار کرنے کے لیے بلائی
گئی ایک میٹنگ میں جے پرکاش نارائن نے صاف لفظوں میں کہا کہ بھارت سرکار کے
وزیر داخلہ اس واقعہ کی ذمہ داری سے نہیں بچ سکتے انہوں نے سردار پٹیل سے وضاحت
چاہی کہ آخر کیوں گاندھی جی کی حفاظت کے لیے کارگر قدم نہیں اٹھائے گئے جبکہ گاندھی
جی کے قتل کے لیے لوگوں کو درغلائے کے لیے کھلے عام تشہیر کی جا رہی تھی اور ان پر بم
پھینکا گیا تھا۔

فلکتہ کے جناب پر فل چندر گھوش نے بھی یہی آواز اٹھائی۔ انہوں نے گاندھی جی
کی قیمتی زندگی کو بچانے میں ناکام رہنے پر بھارت سرکار کی نکتہ چینی بھی کی۔ انہوں نے
بتایا کہ سردار پٹیل کی سیاسی زندگی گاندھی جی کی مرہون منت ہے آخر آج وہ ایک مضبوط
لیڈر اور وزیر داخلہ ہیں وہ کیسے واضح کر سکتے ہیں کہ گاندھی جی کی زندگی بچانے کے لیے
کوئی قدم کیوں نہیں اٹھایا گیا؟

سردار پٹیل نے ان الزامات کو خاص طور سے اپنے خلاف لیا اس میں کوئی شک نہیں
کہ انہیں بہت افسوس تھا لیکن انہوں نے اس پر ناراضگی ظاہر کی کہ لوگ اس طرح ان
پر کھلے عام الزام لگا رہے ہیں۔ جب کانگریس کے ممبران پارلیمنٹ ان سے ملے تو انہوں
نے کہا کہ کانگریس کے دشمن ان پر اس طرح کے الزام لگا کر تنظیم کو تقسیم کرنے کی کوشش کر

رہے ہیں۔ انہوں نے گاندھی جی کے تئیں اپنی وفاداری کو پھر ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ ان الزامات کا پارٹی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور وہ گاندھی جی کے قتل سے پیدا ہونے والے خطرناک حالات کے سامنے مضبوطی سے کھڑے رہیں گے۔ ان کی اپیل بے اثر نہیں تھی۔ کانگریس کے بہت سے ممبروں نے انہیں یقین دلایا کہ وہ ان کے ساتھ ہیں۔

ملک کے مختلف حصوں میں ہونے والے واقعات میں دیکھا گیا کہ اس وقت فرقہ واریت کا زہر کتنا اندر تک سرایت کر چکا تھا۔ پورا ملک اس قتل سے غم میں ڈوبا ہوا تھا لیکن کچھ شہروں میں لوگوں نے منٹھائیاں تقسیم کیں خوشی کا اظہار کرنے کے لیے تقریبات منعقد کیں ایسا خاص طور پر گوالیار اور بے پور شہروں میں ہوا۔ مجھے اس سے تکلیف پہنچی جب میں نے سنا کہ ان دونوں شہروں میں کھلے عام منٹھائیاں تقسیم کی جارہی تھیں اور کچھ لوگ بے شرمی سے کھلے عام خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ ان کی خوشی بہت کم لمحوں کے لیے تھی۔

پورا ملک رنج و غم میں ڈوبا ہوا تھا اور لوگوں کا غصہ ان سبھی لوگوں کے خلاف تھا جو گاندھی جی کے دشمن سمجھے جاتے تھے۔ اس افسوسناک واقعہ کے دو یا تین ہفتے بعد ہی ہندو مہاسبھا آر ایس ایس کے لیڈر باہر آ کر لوگوں کا سامنا نہیں کر سکتے تھے۔ ڈاکٹر شیاما پرساد مکھرجی اس وقت ہندو مہاسبھا کے صدر اور مرکزی وزیر تھے۔ وہ اپنے گھر سے باہر آنے کی ہمت نہیں کرتے تھے اور کچھ دنوں کے بعد انہوں نے مہاسبھا سے استعفیٰ دے دیا۔ آہستہ آہستہ حالات بہتر ہو گئے اور کچھ مدت بعد لوگ خاموش بیٹھ گئے۔

مہاتما گاندھی کے قاتل گوڈ سے کے خلاف مقدمہ چلایا گیا لیکن اس کے خلاف کیس تیار کرنے میں طویل وقت لگا۔ پولس نے جانچ پوری کرنے میں کئی ماہ لگا دیے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گاندھی جی کے قتل کے پیچھے ایک لمبی سازش تھی۔ گوڈ سے کی گرفتاری پر لوگوں کا رد عمل اس بات کا اشارہ تھا کہ ہندوؤں کا ایک طبقہ کس طرح فرقہ واریت کے زہر سے متاثر ہے۔ ہندوستانوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے گوڈ سے کی مذمت کی اور

ملک کے مختلف
حصوں میں
ہونے والے
واقعات میں
دیکھا گیا کہ اس
وقت فرقہ واریت
کا زہر کتنا اندر
تک سرایت کر
چکا تھا۔ پورا
ملک اس قتل سے
غم میں ڈوبا ہوا
تھا لیکن کچھ
شہروں میں
لوگوں نے
منٹھائیاں تقسیم
کیں خوشی کا
اظہار کرنے کے
لیے تقریبات
منعقد کیں

مہاتما گاندھی
کے قاتل گوڈ سے
کے خلاف مقدمہ
چلایا گیا لیکن
اس کے خلاف
کیس تیار کرنے
میں طویل وقت
لگا۔ پولس نے
جانچ پوری
کرنے میں کئی
ماہ لگا دیے ایسا
محسوس
ہوتا ہے کہ
گاندھی جی کے
قتل کے پیچھے
ایک لمبی سازش
تھی۔

حقیقت میں میں
جننا اس کے
بلوے میں
سوچتا ہوں
مجھے یقین ہوتا
جاتا ہے کہ
ہلکستان کے قیام
نے کوئی مسئلہ
حل نہیں کیا۔ یہ
دلیل دی
جاسکتی ہے کہ
ہندوستان میں
ہندو اور
مسلمان میں اتنی
زیادہ پوری
ہو گئی تھی کہ
تقسیم کے سوا
کوئی راستہ
نہیں تھا۔ اس
نظریہ کا اظہار
مسلم لیگ کے
زیادہ تر حامیوں
نے تقسیم کے بعد
کیا کانگریس کے
کئی لیڈر بھی
یہی نظریہ رکھتے
تھے۔ جب بھی
میس نے سردار
پٹیل یا جواہر
لال نہرو سے اس
سوال پر گفتگو
کی فونٹکی بھی
دلیل تھی جو
انہوں نے اپنے
فیصلے کی
حمایت میں دی

اسے ملک دشمن کہا لیکن کچھ باعزت خاندانوں کی عورتوں نے اس کے لیے سوئٹرن کر
بیجا۔ اسے رہا کرانے کے لیے بھی ایک تحریک چلی تھی۔ اس کے حامی کھل کر اس کی
حمایت نہیں کرتے تھے لیکن وہ کہتے تھے کہ چونکہ گاندھی جی عدم تشدد کے پیجاری تھے اس
لئے ان کے قاتل کو پھانسی نہیں دی جانی چاہیے۔ جواہر لال نہرو کو ٹیلی گرام بھیجے گئے تھے
کہ گوڈ سے کی پھانسی گاندھی جی کے نظریات کے خلاف ہے۔ قانون نے اپنا کام کیا اور
ہائی کورٹ نے اسے پھانسی کی سزا سنائی۔

گاندھی جی کے سورگ واس کو دو مہینے گزرے تھے جب سردار پٹیل کو دل کا دورہ
پڑا۔ میرا اپنا خیال ہے کہ وہ اس صدمہ کا نتیجہ تھا جو انہیں ہوا۔ جب تک گاندھی جی زندہ
تھے ان سے ناراض رہے۔ جب گاندھی جی کا قتل ہو گیا اور لوگوں نے کھلے عام سردار پٹیل
پر ان دیکھی کرنے اور ناکارہ ہونے کا الزام لگایا تو اس سے انہیں گہرا صدمہ پہنچا۔ اس
کے علاوہ وہ یہ نہیں بھول سکتے تھے کہ ہر معاملے میں ان پر گاندھی جی کی مہربانیاں رہی
ہیں۔ پٹیل کے لیے گاندھی جی کی محبت نے حالات کو اور مشکل بنا دیا تھا۔ اس سب نے
ان کے دماغ پر اثر ڈالا۔ یہاں تک کہ ان پر شدید بیماری کا حملہ ہوا وہ اس کے بعد ۴ برس
تک زندہ رہے لیکن ان کی صحت ٹھیک نہیں ہوئی۔

ہندوستان نے آزادی حاصل کر لی تھی لیکن اپنی ایکتا کو کھو دیا تھا۔ پاکستان مسلم
لیگ کی دین تھا۔ قدرتی طور پر مسلم لیگ کو اس نئے ملک کا اقتدار سنبھالنا تھا۔ میں پہلے ہی
کہہ چکا ہوں کہ کس طرح مسلم لیگ کانگریس کی مخالفت کے لیے بنی تھی۔ اس وقت شاید
ہی کوئی ممبر ہو جس نے ملک کی آزادی میں حصہ لیا ہو انہوں نے کوئی قربانی نہیں دی تھی
اور نہ ہی وہ لڑائی کے ضابطوں سے واقف تھے۔ وہ یا تو سابق حکام یا وہ لوگ تھے جنہوں
نے اپنی زندگی انگریزوں کے ماتحت گزاری تھی اس کا نتیجہ یہ تھا کہ جب نیا ملک بنا اقتدار
ان لوگوں کے ہاتھ میں آ گیا جن کا قربانی یا خدمت کا کوئی ریکارڈ نہیں تھا۔ نئے ملک کے

بہت سے حکمران مفاد پرست تھے۔ جو کہ عام زندگی میں صرف اپنے نام کے لیے آئے تھے۔

نئے ملک کے لیڈروں کی ایک بڑی تعداد یوپی، بہار اور بمبئی سے آئی تھی۔ بہت سے معاملوں میں وہ اس علاقہ کی زبان بھی نہیں بول سکتے تھے جو کہ اب پاکستان میں تھے اس وجہ سے اس نئے ملک کے حکمرانوں اور عوام کے درمیان ایک خلیج تھی۔ یہ لیڈر محسوس کرتے تھے کہ اگر آزادانہ انتخابات ہوئے تو ان میں سے کسی کی بھی واپسی کی امید بہت کم ہے۔ ان کا نشانہ اب یہ تھا کہ انتخابات جب تک ممکن ہونہ کرائے جائیں اور وہ ملک میں اسی طرح حکمرانی کرتے رہیں۔ 10 سال بیت گئے اور ابھی حال میں ہی ایک آئین تیار ہو سکا ہے ابھی بھی یہ پورا نہیں ہوا ہے اور ہر کوئی اس میں مزید ترمیم کی تجویز رکھ رہا ہے کوئی نہیں جانتا کہ نئے آئین کے تحت پہلا انتخاب کب ہوگا۔

پاکستان کے قیام کا صرف یہ نتیجہ نکلا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت کمزور ہوئی۔ مسلمان جو ہندوستان میں رہ گئے تھے وہ کمزور پڑ گئے۔ دوسری جانب پاکستان میں بھی اس بات کا اشارہ نہیں تھا کہ وہاں ایک مضبوط اور کارگر سرکار بن سکے گی۔ اگر کوئی ان سوالوں کو مسلمانوں کے نظریہ سے دیکھتا ہے تو کیا کوئی اس سے انکار کر سکتا ہے کہ پاکستان ان کے لیے ایک بد بختانہ اور تلخ تجربہ ہے۔ حقیقت میں میں جتنا اس کے بارے میں سوچتا ہوں مجھے یقین ہوتا جاتا ہے کہ پاکستان کے قیام نے کوئی مسئلہ حل نہیں کیا۔ یہ دلیل دی جاسکتی ہے کہ ہندوستان میں ہندو اور مسلمان میں اتنی زیادہ دوری ہو گئی تھی کہ تقسیم کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا۔ اس نظریہ کا اظہار مسلم لیگ کے زیادہ تر حامیوں نے تقسیم کے بعد کیا۔ کانگریس کے کئی لیڈر بھی یہی نظریہ رکھتے تھے۔ جب بھی میں نے سردار پٹیل یا جواہر لال نہرو سے اس سوال پر گفتگو کی تو انکی یہی دلیل تھی جو انہوں نے اپنے فیصلے کی حمایت میں دی۔ اگر ہم اس معاملہ میں ٹھنڈے دماغ سے سوچتے ہیں تب

کیا کوئی اس سے انکار کر سکتا ہے کہ ہلکستان کے قیام نے فرقہ وارانہ مسئلہ کا حل نہیں کیا بلکہ اسے اور بھی زیادہ پیچیدہ اور مشکل بنا دیا۔ بٹوارے کی وجہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی دشمنی تھی۔ پاکستان کے قیام نے اسے آئینی شکل دی اور مشکل مسئلہ بنا دیا۔ اس حالت کا سب سے تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ برصغیر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا جس کے ایک جانب نفرت اور دشمنی تھی۔

ہم پاتے ہیں کہ ان کا تجزیہ درست نہیں ہے۔ مجھے یقین تھا کہ کینٹ مشن کی مٹینگ کے وقت جو منصوبہ میں نے تیار کیا تھا اور جس کے زیادہ تر حصے مشن نے منظور کر لیے تھے وہ ہر نظریہ سے مناسب حل تھا۔ اگر ہم سختی سے تقسیم کو نامنظور کر دیتے تو مجھے یقین ہے کہ محفوظ اور شاندار مستقبل ہمارا انتظار کر سکتا تھا۔

کیا کوئی اس سے انکار کر سکتا ہے کہ پاکستان کے قیام نے فرقہ وارانہ مسئلہ کا حل نہیں کیا بلکہ اسے اور بھی زیادہ پیچیدہ اور مشکل بنا دیا۔ بٹوارے کی وجہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی دشمنی تھی۔ پاکستان کے قیام نے اسے آئینی شکل دی اور مشکل مسئلہ بنا دیا۔ اس حالت کا سب سے تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ برصغیر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا جو کہ ایک دوسرے کی جانب نفرت اور دشمنی سے دیکھتے تھے۔ پاکستان کو یقین تھا کہ ہندوستان اسے شانتی سے نہیں رہنے دے گا اور اسے جب موقع ملے گا اسے تباہ کر دے گا۔ اسی طرح ہندوستان کو خوف تھا کہ پاکستان کو جب موقع ملے گا وہ ہندوستان کے خلاف جائے گا اور اس پر حملہ کر دے گا اس نے دونوں ملکوں کے دفاع کا خرچ بڑھا دیا جنگ کے بعد منقسم ہندوستان اپنے دفاع پر صرف 100 کروڑ روپے خرچ کرنا تھا لارڈ ویل خود قبول کرتے ہیں کہ 100 کروڑ فوج کے تینوں حصوں کے لیے کافی ہے۔ تبھی بٹوارا ہو گیا۔ ایک چوتھائی فوج پاکستان چلی آئی اس کے باوجود ہندوستان تقریباً ۲۵۰ کروڑ روپے اپنی فوج پر خرچ کرتا ہے۔ پاکستان سرکار کی آمدنی کا نصف حصہ دفاع کے خرچوں میں چلا جاتا ہے اس حقیقت کے باوجود کہ اس کے پاس ہندوستان کا چوتھائی حصہ اور فوج تھی وہ اپنی آمدنی سے 100 کروڑ روپے خرچ کر رہا تھا اس کے علاوہ اسے امریکہ سے امداد ملتی تھی۔ اگر ہم سنجیدگی سے سوچتے ہیں تب ہم لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ ان سب الجھنوں نے ملک کی کتنی بربادی کی۔ اگر یہ رقم معاشی ترقی پر خرچ کی جاتی تو آج ملک بہت آگے بڑھ چکا ہوتا۔

ہلاکستان کانچا
وجہ و ایک
حقیقت ہے۔ یہ
ہندوستان اور
ہلاکستان کے حق
میں ہے کہ وہ
اپنے دوستانہ
تعلقات کو
بڑھائیں اور ایک
دوسرے کی مدد
کریں۔ کوئی
دوسرا فیصلہ
صرف بڑی
پریشانی کا
سبب بن سکتا
ہے۔ تکلیف دہ
اور بدقسمت۔
کچھ لوگوں کا
کہنا ہے کہ جو
کچھ ہوا وہ
ضروری تھا اسی
طرح دوسروں
کو یقین ہے کہ
جو کچھ ہوا وہ
غلط تھا اور اس
سے بچنا چاہیے
تھا۔ ہم لوگ آج
نہیں کہہ سکتے
کہ کون سا
تجزیہ صحیح
ہے۔ تاریخ ہی بہ
فیصلہ کر سکتی
ہے کہ کیا ہم نے
دانشمندی سے
فیصلہ کیا۔

جناح اور ان کے حامی یہ اندازہ نہیں لگا سکے کہ جغرافیہ ان کے خلاف ہے۔
ہندوستانی مسلمان اس طرح بکھرے ہوئے ہیں کہ کسی ایک حصہ میں انہیں اکٹھا کر کے
ایک ملک بنانا ناممکن تھا۔ مسلم اکثریتی علاقہ جنوب مشرق اور جنوب مغرب میں تھے۔ ان
دونوں علاقوں کے درمیان کوئی طبعی تعلق نہیں تھا۔ ان دونوں علاقوں کے لوگ ایک
دوسرے سے ہر معاملے میں ایک دم خلاف تھے سوائے مذہب کے۔ یہ ان لوگوں سے
ایک بہت بڑا دھوکہ تھا کہ ان لوگوں کو یہ مشورہ دیا جائے کہ مذہب کا رشتہ ان علاقوں کو
ایک کر سکتا ہے جو سماجی معاشی لسانی اور معاشرتی طور پر مختلف ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ
اسلام ایک ایسے سماج کی بات کرتا ہے جو کہ نسل، زبان، معاشی و سیاسی سرحدوں سے باہر
ہو۔ تاریخ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ابتدا کے کچھ برسوں کے بعد یا پہلی صدی کے بعد
اسلام کی بنیاد پر مسلم ملکوں کو ایک نہیں رکھا جاسکا۔

ماضی میں بھی یہی صورت حال تھی اور یہی حالت آج بھی ہے۔ کسی کو یقین نہیں تھا
کہ مشرقی اور مغربی پاکستان اپنے تضادات کو ختم کر لیں گے اور ایک ملک بن جائیں گے
یہاں تک کہ مغربی پاکستان کے تین صوبے سندھ، پنجاب اور فرنیٹر انڈرونی تضادات
رکھتے تھے اور اپنے فائدے کے لیے کام کر رہے تھے۔ پاکستان کا نیا وجود ایک حقیقت
ہے۔ یہ ہندوستان اور پاکستان کے حق میں ہے کہ وہ اپنے دوستانہ تعلقات کو بڑھائیں
اور ایک دوسرے کی مدد کریں۔ کوئی دوسرا فیصلہ صرف بڑی پریشانی کا سبب بن سکتا ہے۔
تکلیف دہ اور بدقسمت۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ جو کچھ ہوا وہ ضروری تھا اسی طرح دوسروں
کو یقین ہے کہ جو کچھ ہوا وہ غلط تھا اور اس سے بچنا چاہیے تھا۔ ہم لوگ آج نہیں کہہ سکتے
کہ کون سا تجزیہ صحیح ہے۔ تاریخ ہی یہ فیصلہ کر سکتی ہے کہ کیا ہم نے دانشمندی سے فیصلہ
کیا۔



آزادی کے فوراً
بعد نواکھالی
سے شروع
ہونے والے
فسادات
کانپور، علی
گڑھ، مراد
آباد، حیدر
آباد، بہار
شریف،
بھاگلپور،
جمشید پور
وغیرہ وغیرہ
ہوتے ہوئے
گجرات پہنچ
کر اپنی انتہا
پر پہنچ گئے
جہاں فسادات
نے مسلمانوں
کی نسل کشی
کی شکل
اختیار کر لی
اور مسلمانوں
کے خلاف ظلم
کسی سبھی
حدیں توڑ دی
گئیں۔

فرقہ وارانہ فسادات کی تاریخ

ہندوستان میں فرقہ وارانہ فسادات کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ 17 ویں صدی سے
لے کر آج تک ہندوستان میں لاکھوں فسادات ہو چکے ہیں۔ 18 مئی 2001 کو شائع
ایک مضمون کے مطابق اگر کرائم ریکارڈ بیورو کے اعداد و شمار کو چ مانا جائے تو آزادی سے
اب تک ملک میں 20 لاکھ سے زیادہ فسادات پولس روزناموں میں درج ہو چکے ہیں۔
ان میں اتر پردیش میں 4 لاکھ 25 ہزار، بہار میں 3 لاکھ 75 ہزار، ہریانہ میں 1 لاکھ 50
ہزار، پنجاب میں 2 لاکھ، مہاراشٹر میں 3 لاکھ 50 ہزار، راجستھان میں 1 لاکھ 25 ہزار
معاملے درج ہیں۔ دراصل ایک فساد جتنے دنوں تک چلتا ہے اس کے الگ الگ جتنے
سارے معاملے درج ہوتے ہیں یہ اعداد و شمار اسی پر مبنی ہیں۔ ہر معاملے کو ایک فساد درج
کیا جاتا ہے۔

آزادی کے فوراً بعد نواکھالی سے شروع ہونے والے فسادات کانپور، علی گڑھ، مراد
آباد، حیدر آباد، بہار شریف، بھاگلپور، جمشید پور وغیرہ وغیرہ ہوتے ہوئے گجرات پہنچ کر
اپنی انتہا پر پہنچ گئے جہاں فسادات نے مسلمانوں کی نسل کشی کی شکل اختیار کر لی اور
مسلمانوں کے خلاف ظلم کی بھی حدیں توڑ دی گئیں۔

آزادی کے بعد ہونے والے ان فسادات کی جانچ کے لیے اب تک تین درجن سے
بھی زیادہ جانچ کمیشن بن چکے ہیں۔ لیکن اب تک ان کی رپورٹوں کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا ہے۔

ہندوستان میں فرقہ وارانہ فسادات پر مس نہن بانو کی تیار کردہ انٹرنیٹ پر جاری
ایک سروے رپورٹ کے مطابق یہاں ان فسادات کی شروعات 1713 میں ہو چکی تھی۔
1713 میں دو فرقوں کے درمیان ہولی اور گائے کاٹنے کے سوال پر احمد آباد میں پہلا فساد
ہوا۔ 1719-20 میں کشمیر میں ایک مسلمان اور ہندو کی آپسی لڑائی فسادات کا سبب

بنی۔ 1729 میں دہلی میں ایک مسلمان کا ہندو کے ہاتھوں قتل ہونے کے بعد فساد بھڑک اٹھا۔ 1782 میں سلہٹ، آسام میں محرم کے موقع پر ہندوؤں کو ان کے مذہبی جلسے کرنے سے روکنے پر فساد بھڑکا۔ مسلمان یہاں دو تہائی کی تعداد میں ہیں لیکن ہندوؤں نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور ضلع کے افسر انچارج سے شکایت کر دی۔ یہی بات جھگڑے کا سبب بنی۔

ستمبر 1786 میں بال پور میں مسلمانوں کے ہندوؤں پر حملہ کرنے سے فساد بھڑک اٹھا۔ 1809 میں بنارس میں اورنگ زیب کے ہاتھوں بنوائی ہوئی ایک مسجد کی زمین پر ہندوؤں کے ذریعہ تعمیر کا کام شروع کرنے کی کوشش کرنے پر فساد بھڑکا۔ 1840 میں مراد آباد میں فساد ہوئے۔ اس فساد کی وجہ نہیں معلوم۔ 1851 میں بمبئی میں پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک پارسی کے ذریعہ گجراتی اخبار میں شائع ایک مضمون کی وجہ سے فساد ہوا۔

1857 میں بجنور اور مراد آباد میں فسادات ہوئے۔ رپورٹ میں ان فسادات کی وجہ درج نہیں۔ 1871 میں بریلی میں محرم اور رام نوی ایک دن ہونے کی وجہ سے فسادات ہوئے۔ 1874 میں بمبئی میں آر۔ ایچ جلمی کی ایک کتاب ”گریٹ پروفٹ آف دی ورلڈ“ کے خلاف فساد بھڑکا۔ یہ کتاب انگریزی میں تھی اور اس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں توہین آمیز باتیں لکھی گئی تھیں۔ 1873 اور 1884 میں کالی کٹ کے نزدیک امپالا میں فسادات ہوئے۔ یہ فساد ایک ہندو کے مسلمان لڑکی سے شادی کرنے اور دوبارہ ہندو مذہب اختیار کر لینے پر ہوا۔ اس واقعہ سے امپالیوں میں زبردست ناراضگی پھیل گئی جو فسادات کا سبب بنی۔

اکتوبر 1886 میں اٹاوہ اور دہلی میں رام لیلا اور محرم ایک دن ہونے کی وجہ سے فساد ہوا۔ 1887 میں بریلی میں محرم اور رام نوی ایک ہی دن ہونے کی وجہ سے فساد بھڑکا۔

آسام میں
محرم کے موقع
پر ہندوؤں کو
ان کے مذہبی
جلسے کرنے
سے روکنے پر
فساد بھڑکا۔
مسلمان یہاں
دو تہائی کی
تعداد میں ہیں
لیکن ہندوؤں
نے ان کی بات
ماننے سے انکار
کر دیا اور ضلع
کے افسر
انچارج سے
شکایت کر دی۔
یہی بات
جھگڑے کا
سبب بنی۔

1809 میں
بنارس میں
اورنگ زیب کے
ہاتھوں بنوائی
ہوئی ایک
مسجد کی زمین
پر ہندوؤں کے
ذریعہ تعمیر

1916 میں ہفتہ
میں بقر عید کے
تیوہار کے موقع
پر قربانی سے
روکنے پر دونوں
فرقوں کے
درمیان جھگڑا
ہوا۔ 1921 میں
گیا اور شاہ آباد
میں بھی قربانی
سے روکنے پر
فساد بھڑکا۔
1921 میں
مالیگاؤں میں
انٹین کونسل
ایکٹ 1919 کے
سوال پر
فسادات ہوئے۔
1921 میں
بنگلور میں
تحریک عدم
تعاون کے دوران
کچھ پر تشدد
جھڑپیں ہوئیں۔
1923 میں
امر تسر، لاہور
اور سہارنپور
میں راجہ رام
موہن رائے کا
شدھی آندولن
فسادات کا سبب
بنا۔

1889 میں دہلی میں ایک ہندو کے اسلام قبول کر لینے پر تشدد کی وارداتیں
ہوئیں۔ 1890 میں علی گڑھ میں ایک مسجد میں سور کا گوشت اور ہندوؤں کے ایک کنویں
میں گائے کا گوشت ڈالنے پر فساد ہوا۔ مئی 1891 میں کلکتہ میں ایک مسجد کی تعمیر میں دو
فرقوں کے بیچ جھگڑا ایک بڑے فساد کا سبب بنا۔ جولائی 1892 میں پر بھاش چم میں محرم
فساد کا سبب بنا۔ اگست 1893 میں بمبئی اور ستمبر 1893 میں قلاہ میں فسادات ہوئے
ان فسادات کے اسباب معاشی تھے۔ 1893 میں گنور کشا آندولن کی وجہ سے اتر پردیش
کے بلایا میں فسادات ہوئے۔ اسی سبب 1894 میں مدراس، فروری 1894 میں ناسک
کے پلا، جولائی 1895 میں پور بندر اور 1895 میں ہی چھلیا میں فسادات ہوئے۔
1907 میں مورگھٹ میں بنگال کی تقسیم کے سوال پر فساد بھڑکا۔ 1912 میں ایودھیا میں
بقر عید کے دن گائے کی قربانی کرنے سے روکنے پر فساد ہوا۔ 1913 میں نیلور میں ایک
مسجد توڑنے پر فساد ہوا۔ 1913 میں کانپور میں ایک مسجد سے متصل بیت الخلاء کو توڑنے پر
فساد ہوا۔ 1916 میں پٹنہ میں بقر عید کے تیوہار کے موقع پر قربانی سے روکنے پر دونوں
فرقوں کے درمیان جھگڑا ہوا۔ 1921 میں گیا اور شاہ آباد میں بھی قربانی سے روکنے پر فساد
بھڑکا۔ 1921 میں مالیگاؤں میں انٹین کونسل ایکٹ 1919 کے سوال پر فسادات
ہوئے۔ 1921 میں بنگلور میں تحریک عدم تعاون کے دوران کچھ پر تشدد جھڑپیں ہوئیں۔
1923 میں امر تسر، لاہور اور سہارنپور میں راجہ رام موہن رائے کا شدھی آندولن فسادات کا
سبب بنا۔ 1924 میں الہ آباد، کلکتہ اور دوسرے شہروں میں عید کے موقع پر شدھی آندولن
کی وجہ سے فسادات ہوئے۔ 1925 میں کلکتہ میں ایک مسجد کے سامنے گائے بچانے پر
فساد بھڑکا۔ 1925 میں بی دہلی، پٹنہ اور الہ آباد میں معمولی باتیں فسادات کا سبب بنیں۔
ستمبر 1927 میں الہ آباد میں مسجد میں نماز کے دوران مندر میں گائے بچانے پر فساد ہوا۔
1927 میں دہلی میں ایک مسلمان جس نے ایک مہنت کو مار ڈالا تھا کے جنازے کے
جلوس کو نکالنے پر فساد بھڑکا۔ 1928 میں بنگلور میں فساد ہوا۔ سول نا فرمانی کی تحریک کے

دوران 1923 میں بمبئی، 1932 میں الوریہ 1933 میں کلکتہ میں فسادات ہوئے۔
 1935 میں ہزاری باغ میں رام نوی اور محرم کا ایک ساتھ ہونا فساد کا سبب بنا۔ 1935
 میں چپارن اور سکندر آباد میں بھی فسادات ہوئے۔ 1936 میں جمال پور میں مسجد کے
 سامنے میوزک بجانے پر فساد ہوا۔ 1937 میں اتر پردیش میں گونگشی کے سوال پر کئی
 فسادات ہوئے۔ 1939 میں دہلی میں دو لوگوں کا آپسی جھگڑا فساد کا سبب بنا۔ 1939
 میں اتر پردیش اور کلکتہ میں ہولی کے موقع پر فسادات ہوئے۔ 1939 میں گیا میں ایک
 مسجد کے سامنے میوزک بجانے سے روکنے پر فساد بھڑکا۔ 1939 میں کانپور میں ایک
 جلوس پر حملے کے سبب جھگڑا ہوا۔ 1941 میں کلکتہ میں محرم کے موقع پر
 فساد ہوا۔ 1941 میں کلکتہ میں محرم کے موقع پر فساد ہوا۔ 1950
 میں کالی کٹ، دہلی، پٹلی بھیت، علی گڑھ اور بمبئی میں آریس ایس کے ذریعہ مسلمانوں کو
 ملک چھوڑنے پر مجبور کرنے پر فساد بھڑکا۔ 1953 میں ہندو مہاسبھا کے ایک جلوس پر پتھر
 پھینکنے پر بھوپال میں فساد ہوا۔ 1953 میں احمد آباد، ناسک اور پونے میں گن پتی اور محرم
 ایک ساتھ ہونے پر فساد ہوا۔ 1953 میں شولا پور میں مسجد کے آگے گانا بجانے پر دو
 گروپوں کے درمیان پر تشدد جھڑپیں ہوئیں۔ 1954 میں غازی آباد میں گائے کاٹنے پر
 فساد بھڑکا۔ 1954 میں علی گڑھ میں گاہک سے معمول جھگڑا بڑے فساد کا سبب بنا۔
 1954 میں متھرا میں ایک مسجد کے قریب مورتی توڑنے پر فساد ہوا۔ 1954 میں گلبرگ
 میں گنیش کے مندر پر سماج دشمن عناصر کے ہاتھوں پاکستانی جھنڈا لہرانے پر فساد بھڑکا۔
 1956 میں بھوپال میں ہولی کے موقع پر دو فرقوں کے بیچ جھگڑا ہوا۔ 1956 میں اتر
 پردیش کے کئی شہروں میں بھارتیہ ودیا بھون کے ذریعہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق
 توہین آمیز باتیں شائع کرنے کے خلاف فساد بھڑکا۔ 1956 میں جبل پور میں گنیش کی
 مورتی توڑنے اور زبردستی دکانیں بند کرانے پر دونوں فرقوں کے درمیان جھڑپیں ہوئیں۔
 1957 میں محرم کے جلوس میں دو طلبہ کے بیچ جھگڑا ہو جانے سے فساد بھڑکا۔ 1959 میں
 ہولی کے موقع پر لکھنؤ میں مسلمانوں پر رنگ ڈالنے کا واقعہ فساد میں بدل گیا۔ اسی سال

1987 میں
میرٹھ، ہاشم
پور، ملیانہ اور
پھر شیلہ
ہوجن اور رام
جنم بھومی
تنزع نے زور
پکڑنے کے بعد
ملک بھر میں
فساد کا ایک نہ
ختم ہونے والا
سلسلہ۔ 1990
میں لال کرشن
اڈوانی کی رتہ
یاترانے پورے
ملک میں فرقہ
وارانہ درجہ
حرارت کو
نقطہ عروج تک
پہنچا دیا جو
6 دسمبر کو
بابری مسجد
کی شہادت کے
بعد کئی
مقامات پر
فسادات کا
سبب بنا۔

بھوپال میں بھی اسی وجہ سے فساد ہوا۔ 1962 میں والدہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
شبیبہ مبارک شائع کرنے پر فساد بھڑکا۔ 1962 میں آگرہ میں دو لوگوں کا جھگڑا فساد کا
سبب بنا۔ 1962 میں ہی بریلی میں مسلم اکثریتی علاقوں میں ہندوؤں کے جلوس پر پتھر
پھینکنے پر فساد ہوا۔ 1963 میں ندیا، کلکتہ میں حضرت بل سے موئے مبارک چوری ہونے
پر فساد بھڑکا۔ 1967 میں رانچی میں اردو کے خلاف نکالے گئے ایک جلوس پر حملہ فساد کا
سبب بنا۔ 1967 میں کشمیر میں باندی فرقہ کی ایک لڑکی کے ذریعہ ایک مسلمان سے شادی
کرنے پر فساد ہوا۔ 1968 میں میرٹھ کے ایک کالج میں جماعت اسلامی کے ایک جلسے
میں جن سنگھ کے ہاتھوں رختہ ڈالنے پر فساد ہوا۔ 1968 میں مسلمان کی ایک گائے کو لے
کر دو لڑکوں کا جھگڑا کریم گنج میں فساد کا سبب بنا۔ 1968 میں ہی ناگپور اور اورنگ آباد
میں فسادات ہوئے۔ 1968 میں کنک میں مسجد کے آگے میوزک بجانے پر فساد ہوا۔
1969 میں کلکتہ میں اسٹیشن مین کے دفتر کے ساتھی مسلمانوں کے مظاہرے نے فساد کی
شکل اختیار کر لی۔ 1970 میں چاٹساہ میں رام نومی کا جلوس فساد کا سبب بنا۔ 1970 میں
ہی بھوٹھی اور مہاراشٹر کے دوسرے شہروں میں دو فرقوں کے لوگوں کا آپسی جھگڑا فساد کی
شکل میں بدل گیا۔ 1972 میں ٹونک میں بقرعید کے موقع پر فساد ہوا۔ 1973 میں بارہ
ہندوراؤ میں دوسرا دشمن عناصر کا جھگڑا دہلی میں فساد کا سبب بنا۔ 1974 میں شیو سینا کے
ذریعہ ہندوؤں میں مسلمانوں کے لیے نفرت کی مہم جو گیشوری میں فساد کا سبب بنی۔
1974 میں دو فرقوں کے لڑکوں کے آپسی جھگڑے نے دہلی میں فساد کی شکل اختیار کر لی۔
1975 میں جو گیشوری میں شیو سینا کے کارکنوں کے ذریعہ پر تشدد حملوں کی وجہ سے فساد
بھڑکا۔ 1977 میں بنارس میں درگا پوجا کے جلوس پر پتھر پھینکنے سے فساد بھڑکا۔ 1979
میں علی گڑھ، 1979 میں ہی جمشید پور میں 1 اگست ستمبر 1980 میں مراد آباد، میرٹھ،
1987 میں میرٹھ، ہاشم پور، ملیانہ اور پھر شیلہ پوجن اور رام جنم بھومی تنازع نے زور پکڑنے
کے بعد ملک بھر میں فساد کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ۔ 1990 میں لال کرشن اڈوانی کی

تقسیم کے بعد
جہاں ملک بھر
میں فساد
پھڑکے
وہیں بھلی
میں بھی
بھیساک
فسادات ہوئے
محترمہ
قدوائی کی ایک
کتاب "آزادی
کی جھاڑ
میں" کے
مطابق اکتوبر
نومبر کی
بھلی ایک
خون میں
لتھڑی ہوئی
لاش تھی جس
پر سینکڑوں
گدے اور
چیلیں مٹلا
رہی تھیں
کوئی جگہ
محفوظ نہیں
تھی

رتھ یا ترانے پورے ملک میں فرقہ وارانہ درجہ حرارت کو نقطہ عروج تک پہنچا دیا۔ جو 6 دسمبر کو
بابری مسجد کی شہادت کے بعد کئی مقامات پر فسادات کا سبب بنا۔ ان میں بمبئی میں ہونے
والا فساد سب سے اہم ہے جس میں مسلمانوں کا شدید جانی و مالی نقصان ہوا۔

ملک میں ہونے والے کچھ اہم فسادات پر ایک نظر

1931 کانپور فساد: 1931 میں کانپور میں ہونے والا فساد اس معنی میں خوفناک
تھا کہ اس میں مرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ دونوں فرقوں کا بڑے پیمانہ پر جان و
مال کا نقصان ہوا تھا دھوتی ماراؤں کی کتاب "فرقہ وارانہ فسادات اور ہندوستانی
پولس" کے مطابق اس فساد میں 290 لوگ مارے گئے جس میں 108 ہندو، 116
مسلمان اور 66 نامعلوم تھے۔ فساد میں 947 لوگ زخمی ہوئے جس میں 368 ہندو،
292 مسلمان اور 305 نامعلوم تھے۔ اس کے علاوہ کم سے کم 50 لاشیں ندی اور نہروں
میں پھینک دی گئیں۔ ایک اندازے کے مطابق اس فساد میں 50 لاکھ سے زیادہ کی
مالیت تباہ کر دی گئی۔ 29 مندر، 8 چھوٹے مندر سے اور 24 مسجدوں کو نقصان پہنچایا گیا۔
اسی فساد میں گنیش شکرو دیار تھی جیسا سرکردہ لیڈر مارا گیا جو ہندو اور مسلمان دونوں میں
بہت مقبول تھے۔

1946۔ کلکتہ فساد: 1946 میں مسلم لیگ سرکار نے بنگال میں ڈائریکٹ ایکشن
ڈے، کانفرہ دیا۔ اس نعرے نے کلکتہ میں فساد کی شکل اختیار کر لی۔ 16 اگست کو فساد
شروع ہو گیا اور مسلمانوں کا بڑی تعداد میں قتل عام ہوا۔ مسلم لیگ کی سرکار ہونے کی وجہ
سے انگریز پولس نے فساد روکنے میں کوئی مدد نہیں کی۔

1947 دہلی فساد: تقسیم کے بعد جہاں ملک بھر میں فساد بھڑکے وہیں دہلی میں بھی
بھیاٹک فسادات ہوئے محترمہ قدوائی کی ایک کتاب "آزادی کی جھاڑوں میں" کے
مطابق اکتوبر نومبر کی دہلی ایک خون میں لتھڑی ہوئی لاش تھی جس پر سینکڑوں گدے اور

رانچی میں 22
اگست 1967
کو اردو کے
خلاف ہندو
طلبہ کے
جلوس پر
مسلمانوں کے
پتھراؤ سے
فساد شروع
ہوا۔ پتھراؤ کے
بعد اس جلوس
نے پورے شہر
میں تبصری
مچادی۔ 22
اگست سے 26
اگست کے
درمیان 184
لوگ مارے گئے
جن میں 164
مسلمان تھے۔ یہ
فساد صرف
پتھراؤ کا
نتیجہ نہیں
تھا۔ پچھلے دس
دنوں سے آگر
اردو لڑکوں پر تو
خون بھی گرا
سڑکوں پر
جیسے نعرے
لگا کر ماحول
گرم کیا جا رہا
تھا۔

چیلین منڈلاری تھیں۔ کوئی جگہ محفوظ نہیں تھی کسی لب پر مسکراہٹ نہیں تھی۔ محبت کا نام
نشان مٹ چکا تھا۔ صرف پرانے قلعہ میں پناہ گزینوں کی تعداد 60 ہزار تھی بتایا جاتا ہے
کہ تہر میں یہ تعداد 80 ہزار کے قریب پہنچ گئی تھی۔

1967 رانچی فسادات: رانچی میں 22 اگست 1967 کو اردو کے خلاف ہندو
طلبہ کے جلوس پر مسلمانوں کے پتھراؤ سے فساد شروع ہوا۔ پتھراؤ کے بعد اس جلوس نے
پورے شہر میں تباہی مچادی۔ 22 اگست سے 26 اگست کے درمیان 184 لوگ مارے
گئے جن میں 164 مسلمان تھے۔ یہ فساد صرف پتھراؤ کا نتیجہ نہیں تھا۔ پچھلے دس دنوں سے
”اگر اردو لڑکوں پر تو خون بہے گا سڑکوں پر“ جیسے نعرے لگا کر ماحول گرم کیا جا رہا تھا۔

1979 جمشید پور فساد: اپریل 1979 میں رام نوئی کے موقع پر جمشید پور میں فساد
بھڑکا وجہ دی رام نوئی کے جلوس پر مسجد سے پتھر پھینکا جانا۔ جمشید پور میں یہ جلوس برسوں
سے نکل رہا ہے۔ لیکن 1978 میں پہلی بار اس کا روٹ بدل دیا گیا یہ راستہ مسلم اکثریتی
علاقہ سے ہو کر جاتا تھا۔ اس سال تو جلوس کسی طرح گزر گیا لیکن 1979 میں انتظامیہ نے
اسکی اجازت دینے سے منع کر دیا۔ سخت گیر ہندو تنظیمیں شہر میں فساد کرانے پر آمادہ تھیں اس
لیے انہوں نے انتظامیہ کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ 11 اپریل 1979 کے جلوس میں
کھل کر طاقت کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ جلوس میں اسلحوں سے لیس ہزاروں لوگ
شامل تھے۔ اس سے پہلے کہ پولس سنبھل پاتی یہ جلوس متنازع راستہ میں داخل ہو گیا جسے
ایک مسجد کے سامنے روک دیا گیا۔ جلوس میں شامل لوگوں نے اشتعال انگیز تقریریں کرنی
شروع کر دیں۔ بھیڑ کے رخ سے ایسا لگ رہا تھا جیسے اسے پہلے پتھر کا انتظار ہو اور پھر شام
تک اسے پہلا پتھر مل گیا اور پھر پورے شہر میں قتل عام شروع ہو گیا۔ اس طرح اکثریتی
فرقہ کو اپنی پر تشدد وارداتوں کو جائز ٹھہرانے کا لائسنس مل چکا تھا۔

۱۔ فرقہ وارانہ فسادات اور ہندوستانی پولس۔ صفحہ 68

1980 مراد آباد فساد: مراد آباد میں ٹھیک عید کے دن عید گاہ میں مسلمانوں پر پولس فائرنگ میں سینکڑوں لوگ مارے گئے۔ وجہ صرف یہ تھی کہ مسلمان نماز کے درمیان مسجد میں سونگھس آنے کے لیے پی اے سی کو اس کا ذمہ دار سمجھ رہے تھے۔ معمولی سی بحث آگے چل کر پولس فائرنگ کا سبب بن گئی جس نے عید کی خوشیوں کو ماتم میں تبدیل کر دیا۔

1987 میرٹھ فساد: اتر پردیش کے اس مشہور صنعتی شہر میں انتظامیہ کی ڈھیل کی وجہ سے فرقہ وارانہ فسادات کی شروعات 16 اپریل 1987 کو شب برات کے دن سے ہوئی۔ اقلیتی فرقہ نے اپنی عقلمندی اور دوراندیشی سے فرقہ پرست تنظیموں کی اس کوشش کو ناکام کر دیا لیکن 18 اپریل 1987 کو ان عناصر نے دوبارہ فساد شروع کر دیا۔ یہ حقیقت میں پولس ایکشن تھا۔ جس نے بعد میں فرقہ وارانہ فسادات کی شکل اختیار کر لی۔ اس فساد نے جلد ہی ایسی شکل اختیار کر لی کہ اس نے اپنی تباہی کے سامنے مراد آباد، پنت نگر اور آگرہ کے فسادات کو پیچھے چھوڑ دیا۔ رمضان کے مہینے میں بحری کے وقت بے تصور مسلمانوں کو گرفتار کیا جانے لگا جس کی مسلمانوں نے مخالفت کی جس کے نتیجے میں انہیں پی اے سی کے غصہ کا سامنا کرنا پڑا۔ اس فساد میں سینکڑوں لوگ مارے گئے۔ گیان پرکاش کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں ملایانہ کے لاپتہ لوگوں کے بارے میں صاف طور سے کہا کہ انہیں مار دیا گیا ہے۔ 22 مئی 1987 کو میرٹھ فسادات کے دوران پی اے سی اور فوج کے جوانوں نے ہاشم پورہ کے 50 روزے دار بچوں جوانوں اور بوڑھوں کو گرفتار کر کے مراد نگر میں نہر کے کنارے گولیوں سے بھون کر نہر میں پھینک دیا۔ ان میں 41 کی موت ہو گئی۔ بچ جانے والے لوگ کسی طرح جان بچا کر دہلی پہنچ گئے جس کے بعد یہ معاملہ روشنی میں آیا۔

1992-93 بمبئی فسادات: بامبری مسجد کی شہادت کے بعد بمبئی میں بڑے پیمانے پر فسادات بھڑک اٹھے۔ 5 جنوری سے جاری بمبئی فسادات میں ٹائمز آف انڈیا

22 مئی 1987
کو میرٹھ
فسادات کے
دوران پی اے
سی اور فوج
کے جوانوں نے
ہاشم پورہ کے
50 روزے دار
بچوں
جوانوں اور
بوڑھوں کو
گرفتار کر کے
مراد نگر میں
نہر کے کنارے
گولیوں سے
بھون کر نہر
میں پھینک
دیا۔ ان میں
41 کی موت
ہو گئی۔ بچ
جانے والے
لوگ کسی
طرح جان بچا
کر دہلی پہنچ
گئے جس کے
بعد یہ معاملہ
روشنی میں
آیا۔

مہاراشٹر میں جب فساد ہوا اس وقت وہاں کانگریس کی سرکار تھی اگر وہ فسادوں کو سزا دینا چاہتی تو فسادات ختم ہونے کے بعد لہجس سزا دی سکتی تھی۔ ان فسادوں کی پہچان بھی مشکل نہیں تھی یہ چھوٹا سا کام تو پولس ہی کر سکتی تھی مگر افسوس ہے کہ کمیشن کی رپورٹ آئے کے برسوں بعد بھی ملزموں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے۔ آج جب یہ تحریر لکھا جا رہی ہے (سن 2002) اس وقت بھی کانگریس کی سرکار ہے۔

(23 جنوری 1993) کے مطابق 557 لوگ مارے گئے۔ پولس کمشنر نے یہ تعداد 458 بتائی۔ پولس فائرنگ میں 133 لوگ مارے گئے فرقہ وارانہ فسادات کی وجہ سے بھیجی کا صنعتی کاروبار مصیبت میں پڑ گیا۔ بہت سے صنعت کار اور تاجر بے گھر ہو کر کیمپوں میں پہنچ گئے اور ایک بڑا طبقہ وہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اس فساد کی جانچ کرنے کے لیے 23 جنوری 1993 کو شری کرشنا کمیشن کا قیام عمل میں آیا۔ اس کمیشن نے پورے پانچ سال تک 500 گواہوں کو سننے کے بعد اپنی رپورٹ دی۔ شری کرشنا کمیشن کی رپورٹ میں مسلمانوں پر ایک چھوٹا سا حصہ ہے بڑا حصہ ان ہندوؤں کی حامی طاقتوں کو کنگھڑے میں کھڑا کرتا ہے شوبینا نے بابری مسجد شہید ہونے کے بعد مسلمانوں کے خلاف جنگ چھیڑ دی تھی۔ کمیشن کی رپورٹ کے مطابق 6 جنوری 1993 کے خوفناک فسادات سے قبل ہی بال ٹھاکرے کے شیوسینکوں نے لوٹنے اور جلانے کے لیے مسلمانوں کے گھروں کی پہچان کر لی تھی۔ جیسے انشاپ ٹل کے پرتکشا نگر میں شیوسینا کے کارکن مہاراشٹر سرکار کے کرپٹاری بن کر سروے کرنے گئے تھے۔ کس گھریا زمین کا قانونی مالک کون ہے۔ یہ سروے شیوسینا نے زیادہ تر مسلم اکثریتی علاقوں میں کرائے تھے۔ مہاراشٹر میں جب فساد ہوا اس وقت وہاں کانگریس کی سرکار تھی اگر وہ فساد یوں کو سزا دینا چاہتی تو فسادات ختم ہونے کے بعد انہیں سزا دے سکتی تھی۔ ان فساد یوں کی پہچان بھی مشکل نہیں تھی یہ چھوٹا سا کام تو پولس ہی کر سکتی تھی مگر افسوس ہے کہ کمیشن کی رپورٹ آنے کے برسوں بعد بھی ملزموں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے۔ آج جب یہ تحریر لکھی جا رہی ہے (سن 2002) اس وقت بھی کانگریس کی سرکار ہے۔

(جنس شری کرشنا کمیشن کی یہ رپورٹ آگے کے صفحات پر شائع کی جا رہی ہے)

2002 گجرات فسادات: گجرات فساد کو شروع ہوئے 100 دن سے زیادہ ہو چکے ہیں اور اس پر ابھی تک قابو نہیں پایا جاسکا ہے۔ اس فساد نے وحشی پن میں اب تک

کے تمام فسادات کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ سیکڑوں لوگوں کو زندہ جلانے، سیکڑوں عورتوں کو آبروریزی کے بعد آگ کے حوالے کرنے کروڑوں روپیہ کی مالیت کی تباہی نے ریاست سے انسانیت کا نام و نشان مٹا دیا ہے۔ فسادات ابھی بھی جاری ہیں اور جلد ان پر قابو پانے کے آثار نظر نہیں آتے۔

(تفصیلی رپورٹ ”گجرات ایک دستاویز“ آگے شائع کی جا رہی ہے)

گجرات میں فسادات کی تاریخ: دوے کمیشن کی رپورٹ کے مطابق گجرات میں پہلا فساد ۱۳۰۱ میں ہوا لیکن تاریخ میں پہلا بڑا فساد ۱۷۱۴ میں ہولی کے موقع پر ہوا۔ یہ فساد اس وقت ہوا جب ایک شخص نے دوسرے فرقہ کے ایک شخص پر رنگ ڈال دیا۔ اس کے بعد وہاں ۱۷۱۵ اور ۱۷۱۶ میں بھی فسادات ہوئے۔ اس کے بعد ۱۸۵۸ میں فساد کا ذکر ملتا ہے۔ ۱۹۶۹ میں احمد آباد میں بڑے پیمانے پر فساد ہوا اس فساد میں سینکڑوں لوگ مارے گئے۔ ۱۹۸۵ میں دوسرے بڑے فسادات ہوئے۔ ابتدا میں یہ فسادات ریزرویشن کے خلاف تھے لیکن بعد میں انہوں نے فرقہ وارانہ رنگ لے لیا۔ اس فساد میں سیکڑوں لوگ مارے گئے۔ احمد آباد اور بڑودرا میں کئی دن تک کرفیو جاری رہا۔ ۱۹۸۹-۹۰ میں احمد آباد میں انتخابات کے دوران فسادات ہوئے۔ اکتوبر ۱۹۹۰ میں بہار میں رتھ یاترا کے دوران لال کرشن اڈوانی کی گرفتاری کے بعد بڑے پیمانے پر فساد ہوئے۔ (دکن ہیرالڈ، اتوار، ۳ مارچ ۲۰۰۲)

۱۹۶۹ کے گجرات کے فسادات میں سرکاری اعداد و شمار کے مطابق مرنے والوں کی تعداد ۶۰ تھی جبکہ غیر سرکاری اعداد و شمار کے مطابق یہ تعداد ۲۵۰۰ تھی۔ ۱۹۸۰-۱۹۷۶ کے دوران گجرات میں تین فساد ہوئے جن میں ۲۷۵ لوگ مارے گئے۔ ۱۹۸۹-۱۹۸۵ کے دوران ہونے والے فساد میں ۵۸۲ لوگ مارے گئے۔ ۱۹۹۴-۱۹۹۰ کے دوران ہونے والے فسادات میں ۵۶۳ لوگ مارے

ایودھیا معاملہ

40 کی بھائی

سے ہی
ہندوؤں کے
ایک طبقے نے
ان مسجدوں
کی بازیابی
کی بات
شروع کر دی
تھی جو ان کے
مطابق
مسلمان
حکمرانوں کے
ذریعہ توڑ کر
بنائی گئی
تھیں۔ مرکزی
سرکار نے اس
مسئلہ پر
کوئی مثبت
حل نکلنے کے
بجائے پیر
پیچھے کھینچ
لیے۔

آپسی بھائی چارے کی جو کچھ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان انگریزی سامراج کو اس ملک سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے تھی وہ محمد علی جناح کے دو قومی نظریہ سے ختم ہونے لگی۔ بنوارے کی وجہ سے دونوں جانب کے ہزاروں شہریوں کا قتل عام ہوا۔ ہزاروں عورتوں کی عصمت لوٹی گئی۔ ہزاروں خاندان بے گھر ہو گئے کروڑوں کی مالیت برباد ہو گئی۔ ان لوگوں کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ ایک ایسے علاقہ میں رہتے تھے جہاں دوسرے فرقہ کے لوگ زیادہ تعداد میں تھے۔ ہندوستانی آئین میں اقلیتوں کو خاص اختیار دیے جانے سے اکثریتی طبقہ میں ناراضگی پیدا ہوئی انہیں ایسا محسوس ہوا کہ انہیں نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ بد اعتمادی کا ماحول پیدا ہونے لگا۔ ”ہم“ اور ”وہ“ کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ بنوارے کے بعد ملک کی سیاست میں موقع پرستی بڑھ گئی۔ سیاسی قائدے کے لیے ٹھنڈے بستے میں پڑے مسئلوں کو اہمیت دی جانے لگی۔

40 کی دہائی سے ہی ہندوؤں کے ایک طبقے نے ان مسجدوں کی بازیابی کی بات شروع کر دی تھی جو ان کے مطابق مسلمان حکمرانوں کے ذریعہ توڑ کر بنائی گئی تھیں۔ مرکزی سرکار نے اس مسئلہ پر کوئی مثبت حل نکالنے کے بجائے پیر پیچھے کھینچ لیے۔ سرکار یہ سوچ رہی تھی کہ اگر اسے ٹھنڈے بستے میں ڈال دیا جائے تو لوگ اس مسئلہ کو اپنے آپ بھول جائیں گے۔

ہندو تو دادی تنظیموں نے ایودھیا میں اس مقام پر مندر بنانے کی آوازیں اٹھائیں جس مقام پر مسجد تھی اور جو ان کے مطابق بھگوان شری رام کا جنم اسٹھل تھا۔ فطری طور پر مسلمانوں نے اس کی مخالفت کی اور ایک انجی زمین بھی دینے سے انکار کر دیا۔

یہ معاملہ برسوں سے عدالت میں فیصلہ کے انتظار میں پڑا ہے۔ عدالتوں میں فیصلے کی جو رفتار ہے اس پر سوال اٹھتے رہے ہیں۔ سرکار نے بھی اس مسئلہ کو حل کرنے کی کبھی سنجیدگی

جولائی
1992 کے آس
پلس بی جے
ہی نسہ رام
پدوکا کے
جلوس، جلسے
اور مٹینگیں
منعقد کر کے
بابری مسجد
کے مقام پر رام
مندر بنانے کی
تحریک تیز کر
دی اور
ہندوؤں سے
اپیل کی کہ وہ
اس مسئلہ پر
ایک ہو جائیں۔
ان جلسوں میں
صرف ہندوؤں
سے ایک ہونے
کے لیے نہیں
کیا گیا بلکہ
کچھ تقریروں
اور نعروں میں
کلفی اشتعال
انگیز اور فرقہ
پرست زبان
استعمال کی
گئی۔
مسلمانوں کو
بھمکی دی
گئی۔

سے کوشش نہیں کی۔ کانگریس میں ابتداء سے ہی ایسے لوگوں کا ایک گروپ تھا جس کے خیالات آرائیں ایس کے نظریات سے الگ نہیں تھے۔

پھر اچانک ملک کے سیاسی اور سماجی ماحول میں تبدیلی آئی اور 25 ستمبر 1986 کو دہلی ہندو پریشد اور اس کی ساتھی تنظیموں نے نہ صرف ہلانیاس کا اعلان کیا بلکہ سرکار نے ہلانیاس کرا کر ان ہندو تو وادی تنظیموں کے حوصلے اور بڑھادیے۔ دوسری جانب عدالت میں یہ معاملہ اسی طرح زیر سماعت تھا۔ 1990 میں بھارتیہ جنتا پارٹی اپنی ساکھ بنانے کے کوششوں میں لگی تھی اسے بابری مسجد رام جنم بھومی تنازع کے توسط سے اقتدار کی حصولیابی کا راستہ نظر آیا اور اس نے اپنی پوری طاقت اس مسئلہ کو گرم کرنے میں لگا دی۔

بی جے پی کے اہم لیڈر شری لال کرشن اڈوانی نے عوام میں بیداری پیدا کرنے کے لیے رتھ یاترا کا پروگرام بنایا۔ شری اڈوانی کی رتھ یاترا سے فرقہ وارانہ درجہ حرارت بڑھنے لگا اور رتھ یاترا کے راستے میں کہیں کہیں ٹکراؤ اور چھوٹے موٹے فسادات کی بھی خبریں ملیں۔ اس رتھ یاترا سے کسی آنے والے طوفان کا اشارہ ملنے لگا تھا۔ جولائی 1992 کے آس پاس بی جے پی نے رام پدوکا کے جلوس، جلسے اور مٹینگیں منعقد کر کے بابری مسجد کے مقام پر رام مندر بنانے کی تحریک تیز کر دی اور ہندوؤں سے اپیل کی کہ وہ اس مسئلہ پر ایک ہو جائیں۔ ان جلسوں میں صرف ہندوؤں سے ایک ہونے کے لیے نہیں کہا گیا بلکہ کچھ تقریروں اور نعروں میں کافی اشتعال انگیز اور فرقہ پرست زبان استعمال کی گئی۔ مسلمانوں کو دھمکی دی گئی۔ بابری مسجد رام جنم بھومی تنازعہ پر اختلاف دھوکہ دینے جیسا ہے اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو انہیں ملک سے نکال دیا جائے گا۔ "مندروں میں بنائیں گے" اور "اس دیش میں رہنا ہے تو وندے ماترم کہنا ہوگا" جیسے نعرے ہوا میں گونجنے لگے۔

رام پدوکا کا جلوس اب مذہبی کم اور سیاسی زیادہ ہو گیا تھا۔ ہندو تو وادیوں نے اس مسئلہ کو پوری طرح سیاسی بنا دیا تھا۔ یہ تنازع عدالت میں تھا اس کے بعد بھی انہوں نے

ایودھیا میں بھگوان شری رام مندر کی تعمیر کے لیے ہنگامہ شروع کر دیا۔

ہندو تو وادی
طلعتوں نہ یہ
پروہنگندہ
شروع کیا کہ
پولس ہائرنگ
سے سریوندی
کا پلسی لال
ہو گیا۔ یہ
صحیح نہیں
تھا لیکن وشو
ہندو ہری شد
کہ اس جھوٹے
پروہنگندہ سے
ملک کا سیلسی
اور سماجی
ماحول بگڑنے
لگا اور عام
ہندو بھی اس
سے متاثر نظر
آنے لگے۔ اس
درمیان
کنگریس کا
زور ٹوٹ رہا
تھا اور بی جے
پس نے اپنے
بڑھتے ہوئے اثر
کو دیکھتے
ہوئے مرکز میں
اقتدار پر قبضہ
کرنے کے لیے 6
دسمبر 1992
کو دوسری
کارسیوا کا
اعلان کیا۔

سرکار کے ڈھل مل برتاؤ کی وجہ سے متنازع مقام پر ام لہ کی سورتی رکھ دی گئی اور ہندو تو وادی تنظیمیں اس مقام پر پوجا کی اجازت مانگنے لگیں۔ بامری مسجد جسے مسجد کی طرح استعمال نہیں کیا جا رہا تھا مسلمانوں کو پھر سے متحد کرنے کا مرکز بن گئی۔ مسلمانوں کے ایک گروپ نے بامری مسجد بچاؤ کمیٹی بنالی۔ اس کمیٹی نے مرکزی سرکار سے یہ یقین دہانی چاہی کہ بامری مسجد کو کوئی نقصان نہیں ہونے دیا جائے گا۔ ہندوؤں نے اپنے مطالبہ کو اور تیز کر دیا کہ متنازعہ مقام پر کارسیوا کی اجازت دی جائے۔ پہلی کارسیوا 1991 میں ہوئی۔ اس درمیان تشدد اور پولس فائرنگ کے کچھ واقعات ہوئے کوئی بڑا واقعہ نہیں ہوا۔ ہندو تو وادی طاقتوں نے یہ پروہنگندہ شروع کیا کہ پولس فائرنگ سے سریوندی کا پانی لال ہو گیا۔ یہ صحیح نہیں تھا لیکن وشو ہندو پریشد کے اس جھوٹے پروہنگندہ سے ملک کا سیاسی اور سماجی ماحول بگڑنے لگا اور عام ہندو بھی اس سے متاثر نظر آنے لگے۔ اس درمیان کانگریس کا زور ٹوٹ رہا تھا اور بی جے پی نے اپنے بڑھتے ہوئے اثر کو دیکھتے ہوئے مرکز میں اقتدار پر قبضہ کرنے کے لیے 6 دسمبر 1992 کو دوسری کارسیوا کا اعلان کیا۔

اکتوبر 1992 سے نومبر 1992 کے درمیان بی جے پی اور اس کی حلیف جماعتوں جیسے وشو ہندو پری شد، بجرنگ دل اور آرائس ایس نے کارسیوا کی تیاریاں زور شور سے شروع کر دیں اور متنازع مقام پر ہندو تو وادیوں کا مندر تعمیر کا مطالبہ دن بدن زور پکڑتا گیا۔ مسلمانوں میں بھی اس مطالبہ کی مخالفت میں تیزی آئی۔ وہ ہندوؤں کو اس مقام پر اب اور کسی طرح کی چھوٹ دینے کی مخالفت کر رہے تھے۔ دونوں نے ہی مشینگوں، پرچوں اور جلوسوں کے ذریعہ اپنے آندولن کو تیز کر دیا۔ دونوں جانب کے لیڈر یہ ثابت کرنے میں لگے تھے کہ اس معاملہ میں ان کی دلیل صحیح ہے۔ دونوں جانب کے لیڈر یہ دھمکی دینے لگے کہ اگر بامری مسجد توڑی گئی یا کارسیوارہ کی گئی تو اس کے سنگین نتائج

سپریم کورٹ
میں بلبری
مسجد کے تحفظ
کے مسئلے پر
سماعت ہوئی
تھی کیونکہ
بلبری مسجد
بھلا کمیشن نے
عدالت میں یہ
انڈیشہ ظاہر کیا
تھا کہ اتر
پریش میں
کلیان سنگھ کی
قیادت میں چلنے
والی سی جی پی
سرکار اس کے
تحفظ میں ناکام
رہے گی۔ یہ
معاملہ لوک سبھا
میں بھی اٹھایا
گیا۔ اس وقت کے
وزیر اعظم شری
نرسیمھارائو نے
پارلیمنٹ کو
یقین دلایا کہ
بلبری مسجد کا
تحفظ کیا جائے
گا۔ وزیر اعلیٰ
کلیان سنگھ نے
بھی سپریم
کورٹ میں
واضح یقین
دہانی کرائی

ہوں گے۔ ہندو تو وادی گرج رہے تھے کہ ایودھیا میں سر یو ندی کے کنارے اس مقام پر
جہاں بھگوان شری رام کا جنم ہوا مندر تعمیر کی اجازت نہیں دی گئی تو یہ ہر ہندو کے وقار پر
حملہ سمجھا جائے گا۔ مسلمان لیڈروں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اگر اس معاملہ میں کوئی
رعایت دی گئی تو اس سے اسلام ”خطرے“ میں پڑ جائے گا۔ ہندو اکثریت اپنی نئی پہچان
اور مسلم اقلیت عدم تحفظ کے خوف سے ایک دوسرے سے زور آزمائی پر اتر آئے۔

ابھی جب کہ ایودھیا میں کار سیوا کی تیاریاں زور و شور سے چل رہی تھیں یہ اندازہ
لگایا جا رہا تھا کہ 6 دسمبر 1992 کو ایودھیا میں کی جانے والی کار سیوا میں لاکھوں کار
سیوک حصہ لیں گے۔ اس درمیان مرکزی سرکار نے بابر ی مسجد بچاؤ کمیٹی کے نمائندوں
اور ہندو تو وادی تنظیموں سے کئی بار مذاکرات کیے لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ کوئی بھی
فریق پیچھے ہٹنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ اس لیے مرکزی سرکار نے ایودھیا میں ہردن کی
حالت کا جائزہ لینے اور وزیر اعظم کو اس سے واقف کرانے اور صلاح دینے کے لیے ایک
اعلیٰ سطحی کمیٹی بنائی۔ اس کمیٹی میں وزیر دفاع، دفاعی سکرٹری اور دوسرے اعلیٰ حکام شامل
تھے۔ سپریم کورٹ میں بابر ی مسجد کے تحفظ کے معاملے پر سماعت ہوئی تھی کیونکہ بابر ی
مسجد بچاؤ کمیٹی نے عدالت میں یہ اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ اتر پردیش میں کلیان سنگھ کی قیادت
میں چلنے والی بی جے پی سرکار اس کے تحفظ میں ناکام رہے گی۔ یہ معاملہ لوک سبھا میں بھی
اٹھایا گیا۔ اس وقت کے وزیر اعظم شری نرسیمھارائو نے پارلیمنٹ کو یقین دلایا کہ بابر ی
مسجد کا تحفظ کیا جائے گا۔ وزیر اعلیٰ کلیان سنگھ نے بھی سپریم کورٹ میں واضح یقین دہانی
کرائی کہ کار سیوا میں بابر ی مسجد کو کوئی نقصان نہیں پہنچے دیا جائے گا۔ اسی طرح کا وعدہ
نیشنل انٹیکر شین کونسل میں بھی کیا گیا۔

مرکزی سرکار نے یکم دسمبر 1992 سے ہی بابر ی مسجد کے چاروں طرف نیم فوجی
دستے تعینات کر دیے تھے۔ ایودھیا میں لاکھوں کی تعداد میں کار سیوا کوں کے آنے سے

6 دسمبر 1992

کو 2:30 بجے

دن میں غیر

ملکی ٹیلی ویژن

خاص طور سے

بی بی سی نے

جوش اور

خوشی سے

بھرے کار

سیوکوں کے

ذریعہ باری

مسجد کو شہید

کرنے کی

تصویریں

نکھائیوں سے

پروگرام ہر

گھنٹے چلتا رہا۔

اس واقعہ سے

مسلمانوں میں

گہرا دکھ، بے

بسی اور غصہ

پیدا ہوا۔

مسلمانوں نے یہ

بھی دیکھا کہ

جب باری

مسجد شہید کی

جارہی تھی اس

وقت پولس اور

نیم فوجی

ہستوں کی بڑی

تعداد خاموش

تماشاائی مٹی

وہیں کھڑی تھی

حالات دھماکہ خیز ہوتے جا رہے تھے۔ جس طرح بچے کو لوری سنا کر سلا دیا جاتا ہے اسی طرح مرکزی سرکار عدالت کو دی گئی یقین دہانی اور متنازعہ مقام کے چاروں جانب نیم فوجی دستوں کی تعیناتی کے بعد خاموش بیٹھ گئی تھی۔ یہ 6 دسمبر 1992 کے اہم دن کا عمومی منظر تھا۔

6 دسمبر 1992 کو مقامی پولس کی موجودگی میں کارسیوکوں کی بڑی تعداد باری مسجد کے چاروں طرف بنائی گئی رکاوٹوں کی جانب بڑھنے لگی پولس ادھر جانے والے کارسیوکوں کو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اشتعال سے بھرے، کارسیوکوں کی بھیڑ فوج نیم فوجی دستوں اور کانسٹیبلوں کو پیچھے دھکیل رہی تھی۔ یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہاں موجود ضلع مجسٹریٹ نے فوج اور نیم فوجی دستوں کو فائرنگ کا حکم دینے سے انکار کر دیا تھا۔ کارسیوکوں کو وہ اپنا ہی بھائی سمجھتے تھے۔ کارسیوکوں کی بھیڑ نے رکاوٹوں کو توڑ دیا اور باری مسجد اسٹرکچر میں بڑور طاقت ٹھس گئی اور اسے توڑنے میں کامیاب ہو گئے۔ 6 دسمبر 1992 کو 2:30 بجے دن میں غیر ملکی ٹیلی ویژن خاص طور سے بی بی سی نے جوش اور خوشی سے بھرے کارسیوکوں کے ذریعہ باری مسجد کو شہید کرنے کی تصویریں دکھائیں۔ یہ پروگرام ہر گھنٹے چلتا رہا۔ اس واقعہ سے مسلمانوں میں گہرا دکھ، بے بسی اور غصہ پیدا ہوا۔ مسلمانوں نے یہ بھی دیکھا کہ جب باری مسجد شہید کی جا رہی تھی اس وقت پولس اور نیم فوجی دستوں کی بڑی تعداد خاموش تماشاائی مٹی وہیں کھڑی تھی۔ ان حفاظتی دستوں نے باری مسجد کو شہید کرنے کی کوئی مخالفت نہیں کی بلکہ حقیقت تو یہ تھی کہ باری مسجد کو شہید کرتے وقت پولس اور نیم فوجی دستوں کے کچھ جوانوں کے چہرے پر مسکراہٹ تھی اور وہ بہت خوش نظر آ رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر مسلمانوں کے دکھ اور غصہ کی کوئی حد نہیں رہی۔ باری مسجد شہید ہونے کے بعد ہندو تو وادی تنظیموں کے جشن نے مسلمانوں کے زخموں پر نمک چھڑکنے کا کام کیا۔ مسلمان شدت پسند ہندوؤں کی اس طرح ہوا میں چھری گھمانے کی چڑھانے والی حرکتوں سے غصہ سے بھر گئے۔ کئی جگہ شیو سینا نے جشن منانے کے لیے ریلی نکالی جس کی

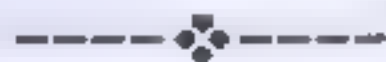
مسلمانوں نے سخت مخالفت کی۔

6 دسمبر 1992 کو 2:30 بجے دن میں بابری مسجد کو شہید کر دیے جانے کی خبر ملک بھر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ اسلام پر خطرہ کی گونج ہوا میں سنائی دینے لگی۔ شری کرشنا کمیشن رپورٹ کے مطابق شدت پسند مسلمانوں کی دلیل یہ تھی کہ ایک ہندو ریاست نے کچھ طاقتوں کو دن کے اجالے میں فوجی دستوں کی ناک کے نیچے بابری مسجد کو شہید کرنے کی کھلی چھوٹ دے دی۔ اس یقین دہانی کے بعد بھی کہ 6 دسمبر 1992 کو کارسیوا کے دوران بابری مسجد کو کوئی نقصان نہیں پہنچنے دیا جائے گا، اسلام کی نشانی بابری مسجد شہید کر دی گئی۔

میڈیا میں خاص طور پر ٹیلی ویژن پر پھیلی کارسیوا کی ریکارڈنگ دکھائی گئی جس میں کچھ کارسیوک مسجد کے گنبد پر ناچ رہے تھے ساتھ ہی ساتھ 6 دسمبر کی بھی ریکارڈنگ دکھائی گئی جس میں بابری مسجد کو شہید کرتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ اس سے مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچا۔

پولس کارو یہ سب سے زیادہ قابل اعتراض رہا ایک جانب تو وہ بابری مسجد شہید کیے جانے کے دوران خاموش تماشاخی بنی رہی وہیں دوسری جانب اس نے مسلمانوں کے پرامن مظاہروں کے خلاف طاقت کا استعمال کیا۔ کئی معاملوں میں پولس مظاہرین کو صحیح طور پر قابو میں نہیں کر پائی۔ اگر پولس سمجھ سے کام لیتی تو ان مظاہروں پر آسانی سے قابو پا سکتی تھی لیکن اس نے حالت کا استعمال کر کے مسلمانوں کے پرامن مظاہرے کو پر تشدد کر دیا۔ جس کی وجہ سے ممبئی سمیت ملک کے کئی حصوں میں فسادات بھڑک اٹھے۔ بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ ان فسادات میں مسلمانوں کو جان و مال کا اور زیادہ نقصان اٹھنا پڑا۔ چونکہ ایودھیا میں جو ہوا وہ منصوبہ بند تھا اور اسے ریاست اور انتظامیہ کی خاموش حمایت حاصل تھی اس لیے اس بات کے مکمل انتظام کر لیے گئے تھے کہ مسلمان تڑپنے بھی نہ پائیں اور ان کی جانب سے کوئی مظاہرہ بھی نہ ہو۔

مسلمانوں کے پرامن مظاہرے کو پر تشدد کر دیا۔ جس کی وجہ سے ممبئی سمیت ملک کے کئی حصوں میں فسادات بھڑک اٹھے۔ بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ ان فسادات میں مسلمانوں کو جان و مال کا اور زیادہ نقصان اٹھنا پڑا۔ چونکہ ایودھیا میں جو ہوا وہ منصوبہ بند تھا اور اسے ریاست اور انتظامیہ کی خاموش حمایت حاصل تھی اس لیے اس بات کے مکمل انتظام کر لیے گئے تھے کہ مسلمان تڑپنے بھی نہ پائیں۔



شری کرشنا کمیشن کی نظر میں ممبئی فسادات کے اسباب

سماجی، معاشی اور سیاسی فرقہ وارانہ فسادات کے کچھ اسباب ہوتے ہیں۔ 6 دسمبر 1992 کو بابری مسجد شہید ہونے کے بعد ممبئی میں بھڑک اٹھنے والے فسادات کے اسباب کا شری کرشنا کمیشن رپورٹ میں ذکر کیا گیا ہے۔ کمیشن کا ماننا ہے کہ اسے ایسی کوئی ٹھوس اطلاع نہیں ملی ہے جس سے معلوم ہو کہ یہ ہندو مسلمانوں کے درمیان کسی مقابلہ کا نتیجہ ہے۔ مسلم نوجوانوں میں ہندو نوجوان کے مقابلہ تعلیم کا معیار بہت پست پایا گیا۔ شہر میں بے روزگاری میں اضافہ ہوا تھا اور ریاست کی صنعتی حالت بھی فسادات کا ایک سبب ہو سکتی تھی۔ پچھلی کچھ دہائیوں میں ملک کے سیاسی منظر نامہ میں بھی تبدیلی آئی تھی۔ اس دوران ہندوؤں کے نعروں اور مسلمانوں کی شناخت کا پتہ لگانے کی کوشش نے حالات کو دھماکہ خیز بنا دیا تھا۔ شاہ بانو کیس کے فیصلے وندے ماترم کے معاملے اور پھر بھارتیہ وڈیا بھون اور انجمن اسلام کے درمیان تعلیمی رابطہ کی مخالفت اور مسلمانوں کو خوش کرنے اور ان کے منہ بھرائی کے الزام نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان دوری پیدا کر دی۔

کمیشن نے 6 دسمبر 1992 کو ممبئی میں فسادات بھڑکنے کے تین خاص سبب بتائے

ہیں۔

(1) بابری مسجد کی شہادت (2) بابری مسجد کی شہادت پر ہندوؤں کی جانب سے جشن اور

ریلی سے مسلمانوں کے جذبات کا بھڑک جانا (3) مسلمانوں کے ابتدائی پر امن

مظاہرے سے نمٹنے میں پولس کے کام کرنے کا غلط طریقہ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ 8 جنوری 1993 سے شیو سینا اور شیو سینکوں نے مسلمانوں کی املاک پر اپنے لیڈروں کی قیادت میں منصوبہ بند حملے کیے اور ان حملوں میں شا کھا پر مکھ سے لے کر شیو سینا کے چیف بال ٹھاکرے تک شامل تھے جو ایک جنرل کی طرح اپنے پیارے شیو سینکوں کو احکامات دے رہے تھے۔ شیو سینا اور شیو سینکوں کے اسپنسرز ان فسادات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مفلس غنڈہ عناصر نے لوٹ مار میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا

جنوری 1993 کے فسادات کی وجہ میں کمیشن اس دلیل کو نہیں مانتا کہ یہ متھاڑی مزدوروں کے قتل اور رادھا بائی چال کے واقعہ کا رد عمل تھا۔ 12 دسمبر 1992 اور 15 جنوری 1993 کے درمیان جو واقعات ہوئے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی جان و مال اور ان کی املاک پر لگاتار حملے ہو رہے تھے۔ دوسری جانب ہندوؤں میں اشتعال پھیلانے کا کام خاص طور سے ”سامنا“ اور ”نوا کال“ کر رہے تھے۔ ان اخبارات میں متھاڑی مزدوروں کے قتل اور رادھا بائی چال کے واقعہ کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا یہ افواہ پھیلائی گئی کہ مسلمان جدید اسلحوں سے حملہ کرنے والے ہیں اس افواہ نے ہندوؤں کے فرقہ وارانہ عناصر کو متحد کر دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ 8 جنوری 1993 سے شیو سینا اور شیو سینکوں نے مسلمانوں کی املاک پر اپنے لیڈروں کی قیادت میں منصوبہ بند حملے کیے اور ان حملوں میں شا کھا پر مکھ سے لے کر شیو سینا کے چیف بال ٹھا کرے تک شامل تھے جو ایک جنرل کی طرح اپنے پیارے شیو سینکوں کو احکامات دے رہے تھے۔ شیو سینا اور شیو سینکوں کے اسپنسرز ان فسادات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مقامی غنڈہ عناصر نے لوٹ مار میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور پھر جب شیو سینا کو لگا کہ اس نے مسلمانوں کو کافی نقصان پہنچا لیا ہے اور اپنے دل کی بھڑاس نکال لی ہے اور فسادات ان کے قابو سے باہر ہو گیا ہے تو انہوں نے ہندوؤں سے پرامن رہنے کی اپیل کی۔

ادھر سیاسی دباؤ کی وجہ سے پولس کمشنر نے مختلف طرح کے احکامات دیے تھے جس سے چلی سطح پر ابھرنے لگی اور پولس اس بات کا فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی کہ ”فارمگ کرنی ہے یا نہیں“۔

وزیر اعلیٰ نے فسادات پر قابو پانے کے لیے فوج تعینات کرنے میں چار اہم دن گنوا دیے۔ مسلمانوں کے خلاف جانبدارانہ برتاؤ کی وجہ سے پولس کانسٹیبلوں اور افسروں پر جان لیوا حملے کئے گئے۔ جس کی وجہ سے پولس نے تشدد لوٹ مار اور آگ زنی کے معاملوں

کی جانچ میں اور فسادات پر قابو پانے میں سر دھری دکھائی۔

کمیشن کے مطابق 6 دسمبر 1992 سے پہلے بی جے پی اور اس کی حلیف جماعتوں (دشو ہندو پری شد، بجرنگ دل اور آریس ایس) نے رام مندر کی تعمیر کے لیے چوراہوں پر جلسوں اور مٹینگوں کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ ایودھیا میں کارسیوا کے مطابق گھنٹا ناد پروگرام منعقد کیے جا رہے تھے۔ اسٹوڈنٹ اسلامک موومنٹ آف انڈیا اور ممبئی مسلم ایکشن کمیٹی نے بھی ایودھیا میں رام مندر کی تعمیر کے خلاف اور بابر مسجد مسلمانوں کے حوالے کرنے کے لیے مہم چھیڑ رکھی تھی۔ اس درمیان دونوں جانب سے کی جانے والی اشتعال انگیز تقریریں فرقہ وارانہ کشیدگی کا سبب بنیں۔ رتھ یا ترانے بھی ملک بھر میں کشیدگی میں اضافہ کیا تھا اور ممبئی بھی اس سے الگ نہیں تھی۔ ممبئی میونسپل کارپوریشن کی جانب سے غیر قانونی ڈھانچوں کو توڑنے سے بھی جس سے زیادہ تر مسلمان متاثر ہوئے تھے کشیدگی بڑھی۔

بابر مسجد شہید ہونے کی خبر اور اس پر شدت پسند ہندوؤں کے جشن نے بھی مسلمانوں کا غصہ بڑھایا۔ دھارادی میں شیو سینا کی جانب سے منعقد ریلی اس جشن کی ایک مثال ہے۔ اس کے خلاف مسلمانوں کے پرامن مظاہروں سے نمٹنے میں بھی پولس ناکام رہی۔ مسلمانوں کی مخالفت ایک بڑے فساد میں تبدیل ہو گئی۔ 7 دسمبر 1992 کو مسلمانوں نے کچھ مندروں کو نقصان پہنچایا۔ ہندوؤں نے بھی مختلف حصوں میں مسجدوں اور مدرسوں کو تباہ کر دیا۔ دیونگر تھانہ علاقہ میں دو کانسٹیبلوں کو مسلمانوں نے چاڑھ اور تلوار سے ہلاک کر دیا۔ جوگیشوری میں پاسکل کالونی اور شکر وازی میں تعینات ایک پولس افسر کے سر میں گولی لگی اور اس کی موت ہو گئی۔ پولس نے اپنے وسائل کا پوری طرح استعمال نہیں کیا جبکہ وہ فوج کی مدد بھی نہیں لینا چاہتی تھی۔ فوج نے صرف فٹنگ مارچ کیا۔ 8 دسمبر 1992 کو یہ فساد 33 تھانہ علاقوں میں پھیل چکا تھا۔ پولس نے 43 بار فائرنگ کی جس میں 21 ہندو، 31 مسلمان اور 6 دیگر زخمی ہو گئے۔

بابری مسجد
شہید ہونے کی
خبر اور اس پر
شدت پسند
ہندوؤں کے
جشن نے بھی
مسلمانوں کا
غصہ بڑھایا۔
دھارادی میں
شیو سینا کی
جانب سے
منعقد ریلی اس
جشن کی ایک
مثال ہے۔ اس
کے خلاف
مسلمانوں کے
پرامن
مظاہروں سے
نمٹنے میں بھی
پولیس ناکام
رہی۔
مسلمانوں کی
مخالفت ایک
بڑے فساد میں
تبدیل ہو گئی۔

جمعہ کی نماز میں سڑکوں تک نمازیوں کے آجائے اور پھر اس کے جواب میں سڑکوں پر مہا آرتی کرنے اور اس کو فرقہ وارانہ رنگ دینے نے حالات کو بگڑ دیا مہا آرتی کے درمیان فرقہ وارانہ اشتعال پیدا کرنے کے لیے تقریریں کی جاتیں اور جب مہا آرتی ختم ہوتی تو بھیڑ علاقہ میں واپس ہونے ہوئے لوٹ مار آگ زنی اور مسلمانوں کی املاک اور دکانوں کو برباد کرنے میں لگ جاتی۔

12 دسمبر تک شہر میں امن بحال ہو چکا تھا۔ قانون و انتظام پر پولس کا کنٹرول تھا۔ لیکن مسلمانوں میں اس بات کا غصہ تھا کہ فائرنگ میں بڑی تعداد میں مسلمان مارے گئے۔ میڈیا کا بھی ماننا تھا کہ پولس نے غیر ضروری طور پر طاقت کا استعمال کیا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ پولس نے جان بوجھ کر جن جن کر مسلمانوں کو نشانہ بنایا۔ اس کے باوجود کہ پولس کو کمر سے نیچے گولی مارنے کے احکامات دیے گئے تھے کئی معاملوں میں پایا گیا کہ پولس فائرنگ کا شکار ہونے والے مسلمانوں کے سینے میں گولی لگی تھی۔ کمیشن نے اس دلیل کو نہیں مانا کہ پولس نے فرقہ وارانہ جذبہ سے جان بوجھ کر مسلمانوں کو نشانہ بنایا لیکن اس نے یہ ضرور تسلیم کیا کہ ان کے ساتھ سخت رویہ اپنایا گیا اور پولس اسٹیشنوں میں ان کی رپورٹ درج نہیں کی گئی۔

12 دسمبر 1992 سے 5 جنوری 1993 کے فسادات میں 12 دسمبر کو گورے گاؤں میں دو مسلمانوں کو ایک کمرے میں بند کر کے باہر سے تالا بند کر دیا گیا پھر مکان میں آگ لگا دی گئی۔ جس میں وہ بری طرح زخمی ہو گئے بعد میں ان میں سے ایک کی موت ہو گئی۔

24، 25 دسمبر کو ایک متھاڑی مزدور کا ڈنگری علاقہ میں قتل کر دیا گیا اس معاملہ میں بعد میں پولس نے جس ملزم کو گرفتار کیا وہ ایک شرابی تھا اور اس قتل کا فساد سے کوئی تعلق نہیں تھا لیکن اس وقت لوگوں کا رد عمل یہی تھا کہ یہ قتل مسلمانوں نے کیا ہے۔

دسمبر 1992 کے فسادات کے بعد فرقہ وارانہ حرکتوں سے راکھ تلے چنگاریاں سلتی رہیں۔ جمعہ کی نماز میں سڑکوں تک نمازیوں کے آجانے اور پھر اس کے جواب میں سڑکوں پر مہا آرتی کرنے اور اس کو فرقہ وارانہ رنگ دینے نے حالات کو بگڑ دیا۔ مہا آرتی کے درمیان فرقہ وارانہ اشتعال پیدا کرنے کے لیے تقریریں کی جاتیں اور جب مہا آرتی ختم ہوتی تو بھیڑ علاقہ میں واپس ہوتے ہوئے لوٹ مار آگ زنی اور مسلمانوں

6 جنوری
کو ڈونگری،
پائیڈھونی،
وی پی روڈ اور
نالہ پلازہ
علاقوں میں بے
قصور راہ
گیروں کو ان
کی شناخت کے
بعد چلے
گھونپنے کے
واقعات ہوئے۔
ملہم میں مسلم
بستیوں میں
مسلم ہندوؤں
کی بھیڑ لوٹ
مار اور قتل
وغارت گری کا
بلزار گرم کیے
تھے۔ اس کی
قیادت شیو
سینا
کارپوریٹر
ملند ویدیا کر
رہے تھے۔
ہندوؤں کی یہ
بھیڑ تلواروں
سے لیس تھی
اور کھلے عام
ننگی تلواریں
لہرا رہی تھی۔

کی املاک اور دوکانوں کو برباد کرنے میں لگ جاتی۔ دسمبر کے آخر میں اور جنوری کے
ابتدائی دنوں میں چھرے بازی کے کئی واقعات ہوئے۔ پہلی جنوری کو سامنا میں ایک
مضمون ”ہندوؤں پر قاتلانہ حملے ہو رہے ہیں“ عنوان سے شائع ہوا جس میں کھلے عام
ہندوؤں کو تشدد پراکسایا گیا تھا۔ 2 جنوری 1993 کو ناژدیو میں ایم پی مل کپاڈنڈ میں
مسلمانوں کے کئی جھونپڑے جلا دیے گئے۔ دھارادی میں ہندوؤں نے مسلمانوں پر
لوہے کی چھڑوں سے حملہ کیا اسی دن اثاب مل میں پرتکشا نگر میں کئی لوگ اپنے کو مہاڈاکا
افسرتا کر پینچے جن کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ سب شیوسینک تھے۔ انہوں نے
وہاں مسلمانوں کے گھروں کا سروے کیا۔ 5 جنوری 1993 کو ایک متھاڈی مزدور کے
قتل کے معاملہ کو مسلمانوں کے سر ڈال دیا گیا۔ شیوسینا نے ہندوؤں کے جذبات کو
بھڑکانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور انہیں ہتھیار اٹھانے پراکسایا۔

6 جنوری کو ڈونگری، پائیڈھونی، وی پی روڈ اور ناگ پارہ علاقوں میں بے قصور راہ
گیروں کو ان کی شناخت کے بعد چا تو گھونپنے کے واقعات ہوئے۔ ماہم میں مسلم بستیوں
میں مسلح ہندوؤں کی بھیڑ لوٹ مار اور قتل وغارت گری کا بازار گرم کیے تھے۔ اس کی قیادت
شیوسینا کارپوریٹر ملند ویدیا کر رہے تھے۔ ہندوؤں کی یہ بھیڑ تلواروں سے لیس تھی اور
کھلے عام ننگی تلواریں لہرا رہی تھی۔ 7 جنوری 93 کو فساد نے پورے شہر کو اپنی لپیٹ میں
لے لیا۔ یہ فساد 20 جنوری 1993 تک چلا۔

دسمبر 1992 اور جنوری 1993 کے ان فسادات میں 900 لوگ مارے گئے
جسمیں 575 مسلمان 275 ہندو، 45 معلوم اور 5 دیگر تھے۔ ان میں پولس فائرنگ
میں 256، چھرے بازی میں 347، آگ زنی میں 91، بھیڑ کے ہاتھوں 80،
پرائیویٹ فائرنگ میں 22 اور دیگر وجوہات سے 4 لوگ مارے گئے۔



ممبئی فسادات کے اہم واقعات

(1) مہر النساء محمد ایوب انصاری نے بتایا کہ 8 جنوری 1993 کو ساڑھے سات بجے رات سے لے کر 9 جنوری 1993 کو 1.30 بجے دن تک ان کی چال نمبر 12 پر مسلسل حملے ہوتے رہے۔ حملہ آوروں کا تعلق بی آئی ٹی چال سے تھا۔ یہ سب چلا رہے تھے۔ ”لائڈیا بھائی کا گھر کدھر ہے“ اور اس کے مکان کا دروازہ زور زور سے پیٹ رہے تھے وہ سب چاڑھوں اور دوسرے ہتھیاروں سے لیس تھے۔ مہر النساء نے کمیشن کو بتایا کہ میں جب پولس کے پاس شکایت درج کرانے گئی تو مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں ہوا کہ پولس کیا کہہ رہی ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں ایسے الفاظ نہیں سنے تھے جو اس وقت پولس کہہ رہی تھی۔ ”پاکستان چلے جاؤ یہاں کیوں آتے ہو مرنے کے لیے“ مہر النساء نے بتایا کہ اس کے بعد ہماری ہڈیوں کے سبھی مسلمان اپنے کمرے بند کر کے دوسری جگہ چلے گئے تاکہ ہماری جان بچی رہے اس کے بعد ان کے گھروں کو لوٹ لیا گیا اور سبھی گھریلو سامان کو توڑ پھوڑ ڈالا گیا۔

(2) جنوری 1993 میں بہت ہی خوفناک واقعات پر تنکشا نگر اور کوکری نگر میں ہوئے اس علاقہ میں 9 اور 10 جنوری کو زوردار ہنگامے ہوئے۔ متعدد گواہوں نے کمیشن کو بتایا کہ 3 جنوری 1993 کے دن نو جوانوں کا ایک گروپ جن کی عمر 18 سال اور 29 سال کے درمیان تھی پر تنکشا نگر میں گھوم رہا تھا۔ یہ نو جوان اپنے آپ کو ہاؤسنگ بورڈ کا ملازم بتا رہے تھے انہوں نے یہاں شہریوں کو بتایا کہ وہ ہاؤسنگ بورڈ کے ملازم ہیں اور یہاں چالوں میں رہنے والے مسلمانوں کے بارے میں اطلاعات حاصل کرنے کے لیے آئے ہیں۔ گواہوں نے بتایا کہ مسلمان کے گھروں پر چاک سے (X) نشان لگا دیے گئے تھے۔

(3) عباس قاسم کو کارسمیت جلا دیا گیا۔ 8 جنوری 1993 کو رات 10، 11 بجے کے

مہر النساء نے کمیشن کو بتایا کہ میں جب پولس کے پاس شکایت درج کرانے گئی تو مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں ہوا کہ پولس کیا کہہ رہی ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں ایسے الفاظ نہیں سنے تھے جو اس وقت پولس کہہ رہی تھی۔ ”پاکستان چلے جاؤ یہاں کیوں آتے ہو مرنے کے لیے“ مہر النساء نے بتایا کہ اس کے بعد ہماری ہڈیوں کے سبھی مسلمان اپنے کمرے بند کر کے دوسری جگہ چلے گئے۔

کمیشن کی رپورٹ کے مطابق 10 جنوری 1993 کو 11 بجے پولس پٹھان چال میں آئی اور مسلمانوں کے گھروں میں زہر دستی داخل ہو گئی اور آٹھ ہی مسلمانوں کو ہکڑا شروع کر دیا پولس وہاں حسن میاں واگلے نامی ایک شخص کے گھر میں داخل ہو گئی اور رائفل کی نوک پر حسن میاں کی بیوی اور بیٹی یاسمین کو ڈراما بھگنا شروع کر دیا، اس کے بعد پولس حسن میاں واگلے کے 16 سالہ جوان کو حوالہ دیا۔ شاہوار کو گھسیٹتے ہوئے گھر سے باہر لے گئی

درمیان انجیر واڑی کے سامنے حسن آباد کے نزدیک ڈاکٹر مہسکر نہاس روڈ پر ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان زوردار جھڑپیں ہوئیں۔ اسی دن ایک مسلمان عباس قاسم مہاراندہ گن پاؤڈر کر اس لین میں بادشاہ ہوٹل کے نزدیک اپنی کار سے گزر رہا تھا۔ تقریباً 15 ہندوؤں کے ایک گروپ نے اسے گھیر لیا اس کی کار پر کیروسین تیل ڈال کر آگ لگا دی گئی۔ عباس قاسم بری طرح جل گیا جس سے اس کی موت ہو گئی۔

(4) عبدالحق قاسم علی انصاری ناریل واڑی بھگاؤں میں تبسم انٹر پرائز نام کی ایک ٹیلرنگ فیکٹری کے مالک ہیں۔ 8 دسمبر 1992 کی صبح ساڑھے سات اور ساڑھے 8 بجے کے درمیان پولس فیکٹری میں آئی اس کی قیادت انسپکٹر واہولے کر رہا تھا۔ انسپکٹر واہولے فیکٹری کے اندر دنگنا ہوا گھس آیا اور آتے ہی انصاری کو مارنا پینا شروع کر دیا۔ انسپکٹر واہولے کے پاس لوہے کی چھڑ تھی اس سے ہی اس نے انصاری اور اس کے کٹر ماسٹر کو مارا جس سے اس کے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔

(5) کمیشن کی رپورٹ کے مطابق 10 جنوری 1993 کو 11 بجے پولس پٹھان چال میں آئی اور مسلمانوں کے گھروں میں زبردستی داخل ہو گئی۔ اور آتے ہی مسلمانوں کو ہکڑا شروع کر دیا پولس وہاں حسن میاں واگلے نامی ایک شخص کے گھر میں داخل ہو گئی اور رائفل کی نوک پر حسن میاں کی بیوی اور بیٹی یاسمین کو ڈراما بھگنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد پولس حسن میاں واگلے کے 16 سالہ جوان بیٹے شاہنواز کو گھسیٹتے ہوئے گھر سے باہر لے گئی اس درمیان پولس اس کو لاتوں سے بری طرح مار رہی تھی ساتھ ہی ساتھ رائفل کے بنوں سے اسے پیٹ رہی تھی۔

یاسمین نے دیکھا کہ اس کے بھائی شاہنواز کو پولس وین کی جانب لے جا رہی تھی اور اسی وقت شاہنواز کے پیچھے کمرے ایک پولس کانسٹیبل نے اپنی رائفل سے

کمیشن نے لکھا ہے کہ جیسے جیسے 6 دسمبر 1992 کی تاریخ نزدیک آ رہی تھی وشو ہندو پری شد کی سرگرمی بڑھتی جا رہی تھی ان کا ہر چار دن بہ دن تیز ہوتا جا رہا تھا۔ 18 نومبر 1992 کو وشو ہندو پری شد نے ایو دھیا میں رام مندر کی تعمیر کے حق میں ایک سائیکل ریلی نکالی تھی اس سائیکل ریلی میں شامل لوگ "ہندوستان میں رہنا ہے تو دندے ماترم کہنا ہوگا" وہیں بنے گا وہیں بنے گا رام مندر وہیں بنے گا "نام مثلاً بلر کا، ہندوستان ہندوؤں کا، نہیں کسی کے باپ کا" جیسے نعرے لگا رہے تھے۔

شاہنواز کی پینٹ پر گولی چلا دی۔ یہ گولی بہت نزدیک سے چلائی گئی تھی۔ اس کے فوراً بعد پولس نے شاہنواز کی لاش کو تھسیٹ کر پولس دین میں ڈال دیا اور اس کی لاش کو لے کر چلی گئی۔ پولس دین کے جانے بعد شاہنواز کی ماں اور بہن یا سمین جب اس جگہ پر گئیں جہاں پولس کانسٹیبل نے گولی ماری تھی تو دیکھا کہ وہاں بہت سا خون پڑا تھا۔

شری کرشنا کمیشن نے لکھا ہے کہ یاسمین حسن ایک نوجوان، ذہین اور تعلیم یافتہ لڑکی ہے جس نے کمیشن کے سامنے اپنی گواہی پیش کی۔ اس کی گواہی بہت درست اور صاف صاف تھی۔ کمیشن نے اس کے بیان کو بالکل صحیح قرار دیا۔ کمیشن نے اس لڑکی کی گواہی ریکارڈ کرنے کے بعد پولس کمشنر کو ہدایت کی تھی کہ اس دروناک قتل کی تحقیقات کی جائے۔ پولس کمشنر آف پولس زون ۱۷ سریندر کمار کو ہدایت دی ہے کہ پولس کے ہاتھوں شاہنواز کے قتل کی جانچ کرے۔

(5) کمیشن نے لکھا ہے کہ جیسے جیسے 6 دسمبر 1992 کی تاریخ نزدیک آ رہی تھی وشو ہندو پری شد کی سرگرمی بڑھتی جا رہی تھی ان کا ہر چار دن بہ دن تیز ہوتا جا رہا تھا۔ 18 نومبر 1992 کو وشو ہندو پری شد نے ایو دھیا میں رام مندر کی تعمیر کے حق میں ایک سائیکل ریلی نکالی تھی اس سائیکل ریلی میں شامل لوگ "ہندوستان میں رہنا ہے تو دندے ماترم کہنا ہوگا" وہیں بنے گا وہیں بنے گا رام مندر وہیں بنے گا "نام مثلاً بلر کا، ہندوستان ہندوؤں کا، نہیں کسی کے باپ کا" جیسے نعرے لگا رہے تھے۔

(6) زینت حسن شیخ کی عمر 65 سال ہے اور وہ امام پازہ بی آئی ٹی چال نمبر 6 میں کمرہ نمبر 32 میں رہتی ہے۔ 8 دسمبر 1992 کو جب 12 بجے دن سے 3 بجے تک کرفیو میں چھوٹ دی گئی تھی تو اپنی چال کے پاس زینے کے نزدیک کھڑی تھی اس نے

بہرام پاڑہ میں
ہندو فسادیوں
کسی ایک بھیڑ
گلیوں میں
ہلتوں میں
تلوار اور چاٹڑ
لیے ادھر ادھر
بوڑھی تھی
اور مسلمانوں
کے گھروں پر
حملہ کر رہی
تھی اور ان کے
گھروں کو لوٹ
کر انہیں جلا
رہی تھی۔ ان
فسادیوں نے
مسلمان
ہاکروں کے ایک
خاندان کے
پانچ ممبروں
کو زندہ جلا
دیا تھا اور ان
کی لاشوں کو
آگ میں
جھونک دیا تھا
تک کہ کوئی
ثبوت نہ رہے۔

اپنے پوتے کو دودھ اور بریڈ لینے کے لیے بھیجا تھا اور وہ اس کا انتظار کر رہی تھی اسی
وقت وہاں ایس آر پی کے 12، 13 جوان آگئے انہوں نے سخت لہجہ میں پوچھا کہ
وہ یہاں کیوں کھڑی ہے ابھی وہ کچھ بتانے ہی جا رہی تھی کہ پولس والوں نے اسے
بے دردی سے پیشنا شروع کر دیا۔ پولس والے اس کی پیٹھ کمر اور جسم کے دوسرے
حصوں پر لاشی سے وار کر رہے تھے لاشی کی ایک چوٹ جب اس کے گھٹنے پر پڑی
اور وہ درد سے تڑپ اٹھی تو پولس والوں نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ تو اس
عمر میں بھی اچھانا جاتی ہے۔

(7) ایک اور ظالمانہ واقعہ 9 جنوری 1993 کو 12 بجے دن میں ہوا۔ ہندوؤں کی
ایک بھیڑ نے محمد وکیل نامی شخص پر حملہ کر دیا تھا۔ پھر اس کو بے دردی سے مارنے
پینے کے بعد اس کے جسم پر گھانسلٹ ڈال کر اسے زندہ جلا دیا جس کی وجہ سے محمد
وکیل کی تڑپ تڑپ کر موت ہو گئی۔

(8) بہرام پاڑہ میں ہندو فسادیوں کی ایک بھیڑ گلیوں میں ہاتھوں میں تلوار اور چاٹڑ لیے
ادھر ادھر دوڑ رہی تھی اور مسلمانوں کے گھروں پر حملہ کر رہی تھی اور ان کے گھروں کو
لوٹ کر انہیں جلا رہی تھی۔ ان فسادیوں نے مسلمان ہاکروں کے ایک خاندان کے
پانچ ممبروں کو زندہ جلا دیا تھا اور ان کی لاشوں کو آگ میں جھونک دیا تھا تاکہ کوئی
ثبوت نہ رہے۔



مہمبی فسادات کے مجرم پولس اہلکار

شری کرشنا کیشن نے پولس تھانوں کے کئی افسروں کی شناخت کی ہے جنہوں نے نہ صرف اپنے فرائض سے چشم پوشی کی تھی بلکہ لوٹ مار اور آگ زنی کے واقعات میں بھی شامل پائے گئے تھے۔ کیشن نے ان کے خلاف سخت کارروائی کی سفارش کی ہے۔

کولابہ: ایس آئی بسنت مدھو کر مورے، اے پی آئی صاحب راؤ، ہری جادھو پولس کانٹیل (3181) سریش پاٹھ رنگ اتھاپے، پی این 985 شیواجی گووند راؤ کاشد، پی این 2238، ہنومت پنڈورنگ چوہان اور ایچ سی 3649 گوپی چند شیت رام پور سے کیشن نے ان پولس والوں کو قصور وار ٹھہراتے ہوئے کہا کہ انہوں نے ایک مشتعل بھیڑ کو کھلی چھوٹ دے دی تھی جس کی وجہ سے عبدالرزاق عرف ابا کاشکر کو قتل کر دیا گیا۔ (سی آر نمبر 13-1993)

آگرہ پاڑہ۔ ایل اے ۷ کے پی سی 23960 اشوک ٹاٹیک اور راجہ رام کے بوہیر کو فساد اور تشدد میں حصہ لینے پر گرفتار کیا گیا تھا (1993 کاسی آر نمبر 98) اشوک ٹاٹیک کو این ایم جوشی مارگ پولس نے گرفتار کیا تھا۔

بایکلہ سینٹر پی آئی پانکر، پی آئی واہولے رام دیسائی کا رویہ مکمل طور پر فرقہ وارانہ تھا۔ انہوں نے ان شکایتوں کو درج کرنے سے انکار کر دیا جن میں ہندوؤں کو ملزم بتایا گیا تھا اور مسلمانوں کے ساتھ برا برتاؤ کرتے ہوئے انہیں پریشان کیا۔ ان لوگوں نے شیو سینا سے متعلق لوگوں کی حمایت کی۔ (1992 کاسی آر نمبر 591) سرکار کو چاہئے کہ وہ ایک نوجوان شہسوار حسن میاں واگلے کو بے دردی سے ہلاک کر دینے کی بجائے اس کی جانچ صرف آنسو پونچھنے جیسی تھی۔

ڈونگری جوائنٹ کمشنر آف پولس آر ڈی تی اے اسسٹنٹ پولیس کمشنر دیش مکھ اور اسپیشل آپریشن، اسکوڈ کے پولس انسپکٹر سلیمان عثمان بیکری میں بلا مجہاندہا ہندو فائرنگ کرنے

سینٹر پی آئی پانکر، پی آئی واہولے رام دیسائی کا رویہ مکمل طور پر فرقہ وارانہ تھا۔ انہوں نے ان شکایتوں کو درج کرنے سے انکار کر دیا جن میں ہندوؤں کو ملزم بتایا گیا تھا اور مسلمانوں کے ساتھ برا برتاؤ کرتے ہوئے انہیں پریشان کیا۔ ان لوگوں نے شیو سینا سے متعلق لوگوں کی حمایت کی۔ (1992 کاسی آر نمبر 591) سرکار کو چاہئے کہ وہ ایک نوجوان شہسوار حسن میاں واگلے کو بے دردی سے ہلاک کر دینے کی بجائے اس کی جانچ صرف آنسو پونچھنے جیسی تھی۔

کے قصور وار پائے گئے۔ اس فائرنگ میں 9 مسلمانوں کی جانیں گئیں۔

ماہم: پولس کانسٹیبل بچے لکشمی گاؤڑے کھلے عام ہاتھ میں نگلی تلوار لیے شیو سینا کے ملند ویدیا کے ساتھ تشدد میں شامل تھا۔ اس کانسٹیبل کو معطل کر دیا گیا تھا اور سرکار سے اس بات کی اجازت مانگی گئی تھی کہ اس کے خلاف مقدمہ چلایا جائے۔ سرکار نے اس کی اجازت نہیں دی ہے۔ کمیشن یہ سفارش کرتا ہے کہ اس کی اجازت دی جانی چاہئے۔

ایل ٹی مارگ: اسسٹنٹ پولس انسپکٹر کا متھ نے ڈائمنڈ جوہلی کیا ڈنڈ کے واقعہ میں فساد دی بندوؤں کے خلاف کارروائی نہ کر کے اپنے فرائض سے منہ موڑا (1993 کی سی آر نمبر 25) ایم آر اے مارگ پی سی 24242 دیا دھر گونا تھ شیر، پولس انسپکٹر سالوی، پولس سب انسپکٹر مورے نے بابو عبدالشیخ کو حراست میں لے لیا تھا پھر بھی فساد دی بندوؤں نے حملہ کر کے اسے مار ڈالا (1992 کی سی آر نمبر 579) ملزم شیو سینا کے کارکن تھے اور انہیں گرفتار کیا گیا تھا لیکن ان کے خلاف کارروائی نہیں کی گئی۔

ناگ پاڑہ: پولس انسپکٹر دھاوالے نے پتھراؤ کرنے والے 12-10 لوگوں پر فائرنگ کر دی جس کی وجہ سے ایک دو سالہ بچہ زخمی ہو گیا۔ کانسٹیبل بچے بھونسلے فساد یوں کی اس بھیڑ میں شامل تھا۔ جس نے ٹاڈیو میں شوروم "Cat's Collection" کا دروازہ توڑ کر کبھی سامان لوٹ لیا تھا۔ پی سی 7783 شری رنگ پتھا ڈے جو رچہ ڈھولدار کے نام سے مشہور ہیں کھلے عام شیو سینکوں کے ساتھ لوٹ مار اور تشدد میں شامل تھے۔

رفیع احمد قدوائی مارگ: پولس انسپکٹر این کے کپا سے نے بلال مسجد پر بلا اشتعال فائرنگ کر دی جس سے 7 مسلمانوں کی موت ہو گئی۔ (1993 کی سی آر نمبر 17)

انٹاپ بل: انسپکٹر بی بی سنگھ، سب انسپکٹر شو کوٹھ پائل اور کانسٹیبل اے ایم دھاڑی اے والی کا ملے، پی ایس ڈوکارے، ڈی آر قدترے، انیس پی پائل اور بی کے گایگاؤ فساد یوں کا نشانہ بننے والے مسلمانوں کو بچانے میں ناکام رہے۔



جوائنٹ کمشنر
آف پولیس آرڈی
تباہی اسسٹنٹ
پولس کمشنر
دیش مکھ اور
اسپیشل
آفیسر، اسکواڈ
کے پولس
انسپکٹر سلیمان
عثمان بیکری
میں بلا وجہ
اندھا بہمد
فلٹرنگ کرنے کے
قصور وار پائے
گئے۔ اس فلٹرنگ
میں 9 مسلمانوں
کی جانیں گئیں۔
ملہم: پولس
کانسٹیبل سمجے
لکشمی گاؤڑے
کھلے عام ہاتھ
میں سکی تلوار
لیے شیو سینا کے
ملند ویدیا کے
ساتھ تشدد میں
شامل تھا۔ اس
کانسٹیبل کو
معطل کر دیا گیا
تھا اور سرکار
سے اس بات کی
اجازت مانگی
گئی تھی کہ اس
کے خلاف مقدمہ
چلایا جائے۔

شری کرشنا کمیشن کی اہم سفارشات

فرقہ دارانہ تشدد کا اعادہ روکنے اور آپسی بھائی چارہ بنائے رکھنے کے لیے جسٹس شری کرشنا نے سرکار سے تفصیلی سفارشیں کی ہیں۔ وہ سفارشیں اور اس پر سرکار کے رد عمل اس طرح ہے

جائزہ:

سینئر پولس افسروں کو چاہیے کہ وہ اس بات کی تفصیل اور سختی سے جانچ کریں کہ ایس ایچ او نے شکایتوں کو درج کرنے اور اس کی تحقیقات میں پوری طرح قانون پر عمل کیا ہے یا نہیں۔

☆ یہ سفارش منظور ہوئی کہا گیا مہینے پولس کو اس بات کے احکامات دیے جائیں گے کہ وہ تفصیل سے بار بار اس کی تحقیقات کرے اور دیکھے کہ معاملے پوری طرح قانون کے مطابق درج کئے گئے یا نہیں۔

تحقیقات:

پولس نے بڑی تعداد میں شکایتوں کو A-Summary میں بنا کر ٹھنڈے بستے میں ڈال دیا ہے یہ ضروری ہے کہ اس تقسیم کی دوبارہ جانچ کی جائے جو کہ بغیر تحقیقات کے طے کر دی گئی ہیں۔

☆ منظور، محکمہ داخلہ، شعبہ قانون و انصاف اور سینئر پولس افسروں کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس طرح کے سبھی معاملوں میں جانچ کرے گی۔ جہاں ضرورت ہوگی دوبارہ تحقیقات کی جائیگی۔

پروپیشنلزم:

پولس کے کام کرنے اور جانچ کرنے کے طریقے کے جو دستاویز تیار کیے جاتے ہیں اسے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں پیشہ ورانہ خوبی کی کمی ہے۔ جانچ کرنے والے کو

پولس نے بڑی تعداد میں شکایتوں کو A-Summary میں بنا کر ٹھنڈے بستے میں ڈال دیا ہے یہ ضروری ہے کہ اس تقسیم کی دوبارہ جانچ کی جائے جو کہ بغیر تحقیقات کے طے کر دی گئی ہیں۔

☆ منظور، محکمہ داخلہ، شعبہ قانون و انصاف اور سینئر پولس افسروں کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس طرح کے سبھی معاملوں میں جانچ کرے گی۔ جہاں ضرورت ہوگی دوبارہ تحقیقات کی جائیگی۔

تحقیقات کی مناسب تعلیم نہیں ملی ہوتی ہے۔

☆ منظور، پولس کے تحقیقات کے معیار کو سدھارنے کے لیے جانچ کی جدید تکنیک کے ریفریشر کورس اور ٹریننگ پروگرام چلائے جانے چاہئیں۔

بدعنوانی

بدعنوانی ہندوستانی سماج کی رگوں میں شامل ہو چکی ہے اور پولس بھی اس سے اچھوتی نہیں ہے۔ پولس اہلکاروں کے کسی بھی کام کو مکمل طور سے تحریری اور صاف ستھرا ہونا چاہئے۔ جس میں کہیں سے بھی اس کی ایمانداری پر شک کی گنجائش نہیں ہونی چاہئے۔ اگر کوئی پولس افسر بدعنوانی میں شامل پایا جائے تو اسے قابل عبرت سزا ملنی چاہئے۔ سینئر پولس افسروں کو چاہئے کہ وہ اپنے سے نیچے والوں پر گہری نظر رکھیں اور اگر انہیں ذرا بھی شک ہو تو اس کی فوراً جانچ اور کارروائی کریں۔

☆ منظور، محکمہ پولس میں بدعنوانی ختم کرنے کے لیے بھی ضروری قدم اٹھائے جائیں گے۔

سزا

(1) بدعنوانی، ظلم، فرائض میں کوتاہی اور طاقت کے بے جا استعمال کے خلاف فوراً کارروائی ہونی چاہئے اور یہ کارروائی فوجداری قانون کے تحت مقدمہ دائر کرنے کے علاوہ نوکری سے نکالنے سے کم نہیں ہونی چاہئے۔

(2) پولس ایکٹ اور سروس قانون میں بہتری کی سخت ضرورت ہے تاکہ بدعنوانی اور فرائض ادا نہ کرنے پر فوراً قدم اٹھایا جاسکے۔ اسی طرح وہ ایماندار افسر یا پولس اہلکار جو اپنے پٹھے سے پورا انصاف کرتے ہیں انہیں انعام دینا چاہئے۔ یہ انعام ترقی اور انکی تنخواہ میں اضافہ کی شکل میں دی جاسکتی ہے۔

☆ منظور، پولس مینول اور سروس رول میں ضروری تبدیلی کی جائیگی۔

بدعنوانی، ظلم، فرائض میں کوتاہی اور طاقت کے بے جا استعمال کے خلاف فوراً کارروائی ہونی چاہئے اور یہ کارروائی فوجداری قانون کے تحت مقدمہ دائر کرنے کے علاوہ نوکری سے کم نہیں ہونی چاہئے۔

(2) پولس ایکٹ اور سروس قانون میں بہتری کی سخت ضرورت ہے تاکہ بدعنوانی اور فرائض ادا نہ کرنے پر فوراً قدم اٹھایا جاسکے۔ اسی طرح وہ ایماندار افسر یا پولس اہلکار جو اپنے پٹھے سے پورا انصاف کرتے ہیں انہیں انعام دینا چاہئے۔ یہ انعام ترقی اور انکی تنخواہ میں اضافہ کی شکل میں دی جاسکتی ہے۔

پولس کے کاموں میں مداخلت

پولس اہلکاروں کا انتظامی وجوہ کے علاوہ تبادلہ، بھائی بھتیجہ وار، پوشنگ کے معاملہ میں بدعنوانی، کوارٹر کا الاٹمنٹ اور یہاں تک کہ چھٹی قبول کرنے تک کے معاملوں سے پولس انتظامیہ میں بے چینی ہے پھر ہر سطح پر سیاسی مداخلت نے حالات کو اور بگاڑ دیا ہے۔ یہ امید کی جاتی ہے کہ سپریم کورٹ نے جس طرح سی آئی ڈی کو سیاسی مداخلت سے الگ رکھنے کا میکنزم بتایا ہے اسی طرح پولس انتظامیہ کو سیاسی مداخلت سے آزادی دلانے کے لیے سفارش کی جانی چاہیے۔

☆ منظور، پولس انتظامیہ پر سیاسی مداخلت کم کرنے کے لیے مناسب قدم اٹھائے جا سکتے ہیں۔

لیڈر شپ

(1) کمیشن نے یہ محسوس کیا ہے کہ سینئر افسر فساد کے کسی بھی بڑے واقعہ کے بعد بٹھائے جانے والے کمیشن کے سامنے جوابدہی سے کتراتے ہیں اور اسی سبب وہ قیادت کرنے سے ڈرتے ہیں۔

(2) کمیشن نے یہ بھی نوٹ کیا ہے کہ سینئر افسروں اور جو نیر افسروں اور دیگر پولس اہلکاروں کے درمیان تال میل کی کمی پائی جاتی ہے اس لیے وہ سفارش کرتا ہے کہ پولس کے سینئر حکام اس دوری کو کم کرنے کے لیے آگے آئیں۔

☆ اس جائزہ کو بھی پولس حکام کے علم میں لایا جائے گا۔

مقدموں کی سماعت

انصاف میں تاخیر انصاف نہ کرنے جیسی ہوتی ہے اور فوجداری معاملوں میں تو یہ اور بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اکثر افسر کے نہ چاہنے کی وجہ سے ہی یہ تاخیر ہوتی ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ پولس ایف آئی آر درج کرنے، گواہوں کے بیان لینے، منج نامہ تیار

انصاف میں تاخیر انصاف نہ کرنے جیسی ہوتی ہے اور فوجداری معاملوں میں تو یہ زیادہ ہوتی ہے۔ اکثر افسر کے نہ چاہنے کی وجہ سے ہی یہ تاخیر ہوتی ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ پولس ایف آئی آر درج کرنے، گواہوں کے بیان لینے، منج نامہ تیار

کرنے، شناختی پریڈ کرانے اور دوسرے کاغذات کو پورا کرنے میں بہت سستی اور لا پرواہی دکھائی جاتی ہے۔ معاملہ کی تحقیقات کر رہے ہر افسر کو چاہئے کہ وہ اس امر کو دماغ میں رکھ کر جانچ کرے کہ قصور وار کو یقینی طور پر سزا ملنی چاہئے۔ عوام کے دماغ میں یہ بیٹہ چکا ہے کہ فوجداری معاملوں میں انصاف کا عمل بہت ٹیڑھا ہے بے قصور لوگوں کو سزا ملتی ہے جبکہ سفارش اور پیسے والے آسانی سے باعزت چھوٹ جاتے ہیں۔ اسی کو دور کرنا بہت ضروری ہے۔

☆ منظور، محکمہ پولس کو احکامات جاری کیے جائیں گے تاکہ تیزی کے ساتھ مقدموں کی سماعت ہو سکے۔

اعلیٰ جینس کا کارگر استعمال

(1) جرم کی روک تھام اور لائیڈ آرڈر کی بحالی کے لیے اعلیٰ جینس کی رپورٹوں کی کارگر طریقے پر دھیان دیا جانا چاہئے۔ ریکارڈ اور ڈائری کو ترتیب سے لکھا جانا چاہیے جو کہ نہیں کیا جاتا ہے۔

☆ منظور، پولس مینول میں موجود احکامات پر سختی سے عمل کرنے پر زور دیا جائے۔

(2) ہندو مسلم یا دیگر کسی مذہب کی مذہبی تقریبات جس سے شہریوں کو ناراضگی ہو یا رکاوٹ پہنچے پولس کو اس سے سختی سے نمٹنا چاہئے ان لوگوں کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے جو پولس کے احکامات ماننے سے انکار کریں۔

کرفیو آرڈر اور لوگوں کے اکٹھا ہونے پر پابندی

ان احکامات پر سختی سے عمل کرایا جائے اور نہ ماننے پر جرمانہ لگایا جائے۔ پولس سیاسی لیڈروں اور دیگر تنظیموں کو اعتماد میں لے لے اور ان احکامات پر عمل کرنے کے لیے ان کی مدد لے ان احکامات کو بار بار پڑھ کر دیکھا جائے۔

☆ منظور، مناسب قدم اٹھائے جائیں گے۔

جرم کی روک تھام اور لائیڈ آرڈر کی بحالی کے لیے انٹلی جینس کی رپورٹوں کی کارگر طریقے پر دھیان دیا جانا چاہئے۔ ریکارڈ اور ڈائری کو ترتیب سے لکھا جانا چاہیے جو کہ نہیں کیا جاتا ہے۔

(2)

ہندو مسلم یا دیگر کسی مذہب کی مذہبی تقریبات جس سے شہریوں کو ناراضگی ہو یا رکاوٹ پہنچے پولس کو اس سے سختی سے نمٹنا چاہئے ان لوگوں کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے جو پولس کے احکامات ماننے سے انکار کریں۔

فسادات اور
فرقہ وارانہ
سرگرمی میں
شامل لوگوں
کے خلاف
مقدمے کو
کبھی واپس
نہ لیا جائے۔
سینٹر پولس
حکام کا یہ
فرض ہے کہ
وہ جرم کو
رجسٹرڈ کرنے
میں پولس کو
دبلا میں نہ
آنے دیں۔
پولس اس
معاملہ میں
جو کارروائی
کرے سینٹر
افسروں کو
اس کی
حمایت کرنی
چاہئے۔

سیاسی لیڈروں کے پولس اسٹیشن آنے پر پابندی لگائی جائے اور انہیں پولس کے کام
کاج میں مداخلت کرنے سے روکا جائے دیکھا گیا ہے کہ فرقہ پرست غنڈے پولس
اسٹیشنوں میں دند داتے چلے آتے ہیں اور پولس افسر پر اپنا رعب بھاڑتے ہیں اس کو ہر
ممکن طور پر روکا جانا چاہئے۔ وزیروں یا اہم شخصیات کو کچھ معلومات چاہیے تو پولس کمشنر
کے ذریعہ سے حاصل کیا جائے۔ سیاسی لیڈران کے آفس سے ہی رابطہ کریں۔

فسادات اور فرقہ وارانہ سرگرمی میں شامل لوگوں کے خلاف مقدمے کو کبھی واپس نہ
لیا جائے۔ سینٹر پولس حکام کا یہ فرض ہے کہ وہ جرم کو رجسٹرڈ کرنے میں پولس کو دباؤ میں نہ
آنے دیں۔ پولس اس معاملہ میں جو کارروائی کرے سینٹر افسروں کو اس کی حمایت کرنی
چاہئے۔

فسادات کے درمیان اس بات کو نوٹ کیا گیا کہ پولس نے فوج کی ٹکڑیوں کا کارگر
استعمال نہیں کیا۔ فوج کو صرف فلیگ مارچ کے لیے بھیجا گیا۔ آرمی مینول میں واضح
ہدایات کے باوجود فسادی فوج کی موجودگی سے خوف زدہ نہیں تھے۔ پولس اور فوجی حکام
کے درمیان کوئی تال میل نہیں تھا۔ اس لیے کارگر تال میل کے لیے مناسب احکامات
دیے جائیں۔

اعلیٰ افسر فوج کے استعمال میں بے عزتی محسوس نہ کریں اور فوج کو فوراً ہی آپریشنل
ڈیوٹی پر لگا دیں
☆ جائزہ کے لیے نوٹ کر لیا گیا۔

سول حکام کو فوج کے استعمال کے بارے میں واضح احکامات دیے جائیں اور اسے
انسپکٹروں کی سطح تک پہنچایا جائے۔ اس بارے میں انہیں مکمل ٹریننگ دی جانی چاہئے۔
☆ منظور، مناسب احکامات جاری کیے جائیں گے اور قدم اٹھائیں جائیں گے۔
فوج کو بلانے کے بعد پولس اور فوج کے درمیان بہترین تال میل ہونا چاہئے۔

☆ جائزہ کے لیے منظور کر لیا گیا۔

پولس اسٹیشن

جرائم کی تعداد کو سامنے رکھتے ہوئے پولس اسٹیشنوں کو قائم کیا جائے۔ جب بھی کہیں ہارڈسنگ کمپلیکس بنے اس وقت بلڈروں، سوسائٹیوں کے لیے ضروری قرار دیا جائے کہ وہ پولس اسٹیشن کے لیے جگہ دیں۔

☆ جائزہ کے لیے منظور کیا گیا۔

پولس کو فرقہ واریت سے پاک کرنا

(1) کمیشن کے سامنے جو شواہد آئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ پولس میں فرقہ وارانہ خیالات پائے جاتے ہیں۔

☆ کچھ معاملوں کو چھوڑ کر ممبئی میں پولس پوری طرح سیکولر ہے۔ پولس کو ان فرقہ پرست عناصر سے پاک کرنے کے لیے قدم اٹھائے جائیں گے جو کہ سیکولر کیز کو متاثر کر سکتے ہیں۔

(2) عام شہریوں کے فرقہ وارانہ خیالات کو دیکھا نہیں جاسکتا اور نہ وہ نقصان دہ ہوتے ہیں لیکن پولس کا فرقہ پرست ہونا خطرناک ہے۔ یہ ضروری ہے کہ پولس کو اس لعنت سے پاک کرنے کے لیے قدم اٹھائے جائیں اور انہیں فرقہ واریت کے خلاف کھڑا کیا جائے۔

☆ منظور، ضروری احکامات جاری کر دیے جائیں گے۔

(3) پولس ٹیم کی لگا تار کلاسیز لے کر ان میں سیکولر فکر پیدا کی جاسکتی ہے اس طرح ان کا دماغ فرقہ پرستی کو قبول نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی اس طرح کا کوئی لٹریچر ان پر اثر ڈالے گا۔ ڈپٹی کمشنر آف پولس اسسٹنٹ کمشنر آف پولس اور سینئر پولس انسپکٹروں کو فرقہ واریت کے خلاف تبادلہ خیال اور ان سے بات چیت کرنی چاہئے۔ جو پولس

کمیشن کے سامنے جو شواہد آئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ پولس میں فرقہ وارانہ خیالات پائے جاتے ہیں۔

عام شہریوں کے فرقہ وارانہ خیالات کو دیکھا نہیں جاسکتا اور نہ وہ نقصان دہ ہوتے ہیں لیکن پولس کا فرقہ پرست ہونا خطرناک ہے۔ یہ ضروری ہے کہ پولس کو اس لعنت سے پاک کرنے کے لیے قدم اٹھائے جائیں اور انہیں فرقہ واریت کے خلاف کھڑا کیا جائے۔

کمیشن کو دیے گئے شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ پولس اہلکار آگ زنی، لوٹ مار اور فساد میں شامل تھے۔ کمیشن ایسے لوگوں کے خلاف سختی سے کارروائی کرنے کی سفارش کرتا ہے۔ کمیشن نے ممبئی پولس کے کچھ افسروں اور پولس اہلکاروں کی نشاندہی کی ہے۔ ڈائریکٹر جنرل آف پولس اور محکمہ داخلہ کے افسروں، لاجیوڈیشری محکمہ کے نمائندوں کی ایک کمیٹی مناسب کارروائی کرنے کے لیے ان معاملوں کو دیکھ گئی۔

اہلکار فرقہ وارانہ نظریہ رکھتے ہوں اس سے اعلیٰ حکام کو مطلع کرنا چاہئے۔ ایسے لوگوں سے پہلے بات کرنی چاہئے اور ان کے خیالات میں تبدیلی لانی چاہئے۔ اس کے بعد بھی ان کا رویہ ویسا ہی ہو تو اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔

☆ منظور، مناسب کارروائی کی جانی چاہئے۔

(4) اعلیٰ حکام پوسٹنگ اور پرموشن پر کڑی نظر رکھیں اور اس بات کا دھیان رکھیں کہ کہیں فرقہ واریت تو اپنا کام نہیں کر رہی ہے۔

☆ سرکار اس بات کی ہر ممکن کوشش کرتی ہے کہ فرقہ واریت پوسٹنگ پرموشن اور ٹرانسفر پر اثر انداز نہ ہو۔ کڑی نظر رکھنے کے لیے احکامات دیے جائیں گے۔

فساد کنٹرول اسکیم

(1) دسمبر 1992 اور جنوری 1993 کے فسادات کے درمیان جو تجربہ ہوا اس کے مطابق اس میں دوبارہ سدھار کی ضرورت ہے۔ افواہوں کو پھیلنے سے روکا جائے۔

☆ منظور، ضروری بہتری لائی جائے گی۔

(2) کنٹرول روم کو جدید بنانے کی ضرورت ہے۔ وہاں بورڈ اور چارٹ لگائے جائیں تاکہ وقت پر اطلاع مل سکے اس کا انچارج سینئر اور تجربہ کار ہو۔

☆ منظور، مناسب کارروائی کی جائے گی۔

☆ ریکارڈ اور کنٹرول روم کو کمپیوٹرائز کرنے کا کام جاری ہے۔

(3) فوری جائزہ کے لیے کنٹرول روم میں کمپیوٹر کا ہونا ضروری ہے، اس کام کے لیے جاری ملک میں ٹکنالوجی بھی موجود ہے۔

پولس اہلکاروں کا اپنے فرائض پورا نہ کرنا

کمیشن کو دیے گئے شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ پولس اہلکار آگ زنی، لوٹ مار اور فساد میں شامل تھے۔ کمیشن ایسے لوگوں کے خلاف سختی سے کارروائی کرنے کی سفارش

ایک اہم سبب
کانگریس کے
وزیر اعلیٰ
شری سدھا کر
راؤ نایک اور
اس زمانے کے
وزیر دفاع
شری
شردھوار کی
آپسی رسہ
کشی کو بھی
سمجھتی ہے
ان دونوں کے
درمیان
اختلافات کی
وجہ سے
مہاراشٹر
سرکار کا
انتظامیہ نہ
صرف کمزور
پڑ گیا بلکہ
اس نے اپنی
مقبولیت بھی
کھو دی اور
جن فسادات
پر فوراً قابو
پالینا چاہئے
تھا وہ ہفتوں
تک چلتے رہے۔

کرتا ہے۔ کمیشن نے ممبئی پولس کے کچھ افسروں اور پولس اہلکاروں کی نشاندہی کی ہے۔
ڈائریکٹر جنرل آف پولس اور محکمہ داخلہ کے افسروں، لاویوڈیشری محکمہ کے نمائندوں کی
ایک کمیٹی مناسب کارروائی کرنے کے لیے ان معاملوں کو دیکھے گی۔

اس کے علاوہ کمیشن یہ سمجھتا ہے کہ بڑھتی بے روزگاری، گندی بستیوں میں اضافہ،
بدلتی سیاسی زبانیں اور فرقوں کے مختلف نکات پر یکجا ہونے سے انفراتفری بڑھی اور لوگوں
کے اشتعال انگیز رویے آگے چل کر فسادات کا سبب بنے۔

سرکار اس نتیجہ سے متفق ہے۔ سرکار اس میں یہ بھی جوڑنا چاہتی ہے کہ ممبئی میں مانیا
گینگوں کی سرگرمی، فساد کو بڑھاوا دینے میں پاکستان کی آئی ایس آئی کا رول اور بڑھتی
بنیاد پرستی بھی شامل ہے۔ دسمبر 1992 اور جنوری 1993 کے فسادات اور ممبئی بم
دھماکوں کے ایسے ہی اسباب تھے۔

اسی طرح کمیشن یہ محسوس کرتا ہے کہ سیاسی لیڈرشپ کی نااہلی، سیاسی وجوہ سے غیر
یقینی اور پولس کے مختلف طرح کے احکامات بھی فساد کو بڑھاوا دینے کے اہم اسباب
ہیں۔

سرکار ان جائزوں سے متفق ہے اور آگے سرکار کی نظر میں فسادات کے بڑھنے کا
ایک اہم سبب کانگریس کے وزیر اعلیٰ شری سدھا کر راؤ نایک اور اس زمانے کے وزیر
دفاع شری شردھوار کی آپسی رسہ کشی کو بھی سمجھتی ہے ان دونوں کے درمیان اختلافات کی
وجہ سے مہاراشٹر سرکار کا انتظامیہ نہ صرف کمزور پڑ گیا بلکہ اس نے اپنی مقبولیت بھی کھو دی
اور جن فسادات پر فوراً قابو پالینا چاہئے تھا وہ ہفتوں تک چلتے رہے۔



قتل کی رات

احمد آباد سے واپسی پر..... عزیز برنی

28 فروری کی رات ساڑھے دس بجے میں اپنے دفتر میں بیٹھا اخبار کی ایڈیٹنگ میں مصروف تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ ابوالفضل انکلیو، پارٹ 2، شاہین باغ نئی دہلی سے سعید احمد لائن پر تھے۔ اور مجھ سے بات کرنا چاہتے تھے جیسے ہی میں نے کہا ”فرمائیے میں عزیز برنی بول رہا ہوں“ تو انہوں نے بے حد گھبرائی ہوئی آواز میں کہا کہ ”میری بیٹیاں پروین بانو اور نسرین بانو، راجپور نول نا کہ احمد آباد میں رہتی ہیں، ان کی جان خطرے میں ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے ان کا فون آیا تھا، انہوں نے جو داستان سنائی اس نے میرا دل دہلا کر رکھ دیا، میں آپ کے اخبار سے مدد کی درخواست کرتا ہوں۔ خدا کے لیے کچھ کیجئے۔“ میں نے ان سے ان کی بیٹیوں کا ٹیلی فون نمبر اور مکمل پتہ جاننا چاہا۔ انہوں نے مکمل پتہ نوٹ کر دیا اور پڑوس کے ناصر صاحب کا ٹیلی فون نمبر بھی، کیونکہ ان کے پاس اپنا فون نہیں تھا۔ میں نے انہیں دلا سہ دیتے ہوئے کہا کہ آپ پریشان نہ ہوں میں کچھ کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں نے ان کے دیئے ہوئے نمبر پر احمد آباد بات کی۔ ناصر صاحب جن کا نمبر تھا ان سے بات ہوئی۔ سعید صاحب کی بیٹیوں سے بھی بات ہوئی، سب کے سب بے حد پریشان اور خوف زدہ تھے۔ میں نے ان سے آس پاس کے حالات جاننا چاہے تو انہوں نے بتایا کہ ہم سب اپنے گھروں میں قید ہیں، چیخوں اور گولیوں کی آوازیں ہی سنائی دیتی ہیں یا پھر آگ کی لپٹیں ہیں، ہم اپنے گھروں سے باہر نہیں نکل پارہے ہیں۔ تب میں نے ان سے درخواست کی کہ آپ کچھ اور مختلف علاقوں کے ٹیلی فون نمبر دیں۔ ان سبھی سے بات کر کے یہ اندازہ ہوا کہ پورا احمد آباد آگ کے شعلوں میں گھرا ہے اور آسمان سے خون برس رہا ہے۔

میں نے ان سے آس پاس کے حالات جاننا چاہے تو انہوں نے بتلایا کہ ہم سب اپنے گھروں میں قید ہیں، چیخوں اور گولیوں کی آوازیں ہی سنائی دیتی ہیں یا پھر آگ کی لپٹیں ہیں، ہم اپنے گھروں سے باہر نہیں نکل پارہے ہیں۔ تب میں نے ان سے درخواست کی کہ آپ کچھ اور مختلف علاقوں کے ٹیلی فون نمبر دیں۔ ان سبھی سے بات کر کے یہ اندازہ ہوا کہ پورا احمد آباد آگ کے شعلوں میں گھرا ہے اور آسمان سے خون برس رہا ہے۔

احمد آباد آگ کے شعلوں میں گھرا ہے اور آسمان سے خون برس رہا ہے، الامین اسپتال میں ڈاکٹر اسحاق شیخ سے بات کرنے پر پتہ چلا کہ ابھی بھی وہاں کچھ زخمی اور لاشیں موجود ہیں جب کہ بیشتر کوسول اسپتال بھیجا جا چکا ہے۔ تمام صورتحال جاننے کے بعد میں نے مرکزی وزیر سید شاہنواز حسین سے بات کی اور کہا کہ وہ وزیر مودی وزیر اعلیٰ گجرات سے بات کریں اور خود احمد آباد جا کر حالات کو قابو میں لانے کی کوشش کریں۔ اس کے بعد میں نے سماج وادی پارٹی کے جنرل سکریٹری شاکر امر سنگھ کو حالات کی تفصیل بتائی اور ان سے بھی درخواست کی کہ معصوم انسانوں کی زندگی بچانے کے لیے کوئی عملی قدم اٹھائیں، شاہی امام سید احمد بخاری سے رات ہی میں ٹیلی فون پر بات کی اور ان سے بھی احمد آباد جا کر حالات کا جائزہ لینے اور مظلوموں کی مدد کرنے کا اصرار کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں کل صبح وزیر اعظم سے مل رہا ہوں اور جانے کی بات کرتا ہوں۔ بہر حال میں نے احمد آباد جانے کا فیصلہ کر لیا تھا اور ابھی ہم دہلی سے احمد آباد جانے والی پروازوں کی تفصیل اور سیٹ کی فراہمی دریافت کر رہی رہے تھے کہ میرے موبائل فون پر امر سنگھ جی کا فون آیا کہ انہوں نے ایک چھوٹے جہاز کا انتظام کر لیا ہے اور شام 6 بجے وہ خود، راج بھر، کامریڈ سیتارام پجوری اور شبانہ اعظمی احمد آباد جا رہے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو ان کے ساتھ چل سکتے ہیں۔ ساڑھے پانچ بجے ہم سب دہلی ایئر پورٹ کے وی آئی پی لائنج میں تھے۔ کامریڈ سیتارام پجوری کے آتے ہی ہم جہاز کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہمارے ساتھی ہندی ایڈیٹر شری گووند نکشت بھی ہمارے ساتھ تھے۔

رات کے تقریباً 9 بجے ہم لوگ احمد آباد کے ایئر پورٹ پر لینڈ کر چکے تھے۔ امر سنگھ جی کے فوجی متعلقین کے علاوہ اتنی اہم شخصیتوں کو رسیو کرنے کے لیے گجرات سرکار کی طرف سے کوئی انتظام نہیں تھا اور نہ ہی حفاظت کا معقول انتظام۔ جب کہ شہر کے حالات انتہائی کشیدہ تھے۔ بہر حال ہم امر سنگھ جی کے قریبی لوگوں کے ذریعہ لائی گئی گاڑیوں میں سوار

میرے موبائل فون پر امر سنگھ جی کا فون آیا کہ انہوں نے ایک چھوٹے جہاز کا انتظام کر لیا ہے اور شام 6 بجے وہ خود، راج بھر، کامریڈ سیتارام پجوری اور شبانہ اعظمی احمد آباد جا رہے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو ان کے ساتھ چل سکتے ہیں۔ ساڑھے پانچ بجے ہم سب دہلی ایئر پورٹ کے وی آئی پی لائنج میں تھے۔ کامریڈ سیتارام پجوری کے آتے ہی ہم جہاز کی طرف روانہ ہو گئے ہمارے ساتھی ہندی لینڈر شری گووند نکشت بھی ہمارے ساتھ تھے۔

امر سنگھ جی،
راج بھیر،
سیتارام
پجوری اور
شبانہ اعظمی
نے گجرات کے
وزیر اعلیٰ
نریندر مودی
سے ٹیلی فون
پر بات کی،
سب کے لیے
نریندر مودی
کا ایک ہی
جواب تھا۔
لوگ آپ کے
چہروں کو
پہنچاتے ہیں،
آپ کے خیالات
کو جانتے ہیں۔
Mob
Mentality
ہے کچھ بھی
ہو سکتا ہے، ہم
آپ کی حفاظت
کی گارنٹی
نہیں لے سکتے۔
ہم جارج
فرنلنڈیز،
مرکزی وزیر
دفاع کو بھی
پتھراؤ سے
نہیں بچا سکتے،
آپ کو کیلچا
پائیں گے۔

ہو کر اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس پہنچے، وہاں پہنچتے ہی امر سنگھ جی، راج بھیر، سیتارام پجوری اور
شبانہ اعظمی نے گجرات کے وزیر اعلیٰ نریندر مودی سے ٹیلی فون پر بات کی، سب کے لیے
نریندر مودی کا ایک ہی جواب تھا۔ ”لوگ آپ کے چہروں کو پہنچاتے ہیں، آپ کے
خیالات کو جانتے ہیں۔ Mob Mentality ہے کچھ بھی ہو سکتا ہے، ہم آپ کی
حفاظت کی گارنٹی نہیں لے سکتے۔ ہم جارج فرنلنڈیز، مرکزی وزیر دفاع کو بھی پتھراؤ سے
نہیں بچا پائے، آپ کو کیا بچا پائیں گے۔“ جب امر سنگھ جی نے احمد آباد میں ہو رہے خون
خرا بے پر توجہ دلائی تو گودھراٹر میں حادثہ کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے ان واقعات کو اس
کارڈ عمل بتایا۔

بہر حال نریندر مودی سے ہوئی ایسی بات چیت کے باوجود امر سنگھ اور وفد کے باقی
لوگ وزیر اعلیٰ کی گفتگو سے مطمئن نہیں تھے اور شہر میں نکل کر حالات کا جائزہ لینا چاہتے
تھے۔ لہذا سبھی لوگ شہر کی طرف نکل پڑے، اس وقت تک ایک گاڑی میں پولس کے کچھ
سپاہی گیسٹ ہاؤس پہنچ چکے تھے اور ویریندر راول، ہیڈ آف دی کرائم پر یوشن برانچ احمد
آبادشی جو ایئر پورٹ سے ہی ہمارے ساتھ تھے باہر موجود تھے۔ ان کے علاوہ ٹی وی
چینل ”آج تک“ اور ”اے این آئی“ کی کیمرا ٹیمیں بھی ہمارے ساتھ تھیں۔ شہر کے
کچھ علاقوں سے گزرتے ہوئے جہاں ہر طرف جلی ہوئی کاریں اور تباہ دکانیں اور مکان
تھے ہم لوگ پولس کمشنر کے دفتر پر پہنچے، تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ انتظار کے بعد بھی نہ تو پولس کمشنر
خود اس ڈیلی گیشن سے ملنے پہنچے نہ ان کے کسی نمائندے نے رابطہ قائم کیا اور نہ ہی انہوں
نے کہیں سے فون یا وائر لیس کے ذریعہ بات کی۔ جب پولس کمشنر سے ملاقات کی امید ختم
ہو گئی تو رات کے دو بجے امر سنگھ جی نے اور محترمہ شبانہ اعظمی نے وزیر اعلیٰ نریندر مودی اور
پولس کمشنر پی سی پاٹل کے نام خط لکھے اور کرائم پر یوشن برانچ کے ویریندر راول کے
سپر دکر دیئے۔ ساتھ ہی انہیں وزیر اعلیٰ کو فیکس بھی کر دیا گیا۔ امر سنگھ جی کے خط کا مضمون

مندرجہ ذیل تھا

”پر یہ نریندر جی!“

2 مارچ 2002

رات دو بجے

میں آج شبانہ
اعظمی، شری
سیتارام
پجوری اور
شری راج بر
کے ساتھ آیا
دل بھر آیا
آزاد
ہندوستان
میں سرکار کا
نہیں جنگل
راج تھا جو
منظر ہے
حیوانیت اور
شیطنیت
کا، جو
شرمناک
ماحول ہے
سرکار پر
انستھا (عدم
اعتماد)
ہے اس سے
بہت پیڑت
(دکھی) ہو کر
ہم نراش
(مایوس)
دہلی جا رہے
ہیں۔

میں آج شبانہ اعظمی، شری سیتارام پجوری اور شری راج بر کے ساتھ آیا۔ دل بھر آیا۔ آزاد
ہندوستان میں سرکار کا نہیں جنگل راج تھا۔ جو منظر ہے حیوانیت اور شیطنیت کا، جو
شرمناک ماحول ہے سرکار پر انستھا (عدم اعتماد) ہے، اس سے بہت پیڑت (دکھی) ہو کر
ہم نراش (مایوس) دہلی جا رہے ہیں۔ پر شاسن (انتظامیہ) کی پوری اوشونیتا اور لیکشا
(غیر یقینی اور بے اعتنائی) پولس کا نکما پن اور جتنا کی لا چاری کا بوجھ ہمارے دل میں
ہے۔ ہم کہنے کو راج نیتا ہیں پر آپ کے شاسن (سرکار) نے ہمیں گونگا اور لا چار بنا ڈالا
ہے۔ آپ کے پولس پر کھ (سربراہ) کو سنویدن شیل (حاس) سوچتا نہیں (اطلاعات)
دی ہیں۔ ذرا بھی آتم بل (خود اعتمادی) اور نیائے کا بودھ (انصاف کا احساس) ہو تو ان
معصوم، مظلوموں کی زندگی بچانے کا کام کریں۔

دھنیہ واد (شکریہ کے ساتھ)

ہم ہیں نراش، ہتاش، دکھی (مایوس، لا چار، غم زدہ)

امر سنگھ (ایم پی)، راج بر (ایم پی) سیتارام پجوری، شبانہ اعظمی (ایم پی)

محترمہ شبانہ اعظمی کا پولس کشنر پی سی پاٹھے کے نام لکھا گیا خط اس طرح تھا۔

پولس کشنر مسٹر پی سی پاٹھے

مارچ 02

12.20.A.M

احمد آباد

ڈیڑ پاٹھے صاحب!

ہم ایک مرتبہ
پھر آپ کی توجہ
اس جانب مبذول
کرانا چاہتے ہیں
کہ ہم لوگوں کو
گزشقہ تین
گھنٹے سے، جب
سے ہم یہاں ہیں،
مدد کسی
درخواست کے
لئے ٹیلی فون
کالس آرہی ہیں۔
یہ لوگ خوفزدہ
ہیں، انہیں
مشتعل هجوم نے
گھیر رکھا ہے اور
انہیں اندیشہ ہے
کہ آج شب یا آٹھ
والے برسوں میں
انہیں قتل کر دیا
جائے گا۔

ہمیں اجازت
دی جائے تاکہ ہم
متاثرہ علاقوں
میں جاکر
پریشان حال
لوگوں کی مدد
کر سکیں۔

1۔ شبانہ
اعظمی، (ایم پی)
2۔ امر سنگھ،
(ایم پی)

3۔ راج سہو
(ایم پی)

4۔ میتھ رام
پجوری

ہم آپ کے دفتر میں آپ کی آمد کے ختہر ہیں لیکن آپ سے کوئی بھی رابطہ قائم نہیں
ہو پا رہا ہے، جن علاقوں میں فوری حفاظتی بندوبست کی ضرورت ہے وہ اس طرح ہیں۔
1۔ ڈٹوا جوا پورہ، 2۔ الائنس برج، جعفری ٹاورس، 3۔ کوچ ب پٹی گاؤں، 4۔ پلڈی
سریاکمل سوسائٹی، 5۔ باپونگر، 6۔ سندرم نگر، 7۔ انصار نگر، 8۔ ہر داس نگر، 9۔ شاہ عالم
روضہ، 10۔ نورانی مسجد، 11۔ تسلیم سوسائٹی، ڈٹوا، 12۔ گلبرگ سوسائٹی، 13۔ نزد
دودھیا داڑ مسجد، 14۔ سنگالت نگر جوا پورہ، بجے سوسائٹی۔

ہم ایک مرتبہ پھر آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو گزشقہ
تین گھنٹے سے، جب سے ہم یہاں ہیں، مدد کی درخواست کے لئے ٹیلی فون کالس آرہی
ہیں۔ یہ لوگ خوفزدہ ہیں۔ انہیں مشتعل هجوم نے گھیر رکھا ہے اور انہیں اندیشہ ہے کہ آج
شب یا آٹھ دنوں میں انہیں قتل کر دیا جائے گا۔

ہمیں اجازت دی جائے تاکہ ہم متاثرہ علاقوں میں جا کر پریشان حال لوگوں کی مدد
کر سکیں۔

1۔ شبانہ اعظمی، 2۔ امر سنگھ، 3۔ راج سہو
(ایم پی) (ایم پی) (ایم پی)

4۔ میتھ رام پجوری

انتہائی مایوسی کے ساتھ یہ خطوط کراٹم پر یونٹن براؤن کے افسر کو سپرد کر ہم لوگ واپس اپنی
قیام گاہ پر پہنچے۔ اس وقت رات کے تین بجے تھے لیکن نہ تو کسی کو بھوک تھی اور نہ کسی کی
آنکھوں میں نیند۔ اسی وقت کچھ حساس علاقوں میں جانا چاہتے تھے۔ مگر حفاظتی دستے کے
سربراہ کی شکل میں موجود افسر نے اسے کسی بھی طرح غیر مناسب قرار دیتے ہوئے کہا کہ
آپ چاہیں تو علی الصبح نکل سکتے ہیں۔ بہر حال صبح ہونے کے انتظار میں دو۔ ڈھائی گھنٹے
کا وقت گزر گیا اور صبح 6 بجے ہم سول اسپتال احمد آباد کے لئے کوچ کر چکے تھے۔ یہاں بھرتی

مریضوں، ان کے بیمار داروں سے ملاقات کی جن میں گودھراٹرین حادثہ اور احمد آباد فرقہ وارانہ فسادات میں زخمی دونوں ہی شامل تھے۔ فرقہ وارانہ فسادات کے شکار ایک 12-13 سالہ بچہ گیان پرکاش کے مطابق یہ کارسیوکوں کے اشتعال آمیز نعروں، ان کی بد اخلاقیوں اور اسٹیشن کے دوکانداروں کو کھانے پینے کی اشیاء کا پیسہ نہ دینے کے نتیجے میں ہوا جھگڑا تھا جس نے خوفناک شکل اختیار کر لی۔ میں اس بچے کی ایک بات کا ضرور ذکر کرنا چاہوں گا جب اس سے معلوم کیا گیا کہ ٹرین پر حملہ کس نے کیا تو اس نے کہا کہ مسلمانوں نے، تب اس سے معلوم کیا کہ اس وقت ہم میں سے کون مسلمان ہے تو اس پر اس بچے نے سب کو غور سے دیکھنے کے بعد کہا کہ آپ لوگوں میں سے کوئی مسلمان نہیں ہے۔ جبکہ شبانہ اعظمی اور میں دو لوگ مسلمان تھے۔

میں اس پورے واقعہ کی تفصیل بیان کرتے وقت اس میں اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں لکھتا چاہتا، میں نے کیا دیکھا، کیا سنا، کیا محسوس کیا وہ شاید پھر کبھی لکھوں گا، یہاں جو کچھ بھی میں لکھ رہا ہوں وہ اس ملک کے امن پسند، انصاف پسند، جمہوریت پسند لوگوں کے احساسات ہیں میں تو صرف قلم بند کر رہا ہوں اور میں اس بات کا بھی خیال رکھ رہا ہوں کہ ان میں مسلمانوں کے تاثرات بیان کرنے کے بجائے ان حساس، محبت وطن، محبت انسانیت غیر مسلموں کے احساسات بیان کروں اور انہیں کے لفظوں میں بیان کروں۔ گودھراٹرین حادثہ کا شکار بچے سے بات ہوئی، محترمہ شبانہ اعظمی اور جناب راج برکی۔ میں نے اس بات چیت کو صرف سنا اور لکھ دیا۔ احمد آباد سے راشٹریہ سہارا کے لئے جو رپورٹ قلم بند کرائی گئی وہ احساسات تھے ہمارے ساتھی ہندی ایڈیٹر گووند دشت کے جو 2 مارچ کو راشٹریہ سہارا میں شائع کئے گئے۔ اور اب میں جن واقعات کی تفصیل بیان کر رہا ہوں وہ اے این آئی کے بیورو چیف سشیل پارکھ، ٹی وی چینل آج تک کے کرسپاٹھینٹ سست اوستھی، ٹائمز آف انڈیا کی رادھا شرما، بچے پانڈے، منوج جوشی اور سدھارتھ وردراجن کے ہیں۔

میں اس پورے واقعہ کی تفصیل بیان کرتے وقت اس میں اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں لکھتا چاہتا، میں نے کیا دیکھا، کیا سنا، کیا محسوس کیا وہ شاید پھر کبھی لکھوں گا، یہاں جو کچھ بھی میں لکھ رہا ہوں وہ اس ملک کے امن پسند، انصاف پسند، جمہوریت پسند لوگوں کے احساسات ہیں میں تو صرف قلم بند کر رہا ہوں اور میں اس بات کا بھی خیال رکھ رہا ہوں کہ ان میں مسلمانوں کے تاثرات بیان کرنے کے بجائے ان حساس، محبت وطن، محبت انسانیت غیر مسلموں کے احساسات بیان کروں اور انہیں کے لفظوں میں بیان کروں۔

سشیل ہلریکھ
اور مسیت
اوستھی نے جو
یک طرفہ ظلم
کسی داستان
سنائی وہ کس
قدر رونگٹے
کھڑے کر دینے
والی رہی ہوگی
اس کو اسی سے
سمجھا جاسکتا
ہے کہ سشیل
ہلریکھ کو ایک
دھورلہر کسی
شکل میں اپنی
نمہ داریاں
انجام دینے کے
لئے اپنی داڑھی
منڈانی پڑی۔
دنگائیوں نے ان
کس گلی اور
کیمرے کو آگ
لگادی۔
دنگائیوں کی
تلواران کے جسم
کو چھو کر گزر
گئی۔ اپنی جان
بچانے کے لئے
انہیں دنگائیوں
کے سامنے اپنی
پینٹ قتل کر یہ
ثابت کرنا پڑا کہ
ان کا تعلق کس
فرقہ سے ہے

سشیل پارکھ اور سمت اوستھی نے جو یک طرفہ ظلم کی داستان سنائی وہ کس قدر رونگٹے
کھڑے کر دینے والی رہی ہوگی اس کو اسی سے سمجھا جاسکتا ہے کہ سشیل پارکھ کو ایک
رپورٹر کی شکل میں اپنی ذمہ داریاں انجام دینے کے لئے اپنی داڑھی منڈانی پڑی۔ دنگائیوں
نے ان کی گاڑی اور کمرے کو آگ لگادی۔ دنگائیوں کی تلواران کے جسم کو چھو کر گزر گئی۔
اپنی جان بچانے کے لئے انہیں دنگائیوں کے سامنے اپنی پینٹ اتار کر یہ ثابت کرنا پڑا کہ
ان کا تعلق کس فرقہ سے ہے۔ ٹائمز آف انڈیا کی رادھا شرما اور بنجے پانڈے، منوج جوشی
اور سدھارتھ وردرجن کی رپورٹوں میں کہا گیا ہے کہ پولس ان انسانیت سوز واقعات کو
روکنے کی کوششیں کرتی تو یقیناً اتنا جانی و مالی نقصان نہ ہوا ہوتا۔ یہ صحیح ہے کہ گودھرا میں
27 فروری کو ساہرمتی ایکسپریس پر حملہ نہ صرف اشتعال انگیز تھا بلکہ انسانیت سوز بھی تھا۔
لیکن حیرت اس بات پر ہے کہ کئی ہزار کی بھیڑ نے منظم طور پر حملہ کی سازش رچی اور ایل آئی
یو (مقامی انٹیلی جنس یونٹ) کا عملہ کانوں میں تیل ڈال کر آرام کرتا رہا۔ اگر مقامی پولس و
انتظامیہ اور انٹیلی جنس نے دانستہ یا نادانستہ لا پرواہی نہ برتی ہوتی تو بلاشبہ ساہرمتی
ایکسپریس پر یہ انسانیت سوز حملہ نہ ہوا ہوتا اور ظاہر ہے کہ اگر اس حملہ کو روک دیا جاتا تو پھر
دشہندو پریشد، آرائیس ایس، بجرنگ دل اور ہندو جاگرن منچ کے کارکنان کو تباہی اور قتل
عام کا بہانہ بھی نہ ملتا۔ اس لئے گجرات اور ہندوستان کی دیگر ریاستوں کے مختلف شہروں،
قصبات اور دیہات میں تباہی اور قتل و غارت گری کا بازار بھی گرم نہ ہوتا۔

احمد آباد، راج کوٹ، گودھرا اور گجرات کے دیگر شہروں اور قصبوں میں وی ایچ پی کے ہند
کے اعلان کے باوجود (مکنہ فسادات کو روکنے کے لئے ٹھوس اقدام نہیں کئے گئے اور نتیجتاً
اس بدقسمت ریاست میں سیکڑوں افراد ہلاک اور اربوں کی املاک، صنعتی یونٹ، دکانیں،
مکان، کاریں، ٹرک اور فیکٹریاں نذر آتش کر دی گئیں۔ 28 فروری کو ہی یہ رپورٹیں آتا
شروع ہو گئی تھیں کہ سارے گجرات میں مسلمانوں کو جنونیوں کی بھیڑ نشانہ بن رہی ہے لیکن

کوہی بہ
رہورٹس آنا
شروع ہو گئی
تھیں کہ سارے
گجرات میں
مسلمانوں کو
جنونیوں کی
بھیڑ نشانہ
بن رہی ہے لیکن
اس سب کے
وجود نہ تو
وزیراعظم
باجپتی اور نہ
ہی وزیر داخلہ
اڈوانسی نے یہ
ضروری سمجھا
کہ اپنی پارٹی
کے سینئر ساتھی
وزیر اعلیٰ نریندر
مودی پر دہشت
ڈال کر اقلیت
کش فسادات کو
رکوائیں۔

گجرات کے فرقہ
وارانہ فسادات
پر یہ تمام
رہورٹس
جمہوریت کے
چوتھے ستون،
میڈیا کی
ایمانداری،
دیانت داری اور
حق پسندی کا
کھلا ثبوت ہیں
اور یہ سب غیر
مسلم ہیں۔

اس سب کے باوجود نہ تو وزیراعظم باجپتی اور نہ ہی وزیر داخلہ اڈوانسی نے یہ ضروری سمجھا کہ
اپنی پارٹی کے سینئر ساتھی وزیر اعلیٰ نریندر مودی پر دہشت ڈال کر اقلیت کش فسادات کو
رکوائیں۔

گجرات کے فرقہ وارانہ فسادات پر یہ تمام رپورٹس جمہوریت کے چوتھے ستون، میڈیا کی
ایمانداری، دیانت داری اور حق پسندی کا کھلا ثبوت ہیں اور یہ سب کے سب غیر مسلم
ہیں۔ ان پر اور ان جیسے تمام لوگوں پر تمام ہندوستانوں کو ناز ہے جن کے لئے اپنا فرض اور
انسانیت تمام چیزوں سے بالاتر ہے۔ ایسی کچھ رپورٹ اور مضامین آگے کے صفحات پر
شامل اشاعت کیے جا رہے ہیں کیوں کہ یہ سب ایک تاریخی سچائی ہے۔ گجرات سانحہ اور
فرقہ وارانہ فسادات کے بعد دہلی سے قومی سطح کے وفد میں جانے والے لوگوں کی اکثریت
بھی غیر مسلموں کی تھی اور اس وفد کے سربراہ امرنگھ بھی غیر مسلم ہی ہیں جنہوں نے وطن
پرستی، انسان دوستی اور حب الوطنی کے تقاضوں کے پیش نظر وہاں جا کر نہ صرف حالات کا
جائزہ لیا بلکہ اس خون خرابہ کو روکنے کے لئے عملی قدم بھی اٹھایا۔ مگر مجھے افسوس کے
ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ تادم تحریر (2 مارچ 2002) کوئی مسلم عظیم یا مسلمانوں کو اپنا دوٹ
بکھنے والے اور داسے، درے، غنے حاصل کرنے والے گجرات کی طرف رخ کرنے کی
ہمت نہیں جٹا سکے۔ چاہے وہ کانگریس کے ذمہ دار لیڈر ہوں یا بہوجن سماج پارٹی کی
مایادتی، آل انڈیا ملی کونسل اور مسلم مشاورت کو بھی اب یہ سمجھ میں آ گیا ہو گا کہ اتر پردیش
میں مسلمانوں کے ووٹوں کے لئے ان پارٹیوں کے امیدواروں کے حق میں اعلان کر کے
کتنا صحیح قدم اٹھایا تھا۔ اس سانحہ کے باوجود ابھی تک مایادتی کی خاموشی کیا اس لئے نہیں
کہ وہ بھاجپا سے اپنے رشتوں کو بنائے رکھنے اور مستقبل کی امیدوں کو زندہ رکھنے کے لیے
چپ ہیں۔ نہ وہاں جاری ہیں نہ بول رہی ہیں یہاں تک کہ آل پارٹی میننگ میں بھی
انہوں نے گجرات کے واقعات پر زبان نہیں کھولی اس لئے کہ بھاجپا کے ساتھ محبت کے

گجرات کیا ہونے
ہندوستان میں
مصلحتوں کو
آگ میں جھونک
دیا جائے یا ان
کے خون سے
ہولی کھیلی
جائے۔ کیا
جمہوریت کا دم
بھرنے والے اب
بھی اپنی آنکھوں
پر پٹی باندھے
رہیں گے؟ ایسے
لوگوں کو یہ
نقاب نہیں کریں
گے اور مرکزی
حکومت میں بھی
جو پارٹیاں آج
تک ان تمام
حالات کے
باوجود بھی
سرکار کو
حمایت دے رہی
ہیں اپنی حمایت
اب بھی جاری
جاری رکھیں
گی؟ اگر ایسا ہے
تو مان لینا
چاہیے کہ ایسے
نام نہاد
سیکولر بھی فرقہ
پرستوں سے کم
خطرناک نہیں
ہیں اور گجرات
جیسے واقعات
کے لیے ان سے کم
نہ دار بھی نہیں
ہیں۔

رشتے قائم رہیں اور اتر پردیش میں سرکار بنانے کا موقع ہاتھ سے نہ جانے پائے۔ بھلے
ہی گجرات کیا پورے ہندوستان میں مسلمانوں کو آگ میں جھونک دیا جائے یا ان کے
خون سے ہولی کھیلی جائے۔ کیا جمہوریت کا دم بھرنے والے اب بھی اپنی آنکھوں پر پٹی
باندھے رہیں گے؟ ایسے لوگوں کو بے نقاب نہیں کریں گے اور مرکزی حکومت میں بھی جو
پارٹیاں آج تک ان تمام حالات کے باوجود بھی سرکار کو حمایت دے رہی ہیں اپنی حمایت
اب بھی جاری جاری رکھیں گی؟ اگر ایسا ہے تو مان لینا چاہیے کہ ایسے نام نہاد سیکولر بھی فرقہ
پرستوں سے کم خطرناک نہیں ہیں اور گجرات جیسے واقعات کے لیے ان سے کم ذمہ دار بھی
نہیں ہیں۔



گجرات فسادات کے بعد اپنے اس پہلے دورہ کی رپورٹ کو میں
جاری رکھوں گا لیکن اپنے الفاظ میں بھیمانہ غیر انسانی قتل عام،
زنا بالجبر جیسے نفرت انگیز واقعات کی تفصیل پیش کرنے سے
قبل میں چاہوں گا کہ اس نمائندہ وفد میں شامل اہم شخصیات
جناب امر سنگھ، جناب سیتارام یچوری، جناب راج بیر
اور محترمہ شبانہ اعظمی اور جناب گووند دکشت و دیگر لوگوں
کے جذبات قارئین کے سامنے پیش کر دیتے جائیں۔ اس کے بعد میں
اپنی رپورٹ جاری رکھوں گا۔ لہذا پیش ہے اس کڑی میں سب سے
پہلے اپنے ساتھی راشٹریہ سہارا ہندی کے ایڈیٹر گووند دکشت کی
رپورٹ جو راشٹریہ سہارا کے تمام ایڈیشنز میں 2 مارچ 2002 کو
صفحہ اول پر شائع کی گئی۔ اس رپورٹ کی سرخی تھی "آج رات
ہم مار دیئے جائیں گے۔"

’ہم آج رات مار دئے جائیں گے‘

(یکم مارچ 2002 کو احمد آباد سے گووند دشت)

جمعہ کی رات ہم لوگ احمد آباد کے اسٹیٹ گیٹ ہاؤس میں تھوڑی دیر کیلئے رکے ہیں تبھی مسلم اکثریتی علاقے شاہ پور سے ایک فون آتا ہے جس میں ممبر پارلیمنٹ شبانہ اعظمی سے کہا جاتا ہے کہ کچھ کیجئے ورنہ ہم آج رات مار دئے جائیں گے۔ یہ سن کر شبانہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑتی ہیں اور مجھ سے کہتی ہیں کہ ٹھیک ایسا ہی ممبئی میں ہوا تھا۔ فساد سے سب سے زیادہ متاثرہ علاقہ شاہ پور اور واٹوا جو پورہ کو 7 ہزار کی بھیڑ نے گھیر رکھا ہے۔ صورت حال بہت نازک اور دھماکہ خیز ہے اور کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ احمد آباد کے حقیقی حالات کو اس واقعہ سے سمجھا جاسکتا ہے۔ جمعہ کی رات تقریباً 10 بجے بی بی سی کے رپورٹر ریحان فضل ایک فائو اشار ہوٹل تاج ریڈیو ٹیلیسی میں رکنے کیلئے اس کے منیجر سے بات کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ ہوٹل میں رکنا ہے تو کوئی ہندو نام لکھوائیے۔ ریحان کے یہ کہنے پر کہ ان کے ویزا اور پاسپورٹ میں جو نام ہے وہ اسے نہیں بدل سکتے۔ اس کے جواب میں منیجر نے کہا تب وہ ہوٹل میں نہیں ٹھہر سکتے۔ اپنے ساتھ بیٹے اس حادثہ کا ذکر ریحان فضل نے سی پی ایم کے لیڈر سیتارام پجوری سے کیا۔ میں سماجوا دی پارٹی کے ممبر پارلیمنٹ امر سنگھ، راج بھر، شبانہ اعظمی اور سیتارام پجوری کے ساتھ یہاں آیا ہوں۔ صورت حال کی نزاکت کا اس بات سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ پولس کمشنر پاٹھے نے بتایا کہ انہوں نے فیلڈ میں جانے کے لئے آج ہی اپنی داڑھی صاف کرائی ہے۔ اسی طرح اے این آئی کے نامہ نگار نے بتایا کہ اس نے بھی آج ہی اپنی داڑھی کٹوائی ہے کیونکہ متاثرہ علاقوں میں لوگوں کے کپڑے اتار کر ان کی شناخت کی جا رہی ہے۔ میں نے اور راشٹریہ سہارا اردو کے ایڈیٹر عزیز برنی نے یہاں گزشتہ ایک گھنٹہ کے دوران جو کچھ دیکھا وہ بھیا تک ہے۔ ایئر پورٹ سے چند سو میٹر کی دوری پر تقریباً 50 گاڑیاں جلی پڑی ہیں۔ یہ ایک

جمعہ کی رات
تقریباً 10 بجے
بی بی سی کے
رپورٹر ریحان
فضل ایک
فائو اشار
ہوٹل تاج
ریڈیو ٹیلیسی
میں رکنے
کیلئے اس
کے منیجر سے
بات کرتے
ہیں وہ کہتا
ہے کہ ہوٹل
میں رکنا
ہے تو کوئی
ہندو نام
لکھوائیے
ریحان کے
یہ کہنے پر کہ
ان کے ویزا اور
پاسپورٹ میں
جو نام ہے وہ
اسے نہیں بدل
سکتے۔ اس کے
جواب میں
منیجر نے کہا تب
وہ ہوٹل میں
نہیں ٹھہر سکتے۔

میں نے فوراً
ریشٹر یہ سہارا
لو رو ک
ایڈیٹر عزیز برنی
نے یہاں گزشتہ
ایک گھنٹہ کے
دوران جو کچھ
دیکھا وہ بھیانک
ہے۔ ایٹر پورٹ
سے چند سو
میٹر کی پوری
پر تقریباً 50
گلیاں جلی
ہڑی ہیں۔ یہ ایک
بلاز کا منظر
ہے جس میں
سبھی لکڑیوں
مسلمانوں کی
ہیں۔ یہاں سے
تھوڑا آگے چلتے
ہی پولس آگے
جلتے سے روک
دیتی ہے۔

بلاز کا منظر ہے جس میں سبھی دکانیں مسلمانوں کی ہیں۔ یہاں سے تھوڑا آگے چلتے ہی پولس آگے جانے سے روک دیتی ہے۔ پولس کے اعلیٰ افسر کہتے ہیں ”آپ لوگ گیٹ ہاؤس سے آگے نہیں جاسکتے۔ آپ لوگوں کو یہیں رکنا ہوگا۔ ایٹر پورٹ پر بھی ایک پولس افسر نے ہمیں بتایا تھا کہ ہم لوگوں کا شہر میں نکلنا ٹھیک نہیں ہے۔ کل جارج فرنانڈیز کے ساتھ بدتمیزی ہو چکی ہے۔“

پولس اور انتظامیہ کے اعلیٰ افسران دودن کی بھیانک صورت حال کی حقیقی تفصیلات دیتے ہیں لیکن ساتھ ہی درخواست کرتے ہیں کہ نام مست دیجئے گا۔ اس وقت ہم لوگ اسٹیٹ گیٹ ہاؤس میں ہی ہے۔ ہمیں سے فون نمبر 2866343 پر وزیر اعلیٰ نریندر مودی سے امرنگھ بات کرتے ہیں۔ وہ مودی کو بتاتے ہیں کہ ہمارے پاس احمد آباد سے فساد متاثرین کے فونوں کا تانا بٹا ہوا ہے اور ہم لوگ وی ایس اسپتال جانا چاہتے ہیں۔ مودی کہتے ہیں کہ آپ لوگوں کا جانا خطرہ سے خالی نہیں ہے جب ہم جارج کو سیکورٹی نہیں دے پائے آپ لوگوں کو کیا دے پائیں گے۔ اس پر جب امرنگھ ان سے کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ پولس ہے تو مودی کہتے ہیں کہ آپ لوگوں کے جانے سے کشیدگی بڑھے گی۔ تبھی راج بھیرنندر مودی سے ٹیلی فون پر بات کرتے ہیں۔ وہ مودی کو بتاتے ہیں کہ ہمارے پاس باپونگر سے ایک فون آیا ہے فون کرنے والے نے بتایا ہے کہ وزیر داخلہ گوردھن جھا پڑیا کے گھر سے گولیاں چلائی جا رہی ہیں۔ جب میں نے راج بھیرجی سے پوچھا کہ اس پر مودی نے کیا جواب دیا تو راج بھیر نے بتایا کہ مودی نے کہا کہ آپ تو جانتے ہیں کہ ہتھیار کون رکھتے ہیں۔ ہندو تو ہتھیار رکھتے نہیں۔ تبھی امرنگھ ہم لوگوں سے کہتے ہیں بھلے ہی جان کو خطرہ ہو ہمیں جانا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ منظم منصوبہ بند سرکاری دہشت گردی ہے۔ فون پر سیتا رام پجوری کی بھی مودی سے بات ہوتی ہے۔ پجوری جانے کی ضد کرتے ہیں تو مودی ان سے کہتے ہیں کہ آپ لوگوں کے چہرے

اس دوران
کمرے میں یو
این آئی کے
مبئی سے احمد
آباد آئے
رپورٹر سشیل
ہلریکھ آتے
ہیں۔ ان کے
ساتھ کیمبرہ
مین اودے
آئیور بھی ہے۔
بہرام پورہ میں
کل سشیل کی
انٹیکا کلر اور
سلمان کو
بھونک دیا گیا
تھا۔ دونوں
ڈرے ہوئے ہیں۔
چار گھنٹے تک
یہ دونوں فساد
زدہ علاقے میں
پناہ کی بھیک
مانگتے رہے
لیکن کسی نے
انہیں پناہ
نہیں دی۔

و خیالات سبھی کو پتہ ہیں۔ ایسی حالت میں ہم تحفظ کی گارنٹی نہیں لے سکتے۔ پجوری نے کہا
کہ یہ سیدھے سیدھے وزیر اعلیٰ کی طرف سے دھمکی ہے۔ شبانہ اعظمی کی بھی زیندر مودی
سے بات ہوتی ہے، مودی ان سے بھی کہتے ہیں کہ آپ لوگوں کے آنے سے کشیدگی اور
بڑھ جائے گی۔ مودی سے ہوئی پوری بات چیت کے دوران ریاست کے وزیر صحت
اشوک بھٹ ہم لوگوں کے ساتھ گیسٹ ہاؤس میں موجود ہیں۔ ان کے ساتھ بی جے پی
کے سب سے کم عمر ممبر اسمبلی بھرت پانڈیا بھی موجود ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم کل فوج
تعینات کر سکتے تھے۔ لیکن گودھرا حادثے کے مہلوقین کی آخری رسومات ادا ہونی ہے۔
پانڈیا نے جمال پور سمیت صرف کچھ ایسی جگہوں کے نام بتائے ہیں جہاں کشیدگی زیادہ
ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ وہ وہاں مسلمان 60 فیصد اور ہندو 30 فیصد ہیں۔ جب ان سے
کہا گیا کہ کشیدگی تو پورے احمد آباد میں ہے تو وہ تسلیم کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پورے
شہر میں لوگ آمنے سامنے ہیں۔ میرے یہ پوچھنے پر کل جس سابق ممبر پارلیمنٹ احسن
جعفری کو مارا گیا تھا وہ مسلسل چھ گھنٹے تک فون پر تحفظ کی فریاد کرتا رہا اور اس نے کئی بار
سیکورٹی بھی مانگی تھی تو انہوں نے کہا کہ اس سابق ممبر پارلیمنٹ نے پہلے بھیڑ پر گولی
چلائی تھی۔ اس دوران کمرے میں یو این آئی کے مبئی سے احمد آباد آئے رپورٹر سشیل
پارکھ آتے ہیں۔ ان کے ساتھ کیمبرہ مین اودے آئیور بھی ہے۔ بہرام پورہ میں کل
سشیل کی انٹیکا کار اور سامان کو پھونک دیا گیا تھا۔ دونوں ڈرے ہوئے ہیں۔ چار گھنٹے
تک یہ دونوں فساد زدہ علاقے میں پناہ کی بھیک مانگتے رہے لیکن کسی نے انہیں پناہ
نہیں دی۔ گیسٹ ہاؤس میں پتہ چلتا ہے کہ سب سے زیادہ فساد متاثر شہر کے الامین
ہسپتال میں ہے۔ میں نے وزیر صحت سے پوچھا کہ یہ ہسپتال کہاں ہے تو انہوں نے
کہا کہ یہ کوئی نجی ہسپتال ہے کہاں ہے پتہ نہیں۔ یہیں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ شہر کے
وانوا جو پورہ میں اول درجے کے تقریباً ڈھائی سو ہونٹوں کو جلا کر رکھ کر دیا گیا ہے۔ ان

پولس کے منع کرنے کے باوجود ہم گیسٹ ہاؤس سے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تبھی قریب دوسو لوگوں کی بھیڑ ہمیں گھیر لیتی ہے۔ ایک مقلی لیڈر خورشید سید آتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں ہی جلتا ہوں کہ میں یہاں کس طرح پہنچا ہوں۔ وہ وہاں موجود درختوں پولس والوں کے سامنے ہی کہتے ہیں کہ ان پر بھروسہ نہ کریں۔ آپ فوج پر ہی

میں سنور ہوٹل (2 کروڑ کا نقصان)، کیمرہ سٹورنٹ، بن فلاور، جھجر بنگلہ، راج کمل، پولس چوکی کے پاس ٹیکسی سٹورنٹ، باجرہ پورہ میں ابھیلاشا، ٹوپا پار ہوٹل، ٹیکسی سٹورنٹ، رام لین ٹریٹ، نورنگ، ملینیم سٹورنٹ، بھاگیہ ادے، اتسو، صلاقی بنا سٹورنٹ، نو جیون سٹورنٹ، آرام گیسٹ ہاؤس، ایلٹ، ایکس، روزگار ڈن، ڈسنز اور ریگل وغیرہ شامل ہیں۔ یہاں ہر طرف جلی ہوئی راکھ دکھائی دیتی ہے۔ پولس کے منع کرنے کے باوجود ہم گیسٹ ہاؤس سے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تبھی قریب دوسو لوگوں کی بھیڑ ہمیں گھیر لیتی ہے۔ ایک مقامی لیڈر خورشید سید آتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں ہی جانتا ہوں کہ میں یہاں کس طرح پہنچا ہوں۔ وہ وہاں موجود درختوں پولس والوں کے سامنے ہی کہتے ہیں کہ ان پر بھروسہ نہ کریں۔ آپ فوج پر ہی بھروسہ کر سکتے ہیں۔ میں آپ لوگوں سے التجا کرتا ہوں کہ آپ فساد زدہ علاقے میں نہ جائیں۔ ان کا کہنا تھا کہ انہوں نے 1959 سے آج تک اتنی بھیاٹک حالت نہیں دیکھی۔ اسی وقت جارج فرنانڈیز کے ساتھ آئے ”آج تک“ کے نامہ نگار سمیت اوسمتی وہاں پہنچتے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ ان کی ٹانگہ سو موپر بے تحاشہ پتھراؤ کیا گیا اور وہ جان بچا کر بھاگے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ لوگ باہر نہ جائیں۔ ٹی وی چینل ”آج تک“ کے کمرہ من اشونی کے سر میں چوٹ لگی ہے وہ زخمی ہیں۔ ان سب وارننگ کے باوجود ہم لوگ پولس سیکورٹی میں آگے بڑھتے ہیں۔ تقریباً 150 میٹر کی دوری پر پولس کشنر کا آفس ہے۔ ہم لوگ وہاں پہنچتے ہیں۔ پورے راستے میں جلی ہوئی گاڑیوں اور دکانوں کے ہولناک مناظر ہیں جو صورت حال کی حقیقت بیان کرتے ہیں۔ امرنگھ پولس کشنر کے سامنے لگے سیوا، سرکشا، شانتی بورڈ کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ سب گجرات میں کہاں ہے۔ اس وقت رات کے 12 بجے ہیں۔ پورے شہر میں لوگ جاگے ہوئے ہیں۔ جگہ جگہ جھنڈ کی شکل میں لوگ کھڑے ہیں۔ نعرے بازی چل رہی ہے۔ ہم لوگ پولس کشنر کے آفس میں ہیں۔

یہاں مختلف نیوز ایجنسیوں اور اخبارات کے نامہ نگار موجود ہیں، جو اپنے دن بھر کے تجربات بتا رہے ہیں۔ نعروں پر بھی گفتگو ہو رہی ہے۔ اس نعرے کا خاص طور پر تذکرہ ہے۔ ”بے شری رام ہو گیا کام“۔



شبانہ اعظمی اور راج ببر جی کو میں نے احمد آباد کے اس سفر کے دوران ایک نئے روپ میں دیکھا کتنا جذباتی، حساس اور انسانیت سے پردل ہے ان کے سینوں میں، جلتے ہوئے مکان، گولیوں کی آوازیں کس قدر ان کے دل پر قہر بن کر گزر رہی تھیں یہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ ان کے درد اور پریشانی کو الفاظ میں پیش کیا جانا ممکن نہیں ہے۔ رنجیدہ تو ہم سبھی تھے لیکن فنکاروں کے سینوں میں کتنا حساس اور درد مند دل ہوتا ہے یہ میں نے انہیں قریب سے دیکھ کر ہی جانا۔

احمد آباد سے واپسی کے بعد راج ببر صاحب نے اپنے جذبات ایک مضمون ”گودھرا کا سچ“ کے عنوان سے ظاہر کئے جسے میں جوں کا توں پیش کر دینا ضروری سمجھتا ہوں: یہ مضمون راشٹریہ سہارا اردو اور ہندی میں..... شائع کیا گیا۔

رات گئے ایک
 بجے بھی گلیوں
 کے پھانک اور
 مکھنوں کے
 جلی دار گیٹ
 کے اندر متعدد
 لوگوں کا هجوم
 دیکھ کر سمجھا
 جاسکتا تھا کہ
 حالات ابھی
 قابو میں نہیں
 ہیں۔ کہیں بھی
 کبھی بھی کچھ
 بھی ہو سکتا
 ہے یہی سب
 دیکھتے ہوئے
 رات کے تین بج
 گئے شہر کے
 لوگوں کو
 جیسے ہی
 ہماری آمد کی
 اطلاع ملی میرے
 اور تمام
 ساتھیوں کے
 موبائل فون کی
 گھنٹیاں
 مسلسل بجنے
 لگیں۔ لگاتار ان
 کسی دردناک
 داستانیں ہمیں
 خون کے آنسو
 رلاتی رہیں۔ اب
 ان آنکھوں میں
 نیند کہاں۔

گودھرا کا سچ

(احمد آباد سے واپسی کے بعد راج پور)

پارٹی کے جنرل سکرٹری امر سنگھ، شبانہ اعظمی اور سیتا رام پجوری کے ساتھ جب میں
 دہلی سے احمد آباد کے لیے جا رہا تھا تو ذہن میں بار بار یہی سوال اٹھ رہا تھا کہ آخر گجرات
 میں اتنے بڑے پیمانے پر انسانیت کا خون کیوں بہایا جا رہا ہے اور گودھرا ٹرین حادثہ کی
 حقیقت کیا ہے جو اس تمام خون خرابے کی بنیاد بنا اور جسے فرقہ پرستوں کے ذریعہ ایک
 منظم سازش بتایا گیا۔ دہلی سے احمد آباد ایئر پورٹ اسٹیٹ گیٹ ہاؤس، سرکٹ ہاؤس
 احمد آباد کی سونی مکر خونا ک سڑکوں پر گزرتے ہوئے جہاں جلی ہوئی کاروں اور دکانوں کا
 ڈھیر میرے سامنے تھا اور رات کے ایک بجے بھی گلیوں کے پھانک اور مکانوں کے جالی
 دار گیٹ کے اندر متعدد لوگوں کا ہجوم دیکھ کر سمجھا جاسکتا تھا کہ حالات ابھی قابو میں نہیں
 ہیں۔ کہیں بھی کبھی کچھ بھی ہو سکتا ہے یہی سب دیکھتے ہوئے رات کے تین بج گئے
 شہر کے لوگوں کو جیسے ہی ہماری آمد کی اطلاع ملی میرے اور تمام ساتھیوں کے موبائل فون
 کی گھنٹیاں مسلسل بجنے لگیں۔ لگاتار ان کی دردناک داستانیں ہمیں خون کے آنسو رلاتی
 رہیں۔ اب ان آنکھوں میں نیند کہاں اور دماغ میں وہی ایک سوال کسی طرح رات گزری
 صبح کا سورج نمودار ہوتا اس سے پہلے ہم سول اسپتال کے لیے نکل چکے تھے میری آنکھیں
 یہاں بھی اسی سوال کا جواب تلاش کرنے میں مصروف تھیں کہ آخر گودھرا ٹرین سانحہ کی
 حقیقت کیا ہے اور اس وقت مجھے اپنے سوال کا جواب مل گیا جب میں نے سول اسپتال
 کے برن وارڈ میں اپنی جلی ہوئی ماں کے ساتھ زخم پر بیٹھے ہوئے ایک تیرہ چودہ سال

گودھرا
اسٹیشن پر
ایک چائے والے
دکاندار سے ان
کسی جھڑپ
ہو گئی جو
اپنی چائے کے
پیسے لینے پر
بضد تھا اور یہ
دینے کے لیے
تیار نہیں تھے۔
یہی بات اس
ٹرین حادثہ کی
وجہ بنی۔ اتفاق
سے وہ چائے
والا مسلمان تھا
اور گودھرا
ریلوے اسٹیشن
کے پاس کی
ریلوے کالونی
کی جھگی
بستی میں رہتا
تھا۔ جہاں
زنجیر کھینچ
کر ٹرین روک
دی گئی اور
اس کی آواز پر
بستی والوں نے
اس ڈبہ کو
گھیر لیا اور
آگ لگا دی۔

کے بچے کو دیکھا۔ اس کا باپ بھی اسی اسپتال میں آئی سی یو میں بھرتی تھا اور زندگی اور
موت کے درمیان جنگ لڑ رہا تھا۔ اس کا ایک بھائی لاپتہ تھا۔ اس معصوم بچے گیان
پرکاش نے مجھے بتایا کہ ہم لوگ الہ آباد سے احمد آباد کے لیے سفر کر رہے تھے ہمارے پاس
تین سیٹوں کا ریزرویشن تھا لیکن ایودھیا سے جب کارسیوک ٹرین میں سوار ہوئے تو
انہوں نے ہماری سیٹوں پر قبضہ کر لیا۔ ہم بمشکل ایک سیٹ پر بیٹھنے کے لیے مجبور ہوئے۔
کارسیوکوں کی ہنگامہ آرائی نعرے بازی کا سلسلہ جاری تھا۔ ٹی ٹی نے ان سے ٹکٹ طلب
کیا تو اسے دھکا دیکر بھگا دیا۔ راستہ میں ہر اسٹیشن پر کھانے پینے کی کوئی بھی چیز اٹھا لیا،
پیسے نہ دینا، نعرے بازی اور ہنگامہ آرائی کرنا جاری تھا۔ اسی اثنا میں گودھرا اسٹیشن پر ایک
چائے والے دکاندار سے ان کی جھڑپ ہو گئی جو اپنی چائے کے پیسے لینے پر بضد تھا اور یہ
دینے کے لیے تیار نہیں تھے۔ یہی بات اس ٹرین حادثہ کی وجہ بنی۔ اتفاق سے وہ چائے
والا مسلمان تھا اور گودھرا ریلوے اسٹیشن کے پاس کی ریلوے کالونی کی جھگی بستی میں رہتا
تھا۔ جہاں زنجیر کھینچ کر ٹرین روک دی گئی اور اس کی آواز پر بستی والوں نے اس ڈبہ کو گھیر لیا
اور آگ لگا دی۔

مجھے میرے سوال کا جواب مل گیا۔ دراصل یہ تو ایک دکاندار اور خریدار کا آپسی جھگڑا
تھا، اکثر نساد کی جڑ ایسے ہی معمولی واقعات ہوتے ہیں، کسی کی سائیکل کسی راگبیر سے
ٹکرائی، کسی کا اسکوٹر سائیکل سے ٹکرا گیا، کہیں کسی دوکاندار کا کسی گاڑی سے کسی بات پر
جھگڑا ہو گیا۔ دونوں کے مذہب کا الگ الگ ہونا اس وقت ملک یا شہر کے حالات کا کشیدہ
ہونا اور فرقہ پرست ذہنیت کے لوگوں کا ایسے واقعات کی تاک میں رہنا معمولی سی باتوں
کو بہت بڑا بنا دیتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں گجرات سانحہ جیسے واقعات پیش آ جاتے ہیں۔
دراصل کارسیوک اپنے نعروں اور دی ایچ پی مندر تعمیر کے معاملہ میں اپنے اعلانوں سے
مسلمانوں کو چڑھانے کا کام کرتے ہیں جن باتوں سے انہیں نفرت ہے اور یہی باتیں

فرقہ پرست
جو ایسے ہی
کسی موقع کی
تلاش میں تھے
انسانی خون
سے ہولی
کھیلنے لگے۔
انسا کے
ہجاری بلیو کا
بلیو نگر ہی
کیا پورا
گجرات آہوں،
چبڑوں اور
آگ کے شعلوں
کے حوالے کیا
جانے لگا۔
انسانیت دم
توڑنے لگی اور
ہنستے کھیلتے
ہر یوار زندہ
آگ کے شعلوں
کے حوالے کیے
جانے لگے۔
گجرات سرکار
جس کی نعمہ
داری تھی کہ ان
فسادات پر
قلبو پاتی آگ
میں گھی ڈال
کر تماشہ
دیکھنے لگی۔

حادثوں کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ افسوس تو اس وقت ہوتا ہے جب ذمہ داریوں کی
کرسیوں پر بیٹھے ہوئے لوگ ایسے تکلیف دہ حادثات کو جان کر بھی اس طرح کے بیانات
جاری کر دیتے ہیں کہ جب کوئی بڑا پڑ گرتا ہے تو زمین ہلتی ہے اور اس طرح کے واقعات
رو نما ہوتے ہیں۔ 1984 کے فساد کی تاریخ ہمارے سامنے ہے جس سے سکھ دہشت
گردوں کو بڑھا دیا اور 6 دسمبر 1992 کے سانحہ نے مسلم دہشت گردوں کو جنم دیا اور ممبئی
بم بلاسٹ کا سانحہ عمل میں آیا ایسا ہی گودھراٹرین حادثہ کے بعد ہوا۔ جسے فرقہ وارانہ رنگ
دے دیا گیا اور منظم سازش قرار دے کر پورے گجرات کو تباہی کے دہانے پر کھڑا کر دیا
گیا۔ فرقہ پرست جو ایسے ہی کسی موقع کی تلاش میں تھے انسانی خون سے ہولی کھیلنے
لگے۔ انسا کے ہجاری باپو کا باپو نگر ہی کیا پورا گجرات آہوں، چیخوں اور آگ کے شعلوں
کے حوالے کیا جانے لگا۔ انسانیت دم توڑنے لگی اور ہنستے کھیلتے ہر یوار زندہ آگ کے
شعلوں کے حوالے کیے جانے لگے۔ گجرات سرکار جس کی ذمہ داری تھی کہ ان فسادات پر
قلبو پاتی آگ میں گھی ڈال کر تماشہ دیکھنے لگی اور مرکزی حکومت نے اس طرف سے یوں
نگاہیں پھیر لیں مانو کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ 1984 میں اندرا گاندھی قتل کے بعد کے سکھ کش
فسادات اور ممبئی کا فرقہ وارانہ فساد بھی گجرات کے اس دنگے کے سامنے ماند پڑنے لگا۔
بہر حال کچھ دن میں حالات نارمل ہوں گے، جانچ ہوگی، ذمہ دار لوگوں کی نشاندہی ہوگی،
قاتلوں کو پکڑا جائے گا، ہو سکتا ہے کہ انہیں سزائیں بھی دیدی جائیں ہو سکتا ہے میں نے
اس لیے کہا کہ کچھ لوگ اپنے سیاسی داؤ پیچوں سے قانون کی گرفت میں آنے سے بچ بھی
سکتے ہیں مگر میں یہاں ایک بات کہنا چاہوں گا کہ قاتل صرف وہ نہیں ہیں جنہوں نے قتل
کیا ہے، گناہ گار وہ بھی ہیں جنہوں نے قتل کے لیے اکسایا ہے۔ ہندوستان کے قانون
میں کسی بھی قتل کے لئے جہاں قاتل کو سزا ملتی ہے وہیں قتل کے حالات پیدا کرنے والے،
اکسانے والے کو بھی مجرم قرار دیا جاتا ہے اور سزا کا مستحق مانا جاتا ہے۔ گجرات دنگوں میں

وی ایچ پی اور بجرنگ دل کی جو کارکردگی سامنے آئی وہ اب کسی سے چھپی نہیں ہے۔ یہی پر پابندی لگائی گئی، اس پر آئی ایس آئی سے رشتوں کا شک تھا، میں اس کے دفاع میں کچھ نہیں کہنا چاہتا، وہ صحیح ہے یا غلط اس کا فیصلہ ثبوتوں کی بنیاد پر ہوگا اور ثبوت جمع کرنا ہماری خفیہ ایجنسیوں کا کام ہے لیکن ان حادثات کے بعد بھی اگر وی ایچ پی اور بجرنگ دل پر پابندی نہیں لگائی جاتی جو ملک کے امن و امان، اتحاد بھائی چارہ کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہیں تو اسے افسوس ناک ہی کہا جائے گا۔ گودھراٹرین حادثہ میں اور گجرات کے فرقہ وارانہ فسادات میں مرنے والے کون تھے ان کی ذات اور ان کا مذہب کیا تھا میرے لیے زیادہ تکلیف کی بات یہ ہے کہ وہ سب کے سب انسان تھے اور ان میں سے اکثر و بیشتر غریب انسان تھے، خون ہندو یا مسلمان کا نہیں انسان کا بہا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ مجھ سے گجرات کے وزیر اعلیٰ زیندر مودی جی نے یہ کہا کہ راج بھائی آپ جانتے ہیں کہ ہتھیار کون رکھتا ہے۔ اس بات کو قومی مفاد میں عام کرتے ہوئے میری وزیر اعلیٰ سے گزارش ہے کہ وہ ممبئی فساد کی شری کرشنا کمیشن کی رپورٹ میرٹھ کے ملینا نہ فساد کی گیان پرکاش کمیٹی کی رپورٹ اور بھاگلپور فساد سے متعلق رپورٹ کو دیکھ لیں۔ میں یہاں ہندو مسلمان کا ذکر نہیں کر رہا ہوں میرا مطلب انسانیت اور انسان سے ہے۔ مجھے فخر ہے اپنے ملک پر جو پوری دنیا میں انسان دوستی اور امن و سکون کے لیے جانا جاتا ہے مگر میں شرمندہ ہوں آج اپنے ملک کے ان حالات پر اور اپنی بے بسی پر کہ میں چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پار ہا ہوں۔ پرنا امید بھی نہیں ہوں اور مایوس بھی نہیں ہوں۔ مجھے اوپر والے کے انصاف پر بھروسہ ہے وہ ظالموں کو سزا ضرور دے گا اور مجھے اتنا حوصلہ کہ میں مظلوموں کو انصاف دلا سکوں اور آئے والے کل میں ایسی وارداتوں کو روکنے کے لیے انسانی طاقت کو یکجا کر سکوں، تلکہ ملک کا امن و امان بھی بسا ہی رہے اور اخوت و اتحاد



مجھے فخر ہے
لہنے ملک پر جو
پوری دنیا میں
انسان دوستی
اور امن و سکون
کے لیے جانا جاتا
ہے مگر میں
شرمندہ ہوں آج
لہنے ملک کے ان
حالات پر اور
لہنے بے بسی پر
کہ میں چاہ کر
بھی کچھ نہیں کر
پار رہا ہوں۔ پرنا
امید بھی نہیں
ہوں اور مایوس
بھی نہیں ہوں۔
مجھے اوپر والے
کے انصاف پر
بھروسہ ہے وہ
ظالموں کو سزا
ضرور دے گا اور
مجھے اتنا حوصلہ
کہ میں مظلوموں
کو انصاف دلا
سکوں اور آئے
والے کل میں ایسی
وارداتوں کو
روکنے کے لیے
انسانی طاقت کو
یکجا کر
سکوں، تلکہ ملک
کا امن و امان بھی
بسا ہی رہے اور
اخوت و اتحاد
بھی۔

احمد آباد سے واپسی کے بعد جناب
 امر سنگھ اور سیتارام یچوری نے اپنی بات
 دلی میں منعقد ایک پریس کانفرنس میں کہی
 اس کانفرنس میں راج بیر شبانہ اعظمی اور
 میں خود بھی شامل تھا۔ اس کانفرنس کی
 رپورٹ تقریباً تمام قومی اخبارات میں شائع
 کی گئی لی وی پر دکھائی گئی۔ میں کانفرنس
 کا جز بہت حد اختصار کے ساتھ یہاں پیش کر
 دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

گودھرا سانحہ

کارسیوکوں کی ناشائستہ حرکتوں کا رد عمل تھا

فسادیوں کو ہتھیار اور پٹرول پولس کی گاڑیوں سے فراہم کیا گیا ☆
سرکاری مشنری تشدد میں ملوث ☆ مودی کا رویہ مسلم مخالف

وی ایچ پی اور بجرنگ دل پر پابندی لگائی جائے ☆ ریاست میں صدر راج
کی ضرورت: گجرات سے لوٹے لوگ مورچہ کے ممبران پارلیمنٹ کی

پریس کانفرنس

سماج وادی پارٹی اور لوک مورچہ نے گجرات میں ہوئے پر تشدد واقعات کو سرکاری
دہشت پسندی قرار دیا ہے۔ گجرات کے فساد زدہ علاقے کے دورے سے لوٹنے کے بعد
آج یہاں سماج وادی پارٹی اور لوک مورچہ کے لیڈروں نے زیندر مودی حکومت کی
برخاستگی، گجرات میں صدر راج کے نفاذ اور دشنو ہندو پریشد و بجرنگ دل پر پابندی لگائے
جانے کا مطالبہ کیا ہے۔ لوک مورچہ اور سماج وادی پارٹی کے گجرات گئے وفد میں سماج
وادی پارٹی کے جنرل سکریٹری مسٹر امر سنگھ، سماج وادی پارٹی کے رکن لوک سبھا مسٹر راج
بیر، مارکس وادی کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر مسٹر سیتارام پجوری اور ممبر پارلیمنٹ محترمہ شبانہ
اعظمی شامل تھیں۔ اس وفد کی قیادت امر سنگھ نے کی۔ انہوں نے آج یہاں ایک پریس
کانفرنس میں کہا کہ فساد زدہ علاقوں میں پولس خاموش تماشائی بنی رہی اور اس نے احمد آباد
میں لوٹ مار کے سلسلے کو دبانے کے لئے کوئی کارروائی نہیں کی۔

انہوں نے الزام لگایا کہ فساد یوں کو ہتھیار اور پٹرول پولس کی گاڑیوں سے فراہم کیا جا
رہا تھا، ریاست کے وزیر داخلہ کے مکان کے اندر سے فائرنگ کی گئی اور ساری سرکاری

فسادیوں کو
ہتھیار اور
پٹرول پولس
کی گاڑیوں سے
فراہم کیا جا
رہا تھا،
ریاست کے
وزیر داخلہ کے
مکان کے اندر
سے فائرنگ کی
گئی اور ساری
سرکاری
مشنری دہشت
پسندی کے
ماحول کو قابو
میں کرنے کی
 بجائے خود
تشدد کو پھیلا
رہی تھی وفد
کے ارکان نے
کہا کہ
مسلمانوں کی
تین ہزار کروڑ
روپے کی ملیت
کی املاک لوٹی
گئیں یا تباہ
کسی گئیں اور
جو لوگ ملے
گئے یا جنہیں
گرفتار کیا گیا
ہے ان میں
زیادہ تر
مسلمان ہیں

سماجوا دی
ہارٹی کے جنرل
سکریٹری مسٹر
امر سنگھ نے
کھلکے اپنے دورہ
احمد آباد کے
دوران وفد نے
سیکڑوں جلی
ہوئی گاڑیاں
اور لوگوں کے
خوف زدہ چہرے
دیکھے۔
انہوں نے کھلکے
مسلمانوں کے
علاقوں کی
گھبراہندی
گولیوں کی
آوازیں اور جے
شری رام ہو گیا
کام کے نعروں
کے درمیان ہونے
والی زندگی نے
ہم سب کو اس
ملک کا شہری
کہنے میں بھی
شرمسار ہونے
پر مجبور
کر دیا ہے۔ وفد نے
محسوس کیا کہ
لوگوں کا
حکومت پر سے
بھروسہ جلتا
رہا تھا

مشنری دہشت پسندی کے ماحول کو قابو میں کرنے کی بجائے خود تشدد کو پھیلا رہی تھی۔ وفد
کے ارکان نے کہا کہ مسلمانوں کی تین ہزار کروڑ روپے کی مالیت کی املاک لوٹی گئیں یا تباہ
کی گئیں اور جو لوگ مارے گئے یا جنہیں گرفتار کیا گیا ہے ان میں زیادہ تر مسلمان
ہیں۔ ڈیلیکیشن کے مطابق گودھرا اسٹیشن پر سابرمتی ایکسپریس کے مسافر ڈبوں کو جلائے
جانے کا واقعہ اجودھیا سے احمد آباد واپس آرہے کار سیوکوں کی جانب سے لوٹ مار کئے
جانے، برتھ (سیٹ) چھیننے، ٹی ٹی کے ساتھ بدسلوکی کرنے اور خوانچہ فروشوں کو پیسے دینے
سے انکار کا رد عمل تھا۔

سماجوا دی پارٹی کے جنرل سکریٹری مسٹر امر سنگھ نے کہا کہ اپنے دورہ احمد آباد کے
دوران وفد نے سیکڑوں جلی ہوئی گاڑیاں اور لوگوں کے خوف زدہ چہرے دیکھے۔

انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے علاقوں کی گھبراہندی گولیوں کی آوازیں اور جے شری
رام ہو گیا کام کے نعروں کے درمیان ہونے والی درندگی نے ہم سب کو اس ملک کا شہری
کہنے میں بھی شرمسار ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔ وفد نے محسوس کیا کہ لوگوں کا حکومت
پر سے بھروسہ جاتا رہا تھا۔ وزیراعظم اور گجرات کے وزیراعلیٰ پر مسلمانوں کے خلاف
اشتعال انگیز تقریروں پر الزام لگاتے ہوئے مسٹر امر سنگھ نے کہا کہ وزیراعلیٰ نریندر مودی
نے وفد کو شہر کے دورے کے دوران سلامتی حفاظت کی ضمانت دینے سے انکار کر دیا۔ مسٹر
مودی کی دلیل یہ تھی کہ صرف مسلمان ہی ہتھیار لے کر گھوم رہے ہیں۔ مزید برآں انہوں
نے گجرات کے واقعات کو گودھرا میں ہوئے ایسے کافر رد عمل بتلایا۔

مسٹر امر سنگھ نے کہا کہ وزیراعظم مسٹر اٹل بھاری واجپئی نے بی جے پی کے انتخابی
اجلاس میں کہا تھا کہ انہیں مسلمانوں کے دونوں کی ضرورت نہیں ہے۔ مسٹر سنگھ نے
حکومت کے اس رویے پر سخت افسوس کا اظہار کیا کہ وہ صرف گرفتاریاں بھی اقلیتوں کی ہی
کر رہی ہے۔ مسٹر سنگھ نے زخمیوں کو 50 ہزار روپے اور مرنے والوں کے درمیان 5 لاکھ

روپے معاوضہ دینے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ مودی سرکار کو فوراً درخواست کیا جانا چاہئے۔

سماج وادی پارٹی کے ایم پی اور فلم اشار مسٹر راج بیر نے کہا کہ سابق وزیراعظم راجیو گاندھی کے دنوں سے ہی ملک میں فرقہ وارانہ ذہن بنایا جاتا رہا ہے جس کی وجہ سے فرقہ وارانہ جنون بھڑکتا رہتا ہے۔ مسٹر راج بیر نے کہا کہ اندرا گاندھی کے قتل کے بعد ہوئے تشدد کے سلسلے میں مسٹر راجیو گاندھی نے کہا تھا کہ جب کوئی بڑا درخت گرتا ہے تو زمین ضرور ہلکتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ حکومت میں بیٹھے لوگ اسے گودھرا کا رد عمل کہہ کر اپنا دامن جھاڑ رہے ہیں اور فرقہ پرستوں کو مزید انسانیت کشی پر آمادہ کر رہے ہیں۔ مسٹر بیر نے بتایا کہ احمد آباد کے اسپتال میں سائبر متی ایکسپریس پر اپنی ماں اور بہن کے ساتھ سفر کر رہے 15 سالہ گیان پرکاش چورسیا نے ٹرین حادثے کے متعلق بتایا کہ اجودھیا والے الہ آباد سے بے شری رام کانگرہ لگاتے ہوئے ٹرین پر سوار ہوئے۔ بچے نے بتایا کہ ان لوگوں نے زبردستی ہمارا ہاتھ چھین لیا اور رات بھر ٹرین میں ہنگامہ کرتے رہے۔ ٹرین میں غلطی سے کوئی بھی چیز بیچنے والا اگر آ جاتا تو یہ لوگ بغیر پیردے ہوئے زبردستی اس سے چھین لیتے تھے اور انہیں مار کر بھگا دیتے تھے۔ اس نے بتایا کہ گودھرا ریلوے اسٹیشن پر چائے والوں سے چائے لے لی اور اسے مار کر ٹرین سے نیچے پھینک دیا اس کے بعد ہی یہ سب ہوا۔ راج بیر نے بتایا کہ چائے والے کا گھر قریب کی ہی جمالی بستی میں تھا اور اتفاق سے وہ مسلمان تھا جس کے بعد ٹرین کا حادثہ پیش آیا۔ واضح رہے کہ 15 سالہ گیان پرکاش چورسیا کی ماں اور بہن دونوں ٹرین میں تھیں مرنے اور وہ موت و حیات کے بیچ اسپتال میں پڑے ہوئے ہیں۔ مسٹر بیر نے کہا کہ وی ایچ پی اور بجرنگ دل پر فوراً پابندی عائد کر کے ملک کو نکرے نکرے ہونے سے بچایا جانا چاہئے۔

مسی ہی ایم
کے سینٹر لیڈر
مسٹر سیتا رام
یچوری نے
کھلکے صورت
حال کے موٹر
کنٹرول کے لئے
ساری گجرات
ریسٹ کو
فوج کے حوالے
کر دینا چاہئے۔
انہوں نے
کھلکے ملک کا
آئین اس کی
اجازت دیتا
ہے۔
انہوں نے
کھلکے یہ
اسٹیٹ
اسپانسرڈ
بھشت گردی
ہے جو 1984ء
سے بھی زیادہ
خطرناک ہے۔
انہوں نے کہا
کہ جب تک اس
سرکار کو
نہیں ہٹایا
جائے وہاں امن
و امان قائم
ہونے کی امید
فضول ہے

مسٹر پجوری
نے کھلے
گجرات میں
حیوانیت کا
ننگا ناچ ہو رہا
ہے۔ انسانیت
جلائی جا رہی
ہے۔ انہوں نے
چشم دید
گواہوں کی
حیثیت سے
بتایا کہ وہاں
فوج کو سول
پولس کے
ماتحت رکھ کر
فسادیوں سے
دور رکھا گیا
ہے۔ جس کی
وجہ سے آج
بھی خون کی
ندیاں بہہ رہی
ہیں۔ مسٹر
پجوری نے
بتایا کہ احمد
آباد کی بے
شمار مساجد
میں بھگوان
ہنومان کی
مورتیاں رکھ
دی گئی ہیں۔

سی پی ایم کے سینئر لیڈر مسٹر ستارام پجوری نے کہا کہ صورت حال کے موثر کنٹرول
کے لئے ساری گجرات ریاست کو فوج کے حوالے کر دینا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کا
آئین اس کی اجازت دیتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ یہ اسٹیٹ اسپانسرڈ دہشت گردی ہے جو 1984ء سے بھی زیادہ
خطرناک ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب تک اس سرکار کو نہیں ہٹایا جاتا وہاں امن و امان قائم
ہونے کی امید فضول ہے۔ مسٹر پجوری نے کہا کہ گجرات میں حیوانیت کا ننگا ناچ ہو رہا
ہے۔ انسانیت جلائی جا رہی ہے۔ انہوں نے چشم دید گواہوں کی حیثیت سے بتایا کہ
وہاں فوج کو سول پولس کے ماتحت رکھ کر فساد یوں سے دور رکھا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے
آج بھی خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ مسٹر پجوری نے بتایا کہ احمد آباد کی بے شمار مساجد
میں بھگوان ہنومان کی مورتیاں رکھ دی گئی ہیں۔ ستارام پجوری نے جذباتی ہوتے
ہوئے کہا کہ مہاتما گاندھی کے قاتلوں سے امن و امان کی امید فضول ہے اور ان سے کسی کو
حب الوطنی کا شوق نکالنے کی ضرورت نہیں۔

گجرات کو جلتے ہوئے دیکھ کر لوٹی پریس کانفرنس میں موجود ممبر پارلیمنٹ شبانہ اعظمی نے
کہا کہ جس ریاست کا وزیر اعلیٰ ہم لوگوں کو تحفظ نہیں دے سکا وہ عام لوگوں کی کیا حفاظت
کرے گا۔ مسز اعظمی نے کہا کہ آزادی کے بعد فرقہ وارانہ دہشت گردی کے ذریعہ مسلم کشی کا
یہ دردناک حادثہ ہے۔ انہوں نے دکھ بھرے لہجہ میں کہا کہ زخمی مسلمان تڑپ رہے ہیں اور
انہیں اسپتال لے جانے والا کوئی نہیں ہے۔



اس پریس کانفرنس میں میڈیا کو دیئے گئے بیانات ایک ایسی تاریخی سچائی کو پیش کرتے ہیں جسے جب بھی پڑھا جائے گا آنے والی نسلیں اس دور میں مسلمانوں پر ہوئے مظالم کو جانیں گی۔ آر ایس ایس اور سنگھ پریوار کی کھلی مسلم دشمنی سے واقف ہوں گی۔ ان فرقہ پرست تنظیموں کے بطن سے وجود میں آئی فرقہ پرست پارٹی بھارتیہ جنتا پارٹی کے اقتدار میں رہتے ہوئے مسلمانوں پر کئے گئے مظالم، ان کے اجتماعی قتل، ان کے مذہب اور ان کی عورتوں کی بے عزتی سے واقف ہوں گی۔ اس سرکار میں شامل مبینہ سیکولر لیڈروں کے کردار کو بھی جانیں گی۔ جن کے بھروسے آج بھی ہندوستانی مسلمان انصاف کی امید لئے بیٹھا ہے۔ اب میں پھر واپس آتا ہوں اپنی اس رپورٹ پر جو احمد آباد سے واپسی پر لکھی گئی اور بتاریخ 5 اپریل 2002 کو راشٹریہ سہارا اردو روزنامہ کے دہلی، لکھنؤ اور گورکھپور سے شائع ہونے والے سبھی ایڈیشنز میں ادارتی صفحہ پر شائع کی گئی۔

گجرات ایک اور کربلا

گجرات کی داستان لکھنے کے لیے اب قلم روشنائی نہیں خون مانگتا ہے اور اگر کاغذ پر لکھی گئی یہ سطر میں صرف کاغذ پر ہی رہ گئیں تو سچائی دم توڑ دے گی۔ وقت کی بے رحم خاک صفحہ ہستی سے ان خون کے دھبوں کو مٹا دے گی جن میں شکم مادر سے نکال کر ذبح کر دیے جانے والے اس معصوم کا خون بھی شامل ہے جس نے ابھی دنیا دیکھی ہی نہیں تھی، جس کے دنیا میں آنے کا وقت ابھی قدرت نے طے ہی نہیں کیا تھا۔ لہذا لکھنا ہوگا گجرات کی اس خونیں داستان کو اپنے دلوں پر اور محفوظ رکھنا ہوگا روز قیامت تک۔ بتانا ہوگا آنے والی نسلوں کو کہ کربلا کی داستان تم نے تاریخ اسلام میں ہڑھی ہو گئی، سرزمین ہند پر رونما ہونے والی اس کربلا کی داستان بھی تم سن لو۔ یہاں بھی امت مسلمہ کا خون بہایا گیا تھا، یہاں بھی یزید وقت نے قہقہہ لگایا تھا، یہاں بھی رسول کی امت پر پانی بند کر دیا گیا تھا، مگر ہاں ایک فرق تھا اس کربلا میں اور اس کربلا میں، ایک بڑا فرق۔ تب معصوم سیکنے کی پیاس بجھانے کے لیے اس کے چچا عباس تھے جو پانی کا مشکیزہ لے کر چل دیے اور جنہوں نے نہر فرات پر قابض دشمنوں کی مزاحمت کے باوجود پانی مشکیزہ میں بھر لیا اور لے کر چل دیے۔ یہ اور بات ہے کہ ان کے بازو قلم ہو گئے اور انہیں لڑے بغیر اپنی قربانی پیش کر دینا پڑی تھی۔ قوم آج بھی حضرت عباس کی شجاعت کو سلام کرتی ہے۔ ان کی قربانی کو سلام کرتی ہے۔ ان کے جذبہ ایثار کو سلام کرتی ہے اور رہتی دنیا تک کرتی رہے گی۔ مگر آج کی سکیناؤں (فساد کی شکار معصوم بچیوں) کے چچا ایوان اقتدار کی صفوں میں بیٹھے مسکرا رہے ہیں۔ ان کے کانوں سے بالیاں نوچی جا رہی ہیں، ان کے رخساروں پر طمانچہ لگائے جا رہے ہیں۔ ان کی معصومیت تاریکی جا رہی ہے اور یہ چپ ہیں۔ کربلا کے میدان پر بھی رسول زاد یوں کی ردا چھین لی گئی تھی، وہاں بھی آل رسول اور محبان

اس خونیں داستان کو اپنے دلوں پر اور محفوظ رکھنا ہوگا روز قیامت تک۔ بتانا ہوگا آنے والی نسلوں کو کہ کربلا کی داستان تم نے تاریخ اسلام میں ہڑھی ہو گئی، سرزمین ہند پر رونما ہونے والی اس کربلا کی داستان بھی تم سن لو۔ یہاں بھی امت مسلمہ کا خون بہایا گیا تھا، یہاں بھی یزید وقت نے قہقہہ لگایا تھا، یہاں بھی رسول کی امت پر پانی بند کر دیا گیا تھا، مگر ہاں ایک فرق تھا اس کربلا میں اور اس کربلا میں، ایک بڑا فرق

کیا آج
پوری قوم بیمار
ہو گئی ہے۔
مسلمانوں کی
قیادت کا دم
بھرنے والے
مفلوج ہو گئے
ہیں، صفحہ
ہستی سے مٹ
گئے ہیں؟ اگر
نہیں اور ان میں
سے ایک بھی
باقی ہے تو
کیوں نہیں
صدائے حق بلند
کرتا۔ کیا اس کے
مسلمے جناب
زینب کی مثال
نہیں ہے جنہوں
نے صفحہ کربلا
کے بعد دربار
یزید میں اپنی
تقریر سے یزید
کی فتح کو
شکست میں بدل
دیا تھا اور تاریخ
شہد ہے کہ
سر حسین کو
بیکہ کر تھپے
لگنے والے یزید
کی آنکھوں میں
بھی اس وقت
آنسو تھے جب
جناب زینب
صدائے حق بلند
کر رہی تھیں۔

رسول کے لاشے بے گور و کفن پڑے رہ گئے تھے، مگر اس وقت کربلا کے میدان پر بچا کون
تھا۔ نواسہ رسول کے بھانجے عون محمد، بھتیجے قاسم، شہید رسول فرزند حسین علی اکبر اور
یہاں تک کہ 6 ماہ کے شیر خوار معصوم علی اصغر بھی جنگ کے میدان میں شہید ہو چکے تھے
اور کربلا کے آخری شہید حضرت امام حسین بھی خود کو قربان کر چکے تھے۔ صرف ایک بیمار
کربلا سید سجاد، فرزند حسین حضرت امام زین العابدین تھے اور وہ بھی اس حالت میں کہ
ان کے ہاتھوں میں جھکڑی، پیروں میں بیڑیاں اور گلے میں طوق، تاہم۔۔۔ تاہم انہوں
نے اپنی تقریر سے یزید کی فتح کے جشن کو روک دیا تھا۔ شام کے باشندوں پر یہ حقیقت
واضح کر دی تھی کہ ظالم یزید نے کن معصوموں کا خون بہایا ہے اور سید سجاد کی تقریر نے اہل
شام کو یزید کے خلاف بغاوت پر مجبور کر دیا تھا۔ کیا آج پوری قوم بیمار ہو گئی ہے۔
مسلمانوں کی قیادت کا دم بھرنے والے مفلوج ہو گئے ہیں، صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہیں؟
اگر نہیں اور ان میں سے ایک بھی باقی ہے تو کیوں نہیں صدائے حق بلند کرتا۔ کیا اس کے
سامنے جناب زینب کی مثال نہیں ہے جنہوں نے سانحہ کربلا کے بعد دربار یزید میں اپنی
تقریر سے یزید کی فتح کو شکست میں بدل دیا تھا اور تاریخ شاہد ہے کہ سر حسین کو دیکھ کر قہقہے
لگانے والے یزید کی آنکھوں میں بھی اس وقت آنسو تھے جب جناب زینب صدائے حق
بلند کر رہی تھیں۔

وہ بھی محرم کا مہینہ تھا، یہ بھی محرم کا مہینہ ہے، وہ بھی حق اور باطل کی جنگ تھی، یہ بھی
ظالم اور مظلوم کی جنگ ہے۔ اس وقت ظالموں کے سامنے نشانہ آل رسول اور عجمان رسول
تھے اور آج ظالموں کا عتاب امت رسول پر ہے۔ پر اب کوئی حسین نہیں، کوئی عباس نہیں،
تو کیا اب کوئی نہیں اٹھے گا امت مسلمہ سے حق کا پرچم لے کر جو سر زمین ہند پر رونما ہونے
والی اس کربلائی داستان کو اس ایوان میں بیان کر سکے، جہاں ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ
کرنے والے بیٹھتے ہیں۔ کیا کوئی بتائے گا وزیراعظم سے لے کر ایوان کے ہر ممبر کو کہ تقسیم

اگر آپ کسی
مصرفیت نہ
آپ کو اتنی
مہلت نہ دی ہو
کہ آپ ان کے
زخمی دلوں
سے بہتے ہوئے
خون کو اپنی
آنکھوں سے
دیکھ پائے
ہوں، روتے
روتے خشک
ہو گئی ان کی
آنکھوں کی
ویرانی، آپ کی
نظروں کے
سامنے نہ
گزری ہو، ان
کی لجڑی ہوش
زندگیوں کی
داستان خود
ان کی زبانی
اگر آپ نہ سن
پائے ہوں تو
ہم آپ کے
سامنے بیان کر
دیتے ہیں
سرزمین ہند
پر رونما ہونے
والی اس کربلا
کی داستان اور
یزید وقت کا
ظلم و ستم

وطن کے بعد مسلمانوں کے نام پر بنے ملک میں دلچسپی نہ لے کر ہندوستان سے عقیدت و
محبت رکھنے والوں پر سرزمین گجرات پر کیا گزری۔ اگر آپ کی مصرفیت نے آپ کو اتنی
مہلت نہ دی ہو کہ آپ ان کے زخمی دلوں سے بہتے ہوئے خون کو اپنی آنکھوں سے دیکھ
پائے ہوں، روتے روتے خشک ہو گئی ان کی آنکھوں کی ویرانی، آپ کی نظروں کے
سامنے نہ گزری ہو، ان کی لجڑی ہوئی زندگیوں کی داستان خود ان کی زبانی اگر آپ
نہ سن پائے ہوں تو ہم آپ کے سامنے بیان کر دیتے ہیں سرزمین ہند پر رونما ہونے والی
اس کربلا کی داستان اور یزید وقت کا ظلم و ستم۔ آپ بس اتنا کر لیجئے کہ ہم سے یہ داستان
سن لیجئے پھر ہماری آواز میں اپنی آواز ملا کر اسے اس مقام تک پہنچا دیجئے جہاں سے یہ
المیہ ہندوستان کی تاریخ میں درج ہو جائے تاکہ کل کوئی مورخ یہ نہ لکھ پائے کہ گجرات
میں ہوا فساد اور کچھ نہیں گودھرا کا فطری رد عمل تھا اور ریاستی حکومت نے بہت جلد فسادات
پر قابو پایا تھا اور حالات معمول پر آ گئے تھے۔ اس لیے کہ سچ یہ نہیں ہے۔ نہ یہ رد عمل تھا نہ
فرقہ وارانہ فساد تھا، نہ حکومت نے قابو پایا اور نہ حالات معمول پر آئے۔ یہ نسل کشی تھی
مسلمانوں کی اور اس کی ذمہ دار سرکار تھی۔ سرکاری حملہ تھا اور سرکاری پشت پناہی حاصل
کیے وہ ظالم تھے جو جن جن کر مسلمانوں کو صغیر، سستی سے مٹا دینا چاہتے تھے۔

سچ وہ نہیں ہے جو گجرات کے وزیر اعلیٰ نریندر مودی نے بتایا، سچ وہ نہیں ہے جو
وزیر داخلہ لال کرشن اڈوانی نے سمجھایا، سچ وہ نہیں ہے جو بھاجپا اور مرکزی حکومت
دکھانے کی کوشش کر رہی ہے۔ سچ کچھ اور ہے، جو میڈیا نے دیکھا ہے، اپنے سینوں میں
درد مند دل رکھنے والے حق پسندوں نے دیکھا ہے اور بیان کیا ہے۔ وہ بہت تکلیف دہ،
بہت شرمناک، بہت کربناک، بہت افسوسناک ہے، ہمیں یقین ہے کہ اگر آپ اس سچ کو
اپنی زبان دے دیں گے تو پھر بھی تڑپ جائے گا، سنگ دل انسان بھی خون کے آنسو رو
دیں گے اور وہ جن کی نادانی نے یہ خون بہایا ہے وہ جن کی مدد سے یہ اقتدار کے نشہ میں

ہندوستان
 کسی آنے والی
 نسلیں کبھی
 معاف نہیں
 کریں گی آج کہ
 دور کہ
 ہندوستان کی
 اس بدترین
 تاریخ بنانے
 والوں کو، ان
 کی حمایت
 کرنے والوں کو
 اور اپنی
 خاموشی سے
 ان کی راہیں
 ہموار کرنے
 والوں کو کہ
 اہنساکے
 ہجاری بلہو
 کی بھرتی پر
 ہنساکا ننگا
 ناچ کیسے ہوا۔
 ایک 6 سال کا
 بچہ جس نے
 اپنی آنکھوں
 کے سامنے اپنی
 ماں اور 6 بھائی
 بہنوں کو بے
 رحمی کے ساتھ
 قتل ہونے ہونے
 دیکھا ہے

چور ہیں اپنے کیے پر نہ صرف شرمندہ ہوں گے بلکہ انہیں احساس ہوگا کہ اقتدار کی ہوس
 نے انہیں انسان سے کیا بنا دیا۔ ہندوستان کی آنے والی نسلیں کبھی معاف نہیں کریں گی
 آج کے دور کے ہندوستان کی اس بدترین تاریخ بنانے والوں کو، ان کی حمایت کرنے
 والوں کو اور اپنی خاموشی سے ان کی راہیں ہموار کرنے والوں کو کہ اہنساکے ہجاری باپوں کی
 دھرتی پر ہنساکا ننگا ناچ کیسے ہوا۔

ایک 6 سال کا بچہ جس نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی ماں اور 6 بھائی بہنوں کو بے
 رحمی کے ساتھ قتل ہوتے ہوئے دیکھا ہے اور وہ خود اس لیے بچ گیا کیوں کہ اپنی ماں
 بہن بھائیوں کو درندگی سے قتل ہوتے ہوئے نہ دیکھ سکا اور بے ہوش ہو گیا۔ قاتلوں نے
 اسے بھی مردہ سمجھا اور چلے گئے ورنہ اس خاندان کے دردناک واقعہ کو بیان کرنے والا
 بھی کوئی نہ ہوتا۔

ایک ہی خاندان کے 19 افراد کو انہیں کے گھر میں بے دردی سے مار دیا گیا جس کی
 مثال ملتی مشکل ہے۔ پہلے انہیں کمرے میں بند کیا، پھر اس کمرے میں پانی بھرا گیا اور
 پانی میں ہائی پاور کرنٹ چھوڑ دیا گیا جس سے وہ سب کے سب تڑپ تڑپ کر اپنی جان
 سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

نوجوان لڑکیوں اور عورتوں کی ان کے خاندان کے افراد کی موجودگی میں اجتماعی
 عصمت دری کی گئی پھر ان سب کو زندہ جلا ڈالا گیا۔ ظلم اور بربریت کی انتہا یہ کہ ایک حاملہ
 عورت نے جب ان وحشی درندوں سے رحم کی بھیک مانگی تو پہلے اس کا پیٹ چاک کر کے
 اس کے بچے کو شکم سے باہر نکالا گیا اور قتل کیا گیا پھر ماں اور بچے دونوں کو نذر آتش
 کر دیا گیا۔ قتل و خون کا یہ سلسلہ تادم تحریر جاری ہے۔ حال ہی کا واقعہ ہے کہ دو افراد پولس
 کی حفاظت میں اپنے گھریا کی باقیات دیکھنے کے لیے جب اپنے علاقہ میں پہنچے تو ان کو
 پولس تحفظ کے دوران ہی ہلاک کر دیا گیا۔

ہر ایک شخص
 کی داستان
 ایسی ہی
 کرناک داستان
 ہے جسے سننے
 کے لیے اب وہ
 زندہ نہیں ہیں۔
 کچھ خوش
 قسمت یا
 بدقسمت جو بچ
 گئے ہیں اور
 اپنی داستان
 جو مندرجہ
 بالا سطروں
 میں بیان کی
 گئی ہے سنا
 رہے ہیں وہ
 ایک ہلکی سی
 جھلک ہے
 گجرات میں
 برہا اس قبیل
 صغریٰ کی جو
 منجانب اللہ
 نہیں بلکہ ان
 خوشی برندوں
 کی طرف سے
 لائی گئی تھی
 جنہوں نے
 انسان ہوتے
 ہوئے انصافیت
 کو شرمندہ کیا۔

یہ تھیں چند داستانیں ان مظلومین کی جنہوں نے نہ صرف قیامت خیز مظالم کو اپنی
 آنکھوں سے دیکھا بلکہ ان اذیتوں کو اپنے اوپر سہا۔ گجرات کے ان فسادات میں
 جہاں (تادم تحریر) ایک ہزار سے زیادہ لوگ تہ تیغ کر دیے گئے یا زندہ جلا دیے گئے ان
 میں سے ہر ایک شخص کی داستان ایسی ہی کرناک داستان ہے جسے سننے کے لیے اب
 وہ زندہ نہیں ہیں۔ کچھ خوش قسمت یا بدقسمت جو بچ گئے ہیں اور اپنی داستان جو مندرجہ بالا
 سطروں میں بیان کی گئی ہے سنا رہے ہیں وہ ایک ہلکی سی جھلک ہے گجرات میں برہا اس
 قیامت صغریٰ کی جو منجانب اللہ نہیں بلکہ ان خونی درندوں کی طرف سے لائی گئی تھی جنہوں
 نے انسان ہوتے ہوئے انسانیت کو شرمندہ کیا۔ بلکہ ان کے اس عمل سے حیوان بھی
 شرمندہ ہوں گے۔ مگر افسوس کہ ان خونی درندوں اور ان کی پشت پناہی کرنے والوں کو
 بچانے کے لیے مرکزی سرکار بھی کمر بستہ ہے اور اس کی حلیف جماعتیں بھی۔ حزب
 مخالف سے جو آوازیں بلند ہو رہی ہیں ان میں کتنی دوث کے لیے ہیں اور کتنی حق،
 انصاف اور انسانیت کے لیے ابھی یہ سمجھنا باقی ہے۔ اس لیے کہ جس طرح یہ آوازیں
 اٹھائی جا رہی ہیں اور بے اثر ہو رہی ہیں اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ زیندر مودی سرکار
 کی برخاستگی اور مظلومین کی دردناک داستان کو اپنی زبان سے بیان کر دینے کو ہی اپنے
 فرض کی ادائیگی سمجھ بیٹھے ہیں جبکہ ضرورت ہے عملی اقدام کی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر
 پارلیمنٹ نہ چلنے دینے والے داندار ٹھہرائے گئے وزیر دفاع جارج فرناڈیز کو ابھی تک
 ان کی حیثیت کے ساتھ تسلیم نہ کرنے والے زیندر مودی وزیر اعلیٰ گجرات اور وزیر داخلہ کو
 کیونکر تسلیم کیے بیٹھے ہیں اور اگر یہ حکومت سب کچھ جانتے ہوئے بھی ریاستی حکومت کو
 بچانے میں مصروف ہے ہزاروں بے گناہ انسانوں کے قاتلوں کو بچانے میں مصروف ہے تو
 کیوں نہیں اس حکومت کو اکھاڑ پھینکنے کا عزم کرتے۔ تمام حقائق کو صدر جمہوریہ کی خدمت
 میں پیش کرتے اور ان سے درخواست کرتے کہ یہ وقت ہے کہ جب وہ بحیثیت صدر

مملکت اپنے اختیارات کا استعمال کریں ورنہ اس ملک میں انسانیت دم توڑ دے گی، جمہوریت، قومی یکجہتی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی، گنگا جمنی تہذیب صرف ماضی کی بھولی بسری کہانیاں بن کر رہ جائیں گی۔ ملک بین الاقوامی سطح پر بدنام ہوگا اور اگر اس سب کے باوجود بھی ریاستی اور مرکزی حکومت اقتدار میں بنی رہتی ہیں۔ اپنے آپ کو سیکولر کہنے والی سرکار کی حلیف جماعتیں بھی بے شرمی کے ساتھ اقتدار سے چپکے رہنے کے لیے ان کا ساتھ دیتی ہیں تو پھر اتر آئیں سڑکوں پر جمہوریت کی بقا کے لیے ہر وہ قدم اٹھائیں جس کی جمہوریت نے اجازت دی ہے۔ اجتماعی شکل میں استغنیٰ دے دیں پارلیمنٹ سے، نئے انتخابات کا مطالبہ کریں۔ عوام کے درمیان جا کر بتائیں کہ چند فرقہ پرستوں، موقہ پرستوں، انسانیت دشمنوں کی وجہ سے ملک بدنام ہو رہا ہے، جمہوریت داغدار ہو رہی ہے۔ اب اس کی بقا آپ ہی کے ہاتھوں میں ہے۔ آگے آئیں اور ثابت کر دیں کہ گاندھی اور آزاد کا یہ ملک آج بھی قومی یکجہتی میں یقین رکھتا ہے۔ اتحاد و اخوت اسے آج بھی اتنے ہی عزیز ہیں جتنے کل تھے۔ اپنی جس تہذیب کے لیے ہندوستان ساری دنیا میں اپنا منفرد مقام رکھتا تھا، ہندوستان کی اکثریت نے آج بھی اس تہذیب کا دامن نہیں چھوڑا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کچھ گمراہ لوگ جو بیتے ہوئے کل میں بھی تھے جنہوں نے ملک کی تقسیم کی بنیاد ڈالی، جنہوں نے آزادی کے مسیحا مہاتما گاندھی کو قتل کر ڈالا ایسے کچھ لوگ آج بھی زندہ ہیں اور آج بھی ویسی ہی شرمناک حرکتیں کر رہے ہیں جیسی کہ تقسیم وطن کے وقت اور اس کے فوراً بعد کی تھیں۔ شاید ان کا مشاہی ہے کہ پھر ایک بار ملک کو تقسیم کر دیا جائے۔ بار بار ہندوستان کو ہندو راشٹر کے طور پر قائم کرنے کا اعلان کرنا آراہیں ایس کے ذریعہ اپنے بنگلور اجلاس میں مسلمانوں کو دھمکاتے ہوئے ہندوؤں کے رحم و کرم پر رہنے کی تلقین کرنا، بنگلہ دیش میں ہندوؤں کے لیے ایک الگ ہوم لینڈ کی ڈیمانڈ کرنا بنگلہ دیش سے ہندوؤں کو ہندوستان چلے آنے کے لیے راہیں ہموار کرنا اس بات کا واضح

شاید ان کا
منشا یہی ہے کہ
پھر ایک بار
ملک کو تقسیم
کر دیا جائے۔
بار بار
ہندوستان کو
ہندو راشٹر کے
طور پر قائم
کرنے کا اعلان
کرنا آراہیں
ایس کے ذریعہ
اپنے بنگلور
اجلاس میں
مسلمانوں کو
دھمکاتے ہوئے
ہندوؤں کے
رحم و کرم پر
رہنے کی تلقین
کرنا، بنگلہ
دیش میں
ہندوؤں کے
لیے ایک الگ
ہوم لینڈ کی
ڈیمانڈ واضح
اشارہ ہے کہ
اب آراہیں
ایس جیسی
طاقتیں ملک کو
توڑ دینا
چاہتی ہیں

اجودھیا تنازع اور گجرات کا مسلم کش فساد ان کا الٹس ٹیسٹ ہے جس کے ذریعہ وہ یہ پتہ لگالینا چاہتے ہیں کہ مسجدوں کو مسمل کر کے مندر بنادینے اور لاتعداد مسلمانوں کا سڑکوں پر خون بہادینے کا قومی و بین الاقوامی سطح پر کیا رد عمل ہوتا ہے۔ اگر اسے پچالیا جاتا ہے مسلمان خوفزدہ ہو کر خلسہوش ہو جاتا ہے۔ ان سے رحم کی بھینک ملانگنے ہوئے اپنی شناخت کو ختم کر کے ان کی پناہ میں رہنے کے لیے رضامند ہو جاتا ہے۔

اشارہ ہے کہ اب آرائس ایس جیسی طاقتیں ملک کو توڑ دینا چاہتی ہیں۔ اجودھیا تنازع اور گجرات کا مسلم کش فساد ان کا ٹیسٹ ہے جس کے ذریعہ وہ یہ پتہ لگالینا چاہتے ہیں کہ مسجدوں کو مسمل کر کے مندر بنادینے اور لاتعداد مسلمانوں کا سڑکوں پر خون بہادینے کا قومی و بین الاقوامی سطح پر کیا رد عمل ہوتا ہے۔ اگر اسے پچالیا جاتا ہے مسلمان خوفزدہ ہو کر خاموش ہو جاتا ہے۔ ان سے رحم کی بھینک مانگتے ہوئے اپنی شناخت کو ختم کر کے ان کی پناہ میں رہنے کے لیے رضامند ہو جاتا ہے، جمہوری قدروں کے علمبردار تھک کر بیٹھ جاتے ہیں، عدالتیں لاچار و مجبور ہو کر سردمہری اختیار کر لیتی ہیں، صدر جمہوریہ اپنے محدود اختیار کی بنا پر چاہ کر بھی کچھ نہ کر پانے کی پوزیشن میں ہوتے ہیں، بین الاقوامی سطح پر امریکہ اسلامی ممالک کے خلاف ویسی ہی جنگ چھیڑ دیتا ہے جیسی کہ مسلمانوں کے خلاف ہندوستان کی فرقہ پرست طاقتیں، تو پھر یہ وہ صورت حال ہے جس میں کہ فرقہ پرست طاقتوں کے ہندو راشٹر کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنا ناممکن نہیں ہے۔ اس ملک میں مسلمان ہندوؤں سے کبھی خوفزدہ نہیں رہا، نہ ہندوؤں سے اسے کبھی نفرت رہی نہ عدم اعتماد، یہی وجہ ہے کہ آزادی کے بعد کے 54 برسوں میں کوئی نہ کوئی ہندو ہی رہا جسے وہ اپنا لیڈر تسلیم کرتا رہا۔ ملک میں آج بھی صدر جمہوریہ ہندو، وزیراعظم، وزیر داخلہ، تمام اہم وزراء، قیوں فوجوں کے سربراہ، چیف سکریٹری، بیشتر گورنر سب کے سب ہندو ہیں۔ بیشتر ریاستوں کے اعلیٰ افسران حتیٰ کہ تقریباً تمام اضلاع کے کلکٹر اور پولس کپتان ہندو مگر مسلمانوں کی زبان پر کبھی حرف شکایت نہیں۔ کسی پر عدم اعتماد نہیں جب تک کہ گجرات جیسے واقعات رونما نہ ہوں، تو پھر کیسا ہندو راشٹر بنانا چاہتے ہیں آرائس ایس، وشو ہندو پریشد، بکرنگ دل اور شیو سینا کے لوگ شاید ایسا کہ جس میں مسلمانوں کے رہنے کی کوئی گنجائش نہ ہو یا پھر وہ اپنی شناخت کو کھو کر رہیں۔ غائبانہ گزشتہ چار ریاستوں کے انتخابات کے وقت وزیراعظم کا یہ جملہ کہ انہیں کامیابی کے لیے مسلمان دھندوں کی ضرورت نہیں

ہے، کافر قہ پرستوں نے غلط مطلب لیا اور فرقہ پرست طاقتوں نے یہ تسلیم کر لیا کہ اگر ہمارے برسرِ اقتدار آنے کے لیے مسلمان ووٹوں کی ضرورت نہیں ہے تو پھر اس ملک میں مسلمانوں کو زندہ رہنے کی ضرورت بھی کیا ہے اور بس اسی سوچ نے قہر برپا کر دیا گجرات کے مسلمانوں پر۔ اگر فرقہ پرستوں کی مکمل تحریک، ان کے بیانات اور ان کے عمل کا بغور جائزہ لیں تو پھر شدید ضرورت کا احساس ہوتا ہے، ایسے تمام واقعات کی مکمل تحقیق کا جو فرقہ دارانہ فسادات یا دہشت گردی کی وجہ بنے۔ یہ تو اب کوئی پوشیدہ بات نہیں ہے کہ فرقہ پرست طاقتوں کو برسرِ اقتدار آنے کے لیے یا اپنے خوابوں کا ہندو راشٹر بنانے کے لیے ہندو مسلم فسادات، ہندو مسلم تنازعات کی سخت ضرورت ہے۔ اس لیے کہ یہی ایک بات ان کے منصوبوں کو پروان چڑھا سکتی ہے۔ پارلیمنٹ پر حملہ، کلکتہ میں امریکن سینٹر پر دھماکہ، جموں و کشمیر اسمبلی پر حملہ، گودھرا ٹرین حادثہ آخر اس سب کے پیچھے کیا ہے؟ کون سی طاقتیں اور کیا مصلحتیں کارفرما ہیں؟ بہت سی باتیں ہیں جو سوچنے پر مجبور کرتی ہیں۔ گودھرا ٹرین سانحہ کا مجرم حاجی بلال بھاجپا کے ممبر پارلیمنٹ جے دیپ ٹیل کا دوست، کاروبار میں مددگار حاجی بلال کا ماضی بھرمانہ اور اس کے بھرمانہ دھندوں میں اس کی سرپرستی و حمایت کرنے والا یہ بھاجپا کا ممبر پارلیمنٹ۔ غداروں کی صف میں آج بھی میر جعفر اور جے چندوں کی کمی نہیں ہے۔ کوئی بھی بک سکتا ہے اور گمراہ ہو سکتا ہے۔ ہندو بھی اور مسلمان بھی۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ حاجی بلال نام کا یہ شخص اور اس کے جیسے دیگر مسلمان اپنے دوست اپنے ساتھی بھاجپا کے ممبر پارلیمنٹ جے دیپ ٹیل کے ہاتھوں بک گئے ہوں اور ایک خطرناک سازش کا حصہ بن بیٹھے ہوں۔ دنیا کی تاریخ میں ایسے واقعات کی کمی نہیں ہے جب اقتدار کی چاہ میں اپنوں نے اپنوں کا خون کر ڈالا ہو، پھر ذات برادری اور دھرم کیا چیز ہے۔ 100 کروڑ کے ملک میں دو چار ہزار ہندوستانوں کے قتل سے اگر منفی سوچ رکھنے والوں کا خواب پورا ہو سکتا ہے تو کیا وہ ایسا قدم نہیں اٹھا

یہ تو اب کوئی پوشیدہ بات نہیں ہے کہ فرقہ پرست طاقتوں کو برسرِ اقتدار آنے کے لیے یا اپنے خوابوں کا ہندو مسلم فسادات، ہندو مسلم تنازعات کی سخت ضرورت ہے۔ اس لیے کہ یہی ایک بات ان کے منصوبوں کو پروان چڑھا سکتی ہے۔ پارلیمنٹ پر حملہ، کلکتہ میں امریکن سینٹر پر دھماکہ، جموں و کشمیر اسمبلی پر حملہ، گودھرا ٹرین حادثہ آخر اس سب کے پیچھے کیا ہے؟

دنیا کی تاریخ
میں ایسے
واقعات کی کمی
نہیں ہے جب
لقتدار کی چاہ
میں لہنوں نے
لہنوں کا خون
کر ڈالا ہو، پھر
ذات برادری
اور دھرم کیا
جبر ہے۔ 100
کروڑ کے ملک
میں دو چار
ہزار
ہندوستانیوں
کے قتل سے اگر
منفی سوچ
رکھنے والوں کا
خواب پورا ہو
سکتا ہے تو کیا
وہ ایسا قدم
نہیں لٹھا سکتے
ہیں اس کی
تحقیق شد
ضروری ہے۔
پارلیمنٹ ہر
حملہ کون تھے
وہ لوگ؟ منشا
کیا تھا؟ اس کے
پیچھے کسی
کھنسی کیا ہے۔
سارے کامارا
سچ سامنے آنا
ہی چاہیے

سکتے ہیں اس کی تحقیق شد ضروری ہے۔ پارلیمنٹ پر حملہ۔ کون تھے وہ لوگ؟ منشا کیا تھا؟
اس کے پیچھے کی کہانی کیا ہے۔ سارے کامارا سچ سامنے آنا ہی چاہیے۔ وہ شاطر ذہن،
چالاک شخص، جو بتارس کی ایک چھوٹی سی ہستی میں پیدا ہوا۔ معمولی گھرانے سے تعلق رکھتا
تھا، اپنے شاطر دماغ کے بل پر چند برسوں میں ہی خاک پتی سے ارب پتی بن جاتا ہے۔
دنیا کے سب سے بڑے مافیا ڈان داؤد ابراہیم سے بڑا مافیا ڈان بننے کا نہ صرف خواب
رکھتا ہے بلکہ اس خواب میں حقیقت کا بھی رنگ بھرنے میں کامیاب دکھائی دیتا ہے۔
بہت قلیل مدت میں اربوں روپے کی دولت اکٹھی کر لیتا ہے اور ایک بڑا نیٹ ورک بھی۔
پھر ایک انتہائی بے وقوفی سے بھرا قدم اٹھاتا ہے جس کی امید ایک تھرڈ گریڈ کے مجرم سے
بھی نہیں کی جاسکتی۔ وہ خود ٹیلی فون کر کے امریکن سینٹر پر حملے کی ذمہ داری لیتا ہے یہ
جانتے ہوئے بھی کہ ہندوستان کے وزیر داخلہ ایل کے اڈوانی کے دورہ امارات کے بعد
خواہگی معاہدہ ہو چکا ہے اور اس جرم کو قبول کر لینے کے بعد اس کی ہندوستان کو سپردگی کی
جاسکتی ہے۔ کشمیر میں بی ایس ایف دہشت گردی پر قابو پانے کے لیے لوہے سے لوہا
کاٹنے کے فارمولے پر عمل کر رہی ہے۔ کوکا پرے جیسا شخص اسی فارمولے کی دین ہے۔
اس میں کچھ برائی نہیں، دہشت گردی پر قابو پانا ضروری ہے۔ وہ چاہے جیسی بھی ہو، مگر
بدلے ہوئے حالات میں یہ تحقیق بھی ضروری ہے کہ دہشت گردوں کا استعمال فرقہ وارانہ
فسادات برپا کرنے کے لیے تو نہیں ہو رہا ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے تو کبھی کشمیر
کے علیحدگی پسندوں کی مہم کا ساتھ دیا نہیں۔ لیکن ہندو راشٹر کی بات کرنے والوں کی
طرف سے یہ فارمولہ ضرور سننے میں آیا کہ جموں و کشمیر کو تین ٹکڑوں لداخ، جموں اور کشمیر
میں تقسیم کر دیا جائے۔ ظاہر ہے یہ فارمولا جہاں علیحدگی پسند کشمیریوں کے لیے راہیں
ہموار کرتا ہے وہیں فرقہ فرست طاقتوں کو یہ کہنے کا موقع بھی دیتا ہے کہ مسلمان ہندوستان
کے ساتھ رہنا نہیں چاہتا جب بھی اسے الگ ہونے کا موقع ملتا ہے وہ الگ ہو جاتا ہے۔

اب نہ گودھرا
شرین سلفجہ
اتفاق لگتا ہے
اور نہ گجرات
میں مسلم کش
فسادات۔
دونوں واقعات
کے پیچھے لمبی
تیلاری، منظم
سازش کار
فرمانظر آتی
ہے۔ جس کا پتہ
لگنا از حد
ضروری ہے۔

چاہے پاکستان کا معاملہ ہو یا کشمیر کا اور پھر یہ علیحدگی ایک نیا داغ لگاتی ہندوستانی مسلمانوں پر، وجہ بنتی فرقہ وارانہ فسادات کی۔ فرقہ پرست طاقتیں اور چند قدم آگے بڑھ جاتیں اپنے ناپاک عزائم کو پورا کرنے میں۔ لہذا ملک کے اتحاد، اخوت اور یکجہتی میں یقین رکھنے والوں کے لیے لازم ہے کہ وہ آج ہر مشکوک واقعہ کی اعلیٰ سطحی تحقیق کرائیں تاکہ ہر واقعہ کی تہ تک پہنچا جاسکے۔ اب نہ گودھرا شرین سانچہ اتفاق لگتا ہے اور نہ گجرات میں مسلم کش فسادات۔ دونوں واقعات کے پیچھے لمبی تیاری، منظم سازش کار فرمانظر آتی ہے۔ جس کا پتہ لگنا از حد ضروری ہے۔ اس لیے کہ پہلے حادثہ کے 35 دن بعد یعنی تادم تحریر بھی گجرات میں امن نہیں ہے۔ نہ صرف یہ کہ فرقہ وارانہ فسادات کا سلسلہ جاری ہے بلکہ کیمپوں میں رہ رہے پناہ گزینوں کو بھی مدد پہنچنا محال ہو گئی ہے۔ جو بچ گئے ہیں اب خوف اور بھوک سے مرنے کے قریب ہیں۔ یعنی ان کے کیمپوں کو ایزارسانی کی جگہ بنادیا گیا ہے اور وہ لوگ جو اپنے گھروں میں ہیں وہیں قید ہو کر رہ گئے ہیں۔ اپنی شناخت کے ساتھ، اپنی داستان غم سنانے کی سکت بھی ان میں باقی نہیں رہی ہے۔ درجنوں غیر جانبدار تنظیمیں گجرات کے فساد زدہ علاقوں اور کیمپوں کا دورہ کر چکی ہیں۔ یعنی شاہدوں پر مبنی اپنی رپورٹ پیش کر چکی ہیں۔ قومی حقوق انسانی کمیشن، قومی اتھیتی کمیشن، مشترکہ پارلیمانی وفد اور بہت سی فلاحی تنظیمیں گجرات کا دورہ کر چکی ہیں۔ ایک بات جس پر سب اتفاق کرتے ہیں وہ ہے منظم طریقہ سے مسلمانوں کی نسل کشی، ان کا قتل کر دیا جانا، زندہ جلادیا جانا، ان کی املاک کا تباہ کر دیا جانا۔ اس کے پیچھے فرقہ پرست تنظیموں کا کردار اور ریاستی حکومت کی پشت پناہی۔ ایک طرف سے تقریباً سبھی نے وزیر اعلیٰ گجرات نریندر مودی کو بدخواست کر دیے جانے کی مانگ بھی کی ہے۔ حالاں کہ ان کے جرم کے مقابلہ میں یہ سزا کچھ بھی نہیں۔ ان کے کردار کی اعلیٰ سطحی جانچ ہونی چاہئے اور ان کا جرم ثابت ہونے پر انہیں سزا کا مستحق قرار دیا جانا چاہئے۔

ایک بات جس پر سب اتفاق کرتے ہیں وہ ہے منظم طریقہ سے مسلمانوں کی نسل کشی، ان کا قتل کر دیا جانا، زندہ جلایا جانا، ان کی املاک کا تباہ کر دیا جانا۔ اس کے پیچھے فرقہ پرست تنظیموں کا کردار اور ریاستی حکومت کی ہشت پناہی۔ ایک طرف سے تقریباً سبھی نے وزیر اعلیٰ گجرات فریندر مسودی کو برخاست کر دیے جانے کی مانگ بھی کی ہے۔

ہندوستان کی تاریخ میں گجرات کا فرقہ وارانہ فساد پہلا فساد نہیں ہے، خود گجرات کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو آزادی سے قبل سے لے کر حالیہ فساد تک متعدد فرقہ وارانہ فسادات ہوئے ہیں اور ان کے تھمنے میں وقت بھی لگا ہے۔ مگر آج کے فسادات ہندوستان کی تاریخ میں جن دو فسادات سے مشابہت ہیں رکھتے ہیں وہ ہیں جلیانوالہ باغ اور تقسیم وطن کے وقت ہوئے فرقہ وارانہ فسادات، جب ایک ساتھ اتنے بڑے پیمانے پر بے گناہ انسانوں کا ایک طرف قتل عام کیا گیا۔ جلیانوالہ باغ کی داستان کو اگر اس وقت نظر انداز کر دیں اس لیے کہ وہ انگریزوں کا ظلم تھا ہندوستانیوں پر تو تقسیم وطن کے بعد رونما ہونے والے فسادات کا ذکر کرنا ضروری ہوگا، اس لیے کہ وہ فساد بھی ہندوستانیوں کا ہندوستانیوں پر ظلم تھا اور یہ فساد بھی ہندوستانیوں کا ہندوستانیوں پر ظلم ہے۔ اس کی بنیاد بھی فرقہ پرستی تھی اور اس کی بنیاد بھی فرقہ پرستی ہے۔ اس کے پس منظر میں بھی ملک کی تقسیم نظر آتی تھی اور حالیہ فسادات کے پس منظر میں بھی ملک کی تقسیم کی کوشش کا فرما نظر آتی ہے۔ اس وقت بھی ملک کی سیاست ایسے لوگوں کی گرفت میں تھی جنہیں ملک کی تقسیم کی ذمہ داری سے الگ نہیں کیا جاسکتا اور اس وقت بھی ملک کی قیادت ایسے لوگوں کی منگی میں ہے جو سب کو ساتھ لے کر چلنا نہیں چاہتے۔ اس وقت ملک کے وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو تھے جو ایک سیکولر لیڈر تھے اور آج ملک کے وزیراعظم اٹل بہاری واجپئی ہیں جن کی ظاہری صورت کو سیکولر تسلیم کرتے ہوئے ہی این ڈی اے وجود میں آیا تھا۔ اس وقت ملک کے وزیر داخلہ سردار بلوہ بھائی ٹیل تھے جن کی سوچ آج کے وزیر داخلہ لال کرشن اڈوانی کی سوچ کے بہت نزدیک تھی۔ اس وقت کے فرقہ وارانہ فسادات کا ذکر کرتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد اپنی کتاب "India wins freedom" میں لکھتے ہیں کہ دلی میں مسلمانوں کو جن جن کر قتل کیا گیا ان کی املاک تباہ کی گئیں۔ ان پر قبضہ کر لیا گیا۔ بہت بڑے پیمانے پر قتل و خون کیا گیا۔ ہزاروں کی تعداد میں مسلمان اپنا

تاریخ ایک بلو
 پھر خود کو
 ہراتی
 نظر آتی ہے۔
 حالات پھر
 ویسے ہی بن
 رہے ہیں۔
 اقتدار پھر اسی
 مزاج کے لوگوں
 کے ہاتھ میں
 ہے۔ تب میں
 اور اب میں اگر
 کوئی فرق ہے
 تو بس ایک
 مہاتما گاندھی
 کا جنہوں نے
 اپنی کوششوں
 سے اس وقت
 ملک کو
 بحالیاتھا امن
 و اتحاد کو
 بحالیاتھا۔
 حالاں کہ بعد
 میں انہیں
 شاید اپنی اسی
 کوشش کے لیے
 اپنی جان
 قربان کرنی
 پڑی۔

گھربار چھوڑ کر پرانے قلعہ میں پناہ گزین ہو گئے۔ مگر سردار ٹیل کی نظر میں سب کچھ مارل
 تھا۔ حالات پر قابو پالیا گیا تھا۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح آج زیندر مودی کو کلین چٹ
 دی جا رہی ہے اور مرکزی وزیر داخلہ ان سے مطمئن نظر آ رہے ہیں۔ اس وقت آزادی
 کے مسیحا مہاتما گاندھی تھے جنہوں نے سردار ٹیل کی یقین دہانیوں کو نظر انداز کیا اور ان
 شن پر بیٹھ گئے۔ لیکن سردار ٹیل پر مہاتما گاندھی کے اس قدم کا کوئی مثبت اثر نہیں پڑا
 بلکہ انہوں نے مہاتما گاندھی کے ان شن کو اپنے خلاف مانا اور ناراض ہو کر ممبئی چلے گئے۔
 لیکن مہاتما گاندھی نے اس وقت تک ان شن نہیں توڑا جب تک کہ فرقہ وارانہ فسادات بند
 نہیں ہو گئے۔ پناہ گزینوں کو پھر سے آباد کرنے کی کوششیں نہیں کی جانے لگیں۔ ہندوؤں
 نے خود آ کر انہیں اس بات کی یقین دہانی نہیں کرائی کہ وہ خود مسلمانوں کو بسائیں گے۔
 واقعات تفصیل طلب ہیں مکمل تصویر کو اس مضمون میں سمیٹ دینا ممکن نہیں ہے تاہم مختصراً
 اس واقعہ کو پیش کرنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ تاریخ ایک بار پھر خود کو دہرائی نظر آتی
 ہے۔ حالات پھر ویسے ہی بن رہے ہیں۔ اقتدار پھر اسی مزاج کے لوگوں کے ہاتھ میں
 ہے۔ تب میں اور اب میں اگر کوئی فرق ہے تو بس ایک مہاتما گاندھی کا جنہوں نے اپنی
 کوششوں سے اس وقت ملک کو بحالیاتھا امن و اتحاد کو بحالیاتھا۔ حالاں کہ بعد میں انہیں
 شاید اپنی اسی کوشش کے لیے اپنی جان قربان کرنی پڑی۔ آج بھی یہ ملک بچ سکتا ہے اگر
 ایک گاندھی سامنے آ جائے۔ ملک ابھی گاندھی کی طرز پر چلنے والوں سے خالی نہیں ہوا
 ہے۔ آج کی سیاست میں بھی ایسے لوگ ہیں جو وہی کردار ادا کر سکتے ہیں جو اس وقت
 مہاتما گاندھی نے کیا۔ بس ضرورت ہے ان کے عزم کی اور عزم کے ساتھ منظر عام پر آ کر
 عملی قدم اٹھانے کی۔

مہاتما گاندھی کے نقش قدم پر چلنے والے سیکولر لیڈران کی اپنی ملک میں کوئی کمی نہیں
 ہے اور ضرورت پڑنے پر وقتاً فوقتاً وہ اپنے عمل سے ملک کی سالمیت اور اتحاد کو بحال کرنے کے

آج پورا ملک
جس فرقہ
وارانہ
کشیدگی کا
شکار ہے اور
تقسیم کے
بھانے پر کھڑا
ہوا ہے یہ
صورت حال
تو اس وقت
بھی پیدا
ہو گئی ہوتی
—————
شر پسندوں
نے رام کا نام لے
کر بابری
مسجد کو
شہید کرنے کی
کوشش کی
تھی اگر اس
وقت قومی
یکجہتی اور
سیکولرزم کے
علم بردار
ملائم سنگھ
بادونے سخت
قدم اٹھاکر
انہیں روکا
ہوتا تو ملک
اسی وقت جل
اٹھا ہوتا

لئے عملی اقدام اٹھاتے بھی رہے ہیں آج پورا ملک جس فرقہ وارانہ کشیدگی کا شکار ہے اور
تقسیم کے دہانے پر کھڑا ہوا ہے یہ صورت حال تو اس وقت بھی پیدا ہو گئی ہوتی جب
شر پسندوں نے رام کا نام لے کر بابری مسجد کو شہید کرنے کی کوشش کی تھی اگر اس وقت
قومی یکجہتی اور سیکولرزم کے علم بردار ملائم سنگھ یادو نے سخت قدم اٹھا کر انہیں نہ روکا ہوتا تو
ملک اسی وقت جل اٹھا ہوتا۔ فرقہ وارانہ ہم آہنگی تار تار ہو گئی ہوتی یا پھر 6 دسمبر 1992
کو اتر پردیش میں فرقہ پرستوں کی سرکار نہ ہوتی اور اس وقت کی مرکزی حکومت کو اس کی
اندرونی حمایت حاصل نہ ہوتی بلکہ اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ ملائم سنگھ یادو ہوتے تو بابری
مسجد شہید نہ ہوتی اور آج بابری مسجد کی شہادت کے بعد جو رام مندر کی تعمیر کا سلسلہ اٹھ کھڑا
ہوا ہے نہ اٹھتا اور نہ رام سیوکوں کی ملک بھر سے اجودھیا کے لئے رتھ یا ترائیں ہوتی۔
نہ گو دھرا سانحہ عمل میں آتا اور نہ گجرات کے مسلمانوں کی نسل کشی ہوتی۔ ماضی کے ان
واقعات کو یاد کرنے کی ضرورت اس لئے ہے کہ ہمیں ماضی کو یاد رکھ کر ہی مستقبل کو سنوارنا
ہے اور نا امید نہیں ہونا ہے اس لئے کہ ابھی بھی ملک میں قومی یکجہتی اور سیکولرزم کی جڑیں
بہت گہری ہیں۔ ملک کی آبادی کی اکثریت آج بھی سیکولر ہے اور لیڈران میں بھی سیکولر
جمہوریت پسند لیڈران ہی اکثریت میں ہیں۔ ملائم سنگھ یادو کا نام بطور مثال اس لئے لیا
گیا ہے کہ ایک ایسے وقت میں جب ملک کو ہندو مسلم کے نام پر بانٹنے کی کوشش کی جا رہی
تھی۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کے صدر لال کرشن اڈوانی نے اپنی رتھ یا ترا سے پورے ملک
میں فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کر دی تھی اور کار سیوکوں کا ایک ہجوم مسجد کو شہید کرنے کی غرض
سے گنبد پر جا چڑھا تھا اگر تب ملائم سنگھ یادو نے باہمت قدم نہ اٹھایا ہوتا تو حالات شاید
آج سے بھی زیادہ بدتر ہوتے اور درمیان کا جو وقت سکون سے گزر گیا شاید وہ بھی نہ
گزرتا۔ آج پھر ملک کے سامنے وہی فرقہ پرستی کا ماحول ہے۔ ہندو اور مسلمانوں کے
درمیان نفرت کی دیواریں کھڑی کرنے کی سازش بڑے پیمانے پر اعلیٰ سطح سے کی جا رہی

ہے۔ اگر نفرت کی ان دیواروں کو گرانے کا کام کوئی کر سکتا ہے اور اپنے کردار سے دور حاضر میں پھر کوئی آزادی کے مسیحا مہاتما گاندھی کی طرح فرقہ پرستوں کے منصوبوں کو ناکام بنانے کے لئے سامنے آ سکتا ہے تو وہ ہیں ملائم سنگھ یادو۔ اب اس ملک کے سیکولرازم قومی اتحاد۔ فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو بچانے کے لئے کیا قدم اٹھانا ہے، یہ سوچنا ان کا کام ہے اور اس کے لئے انہیں اب اتر پردیش کے دائرے سے باہر نکل کر پورے ملک کی فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے بارے میں سوچنا ہوگا۔ اس ملک کی آمد و بچانے کے لئے، امن و امان اور اتحاد کو بچانے کے لئے وہ کیا طریقہ اپناتے ہیں، مہاتما گاندھی کی طرح انشن کرتے ہیں۔ دھرنا پردرشن کرتے ہیں پارلیمنٹ کے اندر گجرات میں کی گئی مسلم کشی کو لے کر مظلوموں کے حق میں آواز بلند کرتے ہیں۔ مرکزی سرکار کو بے دخل کرنے کے لئے اپنی انا کو قربان کرتے ہوئے تمام سیکولر لیڈران کے ضمیر کو جگانے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ اس ملک کو فرقہ پرستوں سے نجات دلانے کے لئے سیکولر سرکار قائم کرنے میں اپنا عملی تعاون پیش کریں۔ نعم البدل سرکار بننے کی صورت میں بھی حالات اگر قابو میں نہیں ہوتے تو پارلیمنٹ تحلیل کر کر از سر نو انتخاب کی سعی کرتے ہیں۔ بہر حال جو بھی مناسب اور ممکن قدم محسوس ہوا اٹھانا ہوگا۔ گجرات کے حالات اور ان مسلم کش فسادات کو ان کی اپنی پارٹی کے جنرل سکریٹری اور ترجمان امر سنگھ سے بہتر کون جانتا ہے۔ جنہوں نے راج بھر۔ بیتارام پوری اور شبانہ اعظمی کو ساتھ لے کر سب سے پہلے احمد آباد کا دورہ کیا تھا اور حالات کا خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اب آپ ہی لوگ کچھ کریں۔ مجاہدین آزادی کے خوابوں کے ہندوستان کی آمد و بچانے کی ذمہ داری آپ پر ہے۔ مہاتما گاندھی نے اس ملک کو انگریزوں کی غلامی سے آزادی دلائی تھی۔ آپ کو فرقہ پرستوں سے اس ملک کو نجات دلانی ہے۔ آج گدی پر بیٹھے ہوئے لوگ انگریزوں سے زیادہ خطرناک ہیں اور انہیں کے اصولوں پر کام کر رہے ہیں انہیں کے نقشہ قدم پر چل

آج پھر ملک کے
سلطنتی وہی
فرقہ پرستی کا
ملحوظ ہے۔
ہندو اور
مسلمانوں کے
درمیان نفرت
کسی دیواریں
کھڑی کرنے کی
سلاش بیٹھ
ہیمنٹ پر اعلیٰ
سطح سے کی
جارہی ہے۔ اگر
نفرت کی ان
دیواروں کو
گرانے کا کام
کوئی
کر سکتا ہے
اور اپنے کردار
سے دور حاضر
میں پھر کوئی
آزادی کے
مسیحا مہاتما
گاندھی کی
طرح فرقہ
پرستوں کے
منصوبوں کو
ناکام بنانے کے
لئے سامنے
آ سکتا ہے تو
وہ ہیں ملائم
سنگھ یادو

اب آپ ہی
لوگ کچھ
کریں۔
مجاہدین
آزادی کے
خوابوں کے
ہندوستان کی
آبرو بچانے
کی ذمہ داری
آپ پر ہے۔
مہاتما گاندھی
نے اس ملک کو
انگریزوں کی
غلامی سے
آزادی دلائی
تھی۔ آپ کو
فرقہ پرستوں
سے اس ملک
کو بجات
دلائی ہے۔ آج
گدی پر بیٹھے
ہوئے لوگ
انگریزوں سے
زیادہ خطرناک
ہیں۔

رہے ہیں جن سے اس ملک کو آزاد کرایا گیا تھا۔ آپ غور کریں اس سچائی پر۔ آپ ایسا
کر سکتے ہیں اس لئے کہ آپ کے سینے میں ایک درد مند دل ہے اور آپ انسانیت دوست
ہیں۔ ذرا غور کریں کہ ایک ہی وقت میں باقی دنیا اور ہندوستان میں اسلام کی مخالفت کا
شور کیوں اٹھتا ہے۔ 11 ستمبر 2001 کو ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر ہوئے حملوں کے فوراً بعد
امریکی صدر جارج ڈبلیو بش اسامہ بن لادن کو اور اس کے القاعدہ گروپ کو اس کے لئے
ذمہ دار قرار دیتا ہے اور حکومت ہند بے قرار ہو جاتی ہے جارج بش کی آواز میں آواز
ملانے کے لئے۔ جارج بش کا کہنا ہے کہ جو ہمارے ساتھ ہے وہ دہشت گردی کے
خلاف جنگ میں ہمارا ساتھی ہے اور جو نہیں ہے وہ دہشت گردوں کا ساتھی ہے۔ ہماری
سرکار یہ بھول گئی کہ ہندوستان دہشت گردی کا ان سے پہلے سے شکار ہے اور دہشت
گردی کی آگ میں جلتا رہا ہے ہم نے دہشت گردی کے چلتے اپنے دو وزیر اعظم کھوئے
ہیں کیا امریکہ نے کبھی اس طرح ہماری مدد کی پیش کش کی ہے۔ اگر نہیں تو کیا اتنی بے
قراری کے ساتھ امریکہ کے پیچھے کھڑے ہو جانا چاہئے تھا۔ دراصل اب حالات جس
طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ انہیں دیکھ کر تو یہ لگتا ہے کہ اسلام کے خلاف بین الاقوامی
سازش میں ہماری موجودہ سرکار بھی حصہ دار بن گئی ہے اور اس کا امریکہ کے ساتھ خفیہ
معاہدہ ہو گیا ہے کہ بین الاقوامی سطح پر اسلام کو اور مسلمانوں کو کمزور کرنے، نقصان پہنچانے
کا جو کام تم کر سکتے ہو تم کرو اور ہم ہندوستان میں قومی سطح پر یہی کارنامہ انجام دیتے
ہیں۔ ادھر امریکہ اسلامی ملک افغانستان کو تباہ کرتا ہے۔ یہاں لادن پر حملہ کا اور تباہی
افغانستان کی۔ لادن آج بھی کہیں زندہ ہے مگر امریکہ مطمئن اس لئے ہے کہ اب
افغانستان میں ان لوگوں کی حکومت ہے جنہیں وہ اپنے اشارے پر نچا سکتا ہے۔
افغانستان کے بعد امریکہ نے پشت پناہی کی اسرائیل کی تاکہ اسلامی ملک فلسطین کو تباہ کیا
جاسکے۔ اب اس سے زیادہ افسوس کا مقام کیا ہوگا کہ آج فلسطین کے صدر یا سرعفات

اپنے گھر میں قید ہیں اور اپنی شہادت کا انتظار کر رہے ہیں۔ ایک ملک کے صدر پر خود اس کے گھر میں بجلی اور پانی بند کر دیا گیا ہے، باقی دنیا سے رابطہ توڑ دیا گیا ہے۔ امریکہ کے زیر اثر مسلم ممالک خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں اور امریکہ کی اسلام دشمنی بس یہیں پر نہیں رک گئی ہے۔ عراق، ایران کو نشانہ بنائے جانے کا وہ اعلان کر چکا ہے۔ جلد ہی سوڈان اور لیبیا جیسے ملک اس کا نشانہ بن سکتے ہیں۔ صرف وہ مسلم ملک ہی اس کا نشانہ بننے سے بچ سکتے ہیں جن کے سربراہ امریکی صدر کے ہاتھوں پر بیت کر لیں۔ یا اس کی برتری قبول کر لیں میں نے خود ہندوستان کے باہر جا کر ایسے ملکوں کے حالات کو اپنی نظروں سے دیکھا ہے جو کہنے کو اسلامی ملک ہیں مگر امریکی کلچر، مغربی تہذیب ان پر اس قدر حاوی ہے کہ وہ اسلامی ملک کم کسی مغربی ملک کی کالونی زیادہ نظر آتے ہیں۔ اسی قارموئے کو سامنے رکھتے ہوئے شاید آرائیں ایس نے بنگلور کے اجلاس میں یہ اعلان کیا تھا کہ اگر ہندوستان میں مسلمانوں کو رہنا ہے تو ہمارے مزاج کے مطابق ڈھل کر رہنا ہوگا۔ یعنی جس طرح امریکہ بین الاقوامی سطح پر اسلامی ممالک کو اپنے زیر اثر رکھنے کے لئے یہ اشارے کرتا رہا ہے کہ اگر انہیں اپنے ملک میں امن و سکون چاہئے تو ان کے رحم و کرم پر رہنا ہوگا۔ ان کی مرضی کے مطابق جینا ہوگا اسی طرح ہندوستان میں مسلمانوں کو سنگھ پر یوار کے رحم و کرم پر رہنا ہوگا۔ ہندوستان میں مسلم دشمنی کی لہر اور بین الاقوامی سطح پر امریکہ کے ذریعہ اسلام دشمنی کا عمل اس خفیہ معاہدے کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے بڑے پیمانے پر ایک منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔

ہندوستان ایک کمزور ملک نہیں ہے۔ دوسروں کے رحم و کرم پر جینے والا ملک نہیں ہے۔ اس نے انگریزوں کی غلامی کے نتائج کو دیکھا ہے، محسوس کیا ہے اور بخوبی اندازہ کر سکتا ہے کہ ایسی کسی بھی پالیسی کا انجام کیا ہوگا۔ ہمارے موقع پرست سیاست داں جو بد قسمتی سے آج اقتدار میں ہیں اپنی حوس اقتدار پورا کرنے کے لئے، مسلم دشمنی کے لئے، اپنے ہندو

انہیں دیکھ کر
تو یہ لگتا ہے کہ
اسلام کے خلاف
بین الاقوامی
سازش میں
ہماری موجودہ
سرکار بھی
حصہ دار بن
گئی ہے اور اس
کا امریکہ کے
ساتھ خفیہ
معائدہ ہو گیا
ہے کہ بین
الاقوامی سطح
پر اسلام کو اور
مسلمانوں کو
کمزور کرنے،
نقصان
پہنچانے کا جو
کام تم کر سکتے
ہو تم کرو
اور ہم
ہندوستان میں
قومی سطح پر
یہی کلرنامہ
انجام دیتے
ہیں ابھر
امریکہ اسلامی
ملک افغانستان
کو تباہ کرتا ہے
بھانہ لاد پر
حملہ کا اور
تبلاسی
افغانستان کی

اسی فارمولے کو سامنے رکھتے ہوئے شاید آر ایس ایس نے بنگلور کے اجلاس میں یہ اعلان کیا تھا کہ اگر ہندوستان میں مسلمانوں کو رہنا ہے تو ہمارے مزاج کے مطابق ٹھل کر رہنا ہوگا۔ یعنی جس طرح امریکہ بین الاقوامی سطح پر اسلامی ممالک کو اپنے زیر اثر رکھنے کے لئے یہ اشارے کرتا رہا ہے کہ اگر انہیں اپنے ملک میں امن و سکون چاہئے تو ان کے رحم و کرم پر رہنا ہوگا۔

راشر کا خواب پورا کرنے کے لئے بے شک امریکہ کی غلامی تسلیم کر سکتے ہیں مگر ہمارے ملک کے عوام اور ہمارے ملک کے سیکولر لیڈران یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔ انہیں اس حقیقت کا بخوبی علم ہے کہ امریکہ سپر پاور بنے رہنے کے لئے ساری دنیا پر حکومت کرنے کے لئے کیا کیا چالیں چلتا رہا ہے اور کیا کیا چالیں چل سکتا ہے۔ ایک وقت تھا کہ امریکہ کی ہم پلہ طاقت سویت یونین کو سمجھا جاتا تھا جس کے ٹکڑے ٹکڑے کرا کر امریکہ نے اس قدر کمزور کر دیا کہ آج وہاں غریبی ہے۔ افلاس ہے۔ بھک مری ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں ہے۔ امریکہ ابھی طرح سے جانتا ہے کہ ہندوستان ایک بڑا ملک ہے اور ہندوستانی وہ قوم ہے جو اگر ایک بار ٹھان لے تو کچھ بھی کر سکتی ہے۔ اس ملک کا ایک ہی شخص نہتارہ کر بھی انگریزوں کی مسلح فوج کو ناکام کر سکتا ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی بڑی تعداد ہے جن کی وجہ سے مسلم ممالک کے ساتھ ہندوستان کے بہتر تعلقات بن سکتے ہیں اگر ہندوستان اور مسلم ممالک نزدیک آگئے تو نہ صرف امریکہ جن ممالک کی تیل کی دولت پر عیش کر رہا ہے وہ اس کی اجارہ داری سے نکل جائیں گے بلکہ ہندوستان جو آج ایٹم بم بنانے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ سائنس اور ٹکنالوجی میں کسی بھی ملک سے پیچھے نہیں ہے بلکہ اگر اس کا وہ ٹیلیٹ جو ہندوستان کے باہر چلا گیا ہے اور اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھا رہا ہے اپنے ملک میں واپس چلا آئے تو ہندوستانی قوم کمال کر سکتی ہے۔ مسلم ممالک کی شکل میں ہندوستان کو اپنی اشیاء کی فروخت کے لئے ایک بڑا مارکیٹ مل سکتا ہے جس سے اس کی معاشی حالت بہتر ہو سکتی ہے اور ان ممالک کے ساتھ رشتے مضبوط ہو سکتے ہیں۔ پھر ملائم سنگھ یادو کا ہندوستان پاکستان اور بنگلہ دیش کو ملا کر مہاسنگھ بنانے کا فارمولہ امریکہ جیسی طاقتوں کو دہشت زدہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ سوچ کر دیکھیں کہ اگر ہندوستان پاکستان بنگلہ دیش کے مسئلہ بات چیت سے حل ہو جائیں اور یہ ملک آپس میں مل کر ایک دوسرے کو تجارتی فروغ دیں اور تمام اسلامی ممالک بھی ان کے ساتھ کھڑے ہو جائیں تو ہندوستان کتنی بڑی طاقت ہوگا اور امریکہ اس کے

ہمارے موقع
 پرست سیلست
 داں جو
 بلفستنی سے
 آج اقتدار میں
 ہیں اپنی حوس
 اقتدار پورا
 کرنے کے
 لئے مسلم
 دشمنی کے لئے،
 ہندو راشٹر کا
 خواب پورا
 کرنے کے لئے یہ
 شک امریکہ کی
 غلامی تسلیم
 کر سکتے ہیں
 مگر ہمارے ملک
 کے عوام اور
 ہمارے ملک کے
 سیکولر لیٹران
 یہ کہہ سکتے
 ہیں ہشت نہیں
 کر سکتے۔

سامنے کہاں نکلے گا۔ اور اب اس کے برعکس غور کریں کہ اگر امریکہ اپنی چال میں کامیاب
 ہو جاتا ہے۔ کشمیر کو لے کر نہ صرف ہندوستان اور پاکستان میں جنگ برقرار رہتی ہے۔
 ہندوستان میں مسلم دشمنی کا ماحول پیدا ہونے سے اسلامی ممالک کے ساتھ ہندوستان میں
 کشیدگی پیدا ہوتی ہے۔ مندر مسجد تازع اور فرقہ وارانہ فسادات ملک کو پھر تقسیم کے دہانے پر
 کھڑا کر دیتے ہیں اور اس بار کی تقسیم نہ صرف مذہبوں کی بنیاد پر ہی نہیں رکھتی بلکہ علاقہ پرستی
 اور ذات پرستی نے ملک میں جو حالات پیدا کئے ہیں وہ اسے تقسیم در تقسیم اس مقام پر لے
 جا کر کھڑا کر دیتے ہیں جہاں ایک عظیم ہندوستان کا تصور تاریخ کا ایک باب بن کر رہ جاتا
 ہے اور ہندوستان کا بھی وہی حشر ہوتا ہے جو سوویت یونین کا تو پھر کہاں رہ جائے گا یہ ملک
 اور اس کی عظمت۔ آج کے فرقہ وارانہ فسادات کو ان تناظر میں بھی دیکھنا ہوگا۔ مندر مسجد
 تازعات کو ماضی کی تلخ سچائیوں کی روشنی میں دیکھنا ہوگا۔ آزاد ہندوستان کی تاریخ بہت پرانی
 نہیں ہے بلکہ تھوڑا اور پیچھے چلیں اور بات شروع کریں۔ 1757 میں پلائی کی جنگ
 کو اب سراج الدولہ کی ناکامی کی اور ملک پر انگریزوں کے تسلط کی پھر 190 برس کی غلامی
 میں رونما ہونے والے واقعات کی اور پھر 1857 سے 1947 تک یعنی 90 برس تک چلی
 آزادی کی جدوجہد کی اور اس کے بعد تقسیم وطن کے حالات کی تو یہ واضح ہو جائے گا کہ
 ہندوستانیوں کے لئے ان کا مذہب کیا معنی رکھتا ہے اور اپنے مذہب کے لئے وہ کیا کر سکتے
 ہیں۔ چاہے وہ مذہب ہندوؤں کا ہو یا مسلمانوں کا۔ انگریزوں کے خلاف بغاوت کا اعلان
 اور آزادی کی بنیاد بھی مذہب تھا اور آزادی کے بعد کی تقسیم کی بنیاد بھی مذہب تھا۔ آج کے
 حالات فکر اور کشیدگی اور فرقہ وارانہ فسادات کے پیچھے بھی مذہب ہے۔ ہندوستان میں پھیلی
 دہشت گردی کے پیچھے بھی مذہب ہے۔ اور بین الاقوامی دہشت گردی کے پیچھے بھی مذہب
 ہے مندر مسجد تازع کو اتنے سرسے طور پر نہیں لیا جاسکتا۔ آریس ایس و شو ہندو پریشد جیسی
 تنظیموں کی باتوں اور اعلانات کو بھی اتنے ہلکے طریقے سے نہیں لیا جاسکتا۔ سرکار کی پشت

ہندوستان اور
پاکستان میں
جنگ برقرار رہتی
ہے۔ ہندوستان
میں مسلم دشمنی
کا ماحول پیدا
ہو رہا ہے۔ اسلامی
ملک کے ساتھ
ہندوستان میں
کشیدگی پیدا
ہوتی ہے۔ مندر
مسجد تخریب اور
غرق و لواتہ
فسادات ملک کو
پھر تقسیم کے
محلے پر کھڑا
کر دیتے ہیں اور
اس بار کی تقسیم
نہ صرف منہجوں
کی بیلہ پر ہی
نہیں رکھتی بلکہ
علاقہ پرستی اور
ذات پرستی سے
ملک میں جو
حالات پیدا کئے
ہیں وہ اسے
تقسیم و تقسیم
اس مقام پر لے
چکے ہیں اگر بیت
ہیں جہاں ایک
عظیم ہندوستان
کا تصور ترویج کا
ایک باب بن کر رہ
چکا ہے اور
ہندوستان کا بھی
وہی حشر ہوتا ہے
جو سوویت یونین
کا تو پھر

پناہی اور درپردہ ایسے عناصر کی حمایت کو ہلکے طور پر نہیں لیا جاسکتا۔ گجرات کے مسلم کش
فسادات اور اس کے بعد ملک کے مختلف مقامات میں پیدا ہوئی کشیدگی کو ہلکے طور پر نہیں
لیا جاسکتا اس لئے کہ ان کے دور رس نتائج ایک خوفناک منظر پیش کرتے ہیں۔ سوچ
کر دیکھیں گجرات کے ان فسادات میں جہاں ہزاروں لوگ مارے گئے۔ زندہ جلا دیئے گئے
ایک جھوم کے ذریعہ جو جذبات کو مشتعل کرنے والے نعرے لگا رہے تھے زندہ انسانوں کو
آگ میں جھونک رہے تھے، آبدور یزی کر رہے تھے۔ ان حادثات کو دیکھنے والے جو لوگ جو
زندہ بچ گئے ہیں جنہوں نے اپنی آنکھوں سے وہ نظارہ دیکھا ہے اپنے خاندان کے افراد کے
بچے ہوئے خون کو دیکھا ہے۔ اپنی آنکھوں کے سامنے ان کے تڑپتے ہوئے جسموں کو دیکھا
ہے۔ رحم اور زندگی کی بھیک مانگتی آنکھوں کو دیکھا ہے پھر انتہائی بے رحمی کے ساتھ ان کے
قاتل کو ان کی موت پر مسکراتے ہوئے دیکھا ہے۔ کس تصور کے ساتھ زندہ رہیں گے یہ بچے
جن کے سامنے اب صرف تباہی ہے جنہیں اب کوئی سہارا نہیں ہے۔ جنہیں اب کوئی پیار
دینے والا نہیں ہے، جنہوں نے اپنی آنکھوں سے نفرت کے وہ خوفناک مناظر دیکھے ہیں کہ
اب ان کے دل و دماغ میں نفرت کے سوا کچھ رہ ہی نہیں گیا۔ کیا کریں گے وہ کیا بنیں گے وہ
کیا ہوگا ان کا مستقبل اس فساد میں دہشت گردی نے ایک فیکٹری کا کام کیا ہے اور اپنے
پروڈکٹ کے طور پر سیکڑوں ہزاروں دہشت گرد پیدا کر دیئے ہیں۔ کڑی سچائی تو یہی ہے
لیکن اب ان کے زخموں پر مرہم لگانے کی کوشش کی جانی چاہئے۔ ایک ایسی کوشش جو ان کے
دلوں کو نفرت کی بجائے محبت سے بھر دے۔ وہ ان واقعات کو ایک برے خواب کی طرح
بھول جائیں ورنہ کس طرح تمھے گا یہ تباہی کا سلسلہ۔ اسے روکنا ہی ہوگا جیسے بھی ہو ملک کے
اتحاد اور بھائی چارہ کو بچانا ہی ہوگا۔



یکم مارچ 2002 کو احمد آباد سے واپسی کے بعد اس رپورٹ کو قلم بند کرتے کرتے تقریباً دو ماہ کا وقفہ گزر چکا ہے۔ فسادات کا سلسلہ ابھی بھی جاری ہے۔ اکثر آدمی آدمی رات کو گجرات کے مختلف علاقوں سے لوگ فون کرتے ہیں۔ مجھ سے مدد کی درخواست کرتے ہیں مگر میرے دائرہ اختیار میں اس کے سوا کیا ہے کہ میں اپنے اخبار کے ذریعہ ان کا کرب ان کی دہشت زدہ زندگی کی داستان ایوان اقتدار، ملک کے ذمہ دار لیڈران اور عوام تک پہنچا دوں یہی میں اس وقت کر رہا ہوں۔ اخبار میں خود لکھ کر دیگر مضمون نگار حضرات کے مضامین شائع کر رپورٹس کے ذریعہ لائی گئی انکشافاتی رپورٹس شائع کر اس کے علاوہ اپنے دوستوں کی مدد سے ایک ٹرسٹ قائم کر مظلومین کو پھر سے بسانے کی کوشش ان کی مدد کی کوشش جاری ہے۔ احمد آباد سے واپسی کے بعد خود بھی گجرات فسادات پر کانفرنس منعقد کی ہے جس میں سابق وزیر اعظم اندر کمار گجرال، امر سنگھ، مولانا عبید اللہ خاں اعظمی و دیگر حضرات نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اپنے کچھ دوستوں کو ساتھ لے کر وزیر داخلہ لال کرشن اڈوانتی سے مل کر درخواست کی ہے کہ وہ یہ ظلم بند کرانے کے لیے کچھ کریں۔ ظالموں کو سزا دلانے کے لیے کچھ کریں۔ ان تمام تاریخی واقعات کی تفصیل اور گواہی میں وزیر اعظم اٹل بھاری واجپئی کی تقریر جس میں انہوں نے تمام دنیا کے مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دیا تھا کے جواب میں لکھا گیا مضمون آئندہ

صفحات میں آپ کی خدمت میں پیش کرنے جا رہا ہوں تاکہ سند رہے۔ لیکن ابھی چوں کہ گجرات کے دورے پر مبنی رپورٹ کا سلسلہ جاری ہے اس لیے پہلے میں اسے مکمل کرنا چاہوں گا۔

ابھی تک جو رپورٹ میں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا تھا وہ احمد آباد کے میرے پہلے دورے پر مبنی تھی جو یکم مارچ کو کیا گیا تھا لیکن جب تقریباً دو ماہ تک بھی فسادات بلکہ صاف کہیں تو گجرات میں مسلمانوں کی نسل کشی کا سلسلہ نہیں رکا تو امرسنگھ جی کی پھل پر 24/اپریل 2002 کو لوک مورچہ کا ایک ذیلی گیشن احمد آباد کے دورے پر گیا۔ اس دورے کی قیادت اس دور کے سب سے مقبول اور سیکولرزم کے علمبردار لیڈر ملائم سنگھ یادو نے کی۔ اس وفد میں سابق وزیر اعظم ایچ ڈی دیو گوزا، امرسنگھ، کمیونسٹ لیڈر ہرکشن سنگھ سرجیت، اے بی برہمن وغیرہ شامل تھے۔ میں خود بھی اس وفد کا حصہ تھا لہذا میں آگے کے واقعات کی تفصیل بیان کرنے سے قبل 24/اپریل 2002 کو اپنے گجرات کے دوسرے دورے کی رپورٹ کو آپ کی خدمت میں پیش کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ میری یہ رپورٹ جو میرے تاثراتی مضمون کی شکل میں راشنریہ سہارا اردو کے تمام ایڈیشن میں 26/اپریل 2002 کو ایڈیٹوریل پیج پر ”گجرات فسادات اور مسلمانوں کا مستقبل“ عنوان سے شائع ہوئی۔ پیش خدمت ہے۔

گجرات فساد اور مسلمانوں کا مستقبل

27 فروری 2002 کو گودھرا ٹرین حادثہ سے شروع ہوا گجرات کے جلنے کا سلسلہ تادم تحریر جاری ہے۔ پہلی مارچ کو جب تشدد بھڑکنے کے بعد احمد آباد کی زمین پر قدم رکھا تھا تو ارادہ یہ تھا کہ تمام متاثرہ علاقوں میں جا کر وہاں کے حالات کا جائزہ لیا جائے گا۔ اور حتی الامکان کوشش ہوگی کہ مظلومین کی مدد کی جاوے اور نقص کو پر امن بنانے کی سمت میں کوئی عملی قدم اٹھایا جاوے، لیکن امر سنگھ، راج بھر، شبانہ اعظمی اور سیتارام پجوری کے بار بار کے اصرار کے باوجود اسپتال میں زخموں اور بے گناہ انسانوں کی لاشوں کو دیکھ کر ہی واپس لوٹ آنا مجبوری بن گئی۔ مگر جب 27 فروری کے بعد 28 فروری سے شروع ہوا مسلم نسل کشی کا سلسلہ 23 اپریل تک بھی نہیں تھا تو ایک بار پھر گجرات جانے کا فیصلہ کرنا پڑا۔ اس بار وفد کی قیادت ملائم سنگھ یادو کر رہے تھے اور ان کے ہمراہ سابق وزیر اعظم ایچ ڈی دیو گوڑا، ہرکشن سنگھ سرجیت، امر سنگھ، اے بی وردھمن، دیوورت، مجمدار اور اپنی رائے بھی شامل تھے۔ 24 تاریخ کی صبح چھ بجے دہلی سے چل کر بم لوگ آٹھ بجے احمد آباد کے اسٹیٹ گیٹ ہاؤس میں پہنچ چکے تھے۔ ایر پورٹ پر ہی بڑی تعداد میں متاثرہ علاقوں سے آنے والے وفد ہمارے انتظار میں تھے۔ اور یہیں سے گجرات میں کی گئی مسلمانوں کی نسل کشی کی دردناک داستان سننے کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ احمد آباد میں قیام کے دوران ہر پل خون کے آنسو رلاتا رہا۔ ایر پورٹ سے اسٹیٹ گیٹ ہاؤس پہنچنے پر وہ تمام لوگ جو ایر پورٹ پر آپ جتی سنا رہے تھے یہاں بھی ہمارے ساتھ تھے، ایک ساتھ بھی کو سنا جانا مشکل تھا لہذا باری باری سے گجرات کے مختلف علاقوں سے آنے والے حادثات کے شکار ان نمائندہ گروپوں سے ملاقات کی گئی۔ کم و بیش ہر داستان ایک ہی جیسی تھی بس

ہمارا سب کچھ
 تو یہیں ہے ہم
 تو پیدا اسی
 ملک میں ہوئے،
 ہمیں تو پتہ
 بھی نہیں کہ
 ہمارے بزرگوں
 سے کیا خطا
 ہوئی ہم تو
 کبھی پاکستان
 گئے ہی نہیں،
 پھر ہمارے
 بزرگوں نے ہی
 اگر پاکستان
 جانے کا فیصلہ
 کیا ہوتا،
 ہندوستان
 پر پاکستان کو
 ترجیح دی
 ہوتی تو وہ
 یہاں رہنے ہی
 کیوں؟ ہمارا
 جہنم ہی یہاں
 کیوں ہوتا؟ ہم
 نے تو
 ہندوستان کو
 ہی لہنا ملک
 سمجھا، یہی
 ہمارا ملک ہے،
 ہمیں کس حرم
 کس سزا دی
 جارہی ہے؟

سنانے کا انداز الگ تھا، سنانے والے الگ تھے۔ ان کے غم زدہ چہرے آنسوؤں میں
 ڈوبی آنکھیں تھر تھراتے لب اور اپنی دردناک داستان سنااتے سنااتے تھک سی گئی خشک
 زبان سے نکلا ہر ہر جملہ سخت سے سخت مگر انسانیت بھرادل رکھنے والوں کو رلا دینے کے
 لیے کافی تھا، یہ حوصلہ تھا لوک مورچہ کے ان لیڈران کا کہ اپنے جذبات پر قابو رکھتے
 ہوئے سنجیدگی کے ساتھ ان کی داستان غم سنتے رہے۔ دل تو ان کا بھی رو ہی رہا تھا اگر
 آنکھیں بھی رو دیتیں تو پھر بات نہ ہوتی صف ماتم بچھ جاتی آنسوؤں اور آہوں کے سوا
 کچھ بھی سنائی نہ دیتا۔ پھر بھی جو حوصلہ مند لوگ مسلمانوں کی تباہی و بربادی کی داستان
 سنا رہے تھے اس میں لٹ جانے، تباہ ہو جانے، اپنے عزیز و اقارب کے قتل ہو جانے کا
 کرب تو تھا ہی مگر اس سے بڑھ کر جو شکوہ ان کی زبان پر تھا وہ یہ کہ اب وہ جائیں تو جائیں
 کہاں؟ بے حد معصومیت کے ساتھ ایک خوبصورت نوجوان عیسن جو پیشہ سے انجینئر تھا
 آنکھوں میں آنسو لے اپنی داستان سنا رہا تھا اس کا سوال تھا کہ ہمارا سب کچھ تو یہیں ہے
 ہم تو پیدا اسی ملک میں ہوئے، ہمیں تو پتہ بھی نہیں کہ ہمارے بزرگوں سے کیا خطا ہوئی ہم
 تو کبھی پاکستان گئے ہی نہیں، پھر ہمارے بزرگوں نے ہی اگر پاکستان جانے کا فیصلہ کیا
 ہوتا، ہندوستان پر پاکستان کو ترجیح دی ہوتی تو وہ یہاں رہتے ہی کیوں؟ ہمارا جہنم ہی یہاں
 کیوں ہوتا؟ ہم نے تو ہندوستان کو ہی اپنا ملک سمجھا، یہی ہمارا ملک ہے، ہمیں کس جرم کی
 سزا دی جا رہی ہے؟ کیا صرف ہندوستانی مسلمان ہونے کی؟ ہماری آنکھوں کے سامنے
 ہمارے معصوم بچوں کو قتل کیا جا رہا ہے، ہماری بہنوں، بیٹیوں کی آبرؤں سے کھیلا جا رہا
 ہے۔ وہ معصوم بچیاں جو پھول کی مانند ہیں جنہوں نے ابھی دنیا کو دیکھا ہی نہیں ہے، سمجھا
 ہی نہیں ہے ان کے سامنے یہ خونی درندے اپنی وحشت کا وہ نظارہ پیش کرتے
 ہیں آگے کے جملے اس کے آنسوؤں میں بہہ جاتے ہیں وہ کچھ کہہ نہیں پاتا مگر ہم
 سب سمجھ لیتے ہیں کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے، امر سنگھ اور دیو گوڑا اپنے آنسوؤں کو چھپانے کی

کوشش میں اپنے ہاتھوں میں رومال لے لیتے ہیں۔ ملائم سنگھ اس کا حوصلہ باندھتے ہوئے کہتے ہیں یہ ملک تمہارا بھی اتنا ہی ہے جتنا کہ ہمارا ہے۔ مسلمانوں کی قربانیاں کسی سے کم نہیں ہیں۔ یہ ملک سیکولر ہے، فرقہ پرست طاقتوں کو بہت دیر تک من مانی کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔ تم حوصلہ رکھو، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

لوگ اتنے تھے، داستانیں اتنی تھیں کہ اگر باری باری سے سب کو سنا جاتا تو شاید یہ کبھی ختم نہ ہوتیں لیکن اس بار ان تمام لیڈران کا فیصلہ تھا کہ ان تمام تباہ کردی جانے والی بستیوں کو اپنی آنکھوں سے جا کر دیکھیں گے۔ وہ مسجدیں اور درگاہیں جنہیں مسمار کر دیا گیا ہے انہیں اپنی آنکھوں سے جا کر دیکھیں گے، کہہوں میں رہ رہے تباہ حال لوگوں سے جا کر ملیں گے۔ لہذا انتظامیہ سے رابطہ قائم کیا گیا، ضلع کلکٹر کا پھر وہی جواب، آپ جن علاقوں میں جانا چاہتے ہیں ان میں سے بیشتر میں ابھی بھی کرفیو لگا ہوا ہے، حالات خراب ہیں، آپ کو کچھ جگہ جانے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ آپ اسپتالوں میں جا کر مریضوں سے مل سکتے ہیں مگر جو ہاپورہ، رکھیاں، جیسی جگہوں پر جانا مشکل ہے، تب ملائم سنگھ یادو نے ضلع کلکٹر کو دو نوک لہجہ میں کہا کہ ایک بات صاف صاف سن لو اور اپنے چیف منسٹر کو بھی بتادو کہ تمہارے پاس صرف تین راستے ہیں اور انہی میں سے کسی ایک کو چننا ہے، یا تو ہمیں ان علاقوں تک جانے دو جہاں ہم جانا چاہتے ہیں، یا پھر ہمیں گرفتار کر لو ورنہ ہمیں مردادو، ہم ملے بغیر یہاں سے واپس جانے والے نہیں ہیں۔ کلکٹر نے کچھ دیر کی مہلت مانگی، غالباً اس لیے کہ اپنے آقاؤں کو صورت حال سے واقف کرا سکے مگر اس درمیان امر سنگھ بی بی سی لندن کو ٹیلی فون پر تمام صورتحال سے آگاہ کر کے گجرات سرکار کے لیے سوائے ایک کے تمام راستے بند کر چکے تھے کہ وہ جانے کی اجازت دے دیں لہذا تقریباً ایک گھنٹہ کی اس زبانی جدوجہد کے بعد ان تمام علاقوں میں جانے کی اجازت دے دی گئی جن کی فہرست ضلع انتظامیہ کے سامنے رکھی گئی تھی۔

ملائم سنگھ یادو نے ضلع کلکٹر کو نوٹوں لہجہ میں کہا کہ ایک بات صاف صاف سن لو اور اپنے چیف منسٹر کو بھی بتادو کہ تمہارے پاس صرف تین راستے ہیں اور انہی میں سے کسی ایک کو چننا ہے، یا تو ہمیں ان علاقوں تک جانا چاہتے ہیں، یا پھر ہمیں گرفتار کر لو ورنہ ہمیں مردادو، ہم ملے بغیر یہاں سے واپس جانے والے نہیں ہیں۔ اس درمیان امر سنگھ بی بی سی لندن کو ٹیلی فون پر تمام صورتحال سے آگاہ کر کے گجرات سرکار کے لیے سوائے ایک کے تمام راستے بند کر چکے تھے۔

ایک ضعیف
عورت ملائم
سنگھ اور دیو
گوڑا سے لپٹ
کر روپڑی، اس
کے معصوم
دودھ پیتے
ہوتے کو تلوار
کی نوک پر
اٹھ کر گھمایا
گیا تھا پھر
اسے نذر آتش
کر دیا گیا تھا۔
امر سنگھ جو
یہ سب دیکھ
اور سن رہے
تھے برداشت
نہیں کر سکے
اور بے آواز
بلند مائٹ پر
چیخ اٹھے کہ
ہندو راشٹر کے
بھائی اپنے آپ
کو ہندو کہتے
والوں کے اس
ظلم پر میں اس
قدر شرمندہ
ہوں کہ مجھے
اپنے آپ پر
شرم آرہی ہے۔

سب سے پہلے ہم لوگ نزودہ پائیا پیچے۔ ایک جلی ہوئی تباہ حال بستی ہماری نگاہوں کے
سامنے تھی۔ ٹوٹے ہوئے، اجڑے ہوئے مکان، جلا ادھ جلا، بکھرا ہوا، پھیلا ہوا سامان اور
کیمنوں سے خالی مکان، جگہ جگہ خون کے دھبے جو اس ظلم کی داستان بیان کر رہے تھے جو
یہاں رہنے والوں پر ڈھایا گیا۔ اب یہ دیواریں ہی اس کی گواہ ہیں۔ بستی کے باہر نکلے تو
سامنے ایک حد تک جلی ہوئی نورانی مسجد ہماری آنکھوں کے سامنے تھی۔ اس بستی کا جائزہ
لینے کے بعد ہمارا قافلہ روانہ ہوا۔ امن چوک کے لیے جہاں پناہ گزینوں کا کیمپ بھی چل
رہا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع تھے، بالخصوص عورتیں اور بچے اپنی فریاد سنانے
کے لیے بے قرار تھے۔ وفد کے تمام ممبران نے ان زخمی بچوں اور خواتین سے بات کی ان
کی روداد سنی، پھر وہی دل دہلانے والی داستان، زندہ بیچ گئی عورتوں کے جسموں پر ظلموں
کے نشان، جن شرمناک واقعات کو یاد کرنا بھی کسی خاتون کے لیے باعث شرم ہوتا ہے
ویسی ہی وحشت ناک، شرمناک داستانوں کو آنسوؤں کے ساتھ معصوم بچیوں سے لے کر
ضعیف عورتوں تک نے سنایا۔ ایک ضعیف عورت ملائم سنگھ اور دیو گوڑا سے لپٹ کر
روپڑی، اس کے معصوم دودھ پیتے پوتے کو تلوار کی نوک پر اٹھا کر گھمایا گیا تھا۔ پھر اسے
نذر آتش کر دیا گیا تھا۔ امر سنگھ جو یہ سب دیکھ اور سن رہے تھے برداشت نہیں کر سکے اور بے
آواز بلند مائٹ پر چیخ اٹھے کہ ہندو راشٹر کے بھائی اپنے آپ کو ہندو کہنے والوں کے
اس ظلم پر میں اس قدر شرمندہ ہوں کہ مجھے اپنے آپ پر شرم آرہی ہے۔ انہوں نے نریندر
مودی کو لٹکارتے ہوئے کہا کہ آج گجرات میں سرکار نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ یہاں
صرف اور صرف دنگائیوں کی حکومت ہے اور نریندر مودی انکا سر پرست ہے۔“ وفد کے تمام
ممبران نے ملک کو فرقہ پرست طاقتوں سے بچانے کا عزم کیا۔ ملک کو تمام ہندوستانوں،
ہندو، مسلمان سکھ، عیسائی کا وطن قرار دیا، مجرموں کو سخت سے سخت سزائیں دلانے تک اپنا
احتجاج اور جدوجہد جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔ الامن اسپتال، جو ہاپور و کیمپ، وی ایس

کہیں تک اس
 ظلم کی داستان
 کو لکھا جائے
 ایک ایک منظر
 جو نگاہوں کے
 سامنے آتا ہے
 ظلم کی ایک نئی
 داستان
 سنا جاتا ہے۔
 جو ہاپورہ
 کیسپ میں
 ملائم سنگھ
 جب مظلومین
 کا دربانٹ
 رہے تھے تو
 هجوم کو
 چیرتی ہوئی
 ایک برقعہ پوش
 خاتون ہم
 لوگوں کی
 طرف بڑھی اور
 ابو عاصم
 اعظمی کے
 سینے سے لگ
 کر رونے لگی۔
 یہ ان کی بہن
 تھی جو اپنے
 بھائی کو اپنی
 نگاہوں کے
 سامنے دیکھ کر
 زبان سے کچھ
 نہ کہہ سکی،
 اس لیے کہ اس
 کے آنسو رکنے
 کا نام ہی نہیں
 لے رہے تھے۔

اسپتال سب جگہ ایک جیسے ظلم کی داستانیں ہمدردوں کا ان کے آنسو پونچھتا، دلا سہ دیتا،
 بہتر مستقبل کی دعا کرنا کہاں تک اس ظلم کی داستان کو لکھا جائے ایک ایک منظر جو نگاہوں
 کے سامنے آتا ہے ظلم کی ایک نئی داستان سنا جاتا ہے۔ جو ہاپورہ کیسپ میں ملائم سنگھ جب
 مظلومین کا دربانٹ رہے تھے تو هجوم کو چیرتی ہوئی ایک برقعہ پوش خاتون ہم لوگوں کی
 طرف بڑھی اور ابو عاصم اعظمی کے سینے سے لگ کر رونے لگی۔ یہ ان کی بہن تھی جو اپنے
 بھائی کو اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھ کر زبان سے کچھ نہ کہہ سکی، اس لیے کہ اس کے آنسو
 رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ ہاں کانگریس میں کچھ مختلف نظارہ دیکھنے کو ضرور
 ملا۔ غم زدہ وہ بھی تھے، ظلم ان پر بھی ہوا تھا مگر حالات اتنے تکلیف دہ نہ تھے دی ایس
 اسپتال میں تشدد کا شکار مسلمانوں کے ساتھ ساتھ کچھ ہندو بھی تھے، اگر مذہب کی بات پر
 تفصیلی بحث میں نہ جائیں تو بس اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ گجرات میں انسانیت پر ظلم ہوا
 اور جو کچھ ہوا وہ حیوانیت کا نچوڑ تھا۔ اس حیوانیت و درندگی اور ظلم کے لیے وہاں کی
 سرکار، سرکار کی سرپرستی حاصل کیے دشوہندو پرشید، بحرنگ دل، آرائیس ایس کے غنڈے
 تھے جن کے ذریعہ سرزمین گجرات پر یہ خونی داستان لکھی گئی تھی جسے آزاد ہندوستان کی
 سیاہ تاریخ کی طرح ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

گجرات کے حالیہ سفر کی داستان کوئی الحال میں یہیں ختم کرتا ہوں اس لیے کہ اس پر
 ابھی نہ جانے اور کتنا لکھنا پڑے گا اور کتنی بار۔ مگر گجرات کے مسلم کش فسادات سے جڑے
 کچھ اور پہلوؤں پر بھی بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ گجرات کے حالات کو لے کر آج
 ملک کا ہر سیکولر شخص جو اپنے سینے میں درد مند دل رکھتا ہے پریشان ہے اور اپنی اپنی سطح پر
 سبھی کچھ نہ کچھ کر رہے ہیں تاکہ زخمی دلوں پر مرہم رکھا جاسکے قومی یکجہتی کے تانے
 بانے کو ٹوٹنے سے بچایا جاسکے۔ ملک کی سالمیت کو برقرار رکھا جاسکے۔ اس کوشش میں
 سیاسی سماجی مذہبی سبھی طرح کے لوگ شامل ہیں۔ ہندو بھی، مسلمان بھی، سکھ بھی عیسائی

آج جب ہم ملک
کی جمہوریت کو
بچانے کی بات
کرتے ہیں،
سیکولرزم کو
بچانے کی بات
کرتے ہیں تو
ہمیں ہندوستان
کے تمام سیکولر
ذہن رکھنے والوں
اور سیکولر
منجھی جانے
والی سیاسی
پارٹیوں کے اتحاد
کی ضرورت
محسوس ہوتی
ہے۔ آج جبکہ
سیکولر سیاسی
جماعتیں
برہمنیت بکھراؤ
کا شکار ہیں تو
ان کے اتحاد کے
ساتھ ساتھ
کنگریس کے
اتحاد کی بھی
ضرورت محسوس
کی جاتی ہے۔ اس
سے انکار بھی
نہیں کیا جاسکتا
کہ برہمنیت فرقہ
پرست طاقتوں
کو بے محل کرے
کے لیے انہیں
شکست دینے کے
لیے کنگریس کی
بھی ضرورت ہے۔
آج جب ہم ملک

بھی اور یہ مشترکہ کوشش اس امید کو برقرار رکھتی ہے کہ ملک کا سیکولر کردار آج بھی زندہ
ہے، اور ملک میں جمہوریت زندہ رہے گی، مگر جب انسانی لاشوں پر بھی سیاست کی کوشش
کا فرما دکھائی دیتی ہے تو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ آج جب ہم ملک کی جمہوریت کو بچانے
کی بات کرتے ہیں، سیکولرزم کو بچانے کی بات کرتے ہیں تو ہمیں ہندوستان کے تمام
سیکولر ذہن رکھنے والوں اور سیکولر سمجھی جانے والی سیاسی پارٹیوں کے اتحاد کی ضرورت
محسوس ہوتی ہے۔ آج جبکہ سیکولر سیاسی جماعتیں زبردست بکھراؤ کا شکار ہیں تو ان کے
اتحاد کے ساتھ ساتھ کانگریس کے اتحاد کی بھی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ اس سے انکار
بھی نہیں کیا جاسکتا کہ سرحد فرقہ پرست طاقتوں کو بے دخل کرنے کے لیے انہیں
تکست دینے کے لیے کانگریس کی بھی ضرورت ہے۔ لیکن کانگریس کے ماضی کو نظر انداز
کرتے ہوئے اگر کانگریس کی پناہ میں جانے کا فیصلہ کر لیا گیا تو یہ ایک تاریخی غلطی ہوگی۔
کانگریس اگر مسلمانوں پر ہزاروں ظلم کرنے کے بعد صرف اس موقع کا فائدہ اٹھا کر
مسلمانوں کو اپنی جانب راغب کرنا چاہتی ہے تو اس سے اس کی نیت کو ٹھیک نہیں کہا
جاسکتا۔ اگر کانگریس کے ذہن میں یہ ہے کہ ہجرات میں ظلم و ستم کا شکار مسلمان اب کوئی
راستہ نہ دیکھ کر واپس اس کی پناہ میں آئے گا ہی اور وہ ان تمام زخموں کی بھلا دے گا جو
اسے کانگریس کے ذریعہ دیے گئے ہیں تو غلط ہے۔ کانگریس کو اگر مسلمانوں سے ہمدردی
ہے تو موقع کا سیاسی فائدہ اٹھانے کے بجائے مسلمانوں کے دلوں میں جگہ بنانے کی
کوشش کرے۔ ہجرات کے حالات پر مرثیہ خوانی کرنے سے پہلے اپنے دور اقتدار میں
کیے گئے ایسے ہی ظلموں کے لیے معافی مانگے۔ مستقبل میں ایسا کوئی بھی ظلم نہ کرنے کا
وعدہ کرے۔ مسلمانوں کی جان و مال اور آبرو محفوظ رہے گی، ان کا استعمال صرف اور
صرف سیاست کے لیے نہیں ہوگا اس کی یقین دہانی کرائے۔ تب سامنے آئے ورنہ
گھڑیالی آنسو نہ بہائے۔

تقسیم وطن کے بعد مسلمانوں کے سینے پر جو پہلا زخم لگا اس کے لیے کانگریس نے ذمہ دار ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت جو ملک کے وزیر داخلہ تھے ان کا مزاج اور ذہن آج کے وزیر داخلہ لال کرشن اڈوانی کے جیسا تھا اور سمجھا بھی جاتا ہے کہ لال کرشن اڈوانی سردار ٹیل کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ مگر اس وقت ملک کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو تھے، اٹل بھاری واجپتی نہیں۔ سرکار کانگریس کی تھی ہندوستان میں جو مسلمان رہ گیا تھا اس نے کانگریس پر بھروسہ کیا تھا، اگر اس نے مسلم لیگ پر بھروسہ کیا ہوتا، پنڈت نہرو کے مقابلے محمد علی جناح پر بھروسہ کیا ہوتا تو پاکستان چلا گیا ہوتا۔ اسے پنڈت نہرو اور کانگریس پر بھروسہ کا یہ صلہ ملا کہ دہلی میں پنڈت جواہر لال نہرو کی ناک کے نیچے مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا، ان کے گھروں اور کاروبار کو تباہ کر دیا گیا، انہیں جن جن کر مارا گیا جیسا کہ آج گجرات میں ہو رہا ہے۔ آج کی تلخ حقیقت کو میں نے دیکھا ہے اور لکھا رہا ہوں۔ اس وقت کی سچائی بیان کی ہے۔ یعنی شاہد مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی کتاب India wins freedom میں، اور صاف صاف لکھا ہے کہ جب انہوں نے مسلمانوں کے جن جن کر قتل کئے جانے کی داستان مہاتما گاندھی کو سنائی تو پنڈت جواہر لال نہرو اور سردار ٹیل دونوں موجود تھے۔ مہاتما گاندھی نے سردار ٹیل اور پنڈت نہرو کی طرف دیکھا۔ سردار ٹیل نے کہا حالات نارمل ہیں۔ دنگوں پر قابو پالیا گیا ہے اور پنڈت نہرو نے خاموش رہ کر سردار ٹیل کی بات کی تائید کی جبکہ وہ سارے کا سارا جج جانتے تھے۔ مہاتما گاندھی نے مولانا آزاد کی بات کا بھروسہ کیا۔ مسلمانوں کو پھر سے بسانے کے لئے بھوک ہڑتال کی اور جب ہندوؤں نے مسلمانوں کو واپس بسانے کا عزم کیا تبھی انہوں نے اپنا انشن توڑا۔ کیا فرق رہ گیا آج کے لال کرشن اڈوانی اور اٹل بھاری واجپتی کے کردار میں اور اس وقت کے وزیر داخلہ اور وزیر اعظم سردار ٹیل اور پنڈت نہرو کے کردار میں؟ کانگریس کے دور اقتدار میں شروع ہوا مسلمانوں پر ظلم کا یہ

اس وقت ملک کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو تھے، اٹل بھاری واجپتی نہیں۔ سرکار کانگریس کی تھی ہندوستان میں جو مسلمان رہ گیا تھا اس نے کانگریس پر بھروسہ کیا تھا، اگر اس نے مسلم لیگ پر بھروسہ کیا ہوتا، پنڈت نہرو کے مقابلے محمد علی جناح پر بھروسہ کیا ہوتا تو پاکستان چلا گیا ہوتا۔ اسے پنڈت نہرو اور کانگریس پر بھروسہ کا یہ صلہ ملا کہ دہلی میں پنڈت جواہر لال نہرو کی ناک کے نیچے مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا، ان کے گھروں اور کاروبار کو تباہ کر دیا گیا، انہیں جن جن کر قتل کئے جانے کی داستان مہاتما گاندھی کو سنائی تو پنڈت جواہر لال نہرو اور سردار ٹیل دونوں موجود تھے۔ مہاتما گاندھی نے مولانا آزاد کی بات کا بھروسہ کیا۔ مسلمانوں کو پھر سے بسانے کے لئے بھوک ہڑتال کی اور جب ہندوؤں نے مسلمانوں کو واپس بسانے کا عزم کیا تبھی انہوں نے اپنا انشن توڑا۔ کیا فرق رہ گیا آج کے لال کرشن اڈوانی اور اٹل بھاری واجپتی کے کردار میں اور اس وقت کے وزیر داخلہ اور وزیر اعظم سردار ٹیل اور پنڈت نہرو کے کردار میں؟ کانگریس کے دور اقتدار میں شروع ہوا مسلمانوں پر ظلم کا یہ

کسی جمہوریت کو
بچانے کی بات
کرتے ہیں۔
سیکولرزم کو
بچانے کی بات
کرتے ہیں تو
ہمیں ہندوستان
کے تمام سیکولر
ذہن رکھنے والوں
اور سیکولر
سمجھ جاتے
والی سیاسی
پارٹیوں کے اتحاد
کی ضرورت
محسوس ہوتی
ہے۔ آج جبکہ
سیکولر سیاسی
جماعتیں
برصغیر بکھراؤ
کاشکار ہیں تو
ان کے اتحاد کے
ساتھ ساتھ
کنگریس کے
اتحاد کی بھی
ضرورت محسوس
کی جاتی ہے۔ اس
سے انکار بھی
نہیں کیا جاسکتا
کہ برصغیر
پرست طاقتوں
کو بے بدل کریم
کے لیے نہیں
شکست دینے کے
لیے کنگریس کی
بھی ضرورت ہے۔

سلسلہ اس کے بعد بھی مسلسل جاری رہا اور آج جو گجرات میں ہو رہا ہے جس کے پس منظر
میں اجودھیا تنازعہ ہے وہ بھی کانگریس کی ہی دین ہے۔ 1949 میں مورتیاں رکھی گئیں
کانگریس کے دور اقتدار میں وزیراعظم پنڈت نہرو، بابری مسجد کا تالا کھلا کانگریس کے دور
اقتدار میں، جج کرشن موہن پانڈے، وزیراعلیٰ ویر بہادر سنگھ، وزیراعظم راجیو گاندھی،
شالانیاس ہوا کانگریس کے دور اقتدار میں، وزیراعلیٰ نرائن دت تیواری، وزیراعظم راجیو
گاندھی۔ بابری مسجد شہید ہوئی، مرکز میں کانگریس کے دور اقتدار میں، وزیراعظم
نرسمہا راؤ، 1987 میں میرٹھ میں ایک لائن میں کھڑا کر کے مسلمانوں کو پی اے سی کے
ذریعہ گولی سے اڑایا گیا کانگریس کے دور اقتدار میں، ممبئی فسادات میں شیو سینا کے
غنڈوں نے جن جن کر مسلمانوں کو قتل کیا، ان کے کاروبار تباہ کئے کانگریس کے دور اقتدار
میں، فہرست بہت طویل ہے جبکہ جبکہ بہت کم، پھر بھی اگر کانگریس مسلمان کے اور مسلمان
کانگریس کے ساتھ کے بارے میں سوچیں تو پہلے بہت کچھ طے کرنا ہوگا ورنہ جلد بازی
اور نا سنجی میں اٹھایا گیا کوئی بھی قدم مسلمانوں کے لئے گجرات سے زیادہ تباہ کن ثابت
ہوگا۔ موقع پرست کانگریس کے ذریعہ ڈیوٹی پر لگائے گئے مسلم سیاست دان و دیگر
حضرات اپنا مستقبل سنوارنے کی کوشش میں کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے قوم کے
مستقبل کے بارے میں سوچیں پھر کوئی قدم اٹھائیں ورنہ اس قوم کی تباہی کے ذمہ دار وہ
ہوں گے اور تاریخ انہیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔



یوں بھی ملتا ہے کبھی ظلم کے پتھر کا جواب
آٹھ ٹوٹ کے خنجر میں بدل جاتا ہے

میں اپنی اس رپورٹ کو فی الحال یہاں ختم کرتا ہوں لیکن وہ تمام تفصیل ضرور پیش کرنا چاہوں گا جو احمد آباد کے دورہ میں متاثرین نے، فساد زدہ لوگوں نے، مجھے سونپی، مجھے سنائی یا لکھ کر دی۔ اس میں علاقہ وار مہلوکین کی فہرست بھی ہے، زخمی لوگوں کی تفصیل بھی، جو املاک تباہ و برباد ہو گئیں ان کی تفصیل بھی ہے، انصاف پانے کے لئے انہوں نے جو کوششیں کیں اس کا ذکر بھی ہے۔ اس کڑی میں میں پیش کر رہا ہوں احمد آباد کے محمد یونس اور ڈاکٹر شکیل کے ذریعہ مجھے دی گئی تفصیل، ان کے ذریعہ بنائی گئی ویڈیو سی ڈی رپورٹ، کامیٹی کمیونازم، نوبل ٹرسٹ فاؤنڈیشن، خواتین تنظیموں اور دیگر کئی سیکولر غیر جانب دار ہندو وفود کی رپورٹیں جو انہوں نے خود گجرات جاکر اور وہاں کے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھ کر لکھیں اور شائع کیں یا مجھ تک پہنچائی، ساتھ ہی اہم قومی اخبارات میں شائع مضامین و رپورٹیں، جناب امر سنگھ اور محترمہ شبانہ اعظمی کی پارلیمنٹ میں کی گئی تقاریر، قومی حقوق انسانی کمیشن کی رپورٹیں وغیرہ جو گجرات میں یہ قصور مسلمانوں پر مظالم کی وہ داستان پیش کرتی ہیں جس کی مثال اگر دی جاسکتی ہے تو صرف نازیوں کا مظالم سے، ہٹلر کے ظلم سے، انگریزوں کے ذریعہ ہندوستانیوں پر کئے گئے ظلم سے، جلیاں والا باغ سے، ملک کی تقسیم کے وقت ہونے والے فسادات سے، جن کی تفصیل پچھلے باب میں بیان کی جا چکی ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیں گجرات کی درہنہ داستان، گجرات کی دکھ بھری کہانی، وہاں کے متاثرین اور عینی شاہدین کی زبانی۔

احمد آباد ناگرک ہت رکشک سمیتی

ولیبوں اور
صوفی سنتوں
کے جنت نشان
شہر احمد آباد
کو بلوائیوں نے
آن کی آن میں
شمسان اور
قبرستان میں
تبدیل کر دیا
ظلم و استبداد،
بربریت اور
شیطانیت کا یہ
علم ہے کہ ہٹلر
ہلا کو اور
چنگیز خان کے
مظالم مانند نظر
آتے ہیں۔
وشوہند پریشد
'بج رنگ دل،
شیوسینا اور
آر ایس ایس کے
غمنڈوں نے
مقامی پولس کی
رہنمائی میں
مسلل دونوں
تک قتل عام،
لوٹ مار، آتش
زنی اور
وحشت
و بربریت کی وہ
ہولی کھیلی ہے
کہ زمین
لرز گئی، آسمان
کھنپ گیا!

لغت کے الفاظ نا کافی ہیں، قلم قاصر ہے اور انگلیاں لرزاں ہیں کہ گجرات کی تصویر کشی
لفظوں میں کی جائے۔ ویوں اور صوفی سنتوں کے جنت نشان شہر احمد آباد کو بلوائیوں نے
آن کی آن میں شمسان اور قبرستان میں تبدیل کر دیا۔ ظلم و استبداد، بربریت اور
شیطانیت کا یہ عالم ہے کہ ہٹلر ہلا کو اور چنگیز خان کے مظالم مانند نظر آتے ہیں۔
وشوہند پریشد، بج رنگ دل، شیوسینا اور آر ایس ایس کے غمنڈوں نے مقامی پولس کی
رہنمائی میں مسلسل دونوں تک قتل عام، لوٹ مار، آتش زنی، اور وحشت و بربریت کی وہ
ہولی کھیلی ہے کہ زمین لرز گئی، آسمان کانپ گیا!

آپ جانتے ہیں کہ ہمارا ملک ایک جمہوری اور سیکولر ملک ہے، لیکن فرقہ پرست، بنیاد
پرست اور قسطنطینی قوتیں عموماً پورے ملک اور خصوصاً اہلسا کے پجاری گاندھی جی کے
گجرات میں سماجی تانے بانے کو بکھیرنے اور ہندوستانی سماج کو منتشر کرنے میں معروف
کار ہیں۔ مذہب کے نام پر دہشت گردی عام ہے۔ چونکہ یہ قوتیں ریاست میں
برسر اقتدار ہیں، انہوں نے ریاستی انتظامیہ کی مدد سے اقلیتوں کو خصوصاً مسلمانوں اور
عیسائیوں کو اپنی دہشت گردی کا نشانہ بنا رکھا ہے۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کے ساتھ
ساتھ دیگر اقلیتوں کے بھی بنیادی حقوق سلب کر لئے گئے ہیں۔ عورتوں کی خود کشی اور خود
سوزی کے واقعات بھارت میں سب سے زیادہ گجرات ہی میں رونما ہوتے ہیں۔

انتظامیہ کے اعلیٰ افسران سے لے کر پولس، ایس آر پی وغیرہ فرقہ وارانہ ذہنیت میں
سرشار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حالیہ فساد میں اپنا سارا زور مسلمانوں کو مارنے اور
انہیں ہر طرح سے برباد کرنے پر ختم کر دیا۔ مسلم بچوں، جوانوں، بوڑھوں اور مردوں،
عورتوں کی لاشیں اس حقیقت کے زندہ ثبوت ہیں۔ بھارت میں آج تک عدلیہ کا وقار

محروم نہیں ہونے پایا ہے اور صرف عدلیہ ہی مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے بنیادی حقوق کی محافظ تصور کی جاتی ہے۔ اس لئے گجرات کے مسلمانوں اور کمزور طبقہ کے عوام کی جانب سے چند گزارشات پیش خدمت ہیں۔ یہ چند مطالبات کمیشن سے قبولیت کی توقع کے ساتھ پیش کی جا رہی ہیں۔

(1) آر ایس ایس، وشوہندو پریشد اور بجرنگ دل جیسی فرقہ پرست اور فسطائی جماعتوں پر پابندی عائد کی جائے۔

(2) گجرات میں انسانی حقوق کمیشن اور اقلیتی حقوق کمیشن کی صوبائی شاخ تشکیل دی جائے۔

(3) ریاستی حکومت کی سرگرمیوں سے متعلق معلومات حاصل کرنے کا گجرات میں کوئی قانون اور انتظام نہیں ہے، لہذا ریاست میں ایسا قانون بنایا جائے۔

(4) جسٹس جی ایم ریڈی کمیشن 1949 اور جسٹس وی ایس دے کی کمیشن 1985 کی رپورٹ تیار ہیں لیکن ان پر ہنوز عمل درآمد نہیں ہوا۔ ملازموں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ سیاسی پارٹیاں اپنی مرضی کے مطابق سماج میں نفرت پھیلانے اور تفرقہ ڈالنے کے لئے تمام پابندیوں سے آزاد ہیں۔ جسٹس کے جی شاہ کمیشن کا تقرر گودھرا کے حادثے اور اس کے بعد رونما ہونے والے فسادات کی تحقیقات کے لئے کیا جا چکا ہے۔ ریاستی حکومت اس کمیشن کی رپورٹ پر عمل کرنے کے لئے پابند ہونا چاہئے۔

(5) جسٹس سے موربانہ گزارش ہے کہ وہ ان پولس افسران کے خلاف کارروائی کرنے میں تعاون کریں جن کے خلاف زندہ بچ جانے والوں نے نامزد فریاد کی ہے۔ احسان جعفری سابق ممبر آف پارلیمنٹ اور انسانی حقوق کے علمبردار کو فرقہ پرستوں نے زندہ جلادیا جبکہ ان کی رہائش میٹھانی ٹکڑ پولس اسٹیشن سے صرف پانچ منٹ کی دوری پر واقع ہے۔ احمد آباد کے پولس کمشنر کا آفس بھی ان کی رہائش سے قریب ہے۔

(1) آر ایس ایس،
وشوہندو پریشد
اور بجرنگ دل
جیسی فرقہ
پرست اور
فسطائی
جماعتوں پر
پابندی عائد
کی جائے۔
(2) گجرات
میں انسانی
حقوق کمیشن
اور اقلیتی
حقوق کمیشن
کی صوبائی
شاخ تشکیل
دی جائے۔
(3) ریاستی
حکومت کی
سرگرمیوں سے
متعلق معلومات
حاصل کرنے کا
گجرات میں
کوئی قانون
اور انتظام
نہیں ہے، لہذا
ریاست میں
ایسا قانون
بنایا جائے۔

یہ فساد
نہیں بلکہ مسلم
نسل کشی ہے۔
وی ایچ پی
بجریگ دل اور
بی جے پی کے
شر پسندوں کے
ساتھ حکومت
و انتظامیہ نے
مل کر جس
منصوبہ بند
طریقہ سے
وحشت
و بربریت کی
داستان لکھی
ہے اس کی
مثال آزادی کے
بعد سے اب تک
ہوئے ملک کے
فرقہ وارانہ
فساد میں نہیں
ملتی۔ یہ فساد
نہیں بلکہ یک
طرفہ مسلم
کشی کی منظم
مہم ہے جس
میں صرف
مسلمانوں اور
ان کے املاک کو
نشانہ بنایا
گیا۔ اس کے لئے
ووٹر لسٹ کا
استعمال کیا
گیا۔

(6) اقلیتوں کی اقتصادی حالت بحال کرنے کو ترجیح دی جائے جنہیں تباہ کرنے کے لئے نشانہ بنایا گیا ہے۔

(7) حالیہ فساد میں بیوہ ہونے والی عورتوں اور یتیم ہونے والے بچوں کو ہر ممکن امداد پہنچا کر ان کے مسائل کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔

(8) پورے گجرات میں تقریباً 80 ہزار فساد زدہ پناہ گزین مختلف کیمپوں میں مقیم ہیں۔ ان تمام کی باز آباد کاری کی طرف توجہ دی جائے۔ ان کے اپنے مکانوں میں منتقلی کو یقینی بنایا جائے۔ چند مقامات ایسے بھی ہیں جہاں دوبارہ آباد ہونا پناہ گزینوں کے لئے ممکن نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے دوسری محفوظ جگہ پر رہائش کا بندوبست کیا جائے۔

(9) ایسی متعدد مساجد، درگاہیں اور دیگر مذہبی مقامات جنہیں فساد کے دوران توڑ پھوڑ کرواں مورتیاں رکھ دی گئیں ہیں۔ انہیں اپنی سابقہ حالت جو کو دھرا حادثے سے قبل تھی، پر بحال کیا جائے۔

(10) ایسے اخبارات کے خلاف کارروائی کی جائے جو پریس کاؤنسل آف انڈیا کی خلاف ورزی کر کے ایک طرفہ اور مشتعل خبریں شائع کرتے ہیں۔

گجرات میں جاری فرقہ وارانہ فسادات نے نہ صرف پوری ریاست بلکہ پورے ملک کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ یہ فساد نہیں بلکہ مسلم نسل کشی ہے۔ وی ایچ پی بجریگ دل اور بی جے پی کے شر پسندوں کے ساتھ حکومت و انتظامیہ نے مل کر جس منصوبہ بند طریقے سے وحشت و بربریت کی داستان لکھی ہے اس کی مثال آزادی کے بعد سے اب تک ہوئے ملک کے فرقہ وارانہ فساد میں نہیں ملتی۔ یہ فساد نہیں بلکہ یک طرفہ مسلم کشی کی منظم مہم ہے جس میں صرف مسلمانوں اور ان کے املاک کو نشانہ بنایا گیا۔ اس کے لئے ووٹر لسٹ کا استعمال کیا گیا۔

مختلف کیمپوں میں ایک ایک لٹے پٹے پناہ گزین کی دلدوز رواد کے لئے دفتر درکار

ہیں جس کا تفصیلی بیان ان چند سطروں میں ممکن نہیں ہے۔ نروڑا پانیہ میں تقریباً 165 مسلمانوں کو قتل کر کے ایک اندھے کنویں میں پھینک دیا گیا۔ اور بعد میں اسے مٹی سے پاٹ دیا گیا۔ احمد آباد میں سب سے وسیع گیمپ شاہ عالم کے علاقہ میں درگاہ کے احاطے میں باندھا گیا ہے جس میں تقریباً ساڑھے دس ہزار پناہ گزین موجود ہیں۔

”نروڑا پانیہ کی ایک عورت فاطمہ بی بی نے بتایا کہ میرے پورے خاندان کو قتل کر کے جلا دیا گیا ہے۔ تقریباً دس ہزار سے زائد شریکین نے ہمارے گھروں پر حملہ کر دیا جبکہ ان کے حملوں سے صرف چند رہ گئے۔ پہلے پولس نے آکر ہمیں اطمینان دلایا تھا کہ تم لوگ آرام سے رہو، ہم تماری حفاظت کے لئے یہاں ہیں۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ جیسے ہی پولس ہمارے محلے سے باہر نکلی، شریکین کے ہجوم نے ہماری بستی پر دھاوا بول دیا اور دوسو سے زائد لوگوں کو مار ڈالا۔ سیکڑوں عورتوں کی اجتماعی عصمت دری کی۔ وہ چھوٹے چھوٹے دودھ پیتے بچوں کو ذبح کر کے لکڑیوں اور ترشولوں پر اٹھا کر محلہ کی ایک ایک گلی میں گھوم رہے تھے۔ جب کہ ان شریکین کے حملے کے وقت پولس ہماری بستی سے تھوڑی ہی دور پر موجود تھی مگر کسی نے بھی ہماری چیخ و پکار نہیں سنی۔“

مشرقی احمد آباد میں تمام علاقوں کو تھمس تھمس کر کے لوٹا اور جلا دیا گیا۔ مسجدوں اور درگاہوں کو زمین دوز کر دیا گیا۔ توڑنے کے لئے تھمس سنڈروں کا استعمال کیا گیا۔ سندرم نگر، انصار نگر، مدینہ نگر، ارہن نگر، اکبر نگر، مریم بی بی کی چال، بارہ سانچہ کی چال وغیرہ وغیرہ جو مسلم اکثریتی علاقے ہیں پوری طرح تباہ و برباد کر دیے گئے۔ تقریباً پانچ ہزار دکانوں کو نذر آتش کر دیا گیا جب کہ مکانات اور سواریوں کا کوئی شمار نہیں ہے۔

پورے گجرات میں احمد آباد اور بڑودہ کے علاوہ مہسانہ، دابھوی، پنچ محل، ساہیو، کانتھا، کھیرا، آئند وغیرہ اضلاع شدید متاثر ہیں۔ ان میں مسلمانوں کی ایسی کوئی بستی نہیں جسے تباہ و برباد نہ کیا گیا ہو۔ جس کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

مختلف
کیچڑوں میں
ایک ایک لٹے
پٹے پناہ گزین
کسی لکڑی
روانگے لٹے
دفتر درکار
ہیں جس کا
تفصیلی بیان
ان چند
سطروں میں
ممکن نہیں ہے۔
نروڑا پانیہ
میں تقریباً
165 مسلمانوں
کو قتل کر کے
ایک اندھے
کنویں میں
پھینک دیا گیا۔
اور بعد میں
اسے مٹی سے
پاٹ دیا گیا۔

آج بھی شہر کے تمام علاقوں میں زبردست کشیدگی ہے۔ پولس اور فوج نے تمام علاقوں کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ آئے دن مسلم علاقوں میں Combing کے بہانے پولس دھر پکڑ اور مار پیٹ کر رہی ہے۔ پولس تھانوں میں مسلمانوں کو گندی گالیاں دی جاتی ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ حالات و اخبار کی روشنی میں آپ کا کمیشن دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے متاثرین کو ہر ممکن انصاف دلانے کی کوشش کرے گا۔

آپ کے نیاز مند

اراکین احمد آباد ناگرک ہت رکشک کمیٹی

نقل روانہ:

- (1) جسٹس شری جی ایس ورما، صدر ایوگ، بنگ، نئی دہلی (انگریزی میں)
- (2) مکھوتی بنگ، صدر کو (انگریزی میں) نئی دہلی۔
- (3) شریستی سونیا گاندھی، نئی دہلی (انگریزی میں)
- (4) سابق وزیر اعظم ایچ ڈی دیو گڑا (انگریزی میں)
- (5) سابق وزیر اعظم وی پی سنگھ (انگریزی میں)
- (6) ملائم سنگھ یادو، صدر سماجوادی پارٹی (انگریزی میں)
- (7) شبانا عظمی، ایم پی (انگریزی میں)
- (8) جناب مقصود صاحب، نئی دہلی (اردو میں)
- (9) جناب اختر الواسع صاحب، نئی دہلی (اردو میں)
- (10) جناب جی ایس نعمانی صاحب (اردو میں) جسٹس نئی دہلی
- (11) پروفیسر ریاض عمر، چاندنی چوک، دہلی (اردو میں)
- (12) رجسٹرار علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ (اردو میں)
- (13) رجسٹرار جامعہ طیبہ اسلامیہ، نئی دہلی (اردو میں)
- (14) دارالعلوم دیوبند، سہارنپور، دیوبند یو پی (اردو میں)
- (15) دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ، یو پی (اردو میں)
- (16) جناب عنایت خاں پٹھان، کرلا، ممبئی (اردو میں)

عملوں سے
صرف ہندو
سنگ پھلے پولس
نے اگر ہمیں
اطمینان دلایا تھا
کہ تم لوگ آرام
میں رہو، ہم
تماری حفاظت
کے لئے یہاں
ہیں۔ تمہیں کچھ
نہیں ہوگا۔
جیسے ہی پولس
ہمارے محلے سے
بہار نکلیں،
شہر ہمسندوں کے
ہجوم نے ہماری
بستی پر دھوا
بول بیلپور
دوسرے
زائلوگوں کو
ملا ڈالا۔
سیکڑوں
عورتوں کی
اجتماعی عصمت
بری کسی۔ وہ
چھوٹے چھوٹے
نودہ پیتے
بھوں کو بیچ
کر کے تلواروں
اور ترشولوں پر
اٹھکر محلہ کی
ایک ایک گلی میں
گھوم رہے تھے۔

-: فہرست نیازمندان :-

- 1:- جناب والی بی لاکھن راجپوت، نائب صدر: احمد آباد شی یوتھ کانگریس، صدر: احمد آباد ایسٹ زون، سینٹرل سول رائٹس کونسل - 2:- جناب الیاس خان پٹھان، صدر: گجرات یوتھ کانگریس مائٹاریٹی سیل - 3:- جناب وفا جونپوری، ممبر گجرات اردو سہتیہ اکادمی، صوبہ گجرات، گاندھی نگر، فون 2733572 - 4:- جناب زلفی خان فی پٹھان، نائب صدر: احمد آباد یوتھ کانگریس - 5:- جناب ڈاکٹر پرشوتم ہر دانی، چیئر مین ڈاکٹر سیل، جی پی سی سی - 6:- جناب فکیل راجپوت
- 7:- جناب اسحاق شیخ، نائب صدر الامین، غریب نواز جنرل ہاسپٹل، گوتمی پور، احمد آباد - 8:- جناب ڈاکٹر الیاس شیخ - 9:- جناب ایڈوکیٹ دھانا بھائی دیسائی - 10:- جناب زبیر احمد ایس پٹھان، سکریٹری مائٹاریٹی سیل (جی پی سی سی) - 11:- جناب ایڈوکیٹ اشوک ایم بھنڈاری - 12:- جناب ڈاکٹر ثار احمد انصاری - 13:- محترمہ ایڈوکیٹ ممتاز بانو پٹھان - 14:- جناب لیاقت علی انصاری، سپر روڈ لائٹس - 15:- جناب غفور عالم راجپوت 079-2731477 - 16:- جناب پروین پرمار (O) 079-2733885 - 17:- جناب اندرودن ٹیل 079-2746134
- 18:- جناب اسلم راجپوت ماسٹر 9825250753 Mobile: - 19:- جناب غلام رسول انصاری، نمائندہ نئی دنیا دہلی، 2176172 - 20:- جناب ذاکر حسین شیخ، مدرس - 21:- جناب ایڈوکیٹ عارف راجپوت - 22:- جناب غنی بھائی گھاسوالا حاجی صاحب

محمد یونس بلغ الدین راجپوت

(والی بی لاکھن راجپوت)

گجرات میں
جو مسلم کش
فساد ہوا اس
میں حکومت
گجرات اصل
مجرم ہے۔
مودی اور
دیگر ارباب
حل و عقد نے
جان بوجھ کر
بہشت
پھیلائی۔
بہشت گردوں
کو پناہ دی،
ان تخریب
کاروں کی
وکالت کی اور
ان کی ملی،
سیلسی، فکری
اور اقتصادی
مدد کی ہے۔
جس کی وجہ
سے پورے ملک
میں عام طور
پر اور گجرات
میں خاص کر
دوسرے علاقہ
کے لوگوں میں
بہشت پیدا
ہوئی۔

گجرات سانحہ، ایک رپورٹ

﴿اختر الواسع:: وحسی احمد نعمانی﴾

حالیہ گجرات کے حالات نے ہندوستان کے بیدار معزز اور باہوش ذہن کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ جو جہاں ہے وہیں فکر مند ہے۔ مادر وطن ہندوستان کی سالمیت ایکتا، جمہوریت اور بھائی چارہ کی شمع کو بجھنے سے بچانے کے لیے ہندو بھی اور مسلمان بھی یہ سوچ رہا ہے کہ کیا منحنی بھر لوگ مذہب اور عقیدہ کے نام پر سارے بھارت کو لہو لہان کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے؟ کیا گجرات کے سیکڑوں کیمپوں میں پناہ گزیں جو زندگی گزارنے کے لیے مجبور کر دیے گئے ہیں ان کی آہ آسمان کا کلیجہ چیر کر فریادی کے لیے خدا سے انصاف مانگنے میں کامیاب نہیں ہوگی؟

ان حالات کی روشنی میں بہت سے اور بے شمار انسانیت دوستوں کی طرح اور بھی چند لوگ یکجا ہوئے اور جناب سراج قریشی، جناب عزیز برنی، جناب مندر حسین خان، جناب مسعود احمد، جناب رحمن، جناب حق وغیرہ کے مشورے کی روشنی میں ہندوستان کے سیکولر ذہنوں کے ساتھ مل کر ہندو مسلم ایکتا اور بھائی چارہ کے جذبہ کے سہارے۔ احمد آباد کے حالات کا جائزہ لے کر ضرورت مندوں کی مدد اور ہندوستان کی سالمیت کے لیے ضروری قدم اٹھانے کی ضرورت محسوس کی اور جناب دیو گوڑا سابق وزیر اعظم ہند کی رہنمائی میں ایک وفد روانہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ جس میں جہاں پروفیسر اختر الواسع اور جناب وحسی احمد نعمانی ایڈوکیٹ سپریم کورٹ کو وفد میں شامل ہو کر رپورٹ یکجا کرنے کی ہدایت دی گئی۔

دفتر مورخہ 10 اپریل کو ہوائی جہاز سے ممبئی اور پھر وہاں سے بڑودا پہنچا۔ مورخہ 11 اپریل کو جناب دیو گوڑا صاحب صبح 8 بجے بڑودہ پہنچے اور پھر بڑودہ کے مختلف کیسپس میں پناہ گزین سے ملنے تشریف لے گئے۔ خاص طور پر Tandalja Amir Complex تندلجا امیر کمپلیکس، نور پارک کیسپس، گودھرا، لنڈاوارہ پھر احمد آباد، حاجی ٹیل ہائی اسکول کمپ، دریا خان گوٹھ کمپ، شاہ عالم درگاہ کمپ، جونا پور کمپ، کنکریا کمپ (ہندو کمپ) وغیرہ میں جا کر پناہ گزین سے ملاقاتیں کیں اور وہاں کے حالات کا جائزہ لیا۔

دفتر اس نتیجہ پر پہنچا کہ گودھرا ریلوے کا حادثہ شرمناک، قابل مذمت اور کٹنگ ہے۔ ضرورت ہے اس کی تحقیق سپریم کورٹ کے جج کی رہنمائی میں سی بی آئی سے کرائی جائے اور طرمان کو سخت سے سخت سزا دے کر ملک میں امن و سکون کی بحالی کے لیے راہ ہمواری جائے۔

گجرات میں جو مسلم کش فساد ہوا اس میں حکومت گجرات اصل مجرم ہے۔ مودی اور دیگر ارباب حل و عقد نے جان بوجھ کر دہشت پھیلائی۔ دہشت گردوں کو پناہ دی، ان تخریب کاروں کی دکالت کی اور ان کی مالی، سیاسی، فکری اور اقتصادی مدد کی ہے۔ جس کی وجہ سے پورے ملک میں عام طور پر اور گجرات میں خاص کر دوسرے فرقہ کے لوگوں میں دہشت پیدا ہوئی۔ سیکڑوں بے گناہوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور اربوں روپیہ کی ذاتی اور قومی ملکیت کو نقصان پہنچایا گیا۔ یہ تمام عمل پونا کے دائرہ میں آتے ہیں اس لیے سب سے پہلے مودی کو اس قانون کے تحت گرفت میں لایا جائے اور پھر تمام سازش کاروں کو پونا میں بند کر کے مقدمہ چلا کر سزا دی جائے، تلک قانون کی حکمرانی مجروح نہ ہو۔

دفتر کے سامنے یہ شہادت بھی ہے کہ پولس کی سرکردگی، صوبائی وزیر، ایم ایل اے اور

سیکڑوں بے گناہوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور اربوں روپیہ کی ذاتی اور قومی ملکیت کو نقصان پہنچایا گیا۔ یہ تمام عمل پونا کے دائرہ میں آتے ہیں اس لیے سب سے پہلے مودی کو اس قانون کے تحت گرفت میں لایا جائے اور پھر تمام سازش کاروں کو پونا میں بند کر کے مقدمہ چلا کر سزا دی جائے، تلک قانون کی حکمرانی مجروح نہ ہو۔

وفد کے سامنے
یہ شہادت بھی
ہے کہ پولس
کی سرکردگی،
صوبائی وزیر،
ایم ایل اے اور
دوسرے بی جے
پسی کے
عہدیداروں
کی نشاندہی
پر قتل و
غارت گری،
لوٹ اور
عصمت دری
کا جرم کیا
گیا۔ پولس نے
حکمران کی
ایما پرائف
آئی آر ٹک
درج نہیں کی۔
خود قومی
انسانی حقوق
کمیشن، قومی
اقلیت کمیشن
نے اپنے
رپورٹ میں
منگورہ بالا
بہشت گردی
کے عمل کی
طرف اشارہ
کیا ہے۔

دوسرے بی جے پی کے عہدیداروں کی نشاندہی پر قتل و غارت گری، لوٹ اور عصمت دری
کا جرم کیا گیا۔ پولس نے حکمران کی ایما پرائف آئی آر ٹک درج نہیں کی۔ خود قومی انسانی
حقوق کمیشن، قومی اقلیت کمیشن نے اپنے رپورٹ میں منگورہ بالا بہشت گردی کے عمل کی
طرف اشارہ کیا ہے۔

جناب دیو گوڑا صاحب کئی کیمپوں میں پناہ گزین کے دردناک حالات کو دیکھ کر
بلک بلک کر رو پڑے۔ جو حالات کمپ اور شہروں میں تناؤ کے دیکھنے اور جھیلنے کو ملے
درحقیقت اگر دیو گوڑا صاحب کی ریڈیو سیکورٹی کی حفاظت میں ہم نہیں گئے ہوتے تو
ہمارے بچے کا نہیں تھا کہ ہم ایک کمپ کیا ایک محلہ کا بھی ٹھیک سے سروے کر سکتے
تھے۔

ان تمام عمل میں جو سب سے بڑی تقویت ملتی رہی وہ عزیز برنی صاحب کی دورانہدیشی
اور مکمل منصوبہ بندی کی وجہ سے تھی۔ دہلی ہوائی اڈہ سے ممبئی، راج کوٹ، بڑودہ، گودھرا،
سندھ وارہ، احمد آباد سے لے کر دہلی واپسی تک ایک ایک منٹ کی انہوں نے اطلاع حاصل
کی۔ دیو گوڑا صاحب اور ان کی سیکورٹی کے ڈائریکٹر سے رابطہ بنائے رکھا، ہمیشہ اس
بات کی فکر رکھی کہ ہم لوگ اس بے حد نازک اور الجھے ہوئے حالات میں ہر طرح سے
خیریت سے ہیں۔ اور اپنے کام کو بخوبی انجام دے پارہے ہیں۔ اس بات کی بھی تاکید
کرتے رہے کہ اگرچہ جس مشن پر جا رہے ہیں بے حد ضروری ہے مگر تمام حفاظتی اقدام
ہمیشہ مدنظر رہیں۔ یہ سب باتیں اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ عزیز برنی صاحب کی
شخصیت میں ایک مضبوط رہنمائی کی صلاحیت پنہا ہے۔ جو اپنے ساتھ اپنی ٹیم کو منصوبہ
اور پلاننگ کے دائرہ میں لے کر کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس اہم مشن کے تحت سفر
میں جناب سراج الدین قریشی صاحب نے اپنے طور پر شفقت اور ہمدردی کے ساتھ
رابطہ بنائے رکھا۔

جناب
دیوگورڈا
صاحب کٹی
کیمپوں میں
پناہ گزین کے
درہنہ حالات
کو دیکھ کر
بلک بلک کر رو
پڑے۔ جو
حالات کیمپ
اور شہروں
میں تناثو کے
دیکھنے اور
جھیلنے کو ملے
درحقیقت اگر
دیوگورڈا
صاحب کی
زیڈ سیکورٹی
کی حفاظت
میں ہم نہیں
گنہ ہوتے تو
ہمارے بوتے کا
نہیں تھاکہ ہم
ایک کیمپ کیا
ایک محلہ کا
بھی ٹھیک سے
سروس کر
سکتے تھے۔

اس اہم کام میں جناب سراج قریشی، صفدر حسین خان، حق صاحب، مقصود احمد صاحب جسے مخلصوں کی نیک تمنائیں شامل تھیں۔ ضرورت ہے کہ رپورٹ جو عنقریب اشاعت کے لیے پیش ہوگی اس کو بنیاد بنا کر مستقل طور پر ایسے اقدام کیے جائیں جو اس قدر کارگر ثابت ہو کہ گجرات و گودھرا جیسے سانحہ سے متاثر افراد کے لیے امداد کے وقت ہاتھ پاؤں پھیلائے کی نوبت نہ آ سکے۔ ایسی طاقت یکجا اور ایسے افراد تیار کیے جائیں جو قوم و ملک کی سالمیت، ترقی اور خوش حالی، بھائی چارہ کے لیے بنیاد بن کر ملک کو امن و سکون کا گہوارہ بنا سکیں۔

رپورٹ

گجرات کے انسانیت سوز اور مسلم کش سانحہ کے مطالعہ اور محاسبہ کے لیے جناب ایچ ڈی دیوگورڈا صاحب سابق وزیراعظم ہند کا قافلہ احمد آباد اور دیگر متاثرہ علاقہ کے لیے روانہ ہونے کو تیار تھا اسی درمیان ”نوبل فاؤنڈیشن ٹرسٹ“ دہلی کی انتظامیہ کمیٹی نے وہاں کے حالات کا تجزیہ لینے کے لیے اپنے کئی سیشن بلا کر اور معاملات پر مباحثہ کر کے ایک وفد بھیجنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس لیے یہ کہا گیا کہ جناب دیوگورڈا صاحب کے قافلہ کے ساتھ ٹرسٹ بھی اپنا وفد بھیجے۔ لہذا جناب پروفیسر اختر الواسع صاحب، ہیڈ آف دی ڈپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز جامعہ ملیہ اسلامیہ اور جناب وحسی احمد نعمانی ایڈوکیٹ سپریم کورٹ کو یہ حکم ہوا کہ جائے حادثات اور کیمپوں میں جا کر بذات خود حالات دیکھے جائیں اور ڈاتا حاصل کیے جائیں پھر اس کی رپورٹ تیار کر کے اور انہیں بنیاد بنا کر متاثرین کو راحت پہنچانے کے سلسلے میں ضروری اقدام کے لیے مشورے اور تجاویز دیے جائیں۔

مورخہ 11 اپریل کو صبح 9 بجے کی فلائٹ سے وفد ممبئی ایئر پورٹ پہنچا۔ جناب

راج کوٹ اور
بڑودہ کے
درمیان ہوائی
جہاز کٹی بلر
اتنی مناسب
اونچلتی پر
اڑتا رہا جہاں
سے زمین کا
منظر صاف
نظر آ رہا تھا
جگہ جگہ
مکانوں کے
چھجے صاف
نظر آتے تھے۔
کھیس 15-20
اور کھیس
25-30 گھروں
کے جھنڈ بتلے
اور بربادی کی
کھانی سنارہے
تھے۔ یہ سب کے
سب جبل کر
راکھ کی شکل
اختیار کر چکے
تھے۔ دیکھتے ہی
دیکھتے عجیب
سراسیمگی اور
غم و اندوہ کا
ماحول پیدا
ہو رہا لگا۔

عزیز برنی صاحب کے رفقاء جناب نسیم احمد اور ان کے ساتھی جناب جے پرکاش
صحافی نے ہم لوگوں کا استقبال کیا۔ ممبئی ایئر پورٹ سے ہوٹل سنور پنچے جہاں ہم
لوگ جناب تنویر حاذق صاحب کے مہمان رہے۔ اطلاع ملی کہ جناب دیوگوڑا
صاحب بجائے اس کے کہ ممبئی ایئر پورٹ آ کر پھر بڑودہ ہوتے ہوئے احمد آباد
جائیں۔ اب وہ کل یعنی مورخہ 11 اپریل کو صبح 6 بجے کی فلائٹ سے سیدھے دہلی
سے بڑودہ پہنچیں گے۔ چونکہ بڑودہ، راج کوٹ اور احمد آباد کے ساتھ پورا گجرات
فساد سے جل رہا تھا اس لیے بغیر کسی مناسب سیکورٹی کے ہوائی جہاز سے سفر کرنا
بھی بے حد الجھن کا باعث بنا ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جناب دیوگوڑا صاحب کی
سیکورٹی سے آراستہ قافلہ میں شامل ہو کر ناقابل رسائی علاقوں اور کیمپوں تک پہنچ کر
تفصیل حاصل کی جا سکی اب فساد، سازش کار اور طرمان و بحرین کو پہچان کر
قانونی، سماجی اور سیاسی اختیارات کے مالک کی چوکنوں پر دستک دے کر انصاف
حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

ہم لوگ مورخہ 10 اپریل کو 4:30 بجے شام کی فلائٹ سے ممبئی ایئر پورٹ سے
روانہ ہو کر راج کوٹ ہوتے ہوئے بڑودہ شام 6:40 پر احمد آباد ایئر پورٹ پہنچے۔
جہاں حیش دیسائی، سکرٹری جنرل سیکور، جن کی سیکور مزاجی کا ذکر آگے آئے گا۔
ان کے ساتھی جناب انور صحافی کے دوستوں اور شہر کے برگزیدہ اور ذمہ دار ہندو اور
مسلمانوں نے استقبال کیا۔ وفد کا قیام بڑودہ سرکٹ ہاؤس میں جناب دیوگوڑا
صاحب کے مہمان کی حیثیت سے ہوا اور دیکھ بھال بھی اسی معیار سے کی جاتی رہی۔
ہم نے وہاں صاف صاف یہ بتا دیا تھا کہ چونکہ یہ شہر بھی فساد سے بری طرح متاثر
ہے اس لیے ہم لوگ وہیں رکیں گے جہاں یہاں کے میزبان مناسب اور محفوظ
مانتے ہیں۔

جہاں انور
سیٹھ ایک
مشہور
نوجوان
صحافی میں
انہوں نے آپ
بیتی سناتے
ہوئے کہا کہ
وہ اپنی فیملی
کے ساتھ لگ
بھگ
10 سالوں سے
D-41 زم زم
پارک کی رام
سوسائٹی
میں مکان نمبر
11 میں رہ
رہے تھے۔
28 فروری
کو ایک ماب آیا
اور ان کا سب
کچھ تباہ و
برباد کر گیا۔
ایک گوشت کی
دکان اور ان کا
ایک پولٹی
فارم بھی
نیست و نابود
ہو گیا۔

سرکٹ ہاؤس بڑودہ میں مقامی وفود اور نمائندوں کا آنا شروع ہوا۔ انہوں نے
اخباروں کی کٹنگ اور ان پر مبنی بہت سے کمپائلیشن ہم لوگوں کے حوالہ کیا۔ راج کوٹ اور
بڑودہ کے درمیان ہوائی جہاز کئی بار اتنی مناسب اونچائی پر اڑتا رہا جہاں سے زمین کا
منظر صاف نظر آ رہا تھا جگہ جگہ مکانوں کے چمچے صاف نظر آتے تھے۔ کہیں 15-20 اور
کہیں 25-30 گھروں کے جھنڈ بتا ہی اور بربادی کی کہانی سنارہے تھے۔ یہ سب کے
سب جل کر راکھ کی شکل اختیار کر چکے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے عجیب سی سراسیمگی اور غم و
اندوہ کا ماحول پیدا ہونے لگا۔

سرکٹ ہاؤس بڑودہ میں مسلم نمائندوں میں سے جناب غلام رسول قریشی
(سبکدوش جسٹس عبدالستار قریشی صاحب کے قریبی رشتہ دار ہیں) سے کافی دیر تک
وفد کی بات چیت ہوئی اور حالات کا تجزیہ کیا گیا۔ انور اور ستیش ڈیسا کی نے گودھرا
ٹرین حادثہ سے لے کر 10 اپریل تک ہونے والے اقلیت کے خلاف مظالم کا
تفصیلی جائزہ وفد کے سامنے پیش کیا۔ سرکٹ ہاؤس میں جناب قریشی صاحب نے
نہایت اہتمام اور فراخ دلی سے وفد اور ان سے ملنے آئے معزز شہریوں کے لیے ڈنر
کا انتظام کیا تھا۔

جہاں انور سیٹھ ایک مشہور نوجوان صحافی میں انہوں نے آپ جتنی سناتے ہوئے کہا کہ
وہ اپنی فیملی کے ساتھ لگ بھگ 10 سالوں سے D-41 زم زم پارک کی "رام سوسائٹی"
میں مکان نمبر 11 میں رہ رہے تھے۔ 28 فروری کو ایک ماب آیا اور ان کا سب کچھ تباہ
و برباد کر گیا۔ ایک گوشت کی دکان اور ان کا ایک پولٹی فارم بھی نیست و نابود ہو گیا۔ رات کو
دوسرا ماب پھر مار کاٹ کرتا ہوا آیا چونکہ انور بذات خود ایک صحافی ہیں اس لیے انہوں نے
اپنے تعلقات اور جان پہچان کی وجہ سے ڈی سی پی کو فون پر اطلاع دی کہ فساد یوں نے
گھیر رکھا ہے۔ خدا کا شکر تھا کہ لگ بھگ 25 گاڑیاں پولس کی موقع پر پہنچ گئیں اور

انور نے آگے
بتایا کہ
28 فروری تک
تو زیادہ تر
احمد آباد
بڑودہ کے
بلہری حلقوں
میں جہاں مسلم
کم ہیں فساد
ھوتا رہا اور
تباهی پھیلتی
رھی۔ 12 مارچ
شیور اتری سے
15 مارچ تک
پورے شہر اور
آس پاس میں
رام دھن بجکر
لوگوں کو دفعہ
144 کے
بوجود اکٹھا
ھونے کو اکٹایا
گیا اور سب
لوگ اکٹھا ھوئے
رھے۔ لگ بھگ
ایک ھزار
فسادی لکٹھا
ھوکر تباہی کی
اولادوں کو مار
ڈالو اور دیگر
گندے گندے
نعرے لگاتے اور
فضا کو خراب
کرتے رھے۔

حالات بدتر ھونے سے بچ گئے۔ انور نے بتایا کہ مھجیلا قصبہ میں پولس نے لگ بھگ
25-30 فساد یوں کو پکڑ کر ان کی خوب مرمت کی۔ یہ قصبہ بڑودہ شہر سے لگ بھگ دس کلو
میٹر کی دوری پر ہے۔

ڈپٹی ایس پی جناب پیوش ٹیل نے انور کو مشورہ دیا کہ ہم ہمیشہ سیکورٹی مہیا کرنے
کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ آج کی رات نہایت خطرناک ہے۔ آپ اپنے لوگوں کو اپنی
سوسائٹی سے، قریبی رشتہ داروں کو کسی محفوظ جگہ پر پہنچا دیں۔ انور سوسائٹی کے لگ
بھگ 45 افراد کو ان کے قریبی رشتہ داروں کے گھر محلہ تجلا، آکونا، پانی گیٹ میں
پہنچانے میں کامیاب ھوا۔ یہ سب مسلم اکثریت کے محلہ ہیں۔ اس لیے ان سب کی
اس رات جان بچ سکی۔ ان میں سے ایک لڑکی حاملہ تھی اور کافی پریشانی میں تھی۔
دوسرے روز انور کے گھر سلنڈر گیس کو بلاسٹ کر دیا گیا۔ ایل پی جی پورے گھر میں
پھیل گئی۔ چھت، فرش، فرنیچر، دیگر گھریلو قیمتی سامان جل کر راکھ ھو گیا۔ لگ بھگ بارہ
لاکھ کا نقصان ھوا۔

ایف آئی آر درج کرنے کے باوجود ابھی تک خاطر خواہ کارروائی نہیں کی گئی۔
مجرموں کے نام بھی اس میں ہیں۔ اب پولس دباؤ ڈال رہی ہے کہ رپورٹ کو بدل کر
صرف بھیڑ کے نام نئے سرے سے ایف آئی آر درج کراؤ۔ اس میں چھ ملزمان کے
نام ہیں۔ جس میں بی جے پی کارپوریشن اور دیگر عہدیداروں کے نام ہیں۔ افسوس کی
بات ہے کہ کچھ ڈرے سبے لوگ جو حالات سے بے حد متاثر ھوئے ہیں وہ رپورٹ
نہیں کروا رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ رپورٹ کے بعد جب وہ اپنے گھروں کو جائیں
گے اور مار پیٹ میں ملوث پڑوسیوں سے آمناسامنا ھوگا تو پھر فساد جیسی حالت
پیدا ھو کرے گی ایسی صورت میں کیسے زندگی گزاری جائے گی۔ لیکن شاید ان لوگوں کو
معلوم نہیں ہے کہ جن مکان، دوکان، کمیت دکھلیان پر فساد یوں نے قبضہ کر لیا ہے ان

کچھ
جگہوں پر خود
حفاظتی اقدام
کے طور پر مسلم
نوجوانوں سے
ضرور مذہبی
ہوگئی۔ یہ
نوجوان بھاری
ہڈے تو پولس
کو بلا لیا جاتا
تھا۔ بے تحاشہ
مسلم نوجوانوں
کو گرفتار کیا
گیا۔ 115
رائونڈ گولیاں
چلیں، آنسو
گیس کا کھل کر
استعمال ہوا۔
یوگیش ہٹیل
ایم ایل ایس
جسے ہس، لہنی
موجودگی، ہیں
فلٹر کرولٹر
لوٹ مار کرتا
اور کروا تا رہا۔
اچھے بے کنوینر
ہی جے ہی میڈیا
سیل ان کے
ساتھ نشانہ بنی
کرا کر آتش زنی
اور قتل و خون
کرتا اور کرتا
رہا۔

سب پر دوبارہ قبضہ اور معاوضہ رپورٹ کی بنیاد پر ہی ملے گا اور مجرموں کو سزا بھی ملے گی تو اسی بنیاد پر لہذا آئندہ کے لیے عملی قدم اٹھائے جائیں گے۔

انور نے آگے بتایا کہ 28 فروری تک تو زیادہ تر احمد آباد، بڑودہ کے باہری حلقوں میں جہاں مسلم کم ہیں فساد ہوتا رہا اور تباہی پھیلتی رہی۔ 12 مارچ شیوراتری سے 15 مارچ تک پورے شہر اور آس پاس میں رام دھن بجا کر لوگوں کو دفعہ 144 کے باوجود اکٹھا ہونے کو اکسایا گیا اور سب لوگ اکٹھا ہوتے رہے۔ لگ بھگ ایک ہزار فسادی اکٹھا ہو کر ”باہر کی اولادوں کو مار ڈالو“ اور دیگر گندے گندے نعرے لگاتے اور فضا کو خراب کرتے رہے۔

کچھ جگہوں پر خود حفاظتی اقدام کے طور پر مسلم نوجوانوں سے ضرور مذہبی ہوگئی۔ یہ نوجوان بھاری ہڈے تو پولس کو بلا لیا جاتا تھا۔ بے تحاشہ مسلم نوجوانوں کو گرفتار کیا گیا۔ 115 رائونڈ گولیاں چلیں، آنسو گیس کا کھل کر استعمال ہوا۔ یوگیش ہٹیل ایم ایل ایس بی جے پی، اپنی موجودگی میں فائر کروا کر لوٹ مار کرتا اور کروا تا رہا۔ اچھے دے کنوینر بی جے پی میڈیا سیل ان کے ساتھ نشانہ بنی کرا کر آتش زنی اور قتل و خون کرتا اور کرتا رہا۔

دوسرے دن پولس کا بینک کے نام پر گھر گھر کی تلاشی لے کر مسلم نوجوانوں کے ہاتھ میں زبردستی تلوار پکڑا کر انہیں جھوٹے مقدموں کا ملزم بناتی رہی۔ 45 نوجوانوں کو گرفتار کیا کچھ 11، 12 سال کے بچوں کو بھی ملزم بنا کر جیل میں بند کر دیا اور ان کے خلاف ارادہ قتل و آتش زنی کے دفعات 307، 436 تعزیرات ہند کے تحت مقدمے قائم کیے جاتے رہے۔ اگر کہیں فساد نوجوانوں کو پکڑا گیا تو معمولی دفعہ جیسے

188 تعزیرات ہند 151 ضابطہ فوجداری وغیرہ کرنیو توڑنے، امن و امان کو نقصان پہنچانے کا الزام لگا کر گاڑیوں میں لاد کر مناسب جگہ پر چھوڑ دیتے تھے۔ گرفتاریاں، مسلم

جناب ستیش
ٹیسٹائی نے
بتایا
کہ 15 مارچ کو
سوائے احمد
آباد کے چھ
پولس اسٹیشن
کے ہر جگہ
کرفیو کھل گیا
تھا۔ کرفیو
کھلنے کے
درمیان۔
گجرات کے ہر
مندر میں رام
دھن بجالی
گئی اور
فسادیوں کو
پکجا کر کے
مسلم محلوں
سے گندے
گندے اور
بھڑکلا نعروں
کے درمیان
ریلیاں نکلی
گئیں۔ جس
میں سنگھ
ٹولی کے ایم ایل
اے ، وزراء ،
کارپوریٹر، اور
دیگر
عہدیداران
شامل تھے

اکثریت والے محلوں میں ہوتی رہیں خاص طور پر میمن کالونی، پانی گیٹ، سلیمانی چال،
ہاتھی خانہ، تال چند واڑہ، مچھلی بستی وغیرہ مسلم محلے ہیں ان جگہوں پر جب فساد
فائر کرتے تھے تو مسلم نوجوان سامنے آکر مقابلہ کرتے تھے۔ بس پھر ان کو گرفتار کیا جاتا
اور جیل میں فرضی مقدمہ دائر کر کے بند کر دیا جاتا تھا۔ یہ فساد، اسکوڑ، تھری وہیلر، ٹیپو
، گیس سلنڈر، کٹر آری، کیمیکل، ایسڈ وغیرہ لے کر چلتے اور نعرہ لگا کر دوسرے فساد یوں کو
محلہ میں اکٹھا کرتے تھے۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے فساد یوں کی بھیڑ اور ٹولی اکٹھا ہو کر
اپنے کام میں لگ جاتی تھی پھر آتش زنی، مار پیٹ اور قتل کا بازار گرم ہو جاتا تھا۔

جناب ستیش ڈیپائی قومی سکریٹری جنرل (سیکولر) جنہوں نے بے مثال سیکولر
کردار ادا کیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ 27 فروری 2002 کو گودھرا کا واقعہ ہوا۔ اس
کے بعد وی ایچ پی نے بندھ کا نعرہ دیا۔ گجرات کی سرکار نے فلکشرز کو زبانی حکم نامہ
جاری کیا کہ احمد آباد، راج کوٹ، کھیزا، پنج محل، بھروچ، اور مہسانا ضلعوں میں کرفیو
لگنے کا اعلان کر دو۔ مگر جہاں مسلم اکثریت آباد ہے۔ اس کو گھیرے میں لے لیا جائے
اس طرح کرفیو کا زبانی اعلان ہوتے ہی آرائیس ایس بی جے پی، وی ایچ پی، بھرتک
دل کے فساد نوجوانوں کے حق میں بغیر نام درج کئے بلنک کرفیو پاس جاری کئے
گئے جو ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ 28 فروری کو 12 بجے پوری سازش تیار کر لی
گئی تھی۔ جہاں کرفیو نہیں تھا وہاں تو کھلے عام مار پیٹ، قتل و غارت گری کا جرم کیا
جاتا رہا۔ اور پھر رات میں 8 یا ساڑھے آٹھ بجے کرفیو والے حلقہ میں فساد یوں نے
پولس والوں کی مدد سے ننگا ناچ شروع کر دیا۔ ان فساد یوں نے یہ بھی طے کر لیا کہ
لوٹ مار، قتل و غارت گری کا یہ سلسلہ اسی رفتار سے 28 فروری سے 3 مارچ تک
جاری رہے گا۔ اسی کے درمیان مرکزی وزیر داخلہ اور مسٹر سودی وغیرہ کے غیر ذمہ
دارانہ بیانات آنے لگے۔ جس نے حالات کو مزید بدتر بنا دیا۔

15 مارچ کو
بے پناہ مسلم
نوجوانوں کو
گرفتار کیا
گیا۔ ان تمام
کے
خلاف 307 اور
436 (ارادہ
قتل
و آتش زنی) کے
مقدمے قائم
کئے گئے اور
انہیں جیل
بھیج دیا گیا۔
دوسری طرف
دیہاتی حلقوں
میں بھی تبلی
پھیلائی جاتی
رہی۔ ان
حلقوں میں
جہاں 40 یا 50
گھر مسلمانوں
کے تھے ان کے
مکلوں کو
جلا کر رکھ
کر دیا۔ فصلیں
تباہ کر دی
گئیں۔

درگاہوں مسجدوں، مکانوں دوکانوں کو توڑا، جلایا اور بے نام و نشان کیا جاتا رہا، یہاں
تک کہ ان میں سے بیشتر کی نشانیاں بھی غائب کرادی گئیں۔ یہ دعویٰ کے 72 گھنٹوں
میں فساد کنٹرول کیا گیا صرف ہٹ دھرمی اور بدنیتی پر مبنی ہے۔ ان 72 گھنٹوں میں تو
فسادیوں نے پولس اور گجرات سرکار کی زیر سرپرستی اور شرکت میں مسلمانوں کے خلاف
قیامت برپا کر دی۔

جناب ستیش ڈیسائی نے بتایا کہ 15 مارچ کو سوائے احمد آباد کے چھ پولس اسٹیشن
کے ہر جگہ کرفیو کھل گیا تھا۔ کرفیو کھلنے کے درمیان۔ گجرات کے ہر مندر میں رام دھن
'بجالی گئی اور فساد یوں کو یکجا کر کے مسلم حلقوں سے گندے گندے اور بھڑکاؤ نعروں
کے درمیان ریلیاں نکالی گئیں۔ جس میں سنگہ ٹولی کے ایم ایل اے، وزراء، کارپوریٹر، اور
دیگر عہدیداران شامل تھے۔ دفعہ 144 لاگو رہنے کے باوجود کوئی گرفتاری فساد یوں کی
عمل میں نہیں آئی۔ کیونکہ یہ سب کچھ پولس اور گجرات حکومت کی سرپرستی اور شرکت میں
ہوتا رہا۔

15 مارچ کو بے پناہ مسلم نوجوانوں کو گرفتار کیا گیا۔ ان تمام کے خلاف 307 اور
436 (ارادہ قتل و آتش زنی) کے مقدمے قائم کئے گئے اور انہیں جیل بھیج دیا گیا۔
دوسری طرف دیہاتی حلقوں میں بھی تباہی پھیلانی جاتی رہی۔ ان حلقوں میں
جہاں 40 یا 50 گھر مسلمانوں کے تھے ان کے مکانوں کو جلا کر رکھ کر دیا۔ فصلیں تباہ
کر دی گئیں۔ یا پھر آدی واسیوں سے لٹوالی گئیں۔ دکانوں مکانوں پر قبضہ کر کے ان کی
نشانیاں بدل دی گئیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہر گاؤں سے مسلمان شہروں کی جانب بھاگ
کھڑے ہوئے۔ ان گاؤں اور چھوٹے قصبوں میں یہ افواہ بھی اڑادی گئی کہ
فلاں گاؤں میں 5 ہزار فلاں قصبہ میں 10 ہزار فساد ی اکٹھا ہو کر لوٹ مار اور قتل کر رہے
ہیں۔ بس پھر کیا تھا۔ جو جہاں تھا جس حالت میں تھا بچوں، بوڑھوں، معذوروں، حاملہ

مورخہ 11
اہرل
2002 کو صبح
9 بجے جناب
دیو گوڑا
صاحب سے
بڑودہ کے معزز
شہریوں نے
سرکٹ ہاؤس
میں ملاقات
کر کے اپنی
اپنی داستان
سنانا شروع
کیا۔ جناب
قریشی صاحب
نے کہا کہ
ہندوستان کی
تاریخ میں ایسا
بھیلنک فساد
نہیں ہوا۔
سنگھ ٹولی، نہ
ایک متوازی
سرکٹ
چلا رکھی ہے
اور حکومت
کھل کر اس کی
ہشت پناہ
کر رہی ہے۔
تمام عمل
ہشت گردی
کا سنگھ ٹولی
کی جانب سے
جاری ہے۔

عورتوں کو لے کر پناہ کی نیت سے ادھر ادھر نکل بھاگا۔ ان میں سے جو جہاں پہنچ گیا وہ
پہنچ گیا ورنہ پھر راستہ میں شناخت کے بعد مار ڈالا گیا یا جلا ڈالا گیا۔ یا پھر ہفتوں چھپ
چھپ کر بغیر پانی اور کھانے کے جنگل، جھاڑی میں وقت گزارتا رہا۔ کچھ نے جنگلوں
میں بھی دم توڑ دیا کچھ مارے گئے۔ بد نصیب بیٹیاں اجتماعی زنا کی شکار ہوئیں۔ اور پھر
جلا ڈالی گئیں۔ دو تین، شیر خوار معصوموں کو ماں کے ساتھ جلا ڈالا گیا۔

28 فروری سے 7 مارچ تک مسلمانوں نے پناہ گزینوں کی دیکھ بھال اور ان
کے رہنے کھانے و دوا علاج کا انتظام کیا۔ چند روز تک سرکار نے کچھ کھانے پینے کا
اہتمام کیا۔ مگر ان کا جو نقصان ہوا اس سلسلے میں کوئی اہم رپورٹ درج نہیں کی جا رہی
ہے۔ دوسری طرف جب یہ جنگلوں میں اپنے گھروں دکانوں اور کھیتوں کو چھوڑ کر پناہ
کے لیے بھاگ گئے تو فساد یوں نے ان کی غیر موجودگی میں تالا توڑ کر ان پر قبضہ
کر لیا اور قیمتی سامان لوٹ کر ان میں آگ لگا دی۔ پولس نے صرف خانہ پوری کے
لیے بھیڑ کے نام سے گمنام رپورٹ لکھ کر اپنی بے ایمانی۔ بدنیتی اور بے حسی کا ثبوت
دیا۔ اب انتہا یہ ہے کہ گجرات کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اتنی دوری ہو گئی
ہے کہ ایک دوسرے کا سامنا کرنے سے کتراتے ہیں۔ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر
سلام کلام کا سلسلہ تک باقی نہیں رہا ہے۔ ایسی دوری کہ اس کا پاشنا ناممکن سا لگتا ہو
پولس نے تو ایسی آنکھیں بند کر رکھی تھیں کہ بلوائیوں اور فساد یوں کا راج قائم ہو گیا تھا۔
ویسے راج تو گجرات میں آج بھی فساد یوں کا ہی قائم ہے جسے وہ پورے ہندوستان
میں پھیلانے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔

مورخہ 11 اپریل 2002 کو صبح 9 بجے جناب دیو گوڑا صاحب سے بڑودہ کے
معزز شہریوں نے سرکٹ ہاؤس میں ملاقات کر کے اپنی اپنی داستان سنانا شروع کیا۔
جناب قریشی صاحب نے کہا کہ ہندوستان کی تاریخ میں ایسا بھیلنک فساد نہیں ہوا۔ سنگھ

قانون
وانصاف نے
جیسے دم
توڑ دیا ہے۔
تمام ہشت
گرد سیف
تلے پھر رہے
ہیں اور
مظلوم
سسکیاں بھر
کر کسی خاص
وقت کا انتظار
کر رہے ہیں
جب ان کو
انصاف ملے
گا۔ جناب دیو
گوڑا صاحب
نے وفد کو
یقین دلایا
کہ 15 اپریل
سے شروع
ہونے والے
پارلیمنٹ کے
اجلاس میں
حکومت کی بے
حسی اور
گجرات سرکار
کی بد عملی کے
خلاف ایک اہم
اور ٹھوس قدم
اٹھائیں گے۔

ٹولی، نے ایک متوازی سرکار چلا رکھی ہے اور حکومت مکمل کر اس کی پشت پناہ کر رہی ہے۔
تمام عمل دہشت گردی کا سنگھ ٹولی کی جانب سے جاری ہے۔ مگر قانون وانصاف نے جیسے
دم توڑ دیا ہے۔ تمام دہشت گرد "سینہ تانے" پھر رہے ہیں اور مظلوم سسکیاں بھر کر کسی
خاص وقت کا انتظار کر رہے ہیں جب ان کو انصاف ملے گا۔ جناب دیو گوڑا صاحب نے
وفد کو یقین دلایا کہ 15 اپریل سے شروع ہونے والے پارلیمنٹ کے اجلاس میں
حکومت کی بے حسی اور گجرات سرکار کی بد عملی کے خلاف ایک اہم اور ٹھوس قدم
اٹھائیں گے۔

جناب دیو گوڑا نے گودھرا سانحہ پر اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے وفد کو بتایا
کہ ٹرین کوچ کے حادثہ کے متعلق الگ الگ بیانات مل رہے ہیں اس لیے یہ ضروری
ہے کہ ان تمام واقعات کی تحقیقات سی بی آئی سے سپریم کورٹ کے کسی موجودہ جج کی
رہنمائی میں کرائی جائے تب جا کر بحرین کو سزا مل سکے گی۔ جناب دیو گوڑا نے
سرکٹ ہاؤس میں طلب پولس کمشنر پی سی ٹھا کر اور دوسرے کمشنر ٹوٹیجا سے معلوم کرنا
چاہا کہ "کیا حکومت گجرات انسانیت کو بچانے میں سنجیدہ ہے؟"

ہم لوگ مورخہ 11 اپریل کو انور، شیش ڈیسا، فیروز احمد، امتیاز علی پیرزادہ
وغیرہ کے ساتھ کیمپوں میں پناہ گزین سے ملنے جناب دیو گوڑا صاحب کئی مرتبہ
سیکورٹی کے گھیرے میں نکلے۔ انتظام بے حد سخت تھا جناب اختر الواسع اور جناب
وصی احمد نعمانی کو اس خاص سیکورٹی کے گھیرے میں لے کر قافلہ میں شامل کر کے
کیمپوں کا معائنہ کرنے کے لیے اور گوڑا صاحب کی تقریر و جذبات کا ترجمہ کرنے کو
کہا گیا وہ انگریزی میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے اور سوالات کر کے لوگوں کے
دکھ اور درد کو پوچھ کر پھر ان سے حوصلہ رکھنے کو کہتے تھے اور امید دلاتے اور ٹھارس
بندھانے کا کام انجام دے رہے تھے۔

کیمپوں کا
حال کیا تھا
بس ایک قیامت
کا منظر تھا۔
خوفزدہ لٹے
پٹے، تباہ
ویرباد حال،
کسم پرسی کے
عالم میں روتے
ہوئے معصوم
اور بے گناہ
چہرے انسانی
سمندر کی
شکل میں ملتے
تھے۔ جو بلك
بلك كراہنی
اپنی داستان
سناتے تھے۔
سنسنے اور
دیکھنے والوں
کسی
آنکھوں میں
آنسو جاری
ہو جاتے اور
صرف
سسکیاں
سنائی دیتی
تھیں

کیمپوں کا حال کیا تھا بس ایک قیامت کا منظر تھا۔ خوفزدہ لٹے، تباہ
ویرباد حال، کسم پرسی کے عالم میں روتے ہوئے معصوم اور بے گناہ چہرے انسانی
سمندر کی شکل میں ملتے تھے۔ جو بلك بلك كراہنی اپنی داستان سناتے تھے۔ سنسنے اور
دیکھنے والوں کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو جاتے اور صرف سسکیاں سنائی دیتی
تھیں۔ جناب دیو گوراجی کی آنکھیں آنسوؤں سے چھلک پڑتی تھیں اور پھر وہ اپنے
رو مال (گمھا) سے پوچھتے اور اپنے کپکپاتے ہونٹ سے گویا ہوتے تھے۔ ”ضروران
ظالموں کو بدلا دیا جائے گا ان کے ستم کا ان کی بے رحمی کا ان کے وحشیانہ عمل کا وقت کا
انتظار ہے۔“ وہ اپنے ہاتھوں کو معصوم بچوں کے سروں پر پھیرنے اور مظلوم خواتین
کے دوپٹے کو ماتا سے چھو کر کہتے تھے کہ خدا تیری باقی ماندہ زندگی کو اپنی رحمت اور کرم
کے سایہ میں گزرنے کا اہتمام کرانے میں ہم سب کی مدد کرے۔

TANJALI CAMP --- تنجلی کیمپ: اس کیمپ میں لگ

بجگ 5 ہزار پناہ گزین ہیں۔ یہ کیمپ ایسے حلقہ میں ہے جس کے چاروں طرف لگ
بجگ 45 ہزار پڑھے لکھے مسلمانوں کی آبادی ہے جو ماشاء اللہ کھاتے پیتے گھرانوں سے
تعلق رکھتے ہیں۔ اس کیمپ میں کئی حلقوں اور علاقوں کے پناہ گزین ہیں۔ اس کیمپ میں
ہماری کافی لوگوں سے باتیں ہوئیں۔ یہاں کے لوگوں نے بتایا کہ پولس کھڑی رہتی تھی
اور فساد کی ملکیت کو جلاتے لوٹے اور تباہ کرتے رہے۔ قتل و خون ہوتا رہا، یہ سب
چیخ و پکار کرتے رہے، ہماری بیٹیوں کی عصمت لٹی رہی اور پولس والے فساد یوں کے
ساتھ ہماری مجبوریوں پر قہقہے لگاتے رہے۔ کوئی کسی کی مدد تو کیا کرنا فساد کی شیر ہو کر فساد
کرتے رہے۔ ان کی طرف کسی کو آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی ہمت تک نہیں ہوتی تھی۔ اب یہ
لوگ اپنے گھروں کو واپس نہیں جانا چاہتے ہیں کیوں کہ دوبارہ جانے پر ”سنگھ ٹولہ“ کے
فسادی کہتے ہیں کہ بھاگو ورنہ باقی لوگوں بھی کو مار ڈالا جائے گا اور اب تو ان کے مکان،

جناب دیو گوزا
جی کی آنکھیں
آنسوؤں سے
چھٹک پڑتی
تھیں اور پھر
وہ لہنے رومال
(گمچھا) سے
ہو جھٹے اور
لہنے کپکپاتے
ہونٹ سے گویا
ہوتے تھے۔
ضرور ان
ظلموں کو بدلا
دیا جائے گا ان
کے منہ کا ان
کی بے رحمی کا
ان کے وحشیانہ
عمل کا وقت کا
انتظار ہے۔ وہ
لہنے ہاتھوں کو
معصوم بچوں
کے سروں پر
پھیرنے اور
مظلوم خواتین
کے دوپٹے کو
ملنے سے
جھوکر کہتے
تھے کہ خدا
تیری بستی
ملندہ رندی کو
لہنی رحمت
لور کرم کے
سایہ میں
گزرنے کا
اعتماد کرلے
میں ہم سب کی
مدد کرے۔

دکان اور کھیتوں پر ان لوگوں نے غاصبانہ قبضہ بھی کر لیا ہے۔ کوئی نشانی تک باقی نہیں رہنے دی ہے۔ اس کمپ میں دیو گوزا صاحب نے انیس بھائی، رئیس بھائی، صابر احمد، تاج محمد سے بات چیت کی۔ صابر احمد اور تاج محمد کے ہاتھ کی انگلیاں اور ہاتھ کا پنجہ کٹا ہوا ہے جسے فساد یوں نے تلوار سے کاٹ دیا تھا۔ ان سب کو پولس نے کہا کہ تمہیں پرنٹیشن ملے گا مگر جب سامنے آئے تو پولس نے ان سب کو فساد یوں کے حوالے کر دیا جنہوں نے اپنا کام کر دیا۔ دو لوگ موقع پر مارے گئے، کافی لوگوں کو گھائل کیا گیا۔ فرش پر خون ہی خون پھیل گیا۔

امیر کپلیکس کمپ: محلہ محروم سوسائٹی۔ اس کمپ میں مہرا تساء، سائرہ، آمنہ بیگم وغیرہ نے آہ و بکا کرتے ہوئے بتایا کہ ہم لوگ اپنے گھر کو واپس نہیں جاسکیں گے کیوں کہ گھر جاتے ہی ”بجنگی“ پھر قتل و خون شروع کر دیتے ہیں۔ تمام مکان، کھیت و دکان پر فساد یوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ آمنہ نے کہا کہ ان کی جوان بیٹی کی درندوں نے عصمت دری کی۔ کنسی نے رپورٹ تک درج نہیں کیا۔ پولس والے ان فساد یوں کو اکسا کر اور ساتھ دے کر فساد کراتے رہے۔

نوپار کمپ: اس محلہ کی تباہی کو دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ آنکھوں میں آنسو چھٹک پڑتے ہیں۔ روڈ کے بغل میں لگ بھگ 200 مکان مسلمانوں کے تھے ان میں سے 150 مکانوں کو پوری طرح جلا کر خاک کر دیا گیا ہے جیسے اس کے درو دیوار پکار پکار کر کہہ رہی ہوں۔ مع

عمر بیت جاتی ہے ایک گھر سامنے میں
تم ترس نہیں کھاتے بستیاں جلانے میں

جب پولس والوں کو معلوم ہوا کہ جناب دیو گوزا صاحب اپنے قافلہ کے ساتھ اس محلہ میں معائنہ کے لیے آنے والے ہیں تو کچھ بچے کھچے گھروں کے باشندوں کو کہا گیا

10 یا 12 دن

کہ بعد وہ لوگ
اپنے اپنے
گھروں کو لوٹ
کر آئے تو دیکھا
یہاں فساد
پھر سے لکھا
ہو گئے ہیں۔
معلوم ہوا کہ
پولس والوں
نے فسادوں کو
فون پر اطلاع
دی کہ لوگ
لوٹ کر واپس
اپنے گھروں کو
جلا رہے
ہیں۔ 10 عدد
پولس عملہ نے
فسادیوں سے
مل کر پھر سے
حملہ کر دیا اور
لوٹ مار شروع
کر دی اسی
حکے مسلم
بھائی میمن کو
ایسڈ سے
جلا کر ملوٹالا
کیا۔

کہ ان تباہ حال گھروں میں لوٹ کر واپس جائیں۔ کچھ لوگ واپس بھی آئے مگر پولس
نے دوبارہ اپنے پارٹنر فسادوں کو فون پر بتایا کہ کچھ لوگ اپنے گھروں میں لوٹ رہے
ہیں پھر کیا تھا دوبارہ فساد
وہاں اکٹھا ہو گئے اور کہا کہ سالو بھاگو نہیں تو باقی لوگوں کا
بھی وہی حال ہوگا۔ اس محلہ میں ہم لوگوں نے اس جگہ کو بھی دیکھا جہاں تین بے گناہ
مسلمانوں کو زندہ جلا ڈالا گیا تھا۔ اس حلقہ کے آس پاس قریشی بھائیوں کی بہت سی
گوشت کی دکانیں اور دیگر مسلمان بھائیوں کے بہت 'سیلون' تھے۔ سب پر اب
فسادیوں کا قبضہ ہے اور ان کا کاروبار ان دکانوں میں شروع ہو چکا ہے۔

اودھوت نگر: مکرپورہ دیو کے پیچھے لگ بھگ 100 مسلم مکان تھے۔ یہاں کے
مسلمان پناہ کے لیے چلے گئے لیکن 10 یا 12 دن کے بعد وہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو
لوٹ کر آئے تو دیکھا یہاں فساد پھر سے اکٹھا ہو گئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ پولس والوں
نے فسادوں کو فون پر اطلاع دی کہ لوگ لوٹ کر واپس اپنے گھروں کو جا رہے
ہیں۔ 10 عدد پولس عملہ نے فسادوں سے مل کر پھر سے حملہ کر دیا اور لوٹ مار شروع کر دی
اسی جگہ مسلم بھائی میمن کو ایسڈ سے جلا کر مار ڈالا گیا۔

بھانڈو واڑہ یہ بے حد حساس علاقہ ہے یہاں 1500 سے 2000 تک مسلم گھر
ہیں۔ اس آبادی میں فسادوں نے لگ بھگ 9 یا 9½ بجے رات میں اچانک کھانے کی
تھالیاں بجا بجا کر بھیڑ اکٹھا کر کے مسلم گھروں پر حملہ کر دیا لیکن مسلم نوجوانوں نے جم کر
مقابلہ کیا اور کافی بھاری پڑے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فوراً پولس فورس فسادوں کی مدد کے لیے اکٹھا
ہو گئی اور زبردست کامبنگ Combing کے نام پر تلاشی شروع ہو گئی۔ 65 مسلم
نوجوانوں کو جس میں لگ بھگ 10، 12 سال کے بچے بھی تھے ان کو گرفتار کیا اور مسلم
عورتوں کی بے عزتی کی۔ انہیں ریپ کیا۔ ایک خاتون کو تو 19 فسادوں نے ریپ
کر کے زندہ جلا ڈالا۔ ان حملہ آوروں نے فاسفیٹ، سلفر، ایسڈ وغیرہ کا کھل کر استعمال کیا

تھا۔ انور نے آگے بتایا کہ ڈسٹرکٹ کرائم برانچ بڑودہ کے بغل میں ایک 150 سال پرانا سوامی ناتھ مندر ہے جو مسلمانوں کی آبادی کے بیچ بیچ ہے۔ اس کے باوجود اس مندر کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے۔ جب کہ ملاحوں، دہتوں، آدی واسیوں کو کھلی چھوٹ دے کر اس حلقہ میں پولس کے آفس کے سامنے مسلمانوں کو کارڈن Cordon کر کے باہر نہیں جانے دیا گیا اور ان کی دکانوں کو جلا ڈالا گیا۔ ان کی طاقت ختم کر دی اور ناکارہ کر دیا۔

یا قوت نگر: یہاں کے ہندو مسلم بھائیوں سے ملاقات کے دوران بتایا گیا کہ اس حلقہ میں ہم ہندو اور مسلمان بالکل بھائی کی طرح مل جل کر رہتے ہیں۔ سنگھ ٹولہ کے بھرنگی، سب مل کر اور ٹولہ بنا کر مسلمانوں کو لوٹنے آئے تھے مگر یہاں کے ہندو مسلم دونوں نے مل کر ان کو بھگا ڈالا اور کہا کہ یہاں تمہارا شیطانی کھیل نہیں چلنے دیں گے۔ کاش پورے گجرات اور ہندوستان میں یہی جذبہ محفوظ ہوتا اور پھلتا پھوٹا کاش؟ ایسا ہی ہوتا۔ یہی تو ہندوستان کی اصل طاقت ہے۔ انہی کے سہارے ہندوستان زندہ ہے اور ایسی ہی طاقتیں مضبوط ہوں گی۔

گودھرا ریلوے اسٹیشن: ہمارا قافلہ گودھرا شہر پہنچا یہاں کے گیٹ ہاؤس میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ شری متی جینتی ایس روی نے گواڑا صاحب کو ہم لوگوں کی موجودگی میں رپورٹ دی کہ گودھرا میں 8 کیسپس ہیں۔ ہم لوگ کوشش کر رہے ہیں کہ پناہ گزین اپنے اپنے گھروں کو واپس جائیں اور سکون سے رہیں۔ تب ہی امن کی بحالی ممکن ہے۔ ہمارے ماتحت بھی گاؤں گاؤں جا کر اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ مسلم لوگ واپس اپنے گھروں کو بسانے کی ہمت اکٹھا کریں اور ان کو محفوظ ہونے کا یقین بھی دلایا جائے۔ اس سلسلہ میں تمام پردھانوں کی میٹنگ بلا رکھی ہے۔ سبز جینتی ایس روی نے بتایا کہ لگ بھگ 800 دکانیں جلائے جانے کا ریکارڈ ہمارے پاس ہے

یہاں کے ہندو مسلم بھائیوں سے ملاقات کے دوران بتایا گیا کہ اس حلقہ میں ہم ہندو اور مسلمان بالکل بھائی کی طرح مل جل کر رہتے ہیں۔ سنگھ ٹولہ کے بھرنگی، سب مل کر اور ٹولہ بنا کر مسلمانوں کو لوٹنے آئے تھے مگر یہاں کے ہندو مسلم دونوں نے مل کر ان کو بھگا ڈالا اور کہا کہ یہاں تمہارا شیطانی کھیل نہیں چلنے دیں گے۔ کاش پورے گجرات اور ہندوستان میں یہی جذبہ محفوظ ہوتا اور پھلتا پھوٹا کاش؟ ایسا ہی ہوتا۔

ہم لوگ
جلے ہوئے
ریلوے کوچ
نمبر S-6 کو
دیکھنے گئے۔
اندر گھسنے
کی ہمت نہیں
پڑ رہی تھی
S.P.G. اور
پولس کی مدد
سے دیوگورڈا
صاحب کوچ
کے اندر گئے
پھر ہم لوگوں
کو اندر آنے کو
کہا گیا۔ جناب
اختر الواسع
اور پھر جناب
وصی احمد
نعمانی جلے
ہوئے کوچ کے
اندر گئے۔
وہاں صرف
موت کا سناٹا
تھا۔ صرف
باقی ماندہ
لوہے کا
ڈھانچہ تھا اور
سیٹوں،
سرتھوں کے
جلے کے بعد
راکھ ہی راکھ
پھیلی تھی

جن سے لگ بھگ 15 کروڑ کے نقصان کا اندازہ ہے۔ 13 کروڑ کا شہر میں
اور 2 کروڑ کا دیہاتوں میں نقصان ہوا ہے۔ 950 کروڑ کا گھریلو سامان اور لگ
بھگ 6 کروڑ روپے کا کاروباری سامان کے نقصان کی اطلاع ہے۔

اندازہ کے مطابق 176 گاؤں کے مسلمان پناہ گزیں ان کیسپس میں
ہیں۔ 7 کیسپ شہر میں اور ایک کیسپ دیہات میں ہے۔ ابتداء میں کچھ ہندو بھی کیسپ
کی شکل میں گودھرا میں اکٹھا ہوئے مگر وہ اب سب اپنے گھروں کو واپس جا چکے
ہیں۔

مسلمانوں کا وفد گودھرا میں: کلکٹر کی موجودگی میں مسلمانوں کے کئی وفد دیوگورڈا
صاحب سے ملنے آئے۔ ایک وفد کی نمائندگی جناب مولانا محمد حسین عمر جی نے کرتے
ہوئے بتایا کہ ہم لوگ نہایت دردناک زندگی اس شہر میں گزار رہے ہیں۔ ہم لوگ مل جل
کر رہنا چاہتے ہیں۔ خدا کے لیے آپ لوگ مل کر مسجد اور مندر کا مسئلہ حل کریں اور ہم
سب کو باعزت زندگی گزارنے کا موقع فراہم کرائیں۔ یہیں ”دعوتی و دہرا کیونٹی“ نے
بھی اپنی باتیں رکھیں اور امن کی بحالی کی درخواست کی۔

ہم لوگ جلے ہوئے ریلوے کوچ نمبر S-6 کو دیکھنے گئے۔ اندر گھسنے کی ہمت نہیں
پڑ رہی تھی S.P.G. اور پولس کی مدد سے دیوگورڈا صاحب کوچ کے اندر گئے پھر ہم
لوگوں کو اندر آنے کو کہا گیا۔ جناب اختر الواسع اور پھر جناب وصی احمد نعمانی جلے ہوئے
کوچ کے اندر گئے۔ وہاں صرف موت کا سناٹا تھا۔ صرف باقی ماندہ لوہے کا ڈھانچہ تھا
اور سیٹوں، برتنوں کے جلنے کے بعد راکھ ہی راکھ پھیلی تھی۔ یہ ایک نہایت شرمناک اور
ذلت سے بھرا ہوا انسانیت کے خلاف عمل تھا۔ جو ساری انسانیت کے لیے کلنگ
ہے۔ مجرموں اور سازش کاروں کو سخت سے سخت سزا ملنی چاہئے۔ اس کی تحقیق کرا کر صحیح
نتیجہ پر پہنچنا شاید گجرات اور ہندوستان کے تمام دکھ درد کا مداوا ہو سکے گا۔ اس کوچ کو

یہ ایک نہایت
شرمنگ اور
ذالت سے بھرا
ہوا انسانیت
کے خلاف عمل
تھا۔ جو ساری
انسانیت کے
لیے کلنک
ہے۔ مجرموں
اور سازش
کاروں کو
سخت سے
سخت سزا
ملنی چاہئے۔
اس کی تحقیق
کرا کر صحیح
نتیجہ پر
پہنچنا شاید
گجرات اور
ہندوستان کے
تمام دکھ درد
کا مداوا
ہو سکے گا۔

دیکھنے کے لیے جاتے وقت ہمارے قافلہ کی رہنمائی کے لیے مسٹر جی ایس پوار، انسپکٹر
ایف ڈی سیل بھی موجود تھے۔ انہوں نے بتایا کہ گاؤں ”بے جل پور“ کی مسجد سے
لگ بھگ 2000 مسلمانوں کو بچایا گیا تھا جہاں مسلمانوں کے 140 گھروں کو
بلوائیوں نے جلا کر خاک کر دیا تھا۔

جناب دیو گوڑاجی نے کسی ایک کمپ کو دیکھنے کی ضد کی تو انہیں گودھرا کے ”شیخ قبرستان
روڈ“ کمپ لے جایا گیا۔ ان کے پہنچتے ہی پورے کمپ میں ایک کھرام سا مچ گیا۔ بیٹیاں،
بہودیں، مائیں اپنا سرنوچتی اور دوپٹے سے اپنے سروں کو ڈھانپنے کی کوشش کرتی ہوئی بلک
بلک کر چتا سنا رہی ہیں۔ اس کمپ میں لگ بھگ 3500 سے زائد پناہ گزین تھے۔
بوزھے، بچے، مریض، کمزور، حاملہ، شیرخوار، معذور ان سب کی چیخ دیکار سے بس آسمان
کا نپ اٹھتا تھا۔

گودھرا کے اس کمپ میں آج تک کوئی قومی رہنما نہیں آیا تھا۔ شاید دیو گوڑاجی کی پہلی
شخصیت تھی جس نے یہاں آ کر دکھیاروں کے دکھ اور درد کو سنا، دیکھا، محسوس کیا اور کچھ کر
گزرنے کی ٹھان لی۔

یہاں کے پناہ گزین نے بتایا کہ ”آجنگ واڈ“ گاؤں میں دو بچوں کو کنویں میں زندہ
پھینک دیا گیا۔ ایک خاتون نے بتایا کہ ایک کنواں سے 8 لاشیں نکالی گئیں۔ ان کا ایک
تین سال کا لڑکا مار ڈالا گیا۔

”گاؤں زندیف پور“ گودھرا کے 17 آدمی شہر کی جانب بھاگے، وہ سب کے سب
مار ڈالے گئے۔ ایک خاتون نے بتایا کہ سات آدمیوں نے ان کے ساتھ درندگی کی اور
ریپ کیا۔ اس کی تین سال کی بیٹی کو مار ڈالا۔ اس کی بہن کی دودن کی بیٹی تھی اس کو اس کی
ماں کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ نور النساء نام کی 9 سال کی بیٹی کو تلواریں سے گھائل کر دیا گیا۔
آمنہ کے بھتیجے کو زندہ جلا دیا گیا وہ 4 دن تک جنگل میں بغیر پانی اور کھانا کے چھپی رہی اور

پولس نے کوئی مدد نہیں کی۔

مگر

یہ اطلاع بھی ملی کہ گودھرا سے لگ بھگ 20 کلومیٹر کی دوری پر ایک ”شیرا“ نام کا قصبہ ہے۔ وہاں کے ہندو اور مسلمان ایکٹا کی مثال ہیں۔ سب نے مل کر ایک دوسرے کو پناہ دی اور کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچنے دیا۔ ہمارے قافلہ میں بڑودہ میں شامل ایک صفائی جناب ”سونی امگ“ نے بتایا کہ ”موڈا“ گاؤں میں فوجیوں نے 36 مسلم نوجوانوں کی جان بچائی جن کو آدی واسیوں نے گھیر رکھا تھا۔ کاش کہ فوج کے حوالہ کر کے گجرات کو بچایا جاتا۔

لونا داڑکپ: گودھرا سے چند ہی کلومیٹر کی دوری پر شمال میں یہ قصبہ ہے اس کے کیسٹ ہاؤس میں 11-4-2002 کو ہی ”دوہرا کیوٹی“ کے بھائیوں نے ملاقات کی اور عرضداشت پیش کرتے ہوئے کہا کہ گودھرا ٹرین حادثہ کو ہم کنڈیم کرتے ہیں۔ یہ شرمناک اور قابل مذمت عمل ہے۔ یہ سب کے لیے کلنک ہے۔ ملزمان کو سخت سے سخت سزا ملنی ہی چاہیے۔ وفد نے درخواست کی کہ یہاں ریلیف کمپ میں جا کر حالات کا جائزہ لیا جائے۔ اس کمپ میں لگ بھگ 900 پناہ گزیں ہیں یہاں ہر دوسرے تیسرے روز فساد بھڑک اٹھتا ہے۔ 10 راپریل کو ایک 18 سال کی عمر کے طالب علم کو ایسڈ سے زخمی کر دیا گیا تھا۔ اب یہاں کے طلباء اور اساتذہ مدرسہ جانے سے ڈرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں صرف ایک آدی کو گرفتار کیا گیا ہے۔ 99 فیصد صرف اقلیت کا نقصان ہوا ہے۔ یہ نقصان لگ بھگ 22 کروڑ کا ہے۔ شروع شروع میں ہم لوگوں نے انتظام کیا اب سرکار نے تھوڑا سا سامان دینا شروع کر دیا ہے۔ لیکن باز آباد کاری کا مسئلہ سب سے اہم ہے۔ جناب دیو گوڑا نے دلاسا دلایا کہ 15 راپریل سے ہونے

گم—ٹوں
زندہ بچے ہوئے
گودھرا کے
17 آدمی شہر
کی جانب
بھاگے، وہ سب
کے سب ملزمالے
گئے۔ ایک خاتون
نے بتایا کہ سات
آدمیوں نے ان
کے ساتھ
درندگی کی اور
ریپ کیا۔ اس
کی تین سال کی
بچی کو ملزمالا
اس کی بہن کی
دو دن کی بھی
تھی اس کو اس
کی ماں کے ساتھ
قتل کر دیا گیا۔
نور الحسنہ نام
کی 9 سال کی
بچی کو نلوار
سے گھلا ل
کر دیا گیا۔ آمنہ
کے بھتیجے کو
زندہ جلادیا گیا
وہ 4 دن تک
جنگل میں بغیر
پانی اور کھانا
کے چھپی رہی
اور پولس نے
کوئی مدد نہیں
کی۔

والے پارلیمنٹ سیشن میں ہم زوردار ڈھنگ سے اس لڑائی کو لڑنے جا رہے ہیں آپ سب وقت کا انتظار کیجئے۔

اس کمپ میں بتایا گیا کہ سابر کانسٹریکشن کے کٹریا گاؤں سے ”کارنٹھا“ گاؤں آرہے 73 آدمیوں کو ٹیپو سے اتار کر ”کھیریا“ چوک پر سب کو جلا کر مار ڈالا گیا صرف ایک لڑکی ”آرزو بین“ زندہ بچی جس نے حالات سے آگاہی دی۔ صرف 5 ملزمان کو پکڑا گیا ہے ”خانپور“ تعلقہ میں ”یدندولا“ گاؤں میں 28 لوگوں کو جلا کر مار ڈالا ان میں سے صرف 12 لاشیں ملی ہیں۔

Haji G.U. Patel High School کمپ میں ایک خاتون سیکرٹری بین بیگم سید احمد بین نے روتے بلکتے بتایا کہ گاؤں ”پندر والا“ میں اس کے شوہر اور دو بیٹوں کو قتل کر دیا گیا اور خود سیکرٹری بین کو تلوار سے مارا گیا جس سے داہنے بازو اور گلے کے نیچے سینے کے اوپر تک 15-16 سینٹی میٹر لمبی چوٹیں آئیں۔

وہ خود مرنے سے بار بار بچیں مگر اپنے سواہگ اور لخت جگر کے قتل کے بعد کون زندہ رہنا چاہے گی۔ ایک بچی شبینہ نے اپنی معصوم انگلیوں سے اشارہ کر کے اور اپنی بھولی آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا کہ اس کے ماں باپ اور بھائی کو ان کی آنکھوں کے سامنے مار ڈالا گیا اور اس کا کوئی آسرا نہیں ہے۔ اس بچی کی معصومیت رونے، بلکنے اور اپنی ننھی ننھی انگلیوں سے اشارہ کر کے اپنی مصیبت کا بیان کرنے کی کوشش کرنا دیکھ کر پتھر دل بھی رونے کے لیے مجبور ہو جاتا ہے۔ جناب دیو گوڑا صاحب اپنے دلی رنج و الم اور غم کو اپنے من میں چھپا نہیں سکے اور پھر ان کی آنکھیں چمٹک پڑیں۔

اس کمپ میں بتایا گیا کہ سابر کانسٹریکشن کے کٹریا گاؤں سے ”کارنٹھا“ گاؤں آرہے 73 آدمیوں کو ٹیپو سے اتار کر کھیریا چوک پر سب کو جلا کر مار ڈالا گیا صرف ایک لڑکی ”آرزو بین“ زندہ بچی جس نے حالات سے آگاہی دی۔ صرف 5 ملزمان کو پکڑا گیا ہے ”خانپور“ تعلقہ میں ”یدندولا“ گاؤں میں 28 لوگوں کو جلا کر مار ڈالا ان میں سے صرف 12 لاشیں ملی ہیں۔

ہیسٹ بیکری کی مالکن سے ملاقات

مورخہ 11 اپریل کی رات میں لگ بھگ ایک بجے ایک بچی جس کا نام بعد میں معلوم ہوا کہ وہ شیخ ظاہرہ ہے اور اس کے والد جناب حبیب اللہ ہیسٹ بیکری کے مالک تھے۔ ان کا انتقال 8 دن قبل ہو گیا تھا۔ اور ان کی ماں عدت میں تھیں۔ ان کی فیکٹری ڈبئی روڈ، ہنومان ٹیکری، یڑودا میں تھی اس میں 10 افراد کو جلا کر مار ڈالا گیا تھا اور تین منزلہ بیکری کی عمارت کو تباہ کر دیا گیا۔ گھی میدہ، چینی، خمیر اور دیگر کچا مال سب لوٹ کر لے گئے یا برباد کر گئے۔ 5 گاڑیاں لوٹ کر لے جائی گئیں۔ پڑوسیوں نے کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ سب لوگ ان کے ساتھ ہیں مگر رات میں سب لوگ مل کر آئے اور حملہ بول دیا۔ ترشول، پیٹرول، کالج کی بوتل، ڈیزل، تیزاب، ہم وغیرہ سے لیس تھے۔ شیخ ظاہرہ نے بتایا کہ ہم لوگ اس وقت تیسری منزل پر تھے وہاں پر میری ماں دو بھائی، دو نوکر بھی ساتھ تھے۔ تھوڑی دیر کے گراؤنڈ فلور پر گئی۔ بہن صابرہ، کوثر ماما 2 چچی، ان کے چار بچے، چچا سب کو ہماری آنکھوں کے سامنے زندہ جلا دیا گیا۔ یہ سب میری آنکھوں کے سامنے ہوا۔ وہ تمام فساد پیچھے کا دروازہ توڑ کر اوپر آنا چاہتے تھے مگر آگ کی وجہ سے دیوار اتنی گرم ہو گئی تھی کہ اوپر آنا بھی ممکن نہیں ہو سکا۔ میں پولس کو فون کر کے تھک گئی۔ کافی دیر کے بعد پولس ایک دین میں آئی لیکن فسادی ٹولے کو دیکھ کر واپس چلی گئی۔ یہ ٹولا ماں بہن کی گندی گندی گالیاں دیتا رہا۔ اور شور کر کے کہتا رہا کہ ہم سب لوگ اس عمارت پر قبضہ کر لیں گے۔ میرے نوکروں اور بھائیوں کو باندھا تلواریں سے وار کیا اور سب کو باندھ کر جلا کر مار ڈالا۔ اب میرے اجڑے خاندان میں صرف میری بد نصیب بیوہ ماں، اور بہن ہے۔ بڑی بہن تو حادثہ کی تاب نہ لا کر پاگل سی ہو گئی ہے۔

پڑوسیوں نے کھاکہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ سب لوگ ان کے ساتھ ہیں مگر رات میں سب لوگ مل کر آئے اور حملہ بول دیا۔ ترشول، پیٹرول، کالج کی بوتل، ڈیزل، تیزاب، ہم وغیرہ سے لیس تھے۔ شیخ ظاہرہ نے بتایا کہ ہم لوگ اس وقت تیسری منزل پر تھے وہاں پر میری ماں دو بھائی، دو نوکر بھی ساتھ تھے۔ تھوڑی دیر کے لیے میں گراؤنڈ فلور پر گئی۔ بہن صابرہ، کوثر ماما 2 چچی، ان کے چار بچے، چچا سب کو ہماری آنکھوں کے سامنے زندہ جلا دیا گیا۔ یہ سب میری آنکھوں کے سامنے ہو

میری ایک بہن صابرہ 19 سال کو جلا کر مار ڈالا۔ پولس نے تو بلوائیوں کا ہی ساتھ دیا۔ میں نے جن جن فسادوں کا نام لکھوایا تھا کافی دنوں تک کسی کی گرفتاری نہیں ہوئی۔ اب سنا ہے کہ دس لوگوں کو گرفتار کیا گیا۔ مگر معمولی دفعات لگا کر صرف خانہ پری کی گئی ہے۔ باقی چار آدمی ابھی بھی کھلے عام دندناتے پھر رہے ہیں۔ پولس انتظامیہ، موادی کی حکومت ہماری بے کسی کا مذاق اڑا کر جشن منانے میں مست ہے۔ مگر اسے معلوم نہیں کہ انصاف کرنے والا اس کو عبرتناک سزا دے گا۔ سنا ہے کہ بد نصیب حکومت مظلوموں کی لاشوں پر الیکشن کرا کے اپنی بے حسی اور ظلم و بربریت کا ثبوت دینا چاہتی ہے۔ شیخ طاہرہ کے ساتھ جناب محمد شیخ اور ان کی بیگم صاحبہ تھیں۔ رات کے تین بج چکے تھے۔ میں نے کہا کہ کر فیو لگا ہے گھر کو آپ لوگ واپس کیسے جائیں گے۔ ازراہ اخلاق میں نے درخواست کی کہ آپ تینوں اسی سوٹ میں پٹنگ پر آرام فرمائیں۔ ہم لوگ نیچے فرش پر ہی رات گزار لیں گے۔ لیکن معلوم ہوا کہ انور صاحب کی مدد سے کر فیو پاس گھر جانے تک کی مدت کے لیے دستیاب ہو گیا اور وہ بخیریت اپنے گھر کو پہنچ گئے۔

احمد آباد کا حال

مورخہ 12 اپریل جمعہ کے روز ہم لوگوں کا قافلہ احمد آباد کے لیے روانہ ہوا بڑا دودھ سے احمد آباد دو گھنٹے کا راستہ ہے۔ سڑکوں کے کنارے دونوں طرف بے پناہ مکانات، دوکان، ٹرک گاڑیاں، ہوٹل، ڈھابے، بھیتی کے لیے سپینگ سیٹ، جلے ہوئے اور تباہ حالت میں درندگی اور ظلم و تشدد کی کہانی سنار ہے تھے۔ ماحول نہایت غمزہ اور افسوس ناک ہے۔ سڑکوں کی لمبی لمبی قطاریں، راستے کو روک کر جام کر رہی تھیں۔ لیکن دیو گوڑا صاحب کے ساتھ چلتی ہوئی سیکورٹی گاڑی راستہ صاف کرتی چل رہی تھی اس

بھیڑ اور اس کے مزاج کو دیکھ کر بڑے بڑوں کا ہتھ ڈول جاتا تھا اور کلیجہ کٹانپ جاتا تھا مگر ہتھ نہیں کھاں سے ستیش میں اتنی ہمت پیدا ہو گئی کہ نہ صرف موقع پر پہنچ گئے بلکہ خیریت سے سب کو بچا کر واپس آ گئے۔ ہم لوگ شیر خاں سے ملے ان کی تین بیٹیاں شامہ، نور جہاں، جہاں آرا، برق پھنے ہوئے گھر سے باہر نکل آئے کو تیار تھیں تھیں شیر خاں نے خود منتظر تھے ایسی حالت میں سب کو بچا کر لے آئے بذات خود ایک جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔

لیے ہم لوگ آسانی سے جام کو زیادہ جھیلے بغیر احمد آباد کے سرحدی علاقہ میں داخل ہو گئے۔ راستے میں انور نے نہایت دل خراش اور حیرت انگیز مگر ستیش ڈیپائی کی بہادری، بھائی چارہ اور یکجہتی پر جی کر دار کا ذکر ضروری ہے۔ ایسے لوگ ہمارے ہندوستان میں ہندو مسلم ایکتا اور بھائی چارہ کی علامت ہیں۔ ان کی تعداد بھی بہت بڑی ہے۔ بس ان کو ذرا متحرک اور با حوصلہ ہونے کی ضرورت ہے۔ واقعہ کچھ اس طرح بتایا گیا۔

فساد کے دوران رات میں کسی نے فون کیا کہ ڈائٹیشور گاؤں میں کافی اندر جا کر فسادی لوگ اکٹھا ہیں اور مار کاٹ کر رہے ہیں۔ یہ فون اس گاؤں سے شیر خاں کے ذریعہ کیا گیا۔ میں اور ستیش ڈیپائی فون کے حساب سے اس گاؤں میں پہنچے۔ بھینڑ اور اس کے مزاج کو دیکھ کر بڑے بڑوں کا ہتھ ڈول جاتا تھا اور کلیجہ کٹانپ جاتا تھا۔ مگر ہتھ نہیں کھاں سے ستیش میں اتنی ہمت پیدا ہو گئی کہ نہ صرف موقع پر پہنچ گئے بلکہ خیریت سے سب کو بچا کر واپس آ گئے۔ ہم لوگ شیر خاں سے ملے ان کی تین بیٹیاں شامہ، نور جہاں، جہاں آرا، برق پھنے ہوئے گھر سے باہر نکل آئے کو تیار تھیں۔ شیر خاں بذات خود منتظر تھے ایسی حالت میں سب کو بچا کر لے آئے بذات خود ایک جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔

لگ بھگ پانچ ہزار کی بھینڑ تیزاب، بھالا، ترشول، ایسڈ وغیرہ سے لیس تھی۔ میں نے ازراہ ترکیب اور حکمت عملی کے پیش نظر شیر خاں سے کہا کہ اپنی بچیوں کا برقعہ اتار دو تاکہ راستہ میں اور بھینڑ سے نکلنے میں کوئی پریشانی نہ ہو اس طرح ہم آسانی سے نکل سکے۔ بس کیا تھا شیر خاں صاحب برس پڑے اور کہا کہ ایسا کر کے تم لوگ ہماری توہین کر رہے ہو ساتھ میں بے ادبی بھی تم لوگوں سے سرزد ہو رہی ہے۔ بچا کر لے چلنا ہے تو چلو ورنہ برق اتار کر جانے کا سوال ہی پیدا نہیں

ہوتا۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ ستیش نے پہلے سے ہی پولس کو فون کر رکھا تھا پولس کی گاڑی آئی ستیش نے کہا کہ ہم پھنس گئے ہیں ہمیں یہاں سے نکالو۔ پولس نے ستیش کو پہچان لیا اور آسانی سے بچ نکلنے میں مدد کی۔ ان کی موجودگی میں اتنی ہمت ہوئی کہ ہم نہایت گیسیر اور بیحد خراب حالت میں بھی نکل کر منزل مقصود تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔

راستہ بھر انور مختلف دردناک حالت بتا رہے تھے اور میں گاڑی میں بیٹھا تمام حالات قلم بند کرتا رہا تاکہ تفصیلی رپورٹ قارئین کی خدمت میں پیش کر سکوں اسی درمیان احمد آباد شہر میں داخل ہوئے۔ دکانیں، مکانات کافی تعداد میں جلے اور تباہ شدہ سامنے نظر آنے لگے۔ اب ہمارا قافلہ ڈاسناروڈ سے گزر رہا تھا۔ سامنے ایک عمارت کی دھنسی دیوار جس میں محراب جیسا بنا تھا۔ پوری طرح تباہ کی جا چکی تھی۔ صرف اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ یہ مسجد رہی ہوگی۔ اس کے چاروں طرف کی دکانیں اور مکانات سب لوٹ مار کی کہانی سنارہے تھے اور نہایت منہوش حالت میں تھے۔ ایک منٹ کے لیے گاڑی رکی۔ ہمیں بتایا گیا کہ یہ ساہمئی ہے۔ اسی جگہ لگ۔ بھگ 2000 کی بھیڑ نے ایک حوالات کی گاڑی کو گھیر لیا تھا اور کہا تھا کہ اس گاڑی میں سوار تمام 73 مسلم قیدیوں کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ تمام کو تہوارے ساتھ گاڑی سمیت جلا ڈالیں گے۔ پولس کے عملہ نے بھیڑ سے کہا کہ یہ تو عدالت میں حاضر ہونے کے لیے لے جائے گئے تھے۔ اب ان سب کو جیل میں لے جا کر ریکارڈ درست کرنا ہے۔ ان سب کو حوالہ کر کے ہم اپنی نوکری سے کیسے ہاتھ دھوئیں۔ بھیڑ کی ضد پر پولس کو بالآخر فائرنگ کرنی پڑی جس کی وجہ سے تین فسادی مارے گئے تب جا کر کہیں 73 مسلم ملازمان کی جان بچائی جاسکی۔ چونکہ ان سب کے ناموں کا ریکارڈ عدالتی کاغذات اور تھانوں میں بھی موجود تھا اس لیے پولس کی نوکری اور اپنی

راستہ بھر انور مختلف دردناک حالت بتا رہے تھے اور میں گاڑی میں بیٹھا تمام حالات قلم بند کرتا رہا تاکہ تفصیلی رپورٹ قارئین کی خدمت میں پیش کر سکوں اسی درمیان احمد آباد شہر میں داخل ہوئے۔ دکانیں، مکانات کافی تعداد میں جلے اور تباہ شدہ سامنے نظر آنے لگے۔ اب ہمارا قافلہ ڈاسناروڈ سے گزر رہا تھا۔ سامنے ایک عمارت کی دھنسی دیوار جس میں محراب جیسا بنا تھا پوری طرح تباہ کی جا چکی تھی۔ صرف اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ یہ مسجد رہی ہوگی

2000 کی

بھیڑ نے ایک

حوالات کی

گلائی کو گھیر

لیا تھا اور کہا

تھا کہ اس گلائی

میں سوار تمام

73 مسلم قیدیوں

کو صلیب حوالہ

کر دو ورنہ تمام

کو تمہارے ساتھ

گلائی سمیت

جلا ڈالیں گے پولس

کے عملہ نے بھیڑ

سے کہا کہ یہ تو

عدالت میں

حاضر ہونے کے

لیے لے جائے گئے

تھے۔ اب ان سب

کو جیل میں لے

جسکر ریگلوڈ

درست کرنا

ہے۔ ان سب کو

حوالہ کر کے ہم

اپنی نوکری سے

کیسے ہاتھ

دھوئیں بھیڑ گی

خدا پر پولس

کو بالآخر

فائرنگ کرنی

پڑی جس کی

وجہ سے تین

فسادی ملے

گلے تب جسکر

کہیں 73 مسلم

ملزمان کی جان

بچائی جاسکی

روٹی بچانے کے لیے ان معصوم ملزمان کی حفاظت کرنا ضروری ہو گیا ورنہ خدا جانے
ان کا کیا انجام ہوتا۔

ہم اب انکی گیسٹ ہاؤس کے قریب پہنچ گئے تھے اور آس پاس نہایت عظیم
الشان عمارتیں نظر آرہی تھیں جو گزشتہ زلزلہ میں ناقابل رہائش ہو گئی تھیں۔ یہ تمام محل
اپنے مکین کے لمس کے لیے ترس رہے تھے۔ میں نے کہا کہ خدایا ایک طرف یہ محل
اجاڑ اور سنسان پڑے ہیں دوسری جانب بے گناہ مظلوموں کو سرچھپانے اور جان
بچانے کے لیے ان کی جمو پڑیاں تک جلادی گئی ہیں۔ تیری مصلحت کو صرف تیری
عظیم پاک ذات جانتی ہے۔ سامنے تین ستارہ کئی منزلہ ”ووڈ لینڈ ہوٹل“ نظر آیا جو
بری طرح تباہ ہے۔ بلاشبہ کسی مظلوم مسلم کی کہانی ہے۔ اس پورے ہوٹل کو تباہ کرنے
میں کئی دن لگے ہوں گے۔ فساد یوں نے کافی سکون سے پولس کی سرکردگی اور
حکومت گجرات کی سرپرستی میں اس کام کو انجام دیا ہوگا۔

ہمارا قافلہ اب احمد آباد کے وی وی آئی پی گیسٹ ہاؤس پہنچا۔ جناب دیو گوڑا صاحب
سوئٹ نمبر ایک اور ہم لوگ تین میں مقیم ہوئے۔ اچانک جناب ارون جیٹلی صاحب وزیر
قانون سے ملاقات ہوئی۔ جو اسی گیسٹ ہاؤس کے نمبر دو سوئٹ میں ٹھہرے ہوئے
تھے۔ بس ”علیک سلیک“ اور رکی باتوں کے بعد ہم لوگ اپنے اپنے کام میں جٹ گئے۔
چونکہ جناب دیو گوڑا صاحب فریش ہونے لگے اسی درمیان میں نے اور واسع نے
ڈسٹرکٹ کلکٹر جناب شری نواس سے باتیں شروع کیں اور ان سے حالات کی
جانکاری چاہی۔ جناب شری نواس حیدر آباد کے رہنے والے ہیں۔ اس لیے مدعا
آسانی سے سمجھ کر گویا ہوئے۔ انہوں نے انگریزی میں باتیں کرتے ہوئے کہا کہ

Mr Nomani there is no respons between the two
communities. Even there is no lips service

میں یہاں دو
سال سے زیادہ
سے کلکٹر
ہوں پہلے
سمندری
طوفان پھر
زلزلہ اور اب
فساد سے
متاثر شہریوں
کی دیکھ بھال
اور امن
وسکون واپس
لانے کی ذمہ
داری کا کام
سنہال رہا
ہوں میری
کوشش اس
بات کی ہے کہ
دونوں فرقوں
کے اہم لوگ
ایک ساتھ
گلیوں میں
بیٹھ کر
سڑکوں پر اور
محلوں
کیمپوں میں
جا کر دونوں
گروپ کے
لوگوں سے
ملنا شروع
کریں

among the people of the two. سال سے زیادہ سے کلکٹر ہوں پہلے سمندری طوفان پھر زلزلہ اور اب فساد سے متاثر شہریوں کی دیکھ بھال اور امن وسکون واپس لانے کی ذمہ داری کا کام سنہال رہا ہوں میری کوشش اس بات کی ہے کہ دونوں فرقوں کے اہم لوگ ایک ساتھ گاڑیوں میں بیٹھ کر سڑکوں پر اور محلوں، کیمپوں میں جا کر دونوں گروپ کے لوگوں سے ملنا شروع کریں۔ جب لوگ دیکھیں گے کہ لوگ آپس میں چلنے پھرنے اور باتیں کرنے لگ گئے ہیں تو خود بخود ماحول بنانے میں مدد ملے گی۔ صرف احمد آباد میں 73000 پناہ گزیں 53 کیمپوں میں ٹھہرے ہوئے ہیں ان میں سے 23 کمپ صرف ہندو بھائیوں کے ہیں اور 30 کمپ مسلم بھائیوں کے ہیں۔ کیمپوں میں ہندو بھائیوں کی تعداد لگ بھگ 14 ہزار تھی۔ 10 ہزار لوگ اپنے گھروں کو واپس جا چکے ہیں۔ جبکہ 4 ہزار لوگ جلد ہی لوٹ جائیں گے۔ مسلم کیمپوں میں لگ بھگ 59 ہزار پناہ گزیں ہیں۔ ان کیمپوں میں تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ کلکٹر شری نواس نے میرے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ حالیہ ہجرات کے دنگوں میں یہاں کا اقتصادی مسئلہ بہت اہم رول ادا کر رہا ہے۔ انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ ہم لوگوں کی ان مدعوں پر الگ سے اور اطمینان سے باتیں کرنا ضروری ہے۔ جو امن وسکون کی بھلائی میں مددگار ہوگی۔ وہ ہمارے قافلہ کے ساتھ پروٹوکول کے تحت بہت سے کیمپوں میں گئے اور حالات کا نئے سرے سے جائزہ لیا۔ دیو گڑا صاحب کمپ میں انگریزی میں خطاب سوال و جواب کرتے تھے۔ اور ہم ان کا ترجمہ کر کے ان کے جذبات کا اظہار کرتے تھے۔ یعنی کہیں اختر الواسع اور کہیں دسی نعمانی نے اس ذمہ داری کو نبھانے کا کام انجام دیا۔

اس سوسائٹی
میں پہنچتے
ہی جیسے
لوگوں کا
اڑدھام ٹوٹ
پڑا پوری
سوسائٹی
میں ماتم کا
ماحول تھلہم
لوگ اس
چوکھٹ پر
پہنچے جہاں
احسان
جعفری
صاحب سابق
ممبر پارلیمنٹ
کو
جلا کر ظالموں
نے مار ڈالا
تھا۔ لوگوں نے
بتایا کہ
جعفری نے
حالیہ ضمنی
انتخابات میں
راج کوٹ
حلقہ سے
مودی کی
زبردست
مخالفت کی
تھی۔ جس کا
بہانہ انہیں
اپنی جان نہ
کر چکانا پڑا

دریا خاں گوٹھ کیمپ

ہم لوگ دریا خاں گوٹھ کیمپ پہنچے جہاں لگ بھگ 4700 مسلم پناہ گزین تھے۔ یہاں روتی بلکتی عورتیں، معصوم بچے اور معذور نو جوان بڑی تعداد میں کسم و پرسی کے عالم میں زندگی گزار رہے تھے اس کیمپ میں گلبرگ سوسائٹی کی پناہ گزین خواتین بھی ملیں۔ گوڑا صاحب نے کہا کہ اب ہم لوگ گلبرگ سوسائٹی ہی جا رہے ہیں۔ پورا ماحول اداسی، مایوسی، افسوس و غم میں ڈوبا ہوا تھا سب کی آنکھیں چھلک پڑ رہی تھیں۔ بچے ہلہلا کر رورہے تھے۔

گلبرگ سوسائٹی

اس سوسائٹی میں پہنچتے ہی جیسے لوگوں کا اڑدھام ٹوٹ پڑا۔ پوری سوسائٹی میں ماتم کا ماحول تھا۔ ہم لوگ اس چوکھٹ پر پہنچے جہاں احسان جعفری صاحب سابق ممبر پارلیمنٹ کو جلا کر ظالموں نے مار ڈالا تھا۔ لوگوں نے بتایا کہ جعفری نے حالیہ ضمنی انتخابات میں راج کوٹ حلقہ سے مودی کی زبردست مخالفت کی تھی۔ جس کا بدلہ انہیں اپنی جان دے کر چکانا پڑا۔ اس سوسائٹی میں لگ بھگ 19 فلیٹ ہیں۔ کسی کا دروازہ، جنگلا، کھڑکی باقی نہیں ہے۔ صرف راکھ ہی راکھ ہے۔ یہاں کلکٹر شری نواس نے بتایا کہ جعفری صاحب کی بیگم صاحبہ اپنے بیٹے کے ساتھ سورت میں ہیں۔ گیسٹ ہاؤس پہنچ کر دیو گوڑا صاحب نے بیگم جعفری سے فون پر بات کی اور وحی نعمانی سے کہا گیا کہ ترجمہ کر کے فون پر ہی ان کی جانب سے تعزیت کا اظہار کیا جائے۔

شاہ عالم درگاہ کیمپ

یہ غالباً سب سے بڑا کیمپ تھا جس میں پناہ گزین بڑی تعداد میں رکے ہوئے تھے۔ جو لگ بھگ 7 ہزار کے قریب تھے۔ یہ علاقہ مسلمانوں کی بہت بڑی آبادی پر مشتمل ہے۔ عالی شان جامع مسجد، وضو کرنے کے لیے نہایت عمدہ اور بڑا سا حوض جمعہ کی نماز کا وقت قریب تھا لوگ وضو کرنے میں مشغول تھے۔ نہایت چوکس انتظامات کے گھیرے میں ہم لوگ کیمپ میں اپنے کام میں لگ گئے۔ عورتوں، بچوں، بہنوں اور بھائیوں کا چہرہ دیکھ کر اور غم کو پڑھ کر کلیجہ حلق کو آتا تھا۔ پتہ چلا کہ اس بڑے کیمپ کا انتظام جناب محسن بھائی قادری اور شفیع بھائی میمن وغیرہ کی ٹیم کی دیکھ رکھ میں چلتا ہے۔ سوال جواب کے درمیان سیکورٹی فورس نے اطلاع دی کہ یہاں کے آس پاس کا ماحول نہایت کشیدہ ہو گیا ہے۔ اور کہیں بم بھی پھٹا ہے مسز نعمانی نے یہ بات جب دیو گوڑا صاحب کو بتائی تو انہوں نے سختی سے کہا کہ یہاں سے پناہ گزین سے پوری بات معلوم کیے بغیر نہیں جائیں گے۔ اسی وقت فائرنگ ہو رہی تھی Danlimra دین لمر محلہ کے ارد گرد کرفیو لگانے کی خبر آئی۔ سب کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں اور پناہ گزین کہہ رہے تھے کہ ہم لوگ اپنے گھروں کو واپس نہیں جائیں گے۔ کیونکہ بھرتی دوبارہ مار کاٹ کرنے آ جاتے ہیں۔ ہمارے رکان و مکان پر کھیت اور کھلیان پر بلوائیوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ کون ہے جو اسے بے دخل کرا کر ہمیں انصاف دلا دے گا۔ شاہ عالم کیمپ سے باہر آتے آتے ریپڈ ایکشن فورس کی تعیناتی اور فوج کا فلیک مارچ ہو رہا تھا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جناب دیو گوڑا صاحب نے گجرات میں اپنے مختلف پریس بیان میں کہا تھا کہ گجرات میں جو کچھ ننگا ناچ ہو رہا ہے وہ حکومت کے ذریعہ چلائی جانے والی دہشت گردی کا

کلکٹر شری
نواس نے بتایا
کہ جعفری
صاحب کی
بیگم صاحبہ
اپنے بیٹے کے
ساتھ سورت
میں
ہیں۔ گیسٹ
ہاؤس پہنچ
کر دیو گوڑا
صاحب نے
بیگم جعفری
سے فون پر
بات کی اور
وصی نعمانی
سے کہا گیا کہ
ترجمہ کر کے
فون پر ہی ان
کی جانب سے
تعزیت کا
اظہار کیا
جائے۔

جناب دیو
گوڑا صاحب
نے گجرات میں
اپنے مختلف
پریس بیان
میں کھاتھا کہ
گجرات میں
جو کچھ ننگا
ناچ ہو رہا ہے
وہ حکومت کے
ذریعہ چلائی
جانے والی
بھشت گردی
کا نتیجہ ہے
اور اس کی
ساری ذمہ
داری مودی پر
ہے جب تک
اس کی سرکار
رہے گی۔ امن
ہونے کا سوال
ہی نہیں ہے۔

نتیجہ ہے اور اس کی ساری ذمہ داری مودی پر ہے۔ جب تک اس کی سرکار رہے
گی۔ امن ہونے کا سوال ہی نہیں ہے۔ ان بیانات کی وجہ سے حکومت گھبرائی اور
بوکھلائی ہوئی تھی۔ سیکورٹی ٹیم کے ساتھ ایک میڈیکل وین بھی دیو گوڑا صاحب کے
ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ گھرگ سوسائٹی اور شاہ عالم درگا دمپ سے نکلنے وقت کافی
بھیڑ لوگوں کی اکٹھا ہو جاتی تھیں۔ یہ بھیڑ ہندو بھائیوں کی ہوتی تھی۔ ان بھیڑوں کی
طرف دین میں بیٹھا ایک عملہ اپنی مٹھی کو ہوا میں لہرا کر اپنے جذبات کا اظہار کرتا
تھا۔ گویا زبان حال سے کہہ رہا ہو کہ یہ لوگ اب تماشا دیکھنے آئے ہیں۔ یہ اس وقت
بھی کچھ نہیں بگاڑ سکے اب کیا بگاڑیں گے۔ اس کے اشارے پر ڈرائیور دین کو بار بار
ہماری گاڑی سے ”چھو کر“ اپنا کچھ پیغام دینا چاہتا تھا۔ جسے میں نے ازراہ
دوراندیشی ناکام کر دیا۔ اور سیکورٹی عملہ سے بتا کر دین کے ڈرائیور کو تیز سے چلنے
کے لیے کہا۔

جوناپور کمپ

اس کمپ میں لگ بھگ 1250 پناہ گزیں تھے۔ یہ محلہ زروڑہ، پانٹا، سونے کی چال اور
دوسرے دور دراز علاقوں سے آئے تھے۔ یہاں زیادہ تر پناہ گزیں جنوبی ہندوستان سے
تعلق رکھتے تھے۔ کام کاج اور روزی روٹی کے لیے یہاں آکر بس گئے تھے اور اب
نہایت دردناک زندگی گزارنے کے لیے مجبور ہو گئے تھے۔

کنکر پائی کمپ

یہ ہندو بھائیوں کا واحد کمپ تھا جسے ہم لوگ دیکھنے گئے۔ یہاں کے پناہ گزینوں نے
نہایت پر جوش تا بیاں بجا کر ہم سب کا استقبال کیا۔ یہاں کے تمام لوگوں نے اپنے اپنے

گھروں کو جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اپنے گھروں کو واپس جانے میں ہماری جان کا خطرہ ہے۔ یہاں نسبتاً سکون اور اطمینان کا ماحول تھا۔ افراتفری نہیں تھی۔ چیخ پکار بھی نہیں تھی۔ ہم لوگ گیسٹ ہاؤس واپس آ گئے۔

جمعہ کی نماز باجماعت پڑھنی ممکن نہیں ہونے کی وجہ سے گیسٹ ہاؤس آ کر ہم لوگوں نے ظہر کی نماز ادا کی۔ کیونکہ سیکورٹی کے دائرہ سے باہر جانا ممکن نہیں تھا۔ خدا کا شکر ادا کیا کہ حالات کا جائزہ لینے میں اس کی مدد اور کرم فرمائی شامل حال تھی ورنہ رو رو کر برا حال ہو جاتا۔ یہاں جناب محمد یونس صاحب راجپوت سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ محلہ Narola Patiala کے S.T. workshop کے بغل میں پنیا کے پولس حلقہ میں ایس آر پی کیمپ کے پاس سندھی کو پرنگر میں ایک کنواں ہے۔ اس کنواں میں لگ بھگ 70 سے 80 مسلمان مرد و عورت اور بچوں کی لاشیں ہیں جو اس وقت کے ایس او مسٹر ”آسو پا“ کی کارستانی کی کہانی کہتی ہے۔ اب نئے ایس او جی ایل کھڑیا ہیں۔ ان سے درخواست کر کے لاشیں نکالی جاسکتی ہیں۔

پریس کانفرنس

ہماری پریس کانفرنس گیسٹ ہاؤس کے پریس ہال میں ہوئی۔ جناب دیو گوڑا نے پریس کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ جو کچھ گجرات میں ہوا وہ صرف سرکار کی مرضی اور ایماں پر ہوا ہے اور اسے مودی سرکار نے پورے منصوبہ بندی کے ساتھ کیا ہے۔ ہندوستان کے تہذیب و تمدن، متحدہ کلچر، یہاں کی جمہوریت اور سلامتی بھائی چہرہ اور یکتا کے لیے ایک زبردست ٹھنک ہے۔ ہم تمام ہندوستانوں کو مل کر اس لڑائی کو لڑنا ہوگا۔ انتہا تو یہ ہے کہ گجرات کی پولس نے پارٹنر کی حیثیت سے لوٹ پائٹ

ہندو بھائیوں
کا واحد کیمپ
تھا جسے ہم
لوگ دیکھنے
گئے۔ یہاں کے
ہنگامہ گزینوں
نے نہایت
پر جوش
تلیاں بجاکر
ہم سب کا
استقبال کیا۔
یہاں کے تمام
لوگوں نے اپنے
اپنے گھروں
کو جلنے سے
انکار کر دیا
اور کہا کہ اپنے
گھروں کو
واپس جانے
میں ہماری
جان کا خطرہ
ہے۔ یہاں نسبتاً
سکون اور
اطمینان کا
ماحول تھا۔
افراتفری نہیں
تھی۔ چیخ پکار
بھی نہیں تھی

جناب دیو
گوڈانہ پریس
کے سوالوں کا
جواب دیتے
ہوئے کھاکہ
جو کچھ
گجرات میں
ہوا وہ صرف
سرکار کی
مرضی اور
ایمان پر ہوا
ہے اور اسے
مودی سرکار
نہ ہونہ
منصوبہ بندی
کے ساتھ کیا
ہے ہندوستان
کے تہذیب
و تمدن، متحدہ
کلچر، یہاں کی
جمہوریت اور
سلامتی بھائی
چہرہ اور یکتا
کے لیے ایک
زبردست کلنک
ہے ہم تمام
ہندوستانیوں
کو مل کر اس
لڑائی کو لڑنا
ہوگا

اور عارت گری میں حصہ لیا ہے۔ انہوں نے ایف آئی آر تک درج نہیں کی ہے یہ
لوگ ہندوستان کو کہاں لیجانا چاہتے ہیں اس کا شاید ان لوگوں کو خود اندازہ نہیں ہے
ضرورت ہے کہ تمام جماعت اور فکر و نظر کے لوگ یکجا ہو کر، سر جوڑ کر، یکجہتی اور بھائی
چارہ کے جذبات کو بچانے اور اسے فروغ دینے کے لیے عملی قدم اٹھائیں۔ اس عظیم
دھرتی کی خاص بات یہ ہے کہ جو لوگ تمام مذاہب، فرقے اور جماعت کو ملا کر لیکر
چلنے کی صلاحیت اور نیت رکھتے ہیں اسے یہ ملک تخت و تاج دیتا ہے۔ جو تقسیم کر کے
بانٹ کر نفرت پیدا کر کے چلتا ہے۔ تو اس ملک کی مائی اسے توڑ دیتی ہے۔ ایسا ہی
ہوتا رہا ہے ایسا ہی ہوگا۔

مشورے و تجویز

ابتدائی تجزیہ اور حالات کی جانکاری کی بنیاد پر مندرجہ ذیل اقدامات کی ضرورت
ہے۔

- 1:- اس رپورٹ کو صرف ایک شروعات تصور کر کے چند کمپ کو مارگٹ بنا کر وہاں
کم سے کم ایک ہفتہ کا وقت لگانا ضروری ہے۔ کیونکہ اب تک صرف سرسری طور پر
حالات سے آگاہی حاصل کی گئی ہے۔ ضرورت ہے کہ کمپ میں بیٹھ کر متعلقین سے
صلاح و مشورہ کر کے متاثرین سے براہ راست رابطہ قائم کر کے ان کی ضرورت اور
صلاحیت (طلبا، کاروبار) کے مطابق منصوبہ تیار کیا جائے اور پھر پوری ٹیم کے ساتھ
مکمل تدبیروں کو بروئے کار لار کر منصوبہ بند طریقے پر عملی اقدام کیے جائیں۔
- 2:- تجزیہ کے بعد امدادی اور ریلیف کاموں کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا
ہے۔

الف:- کھانے، پہنوں سے متعلق سامان فراہم کرنا

ب - دواء علاج کی ضروری سہولت فراہم کرنا

ت :- قانونی چارہ جوئی۔

ث :- ایف آئی آر درج کرانا، استغاثہ، مقامی طور پر داخل کرنا۔

ج :- کچھ رٹ پٹیشن ہائی کورٹ گجرات میں فائل کرانا۔

ح :- کچھ رٹ پٹیشن دیگر ہائی کورٹ میں فائل کرنا۔

خ :- کئی ایس ایل پی سپریم کورٹ میں فائل کرنا۔

اور سب کو یعنی ہائی کورٹ کے رٹ پٹیشن اور سپریم کورٹ کے تمام ایس ایل پی کی یکجا سماعت کا انتظام کرنا۔

د :- قانونی پیروی کو ایک اہم جنگ سمجھ کر سردار بھائیوں کی طرح کامیابی حاصل کرنے کے لیے عملی اقدام اٹھانا۔

4 :- سیاسی اعتبار سے تمام اہم خیال سکولر مزاج جماعتوں، ذہنوں کو یکجا کر کے تحریک چلانے کے لیے قدم اٹھانا۔

5 - ہندوستان کے نامور وکلاء کی ٹیم تیار کر کے اعلیٰ پیمانہ پر مقدمہ کی پیروی کرنا اور ملزمان کو سزا دلانے کے ساتھ ساتھ اجڑے لوگوں کی باز آباد کاری کے لیے حکم نامہ حاصل کرنا۔ پناہ گزین کی ملکیت پر غاصبانہ قابضوں کو بے دخل کرنا اور قبضہ دلانا۔

6 - مودی R.S.S. دی ایچ پی، بھگت دل وغیرہ کے ذمہ داروں کو پونا کے تحت مقدمہ چلا کر مظلومین کو انصاف دلانا۔ ہندوستان کی ایکٹ کی اس جنگ میں شامل بے پناہ ہندو بھائیوں کے ساتھ مل کر امن و سکون کے حصول کی جدوجہد کرنا۔

7 - مندرجہ بالا تقاضہ کے حصول کے لیے ایک ہر طرح سے آراستہ سکرٹریٹ کا قیام عمل میں لانا اور مستقل طور پر اس کا استعمال کرتے رہنا ضروری ہے۔

احترام الواسع۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ وحسی احمد نعمانی

انتہا تو یہ ہے
کہ گجرات کی
پولیس نے
ہارٹنر کی
حیثیت سے
لوٹ پاٹ اور
غارت گری
میں حصہ لیا
ہے۔ انہوں نے
ایف آئی آر
تک درج نہیں
کی ہے یہ لوگ
ہندوستان کو
کہاں لیجانا
چاہتے ہیں
اس کا شاید
ان لوگوں کو
خود اندازہ
نہیں ہے
ضرورت ہے
کہ تمام
جماعت اور
فکر و نظر کے
لوگ یکجا
ہو کر، سرحوڑ
کر، یکجہتی
اور بھائی
چارہ کے
حذرات کو
بچانے اور
اسے شروع
دیے کے لیے
عملی قدم
اٹھائیں۔

تشدد کسی
 درندگی نہ ہم
 لوگوں کو
 بھلا دیا اور ہم
 دم بخود رہ
 گئے۔ اخبارات
 اور رپورٹوں
 کے پڑھنے کے
 باوجود ہم
 لوگوں نے جو
 دیکھا اور سنا
 ہم اس کے لیے
 تیار نہیں تھے۔
 عام خواتین
 جن سے ان کے
 جینے کا
 بنیادی حق
 بھی چھین لیا
 گیا تھا ان کی
 آنکھوں میں
 خوف اور آواز
 میں غصہ تھا۔

تشدد کسی
 نوعیت فطری
 رد عمل کو
 اجاگر نہیں
 کرتی یہ پوری
 طرح منصوبہ
 بند تھا۔

خواتین کا جسمانی استحصال

گجرات میں اقلیتی فرقہ کی خواتین کے خلاف جاری تشدد کا جائزہ لینے کے لیے
 دہلی، بنگلور، نئی دہلی اور احمد آباد کی خواتین پر مشتمل ایک 6 رکنی وفد نے 27 مارچ
 سے 31 مارچ تک 5 روزہ حقائق کی جانچ کا مشن پورا کیا۔

اس طرح دوسری حقائق تفتیشی ٹیموں نے بھی گودھرا سانحہ کے بعد گجرات کا دورہ
 کیا۔ انہوں نے اس قتل عام میں خواتین کو نشانہ بنانے کی بات بھی کہی لیکن اس بات کی
 ضرورت تھی کہ خاص طور سے خواتین ان فسادات میں کس طرح متاثر ہوئیں وہ حقائق
 اکٹھا کیے جائیں۔ ان حقائق کی تلاش کا مقصد یہ تھا کہ خواتین کے خلاف ہونے والے
 مظالم، اس کے طریقوں اور درندگی کی حدود کا جائزہ لیں اور خواتین کے تحفظ میں پولس و
 دوسرے سرکاری اداروں کے رول کا جائزہ لیں۔ تشدد کے ان نئے عناصر کی پہچان ہو جو
 کہ گجرات میں پہلے ہونے والے فسادات سے مختلف ہیں اس تشدد میں دشنوہندو پریشد
 اور بھرتک دل جیسی تنظیموں کے رول کا بھی جائزہ لیا جائے۔

اس ٹیم نے شہری اور دیہی علاقوں (احمد آباد، کھیرا، ڈوڈرا، سانور کلا) کے سات
 راحت کیمپوں کا دورہ کیا اور بڑی تعداد میں ان فسادات میں زندہ بچ جانے والی

عورتوں سے بات کی۔ اس پوری ٹیم کا خاص مقصد یہ تھا کہ عورتوں کی آواز کو اٹھایا جائے۔ اس ٹیم نے دانشوروں، سماجی کارکنوں، میڈیا کے لوگوں، انتظامیہ، نرودا پٹیا قتل عام کی ایف آئی آر میں قصور وار ایم ایل اے مایا کوڈٹانی سمیت بی جے پی کے کئی لیڈروں سے بات چیت کی۔ یہ تحقیقات ریاست کے مختلف حصوں میں جاری تشدد اور کرفیو کے دوران کی گئی۔

تشدد کی درندگی نے ہم لوگوں کو دہلادیا اور ہم دم بخود رہ گئے۔ اخبارات اور رپورٹوں کے پڑھنے کے باوجود ہم لوگوں نے جو دیکھا اور سنا ہم اس کے لیے تیار نہیں تھے۔ عام خواتین جن سے ان کے جینے کا بنیادی حق بھی چھین لیا گیا تھا ان کی آنکھوں میں خوف اور آواز میں غصہ تھا۔

خاص پہلو

- 1۔ تشدد کی نوعیت فطری رد عمل کو اجاگر نہیں کرتی یہ پوری طرح منصوبہ بند تھا۔
- 2۔ خواتین کے خلاف جسمانی مظالم کے کھلے ثبوت موجود ہیں۔ شہری و دیہی علاقوں میں خواتین کے خلاف ہونے والے ان مظالم کو جانچنے کے لیے مزید تحقیقات کی ضرورت ہے۔ راحت کیمپوں میں ایسی بہت سی عورتیں ہیں جنہوں نے عورتوں پر مظالم کی انتہائی خوفناک شکلیں دیکھی ہیں۔ جس میں آبروریزی، اجتماعی آبروریزی، بھیڑ کے ذریعہ آبروریزی، ننگا کرنا، جسم کے نازک حصے میں سخت اشیاء داخل کرنا جیسی باتیں شامل ہیں۔ آبروریزی کی شکار زیادہ تر عورتیں زندہ جلا دی گئیں۔

- 3۔ خواتین کے خلاف مظالم کو بڑھاوا دینے میں پولس اور سرکار کی ساجھیداری کے بھی شواہد موجود ہیں، خواتین کو بچانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ کہیں ایک بھی خاتون پولس تعینات نہیں کی گئی۔ ریاست اور پولس کا ان خواتین کے خلاف قصور واروں کا

خواتین کے خلاف مظالم کو بڑھاوا دینے میں پولس اور سرکار کی ساجھیداری کے بھی شواہد موجود ہیں، خواتین کو بچانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ کہیں ایک بھی خاتون پولس تعینات نہیں کی گئی۔ ریاست اور پولس کا ان خواتین کے خلاف قصور واروں کا

اس بات کے
بھی شواہد
ہیں کہ ان
فسادات میں
کشیدگی میں
اضافہ کرنے
میں وشو
ہندو پری
شدد اور
بج رنگ دل
کا ہاتھ ہے۔

گجراتی
اخبارات کے
ایک طبقے نے
فساد خاص
طور سے
خواتین کے
خلاف ہونے
والے جسمانی
مظالم کو ہوا
دیے میں
بہت خطر
ناک اور
مجرمانہ رول
ادا کیا۔

ساتھ دینا ابھی بھی جاری ہے۔ مظالم کی شکار خواتین کی ایف آئی آر درج نہیں کی جا
رہی ہے۔ اس وقت گجرات میں کوئی بھی ایسا انتظام نہیں ہے جہاں خواتین کو
انصاف مل سکے۔

4۔ خواتین پر ان مظالم کا جسمانی، معاشی اور نفسیاتی اثر پڑا اور ان تینوں محاذوں پر
ریاست کے ذریعہ ان کی مدد کے کوئی ثبوت نہیں ملتے۔

5۔ راحت کیپوں کی حالت اور افسوس ناک ہیں۔ وہاں ماؤں کو اپنے بچوں کو زندہ
رکھنے کے لیے جس طرح جدوجہد کرنی پڑ رہی ہے وہ اس بات کا اشارہ کر رہی ہے
کہ سرکار وہاں اپنی ذمہ داریوں سے بھاگ رہی ہے۔

6۔ دیہی خواتین پہلی بار اتنی بڑی تعداد میں فسادات سے متاثر ہوئیں۔ گجرات کے ان
فسادات میں خاص ذاتوں و فرقوں کے رول کی جانچ کی بھی ضرورت ہے۔

7۔ اس بات کے بھی شواہد ہیں کہ ان فسادات میں کشیدگی میں اضافہ کرنے میں دشو
ہندو پری شد اور بج رنگ دل کا ہاتھ ہے۔

8۔ دیہی علاقوں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کا طوفان پہلی بار دیکھنے کو ملا۔

9۔ گجراتی اخبارات کے ایک طبقے نے فساد خاص طور سے خواتین کے خلاف ہونے
والے جسمانی مظالم کو ہوا دینے میں بہت خطرناک اور مجرمانہ رول ادا کیا۔



ابھی گجرات میں انسانیت کا قتل جاری ہے
ابھی تک حال یہ ہے روز کوئی شہر جلتا ہے
مگر اپنے اٹل جی نے وزیر اعلیٰ مودی کو
سنا ہے عدل اور انصاف کا پیکر بتایا ہے

قیس راہپوری

خواتین کے خلاف جنسی مظالم

عورتوں کے
خلاف ہونے
والے ان مظالم
کو بہت ہی کم
کر کے دکھایا
گیا ہے۔ مثال
کے طور پر پنچ
محل ضلع میں
آبروریزی کے
صرف ایک ہی
واقعہ کی ایف
آئی آر درج کی
گئی ہے۔ جبکہ
ہم نے اس طرح
کے کئی واقعات
سنے۔ میڈیا نے
بھی عورتوں
کو خلاف ہونے
والے مظالم سے
چشم پوشی
کی۔ نرود اٹپیا
کی بی بی جے پی
کی ممبر
اسمبلی سے ہم
نے بات کی
تو ہم نے پایا کہ
وہ غیر
جانبدار نہیں
ہیں۔

حقوق تفتیشی ٹیموں نے فسادات کے پہلے کچھ دنوں میں (احمد آباد میں 28 فروری
سے یکم مارچ اور دہلی علاقوں میں 3 مارچ 2002 تک) عورتوں کے خلاف جسمانی
مظالم کے دردناک شواہد دیکھے۔ شواہد سے فسادات کی خوفناک اور دردندگی سے بھری شکل
سامنے آتی ہے۔ اقلیتوں کے خلاف یہ فسادات منصوبہ بند تھے اقلیتوں کے خلاف
فسادیوں کے ہر حملے میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ ان حملوں میں خواتین کو خاص طور سے
نشانہ بنایا گیا۔ خواتین کے خلاف مظالم کے اعداد و شمار پوری طرح حاصل نہیں ہو سکے اس
لیے کہ فسادات کے درمیان ان کا حاصل کرنا ممکن نہیں تھا۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ عورتوں
کے خلاف ہونے والے ان مظالم کو بہت ہی کم کر کے دکھایا گیا ہے۔ مثال کے طور پر پنچ
محل ضلع میں آبروریزی کے صرف ایک ہی واقعہ کی ایف آئی آر درج کی گئی ہے۔ جبکہ ہم
نے اس طرح کے کئی واقعات سنے۔ میڈیا نے بھی عورتوں کے خلاف ہونے والے مظالم
سے چشم پوشی کی۔ نرود اٹپیا کی بی جے پی کی ممبر اسمبلی سے ہم نے بات کی تو ہم نے پایا کہ
وہ غیر جانبدار نہیں ہیں۔

جب ان سے آبروریزی کے ان واقعات کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے
کہا کہ ”اچھا کیا یہ سچ ہے سنا ہے ایک پولس والے نے مجھے بتایا کہ ایسا ہوا ہے پر اس نے
دیکھا نہیں۔“ اس کے بعد انہوں نے کچھ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی اور نہ ہی ایسی
خواہش ظاہر کی۔

حالات کی نزاکت کے بعد بھی اس رپورٹ کے لکھے جانے تک قومی خواتین کمیشن
جو بھارت کے آئین کے تحت خواتین کے حقوق کے تحفظ کی سب سے بڑی سرکاری باڈی
ہے نے اب تک ریاست کا دورہ نہیں کیا ہے۔

یہ پوری طرح انتظامیہ کی ناکامی کو ظاہر کرتا ہے۔ جیسا کہ پنچ محل کے ضلع مجسٹریٹ

ہم نے ایسے بھی
نعرے دیکھے جن
میں لکھا تھا
”مسلمانوں
بھارت چھوڑو
نہیں تو ہم
تمہاری ماں۔“

ہم نے
آبروریزی کے
8-10 واقعات
دیکھے۔ ہم نے
دیکھا کہ ان
لوگوں نے مہر
النسا کو پوری
طرح ننگا کر
دیا۔ وہ اپنے
کھڑے بھی اتار
رہے تھے اور اس
کے پیچھے دوڑ
رہے تھے۔ اس کے
بعد وہیں سڑک
پر انہوں نے اس
کی آبروریزی
کی۔ ہم نے دیکھا
کہ ایک لڑکی کا
پوشیدہ عضو
کٹا ہڑا تھا۔ اس
کے بعد اسے جلا
دیا گیا۔ اب
وہاں کوئی
ثبوت نہیں ہے۔

نے ہم سے صاف طور پر کہا ”قانون و انتظام بحال کرنا ہمارا پہلا فرض ہے۔ یہ میرے
لیے ممکن نہیں ہے کہ جسمانی استحصال کے معاملوں کو تلاش کروں اگر کچھ میرے نوٹس میں
لایا جائے جیسے بلقیس بانو کا معاملہ تو میں ایکشن لے سکتی ہوں لیکن اس سے زیادہ کچھ نہیں
کیا جاسکتا۔ غیر سرکاری اداروں کو یہ ذمہ داری ملنی ہوگی میں ان کی شرکت کا استقبال
کروں گی۔“

راحت کیمپوں کے دوروں کے درمیان آبروریزی کی شکار عورتوں اور اس کی چشم
دید گواہوں جن میں سماجی کارکن اور ان متاثر خاندانوں کے افراد بھی شامل ہیں جنہوں
نے آبروریزی کے ان مناظر کو دیکھا ہے ہم ان کے بیان سن کر دم بخود رہ گئے۔ ثبوت
کے طور پر بیچ محل ضلع کے ہول کیمپ میں گزارے گئے تھوڑے سے وقت میں ہم نے
آبروریزی کے چار واقعات سنے۔ حقائق تفتیشی ٹیم نے ایسے ویڈیو ٹیچ بھی دیکھے جن
میں خواتین آبروریزی کی داستانیں سن رہی تھیں۔ فلم میں ہم نے ایسے بھی نعرے دیکھے
جن میں لکھا تھا ”مسلمانوں بھارت چھوڑو نہیں تو ہم تمہاری ماں۔۔۔۔۔۔“ یہ نعرے جے
ہوئے مکان کی دیواروں پر لکھے گئے تھے۔ یہ بیان ہے خواتین کے اسی وند کا جس نے
وہاں جا کر حقیقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کئی متاثر خواتین سے اور ان خواتین سے
بات کی جو خواتین پر ہوئے مظالم کی چشم دید گواہ تھیں جنہوں نے اپنی آنکھوں سے قتل اور
آبروریزی ہوتے دیکھا۔ پیش ہے ایسے کچھ واقعات کی تفصیل۔

27 مارچ 2002 کو شاہ عالم کیمپ میں کلثوم بی بی نے بتایا کہ جب ہم لوگوں کو
کنگنوتری سوسائٹی چھوڑنے کے لیے مجبور کیا گیا تب ایک بھیڑ نے چلتے ہوئے تاروں
کے ساتھ ہمارا پیچھا کرنا شروع کیا۔ اسی وقت ان لوگوں نے کئی لڑکیوں کی آبروریزی
کی۔ ہم نے آبروریزی کے 8-10 واقعات دیکھے۔ ہم نے دیکھا کہ ان لوگوں نے
مہرالنسا کو پوری طرح ننگا کر دیا۔ وہ اپنے کپڑے بھی اتار رہے تھے اور اس کے پیچھے دوڑ

رہے تھے۔ اس کے بعد وہیں سڑک پر انہوں نے اس کی آبروریزی کی۔ ہم نے دیکھا کہ ایک لڑکی کا پوشیدہ عضو کٹا پڑا تھا۔ اس کے بعد اسے جلا دیا گیا۔ اب وہاں کوئی ثبوت نہیں ہے۔

ایک دوسرے واقعہ کی تفصیل 13 سالہ اظہر الدین نے اس طرح بیان کی۔

میں نے گڈو چھارا کو فرزانہ کی آبروریزی کرتے دیکھا۔ فرزانہ کی عمر تقریباً 13 سال تھی۔ وہ حسین نگر کی رہنے والی تھی۔ فساد یوں نے اس کے پیٹ میں چھڑ گھونپ دی اور بعد میں اسے جلا کر مار ڈالا۔ 12 سال کی نور جہاں کی بھی آبروریزی کی گئی۔ آبروریزی کرنے والوں میں گڈو، سریش، نریش چھارا اور ہریا شامل تھے۔ میں نے بھوانی سنگھ جو کہ اسٹیٹ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتا ہے کو 5 لوگوں اور ایک بچے کا خون کرتے دیکھا۔ اظہر الدین نے اس وقت آبروریزی کے منظر دیکھے جب وہ گنگوڑی سوسائٹی میں ایک چھپرے پر چھپا ہوا تھا۔ چھارا بستی جوان نگر کے ٹھیک پیچھے واقع ہے۔

عثمان نے اپنی دردناک داستان اس طرح سنائی۔

اس بھیڑنے جو کہ چھارا نگر اور کبیر نگر کی جانب سے آ رہی تھی شام 6 بجے کے قریب لوگوں کو جانا شروع کر دیا۔ فساد یوں نے میری 22 سالہ بیٹی سمیت علاقہ کی سبھی لڑکیوں کو بچا کر دیا اور ان کی آبروریزی کی۔ میرے خاندان کے سات لوگوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ جس میں میری بیوی (عمر 40 سال) میرے بیٹے (عمر 18، 14 اور 7 سال) اور میرے بیٹیاں (عمر 2، 4، 22 سال) شامل تھیں۔ میری چھوٹی بیٹی جس کی بعد میں سول اسپتال میں موت ہو گئی نے مجھے بتایا کہ جن لوگوں نے آبروریزی کی وہ نیکر پہنے تھے۔ انہوں نے اس کے سر پر حملہ کیا اور پھر انہیں جلا دیا۔ اس کی 80 فیصد جل جانے سے

میں نے بھوانی سنگھ جو کہ اسٹیٹ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتا ہے کو 5 لوگوں اور ایک بچے کا خون کرتے دیکھا

میری 22 سالہ بیٹی سمیت علاقہ کی سبھی لڑکیوں کو ننگا کر دیا اور ان کی آبروریزی کی۔ میرے خاندان کے سات لوگوں کو زندہ جلا دیا گیا۔

موت ہو گئی۔

میں پیچھے رہ گئی اس لیے کہ میری گود میں میرا بیٹا فیضان بھی تھا۔ ان لوگوں نے میرے کپڑے اتار لیے اور مجھے بالکل ننگا کر دیا۔ ایک کے بعد ایک انہوں نے میری آبروریزی کی۔ اس پورے وقت میں اپنے بیٹے کی چیخیں سنتی رہی

(سٹیزن انی شیٹو کے ذریعہ ریکارڈ کیا گیا)

سلطانی۔ آبروریزی کی شکار ایک عورت کا بیان

(گاہیں اریل کلور تعلقہ، پنج محل ضلع، 28 فروری 2002)

28 فروری کی دوپہر کو فساد پر آمادہ بھیڑ سے بچنے کے لیے ہم لگ بھگ 40 لوگ ایک ٹیپو پر سوار ہوئے۔ ہم لوگ کلور سے بھاگ جانا چاہتے تھے۔ میرے شوہر فیروز ٹیپو چارہ تھے۔ کلور کے ٹھیک باہر ایک ماروتی کار نے راستہ روک رکھا تھا اور وہاں ایک بھیڑ ہمارا انتظار کر رہی تھی۔ فیروز نے ٹیپو گھمانا چاہا جس سے ٹیپو پٹ گیا جیسے ہی ہم باہر نکلے ان لوگوں نے ہم پر حملہ کر دیا۔ ہم لوگ مختلف سمت میں بھاگنے لگے۔ ہم میں سے کچھ ندی کی جانب بھاگے میں پیچھے رہ گئی اس لیے کہ میری گود میں میرا بیٹا فیضان بھی تھا۔ ان لوگوں نے میرے کپڑے اتار دیے اور مجھے بالکل ننگا کر دیا۔ ایک کے بعد ایک انہوں نے میری آبروریزی کی۔ اس پورے وقت میں اپنے بیٹے کی چیخیں سنتی رہی۔ تین کے بعد میں گنتی بھول گئی اس کے بعد انہوں نے ایک تیز ہتھیار سے میرے پیر کاٹ دیے اور مجھے اسی حالت میں چھوڑ دیا۔

(سلطانی کلور کمپ، ضلع پنج محل، 30 مارچ 2002)

اس کیس سے متعلق دیگر حقائق

- ☆ ہم لوگوں نے سلطانی کے کیس کے بارے میں بلول کمپ میں اس کے رشتہ داروں سے بھی سنا۔ دونوں کے بیانوں میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔
- ☆ سلطانی کی میڈیکل جانچ نہیں کرائی گئی۔ اس کے پیر تیز ہتھیار سے کٹنے کی وجہ سے تین ہفتوں تک سڑتے رہے لیکن اس کے زخم اب بھر رہے ہیں۔
- ☆ ابھی تک کوئی ایف آئی آر درج نہیں کی گئی ہے جبکہ ڈی ایس پی کو تحریری بیان دیا گیا

میں اپنے گلاں
 کے دو لوگوں
 گھنوا بریا اور
 سنیل کو
 پھچلتی ہوں
 جو میری بیٹی
 شہانہ کو مجھ
 سے کھینچ کر
 لے گئے۔ وہ
 چیخ رہی تھی
 اور ان لوگوں
 سے کہہ رہی
 تھی کسی سے
 چھوڑ دیں۔
 رقیہ، شہانہ،
 شہانہ کی عزت
 بچانے کے لیے
 چیخ و پکار
 صاف سنی جا
 سکتی تھی۔
 میرا دماغ دم
 اور بے بسی
 سے شل ہو گیا۔
 میس ایف سی
 بیٹیوں کو
 آبروریزی اور
 موت کے منہ
 سے بچانے کے
 لیے کچھ نہیں
 کر سکی۔ میری
 بیٹیاں پھول
 کی طرح تھیں

ہے۔ اپنے بیان میں اس نے بھیڑ میں شامل کچھ لوگوں کے نام بھی لکھے ہیں۔
 (جیسے جیتو سنگھ، دلول گاؤں کا دوکان مالک، اشوک شیل عرف ڈان داعی، رام ناتھ
 گاؤں)

☆ جب ہم نے اس سے اور اس کی تند سے بات کی تب انہوں نے کہا کہ وہ اپنے کولٹا
 ہوا اور بے بس محسوس کرتی ہیں۔ اس لیے کہ اب وہ نہیں جانتیں کہ انہیں کمپ سے
 کہاں جانا ہے۔ وہ مستقبل کے لیے فکر مند تھیں کہ اب ان بچوں کا کیا ہوگا۔ سلطانی
 کو اب تک یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ حملے میں اس کے شوہر کی موت ہو چکی ہے۔ وہ
 سمجھتی ہے کہ اس کا شوہر لاپتہ ہے۔

ایک بیٹی کی آبروریزی کی کہانی اس کی ماں کی زبانی

(گاؤں ایرل، تعلقہ کلون، شیخ محل ضلع، 3 مارچ 2002)

میرے سر نے جو کہ ایک ریٹائرڈ اسکول ٹیچر ہیں ان مسلم خاندانوں کے ساتھ
 گاؤں چھوڑنے سے انکار کر دیا تھا جو 28 مارچ کو ہی کلون سے بھاگ گئے تھے۔ انہیں
 یقین تھا کہ ہم لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ 28 فروری سے ہم 13 لوگ گاؤں کے
 الگ الگ گھروں اور کھیتوں میں رہ رہے تھے۔ 3 مارچ کو اتوار کی دوپہر میں اس
 جھوٹے پر حملہ کیا گیا جس میں ہم لوگ چھپے ہوئے تھے۔ ہم لوگ الگ الگ سمت میں
 بھاگے اور کھیت میں چھپ گئے لیکن فساد یوں نے ہم میں سے کچھ کو پالیا اور حملہ شروع کر
 دیا۔ حملے کے دوران ہم نے اپنے خاندان کے لوگوں کو رحم کے لیے گڑ گڑاتے سنا۔ میں
 اپنے گاؤں کے دو لوگوں کا نو بریا اور سنیل کو پہچانتی ہوں جو میری بیٹی شہانہ کو مجھ سے کھینچ کر
 لے گئے۔ وہ چیخ رہی تھی اور ان لوگوں سے کہہ رہی تھی کہ اسے چھوڑ دیں۔ رقیہ، شہانہ،
 شہانہ کی عزت بچانے کے لیے چیخ و پکار صاف سنی جاسکتی تھی۔ میرا دماغ غم اور بے بسی
 سے شل ہو گیا۔ میں اپنی بیٹیوں کو آبروریزی اور موت کے منہ سے بچانے کے لیے کچھ

خوشبو نے
اپنے بیان میں
بتایا کہ کس
طرح اس کے
دادا (مدینہ کے
سسر) اور
ہری ون مارے
گئے۔ اس نے یہ
بھی بھرایا کہ
کس طرح رقیہ
کی شلوار
اتاری گئی اور
اس کے بعد کس
طرح ایک کے
بعد ایک لوگوں
نے اس کے
جسم کے نچلے
حصے سے

کھیلا

نہیں کر سکی۔ میری بیٹیاں پھول کی طرح تھیں جنہیں ابھی زندگی کی بہت ساری بہاریں
دیکھنی تھیں۔ آخر انہوں نے ان کے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ آخر یہ کس طرح کے انسان
ہیں۔ غنڈوں نے میری پیاری بیٹیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے کچھ دیر بعد فسادی چلا
رہے تھے ”ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو کوئی ثبوت مت چھوڑو“ میں نے دیکھا آگ جل
رہی ہے۔ کچھ دیر بعد بھیڑ چھٹنے لگی۔ اب وہاں سناٹا تھا۔

(مدینہ مصطفیٰ اسماعیل شیخ، کلون کمپ، بیچ محل 30 مارچ 2002)

کیس کے متعلق دیگر حقائق

☆ مدینہ کے بیان کی دو دوسرے زندہ بچنے والے گواہوں محبوب اور خورشید نے بھی
تصدیق کی۔ خوشبو نے اپنے بیان میں بتایا کہ کس طرح اس کے دادا (مدینہ کے
سسر) اور ہری ون مارے گئے۔ اس نے یہ بھی بھرایا کہ کس طرح رقیہ کی شلوار
اتاری گئی اور اس کے بعد کس طرح ایک کے بعد ایک لوگوں نے ”اس کے جسم کے
نچلے حصے سے کھیلا“

☆ ہم لوگوں نے مدینہ ایف آئی آر کی کاپی دیکھی جس میں پولس نے دفعہ 302 کے
تحت پانچ لوگوں کو نامزد کیا ہے لیکن اس میں آبروریزی شامل نہیں ہے۔ ایف آئی
آر میں متعین لفظ ”بلا حجاز“ کی جگہ عام بول چال کی زبان ”برا کام“ استعمال کیا
ہے۔ ہم لوگوں کو کمپ کے لیڈروں کے ذریعہ تیار کیس کی رپورٹ بھی دی گئی اس
میں کچھ طرہوں کے نام بھی شامل ہیں۔

25 سالہ زرینہ کی اجتماعی آبروریزی

ایک شوہر کا بیان

(حسین نگر، نرہ، دایٹیا، احمد آباد، 28 فروری 2002)

یہ سب 28 فروری کو صبح 9 بجے ہوا اس وقت ایک بھیڑ آئی جو نعرے لگا رہی تھی

”میاں بھائی کو نکالو“ ان میں بہت سے کیسری چڑی پہنے تھے۔ اس بھیڑ میں پڑوس کے مکانوں، گوپی ناتھ سوسائٹی اور گنگوتری سوسائٹی کے لڑکے شامل تھے میں اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ باہر بھاگا جس میں میری ماں، باپ، بہن، بہن کی بیٹی، میری بیوی زرینہ، میرا بھائی، میری سالی اور میری بھتیجی کل 11 لوگ تھے۔ ہم سب لوگ پولس چوکی کی سمت بھاگے۔ پولس نے کہا کہ گوپی ناتھ اور گنگوتری کی جانب جاؤ۔ اس دوڑ بھاگ میں میں اپنی بیوی سے ہٹ کر گیا۔ اس کے ساتھ کیا ہوا یہ اس نے مجھے بعد میں بتایا۔ اس نے فساد یوں سے بچنے کے لیے ایک دیوار سے کود جانا چاہا لیکن اس نے اپنے آپ کو بے بس پایا۔ ان لوگوں نے اس کی اجتماعی آبروریزی کی اور اس کا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا۔ وہ برہنہ حالت میں ملی تھی۔ وہ کئی دنوں تک سول اسپتال میں پڑی رہی۔ اب وہ اپنی ماں کے ساتھ خان پور دروازہ کے پاس ہے اور اب اس کی حالت بہتر ہو رہی ہے۔

(نعیم الدین ابراہیم شیخ، زرینہ کا ۳۰ سالہ شوہر، شاہ عالم کمپ، 27 مارچ 2002)

اس کا خاندان 1971 میں گلبرگ، کرناٹک سے یہاں آیا تھا۔ وہ زودا میں پیدا ہوئی۔ نعیم الدین کا بیان ممتاز سے ملتا ہے جو کہ ان عورتوں میں شامل تھی جنہوں نے زرینہ کو میدان میں ننگا پایا۔

13 سالہ یاسمین کی آبروریزی

گاؤں دلول، بیچ محل ضلع، یکم مارچ 2002

محمد بھائی اور بھوری بہن کے خاندان کے تقریباً 20 افراد کانسادیوں نے ندی کی سمت پیچھا کیا۔ جاوید اور ایک دوسرا لڑکا اپنی جان بچا کر ایک جھاڑی کے پیچھے چھپ گئے۔ ان لوگوں نے دیکھا کہ کانسادیوں نے محمد بھائی کو مار ڈالا۔ اور یاسمین کی آبروریزی کی۔ وہ لوگ اس کے ساتھ چھپے ہوئے لڑکے کی ماں کو مار ڈالنا چاہتے تھے اس لیے وہ چیخ کر دوڑ پڑا اور پکڑا گیا۔ اسے جلتی ہوئی لاشوں کے چاروں جانب گھومنے کے لیے کہا گیا

فصالیوں سے
بچنے کے لیے ایک
دیوار سے کود
جھٹکا چلا لیکن
اس نے اپنے آپ
کو بے بس پایا۔
ان لوگوں نے اس
کی اجتماعی
آبروریزی کی
اور اس کا ایک
ہاتھ کاٹ ڈالا۔ وہ
برہنہ حالت میں
ملی تھی

فصالیوں سے
محمد بھائی کو
مار ڈالا۔ اور
یاسمین کی
آبروریزی کی۔
وہ لوگ اس کے
ساتھ چھپے ہوئے
لڑکے کی ماں کو
مار ڈالنا چاہتے
تھے اس لیے وہ
چیخ کر دوڑ پڑا
اور پکڑا گیا۔ اسے
جلتی ہوئی
لاشوں کے
چاروں جانب
گھومنے کے لیے
کہا گیا (جیسے
کہ چٹاکے
چاروں جانب
گھومتے ہیں)
اور پھر اسے آگ
میں پھینک دیا
گیا۔

(جیسے کہ چتا کے چاروں جانب گھومتے ہیں) اور پھر اسے آگ میں پھینک دیا گیا۔

(ہلول کمپ میں دلول کی خواتین، بیچ محل ضلع، 30 مارچ 2002)

جاوید محمد بھائی کا بھتیجہ اپنے چچا کی مدد کے لیے دلول آیا تھا اس نے دلول کے بہت سارے لوگوں کو اپنی آپ جیتی سنائی۔ جاوید اپنے گاؤں دیسار لوٹ گیا ہے۔

ایک پورے خاندان کو برہنہ کرنے اور ان پر مظالم کی داستان

35 سال حسینہ بی بی یاسین خان پٹھان اپنے خاندان کے 17 افراد کے ہمراہ 28

فروری کی صبح لکھنؤ سے بھاگے۔ ان لوگوں نے صبح سات بجے لکھنؤ اسٹیشن سے ٹرین

پکڑی اور صبح دس بجے دھروا اسٹیشن پر اترے۔ وہیں فسادیوں نے ان پر حملہ کر دیا سب

اپنی جان بچانے کے لیے ادھر ادھر بھاگے اور اس طرح خاندان کے افراد بچھڑ گئے۔

حسینہ اس کا شوہر اور چھوٹی بیٹی دلول کی ست بھانجی۔ دو بچے فرزانہ (عمر 10 سال) اور

سکندر (عمر 10 سال) کھیت کی جانب بھاگے۔ چار لڑکے ایوب، جعفر، مشتاق،

(عمر 12) اور محسن (عمر 10 سال) اور شہزاد (عمر 7 سال) جھاڑیوں کے پیچھے چھپ

گئے اور سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ وہاں بہت بڑی بھینٹ تھی۔ وہ لوگ پینٹ شرٹ

پہنے تھے اور کھوار لہرا رہے تھے۔ ایوب کے مطابق فسادیوں نے اس کی بہن افسانہ اور

ہچیرے بھائی بہن زمین، نور جہاں، ستارہ، اکبر، ریحانہ، یوسف، عمرانہ خاتون (چچی)

اور ظریف (بھائی) کو پکڑ لیا۔ ان سب کو ننگا کر دیا اور فسادی انہیں قریب کی نہر کی ست

لے گئے۔ یہ آخری بار تھا جو ایوب نے انہیں دیکھا۔ ان کی لاشیں دوسرے دن جلی ہوئی

حالت میں ملیں۔ وہ فسادیوں کو نہیں پہچانتا۔ کوئی ایف آئی آر درج نہیں کی گئی۔

(ایوب، دلول کمپ، بیچ محل ضلع، بیان کا پہلا حصہ اس کی ماں حسینہ بی بی کے بیان

سے ملتا ہے)

ملت نگر کالونی کی نسیم اور محمودہ ایک رضا کار ادارے ”سہرا اس“ کے لیے کام کرتی

فسادیوں نے
اس کی بہن
افسانہ اور
چچیرے بھائی
بہن زمین، نور
جہاں، ستارہ،
اکبر، ریحانہ،
یوسف،
عمرانہ خاتون
(چچی) اور
ظریف
(بھائی) کو
پکڑ لیا۔ ان
سب کو ننگا
کر دیا اور
فسادی انہیں
قریب کی نہر
کی سمت لے
گئے۔ یہ آخری
بار تھا
جو ایوب نے
انہیں دیکھا۔
ان کی لاشیں
دوسرے دن
جلی ہوئی
حالت میں
ملیں

شام کے 6 بجے
تھے فسادیوں
نے میرے شوہر
کو پکڑ لیا اور
ان کے سر پر
دوبار تلوار
سے حملہ کیا۔
ان لوگوں نے
اس کی آنکھوں
میں پٹرول ڈال
دیا اور پھر
اسے جلا ڈالا۔
میری نند کو
ننگا کر کے اس
کی آبروریزی
کسی گئی۔ اس
کی گود میں
اس کا تین ماہ
کا بچہ تھا۔ ان
لوگوں نے اس
پر پٹرول ڈال
دیا اور اس کی
گود سے بچہ
لے کر آگ میں
ڈال دیا۔ میرے
بہنوٹی کے سر
پر بھی تلوار
سے وار کیا گیا
اور اسے آگ
میں پھینک دیا
گیا

ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان میں بہت سی عورتیں جبکہ کمپ لائی گئیں تو وہ بالکل برہنہ حالت
میں تھیں۔ خواتین کو اپنا جسم چھپانے کے لیے مردوں نے اپنی شرٹ اتار کر دی تھی۔ ان
میں سے کچھ اجتماعی آبروریزی کی وجہ سے مشکل سے چل پاری تھیں ان سے بات کرنے
کے دوران ہم ایک ضعیف خاتون زبیدہ آپا سے ملے۔ جنہوں نے اپنی بیٹیوں کی اجتماعی
آبروریزی ہوتے دیکھی۔ ان کے چہرے پر درد اور خوف نمایاں تھا۔ ہم لوگوں نے ان
سے مزید سوال کر کے ان کے زخموں کو کریدنا مناسب نہیں سمجھا۔ ہمیں نجمہ بانو کے بارے
میں بتایا گیا جو بے ہوشی کی حالت میں کمپ میں لائی گئی تھی اس کے جسم پر دانت کاٹنے اور
ناخن کے نشان تھے۔ بری طرح خون بہہ رہا تھا۔ اس کے پوشیدہ عضو میں لکڑیوں کے
ٹکڑے گھسیڑ دیے گئے تھے جو اس عورت نے نکالے تھے جس نے اس کے زخموں کی
مرہم پٹی کی تھی۔ نجمہ بانو خود اتنی دہشت میں تھی کہ اپنی کہانی دوبارہ نہیں سنا سکتی تھی۔ اس
کا کہنا تھا کہ اسے اس کے علاوہ کچھ یاد نہیں کہ گنگوڑی سوسائٹی کے لوگوں نے اس کا چچا
کیا تھا۔ اس طرح کے معاملے گہری تفتیش چاہتے ہیں۔

نسیم محمودہ، ملت نگر

اجتماعی آبروریزی اور قتل

شام کے ۶ بجے تھے فسادیوں نے میرے شوہر کو پکڑ لیا اور ان کے سر پر دوبار تلوار
سے حملہ کیا۔ ان لوگوں نے اس کی آنکھوں میں پٹرول ڈال دیا اور پھر اسے جلا ڈالا۔ میری
نند کو ننگا کر کے اس کی آبروریزی کی گئی۔ اس کی گود میں اس کا تین ماہ کا بچہ تھا۔ ان لوگوں
نے اس پر پٹرول ڈال دیا اور اس کی گود سے بچہ لے کر آگ میں ڈال دیا۔ میرے بہنوٹی
کے سر پر بھی تلوار سے وار کیا گیا اور اسے آگ میں پھینک دیا گیا۔ اس وقت ہم لوگ ایک
جھجے پر چھپے ہوئے تھے۔ میری ساس بیٹیوں چڑھنے سے مجبور تھی اس لیے وہ نیچے ہی
اپنے ۴ سالہ پوتے کے ساتھ تھی۔ انہوں نے فسادیوں سے کہا کہ جو بھی پیسہ دے گا وہ

میرے شوہر
48 فیصد جلے
ہوئے تھے جبکہ
میری بیٹی 95
فیصد جلی
ہوئی تھی۔
دونوں کی تین
دن بعد اسپتال
میں موت
ہو گئی۔ پولس
موقع پر
موجود تھی
لیکن وہ
فسادیوں کی
مدد کر رہی
تھی۔ ہم ان کے
پیروں پر گر
پڑے لیکن
انہوں نے کہا کہ
انہیں اوپر سے
حکم ہے کہ وہ
کوئی مدد نہ
کریں۔ چونکہ
ٹیلی فون کے
تار کاٹ دیے
گئے تھے۔ اس
لیے ہم فائر
بریگیڈ کو بھی
فون نہیں کر
سکتے تھے

لیں۔ ان لوگوں نے سبھی پیسے و زیورے لیے اس کے بعد بچے کو پٹرول سے جلا کر مار
ڈالا۔ میری ساس کی بھی آبروریزی کی گئی۔ میں نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا۔
میری گلی کی غیر شادی شدہ لڑکیوں کو نکا کیا گیا، ان کی آبروریزی کی گئی اور پھر انہیں زندہ
جلا دیا گیا۔ ایک 14 سالہ لڑکی کو پیٹ میں چھڑ گھونپ کر مار ڈالا گیا۔ یہ سب 2-30 بجے
دن تک چلتا رہا۔ تب ایک ایسولنس آئی اور میں اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ اس میں
بیٹھی۔ میرے دونوں پیر اور ہاتھ زخمی تھے جو پولس کی مار سے ہوئے تھے۔ میرے شوہر
۴۸ فیصد جلے ہوئے تھے جبکہ میری بیٹی 95 فیصد جلی ہوئی تھی۔ دونوں کی تین دن بعد
اسپتال میں موت ہو گئی۔ پولس موقع پر موجود تھی لیکن وہ فساد یوں کی مدد کر رہی تھی۔ ہم ان
کے پیروں پر گر پڑے لیکن انہوں نے کہا کہ انہیں اوپر سے حکم ہے کہ وہ کوئی مدد نہ کریں۔
چونکہ ٹیلی فون کے تار کاٹ دیے گئے تھے۔ اس لیے ہم فائر بریگیڈ کو بھی فون نہیں کر سکتے
تھے۔ (جنت شیخ)

بلقیس: آبروریزی کی شکار ایک خاتون کی داستان

21 سالہ بلقیس 5 ماہ کی حاملہ تھی جب 28 فروری کو اس کے گاؤں میں مسلمانوں
کے گھروں پر اونچی ذات کے ہندوؤں اور باہر کے لوگوں نے حملہ کیا وہ اور اس کے
خاندان کے دوسرے افراد جان بچانے کے لیے بھاگے۔ دونوں تک وہ گاؤں گاؤں
بھاگتے رہے۔ کوئٹہ میں ایک مسجد کے قریب اس کی چچا زاد بہن شمیم کو ایک بیٹی پیدا ہوئی۔
لیکن وہاں ان کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں تھی۔ انہیں شمیم کے ساتھ جلد ہی وہ جگہ چھوڑ
دینی پڑی وہ اپنے نوزائیدہ بچے کو لے کر مشکل سے ہی چل پارہی تھی۔

3 مارچ کو ہم لوگوں نے پانڈیلا گاؤں کی جانب بڑھنا شروع کیا جو کہ ایک پچھڑا ہوا
علاقہ ہے۔ تبھی ہم لوگوں نے ایک گاڑی کی آواز سنی۔ ایک ٹرک جس پر ہمارے گاؤں
کے اور کچھ باہر کے لوگ سوار تھے۔ ہماری جانب آرہے تھے۔ ہم لوگ سمجھ گئے کہ یہ

ہماری مدد کے لیے نہیں آئے ہیں۔ ان لوگوں نے ہمیں روک لیا اور پھر پاگل پن کا ننگا ناچ شروع ہو گیا ان لوگوں نے میری بیٹی کو میری بانہوں سے چھین لیا اور دور پھینک دیا۔ ایک دوسری خاتون اور مجھے کنارے پر لے جایا گیا اور میری آبروریزی کی گئی۔ میری تین لوگوں نے آبروریزی کی۔ میں چیختی رہی ان لوگوں نے مجھے مارا اور مرنے کے لیے چھوڑ گئے۔ جب مجھے دوبارہ ہوش آیا میں نے اپنے کوتہا پایا۔ میرے چاروں جانب میرے خاندان کے لوگوں کی لاشیں تھیں، میری معصوم بیٹی کی لاش، دوسری لاشیں جو اینٹوں اور پتھروں سے ڈھکی ہوئی تھیں جن کا استعمال انہیں مارنے کے لیے کیا گیا تھا۔ میں وہاں پوری رات اور دن میں دیر گئے تک پڑی رہی۔ مجھے یاد نہیں کہ کب مجھے ہوش آیا اور کب تک میں بے ہوش رہی۔ بعد میں لکھنؤ پولس اسٹیشن کی ایک پولس پارٹی نے مجھے اٹھایا اور اسپتال پہنچایا وہاں سے مجھے گودھرا کمپ لایا گیا۔ (شواہد ایڈا اور آنندی)

کیس کے متعلق مزید حقائق

☆ اس معاملہ کی ایف آئی آر درج کی گئی اور ضلع مجسٹریٹ جینٹی راؤ کے دباؤ میں میڈیکل جانچ کرائی گئی حالانکہ 6 دن بیت چکے تھے پھر بھی آبروریزی کی تصدیق کی گئی۔

☆ اس نے ان لوگوں کے نام بتائے جنہوں نے اس خاندان کے افراد کو مارا تھا۔ ان لوگوں کے نام تھے۔ سیلیش بھٹ، متھیش بھٹ، وجے موریا، پردیپ موریا، لالہ وکیل، لالہ ڈاکٹر، نریش موریا، جسونت بائی اور گوبند بائی (آخر کے تین لوگوں نے اس کی اجتماعی آبروریزی کی)

☆ ابتدا میں اس کے خاندان کے کبھی افراد لاپتہ تھے۔ اس کے والد اور شوہر بعد میں داہوڑ کمپ میں ملے۔ اس کا بھائی سعید اس کے ساتھ گودھرا میں ہے۔

ایک دوسری خاتون اور مجھے کنارے پر لے جایا گیا اور میری آبروریزی کی گئی۔ میری تین لوگوں نے آبروریزی کی۔ میں چیختی رہی ان لوگوں نے مجھے مارا اور مرنے کے لیے چھوڑ گئے۔ جب مجھے دوبارہ ہوش آیا میں نے اپنے کوتہا پایا۔ میرے چاروں جانب میرے خاندان کے لوگوں کی لاشیں تھیں، میری معصوم بیٹی کی لاش، دوسری لاشیں جو اینٹوں اور پتھروں سے ڈھکی ہوئی تھیں

گجرات قتل عام میں عورتیں کئی طرح سے مرکز میں دھیں ہیں اور اس میدان جنگ میں ان کی لاشیں بکھری پڑی ہیں۔ غیر نمبردار گجراتی پریس نے اشتعال دلانے والے ایجنٹ کا کردار ادا کیا ہے۔

درندگی کی ایک بہت ہی دردناک داستان

ان لوگوں نے میری بہن کوڑبانو کے ساتھ جو کیا وہ بہت ہی غیر انسانی اور خوفناک تھا۔ وہ ۹ ماہ کی حاملہ تھی۔ فساد یوں نے اس کا پیٹ کاٹ دیا اور تلوار سے اس کی بچہ دانی نکال لی اور اسے جلتی آگ میں پھینک دیا اور پھر ان لوگوں نے اسے بھی جلا دیا۔

سائرہ بانو۔ نرودا پٹیا

(شاہ عالم کمپ میں 27 مارچ 2002 کو ریکارڈ کیا گیا)

حقائق کی تفتیش مشن کے دوران ہم نے یہ کہانی کئی بار سنی ہم لوگوں نے یہ دوسری حقائق جانچ رپورٹ میں بھی پڑھا تھا۔ ہم لوگوں کو اس کے بارے میں شاہ عالم کمپ کے زندہ بچ جانے والے بہت سے لوگوں نے بتایا کسی کسی بیان میں کچھ اختلاف تھا۔ بچہ دانی کوڑمین پر پھینک دیا گیا۔ بچے دانی کو تلوار سے کاٹ ڈالا گیا۔ بچے دانی کو تلوار کی نوک پر اٹھالیا گیا۔ اور پھر اسے آگ میں پھینک دیا گیا۔ داستان سنانے والے ہر شخص کا اپنا انداز تھا۔ یہ ایسا ہی تھا جیسے یہ ان کی اپنی کہانی ہو۔ کیا یہ کہانی صرف خوف زدہ ذہنوں کی پیداوار تھی؟ ہمارا کہنا ہے نہیں۔ کوڑبانو کی کہانی 28 فروری 2002 کو نرودا پٹیا کے مسلمانوں پر ہونے والے ظالمانہ شیطانی حملے کی داستان ہے جہاں اجتماعی طور پر مظالم کا تجربہ کیا گیا۔

جنسی مظالم اور میڈیا

یہاں خواتین کے وفد کا مقصد مقامی میڈیا کے کچھ اخبارات سے ہے جن کی تفصیل دی گئی ہے گجرات قتل عام میں عورتیں کئی طرح سے مرکز میں رہی ہیں اور اس میدان جنگ میں ان کی لاشیں بکھری پڑی ہیں۔ غیر ذمہ دار گجراتی پریس نے اشتعال دلانے والے ایجنٹ کا کردار ادا کیا ہے۔ یہ کہانی گودھرا سے شروع ہوتی ہے جہاں 58 ہندوؤں کو زندہ جلا دیا گیا جن میں 26 خواتین اور 14 بچے تھے لیکن جس بات نے ہندوؤں کے غصے کو بے قابو کیا وہ صرف لوگوں کی موت نہیں تھی بلکہ موت سے زیادہ ہندو عورتوں کی

آبروریزی کی خبریں تھی۔ ایک فرقہ کی عزت۔

28 فروری کو ایک بڑے گجراتی روزنامہ ”سندیش“ نے گودھرا سانحہ کی رپورٹنگ کرتے ہوئے بہت ہی سخت زبان استعمال کی تھی۔ اس نے پہلے صفحہ پر ایک رپورٹ لکھی تھی جس میں اس نے لکھا کہ ”بھیڑ 15-10 ہندو عورتوں کو ریل کے ڈبے سے باہر کھینچ کر لے گئی۔“ یہی خبر صفحہ 16 پر اس سرخی کے ساتھ دہرائی گئی ”بھیڑ 10-8 عورتوں کو جھگی جھونپڑی میں اٹھا لے گئی۔“ یہ کہانی پوری طرح جھوٹی تھی۔ پولس نے اس طرح کے کسی بھی واقعہ سے انکار کیا اور دوسرے اخبارات جیسے ٹائمز آف انڈیا وغیرہ خبر کے سچ ہونے سے متعلق حقائق اکٹھا نہیں کر سکے۔ ایک دن بعد کیم مارچ کو سندیش نے صفحہ 16 پر اس جھوٹی کہانی کا قالو اپ اس سرخی سے شائع کیا ”سایرمتی الیکٹریس سے اغوا شدہ جوان عورتوں میں سے دو کی لاشیں برآمد۔ ان عورتوں کی چھاتیاں کٹی ہوئی تھیں۔“ ہندوؤں کے وقار کو اس انتہائی ظالمانہ جنسی مظالم سے گہرا صدمہ پہنچا۔ اغوا اور کٹی ہوئی چھاتیوں کی دونوں خبریں سر اسر جھوٹی تھیں۔ یہ بالکل جھوٹی کہانی تھی۔ جس سے پولس نے انکار کیا ہے۔ حقائق تفتیش ٹیم کو بعد میں بتایا گیا کہ سندیش نے اپنے صفحوں کے کسی کو نے میں ایک جھوٹی سے تردید چھاپی لیکن جو نقصان ہونا تھا وہ ہو چکا تھا۔

ہندو عورتوں کے قتل اور آبروریزی کی خبروں کا بھی مقامی پریس میں اہم خبر کے طور پر شائع ہونا مسلم عورتوں اور بچوں کے خلاف وحشیانہ سلوک کا سبب بن گیا۔

”انہوں نے ہماری عورتوں پر حملہ کیا ہے بدلہ تو لینا تھا“ یہ ناراض ہندوؤں کے جذبات کو بھڑکانے کا سبب بن گیا۔ اخبارات نے آگ میں تھی کا کام کیا۔ احمد آباد کے فسادات سے سب سے زیادہ متاثر علاقے زردا اپنیا میں چشم دید گواہوں کے مطابق فساد کی جنہوں نے مسلمانوں کی دوکانیں، مکانات اور مسلم عورتوں بچوں پر بے دردی سے حملہ کیا وہ اپنے ہاتھوں میں صرف کماریاں اور پتھر ہی نہیں لیے تھے بلکہ ان کے ہاتھوں

اخبارات نے آگ
میں گھس کا کام
کیا۔ احمد آباد
کے فسادات سے
سب سے زیادہ
متاثر علاقے
زردا اپنیا میں
چشم دید
گواہوں کے
مطابق فساد
جسموں نے
مسلمانوں کی
دوکانیں،
مکانات اور
مسلم عورتوں
بچوں پر بے
دردی سے حملہ
کیا وہ اپنے
ہاتھوں میں
صرف کماریاں
اور پتھر ہی
نہیں لیے تھے
بلکہ ان کے
ہاتھوں میں
”سندیش“ کی
کلیپاں بھی تھیں
جس میں
گودھرا سانحہ
کی خبریں
نمطیاً طور پر
شائع کی گئی
تھیں۔ اور وہ یہ
نعرہ لگا رہے
تھے ”خون کا
بللہ خون“

اخبار
 سندیش نے
 عورتوں پر
 جنسی مظالم
 کی جھوٹی
 کہانیاں شائع
 کیں اور ظلم
 کی شکار
 عورتوں کے
 جسموں کو
 جنگی ہتھیار
 کے طور پر
 استعمال کیا
 اور جان بوجھ
 کر مسلم
 خواتین کے
 خلاف فساد
 کو بھڑکایا۔
 سندیش کے
 اس اشتعال
 انگیز جھوٹ
 نے اس قتل عام
 کو ان کے دماغ
 میں بھی
 درست ٹھہرانے
 کی کوشش کی
 جو لوگ فساد
 پر آمادہ تھے

میں "سندیش" کی کاپیاں بھی تھیں جس میں گودھرا سانحہ کی خبریں نمایاں طور پر شائع کی
 گئی تھیں۔ اور وہ یہ نعرہ لگا رہے تھے "خون کا بدلہ خون"

ہندو عورتوں کے ساتھ آبروریزی اور وحشی پن کی اس ایک جھوٹی کہانی نے پورے
 گجرات میں جلتے پرتیل کا کام کیا جس میں زیادہ تر باتیں جھوٹی تھیں۔

جہاں کہیں بھی حقائق تفتیش ٹیم گئی وہاں ہم نے اس کہانی کے کچھ حصے سنے۔ کچھ
 نے دس ہندو عورتوں کی آبروریزی کی بات کہی کچھ نے 6 کی۔ لیکن سب کا مطلب ایک
 ہی تھا۔ ایک جگہ ہم نے اس طرح کی باتیں سنیں "مسلمان ہندو عورتوں کو مدرسے میں
 لے گئے اور وہاں ان کی اجتماعی آبروریزی کی"۔ چونکہ مدرسے تعلیم حاصل کرنے کی جگہ
 ہے وہاں عورتوں کی آبروریزی یہ ظاہر کرتی ہے کہ وہاں پڑھنے والے انتہائی وحشی لوگ
 ہیں۔ ایک دوسرے گاؤں میں "ہندو عورتوں" کو "آدی واسی عورتوں" میں تبدیل کر دیا
 گیا تھا۔ وہ صرف اس لیے کہ یہاں مسلمانوں پر آدی واسیوں کے حملے کو درست ٹھہرایا جا
 سکے۔

جب ٹیم عزیز تر مزی ایڈیٹر گجرات نوڈے جو کہ مسلمانوں کی آواز کا نمائندہ سمجھتا
 جاتا ہے سے ملی تو انہوں نے صاف کہا کہ "قتل ہو جاتا ہے، چوٹ لگتی ہے تو آدی
 برداشت کر لیتا ہے لیکن اگر ماں بہن بیٹی کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے تو وہ جواب دے گا
 بدلہ لے گا" یہ حقیقت ہے کہ آبروریزی اس طور پر ہوئی کہ یہ مردوں کے وقار کو چوٹ
 پہنچاتے ہیں۔ اخبار "سندیش" نے عورتوں پر جنسی مظالم کی جھوٹی کہانیاں شائع کیں اور
 ظلم کی شکار عورتوں کے جسموں کو جنگی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا اور جان بوجھ کر مسلم
 خواتین کے خلاف فساد کو بھڑکایا۔ سندیش کے اس اشتعال انگیز جھوٹ نے اس قتل عام کو
 ان کے دماغ میں بھی درست ٹھہرانے کی کوشش کی جو لوگ فساد پر آمادہ تھے اور ان عام
 ہندوؤں پر بھی اثر ڈالا جو ان فسادات سے کوسوں دور تھے۔

حیثیت
انگریز طور پر
جبکہ ایک حلب
آبروریزی کی
جھوٹی کہانی
بحث کا موضوع
رہی رہیں
دوسری جانب
میڈیا جس میں
انگریزی اخبارات
بھی شامل ہیں
مسلم خواتین کی
آبروریزی کی
سچی کہانیوں پر
بالکل چپ رہا۔
گجرات ٹوڈے کے
علاوہ کسی بھی
مقامی گجراتی
اخبار نے مسلم
عورتوں کی
آبروریزی اور ان
کے خلاف کی
دروغ اور
بھیلاؤ کہانی
شائع نہیں کی
یہاں تک گجرات
ٹوڈے جو کہ
مسلموں سے
بہتردی رکھتا ہے
نے بھی آبروریزی
کی صرف ایک
رپورٹ شائع کی۔
ٹائمز آف انڈیا
اس قتل عام کی
ابتداء سے یکم
اپریل 2002 تک
ایک ہی رپورٹ
دے سکا

حیرت انگیز طور پر جبکہ ایک جانب آبروریزی کی جھوٹی کہانی بحث کا موضوع رہی
وہیں دوسری جانب میڈیا جس میں انگریزی اخبارات بھی شامل ہیں مسلم خواتین کی
آبروریزی کی سچی کہانیوں پر بالکل چپ رہا۔ گجرات ٹوڈے کے علاوہ کسی بھی مقامی
گجراتی اخبار نے مسلم عورتوں کی آبروریزی اور ان کے جلانے کی دروغ اور بھیاں تک
کہانی شائع نہیں کی یہاں تک گجرات ٹوڈے جو کہ مسلمانوں سے بہتردی رکھتا ہے نے
بھی آبروریزی کی صرف ایک رپورٹ شائع کی۔ ٹائمز آف انڈیا اس قتل عام کی ابتدا
سے یکم اپریل 2002 تک ایک ہی رپورٹ دے سکا۔

جب حقائق تفتیشی میم کے ممبروں نے احمد آباد کے سینئر صحافیوں سے بات کی تب
انہوں نے یہ دلیل دی کہ آبروریزی کی رپورٹ اشتعال انگیز ہوتی ہے اور فساد کے
ابتدائی دنوں میں ان کا یہ فرض تھا کہ وہ سماجی طور پر اپنی ذمہ داری نبھائیں اور فساد کو پھیلنے
نہ دیں۔ لیکن اتنا عرصہ گزرنے کے بعد بھی پریس نے آبروریزی کی خبروں پر خود سنسرنگ
رکھا ہے۔

ہم نے پایا کہ ایک بار پھر مسلم عورتیں شکار بنیں۔ گجرات میں قتل عام کے دوران انہوں
نے بدترین جنسی مظالم کا سامنا کیا اور ابھی بھی کوئی ان کی آواز دنیا کو سنانے کا خواہش مند
نہیں ہے۔ ان فسادات میں عورتوں کے جسم کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا اور آج بھی
ان عورتوں کو سب کچھ خاموشی سے برداشت کرنے کے لیے کہا جا رہا ہے۔ خواتین مزید
فسادات نہیں چاہتیں لیکن اسے حقیقت کو چھپانے کی قیمت پر حاصل نہیں کیا جاسکتا اور نہ
خواتین کے دنیا کو یہ سچ بتانے کی قیمت پر کہ گجرات میں ان پر کیا ہوتی۔

کس بچیوں پر نفسیاتی اثر

سائرہ (عمر 12 سال)، انسانہ (عمر 11)، نینا (عمر 12)، انجو (عمر 12)

رخصت (عمر 9)، نیوئر (عمر 9) حنا (عمر 11)

بلا تکار۔ وہ یہ لفظ جلتی ہیں۔ میں بتاؤں دیدی ایک 9 سالہ لڑکی کہتی ہے۔ "بلا تکار" کا مطلب ہے "جب عورت کو ننگ کرتے ہیں اور پھر اسے جلا دیتے ہیں" اور پھر اس کی آنکھیں چھت پر ٹک جاتی ہیں۔ صرف ایک بچہ پوری بات بتا سکا ہے۔ وہ صرف اس لیے کہ اس کے سامنے مرد اپنی میں بار بار بھی دوہرایا گیا ہے

یہ بھی مرد اپنی میں بچ جانے والی لڑکیاں ہیں جہاں فساد کی سب سے خوفناک شکل سامنے آئی۔ اور جہاں 80 سے زیادہ لوگوں کو زندہ جلا دیا گیا اور بہت سی عورتوں کی آبروریزی ہوئی۔ یہ بھی لڑکیاں کسن ہیں اور ان کے لیے جو کچھ انہوں نے دیکھا اور سنا اس کا سمجھنا ناممکن ہے۔ لیکن وہ سب زندگی سے خوف زدہ ہیں۔ ان کا ہندوؤں پر سے بھروسہ اٹھ گیا ہے۔ وہ شیطان ہندوؤں کی بات کرتی ہیں۔ ہندو جنہوں نے ہمارے گھر جلا دیے۔ ہندوؤں نے ہمارے چھینے کا سہارا چھین لیا۔ ان میں سے کچھ نے اپنی آنکھوں سے وہ سب دیکھا ہے جو خدا کرے کوئی بچہ کبھی نے دیکھے۔ دوسروں نے صرف باتیں ہی ہیں۔ لیکن یہ وہ باتیں ہیں جو کوئی بچہ خدا کرے کبھی نے سنے۔ "ہندوؤں نے برا کام کیا ہے" انہوں نے ہم سے کچھ اور کہا جبکہ ان کی آنکھیں کچھ اور کہہ رہی تھیں۔ انہوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ ان لوگوں نے کیا کیا؟

بلا تکار۔ وہ یہ لفظ جانتی ہیں۔ میں بتاؤں دیدی ایک 9 سالہ لڑکی کہتی ہے۔ "بلا تکار" کا مطلب ہے "جب عورت کو ننگ کرتے ہیں اور پھر اسے جلا دیتے ہیں" اور پھر اس کی آنکھیں چھت پر ٹک جاتی ہیں۔ صرف ایک بچہ پوری بات بتا سکا ہے۔ وہ صرف اس لیے کہ اس کے سامنے مرد اپنی میں بار بار بھی دوہرایا گیا ہے، عورتوں کو ننگ کیا گیا، ان کی آبروریزی کی گئی اور پھر انہیں جلا دیا گیا۔ ان کے یہاں جلاتا "بلا تکار" کے معنی کا ایک اہم حصہ بن گیا ہے۔

وہ مجھ سے کہتی ہے ہندو ہم سے نفرت کرتے ہیں۔ کیوں؟

اس لیے کہ ہم ان کے بھی تو ہمارے ہیں۔ ہم لوگ بولی کھیلتے ہیں ہم دیوالی میں پٹا فٹے جلاتے ہیں۔ لیکن ہندو ہمارے تو ہمارے نہیں مناتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہم سے جلتے ہیں۔ وہ اتنا جلتے ہیں کہ اس سال انہوں نے ہمارے تعزیے کے جلوس کو نہیں نکلنے دیا۔ (حقیقت میں خود مسلمانوں نے اس سال 10 محرم کو فسادات کو دیکھتے ہوئے تعزیے کا

ریاست میں عورتوں کا تجربہ

ارے یہ نریندر مودی نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ ہماری زندگی برباد کر دی۔ گجرات کی مسلم خواتین اسی طرح گجرات کے وزیر اعلیٰ کو یاد کرتی ہیں۔ اور مرد بھی جن کی زندگی ہمیشہ کے لیے برباد کر دی گئی۔ سرکار کیسی سرکار وہ پوچھتے ہیں۔ متعدد عورتوں کی آواز جو کہ لگا تار فساد کی وجہ سے رندھ گئی ہیں کہتی ہیں کہ ریاستی سرکار اس وقت کہاں غائب ہو گئی جب انہیں اس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ سرکار کے نمائندے، لیڈر انتظامیہ اور پولس نے شہریوں کے تحفظ کے لیے اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کیں۔ سب سے برا یہ تھا کہ اس نے قتل، آبروریزی اور سیکڑوں عورتوں کو کاٹنے میں اہم رول ادا کیا۔ گودھرا سانحہ کے بعد ہونے والے قتل عام کے 5 ہفتہ بعد بھی قصور واروں کو سزا دلانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ ایف آئی آر نہیں درج کی گئی۔ نہ ہی لوگوں کو معاوضہ دیا گیا۔ راحت کمپ مسلمانوں کی مدد سے چل رہے ہیں اور انہیں کبھی کبھی انتظامیہ کی مدد ملتی ہے۔ نریندر مودی نے شاہ عالم کمپ میں (جہاں سب سے زیادہ دس ہزار پناہ گزین رہے ہیں) پہلی بار وزیراعظم کے ساتھ ۱۴ اپریل کو دورہ کیا۔ نہ ہی کسی وزیر اور نہ ہی سرکاری افسروں نے ان ۱۰۰ راحت کمپوں کا دورہ کیا ہے جو کہ گجرات کے گاؤں و شہروں میں چل رہے ہیں۔

مایا کوڈاٹانی۔ بی جے پی کی ممبر اسمبلی

احمد آباد کے فساد میں سب سے زیادہ متاثر نرو داٹیا کی بی جے پی ایم ایل اے مایا کوڈاٹانی سے ہماری ٹیم نے بات کی۔ 28 فروری کو ہونے والے نرو داٹیا کے قتل عام کی ایف آئی آر میں وہ بھی ایک ملزم ہیں۔

انہیں سرکار کے فرائض کو پورا نہ کرنے کا کوئی افسوس نہیں تھا۔ ان کے مطابق سرکار کے کرنے کے لیے وہاں کچھ نہیں تھا۔ وہاں پر ہندوؤں کے دل میں قدرتی نفرت اور

ارے یہ نریندر مودی نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ ہماری زندگی برباد کر دی۔ گجرات کی مسلم خواتین اسی طرح گجرات کے وزیر اعلیٰ کو یاد کرتی ہیں۔ اور مرد بھی جن کی زندگی ہمیشہ کے لیے برباد کر دی گئی۔ سرکار کیسی سرکار وہ پوچھتے ہیں۔ متعدد عورتوں کی آواز جو کہ لگا تار فساد کی وجہ سے رندھ گئی ہیں کہتی ہیں کہ ریاستی سرکار اس وقت کہاں غائب ہو گئی جب انہیں اس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔

اس بار گجرات کے فسادات میں پچھلے فسادات کے مقابلے عورتوں کی عزت سے زیادہ کھیلا گیا۔ انہیں جلنے گھروں سے زبردستی نکالا گیا وہ اپنی جان بچانے کے لیے سڑکوں پر ادھر ادھر دوڑتی رہیں۔ انہیں صرف فسادوں سے ہی نشانہ نہیں بنایا بلکہ پولیس نے بھی مسلم خواتین کو ڈھیس پہنچائی۔ جس طرح فساد ہندو عورتوں کا ہتھ لہنے پر آمادہ ہو گئے۔ ایسا ہی پولیس بھی کر رہی تھی۔ یہ ہم گجرات کے وزیر اعلیٰ کے الفاظ لکھ رہے ہیں۔ پولیس بھی دوسروں کی طرح انصاف

غصہ تھا۔ اور ہم اس پر قابو نہیں پاسکتے تھے۔

مایا کوڈانی نے دعویٰ کیا کہ اس طرح کے فسادات گجرات کی فطرت میں شامل ہیں۔ یہ زندگی کا ایک فطری حصہ ہے اور اسے اسی طرح قبول کرنا چاہئے۔

ناٹھی بہن: خاتون سرخ

فساد میں سرکار کی شمولیت کی دوسری مثال سابر کنتھا ضلع کے کھنڈیر ہما تعلقہ کے لکشمی پورا گاؤں میں ملتی ہے۔ حقائق تفتیش ٹیم نے اس گاؤں کا دورہ اس لیے کیا کہ یہاں ایک خاتون سرخ ناٹھی بہن ہیں جنکے شوہر اور بیٹے پر الزام ہے کہ انہوں نے 27 فروری 2002 کی شام مسلمانوں کے گھروں میں آگ لگانے والے فسادوں کی قیادت کی۔

☆ ناٹھی بہن صاف طور سے ایک دکھاوے کی سرخ ہیں۔ اصل سرخ ان کے شوہر جیتو بھائی ٹیل ہیں۔

☆ جیتو بھائی ٹیل اور اس کا بیٹا ریش ٹیل (دونوں ہی دھو ہندو پری شد کی مقامی یونٹ کے ممبر ہیں) یہ کہہ کر مسلمانوں کے گھروں کو جلانے کو درست ٹھہراتے ہیں کہ گودھرا شروعات تھی اور یہ کہ مسلمان سب چیزوں کو پہلے شروع کرتے ہیں ہندو نہیں انہوں نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ گودھرا قتل عام میں گجرات کے بھی گاؤں کے مسلمانوں نے حصہ لیا۔

☆ پورے خاندان ناٹھی بہن، جیتو بھائی اور ریش نے مسلمانوں سے سخت نفرت کا اظہار کیا اور کہا کہ اب مسلمان اس گاؤں میں تجمعی رہ سکتے ہیں جب وہ گاؤں کے رسم و رواج کو اپنالیں یعنی داڑھی منڈوالیں اور ٹوپی پہننا چھوڑ دیں۔

☆ سرخ ناٹھی بہن نے اس بات کی جانکاری سے انکار کیا کہ وہ مسلمان جنہیں لکشمی پورا سے بھاگنے پر مجبور کر دیا گیا کہاں ہیں۔

پولس کارول

اس بار گجرات کے فسادات میں پچھلے فسادات کے مقابلے عورتوں کی عزت سے زیادہ کھیلا گیا۔ انہیں جلتے گھروں سے زبردستی نکالا گیا۔ وہ اپنی جان بچانے کے لیے سڑکوں پر ادھر ادھر دوڑتی رہیں۔ انہیں صرف فساد یوں نے ہی نشانہ نہیں بنایا بلکہ پولس نے بھی مسلم خواتین کو ٹھیس پہنچائی۔ جس طرح فساد ی ہندو عورتوں کا بدلہ لینے پر آمادہ ہو گئے۔ ایسا ہی پولس بھی کر رہی تھی۔ یہ ہم گجرات کے وزیر اعلیٰ کے الفاظ لکھ رہے ہیں۔

پولس بھی دوسروں کی طرح انسان ہے۔ انہوں نے فساد شروع ہونے کے بعد فوراً کہا کہ ”وہ فرقہ کے جذبات کے خلاف نہیں جاسکتے۔ جہاں کہیں بھی تفتیشی ٹیم گئی عورتوں نے فسادات میں پولس کی شرکت کی کہانی سنائی۔

بہت سے لوگوں نے پولس کے ذریعہ فساد یوں کی پشت پناہی، ان کی مدد اور کچھ واقعات میں فساد یوں کی قیادت کرنے کی کہانی بھی سنائی۔ حقائق تفتیشی ٹیم کو جو فوج دکھائے گئے اس میں اس طرح کے نعرے تھے ”یہ اندر کی بات ہے۔ پولس ہمارے ساتھ ہے“ یہ نعرے بڑے بڑے لفظوں میں مسلمانوں کے جلے ہوئے گھروں پر لکھے ہوئے تھے

☆ ایک بات ہر جگہ یہ بھی دیکھنے میں آئی کہ پولس نے فساد یوں پر فائرنگ کرنے کے بجائے مسلمانوں پر گولیاں چلائیں۔

☆ دوسرے معاملوں میں پولس مدد کی پکار کے سامنے بہری بن گئی تھی۔ پھر انہوں نے عورتوں سے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ انہیں ”اوپر سے حکم نہیں ہے۔“ عورتوں اور بچوں کو بار بار پولس اسٹیشن سے یہ کہہ کر واپس کر دیا گیا کہ وہ اپنی حفاظت خود کریں۔

☆ پولس نے زیادہ سے زیادہ یہ کیا کہ بے سہارا لوگوں کو مسلم اکثریتی علاقوں میں پہنچا دیا۔ اس سے یہی پیغام ملتا ہے کہ مسلمانوں کا تحفظ ان کا فرض نہیں ہے۔ اس کے

بہت سے
لوگوں نے
پولس کے
ذریعہ
فسادیوں کی
پشت پناہی،
ان کی مدد اور
کچھ واقعات
میں فساد یوں
کی قیادت
کرنے کی کہانی
بھی سنائی۔
حقائق
تفتیشی ٹیم کو
جو فوج
دکھائے گئے
اس میں اس
طرح کے نعرے
تھے ”یہ اندر
کی بات ہے۔
پولس ہمارے
ساتھ ہے“ یہ
نعرے بڑے بڑے
لفظوں میں
مسلمانوں کے
جلے ہوئے
گھروں پر لکھے
ہوئے تھے

انہوں نے اس
بلبل کو غلط
ثابت کر دیا کہ
یہ گودھرا
سلفحہ کے بعد
کے فسادات نہ
رک پلنے والا
فرقہ پرستی کا
سیلاب ہے۔
مثال کے طور پر
پنج محل ضلع
میں 5 مارچ تک
کوئی موت نہیں
ہوئی یہاں تک
کہ گودھرا میں
بھی جہاں کہ
فرقہ وارانہ
کشیدگی کا
پرانا ریکارڈ ہے
اور جہاں سے
تشدد کی
شروعات ہوئی۔
حقائق تفتیشی
ٹیم کو یقین ہے
کہ ایسا صرف
اس لیے ہو سکا
کہ یہاں کی با
صلاحیت ضلع
مجسٹریٹ
جینٹی راوت نے
پوری طرح
قانون و انتظام
کو ملنے رکھا۔

☆ بعد دوسرے مسلمانوں کو دیکھنا ہے۔ مسلمان اب ریاست کے شہری نہیں ہیں۔
☆ حقائق تفتیشی ٹیم کو ان علاقوں میں خاتون پولس تعینات کرنے کی کوئی مثال نہیں ملی
جہاں عورتوں پر مظالم ہوئے ہیں۔

☆ بہت سارے معاملوں میں ایف آئی آر درج نہیں کی گئی۔ بہت سارے لوگوں نے
بتایا کہ پولس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ تمہارے پاس کافی ثبوت نہیں ہیں اس لیے
کوئی کیس نہیں جتا۔

☆ آہوری کی شکار یہ عورتیں ابھی بھی پولس کے پاس جانے کی ہمت نہیں کر پا رہی
ہیں۔ شواہد حاصل کرنے کا طویل راستہ تنہا طے کرنا اور پھر انصاف پانا ان کے لیے
آسان نہیں۔ ایک مسلمان خاتون کے لفظوں میں ”یہ تو ہندوؤں کی پولس ہے۔“

☆ ریاست کے راحت کیمپوں میں رہ رہی عورتیں ہی پولس سے خوف زدہ نہیں بلکہ
کیمپ کے باہر بھی احمد آباد کے مسلم اکثریتی علاقوں میں وہ سخت قید اور خوف کی زندگی
گزارنے پر مجبور ہیں ملت نگر سمیت ان علاقوں میں کر فیو لگا ہوا ہے جہاں کا تفتیشی
ٹیم نے دورہ کیا۔ کامنگ آپریشنوں کے نام پر پولس مسلمان نوجوانوں کو بے
دھڑک گرفتار کر رہی ہے۔ مائیں اس سے بہت فکر مند ہیں۔

☆ اپنے مردوں کو بچانے کے لیے عورتیں چھوٹے چھوٹے کاموں کے لیے خود ہی گھر
سے باہر جا رہی ہیں اور پولس کا سامنا کر رہی ہیں۔ حقائق تفتیشی ٹیم نے ایسے بہت
سے واقعات سنے جس میں پولس نے عورتوں کو ڈنڈے سے بری طرح چمپا یا وہ
پولس کی گولی سے ماری گئی۔

☆ اس حالت میں بھی گجرات میں وہ علاقے بالکل پر امن رہے جہاں پولس اور
انتظامیہ سختی سے فسادوں کے سامنے کھڑی رہی۔ انہوں نے اس دلیل کو غلط ثابت کر دیا
کہ یہ گودھرا سانحہ کے بعد کے فسادات نہ رک پانے والا فرقہ پرستی کا سیلاب ہے۔ مثال

کے طور پر بیچ محل ضلع میں ۵ مارچ تک کوئی موت نہیں ہوئی یہاں تک کہ گودھرا میں بھی جہاں کہ فرقہ وارانہ کشیدگی کا پرانا ریکارڈ ہے اور جہاں سے تشدد کی شروعات ہوئی۔ حقائق تفتیشی ٹیم کو یقین ہے کہ ایسا صرف اس لیے ہو سکا کہ یہاں کی باصلاحیت ضلع مجسٹریٹ جینتی راوت نے پوری طرح قانون و انتظام کو بتائے رکھا۔

ریاست کے رول کے بارے میں عورتوں کے شواہد
شبہم

رہائش: وٹوا، احمد آباد

واقعہ کی تاریخ: یکم مارچ 2002

شبہم عمر ۲۳ سال یکم مارچ کے واقعہ کو اس طرح یاد کرتی ہے۔ ترشول اور گوار لیے فسادی آنے لگے وہ نعرے لگا رہے تھے۔ ”میاں نے مارو میاں نے کاٹو“ ان میں سے کچھ نے پتھر پھینکنا شروع کر دیا۔ ہم تقریباً 50 لوگ تھے جبکہ وہ کئی ہزار۔ ہم جان بچانے کے لیے بھاگے تو پولس نے ہمارا راستہ روک لیا اور ہمیں فسادیوں کی جانب جانے پر مجبور کرنے لگے۔ ”چلو مارو دو سالوں کو“ وہ چلائے۔ پہلی بار ایسا ہوا۔ ہم کہاں جا سکتے ہیں؟۔ اب ہمارا کیا ہوگا؟

سائرہ بانو

رہائش: کھیڑ برہما ڈن، سانبر کنٹھا

واقعہ کی تاریخ: 28 فروری 2002

اس وقت صبح کے 9 بجے تھے جب حملہ شروع ہوا۔ ہم لوگوں کی سمت ایک بڑی بھیڑ آئی۔ وہ سب ہمارے پڑوسی تھے میں ان میں سے ہر ایک کو پہچانتی ہوں۔ بھٹ، وادھری، پر جاپتی، ہم لوگ پولس اسٹیشن کی جانب بھاگے پولس نے ہمیں پناہ دی لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ وہ زیادہ دیر تک ہماری حفاظت نہیں کر سکتے ان لوگوں نے ہمیں ایک

شبہم عمر 23 سال یکم مارچ کے واقعہ کو اس طرح یاد کرتی ہے۔ ترشول اور گوار لیے فسادی آنے لگے وہ نعرے لگا رہے تھے۔ ”میاں نے مارو میاں نے کاٹو“ ان میں سے کچھ نے پتھر پھینکنا شروع کر دیا۔ ہم تقریباً 50 لوگ تھے جبکہ وہ کئی ہزار۔ ہم جان بچانے کے لیے بھاگے تو پولس نے ہمارا راستہ روک لیا اور ہمیں فسادیوں کی جانب جانے پر مجبور کرنے لگے۔ ”چلو مارو دو سالوں کو“ وہ چلائے۔ پہلی بار ایسا ہوا۔ ہم کہاں جا سکتے ہیں؟ اب ہمارا کیا ہوگا؟

میدان
تلوار اور
ترشول سے
لیس ہزاروں
آرمیوں سے
بھرا ہڑاتھا ہم
نے کبھی اتنے
آرمیوں کو
بہیں دیکھا تھا۔
ہر آرمی خوف
زدہ تھا ہم
پولس کو بھیڑ
کے ساتھ دیکھ
کر سبھی
امیدیں کھو
بیٹھے۔ جب ہم
لوگ پولس کے
سلمے گڑا گڑ
رہے تھے کہ ہر
ایک کو بچانا
اس کا فرض
ہے تب انہوں
نے کہا کہ تم
لڑو جنسی
طلقیت ہے
مقابلہ کر لو۔

ڈب گاڑی (پولس وین) میں رکھا اور وڈالی میں مسلم لیڈروں کے حوالہ کر دیا۔ اس وقت
سے ہم لوگ اس کمپ میں ہیں۔ (وڈالی ریلیف کمپ: 28 مارچ 2002)

کھٹوم بی بی اور جنت بی بی

رہائش: جوان نگر، نروداپٹیا، احمد آباد

واقعہ کی تاریخ: 28 فروری 2002

یہ دن بھی عام دنوں کی طرح شروع ہوا۔ ہم لوگ بیٹھے چائے پی رہے تھے سنا کہ
مقامی مسجد پر حملہ ہوا ہے۔ مرد اور بچے یہ دیکھنے کے لیے باہر گئے کہ کیا ہو رہا ہے۔ وہاں
ان لوگوں کو کئی ہزار فساد یوں نے گھیر لیا۔ یہ لوگ تلواریں اور ترشول سے لیس تھے۔ کچھ
تلواروں پر بجرنگ دل لکھا ہوا تھا۔ وہ سب خاک کی نیکر پہنے تھے۔ کچھ کے ہاتھوں میں
پیٹرول تھا جیسا کہ اب ہمیں معلوم ہوا وہ پاس کے پن آنو سے لیا گیا تھا۔ اس کا مانک
بجرنگ دل کا لیڈر ہے۔ وہ ٹرک جس پر یہ لوگ آئے تھے اس پر گیس کے سلنڈر رکھے
تھے۔ اچانک پولس نے گولی چلا دی۔ فائرنگ میں ہمارے کچھ لوگ مارے گئے۔
عورتوں اور بچوں نے بھاگنا شروع کر دیا۔ ہماری کالونی اسٹیٹ ریزرو پولس، اسٹیٹ
ٹرانسپورٹ ورکشاپ اور ہندوؤں کی ہاؤسنگ سوسائٹی گوپی ناتھ اور گنگوٹری کے درمیان
ہے۔ ہم سب ایس آر پی کالونی کے سمت بھاگے لیکن وہاں ہم لوگوں کو اندر جانے نہیں دیا
گیا۔ ہم گڑا گڑائے لیکن گیت نہیں کھلا ہم آوارہ جانوروں کی طرح ادھر ادھر دوڑتے رہے
تجھی وہاں لاشیں چارج کیا گیا ہم میں بہت سے زخمی ہو گئے۔ ہم نے پولس کو یہ کہتے سنا
کہ ”یہ آپ لوگوں کا آخری دن ہے۔“

(شاہ عالم ریلیف کمپ، احمد آباد، 27 مارچ)

سارہ بانو

رہائش: نواپورہ، دثوا، احمد آباد

ہم 300 سے

میدان نکوار اور ترشول سے لیس ہزاروں آدمیوں سے بھرا پڑا تھا۔ ہم نے کبھی اتنے آدمیوں کو نہیں دیکھا تھا۔ ہر آدمی خوف زدہ تھا۔ ہم پولس کو بھیڑ کے ساتھ دیکھ کر بھی امیدیں کھو بیٹھے۔ جب ہم لوگ پولس کے سامنے گڑا گڑا رہے تھے کہ ہر ایک کو بچانا اس کا فرض ہے تب انہوں نے کہا کہ ”تم لڑو جتنی طاقت ہے مقابلہ کر لو۔“

(قطب عالم ریلیف کمپ، ونوا، احمد آباد، 27 مارچ 2002)

سائرہ بانو

رہائش: حسین نگر نزد اپنیا، احمد آباد

واقعہ کی تاریخ: 28 فروری 2002

سائرہ نزد اپنیا کی حسین نگر چالی میں رہ رہی تھی اب وہ اپنے تین بچوں کے ساتھ ایک کمپ میں ہے۔ میں نے لڑکیوں کو چیتے سنا۔ میں نے ایک برہنہ لڑکی کو بھاگتے دیکھا۔ جس کا 20-25 لوگ پیچھا کر رہے تھے۔ ایک حلوائی فسادیوں کے بیچ مٹھائیاں تقسیم کر رہا تھا۔ پولس نے فسادیوں پر گولی چلانے کے بجائے مسلمانوں پر گولی چلائی۔ اس نے کہا کہ عورتوں کو لاثیموں سے پٹا گیا۔ اس نے دیکھا کہ اس کا شوہر پولس کی گولی سے مارا گیا۔ وہ ایک شخص کے گھر کے ٹیریس پر چھپی ہوئی تھی کم سے کم میں نے اسے مرتے دیکھا۔ یہاں بہت سی ایسی عورتیں ہیں جو نہیں جانتی کہ ان کے شوہر کا کیا ہوا۔ وہ بیوہ ہے یا نہیں؟ انہیں افسردہ ہونا چاہیے یا نہیں؟

(شاہ عالم کمپ، احمد آباد 27 مارچ 2002)

ناگوری بی بی

رہائش: کھیڑ برہما، نزد انیسپورٹ بس اسٹینڈ، سانبر کنٹھا ضلع

واقعہ کی تاریخ: 28 فروری 2002

کشیدگی شروع ہوئی اور تقریباً 200 افراد کی بھیڑ نے پتھر پھینکنا شروع کیا۔ دوپہر

میں نے
لڑکیوں کو
چیتے سنا۔
میں نے ایک
برہنہ لڑکی کو
بھاگتے دیکھا۔
جس کا
20-25 لوگ
پیچھا کر رہے
تھے۔ ایک
حلوائی
فسادیوں کے
بیچ مٹھائیاں
تقسیم کر رہا
تھا۔ پولس نے
فسادیوں پر
گولی چلانے
کے بجائے
مسلمانوں پر
گولی چلائی۔
اس نے کھلکے
عورتوں کو
لاٹھیوں سے
پٹا گیا۔ اس
نے دیکھا کہ
اس کا شوہر
پولس کی
گولی سے مارا
گیا

400 لوگ ایک کمرے میں ٹھونسے ہوئے تھے۔ تبھی وہ لوگ وہاں آگئے اور درگاہ کی دیوار کو آگ لگا دی۔ پولس وہاں موجود تھی۔ اس سے بھیڑ کو نہیں روکا۔ ہم نے سنا وہ چلا رہے تھے لوٹو۔ اب ہم صرف دعا ہی کر سکتے تھے۔ آخر میں ایک پولس ٹیم آئی جو ہمیں تھانے لے آئی۔ ہم نے ان کو وائرلیس پر باتیں کرتے سنا۔ سب توڑ دیا۔ سب پھوڑ دیا۔ تبھی ہم سے کہا گیا چلے جاؤ۔ نہیں تو فسادی پولس اسٹیشن کو جلا دیں گے۔

12 بجے 60-50 لوگوں نے اس کے گھر میں پناہ لے رکھی تھی۔ ان میں سے 25 اس کے خاندان کے افراد تھے۔ اس کے بہنوئی نے پولس کو فون کیا جہاں سے جواب ملا کہ ”نہ ہمارے پاس وقت ہے نہ اسٹاف ہم نہیں آسکتے“ ان لوگوں نے تب کانگریس کے ایک مقامی لیڈر امان اللہ خان کو فون کیا۔ انہیں کہہ دیا ڈالنے پر پولس وہاں آئی۔
(وڈالی ریلیف کمپ، سانبر کنٹھا، 28 مارچ 2002)

شمشاد بی بی

رہائش کھیر برہما (درگاہ کے پاس) سانبر کنٹھا

واقعہ کی تاریخ 28 فروری 2002

27 فروری کو جب میرے بیٹے درگاہ گئے تو وہاں انہوں نے سنا کہ کچھ دھماکا (واقعہ) ہوا ہے۔ وہاں کشیدگی پھیلنے کی افواہ تھی۔ اس رات چار خاندان درگاہ میں ہی سوئے۔ باہر پولس والوں کی ڈیوٹی تھی۔ میں نے دیکھا کہ پولس والے مسلمانوں کے بارے میں جانکاری حاصل کر رہے تھے جیسے کہ ان کے پاس کتنے جانور ہیں۔ ایک پولس والے نے پوچھا ”منن دن ملے گا کیا؟“ اس رات کچھ نہیں ہوا۔ میں دوسرے دن کھانا بنا رہی تھی کہ فسادی آگئے وہ نعرہ لگا رہے تھے ”مارو مارو“ وہ لوگ ترشولوں سے لیس تھے۔ ہم سب بھاگے۔ ہم لوگوں کو غندی پار کرنی تھی جو کہ خشک تھی۔ آخر کار ہم درگاہ پہنچ گئے۔ میں نے وہاں بہت سارے مسلمانوں کو پایا۔ ہم 300 سے 400 لوگ ایک کمرے میں ٹھونسے ہوئے تھے۔ تبھی وہ لوگ وہاں آگئے اور درگاہ کی دیوار کو آگ لگا دی۔ پولس وہاں موجود تھی۔ اس نے بھیڑ کو نہیں روکا۔ ہم نے سنا وہ چلا رہے تھے لوٹو۔ اب ہم صرف دعا ہی کر سکتے تھے۔ آخر میں ایک پولس ٹیم آئی جو ہمیں تھانے لے آئی، ہم نے ان کو وائرلیس پر باتیں کرتے سنا۔ ”سب توڑ دیا سب پھوڑ دیا“ تبھی ہم سے کہا گیا چلے جاؤ نہیں تو فسادی پولس اسٹیشن کو جلا دیں گے۔

فسادی پولس اسٹیشن کو جلا دیں گے۔

ہندوؤں کی
بھیڑ پاس کی
اشو پالو
ہاؤسنگ
سوسائٹی میں
اکٹھا ہو رہی
تھی لیکن
پولس نے
وہاں نہیں ہم
پر ہی حملہ کر
دیا۔ فائرنگ
کے اس واقعہ
میں ایک 20
سالہ جوان
سکندر بھی
مارا گیا۔
پولیو کی
شکار ممتاز
بانو سمیت 6
افراد زخمی
ہوئے۔

فرزانہ

رہائش: دنوا، احمد آباد (یہ کہانی اس کے بہونی نعیم نے سنائی)

واقعہ کی تاریخ: 20 مارچ 2002

25 سالہ فرزانہ درگاہ کے پیچھے رہتی تھی۔ 20 مارچ کو پولس کی گولی سے اس کی موت ہو گئی۔ اس کے خاندان والوں کا کہنا ہے کہ سب سے پہلے ہم نے شور و غل کی آوازیں سنی تھیں ہم لوگوں نے دھنویں کا غبار دیکھا۔ جب ہم باہر برآمدے میں یہ دیکھنے آئے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ پولس نے بے دردی سے ہم پر گولیاں چلا دیں جس سے فرزانہ کی موت ہو گئی۔ وہاں کوئی بھی مرد نہیں تھا اس لیے کہ سبھی نماز پڑھنے کے لیے گئے تھے۔ پولس والوں کے ساتھ جن لوگوں کو علاقے والوں نے پہچانا ان میں ایس پی کے سی ٹیل، پی ایس آئی صدیق شیخ اور پی آئی سنگھ شامل ہیں۔ ہندوؤں کی بھیڑ پاس کی اشو پالو ہاؤسنگ سوسائٹی میں اکٹھا ہو رہی تھی لیکن پولس نے وہاں نہیں ہم پر ہی حملہ کر دیا۔ فائرنگ کے اس واقعہ میں ایک 20 سالہ جوان سکندر بھی مارا گیا۔ پولیو کی شکار ممتاز بانو سمیت 6 افراد زخمی ہوئے۔ اس کے پڑوسیوں کو شکایت تھی ”آخر ایک اپاج لڑکی کو کیوں گولی ماری؟ پہلے تو اس کا ایک ہی پیر خراب تھا اب دونوں پیر بیکار ہیں۔“ فرزانہ کی بڑی بہن پر اس وقت لاثعیاں برسائی گئیں۔ جب وہ اپنی بہن کو بچانے کے لیے گھر سے باہر نکلی۔ شہناز غصے میں تلخی سے کہتی ہے ”آخر وہ ہمارے گھر میں داخل ہو کر کس طرح ہمیں مار سکتے ہیں۔ ہمیں صرف انصاف چاہیے۔“ ہم نے وہاں اس کے خاندان والوں کے ہاتھ بنائی ہوئی فرزانہ کی یادگار اور دیواروں پر گولیوں کے نشان دیکھے۔ ایک دوپٹہ اس مقام پر رکھا ہے جہاں فرزانہ پہلی بار گری اور ایک المونیم کابکس اس مقام پر ہے جہاں اس نے دم توڑا۔

نسیم اور امینہ

رہائش: بہار کالونی (ایک اعلیٰ درمیانی طبقہ کی کالونی) دہلی

واقعہ کی تاریخ: 17 مارچ 2002

جب حقائق تفتیشی ٹیم وہاں دوپہر سے کچھ پہلے پہنچی تب وہاں کرفیو کی وجہ سے سناٹا تھا۔ صرف عورتوں کو دن میں گھر سے باہر جانے کی اجازت تھی۔ سب سے پہلے ہماری ملاقات وہاں رہنے والے نسیم سے ہوئی اس نے واقعہ کے بارے میں ہمیں بتایا۔

فسادیوں کی بھیڑ 11 بجے آئی لیکن پولس پٹرولنگ کی وجہ سے کالونی میں نہیں گھس سکی۔ تب وہ دوسرے دن 3 بجے پھر آئے۔ سب سے پہلے انہوں نے ایک گودام کو اڑایا۔ اس کے بعد انہوں نے پاس کی جھونپڑ پٹی کو جلانا شروع کر دیا۔ اس میں کچھ گھر ہندو خاندانوں کے بھی تھے جو انہوں نے پہلے ہی خالی کر دیے تھے۔ تبھی وہاں پولس کی جیسی دیکھی گئیں۔ 200 سے 300 خواتین نے پولس کو روکنے کی کوشش کی۔ الزام لگایا جاتا ہے کہ پولس یہ کہتی باہر نکلی کہ ”اب تو یہاں ہی چلے گا۔“ اس کے بعد وہ واپس ہوئے اور فائرنگ شروع کر دی جس سے ایک راہ گیر مارا گیا۔ چونکہ عورتیں باہر سڑک پر تھیں اس لیے پولس نے انہیں اندر بھیجنے کے لیے لانچی سے پیٹنا شروع کر دیا۔ ان عورتوں میں ایک امینہ ہارون مسکن بھی تھی۔

امینہ ہمیں گھر کے اندر لے گئی اور شلووار اٹھا کر لائیووں کے نشان دکھائے جب میں اپنے گھر میں جانے کی کوشش کر رہی تھی انہوں نے ہمیں مارا۔ انہوں نے ہمیں گالیاں دیں۔ ہم اس لیے پولس کو بلانے نکلے تھے کہ اگر ہمارے بچے باہر جاتے تو وہ اسے زبردستی لے جاتے۔ لیکن اگر ہم مر جاتے ہیں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں 40 سال سے اوپر کی ہوں لیکن نوجوان لڑکوں کو ابھی زندگی میں بہت کچھ دیکھنا ہے۔ وہ لوگ جو آئے تھے ان کے پاس سادھن (بتھیار) تھے لیکن ہمارے پاس کچھ نہیں۔

(دہلی دہلی۔ 28 مارچ 2002)

سب سے پہلے انہوں نے ایک گودام کو اڑایا۔ اس کے بعد انہوں نے پاس کی جھونپڑ پٹی کو جلانا شروع کر دیا۔ اس میں کچھ گھر ہندو خاندانوں کے بھی تھے جو انہوں نے پہلے ہی خالی کر دیے تھے۔ تبھی وہاں پولس کی جیسی دیکھی گئیں۔ 200 سے 300 خواتین نے پولس کو روکنے کی کوشش کی۔ الزام لگایا جاتا ہے کہ پولس یہ کہتی باہر نکلی کہ ”اب تو یہاں ہی چلے گا۔“

یہ مسلمانوں کا علاقہ ہے جہاں 8-9 منزلہ عمارتیں ہیں۔ ہم داد شیخ کے مکان میں گئے جہاں 20 عورتوں نے پناہ لے رکھی ہے۔ سب سے پہلے ان لوگوں نے بیکریوں کے تباہ ہونے کی داستان سنائی جسے وڈوڈرا میں کام کر رہی ایک رضا کار تنظیم سہروار نے تفصیل سے ریکارڈ کیا ہے۔

میمونہ شیخ نے ہمیں بتایا کہ وہ چائیز فوڈ کا بزنس چلاتی ہیں۔ لیکن پچھلے ایک مہینے سے سب بند پڑا ہے۔ میمونہ کی بہو فرحانہ ایک تیز و طرار جوان عورت ہے۔ وہ ہمیں روز ہونے والی پریشانی کے بارے میں بتاتی ہے۔ ”بد معاش موٹر سائیکلوں پر آتے ہیں ہم انہیں ہیلمیٹ کی وجہ سے پہچان نہیں سکتے۔ وہ ہمیں دھمکیاں دیتے ہیں۔ رات میں وہ تالیاں بجاتے ہیں۔ بجلی کے پول بجاتے ہیں، سیٹیاں بجاتے ہیں ہم لوگ تناؤ کی وجہ سے پچھلے ایک ماہ سے نہیں سوئے۔ جب بھی نو لے (فسادی) آتے ہیں پولس انکے آگے ہوتی ہے۔ میمونہ کے چھوٹے بیٹے کو پولس اٹھا لے گئی۔ 3 ماہ کی حاملہ بہو دوسری عورتوں کے ساتھ پولس سے اسے گرفتار نہ کرنے کے لیے کہنے باہر نکلی۔ اس نے ہمیں وہ جگہ اور جسم کا وہ حصہ دکھایا جہاں پولس نے اسے ڈنڈا مارا تھا۔

ان عورتوں کے بیانات جن کے بیٹوں کو پولس کا مہنگ میں اٹھا لے گئی
ملت نگر احمد آباد

علاقہ میں کرفیو تھا۔ جس کی وجہ سے رہزکمانے والے چھوٹے دوکاندار، ریڑھی والے، درزی سبھی پچھلے ایک ماہ سے بے کار تھے۔ اتنی سخت پابندی کے ساتھ لوگوں میں خوف تھا اس لیے کہ پولس نے مسلم اکثریتی علاقوں میں کامینگ آپریشن شروع کر رکھا تھا اور وہ جوان لڑکوں کو گرفتار کر رہی تھی۔ پولس کا اتنا خوف تھا کہ عورتیں چھوٹے چھوٹے

بد معاش موٹر سائیکلوں پر آتے ہیں ہم انہیں ہیلمیٹ کی وجہ سے پہچان نہیں سکتے۔ وہ ہمیں دھمکیاں دیتے ہیں۔ رات میں وہ تالیاں بجاتے ہیں۔ بجلی کے پول بجاتے ہیں، سیٹیاں بجاتے ہیں ہم لوگ تناؤ کی وجہ سے پچھلے ایک ماہ سے نہیں سوئے۔ جب بھی نو لے (فسادی) آتے ہیں پولس انکے آگے ہوتی ہے

یہ پریشان
حال مائیں
صرف اتنا کہہ
سکتی ہیں کہ
”وہ کلبنگ
میں لے گئے
میرے بیٹے کو“
وہ پورے وقت
روتی رہیں وہ
نہیں جانتیں
کہ ان کے بیٹے
زندہ ہیں بھی
یا نہیں۔ ہر دن
سہر وار کے
آفس اپنے بیٹے
کو ضمانت پر
چھڑانے کے
طریقوں کا پتہ
لگانے آتی
ہیں۔ ان میں
ایک کہتی ہے
کہ مسلمان
بیٹے کی ماں
کے لیے اس
وقت گجرات
میں زندگی کا
مطلب ہے نہ
دن کو چین نہ
رات کو نیند،
نہ روزی نہ
روٹی۔“

کام کے لیے بھی مردوں کو بھیجنے کے بجائے خود باہر جا رہی تھیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ پولس
کیا الزام لگا کر ان کے جوانوں کو گرفتار کر لے۔ حقائق تفتیشی ٹیم نے ملت نگر میں 5 ماؤں
سے اس علاقہ میں کئی برسوں سے کام کر رہی ایک تنظیم سہر دار کے آفس میں بات چیت
کی۔ ان کے بیٹوں کو پولس 21 مارچ 2002 کو ایک کامبنگ آپریشن میں اٹھ لے گئی تھی
ان میں بنگو بی بی کا بیٹا عقیل عمر 22 سال، بدلہ بی بی کا بیٹا عارف عمر 26 سال، نور جہاں کا
بیٹا سلیم عمر 25 سال، عابدہ کا بیٹا عمران عمر 18 سال، اموں بی بی کا بیٹا فیروز خان عمر ۲۰
سال شامل ہیں۔ خاندان والوں کو نہیں معلوم کہ ان پر کیا الزام ہے۔ یہ پریشان حال
مائیں صرف اتنا کہہ سکتی ہیں کہ ”وہ کامبنگ میں لے گئے میرے بیٹے کو“ وہ پورے وقت
روتی رہیں وہ نہیں جانتیں کہ ان کے بیٹے زندہ ہیں بھی یا نہیں۔ ہر دن سہر دار کے آفس
اپنے بیٹے کو ضمانت پر چھڑانے کے طریقوں کا پتہ لگانے آتی ہیں۔ ان میں ایک کہتی ہے
کہ مسلمان بیٹے کی ماں کے لیے اس وقت گجرات میں زندگی کا مطلب ہے ”نہ دن کو چین
نہ رات کو نیند، نہ روزی، نہ روٹی۔“

(سہر دار آفس، ملت نگر 27 مارچ 2002)

ایک عام آدمی کے خیالات

ہمارے ڈرائیور شکر کو ایک دن لگا کہ مسلمانوں پر حملہ گودھرا سانحہ کا نتیجہ ہے۔ جبکہ
دوسری جانب اس کے سامنے یہ بھی صاف تھا کہ یہ سب اسی لیے ممکن ہوا کہ پولس اور
سرکار ہندوؤں کے ساتھ تھی اور یہ ایک منصوبہ بند حملہ تھا ”ہندو سرکار ہے تو ہندوؤں کی مدد
کرے گی۔“ پولس کے رول کے متعلق اس نے کہا ”پولس کو جان بوجھ کر ان علاقوں میں
بھیج دیا گیا جہاں امن تھا۔ پولس کے رول کے بارے میں اس نے کہا کہ ”جہاں ٹولہ تھا
وہاں پولس بچ کر نکل گئی۔“

(شکر، رہائش، حمند ابرج، احمد آباد)



قتل اور لوٹ کے واقعات مع شواہد

نرودا گاؤں اور نرودا پٹیا

احمد آباد شہر سے 15 کلومیٹر دور نرودا گاؤں اور نرودا پٹیا میں روز کمانے کھانے والے ایک ہزار مسلمان آباد ہیں۔ ان میں بہت سارے کرناٹک اور مہاراشٹر سے نقل مکانی کرنے والے ہیں۔ یہ علاقہ شہر کے باہر سستان شاہراہ کے ساتھ دور تک پھیلا ہوا ہے۔ فسادات میں بچ جانے والوں کا الزام ہے کہ ان پر حملہ کرنے والوں کے گھر قریب کی گولی مارتھ اور گنگوڑی سوسائٹی میں ہیں۔ سڑک کے اس پار اسٹیٹ ٹرانسپورٹ کا گودام ہے۔ نرودا پٹیا اور نرودا گاؤں میں دھو ہندو پریشد کی اشتعال انگیزی کی طویل تاریخ ہے۔ پولس کے مطابق 1999 میں بھی ایک درگاہ کو توڑ کر وہاں مورتی رکھ دی گئی تھی۔ اس وقت مقامی پولس نے درگاہ کی مرمت کرائی اور 10-15 لوگوں کو گرفتار کیا جن میں ڈائریکٹر جے دیپ ٹیل، مایا کوڈٹانی اور امریش پانڈے شامل تھے۔ اس زمانے کے ریاست کے وزیر داخلہ ہرین پانڈیا نے دباؤ ڈالا مگر پولس سختی سے اڑی رہی اور قانون توڑنے والوں کو جھکنا پڑا۔

مقام: نورانی مسجد، نرودا پٹیا

گواہ: ناصر خاں رحیم خاں پٹھان پرنسپل سن فلاور اسکول

میں اپنے اسکول میں کلاس 9 اور 10 کے طلباء کو انگریزی اور حساب پڑھاتا ہوں ہندو اور مسلمان دونوں ایک ہی بنچ پر بیٹھ کر ساتھ ساتھ پڑھتے ہیں۔ 28 فروری کو اس دن سحرات بند کی اپیل کی گئی تھی 5 سے 10 ہزار لوگوں کی ایک بھیڑ جو خاکی ہاف چینٹ یا نیکر، کیسری بنین اور سروں پر کالی پنیاں باندھے تھے نے ہم پر حملہ کر دیا۔ ان لوگوں نے

میں ماہ رخ
بلانو کی بیٹی
خیر النساء کی
شرمناک
آبروریزی کا
چشم دید گواہ
ہوں۔ وہ
حیوانوں
جیسے 11
فسادی تھے
جسہوں نے اس
کی آبروریزی
کی۔ اس وقت
میں اپنے گھر
میں بیت الحلا
میں چھپا تھا۔
اسکے بعد
انہوں نے ایک
ایک کر کے پورے
خاندان کو
زندہ جلا دیا
خیر النساء کی
ماں کا سر کاٹ
دیا گیا۔ میں نے
دیکھا کہ وہ
پٹروں میں
کچھ ملا رہے
ہیں۔ بعد میں
ان کی لاشیں
بڑی خوفناک
حالت میں
ملیں۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ 6 سالہ عمران کے منہ میں پٹرول بھر دیا گیا اور اس کے بعد ایک جلتی ماحس اس کے منہ میں ڈال دی گئی اس کا سر دھماکہ سے پھٹ گیا۔ ایس ٹی ورکشاپ کے پیچھے گنگوٹری اور گوہی پارک کے پاس کنواں ہے تیسرا کنواں جس میں کم سے کم 80 لوگوں کو زندہ جلا کر ڈال دیا گیا۔ یہاں تک کہ 70 سالہ خاتون ترکش بی بی عبد الغنی بھی زندہ جلادی گئی۔ پیغام یہ تھا کہ ”مسلمانوں کو زندہ جلاؤ۔“ پولیس ہاتھ ہر ہاتھ دھرے بیٹھی تھی

بھالے، تلواریں، ایسڈ بم اور پٹرول بم اٹھارے تھے۔ ان لوگوں نے ہم پر حملہ کرنے کے لئے گیس سلنڈروں کا بھی استعمال کیا۔

(انڈین گیس، آئی پی سی ایل کے ذریعہ تیار کردہ سلنڈر ایک ملزم ادے گیس ایجنسی کے مالک نے مہیا کرائے تھے۔)

10 سے 10:30 بجے تک پہلے راؤنڈ میں نورانی مسجد کا مینار مسمار کر دیا گیا۔ اسکے بعد شبیر احمد، خورشید احمد اور محمود احمد کے خاندانوں کو بے رحمی سے زندہ جلا دیا گیا۔ فسادی حسین نگر اور جواہر نگر پر حملہ کر رہے تھے۔ میں ماہر رخ بانو کی بیٹی خیر النساء کی شرمناک آبروریزی کا چشم دید گواہ ہوں۔ وہ حیوانوں جیسے 11 فسادی تھے جنہوں نے اس کی آبروریزی کی۔ اس وقت میں اپنے گھر میں بیت الخلاء میں چھپا تھا۔ اسکے بعد انہوں نے ایک ایک کر کے پورے خاندان کو زندہ جلا دیا۔ خیر النساء کی ماں کا سر کاٹ دیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ پٹرول میں کچھ مل رہے ہیں۔ بعد میں ان کی لاشیں بڑی خوفناک حالت میں ملیں۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ 6 سالہ عمران کے منہ میں پٹرول بھر دیا گیا اور اس کے بعد ایک جلتی ماحس اس کے منہ میں ڈال دی گئی اس کا سر دھماکہ سے پھٹ گیا۔ ایس ٹی ورکشاپ کے پیچھے گنگوٹری اور گوہی پارک کے پاس کنواں ہے تیسرا کنواں جس میں کم سے کم 80 لوگوں کو زندہ جلا کر ڈال دیا گیا۔ یہاں تک کہ 70 سالہ خاتون ترکش بی بی عبد الغنی بھی زندہ جلادی گئی۔ پیغام یہ تھا کہ ”مسلمانوں کو زندہ جلاؤ۔“ پولیس ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی تھی جس سے فساد یوں کی ہمت بڑھی۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ایس آر پی بھی فساد یوں کی مدد کر رہی تھی آنسو گیس مسلم محلوں پر چھوڑی جا رہی تھی جو کہ پہلے ہی فساد یوں کے نشانے پر تھے۔ ایس ٹی گوداموں کے ڈیزل اور پٹرول استعمال کئے گئے۔ کیا ایس ٹی کے ملازمین گجرات سرکار کے ملازم

نہیں ہیں؟

پروین
تو گڑیا کے بعد
وشو ہندو
پریشد کے سب
سے بڑے لیڈر
جے دیپ ہٹیل
فسادیوں کی
قیادت کر رہے
تھے مکیش
جیون لال بنیا
کا بیٹا، بھوانی
سنگھ کا بیٹا
رتی لال (احمد
آباد میونسپل
ٹرانسپورٹ
سروس کا ایک
ٹرائیور) منوج
ویڈیو کا مالک
منگنا چھارا،
مرلی نرن
سندھی،
ستیش مہادک،
وین پنچال (یہ
ایک خطرناک
شخص ہے
جس کے ہلس
اپنی بندوق ہے
اور یہ اے
گیس ایجنسی
کا مالک ہے)
اہم ملرم ہیں۔

پروین تو گڑیا کے بعد وشو ہندو پریشد کے سب سے بڑے لیڈر جے دیپ ہٹیل
فسادیوں کی قیادت کر رہے تھے مکیش جیون لال بنیا کا بیٹا، بھوانی سنگھ کا بیٹا رتی
لال (احمد آباد میونسپل ٹرانسپورٹ سروس کا ایک ڈرائیور) منوج ویڈیو کا مالک منگنا
چھارا، مرلی نرن سندھی، ستیش مہادک، وین پنچال (یہ ایک خطرناک شخص ہے جس
کے پاس اپنی بندوق ہے اور یہ اے گیس ایجنسی کا مالک ہے) اہم ملزم ہیں۔ رتی
لال اے ایم ٹی ایس کا ڈرائیور، منگنا چھارا اور منوج ویڈیو کا مالک آبروریزی کرنے
والوں میں سے تھے۔ (وین پنچال جو وین پنچال کے نام سے بھی جانا جاتا ہے اندازہ
ہے کہ اس کے پاس 400 سے 500 گیس سلنڈر تھے۔ جن میں بہت سے
سلنڈروں کا استعمال گھر اور دوسرے مکانوں کو اڑانے میں کیا گیا سمجھا جاتا ہے کہ اس
قاتل بھیڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لئے شولہ سیٹلائٹ ایریا کے ٹرکوں
کا استعمال کیا گیا۔

میں نے تقریباً 120 لوگوں کو زندہ چلتے ہوئے دیکھا اور بد قسمتی سے 4 لڑکیوں
کی آبروریزی میری آنکھوں کے سامنے ہوئی۔ 5-10 لڑکیاں خدا جانے کہاں
لے جائی گئیں۔ میں بے بس بیت الخلا میں چھپا تھا۔ جب ہم نے ان خوفناک
واقعات کو دیکھا تو ہم میں سے بہت سے خود اپنی جان بچانے کی کوشش کر رہے
تھے۔

مقام: حسین نگر نزد اپٹیا

گواہ: امینہ آقا

(4 مارچ اور 22 مارچ کو ریلیف کمپ میں بات چیت پر مشتمل)

ان میں سے
ہزاروں کرشن
نگر کے تھے اور
باقی سنٹرل
ورکشاپ کے
ملازمین تھے۔
اس دن سنٹرل
گورنمنٹ
ورکشاپ کا
بھی استعمال
لوگوں کو
جلانے
اور مارنے میں
کیا گیا۔
مسلمان
ملازمین کو
چھٹی دے دی
گئی جبکہ
ہندو ملازمین
کو کام پر بلایا
گیا۔ ہمارے
لوگوں اور
ہمارے گھروں
کو جلانے کے
لئے ڈیزل
سنٹرل
گورنمنٹ
ورکشاپ سے
مہیا کرایا گیا۔

28 فروری جمعرات 9-10 بجے کا وقت تھا۔ میں گھر میں چائے بنا رہی تھی۔ اچانک میں نے دیکھا کہ محلے کی لڑکیاں اپنے کام کو چھوڑ کر بے تحاشہ سڑکوں پر بھاگ رہی ہیں وہ چلا رہی تھیں، بھرنگ دل والے آرہے ہیں۔ میں بھی اپنے گھر سے بھاگی۔

کالوپور اسٹیشن اور نرودا پٹیا کے درمیان میں نے ایک نہ ختم ہونے والی بھڑدیکھی۔ میں جہاں تک دیکھ سکتی تھی وہاں صرف سر ہی سر تھے ہر جگہ بس سر ہی سر، وہ لاتعداد تھے تقریباً 15 ہزار۔ ہم انہیں بھرنگ دل اور دثو ہندو پریشد کے کارکنوں کے طور پر پہچان سکتے تھے اس لئے کہ ان کی قیادت ان تنظیموں کے جانے پہچانے لیڈر کر رہے تھے اور یہ لوگ اپنے سروں پر کیسری پنیاں باندھے تھے۔ ان میں چھارافرقہ کے مقامی لوگ شامل تھے۔

ان میں ہزاروں کرشن نگر کے تھے اور باقی سنٹرل ورکشاپ کے ملازمین تھے۔ اس دن سنٹرل گورنمنٹ ورکشاپ بھی استعمال لوگوں کو جلانے اور مارنے میں کیا گیا۔ مسلمان ملازمین کو چھٹی دے دی گئی۔ جبکہ ہندو ملازمین کو کام پر بلایا گیا۔ ہمارے لوگوں اور ہمارے گھروں کو جلانے کے لئے ڈیزل سنٹرل گورنمنٹ ورکشاپ سے مہیا کرایا گیا۔ ورکشاپ کے گیٹ پر تعینات واج مین سونگی نے اندر سے تیل لانے میں فساد یوں کی مدد کی۔

سب سے پہلے نورانی مسجد جو کہ بستی کے پیچھے سڑک پر واقع ہے کو 50-100 لوگوں نے نشانہ بنایا۔ اس کے بعد حملے میں گولی لگنے سے 18 سالہ شفیق بری طرح زخمی ہو گیا۔ زیادہ خون بہنے سے اس کی موت ہو گئی۔ اس دن صبح 9 سے رات 9 بجے تک پولس کشتن آئی جی پی اور نرودا پولس اسٹیشن میں ہم لوگوں کے سیکڑوں فون کرنے کے باوجود یہ سب کچھ ہوا۔ اس قتل عام کے لئے پولس انسپکٹر کے کے میسور والا ذمہ

اس خوفناک
دن میں کچھ
دوسرے لوگوں
کے ساتھ اپنے
چہت پر چہپی
تھی۔ وہاں سے
میں نے اپنی
سب سے پیاری
سہیلی کو ٹر
بلٹو (رہائش
فیروز نگر،
نورانی مسجد
کے سامنے،
کمبھا جنی
چال، نرودا
پسٹیا) کی
آبروریزی
ہوتے ہوئے
دیکھی۔ اس کے
پیٹ سے اس کے
بچے کو نکال
لیا گیا اور آگ
میں زندہ
چھونک دیا گیا
اس کے بعد یہ
بردی سے اس
کے بھی ٹکڑے
ٹکڑے کر دیے
اور حلا دیا۔ وہ
9 ماہ کی حاملہ
تھی۔

کچھ لمحوں میں ہمارے اپنے گیس سلنڈروں کا استعمال کر کے ہزاروں لوگوں کی
زندگی تباہ کر دی گئی ” ہمارے لوگ جل کر کباب ہو گئے اور جھٹ سے یہ سب کام
ہوا ” ہم میں صرف کچھ کی جان بچ پائی کیونکہ ٹیریس پر جہاں ہم چھپے تھے وہ وہاں
نہیں آئے۔

ملزم: بھگت دل اور وشو ہندو پریشد کارکنان

ملزم پولیس اہلکار: آئی جی پی، سی پی پاٹھری اور پی آئی کے کے میسور والا

مقام: نرودا پنیا

گواہ: عارف خاں

میرے تین بچے اسی دن سے لاپتہ ہیں۔ میری بیوی جو کہیں گم ہو گئی تھی اسلئے کہ
میں دکان پر تھا اور وہ گھر میں تھی مجھے کل ہی (3 مارچ) یہاں شاہ عالم کمپ میں ملی۔
میرے تین لاپتہ بچوں کے نام رخسانہ (10)، کینز (8)، نازنین (4) ہیں۔ جب
میں دوسری عورتوں اور لڑکیوں کی داستان سنتا ہوں تو یہ سوچ کر میرا دل کانپ جاتا
ہے کہ ان پر کیا جتی ہوگی۔ جس وقت حمل ہوا وہ مدرسہ میں پڑھ رہی تھیں میں نے خود
پولس انسپکٹر میسور والا سے مناسب بندوبست کرنے کے لئے کہا لیکن اس نے مدد
کرنے سے انکار کر دیا اور کہا ”بیٹھ کر دیکھو کیا ہوتا ہے“ اچانک صبح ٹیلی فون کی لائن
کٹ گئی اسلئے ہم باہر سے مدد بھی نہیں مانگ سکے۔ پولس نے ہماری کوئی مدد نہیں کی
جبکہ ایس آر پی کو آرڈر نرودا پنیا کے پڑوس میں واقع ہے۔ نرودا پنیا اور نرودا گاؤں
کے 300 لوگوں کی زندگی پولس کی جان بوجھ کر کی گئی ان دیکھی کی وجہ سے ختم
ہو گئی۔

جب میں شاہ عالم کمپ آیا نرودا کا ایک ایس آئی جو آج (4 مارچ) یہاں آیا تھا مجھے

دیکھ کر حیرت سے بولا ”ارے تو ابھی زندہ ہے“

ملزم: میں نے ان لوگوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور پہچانا:

وسنت رائٹھور، سولنگی، ڈاکٹر جے دیپ ٹیل، اشوک (ایم ایل سی) ولہ (ایم ایل سی)،
مایا بین کوڈانی، پروین مودی، لنگڑا چھارا، تنراج والا سندھی، سنگیت فرنیچر والا۔ بھیڑ
نعرے لگا رہی تھی ”جے بھوانی“ میں نے لنگڑا چھارا اور گڈو چھارا کو خواتین کی اجتماعی
آبروریزی کی قیادت کرتے دیکھا۔

ملزم پولس اہلکار: پی آئی کے کے میسور والا

مقام: دریا خاں گھمٹ ریلیف کمپ

گواہ: داؤد بھائی گھریالی کمپ کے رضا کار

28 فروری کے خوفناک واقعات کے بعد 3 مارچ کو ہی سول اسپتال کے آرا ایم او
سے رابطہ ہو سکا۔ انہوں نے کہا کہ وہ چاہتے ہیں کہ لاشیں انکے حوالے کر دیں تاکہ
اسلامی رسم و رواج کے مطابق انکی آخری رسومات ہو سکیں۔

میں وہاں پولس کے تحفظ میں گیا اور وہاں لاشوں کی حالت دیکھ کر بری طرح خوف
زدہ ہو گیا۔ لاشوں میں یہ بھی شناخت کرنا مشکل تھا کہ یہ مرد کی ہے یا عورت کی۔ انہیں
اس بری طرح مسخ کر دیا گیا تھا کہ کسی کیلئے بھی ان کی جنس پہچاننا ناممکن تھا۔ مجھے ان
لاشوں کو اکٹھا کرنے اور انھیں دفن کرنے کا تکلیف دہ کام کرنا پڑا۔ لاشوں کی جو حالت
میں نے دیکھی ان کی وجہ سے مجھے آج بھی نیند نہیں آتی۔ بہت سی لاشوں کے سر غائب
تھے۔ جلی ہوئی لاشیں پڑی دیکھیں۔ بد قسمتی سے 16 دن میں ہم صرف 92 لاشیں ہی
دفن کر سکے۔ وہ رضا کار جنہوں نے یہ کام انجام دیا انھیں اپنے دلوں پر پتھر رکھنے پڑے،
اس کام کو انجام دینے کے لئے دستانے پہننے پڑے اور ڈیول کا چھڑکاؤ کرنا پڑا۔ میں نہیں

ملزم: میں نے
ان لوگوں کو
اپنی آنکھوں
سے دیکھا اور
پہچانا: وسنت
رائٹھور،
سولنگی،
ڈاکٹر جے دیپ
ٹیل،
اشوک (ایم ایل
سی) ولہ (ایم
ایل سی)،
مایا بین
کوڈانی،
پروین مودی،
لنگڑا چھارا،
تنراج والا
سندھی،
سنگیت
فرنیچر والا۔
بھیڑ نعرے لگا
رہی تھی ”جے
بھوانی“ میں نے
لنگڑا چھارا
اور گڈو چھارا
کو خواتین کی
اجتماعی
آبروریزی کی
قیادت کرتے
دیکھا۔

میرا صرف
ایک بھائی اور
ایک بہن اور
میرے والدین
ہیں جو بچے
ہوئے ہیں۔
میری ماں
زرینہ اور
میری بہن
نسرین کو
چاقو گھونپ
دیا گیا اور
پھر انہیں
جلا کر مار
ڈالا گیا۔ میں
نے یہ سب
اپنی آنکھوں
سے دیکھا۔
میری بہن اب
بھی اپنی
چبھیں نہیں
روک پاتی ہے۔
میرے والد کی
زبان بند ہو
گئی ہے۔

جانتا کہ بقیہ لاشوں کا کیا ہوا؟ انہیں مرنے کے بعد بھی کچھ عزت ملی یا نہیں۔ انہیں دفن کیا جاسکا یا نہیں۔

(جس شام زینہ رمودی وزیر اعلیٰ بنے انہوں نے کہا تھا ”میں ایک روزہ میچ کھیلنے آیا ہوں“ گجرات کے بہت سے کیمپوں میں رہنے والے فساد زدگان مودی کے اس بیان کو یاد کرتے ہوئے کہتے ہیں ”انہوں نے مسلمانوں کے خون سے ایک روزہ میچ سے بھی زیادہ کھیلا ہے۔“)

مقام: شاہ آباد

گواہ: راجہ بندو بھائی (عمر 11 سال)

میرا صرف ایک بھائی اور ایک بہن اور میرے والدین ہیں جو بچے ہوئے ہیں۔ میری ماں زینہ اور میری بہن نسرین کو چاقو گھونپ دیا گیا اور پھر انہیں جلا کر مار ڈالا گیا۔ میں نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میری بہن اب بھی اپنی چبھیں نہیں روک پاتی ہے۔ میرے والد کی زبان بند ہو گئی ہے۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ ہندو مسلمان پر حملے کر رہے تھے۔ میں نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ایک دن پہلے ہم لوگوں سے کہا گیا کہ کچھ خطرہ ہو سکتا ہے جب رات میں کچھ نہیں ہوا تو ہم نے سوچا کہ یہ سب افواہ ہے اور یہ سوچنے لگے کہ اب کچھ نہیں ہوگا۔ صبح ہونے پر ایک بھیڑ نے پتھر مارنا شروع کر دیا۔ ہم لوگ گنگوٹری اور گولی ناتھ سوسائٹی کی جانب بھاگے لیکن اس سوسائٹی کے رہنے والے بھی فساد یوں میں شامل تھے۔ جیسے ہی میں ایک دیوار پر چڑھا میں نے دیکھا کہ میری ماں اور بہن کو چھرا گھونپ دیا گیا ہے اس کے بعد فساد یوں نے ان پر پٹرول چھڑک کر انہیں زندہ جلا دیا۔ مجھے اتنی تکلیف پہنچی کہ میں وہیں گر گیا۔ جب میں اٹھا ایک شخص نے میرے سینے اور پیٹ پر دار کیا۔ وہ کہہ رہے تھے ”اسکا سر کاٹ دو“ لیکن بھیڑ میں

میں ایک بد
قسمت ماں
ہوں کہ میں
نہ یہ سب
اپنی آنکھوں
سے دیکھا۔ میں
اس وقت
باورچی خانہ
میں تھی انہوں
نے اسے گراسن
قیل پینے پر
مجبور کیا اور
اسے بستر سے
بلند کر جلا
دیا۔ میں اس
وقت پڑوسی
کی لڑکی کو
بچلنے کی
کوشش کر
رہی تھی اسے
بچلنے کی
کوشش میں
اپنا بیٹا گنوا
بیٹھی۔

ایک بوڑھے شخص نے کہا بچے کو مت مارو۔ جبکہ دوسرے بحث کر رہے تھے اس نے
مجھ سے بھاگ جانے کے لئے کہا۔ وہ بولا ”بھاگ جا بیٹا“ میں بھاگا۔ مجھے آج
بھی اس بوڑھے شخص کا چہرہ یاد ہے۔

میں ایک دوسری عورت کے ساتھ ایک چھوٹے سے شہر میں چھپ گیا جہاں سے میں
نے دوسرے لوگوں کو مرتے ہوئے دیکھا اس کے بعد میں چپکے سے ایس آر پی کے کوارٹر
میں گھس گیا وہاں میں نے اپنی چچی کو پایا۔ میں وہاں تین دن تک رہا میرا پورا خاندان پھڑ
گیا ہے اسکے بعد مجھے شاہی باغ ریلیف کمپ لے جایا گیا جہاں میری بہن جواب میرے
ساتھ ہے شاہ عالم کمپ سے مجھے ملی۔

ملزم : کوہلی ناتھ اور گنگوڑی سوسائٹی کے رہنے والے

مقام : حسین نگر نزد اپٹیا

گواہ : مریم بی حسن بھائی سید

”میرا اپنا بچہ تھا وہ“ اسکا نام معین الدین تھا۔ اس کی عمر 18 سال تھی۔ اپنا بچہ ہونے
کے بعد بھی اس نے ناصر سرس اسکول سے 1999 میں جی ایس سی کا امتحان پاس کیا
تھا۔

آخر انہیں ایک ایسے لڑکے کو مار کر کیا ملا؟ میں ایک بد قسمت ماں ہوں کہ میں نے
یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میں اس وقت باورچی خانہ میں تھی۔ انہوں نے اسے
کیرو سین تیل پینے پر مجبور کیا اور اسے بستر سے باندھ کر جلا دیا۔ میں اس وقت پڑوسی
کی لڑکی کو بچانے کی کوشش کر رہی تھی، اسے بچانے کی کوشش میں اپنا بیٹا گنوا بیٹھی۔ ہم
لوگ حسین نگر نزد اپٹیا میں رہ رہے تھے۔ ہم لوگوں نے بہت سی لاشوں کو جلا کر ایک
کنویں میں ڈالتے دیکھا۔

میں نے جواہر
نگر میدان میں
کوثر بانو کی
بری طرح
آبروریزی
ہوتے دیکھی
اس کے پیٹ کو
چیر کر اسکے
بچے کو نکال
لیا گیا
اور اس کی
آبروریزی اور
ٹکڑے ٹکڑے
کر کے اسے آگ
میں پھینک دیا
گیا تھا۔ حملے
کسی قیادت
گنگوتری
سوسائٹی اور
گنگوناٹھ
سوسائٹی کے
رہنے والے کر
رہے تھے۔

مقام : نروداپٹیا

گواہ : اختر بی

جس وقت یہ سب ہوا میں وہاں موجود تھی۔ میرے 40 سالہ بیٹے محمد ایوب اور اس کی
بیوی زلیخا بیگم کو آبروریزی کے بعد جلا کر مار ڈالا گیا۔ میرا بیٹا ایک درزی تھا۔ تین سال
پہلے میرے شوہر کے انتقال کے بعد میرے خاندان میں وہی ایک کمانے والا شخص
تھا۔ میرے بیٹے کے 6 بچے اور اسکے دو چھوٹے بھائی زندہ بچے ہیں۔ ہم سب کرناٹک
سے آئے ہیں اور نرودا میں پچھلے 40 برسوں سے رہ رہے ہیں۔ جب میں نے چیخنے
اور اپنی بہو کو بچانے کی کوشش کی ان لوگوں نے کہا ”چپ رہو ورنہ ہم تمہیں بھی مار دیں
گے“ انکو مارنے کے ساتھ ساتھ جو کچھ بھی میرے گھر میں تھا سب کو تباہ کر ڈالا۔ فساد یوں
میں میں نے چھارا گنڈ اور سریش کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

مقام : چھارا گنڈ اور سریش

مقام : نروداپٹیا

گواہ : ریشماں

جمرات سے چر (28 فروری سے 6 مارچ) تک محلے میں چھپی رہی۔ میں ایس آر
پی کوارٹر میں 7 مقامی بچوں کے ساتھ چھپی تھی۔ میرا پورا خاندان ادھر ادھر بکھر گیا تھا۔
میرا دوسرا لڑکا بیٹا میری ساس کے پاس تھا جو مجھے بعد میں ملے۔ ایس آر پی کوارٹر سے
بھاگنے سے پہلے میں نے جواہر نگر میدان میں کوثر بانو کی بری طرح آبروریزی ہوتے
دیکھی، اس کے پیٹ کو چیر کر اسکے بچے کو نکال لیا گیا اور اس کی آبروریزی اور ٹکڑے ٹکڑے
کر کے اسے آگ میں پھینک دیا گیا تھا۔ حملے کی قیادت گنگوتری سوسائٹی اور گنگوناٹھ
سوسائٹی کے رہنے والے کر رہے تھے۔ ممتاز بانو ایک دوسری متاثرہ عورت تھی، دوسری

اس وقت میں
بنک آف انڈیا
کے پیچھے تھا
جب میں نے
بندوقوں سے
ایس 5000
ہزار لوگوں
کی بھیڑ کو
پولس کے ساتھ
آتے دیکھا اس
بھیڑ نے میور
ہوٹل، مسجد
اور درگاہ کو
جلادیا۔ بری
طرح لٹنے اور
برباد ہونے کے
بعد ہم شاہ
عالم کیمرپ
آگسٹے میں
بجٹنے کے
بجائے پولس
میں پیچھے
بھکیل رہی
تھی۔ آنسو
گیس کے گولے
ہم پر داغے جا
رہے تھے جو کہ
مظلوم تھے، ان
پر نہیں جو کہ
حملے کر رہے
تھے۔

عورتیں جن کے ساتھ اسی طرح وحشی پن دکھایا گیا اور مار ڈالا گیا ان کے نام عائشہ بی
بی، شاہین بانو، نور جہاں، نجمہ بیگم، حسن علی، نسیب بانو، نور جہاں انوری اور صوفیہ بانو
ہیں۔ میں نے صادق سلیم شیخ کا بھی بے رحمی سے قتل ہوتے ہوئے دیکھا۔ اس کے سر کو
لوہے کی چھڑ سے کچل دیا گیا تھا۔

ملزم : گنگوٹری سوسائٹی اور گوپتی ماتھ سوسائٹی کے رہنے والے

مقام : نرودا پٹیا

گواہ : منصور یوسف

اس وقت میں بینک آف انڈیا کے پیچھے تھا جب میں نے بندوقوں سے ایس
5000 ہزار لوگوں کی بھیڑ کو پولس کے ساتھ آتے دیکھا۔ اس بھیڑ نے میور ہوٹل،
مسجد اور درگاہ کو جلادیا۔ بری طرح لٹنے اور برباد ہونے کے بعد ہم شاہ عالم کیمرپ
آگسٹے میں پچانے کے بجائے پولس میں پیچھے دھکیل رہی تھی۔ آنسو گیس کے
گولے ہم پر داغے جا رہے تھے جو کہ مظلوم تھے، ان پر نہیں جو کہ حملے کر رہے تھے۔
نرودا گاؤں میں پولس اسٹیشن کے ٹھیک سامنے پی ایس آئی کی موجودگی میں 4 لڑکیوں
کو زندہ جلادیا گیا۔

28 فروری کی شام شاہ عالم ایکسپریس بن چکا تھا۔ ہم سب یہاں باپونگر، بیج پور پٹیا،
بیج پور گاؤں کھار چالی، پرانا روڈ اور میٹھانی نگر سے آئے تھے۔ یہاں 8 ہزار نسا زدگان
ہیں لیکن نہ ہی یہاں اسپتال ہے نہ علاج کا دوسرا انتظام۔ کم سے کم 700 سے 800
لوگ پرائیوٹ فائرنگ اور جلنے سے زخمی ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے متاثرین بیہوشی کی
حالت میں ہیں۔

ملزم پولس اہلکار : ڈیوٹی پر تعینات پی ایس آئی

”اے ملا بول
جے شری رام
ورنہ ہم تجھ کو
مار ڈالیں گے“
پورے گجرات
میں اقلیتوں سے
بدلے کے نام پر
یہ نریندر مودی
کی اسپانسرڈ
دہشت گردی
تھی۔ میں نورانی
مسجد کا پیش
امام ہوں۔ 28
فروری کی صبح
9-15 بجے
کیسری پٹی
باندھے
فسادیوں کی
ایک بہت بڑی
بھیڑوں کو
دوسری گلیوں
پر سوار ہو کر
آگے اور اس نے
مسجد کو اپنا
بشاہ بنایا۔ میں
نے بھیڑ سے ہل
سار کھاکہ وہ
مسجد کو
چھوڑ دیا لیکن
”جے شری رام“
کا نعرہ لگاتے
ہوئے وہ مسجد
میں گھس گئے۔

مقام : نورانی مسجد

گواہ : عبدالسلام شمس الدین شیخ، پیش امام

”اے ملا بول جے شری رام ورنہ ہم تجھ کو مار ڈالیں گے“ پورے گجرات میں
اقلیتوں سے بدلے کے نام پر یہ نریندر مودی کی اسپانسرڈ دہشت گردی تھی۔
میں نورانی مسجد کا پیش امام ہوں۔ 28 فروری کی صبح 9-15 بجے کیسری پٹی
باندھے فسادوں کی ایک بہت بڑی بھیڑوں کو اور دوسری گلیوں پر سوار ہو کر آئی
اور اس نے مسجد کو اپنا نشانہ بنایا، میں نے بھیڑ سے ہلکا ہوا کہ وہ مسجد کو چھوڑ دے
لیکن ”جے شری رام“ کا نعرہ لگاتے ہوئے وہ مسجد میں گھس گئے۔ انہوں نے جاہ
نمازوں کو جلانا شروع کر دیا اور اس میں ایک گیس سلنڈر پھینک دیا جو کہ تھوڑی دیر بعد
پھٹ گیا۔ قرآن شریف کو پیروں تلے روندنا گیا اور اسے جلا دیا گیا۔ بڑی مشکل سے
میں اپنی جان بچا کر بھاگا۔

جب میں سڑک پر پہنچا، میں نے مسلمانوں کی آبادی میں شرمناک نظارے
دیکھے۔ ”ہندوستانی پر پورا اور ریت کے رکھوالے“ کھلے عام جوان لڑکیوں کی
آبروریزی کر رہے تھے اور انہیں آگ میں پھینک رہے تھے اور یہ سب مریدا پر شتم
رام کے نام پر ہو رہا تھا۔ کیا ہندوستان کا ضمیر جاگے گا۔ مسلمان جو کہ آزادی کی لڑائی
میں برابر کے شریک تھے کیا آنے والے وقت میں بھی ہندو شدت پسندی کا سامنا
کرتے رہیں گے۔

مقام : نرودا پٹیا

گواہ : شریف بھائی، ممبر منیجمنٹ کمیٹی، شاہ عالم کیمپ

28 فروری کو پولس کمشنر اور کنٹرول روم کو پچاسوں فون کے بعد بھی کوئی جواب نہیں ملا۔

خود میں نے دو یا تین بار کشتی سے بات کی ان کا جواب تھا ”میں کیا کر سکتا ہوں پولس لایینڈ آرڈر نہیں سنبھال سکتی“ اس پورے علاقہ کی آبادی 10 سے 15 ہزار تک ہے جب کہ ووٹر لسٹ میں 4000 ووٹروں کے نام درج ہیں اس وقت 600 سے 700 افراد لاپتہ ہیں۔ 4 مارچ کو 134 لوگوں کو اجتماعی طور پر قتل کیا گیا۔

نرودا میں بہت سارے لوگوں نے اپنی جان بچانے کی کوشش میں ایس آر پی کوارٹر میں پناہ لینے کی کوشش کی، کچھ افسروں نے انہیں آنے دیا لیکن دوسروں نے روکا۔ اگر سبھی لوگوں کو آنے دیا جاتا تو اور بھی کئی زندگیاں بچ سکتی تھیں۔ جمعہ کیم مارچ کو آدھی رات کے بعد ایس پی ٹنڈن کی مدد سے ہم لوگ ایس آر پی کوارٹر پہنچے اور وہاں سے چار بسوں میں لوگوں کو بھر کر پولس کی حفاظت میں کمپ لے آئے۔ جب ہم انہیں لیکر آئے اس وقت ان فساد زدگان کی جو حالت تھی ہم نہیں بتا سکتے وہ سب خوف زدہ اور دہشت میں تھے۔ بہت ساری عورتوں کے جسم پر کوئی لباس نہیں تھا۔ ہم لوگوں نے رات 12 بجے سے صبح 4 بجے تک 4 بسوں سے پھیرے لگائے اور تین ہزار لوگوں کو نرودا سے شاہ عالم کمپ لے آئے۔ جمعہ کو کمپ ہندوؤ، سنورم مگر اور رامول گاؤں کے لوگوں سے بھر چکا تھا۔ اس وقت درگاہ میں کل سات ہزار لوگ پناہ لئے ہوئے ہیں۔

جب ہم نے نرودا پٹیا اور جلی ہوئی نورانی مسجد کا دورہ کیا تو وہاں بچے ہوئے لوگوں کے مطابق جو ٹینکر، گیس سلنڈر اور پٹرول لے کر آیا تھا اور جس سے لوگوں کے گھر جلائے گئے، وہ اب بھی وہیں کھڑا تھا۔ اس گاڑی کا نمبر تھا جی جے آئی ٹی 7384۔ میں سمارشدہ نورانی مسجد کے باہر کھڑا تھا۔ میں نے پڑوس کے گھر میں کسی کو دیکھا دروازے پر رشی پردار ایڈوکیٹ کے نام کی تختی لگی تھی میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ آج ہی اپنے گھر کی حالت دیکھنے کے لئے آئی ہے۔

جب ہم نے
نرودا پٹیا
اور جلی ہوئی
نورانی مسجد
کا دورہ کیا تو
وہاں بچے
ہوئے لوگوں
کے مطابق جو
ٹینکر، گیس
سلنڈر اور
پٹرول لے کر
آیا تھا اور
جس سے
لوگوں کے گھر
جلائے گئے۔
وہ اب بھی
وہیں کھڑا تھا۔
اس گاڑی کا
نمبر تھا جی
جے آئی ٹی
7384

ہم چار مسلم
خاندان تھے
جو نرودا پٹیا
میں ایس ٹی
ورکشاپ میں
کام کرتے تھے۔
اس دن (28
فروری) کو ہم
ایس ٹی بس
میں نرول تک
جان بھاگے
اور گھر
تک پہنچنے کے
لئے 12
کلومیٹر پیدل
چلے۔ ہم نے
نرودا پٹیا میں
ایس ٹی
ورکشاپ کے
پیچھے چال
میں گیس
سلنڈروں سے
بڑے حملے
ہوتے ہوئے
دیکھے۔

میں نے پوچھا ”آپ اتنے دنوں تک کہاں رہیں۔“

”جب میں نے دیکھا کہ میرے پڑوسیوں کے ساتھ یہ ہو رہا ہے تو میں اپنے رشتے

داروں کے گھر بھاگ گئی۔“ ”یہاں کیا ہو رہا تھا؟“

”ہندوؤں کے نام پر وہ لوگ پوری بستی کو تباہ کر رہے تھے۔“ اس نے جواب دیا۔

مقام : نرودا پٹیا

گواہ : یعقوب بھائی، ایک بوہرہ (جونیر اسٹنٹ، ایس ٹی ورکشاپ، نرودا پٹیا)

کھیرا میں ہم چار مسلم خاندان تھے جو نرودا پٹیا میں ایس ٹی ورکشاپ میں کام
کرتے تھے۔ اس دن (28 فروری) کو ہم ایس ٹی بس میں نرول تک جان ہی کر
بھاگے اور گھر تک پہنچنے کے لئے 12 کلومیٹر پیدل چلے۔ ہم نے نرودا پٹیا میں ایس
ٹی ورکشاپ کے پیچھے چال میں گیس سلنڈروں سے بڑے حملے ہوتے ہوئے دیکھے
۔ میں نے دیکھا کہ نرودا کی نورانی مسجد پر کس طرح حملہ کیا گیا اور کس طرح اس کا
وجود مٹ گیا۔ اس دن سے حالات بہت ہی خطرناک اور خوفناک ہو گئے۔

تقریباً ۴ بجے ایس ٹی انتظامیہ نے بس سے ہم لوگوں کے جانے کا انتظام کیا ہم
لوگ نرودا سے نرول تک آئے۔ نرودا میں ہم جیسے ہی ایس ٹی ورکشاپ سے باہر نکلے
دو ہزار فساد یوں نے بس کو گھیر لیا اور پوچھا ”کیا اس میں کوئی مسلمان ہے؟“ اسٹاف
نے ہماری مدد کی ”نہیں اس میں کوئی مسلمان نہیں ہے۔“ اس طرح ہم چار لوگ زندہ
بچ پائے بس ہم لوگوں کو تا بھاگ لے گئی جہاں سے ہم لوگ ایک ٹیمپو سے نرول
پہنچے۔

راستے میں میں نے 25-20 ٹرک اور ٹیمپو جلتے ہوئے دیکھے۔ کھیرا تک پہنچنے کے
لئے ہم نے 10 کلومیٹر کا راستہ خوف و ہشت اور تشویش کے سائے میں طے کیا۔ ہم
نے راستے میں جلتے ہوئے ٹرک اور ٹیمپو دیکھے یہ سب بہت خوفناک تھا۔

نمبر	کرائم نمبر	شکایت کنندہ	ملزم	فرد جرم جو داخل کسی گتیس کیا مظلوموں کو انصاف ملیگا۔
1	812	جمال الدین عبدال بھائی قریشی	ڈاکٹر جے دیپ ٹیل (وشو ہندو پریشد جوائنٹ سکریٹری چیف) اشوک صاحب (کارپوریٹر) پارک ٹیل (پاؤنا آکس کریم پارلر، ولجھ ٹیل (کارپوریٹر) پدیو من مستری، بال بھائی ٹیل (بی ڈی) جے دیپ ٹیل، پرکاش بھائی، سنیل جراثھا، سنیل جراثھا، پوچھیادادا	
2	832	پنھان نصیر خاں جعفر خاں	نوانی سنگھ، گڈو چھارا، سریش، اکاسازیجاد	
3	834	رفیق کالو بھائی شیخ	جے دیپ ٹیل (وشو ہندو پریشد لیڈر) ہچند ادا، منی لال ٹھاکر، پدمل ٹیل	
4	845	یسین خاں انور خاں	وین بھائی ٹیل (وین آٹومینٹر) منوج سندھی (منوج آڈیو کیسٹ) سریش بھائی چھارا	
5	1314	یونس بھائی امان بھائی منصوری	اد چھار میکدا	
6	1331	قیوم خاں راشد خاں	دجے ہریجن، جے ہریجن، رومی بھیا، ہمارے گھر کے سامنے کے مراٹھی لوگ، نیچے کے حصے کے ہریجن اور پڑوسی	
7	1337	مریم بین محمد بھائی منصوری	اشوک	
8	1366	عمیم ہانوائے غنی شیخ	بابو بین رام بھائی ٹھاکر، کھنگر مارواڑ، سبھی	
9	1504	فرید خاں مسلم خاں	گادوں والے	
10	1508	حبیب خاں بھینکن خاں پنھان	ہریش لکشمین، بھائی کوئی (شیو سینا لیڈر) منوج لکشمین بھائی کوئی (شیو سینا لیڈر)	

فرد جرم
جو داخل کسی
گتیس کیا
مجرموں کو سزا
دی جائیگی۔

بھاؤ دار دوالا (سرینچ) کو بے دادا

(شیو سینا لیڈر)

1510 11 عبدل ابراہیم لاکھا ہریش لکشمین، بھائی کوٹی (شیو سینا لیڈر)

منوج لکشمین بھائی کوٹی (شیو سینا لیڈر)

بھارت بھائی رباتی (شیو سینا لیڈر)

و بے دادا (شیو سینا لیڈر)

1517 12 فیروز خاں بابو خاں پنھان وپن بھائی

1518 13 سلیم بھائی منا بھائی شیخ منوج کوٹی

1532 14 انور شہاب الدین طیبی اردندی مالی، اٹیل مدراسی، پوہٹ

واگھری راجو سویت والا، بابو کران والا

1535 15 شمس الدین شہاب الدین اٹیل مدراسی، اردندی مالی پوہٹ

طیبی واگھری

1541 16 اے خالق اے کریم شیخ وپن، منوج، گڈو، ہریا، ہریش لنگڑا

1542 17 سلیم خاں شریف خاں وپن، منوج، گڈو، ہریا، ہریش

بلوچ لنگڑا منوج دریا

1556 18 جہانگیر خاں رحیم خاں پنھان پریش، شکر

1559 19 ابدالی شیران نونیت، منیش چنالا، ہریش

1569 20 رحیم بی بی احمد خاں پنھان پریش

1575 21 کلیم اختر شگفتہ نیل پنچ بھائی ایس ٹی ڈی والا، ونیش

بھائی سائیکل والا، پرمارڈ اکثر، پی

ایس آئی پارکھ، ایس آر پی جی

سکند، بیج پور شاخ، پولیس ہیڈ کوارٹر

پولس
کشنر کے
روپے سے
صاف ہے کہ
انہوں نے
پولس کی مدد
بھیجنے کا
وعدہ پورا
نہیں کیا۔
میگھانی نگر
چوکی کے جو
کچھ لوگ
وہاں تھے وہ
خاموشی سے
70 لوگوں کو
بے رحمی سے
مارنے کاٹنے
اور جلادینے
کا تماشہ
دیکھتے رہے۔
10 - 12
عورتوں کی بے
رحمی سے
اجتماعی
آبروریزی کی
گئی۔

چمن پورہ

احمد آباد شہر کے وسط میں واقع چمن پورہ علاقہ کو 28 فروری کو صبح 7-30 سے
شام 4-30 بجے تک 20 سے 25 ہزار کی بھیڑ نے گھیرے رکھا۔ میگھانی نگر پولس
اسٹیشن میں کے جی ایردا کے ذریعہ درج ایف آئی آر میں وہاں رہنے والوں کو پہچانے
میں پولس کی ناکامی کی پوری کہانی درج ہے۔

ایف آئی آر بتاتی ہے کہ لوٹ مار اور توڑ پھوڑ صبح ہی سے جاری تھی۔ ایف آئی آر میں
یہ نہیں ہے لیکن پہنچنے والے ایک چشم دید گواہ اور دوسرے کانگریسی لیڈروں نے اس بات
کی گواہی دی ہے کہ احمد آباد کے پولس کشنر پی سی پاٹل نے صبح 10-30 بجے احسان
حفری سے ملاقات کی تھی اور انھیں پولس تعینات کرنے کا یقین دلایا تھا۔

پولس کشنر کے رویہ سے صاف ہے کہ انھوں نے پولس کی مدد بھیجنے کا وعدہ پورا
نہیں کیا۔ میگھانی نگر چوکی کے جو کچھ لوگ وہاں تھے وہ خاموشی سے 70 لوگوں کو بے
رحمی سے مارنے کاٹنے اور جلادینے کا تماشہ دیکھتے رہے۔ 10-12 عورتوں کی بے
رحمی سے اجتماعی آبروریزی کی گئی۔ ہندوستان کے تجارتی شہر نے موت، بے عزتی اور
بدلے کا ننگا ناچ دیکھا جو کہ بے قصور عورتوں بچوں اور مردوں سے لیا گیا۔

28 فروری 2002 کے واقعات

10-30 صبح: پولیس کمشنر پانڈے وارڈ نمبر 19 کے کانگریس سکریٹری امبالال ناڈیا اور وارڈ نمبر 20 کے کنوالال سنگی کے ہمراہ احسان جعفری سے ملاقات کرتے ہیں اور ان کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ پولس تعینات کریں گے اور وہ پوری طرح محفوظ رہیں گے۔

10-35 صبح: ظاہر بیکری اور ایک رکشہ جلا دیا جاتا ہے۔

11-30 سے 11-15 صبح گلبرک سوسائٹی پر پتھر برسانے کی شروعات ہوتی ہے۔
12-30 سے 12-15 دوپہر گلبرک سوسائٹی پر پاس کی عمارتوں اور بنگلے کے پچھلے حصے سے پتھروں، ایسڈ بلیوں اور بوتلوں اور پٹرول بموں سے حملہ ہوتا ہے۔

12-45 سے 12-30 دوپہر پڑوس میں واقع ایک غیر مسلم کے بنگلے سے زبردست پتھراؤ ہوتا ہے جس میں بڑے بڑے بولڈر بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس سے بہت زیادہ نقصان ہوا اسلئے کہ یہ حملہ نہ ہوتا تو وہاں رہنے والے اپنے آپ کو بچا سکتے تھے۔

1-15 سے 1-00 دوپہر ایسڈ بلیوں، بڑے پتھروں اور چلتے کپڑوں کی بارش جاری رہتی ہے۔ ایک بچے یوسف نامی ایک شخص پکڑا جاتا ہے اور اسے کاٹ کر جلا دیا جاتا ہے۔

2-45 سے 2-30 دوپہر ”گھس جاؤ“ کے نعرے کے ساتھ ریلوے لائن کے پاس سوسائٹی کا پچھلا گیٹ ٹوٹ جاتا ہے۔ انور مارا جاتا ہے۔
فسادی پاس کی سنسار بیکری سے لکڑی کے لٹھے لیکر آتے

3:30 سے 3:00

دوپہر احسان
جعفری کو اپنے
گھر سے کھینچ
کر نکالا جاتا ہے
۱۵ منٹوں تک ان
پر ظلم کے پہاڑ
توڑے جاتے ہیں۔
انہیں برہنہ
کر کے گھمایا
جاتا ہے اور ان
سے "وندے ماترم"
اور "جسے شہری
رام کہنے کیلئے
کہا جاتا ہے۔ وہ
انکار کرتے ہیں
ان کی انگلیاں
کاٹ دی جاتی
ہیں۔ انہیں ہری
طرح زخمی
حالت میں محلے
کی سڑکوں پر
گھمایا جاتا ہے۔
اسکے بعد ان کے
ہاتھ اور پیر
کاٹ ڈال جاتے
ہیں۔ ان کے گلے
میں کلشے دار
تار ڈال کر
سڑکوں پر
گھسیٹا جاتا ہے
اسکے بعد انہیں
آگ میں ڈال دیا
جاتا ہے۔

ہیں اور چار چٹائیں بناتے ہیں۔ انور کو ٹکڑے میں کاٹا اور
جلا دیا جاتا ہے۔

3:30 سے 3:00 دوپہر احسان جعفری کو اپنے گھر سے کھینچ کر نکالا جاتا ہے 45

منٹوں تک ان پر ظلم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔ انہیں
برہنہ کر کے گھمایا جاتا ہے اور ان سے "وندے ماترم" اور
"جے شری رام" کہنے کیلئے کہا جاتا ہے۔ وہ انکار کرتے
ہیں ان کی انگلیاں کاٹ دی جاتی ہیں۔

انہیں بری طرح زخمی حالت میں محلے کی سڑکوں پر گھمایا
جاتا ہے۔ اسکے بعد ان کے ہاتھ اور پیر کاٹ ڈالے
جاتے ہیں۔ ان کے گلے میں کانٹے دار تار ڈال کر سڑکوں
پر گھسیٹا جاتا ہے۔ اسکے بعد انہیں آگ میں ڈال دیا جاتا
ہے۔ اسکے بعد شفیع محمد شیخ کو تین ٹکڑوں میں کاٹ کر زندہ
جلا دیا جاتا ہے۔ جعفری اپنے تین بھی یوں اور دو بھتیجیوں
کے ساتھ مارے جاتے ہیں۔

4.30 سے 3:30 شام خواتین کی آبروریزی کی جاتی ہے پھر انہیں گتہوں سے

کاٹ کر آگ میں جھونک دیا جاتا ہے۔ ان میں صرف
ایک عورت بچتی ہے۔

4:30-5:00 شام آخر کار پولس پہنچتی ہے۔

5.20 شام بچنے والے یہاں سے پولس کی حفاظت میں باہر لے
جائے جاتے ہیں۔

اس دن گیس سلنڈر کے 10-12 دھماکے ہوئے۔ چشم دید گواہوں اور ایف

ایک ہندو
پڑوسی منوج
کمار نے کہا کہ
ان لوگوں نے
مردوں کے
ساتھ چھوٹے
بچوں کو بھی
باہر نکالا اور
پھر پٹرول
چھڑک کر انہیں
جلا دیا۔ پولس
خاموش کھڑی
رہی۔

چمن پورہ
میں اجتماعی
آگ زنی کی
پہلی ایف آئی
آر میگزینی
نگر پولس
اسٹیشن کے
سینٹر پولس
انسپکٹر کے
جی ایرڈا کی
ایف آئی آر
میں 10 لوگوں
اور 20-25
ہزار کی بھیڑ
کو ملزم بنایا
گیا ہے۔

آئی آر کے ساتھ سوہنی گنی اور مارے گئے اور لاپتہ لوگوں کی فہرست کے مطابق
60-70 لوگوں کا قتل ہوا جس میں 49 سوسائٹی کے ہیں اور 12-10 باہر کے
جنہوں نے جعفری کے گھر میں پناہ لی تھی۔ یہ وہ تعداد (59) نہیں ہے جو سرکاری
طور پر بتائی گئی حقیقت جو ٹیم کو ملے اہم دستاویزوں میں ملزموں کے مکمل پتے درج
ہیں۔ چشم دید گواہوں کے بتائے گئے 25 ناموں میں ابھی صرف 19 لوگوں کو گرفتار
کیا گیا ہے۔

حملے میں بچنے والے ایک شخص کا کہنا تھا ”ہم لوگ اس وقت تک نہیں بنیں گے جب
تک ہمیں انصاف نہیں ملے گا“ اس ملک اور یہاں کے رہنے والوں میں ذرا سی انسانیت
یا قوت ارادی بچی ہے تو ہمیں انصاف ملے گا، یا ”اب یہاں کوئی امید نہیں ہے“ دوسرے
نے کہا۔

ایک ہندو پڑوسی منوج کمار نے کہا کہ ان لوگوں نے مردوں کے ساتھ چھوٹے بچوں کو
بھی باہر نکالا اور پھر پٹرول چھڑک کر انہیں جلا دیا۔ پولس خاموش کھڑی رہی۔
احمد آباد کے پولس کمشنر پی سے پاٹھے کا ندھا اچکا کر بولے ”ہم لوگ تعداد میں کم پڑ
گئے“ چمن پورہ میں اجتماعی آگ زنی کی پہلی ایف آئی آر میٹھانی نگر پولس اسٹیشن کے سینٹر
پولس انسپکٹر کے جی ایرڈا کی ایف آئی آر میں 10 لوگوں اور 20-25 ہزار کی بھیڑ کو ملزم
بنایا گیا ہے۔ 28 فروری کے یہ واقعات صبح 30 10 بجے سے شام 7 بجے تک ہوئے
شکایت اسی دن 8:45 پر درج کی گئی۔

ایف آئی آر میں درج دفعات کے مطابق آئی پی سی 143, 141, 148,
186, 427, 436, 435, 337, 336, 323, 332, 302, 149,
120, 188, (ب) بھیجی پولس ایکٹ (ا) اس کے علاوہ دفعہ 25 (ا) (اے) اور
(بی) دفعات لگائی گئی سوائے دفعہ 376 (آبروریزی) کے۔ بھیڑ پر فائرنگ میں 18

افراد زخمی ہوئے ہیں لیکن اسکا ایف آئی آر میں ذکر نہیں ہے۔

2 مارچ کو ایک نئی دفعہ کو جوڑا گیا ہے۔ پہلی ایف آئی آر نمبر 61/2002 جانے پہچانے جرائم کی دفعہ 395, 396, 397 (لوٹ) کی درج کی گئی۔
12-03-02 کو مزید دفعات جوڑی گئیں وہ ہیں دفعہ 398, 296 (اے) 153 (اے) (2) (بی) اور 188 اور بمبئی پولس ایکٹ کی دفعہ 73 (1)

ایرڈاکا کہتا ہے کہ اس دن دشوہندو پریشد نے بند کی اپیل کی تھی۔ چشم دید گواہوں نے گریش، منیش دھول چند، منگا لال دھول چند جین، آدی ناتھ کیرانہ اسٹور، اشیش چونا والا کا بیٹا، رمیش (سادھنا اسٹور) مکیش موچی، مگر، ایشین، ایک مٹھنکر یا لے بالوں والا شخص جو شراب کا کاروبار کرتا ہے، دیکھ عرف پر دیپ (بی جے پی کارکن) کو دیکھا۔

”مسلمانوں کی مال ملکیت کو کیروسین تیل ڈال کر جلا دیا، 18 مسلمان کاٹ کر جلا دیئے گئے 24 کو زندہ جلا دیا گیا پولس اور مسلمانوں دونوں پر پتھروں، پٹرول، بموں اور ایسڈ بموں سے حملہ کیا گیا اور فسادوں نے گلاڑیوں کو جلا ڈالا۔“

سینئر پولس انسپکٹر کے جی ایرڈاکے ذریعہ درج دوسری ایف آئی آر نمبر 4/5/200 میں بتایا گیا ہے

میٹھانی نگر کے تحت ایک انسپکٹر انچارج دو پولس انسپکٹر دو سب انسپکٹر، 42 ہیڈ کانسٹبل اور 80 پولس کانسٹبل اور تین خاتون پولس کانسٹبل ہیں اور اس دن وہاں 2 پولس انسپکٹر، 6 سب انسپکٹر، 55 ہیڈ کانسٹبل، 62 پولس کانسٹبل، تین عورتیں، ایک پولس انسپکٹر ایک سب انسپکٹر ڈیوٹی پر تھے، 6 ہیڈ کانسٹبل اور تین خاتون کانسٹبل ڈیوٹی پر تھے۔ پٹرولنگ میں ایک پولس انسپکٹر، 5 ہیڈ کانسٹبل، 34 پولس کانسٹبل اور ایک خاتون کانسٹبل تھے۔

مسلمانوں کی مال ملکیت کو کیراسن تیل ڈال کر جلا دیا، 18 مسلمان کاٹ کر جلا دیئے گئے 24 کو زندہ جلا دیا گیا پولس اور مسلمانوں دونوں پر پتھروں، پٹرول، بموں اور ایسڈ بموں سے حملہ کیا گیا اور فسادوں نے گلاڑیوں کو جلا ڈالا۔
سینئر پولس انسپکٹر کے جی ایرڈاکے ذریعہ درج دوسری ایف آئی آر نمبر 4/5/200 میں بتایا گیا ہے

پٹرولنگ

چل رہی تھی
3:30 بجے ایک

بہت بڑی بھیڑ

چاروں جانب

سے آنی شروع

ہوئی۔ یہ لوگ

اوم نگر، چکلا

روڈ اور

میگھانی نگر

کی جانب سے

آ رہے تھے میں

نے پولس کو

موبائل پر خبر

دی۔ بھیڑ

تلوار، لائھی

اور کراسن

تیل سے لیس

تھی وہ آج

شری رام کا

نعرہ لگا رہی

تھی۔ یہ 20 سے

25 ہزار

لوگوں کی

بھیڑ تھی۔

27 فروری کو جب دشوہندو پریشد کے کارسیوکوں کو جلایا گیا تو پوری ریاست

میں کشیدگی پھیل گئی اور اس لئے پورے شہر میں سیکورٹی کے سخت انتظامات کئے گئے۔

28 فروری کو صبح 7 بجے میگھانی پولس اسٹیشن کو پولس کمشنر کی ہم سب کو تیار رہنے کی

ہدایت ملی ہم لوگوں نے چمن پورہ، چکلا، گبرگ سوسائٹی، دھوپ سنگھ چالی، رتنا نگر، چار

راستہ، رام نگر، نیو کراسنگ، میگھانی نگر بس اسٹینڈ، نیو متا باری، مینا بازار اور رشی نگر سوسائٹی

میں بندوبست ٹھیک کیا۔ ڈیوٹی پر موبائل پولس سب انسپکٹر، دی سی ڈامی، ریش بھائی، ہیڈ

کانسٹیبل ناتھ بھائی، پولس کانسٹیبل سریش بھائی اور تارجی بھائی۔ ہیڈ کانسٹیبل بھوپندر اور

فیلڈ سنگھ تھے۔ پولس ٹیم ضرورت کے مطابق آنسو گیس سے لیس تھی میگھانی نگر میں مکمل

بندوبست کیا گیا تھا۔

28 فروری کو صبح 7 بجے فساد یوں نے گدے کی دوکانوں، بیکریوں، اور سائیکل کی

دوکانوں پر حملہ شروع کر دیا وہ دوکانوں کو توڑ کر بھی چیزوں کو تباہ کر رہے تھے اور انھیں جلا

رہے تھے اس وقت پولس نے انھیں تتر بتر کر دیا۔

پٹرولنگ چل رہی تھی 3:30 بجے ایک بہت بڑی بھیڑ چاروں جانب سے آئی

شروع ہوئی۔ یہ لوگ اوم نگر، چکلا، روڈ اور میگھانی نگر کی جانب سے آ رہے تھے۔ میں

نے پولس کو موبائل پر خبر دی۔ بھیڑ تلوار، لائھی اور کیروسین تیل سے لیس تھی وہ "جے

شری رام" کا نعرہ لگا رہی تھی۔ یہ 20 سے 25 ہزار لوگوں کی بھیڑ تھی۔ ہم پولس والے

چلا کر بھیڑ کو تتر بتر کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ہم لوگ موبائل لائوڈ اسپیکر کا استعمال

کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ یہ غیر قانونی ہے بھیڑ نے ہماری وارننگ پر کوئی دھیان

نہیں دیا۔ اس بار وہ اور زیادہ پر تشدد ہو رہے تھے۔ سبھی بیکریاں، سائیکل کی دوکانیں،

بجلی کے سامان کی دوکانیں، گدے کی دوکانیں، فرنیچر کی دوکانیں، اور گاڑیاں پوری

ہتل اور لوٹ

246

داسکان ہند

فسادیوں نے سڑک پر رکاوٹیں کھڑی کر دیں اور وہ دوکانیں لوٹ رہے تھے۔ ہم نے آنسو گیس کے گولے داغے اور لاکھی چارج کی دھمکی دی لیکن بھیڑ پر کوئی اثر نہیں ہوا وہ چلا رہی تھی ”بے شری رام“ جب پولس نے آنسو گیس کے چار گولے داغے بھیڑ مزید تشدد پر آمادہ ہو گئی اور اس نے پولس پر پتھر پھینکنے شروع کر دیے۔ پولس نے بھی قدم اٹھائے۔ میں نے اپنے ریوالور سے ایک راؤنڈ فائر کیا۔ میں نے کارگر قدم اٹھانے کی کوشش کی۔ لیکن بھیڑ تتر بتر نہیں ہوئی۔ وہ مزید پر تشدد ہوتی گئی اسی وقت گلبرگ سوسائٹی جسمیں خاص طور سے مسلمان رہتے ہیں پر پیچھے اسٹیشن کی جانب سے حملہ ہوا میں نے ”کس جاؤ“ چلانے کی آواز سنی اور اوم نگر اور چکلا روڈ کی جانب سے بھیڑ نے گیٹ کو توڑ ڈالا اور لوگوں نے ان کی ملکیت کو جلا تا شروع کر دیا۔

اس وقت مسلمانوں کی جانب سے پرائیوٹ فائرنگ کی گئی۔ ڈی سی پی زون 4 اور ایڈیشنل پولس کمشنر سیکٹر 2 وہاں موجود تھے۔ پولس فائرنگ میں دغیر نامی ایک شخص مارا گیا۔ اس وقت تک گلبرگ سوسائٹی کی عورتوں اور کئی مردوں کا قتل ہو چکا تھا۔

گلبرگ سوسائٹی میں 19 بلاک اور 8 بلڈنگیں ہیں۔ عورتیں اور بچے اپنی جان بچانے کے لئے ادھر ادھر چھپتے رہے۔ ان لوگوں پر چاروں جانب سے حملہ ہوا، فساد چلا رہے تھے ”سبھی مسلمانوں کو ختم کر دو ہمارے لوگوں کو انہوں نے نہیں چھوڑا تم بھی کوئی رحم مت کرو“ ہم فساد یوں کو تتر بتر کرنے کے لئے وارننگ دیتے رہے، ہم نے فائر بھی کیا۔ شرون جی لاٹھو بنجارا اور ایک دوسرا شخص پرائیوٹ فائرنگ میں زخمی ہوا۔ اپنے سب سے متازمہ فیصلوں میں سے ایک میں فریڈ رمودی سرکار نے اس

واقعہ کے جانچ کی ذمہ داری اسسٹنٹ پولس کمانڈر بی ایس بروٹ کو سونپی جو کہ دھوبندو پریشد کے آدمی ہیں۔

مقام: چمن پورہ

گواہ: محمد شریف بھائی نصیر الدین شیخ

شریف بھائی چمن پورہ کے اجتماعی قتل و عام میں بچنے والے ایک شخص ہیں۔ انھوں نے اس سانحہ میں اپنی بیوی اور ایک بیٹی کو کھویا ہے۔ الیکٹرونک سامانوں کا با عزت کاروبار کرنے والے شریف بھائی اپنے خاندان کے ساتھ جان بچا کر بھاگ سکتے تھے لیکن وہ سوسائٹی کے جوانوں کے ساتھ اگلے مورچے پر فساد یوں کے حملے کو روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔

آج وہ اور ان کا دس سالہ بیٹا ساحل بچنے والے کچھ لوگوں میں شامل ہیں۔ جب ان سے 24 مارچ کو بات ہوئی تو انھوں نے کہا کہ وہ اب تک چپ رہے لیکن اب انھیں انصاف کی تلاش ہے، چاہے اس کی لڑائی طویل اور مشکل کیوں نہ ہو وہ اس کے لئے تیار ہیں۔

مقام: گلبرگ سوسائٹی، چمن پورہ، احمد آباد

گواہ: سراج بھائی حنیف بھائی، نوبل ایسوسی ایٹس سروس کے ایک رضا کار

میں نے ایک سالہ آفرین کی جان بچائی جو اب اپنی دادی شاداب کے پاس ہے۔ اس کے خاندان کے لوگ جو کہ احسان جعفری کے پڑوس میں رہتے تھے 28 فروری کو بے رحمی سے مار ڈالے گئے۔ انکے نام انور خاں، زیتون بی بی، اختر خاں اور ساجدہ بانو تھے۔ آفرین کو اسکی دادی کے پاس پہنچانے میں مجھے چار دن لگے۔ مادھو پور پولس اسٹیشن نے کسی مدد سے صاف انکار کر دیا۔

شریف الدین کے بہنوئی ایم سی شیخ (چمن پورہ) جو پیشے سے وکیل ہیں نے ہمیں

شریف
بھائی چمن
پورہ کے
اجتماعی قتل و
عام میں بچنے
والے ایک
شخص ہیں۔
انھوں نے اس
سانحہ میں
اپنی بیوی اور
ایک بیٹی کو
کھویا ہے۔
الیکٹرونک
سامانوں کا با
عزت کاروبار
کرنے والے
شریف بھائی
اپنے خاندان
کے ساتھ جان
بچا کر بھاگ
سکتے تھے لیکن
وہ سوسائٹی
کے جوانوں کے
ساتھ اگلے
مورچے پر
فسادیوں کے
حملے کو روکنے
کی کوشش کر
رہے تھے۔

ایک فہرست دی جس میں ان لوگوں کے نام درج ہیں جنہوں نے ان واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا:

(1) ایوب حبیب خاں پٹھان:-

(گلبہرگ سوسائٹی کے سامنے رہتے ہیں) 28 فروری کی صبح کو انہوں نے سب دیکھا اور ان ملازمین کو پہچانا۔ (1) بھارت راجپوت (2) گریش پر بھودے شرما (3) ایک شخص جس نے ہاف ٹی شرٹ پہن رکھی تھی وہ تقریباً 5 فٹ 5 انچ لمبا تھا اور اس کے چہرے پر باریک داڑھی تھی۔ اس دن وہاں جو کچھ ہوا اسکے وہ چشم دید گواہ ہیں۔

(2) الطاف خاں پٹھان:-

صبح 10 بجکر 35 منٹ پر ایک رکشہ (نمبر جی جے 9 والی 786) اور ایک لونا جلائی گئی۔ یہ لونا ان کی اپنی ہی تھی۔ انہوں نے یہ سب دیکھا اور ان لوگوں کو پہچانا (1) بھارت راجپوت (2) گریش پر بھودے شرما (3) ایک شخص جس نے ہاف ٹی شرٹ پہن رکھی تھی قد 5 فٹ 5 انچ اور چہرے پر پتلی داڑھی تھی (4) کپل منا بھائی کا بیٹا (محمد شریف کا ایک اچھا دوست) (5) دھرمیش پر ہلا د بھائی (6) لالہ موہن سنگھ دربار (7) امیش (اس نے ٹیلر کی دکان کا مال توڑا کبھی کپڑے باہر نکالے اور انہیں جلا دیا۔ ملازم نمبر 5 اور 6 پر یکساں الزام ہیں۔ ملازم نمبر ایک سے چار 8:45 پر لونا جلانے میں شامل ہیں، اس گواہ نے 11:30 صبح سے 12 دوپہر تک ان لوگوں کو بھی دیکھا (8) احمد آباد کے ڈپٹی میئر (جاگروپ سنگھ راجپوت) (پہلے بی جی پی میں تھے اب کانگریس کے ساتھ ہیں) (9) جی لال پر جاپتی (سابق میونسپل کارپوریشن، پہلے بی جے پی اب آزاد) (10) سیکھ سنگھ گپت سنگھ چودھری (میونسپل کارپوریشن کانگریس)۔

(4) سعید

خاں احمد خاں

پٹھان (رہائش

18، گلبہرگ

سوسائٹی)

اپنے ٹیریس

سے اس نے

دیکھا ملازم نمبر

3-1 اور ملازم

نمبر 7-4 گپتی

لہرا رہے ہیں

اس نے اپنے

بھائی اور

احسان جعفری

کے بھائی کو

2:45 پر مارے

جستے دیکھا

کیلاش دھوبی

اور دو بھیا

جس نے انور

خاں پٹھان)

سعید خاں کے

بڑے بھائی کو

نوار سے ملے

ڈالا۔ ان لوگوں

نے احسان

جعفری کے

بھائی اسلم کو

بھی ملے ڈالا۔

(5) سعید
 خاں احمد خاں
 پٹھان نے دیکھا
 کہ احسان
 جعفری کے گھر
 سے (1) ہمیش
 پر بھوداس
 جین (پڑوس
 کے کیرانہ
 پروویزن
 اسٹور)
 (2) نارائن
 کبڑا چنے والا
 (3) کرشن
 (چمپاہن کا
 بیٹا)
 (4) رمیش
 عرف چھوٹی
 (5) دیش پر
 بھودے شرمائے
 کھینچ کر بلور
 نکالا۔ احسان
 جعفری کو
 زخمی حالت
 میں ننگا
 گھمایا۔ ان کو
 بے عزت کیا
 گیا اسکی
 انگلیاں کاٹ
 دی گئیں جسم
 کو تین ٹکڑوں
 میں کاٹ کر
 جلادیا گیا۔

(3) حبیب خاں بھوے خاں (ایوب کے والد)

10:30 بجے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اسکے دوسرے بیٹے یوسف پر حملہ ہوا، یہ حملہ
 دیش پر بھوداس شرمائے کیا جس نے یوسف کو تلوار سے مار ڈالا۔

(دوسرے گواہ جنھوں نے اس حادثے کو دیکھا سعید خاں احمد خاں پٹھان)

(4) سعید خاں احمد خاں پٹھان (رہائش 18، گلبرگ سوسائٹی)

اپنے ٹیریس سے اس نے دیکھا ملزم نمبر 1-3 اور ملزم نمبر 4-7 گپتی لہرا رہے ہیں
 اس نے اپنے بھائی اور احسان جعفری کے بھائی کو 2:45 پر مارے جاتے دیکھا۔ کیلاش
 دھوبی اور دو "بھیا جی" نے انور خاں پٹھان (سعید خاں کے بڑے بھائی) کو تلوار سے مار
 ڈالا۔ ان لوگوں نے احسان جعفری کے بھائی اسلم کو بھی مار ڈالا اور جب ان کے
 بیٹے (جعفری کے بھتیجے) نے اپنے والد کو بچانے کی کوشش کی تو اسکی دو انگلیاں کاٹ دی
 گئیں۔

(5) سعید خاں احمد خاں پٹھان نے دیکھا کہ احسان جعفری کے گھر سے (1) ہمیش پر

بھوداس جین (پڑوس کے کیرانہ پروویزن اسٹور) (2) نارائن کبڑا چنے والا (3) کرشن
 (چمپاہن کا بیٹا) (4) رمیش عرف چھوٹی (5) دیش پر بھودے شرمائے کھینچ کر باہر نکالا۔
 احسان جعفری کو زخمی حالت میں ننگا گھمایا۔ ان کو بے عزت کیا گیا انکی انگلیاں کاٹ دی
 گئیں جسم کو تین ٹکڑوں میں کاٹ کر جلادیا گیا۔ حملہ آوروں نے گلبرگ سوسائٹی کے سامنے
 ڈھیر ساری لکڑیوں کو اکٹھا کر کے ایک بہت بڑی چتا تیار کی تھی اور آگ کے شعلوں میں
 لاش کو کاٹ کاٹ کر پھینک رہے تھے۔

(6) سعید ملزم نمبر 6 اور 7 لکھیا اور لالہ موہن جی دربار کے آبروریزی کرنے کے

چشم دید گواہ ہیں۔

(7) اسلم انور خاں پٹھان نے تین ملزموں (1) کیلاش دھوبی (2) دو "بھیا جی" کو

اپنے بھائی اختر انور خاں پٹھان کو بھی مارے دیکھا (اسلم اور سعید 18، گلبرگ سوسائٹی میں رہتے ہیں)

(9) اسلم انور منصوری گلبرگ سوسائٹی کے بنگلہ نمبر 2 میں رہتے ہیں اور وہ بھی چشم دید گواہ ہیں۔ اس وقت 28 فروری سے ان کا دی ایس اسپتال میں علاج چل رہا ہے۔

(10) فیروز محمد گلزار محمد پٹھان (رہائش 15 گلبرگ سوسائٹی) یہ ایک چشم دید گواہ ہیں انھوں نے اپنے خاندان کے 5 ممبروں کو فساد میں کھو دیا ہے۔ انھوں نے (1) کپل (منابھائی کا بیٹا) (2) چنی لال پر جاپتی (3) نارائن پنے والا اور (4) امیش کانتی لال کو دیکھا کہ وہ لکڑیاں اور ٹائرا اکٹھا کر رہے ہیں اور لوگوں کو مار کر ان کی لاش آگ میں پھینک رہے ہیں۔ فیروز نے دیکھا کہ ”پول“ ریلوے لائن کی جانب کا گیٹ توڑ دیا گیا۔ وہ لوگ جنھوں نے اسے توڑا ان میں گریش پر بھو داس شرما، رمیش چوٹی، بے ٹی پان والا (رہائش پی بھٹی رانی چال) بھی تھے۔ فیروز نے مہندر پوکھراج مارواڑی اور مکیش پوکھراج مارواڑی کو بھی لوٹ مار اور قتل و غارتگری کرتے دیکھا (رہائش چند لال سرداس چال، چمن پورا)

فیروز نے اپنے ماں باپ کو اپنی آنکھوں کے سامنے مارے جاتے دیکھا۔ قتل سے پہلے اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی ماں کی آبروریزی کی گئی۔ کل ملا کر فیروز نے اپنے خاندان کے 5 ممبر کھوئے۔ گلزار محمد نور محمد پٹھان (55)، مریم بی گلزار محمد پٹھان، فردوس بانو گلزار محمد پٹھان (بہن) عرفان محمد گلزار محمد پٹھان (بھائی)

(11) سلیم عہد بھائی منصوری نے دیکھا (1) مانگی لال دھول چند جین (2) نمن بھائی پٹی اور (3) کیرانہ والا مانگی لال سوسائٹی کے گھروں کو آگ لگا رہے ہیں اور حملے کر رہے ہیں۔ گلبرگ سوسائٹی کا بنگلہ نمبر ایک دیارام موچی کو فروخت کیا گیا ہے۔ سوسائٹی میں وہی ایک غیر مسلم تھا اور اس نے 28 فروری کو مسلمانوں پر حملہ

(10) فیروز
محمد گلزار
محمد پٹھان
(رہائش
15 گلبرگ
سوسائٹی) یہ
ایک چشم دید
گواہ ہیں
انھوں نے اپنے
خاندان کے
5 ممبروں کو
فساد میں کھو
دیا ہے۔ انھوں نے
(1) کپل (منابھائی کا بیٹا)
(2) چنی لال
پر جاپتی (3)
نارائن چنے
والا اور (4)
امیش کانتی
لال کو دیکھا کہ
وہ لکڑیاں اور
ٹائرا اکٹھا کر
رہے ہیں
اور لوگوں کو
مار کر ان کی
لاش آگ میں
پھینک رہے
ہیں۔

سلیم
عبدال بھائی
منصوری نے
دیکھا
(1) مانگی لال
دھول چند
جین (2) ننگن
بھائی پٹنی
اور (3)
کیرانہ
والا مانگی لال
سوسائٹی کے
گھروں کو آگ
لگا رہے ہیں
اور حملہ کر
رہے ہیں۔
گلبرگ
سوسائٹی کا
بنگلہ نمبر ایک
دیوارام موچی
کو فروخت کیا
گیا ہے
سوسائٹی میں
وہی ایک غیر
مسلم تھا اور
اس سے 28
فروری کو
مسلمانوں پر
حملہ کرنے کے
لئے اپنا مکان
ہندوؤں کے
حوالے کر دیا۔

کرنے کے لئے اپنا مکان ہندوؤں کے حوالے کر دیا۔ یہ وہاں کے لوگوں کے ساتھ
ایک بہت بڑا دھوکہ تھا۔

(12) امتیاز نے بھرت راجپوت، گریش پر بھوداس شرما، ہاف آستین والی شرٹ میں
ایک شخص، کبر، مہندر پوکھراج مارواڑی، کمیش پوکھراج مارواڑی، مانگی لال، دھول
چند جین، اور پٹنی کو بہت سارے لوگوں کے ساتھ دیوارام موچی کے گھر میں حملے کی تیاری
کرتے دیکھا۔

(13) جبکی محمد رفیق کی بیوی رہائش بنگلہ نمبر 11 جو خود بری طرح زخمی ہے واقعات
کی چشم دید گواہ ہے۔ اسپتال میں اسکا علاج چل رہا ہے۔

(14) فیروز بھائی ونڈی چالی شیخ (فلٹ نمبر 13، گلبرگ اپارٹمنٹ) نے چنی لال پر
جاپتی اور منا کے بیٹے کپل کو حملے کی قیادت کرتے دیکھا۔

(15) دلاور سکندر شیخ (یہ چند و لال شمل داس چالی چمن پورہ سے یہاں پناہ لینے
آیا تھا) نے دھریش منا کے بیٹے کپل، کالی، دیا بھائی، اور بابا پٹنی کو دیکھا۔

(16) سائرہ بہن سلیم سندھی (بنگلہ نمبر 6 گلبرگ سوسائٹی) اس نے کیلاش
دھولی کو نارائن چیلل والا راجپوت، نیلسن چودھوری کے ساتھ احسان جعفری کو کھینچتے
دیکھا۔

(17) سلیم بھائی نور محمد نے چپا بہن کے بیٹے کرشنا منیش، پر بھوداس جین (راجہ
کرانہ اسٹور کے مالک) کو دیکھا اس نے دیوارام موچی کے بیٹے اور دیوارام کیرانہ کو
بھی دیکھا۔

(18) اشرف بھائی سکندر بھائی سندھی نے دیکھا کہ گبر سنگھ بنگلہ نمبر ایک سے پتھر
پھینک رہا ہے۔ اس نے منا بھائی کے بیٹے کپل، امیش، منیش اور دھریش کو گلبرگ
سوسائٹی پر پر تشدد حملے کرتے دیکھا۔

(19) راشدہ دلاور (ربائش چند لال چالی اپنی جان بچانے گلبرگ سوسائٹی آئی تھی) نے (ہنگہ نمبر ایک میں) دھرمیش، کپل، امیش، بھوپیش، گبر اور نارائن کو حملے کی قیادت کرتے دیکھا۔

(20) ہمت بھائی غلام بھائی (یہ بھی چند لال چالی کے تھے) نے بھی ان 6 لوگوں کو حملوں کی قیادت کرتے دیکھا۔

(21) بابو خاں اسحاق خاں پٹھان (جنگ بہن چالی) نے مانگے لال چنی کو لوٹ پاٹ اور آتشزنی کرتے دیکھا۔

ملزموں کے پتے

(1) گریش پر بھوداس شرما (26) ٹرک ہاڈی کا بزنس ہے چنی سوسائٹی چمن پورہ، آتشزنی کے لئے 5 ڈرام تیل دیا۔

(2) دیش پر بھوداس شرما (23) چنی سوسائٹی چمن پورہ 5 ڈرام تیل آگ لگانے کے لئے دیا، لوگوں کو جلانے کے لئے پٹرول دیا۔

(3) رمیش چوٹی (30) پنڈت جی کا بیٹا، آسٹریڈنگ کے پڑوس میں چوڑی کی دکان، چنی نگر سوسائٹی چمن پورہ۔

(4) کپل (22) رام نرائن سوامی نارائن مندر کے نزدیک پمپ پر کام کرتا ہے۔ بابو مادھے سنگھ سوسائٹی گلبرگ سوسائٹی کے سامنے چمن پورہ۔ بجرنگ دل کا ممبر ہے۔ اس نے ترشول اور پٹرول سپلائی کیا۔

(5) سریش عرف کالودھولی (22) یہ ایک دھولی ہے بابو سنگھ مادھے سنگھ سوسائٹی، گلبرگ سوسائٹی کے سامنے، چمن پورہ

(6) نارائن ٹونک عرف کبڑا پننے والا (40) کھی چالی چمن پورہ، پتھر پھینکے اور چھرے بازی کی۔

(7) بھارت لکشمی راجپوت یہ رام جی مندر کے پیچھے رہتا ہے اور ڈاکٹر سلطان کی ڈھنری کے پیچھے کام کرتا ہے۔

(8) سریندر (22) چپا بہن کا بیٹا، اس کا سر آسٹریڈنگ کمپنی کا مالک ہے۔ اس کی ماں شوین کلک میں کیا وڈر ہے، ڈاکٹر گاندھی چال چمن پورہ۔
(9) کرشنا چپا بہن کا بیٹا ڈاکٹر گاندھی چال چمن پورہ۔

(10) لالہ موہن جی دربار شراب کا غیر قانونی کاروبار، ڈاکٹر گاندھی چال چمن پورہ اسکولوں نے اپنی آنکھوں سے آبروریزی کرتے دیکھا۔

(11) سشیل برج موہن شرما (26) ہوم گارڈ میں کام کرتا ہے رہائش رام چندر کالونی، نکڑی چمن پورہ۔

(12) پوتا سنگھ راجپوت (40-42) اروند مل میں ملازم، ایک کانگریس کارکن رہائش تھی والی چال کے سامنے لال اتم چند کے اوپر چمن پورہ، اسے ہاتھ میں چھرا لیے دیکھا گیا۔

(13) منیش پر بھو داس جین (25) مالک کیرانہ اسٹور، ڈاکٹر گاندھی چال چمن پورہ۔
(14) دھرمیش (20) باپ کا نام رام اچل پانھک، شراب کا غیر قانونی کاروبار، چند لال چال، چمن پورہ۔

(15) گبر باپ کا نام من جھنگ (دبلا پتلا اور لمبا ہے ایک چچا پولس میں ہے اس کا نام اشوک جھنگر ہے) چل بناتا ہے۔ بابو سنگھ مادھے سنگھ چالی، گبرگ سوسائٹی کے سامنے، چمن پورہ۔ یہ بنگلہ نمبر ایک میں تھا اور حملوں کی قیادت کر رہا تھا۔

(16) جی لال پر جاتی (55) بی جے پی کا سابق میڈیکل کارپوریٹر، رہائش لال داڑی چمن پورہ، بھیڑ کو تیار کرتے ہوئے دیکھا گیا۔

(17) میگلہ سنگھ بدھ سنگھ چودھری ایک وکیل اور کانگریس کا سابق کارپوریٹر، جعفری،

پارٹی کے ایک سینئر لیڈر نے اسے ٹکٹ دینے کے لئے نہیں چنا چمن پورہ۔

(18) جاگروپ سنگھ راجپوت (48) ایک وکیل اور احمد آباد کا سابق ڈپٹی میئر۔ نوی

چال، اوم نگر روڈ، چمن پورہ۔

(19) دیارام موچی بنگلہ نمبر ایک میں رہ رہا ہے اور اشوک عرف جھنگہ رہائش بنگلہ

نمبر 1 چمن پورہ۔ موچی نے اپنے گھر کو حملے کے لئے استعمال کرنے دیا۔

(20) مانگے لال جین (32) آدی ناتھ کیرانہ اسٹور۔ چمن پورہ پمپنگ اسٹیشن کے

سامنے۔ جعفری کے گھر پر حملے کی قیادت کی۔

(21) دلیپ سورج بانی، ررام چندر کالونی، نزد دواڑ ٹینکر چمن پورہ۔

(22) نریش کرشنا داس برہمنیا، شراب کا غیر قانونی کاروبار، تلالی نگر، نزد روہیداس

بس اسٹاپ بلاک نمبر 32، تلالی نگر۔

(23) لکھیا (27) بلاک نمبر 55 میں رہتا ہے، تلالی نگر (یہ 5 فٹ 5 انچ لمبا ہے لمبے

بال رکھتا جو کہ ال رنگ کے ہیں۔) آبدوریزی کے لئے یہی ذمہ دار ہے۔

(24) گریش عرف کالیا (25) روہیداس بس اسٹاپ کے پاس رہتا ہے۔

(25) دوسروں نے دھوبی کیلاش کا نام بھی بتایا ہے یہ گوپال نگر میں رہتا ہے۔ لوگوں

نے بتایا کہ اس کا رنگ کالا ہے، وہ ہاتھ میں موبائل فون رکھتا ہے کانوں میں رنگ پہنتا ہے

بہت سے لوگوں نے اسے تموار لئے ہوئے دیکھا۔ گبر کو بھی دیکھا گیا۔



ہمارے ملک میں انسان پہلے بھی جلے لیکن

کبھی انسانیت کو اس قدر زخمی نہیں دیکھا

جو ٹھیکیدار بن کر گھومتے ہیں دھرم و مذہب کے

انہیں جیسا زمانے نے کوئی وحشی نہیں دیکھا

قیس رامپوری

جب اس
رہوڑ نے
علاقہ کا دورہ
کیا تو اس نے
دیکھا کہ پھل
مارکیٹ کے
پیچھے بن شاہ
مسجد، سوامی
نارائن چال
ملبہ میں تبدیل
ہو چکی ہے۔
جب ہم پتھروں
کے ڈھیر پر
چڑھے تو ہم نے
قرآن شریف کے
جلے ہوئے
اوراق کو ادھر
ادھر اڑتے ہوئے
دیکھا۔ جہاں
فلنس بھی
انہی حالت پر
آنسو بہا رہے
تھے۔ امام کی
جگہ پر ایک
ہندو دیوتا کی
تصویر کا فریم
رکھ دیا گیا تھا۔
وہاں ہر پوجا
ہونے کے نشان
بھی پائے گئے
اور دیوار پر
بڑے بڑے لفظوں
میں "جے شری
رام" لکھ دیا گیا

نرودا پھل مارکیٹ کباڑی بازار

نرودا پھل مارکیٹ میں پھلوں کے 200 ہول سیل دوکانداروں کی دوکانیں ہیں جہاں ان کی تجوریاں بھی رکھی ہیں وہاں مسن طبقہ کی بھی 17 دوکانوں کو جن جن کر نشانہ بنایا انھیں پوری طرح برباد کر ڈالا گیا۔ تجوری سے پیسے لوٹ لئے گئے اور تجارت کے بھی ریکارڈ جلادئے گئے۔ زرعی پیداوار کمیٹی کے چیرمین لکشمین جی نے بتایا کہ پولس کو بار بار فون کرنے کے بعد بھی اس نے کوئی جواب نہیں دیا 28 فروری کو دن کی روشنی میں 17 ہول سیل دوکانیں بری طرح سے برباد کر دی گئیں جبکہ دوسری جانب نرودا پٹیا کے مسلمانوں کی زندگی اور عزت پر زور شور سے حملہ جاری تھا۔

مقام: نرودا پھل مارکیٹ

گواہ: رمن لال

ابراہیم رمن لال ہندو مسلم رواداری کی تین پشت پرانی کہانی ہے وہ سوامی نارائن چال روڈ پر پھلوں کے کمیشن ایجنٹ ہیں۔ دونوں فرقوں کی یہ پرانی دوستی بھی ان فساد یوں سے نہ بچ سکی جنھوں نے پوری ریسرچ کے بعد حملہ کیا تھا۔ نقصان کا اندازہ 2.5 لاکھ روپے لگایا جاتا ہے۔ اس نقصان سے ہم لوگوں کو کوئی فرق نہیں پڑتا ہم دوستی کو یقینی بنائیں گے اسلئے کہ وہ دوستی کسی کاروبار سے زیادہ قیمتی تھی جو کہ پشتوں میں پھیلی ہوئی ہے، دوبارہ بن سکے گی اور پھل پھول سکے گی۔

6 مارچ کو جب اس رہوڑ نے علاقہ کا دورہ کیا تو اس نے دیکھا کہ پھل مارکیٹ کے پیچھے بن شاہ مسجد، سوامی نارائن چال ملبہ میں تبدیل ہو چکی ہے۔ جب ہم پتھروں کے ڈھیر پر چڑھے تو ہم نے قرآن شریف کے جلے ہوئے اوراق کو ادھر ادھر

دو واج مینور
احمد محمد
عرب اور یوسف
عبد الغفور شیخ
کسی لاشیں
ہارون یوسف
کسی دوکان کے
ٹھیک باہر کٹی
اور جلی ہوئی
حالت میں پٹی
گئیں۔

بچنے والے دو
دوسرے واج
مین غنی بھائی
جمال بھائی
اور عبد
الشکور عبد
الجبار ان
واقعات کے
چشم دید گواہ
ہیں۔ انکے
مطابق خاص
ملزم اشوک
بھائی سندھی
ان فسادوں
کی قیادت کر
رہا تھا۔ پولس
والے تین دنوں
تک چلنے والے
ان منصوبہ بند
حملوں کے
سامنے اندھے
بنے رہے۔

اڑتے ہوئے دیکھا۔ جھاڑ فانوس بھی اپنی حالت پر آنسو بہا رہے تھے۔ امام کی جگہ پر
ایک ہندو دیوتا کی تصویر کا فریم رکھ دیا گیا تھا۔ وہاں پر پوجا ہونے کے نشان بھی پائے
گئے اور دیوار پر بڑے بڑے لفظوں میں ”جے شری رام“ لکھ دیا گیا ہے جس سے
نفرت کے تا جروں کا مقصد صاف ظاہر ہو جاتا ہے جو کہ انہوں نے پوری آبادی کو ختم
کرنے کے لئے کیا۔

مقام: نند گجرات (نیشل) کباڑی مارکیٹ کارپوریشن، بہرام پورہ احمد آباد
گواہ: سراج بھائی حنیف بھائی قریشی کباڑی مارکیٹ

نند گجرات کباڑی مارکیٹ کارپوریشن نزد بھولا بھائی بہرام پورہ تین دنوں تک
فسادیوں کا نشانہ بنا رہا۔ وہاں موجود دو واج مینوں کو بری طرح سے مار کاٹ کر جلا دیا
گیا۔ قریب ہی واقع گلز پیٹھ پولس اسٹیشن نے سب کچھ ہونے دیا۔ 28 فروری کو محمد یہ
اہل حدیث مسجد اور کباڑی مارکیٹ کی 225 دوکانیں (160 اندر اور 65 باہر) پوری
طرح تباہ کر دی گئیں۔ یہ حملے لگاتار تین دنوں تک چلتے رہے تاکہ وہاں کچھ بھی نہ
بچے۔

دو واج مینوں احمد محمد عرب اور یوسف عبد الغفور شیخ کی لاشیں ہارون یوسف کی دوکان
کے ٹھیک باہر کٹی اور جلی ہوئی حالت میں پائی گئیں۔

بچنے والے دو دوسرے واج مین غنی بھائی جمال بھائی اور عبد الشکور عبد الجبار ان
واقعات کے چشم دید گواہ ہیں۔ انکے مطابق خاص ملزم اشوک بھائی سندھی ان
فسادیوں کی قیادت کر رہا تھا۔ کباڑی مارکیٹ گلز پیٹھ پولس اسٹیشن کے تحت آتا ہے
جہاں کے پولس والے تین دنوں تک چلنے والے ان منصوبہ بند حملوں کے سامنے
اندھے بنے رہے۔ ہم نے ان کو سیکڑوں فون کئے۔ تقریباً چار کروڑ کی مالیت کا
نقصان ہوا جب کے مکانات کا نقصان 1.5 کروڑ کا ہے۔

جگن ناتھ
مندر کے
سامنے واقع
100 سال
پرانی درگاہ
توڑ دی گئی
اور وہاں
روزانہ رات
میں 9 بجے رام
دھن بجلتی
گئی 27-28
فروری کی
رات میں مندر
کے احاطہ
میں موجود
ہاتھیوں کو
شراب پلائی
گئی۔ انکی
چیخوں سے
پورے علاقے
میں کشیدگی
اور دہشت
پھیل گئی۔
27 فروری کی
رات اسٹیٹ
ٹرانسپورٹ
کی سروس بند
کر دی گئی تاکہ
لوگ گھاؤں
سے بھاگ نہ
سکیں۔

مقام: نیو گجرات کباڑی مارکیٹ کارپوریشن، کباڑی مارکیٹ، احمد آباد
گواہ: سکریٹری کباڑی مارکیٹ

28 فروری کو احمد آباد میں فرقہ وارانہ فسادات کے دوران قسادیوں نے کباڑی مارکیٹ کے گیٹ کو توڑ ڈالا اور پھر کبھی دوکانوں کو لوٹ کر انھیں جلا دیا۔ ان لوگوں نے کباڑی مارکیٹ کو تباہ کر دیا۔ لوٹ مار اور آگ زنی کے درمیان ہم نے فائر بریگیڈ کو سیکڑوں بارفون کئے لیکن ہمیں کوئی تشفی بخش جواب نہیں ملا اور نہ ہی کوئی آگ بجھانے والی گاڑی بھیجی گئی۔ پولس کو مطلع کرنے کے باوجود وہ بھی خاموش رہی بلکہ افسوس کی بات یہ ہے کہ انھوں نے قسادیوں کی ہمت افزائی کی۔

ان سب کے بعد ہماری مارکیٹ کے دو واپچ مینوں احمد بھائی محمد بھائی عرب اور یوسف بھائی غفور بھائی کوتیز اسلوں سے قتل کر دیا گیا۔ ان کا ابھی سول اسپتال میں بیچ نامہ اور پوسٹ مارٹم ہوتا ہے۔

اس ظالمانہ حملہ میں ہماری کباڑی مارکیٹ کو تباہ کر دیا گیا ہماری مسجد جلا دی گئی ہماری متبرک کتابوں کو جلا ڈالا گیا۔ کباڑی مارکیٹ میں نقصان کا تخمینہ چار کروڑ روپے کا ہے۔

مقام: جمال پور، احمد آباد

گواہ: لیاقت بھائی

جگن ناتھ مندر کے سامنے واقع 100 سال پرانی درگاہ توڑ دی گئی اور وہاں روزانہ رات میں 9 بجے رام دھن بجائی گئی 27-28 فروری کی رات میں مندر کے احاطہ میں موجود ہاتھیوں کو شراب پلائی گئی۔ انکی چیخوں سے پورے علاقے میں کشیدگی اور دہشت پھیل گئی۔ 27 فروری کی رات اسٹیٹ ٹرانسپورٹ کی سروس بند کر دی گئی تاکہ لوگ گھاؤں سے بھاگ نہ سکیں۔

کہ پالڈی علاقہ سے جیتا ہے نے اپنی انتخابی تقریر میں صاف کہا تھا کہ ”باندیو نہیں
بخشے جاؤ گے“ باندیو (مسلمانوں کے لئے ایک ہنگ آمیز لفظ) (ایک بھی مسلمان کو
زندہ نہیں چھوڑا جائے گا)

کنج کی مسجد کے قریب سید پان والا بشیر بھائی کی دوکان ہے وہ پولس کو سال
پان کھلاتا ہے اس لئے کہ اسکے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ 28 فردری کو اسکے
پان کا گلہ توڑ دیا گیا۔ پی ایس آئی جوٹوٹے ہوئے گلے کے پاس تھا اس نے بشیر
بھائی سے حویلی پولس اسٹیشن آکر کیس رجسٹر کرانے کے لئے کہا۔

لیکن پولس اسٹیشن میں پی ایس آئی یادو اور پی ایس آئی چاڈہ نے اسے ڈمڑے سے
پیٹا، دونوں ہی اسکی دوکان سے مفت پان کھاتے تھے۔

سب سے خراب حالت دی ایس اسپتال کی تھی یہاں بھارتی بہن اور انیتا بہن
دونوں بی بی جے پی کارپوریٹر (بھارتی بہن مٹی مگر سے ہیں) ڈاکٹروں کو ہدایت دے
رہی تھیں کہ کس مریض کو دیکھنا ہے کس کو نہیں۔ دی ایس اسپتال میں بی بی جے پی اسبلی
کے دہاؤ پر مقامی انتظامیہ نے مسلمانوں کے علاج سے انکار کر دیا تھا۔ ریونیو منسٹر ہرین
پانڈیا کو ہم لوگوں نے دی ایس اسپتال کے سامنے اپنا بازار میڈیکل کو آگ لگاتے
دیکھا ”یہ میاں نے آگ لگائے“ (ہمیں ان مسلمانوں کو جلا دیتا ہے)

فائر بریگیڈ کو بلایا گیا اور اسنے آگ پر قابو پانے کی کوشش بھی کی لیکن ہرین پانڈیا جو
فسادیوں کی قیادت کر رہا تھا اس نے انھیں روکا۔ ہرین پانڈیا اور ممبر اسبلی اشوک بھٹ
کے خلاف ایک ایف آئی آر درج کی گئی ہے۔ ایس پولس اسٹیشن کے ٹھیک باہر ہرین
پانڈیا کو پی آئی سے یہ کہتے سنا گیا کہ ”آہ سماج کئی نئی“ (اس فرقہ نے کچھ نہیں کیا)
جبکہ ہوٹل ایس جل رہا تھا۔ اس پی آئی کے لئے ہوٹل ایس میں ایک خاص کمرہ ہمیشہ
بک رہتا تھا۔

سب سے
خراب حالت دی
ایس اسپتال کی
تھی یہاں بھارتی
بہن اور انیتا
بہن دونوں ہی
بی بی جے پی
کارپوریٹر
بھارتی بہن مٹی
مگر سے ہیں
ڈاکٹروں کو
ہدایت دے رہی
تھیں کہ کس
مریض کو
دیکھنا ہے کس
کو نہیں۔ دی
ایس اسپتال
میں بی بی جے پی
اسبلی کے
دہاؤ پر مقامی
انتظامیہ نے
مسلمانوں کے
علاج سے انکار
کر دیا تھا۔
ریونیو
منسٹر ہرین
پانڈیا کو ہم
لوگوں نے دی
ایس اسپتال کے
سامنے اپنا
بلاز میڈیکل کو
آگ لگاتے دیکھا

ناثر بریگیڈ کو
 بلایا گیا اور
 اسنے آگ پر
 قابو پانے کی
 کوشش بھی
 کی لیکن ہریں
 ہانڈیا جو
 فسادوں کی
 قیادت کر رہا
 تھا اس نے
 انہیں روکا۔
 ہریں ہانڈیا
 اور ممبر
 اسمبلی اشوک
 بھٹ کے خلاف
 ایک ایف آئی
 آر درج کی
 گئی ہے۔ ایس
 پولیس
 اسٹیشن کے
 ٹھیک باہر
 ہریں ہانڈیا
 کو ہی آئی کو
 یہ کہتے سنا
 گیا کہ آہ
 سماج کئی
 انتہی (اس
 فرقہ نے کچھ
 نہیں کیا)
 جبکہ ہوٹل
 ایس جل رہا
 تھا۔

جمال پور دروازہ کے سامنے جگن ناتھ مندر کو پولس کا مکمل تحفظ حاصل تھا۔

مقامی پولس انسپکٹر جڈیج نے مسلمانوں پر فائرنگ کی اور جمال پور دروازہ کے قریب
 10 جھونپڑیوں اور 3-2 کیبنوں کو آگ کے گولوں سے جل کر راکھ ہوتے خوشی سے
 دیکھتا رہا۔

جڈیج نے بعد میں مسلمانوں کے خلاف ایف آئی آر درج کی جس میں دعویٰ کیا کہ دو
 ہزار کی بھیڑ نے وہاں حملہ کیا، کباڑی مارکیٹ کے ایک وائچ مین یوسف بھائی اللہ بخش کی
 پیرکئی لاش ملی۔ کباڑی مارکیٹ ایسوسی ایشن نے اس قتل کے لئے پی آئی بروٹ کے
 خلاف ایف آئی آر درج کرائی ہے۔

پچانے گئے حملہ آور: وزیر ہریں پاٹھیا، بی جے پی ممبر اسمبلی اشوک بھٹ، بھارتی
 بہن، انیتا بہن (دونوں بی جے پی کارپوریٹر)

مذرم پولس اہلکار: پی ایس آئی یادو، پی ایس آئی چاؤڑا، پی ایس آئی جڈیج، پی ایس آئی
 بروٹ۔



کتنی قربانیاں دیں ہم نے وطن کی خاطر
 اور ہم سے یہ گم ہے کہ وقادار نہیں
 تم نے کر ڈالا ہے آئینہ وفا کو پامال
 یہ حقیقت ہے کہ تم سا کوئی غدار نہیں

عصمتیں لوٹی ہیں، کھلی ہے لہو سے ہولی
 اہل ایماں کو کیا قلم و تشدد کا شکار
 مسجدیں اور عزاخانے جلائے کتنے
 وحشیوں نے کیا انسان کی تہذیب پہ وار

ریاضت علی شائق سائیکھوی

وٹوا

وٹوا احمد آباد کے باہری کنارے پر واقع ہے۔ اس نے لگاتار اور طویل عرصے تک چلنے والے فسادات کا سامنا کیا جس کی قیادت قریب میں واقع کالونیوں مثلاً مرلی دھر سوسائٹی، منی سوسائٹی، اساپالو سوسائٹی، پکنک پارک اور مانو نگر کے رہنے والے کر رہے تھے۔ لوگوں کے مطابق حملوں کی قیادت وٹوا کا رہنے والا بھرتنگ دل لیڈر ہریش پٹیل کر رہا تھا۔ پٹیل کو پولس کا تحفظ حاصل تھا۔ نور پورا قبرستان میں 300 گھروں کی بستی کو فساد یوں نے پورے دن اور پوری رات حملہ کر کے تباہ و برباد کر دیا۔ یہ حملے ساپالو، پکنک پارک اور مانو نگر ہاؤسنگ کالونیوں کے رہنے والوں نے کئے۔ ان حملوں میں واگھری طبقہ کے لوگ شامل تھے۔ اس علاقہ میں مسلمانوں کے بھی گھر جلا کر راکھ کر دیئے گئے۔ بچو بھائی کنواں (70-80 گھر) بسم اللہ نگر (60 گھر) ڈھربار کھیر (70-80 گھر) سیواڑی (150 گھر) عظیم پارک (100 گھر) مچادی پیر (9 گھر) روشنی راؤ (105 گھر)۔

مقام: وٹوا

گواہ: رضوانہ ایڈوکیٹ

20 ہزار لوگوں کا ٹولہ تھا۔ 28 فروری کو بچو بھائی کنواں، بسم اللہ نگر اور نوا پورہ کو جلا دیا گیا۔ روشنی راؤ اور دوسرے علاقوں کو دوسرے دن جلا دیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ چاروں طرف سڑھی سڑھیں۔ منڈی ہی منڈی۔ بھرتنگ دل کا مہیش پٹیل، گریش پٹیل اور ایچا پٹیل (بی جے پی کونسلر) بھیڑ کی قیادت کر رہے تھے۔ یہ لوگ 3 مارچ کو گرفتار کئے گئے لیکن شام تک سب کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ پی آئی سنگھ، اور پی آئی دموڑ کھلے عام ان کی مدد کر رہے تھے۔ مرلی دھر سوسائٹی اور مانو نگر کا کونا کونا دشوہندو پریشد

جب سید واڑی اور نواپورہ کو جمعرات کو فسادوں کے ہاتھوں تباہ کیا جا رہا تھا ایس ایس وہاں خود کھڑے تھے۔ وہ واگھ نواس قبرستان کے پاس بھی کھڑے تھے اور وہاں توڑ پھوڑ کا مزہ لیتے دیکھے گئے (اس وقت مجھے ان کا نام یاد نہیں لیکن وہ اس علاقہ کے ایس ایس ہیں) پورا پولیس محکمہ وٹوا کے ایک بڑے حصے کو تباہ ہونے کا نظارہ دیکھ رہا تھا۔ تین دن بعد بھی (3 مارچ) کوئی شکایت اور ایف آئی آر درج نہیں کی گئی۔

اور بھرنگ دل کے کارکنوں سے بھرا پڑا تھا۔ بھیڑ مگوار اور پھاؤڑے لئے تھی کچھ کے ہاتھ میں بندوقیں بھی تھیں۔ سبھی گھروں کو جلانے کے ساتھ ساتھ 7-8 لوگوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا اور 7-8 لوگ ابھی بھی لاپتہ ہیں۔ نواپورہ کے رہنے والے خاص طور سے بھانگر کا کاروبار کرتے ہیں۔

جب سید واڑی اور نواپورہ کو جمعرات کو فسادوں کے ہاتھوں تباہ کیا جا رہا تھا ایس ایس وہاں خود کھڑے تھے۔ وہ واگھ نواس قبرستان کے پاس بھی کھڑے تھے اور وہاں توڑ پھوڑ کا مزہ لیتے دیکھے گئے (اس وقت مجھے ان کا نام یاد نہیں لیکن وہ اس علاقہ کے ایس ایس ہیں) پورا پولیس محکمہ وٹوا کے ایک بڑے حصے کو تباہ ہونے کا نظارہ دیکھ رہا تھا۔ تین دن بعد بھی (3 مارچ) کوئی شکایت اور ایف آئی آر درج نہیں کی گئی۔ ولدیت حسین نامی شخص جن کا فارم ہاؤس جلا دیا گیا انھیں گیسوں کی تمام بوریوں کے جل جانے اور برباد ہو جانے سے 3، 4 لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔ ان کی شکایت کیم مارچ کو درج کی گئی۔

پچپانے گئے حملہ آور: ہمیش ٹیل (بھرنگ دل) گریش پاٹیا اور ایچا ٹیل (بی جے پی کارپوریٹر)

ملزم پولس اہلکار: ایس پی، پی آئی سگھ، پی آئی داموڑ، پورا پولس محکمہ

مقام: سید واڑی، عظیم نگر

گواہ: سلمہ آپا

فسادیوں کے حیلے کے دوران سب سے خراب رویہ پی آئی داموڑ کا تھا۔ انھوں نے کھلے عام دھمکی دی اگر کسی نے شکایت کی ہم مسلم عورتوں اور بچوں کو اٹھا لیں گے۔ نواپورہ کے اکثر رہنے والے بھانگر کا کاروبار کرتے ہیں۔ وہاں کے لوگ روز

کمانے والے ہیں ہم فساد کے چار دن بعد (4 مارچ) بھی رات میں لاؤڈ اسپیکر پر
کاٹو مارو“ چلانے کی آواز سنکر ڈرتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہم گھبرا کر باہر چلے
جائیں اور پھر وہ ہم پر حملہ کر دیں۔ آج بھی جب ہم بستی کی سرحد کے باہر سبزی خرید
نے گئے تو سبزی فروشوں کو دھمکی دی گئی کہ مسلم عورتوں کو سبزیاں نہ بیچیں اور نہ ہی ان
کے بچوں کو دودھ دیں۔

ملزم پولس اہلکار : پی آئی ڈا موڑ

مقام : نواپورہ

گواہ : عابدہ

میرا گھر نواپورہ میں پہلا گھر ہے اور اسے سب سے زیادہ تباہ کیا گیا ہے (عابدہ
اپنی کہانی سناتے ہوئے بے قابو ہو کر چلانے لگتی ہے) میں ان لوگوں کو پہچان سکتی
ہوں جو کہ ہمارے گھر میں داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک جنیس اور چشمہ پتے
تھا وہ بھرتک دل کے کچھ نعرے لگا رہے تھے۔ ان لوگوں نے سب کچھ تباہ کر دیا۔
میں نے اپنے بچوں کی شادی کے لئے بہت کچھ اکٹھا کیا تھا لیکن اب سب ختم
ہو چکا ہے۔ مجھے بھروسہ ہے کہ میں ان میں سے بہت سے کو پہچان سکتی ہوں۔ وہ
لوگ تین ہزار سے چار ہزار کی تعداد میں تھے اسلئے میں بھاگ گئی۔ میری شادی
کے وہ تمام زیور جو کہ میں نے اپنی بیٹیوں کیلئے سنبھال رکھے تھے، تیس سال میں
میں نے جو بھی بسایا انھوں نے 30 گھنٹوں میں صاف کر دیا۔ پچھلے 6 دنوں سے
میں سو نہیں سکی ہوں۔

مقام: دٹوا

گواہ: حافظہ خاں، کونسلر

ہم فساد کے
چار دن بعد (4
مارچ) بھی رات
میں لاؤڈ
اسپیکر پر
کاٹو مارو“
چلانے کی آواز
سنکر ڈرتے
ہیں۔ وہ چاہتے
ہیں کہ ہم
گھبرا کر باہر
چلے جائیں اور
پھر وہ ہم پر
حملہ کر دیں۔ آج
بھی جب ہم
بستی کی
سرحد کے باہر
سبزی خریدنے
گئے تو سبزی
فروشوں کو
دھمکی دی گئی
کہ مسلم
عورتوں کو
سبزیاں نہ
بیچیں اور نہ
ہی ان کے
بچوں کو دودھ
دیں۔

پولیس
انسپیکٹر داموڑ
کا برٹلو
مجرموں جیسا
تھا۔

28 فروری

کسی رات میں جب ہم لوگوں پر حملہ ہوا اس وقت ہم لوگوں کو چاروں جانب سر ہی سر نظر آرہے تھے۔ تلواریں ہوا میں لہرائی جارہی تھیں۔ پرائیوٹ بندوقوں سے گولیاں چلائی جارہی تھیں تب ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارا اللہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ فسادیوں کا بس ایک ہی مقصد تھا "مسلمانوں کو ختم کرو" اور ہر جگہ معصوم لوگ مارے جا رہے تھے۔

جمعرات اور جمعہ (28 فروری۔ یکم مارچ) کو 48 گھنٹے پوری افراتفری تھی۔ سی ٹی ایم چار راستے پر ایک مسلمان ڈرائیور سلیم خاں کو پولس وائر لیس پر یہ پیغام ملنے کے بعد کہ اس راستے سے ایک مسلمان ڈرائیور جارہا ہے زندہ جلا دیا گیا۔

ہم بھی انجیکشن ٹرسٹ بھی چلاتے ہیں جس کے پاس ہماری دی ہوئی ایک ایسولینس ہے۔ ان دنوں ہم نے اپنی جان کی پروا کئے بغیر اسپتال کی خدمت کی لیکن ہمیں کیا ملا؟ سید واڑی ٹول ٹاکا کے قریب پولس نے ہماری ایسولینس کو روک لیا اور تین دن کے لئے ضبط کر لیا۔ جب میں اسے لینے کے لئے گیا تو یہ دیکھ کر مجھے دھکا لگا کہ ہرٹائر میں 5-10 پنکچر تھے۔ مجھے اسے واپس دٹوالانے میں تین گھنٹے کا وقت لگا۔

28 فروری کی رات میں جب ہم لوگوں پر حملہ ہوا اس وقت ہم لوگوں کو چاروں جانب سر ہی سر نظر آرہے تھے۔ تلواریں ہوا میں لہرائی جارہی تھیں۔ پرائیوٹ بندوقوں سے گولیاں چلائی جارہی تھیں تب ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارا اللہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ فسادیوں کا بس ایک ہی مقصد تھا "مسلمانوں کو ختم کرو" اور ہر جگہ معصوم لوگ مارے جا رہے تھے۔

روشنی پارک، رونق پارک، طفیل پارک، سراج پارک، نواپورہ، ونڈے کھڑتالاب جو وہ نگر چنچہ، برہان سوسائٹی اور بسم اللہ نگر کے رہتے والے ڈر کے مارے یہاں بھاگ آئے تھے وہ لوگ اب بھی ریلیف کمپ میں ہیں۔

پولس انسپکٹر داموڑ کا برتاؤ مجرموں جیسا تھا۔ جب کچھ لوگوں نے سلیم سوسائٹی کے نزدیک فساد کی شدت کے بارے میں بتایا تو اس کے الفاظ تھے "جو ہوا کم ہوا اتنا مار کھایا کم ہے ابھی اور مار کھانا ہے۔"

مذموم پولس اہلکار : پی آئی داسوڑ

28 فروری کو یہاں مضبوطی سے بنے 65 بنگلے فساد یوں کی بھیڑ کے ہاتھوں منہدم

کر دیے گئے۔ گھروں کو اڑانے کے لئے ان لوگوں نے کچھ ایسڈ اور دھماکہ خیز

مادوں کا استعمال کیا۔ ایک ٹائمر جس کا رنگ سیاہ تھا کوتاروں سے جوڑا گیا اور اس

میں کچھ کیمیکل ڈالا گیا جس سے کچھ ہی دیر میں شارٹ سرکٹ ہو گیا۔ یہ کیمیکل احمد

آباد میں چار اور جگہوں سے ملا، دوسری جگہوں کی طرح وٹو میں بھی ایک مسجد، اسکول

اور گھروں کو اڑانے کیلئے گیس سلنڈر کا استعمال کیا گیا۔

مقام: وٹو

گواہ: رسول خاں پرنسپل عاصمی ہائی اسکول

میں سرکار سے منظور شدہ عاصمی ہائی اسکول میں پرنسپل ہوں جہاں 500 طالب

علم کے جی سے دسویں تک تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ میری بیوی ایک دوسرے

اسکول فرینڈس ہائی اسکول کی پرنسپل ہے جہاں تقریباً ایک ہزار طالب علم ہیں۔

میرے اسکول کو پوری طرح جلا دیا گیا۔ میرا بنگلہ جو اسکول کے بغل میں ہے وہ بھی

جلا دیا گیا۔

ہم نے جو دیکھا اس میں سب سے برا یہ تھا کہ میرے ہم پیشہ نویت ٹیل جو کہ

ہندوؤں کے علاقہ میں واقع دو میونسپل اسکول کے پرنسپل ہیں اور جو کہ اسکول کے پرنسپل

ہونے کے ساتھ ساتھ ٹیل پان ہاؤس کے بھی مالک ہیں نے کیشو بھائی سبزی والا اور

بابولال ٹیل کے ساتھ تین جانب سے ہمارے اسکول اور پوری برہانی سوسائٹی پر حملے کی

قیادت کی۔

ایک پرنسپل یا منیجر کے لئے اس سے تکلیف دہ اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے

اسکول کو اپنی آنکھوں کے سامنے جلا دیکھے۔ سارے ریکارڈ کو تباہ ہوتے ہوئے

دیکھے۔ یہاں تک کہ بچوں کے بنائے چارٹوں کو بھی برباد ہوتے دیکھے اور جب ان حملوں کی قیادت ایک ٹیچر کر رہا ہو جس پر کہ تو جوانوں کا مستقبل نکالے تو دل اور ٹوٹ جاتا ہے۔

ان پورے حملوں کا مقصد انسانی جانوں کو بے رحمی سے ختم کرنا، ایک خاص فرقہ کو معاشی نقصان پہنچانا، مذہبی اور ثقافتی نشانیوں کو مٹانا اور ترقی کے سبھی نشانات کو ختم کرنا تھا۔

پہچانے گئے حملہ آور: پرنسپل نوینٹ ٹیل

مہیش ٹیل (بجریگ دل)، گریش پاٹھیا (بی جے پی

کارپورٹر) ایٹا ٹیل (بی جے پی کارپورٹر)

ملزم پولیس اہلکار: ایس پی کے سی ٹیل، پی آئی سنگھ، پی آئی داموڑ

(وٹوا) پی ایس آئی یادو، پی ایس آئی چاؤڑا،

پی آئی جڈیجہ (ایس برج)



یہ گونیلو کے چیلے یہ نازیوں کے مرید

ہر اک ظلم کو رد عمل بتاتے ہیں

یہ دیکھنا ہے کہ کانڈ کی ناؤ کو اپنی

یہ بحر ہند میں اب کتنے دن چلائے ہیں

ہمیں کیا دھمکیاں دیتے ہیں سیوک سنگھ کے رہبر

خدا کا شکر ہے انگریز کے منبر نہیں تھے ہم

حقیقت ہے کہ زنجیر غلامی ہم نے کاٹی ہے

کبھی نذر سلاسل تھے کبھی سولی نشیں تھے ہم

ان حملوں کا مقصد انسانی جانوں کو بے رحمی سے ختم کرنا، ایک خاص فرقہ کو معاشی نقصان پہنچانا، مذہبی اور ثقافتی نشانیوں کو مٹانا اور ترقی کے سبھی نشانات کو ختم کرنا تھا۔

پہچانے گئے حملہ آور: پرنسپل نوینٹ ٹیل

مہیش ٹیل (بجریگ دل)، گریش پاٹھیا (بی جے پی

کارپورٹر) ایٹا ٹیل (بی جے پی کارپورٹر)

ملزم پولیس اہلکار:

ایس پی کے سی ٹیل، پی آئی سنگھ، پی آئی داموڑ

(وٹوا) پی ایس آئی یادو، پی ایس آئی چاؤڑا،

پی آئی جڈیجہ (ایس برج)

قیس رامپوری

پالڈی

پالڈی 1932 میں وجود میں آیا۔ 1969 کے فسادات کے دوران یہ علاقہ پراسن تھا۔ 1990 میں یہاں کچھ گڑبڑ ہوئی۔ ڈے لائٹ اپارٹمنٹ میں رہنے والے ایک خاندان کے ایک ممبر کو زندہ جلا دیا گیا۔ وہی لوگ آج بھی یہ کام کر رہے ہیں۔

ہرین پاٹھیا اس انتخابی حلقہ سے جیت کا رائے۔ اپنی انتخابی تقریر میں وہ کھلے لفظوں میں بول رہے تھے کہ پالڈی سے مسلمانوں کا نام و نشان مٹا دیں گے۔

ہم نے پالڈی کے دو جوڑوں آفتاب بھائی اور غزالہ قادری اور ایاز و وسیم اسلم سے 9 مارچ کو بات کی۔ یہ دونوں جوڑے کاظمی اپارٹمنٹ کے فلیٹ نمبر 3 اور 4 میں رہتے ہیں۔ جسٹس اے این دو بیجہ (گجرات ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ جج) فلیٹ نمبر ایک اور دو میں اسی بلڈنگ میں رہتے ہیں اور وہ ان کے پڑوسی ہیں۔ خود ان کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ اس بات کے بھی چشم دید گواہ ہیں کہ جسٹس دو بیجہ کے ساتھ کیا ہوا۔

مقام: کاظمی اپارٹمنٹ، پالڈی، احمد آباد

گواہ: آفتاب قادری اور غزالہ قادری

28 فروری کی رات ہمارے فلیٹ میں باہر سے 30،25 پٹرول بم پھینکے گئے جب ہم نے یہ دیکھنے کے لئے حملہ ور کون ہیں باہر دیکھا تو وہاں وشو ہندو پریشد کارکن موجود تھے۔ ہم نے 100 نمبر پر پولس کنٹرول روم کو فون کیا اور ڈی سی پی پارڈھی سے بات کی جنہوں نے پی آئی اور پی ایس آئی کو نقصان کا پتہ لگانے کے لئے بھیجا۔ ہم لوگوں نے تحفظ کا مطالبہ کیا۔ اسلئے کہ ایک دیوار تھی وہ بھی ٹوٹ گئی تھی۔ حملہ وروں کا مقصد صاف تھا۔

پی ایس آئی بجرا جنہوں نے نقصان کا جائزہ لیا تھا کہا کہ یہ پولس کا تحفظ حاصل کرنے

28 فروری

کسی رات ہمارے

فلیٹ میں باہر

30،25

پٹرول بم

پھینکے گئے جب

ہم نے یہ دیکھنے

کے لئے حملہ ور

کون ہے باہر

دیکھا تو وہاں

وشو ہندو

پریشد کارکن

موجود تھے۔ ہم

نے 100 نمبر پر

پولس کنٹرول

روم کو فون کیا

اور ڈی سی سی

ہاں بھی سے بات

کی جنہوں نے

پی آئی اور پی

ایس آئی کو

نقصان کا پتہ

لگانے کے لئے

بھیجا۔ ہم

لوگوں نے تحفظ

کا مطالبہ کیا

اسلئے کہ ایک

دیوار تھی وہ

بھی ٹوٹ گئی

تھی۔ حملہ وروں

کا مقصد صاف

تھا۔

ان لوگوں نے پہلے ترانہ اپارٹمنٹ پر حملہ کیا وہ لوگ بیس بال کے بیٹوں، ہلکی اسٹیکوں اور کسرکٹ کے بیٹ سے لیس تھے۔ 3000 کسے بھیڑ نے پوری طاقت سے مضبوط گیٹ توڑ دیا یہ لوگ وین میں سوار تھے ان لوگوں نے ترانہ اپارٹمنٹ کے 12 فلیٹوں کے نلے توڑ دیے ان میں لوٹ پاٹ کی پھر لٹھیں جلا دیا۔

دوسری بلڈنگ جس پر حملہ ہوا ڈے لائٹ اپارٹمنٹ تھی۔ ان لوگوں نے پھنسی کی بوتلوں کا بیس بم کی طرح استعمال کیا۔ ان لوگوں نے ایسے کیمیکل استعمال کئے کہ ایک بار آگ پکڑ لیتی تو پھر نہیں بجھتی تھی۔ تیسری بلڈنگ جس پر حملہ ہوا ایلائٹ اپارٹمنٹ تھی جہاں زیادہ تر وکیل رہتے ہیں۔ چوتھی بلڈنگ ہماری بلڈنگ کاظمی اپارٹمنٹ تھی۔ میرا خاندان ایک دن پہلے جا چکا تھا میرا تقریباً 4-5 لاکھ کا نقصان ہوا۔

پہچانے گئے حملہ آور، دشوہندو پریشد کے لیڈر اور کارکن

کے لئے کافی نہیں ہے۔ دوسری صبح تقریباً 30 11 بجے 50-60 لوگوں کی بھیڑ نے پتھر پھینکے اور فلیٹ نمبر 3 کی کھڑکی کے شیشے توڑ دیے۔ ہم نے پھر پولس کنٹرول روم فون کیا۔ بھیڑ میں ہم کچھ چہروں کو پہچان سکتے تھے جو کہ ہم لوگوں نے ایک دن پہلے بھی دیکھے تھے۔ ہم سوچ رہے تھے کہ اب کیا کریں۔ میں (آفتاب قادری) نے سوچا کہ گھر چھوڑنے کا فیصلہ ٹھیک نہیں ہے۔

ہماری بلڈنگ کاظمی اپارٹمنٹ میں 12 فلیٹ ہیں۔ یہ سبھی مسلمانوں کے ہیں۔ 28 فردری کی صبح وہاں صرف 10-12 خاندان بچے تھے۔ کچھ شہروں سے باہر تھے اور کچھ دوسرے فلیٹ چھوڑ گئے تھے۔ ہم لوگوں نے اپنے خاندانوں کے لوگوں کو کہیں اور بھیج دیا تھا میں نے 28 فردری کو پورے دن 2500-3000 کی بھیڑ کو پورے علاقہ میں تباہی پھیلاتے دیکھا۔

ان لوگوں نے پہلے ترانہ اپارٹمنٹ پر حملہ کیا۔ وہ لوگ میں بال کے بیٹوں، ہاکی اسٹیکوں اور کسرکٹ کے بیٹ سے لیس تھے۔ 3000 کی بھیڑ نے پوری طاقت سے مضبوط گیٹ توڑ دیا۔ یہ لوگ وین میں سوار تھے، ان لوگوں نے ترانہ اپارٹمنٹ کے 12 فلیٹوں کے نلے توڑ دیے ان میں لوٹ پاٹ کی پھر لٹھیں جلا دیا۔

دوسری بلڈنگ جس پر حملہ ہوا ڈے لائٹ اپارٹمنٹ تھی۔ ان لوگوں نے پھنسی کی بوتلوں کا دیسی بم کی طرح استعمال کیا۔ ان لوگوں نے ایسے کیمیکل استعمال کئے کہ ایک بار آگ پکڑ لیتی تو پھر نہیں بجھتی تھی۔

تیسری بلڈنگ جس پر حملہ ہوا ایلائٹ اپارٹمنٹ تھی جہاں زیادہ تر وکیل رہتے ہیں۔ چوتھی بلڈنگ ہماری بلڈنگ کاظمی اپارٹمنٹ تھی۔ میرا خاندان ایک دن پہلے جا چکا تھا میرا تقریباً 4-5 لاکھ کا نقصان ہوا۔

ملزم پولس اہلکار : ڈی سی پی پارڈی، پی ایس آئی برجا

گواہ :

جسٹس روانی،

ریٹائرڈ جج،

گجرات ہائی

کورٹ، سابق

چیف جسٹس

راہستہ ہائی

کورٹ (یہ

میمورنڈم قومی

انسانی حقوق

کمیشن کو پیش

کیا گیا)

قومی انسانی

حقوق کمیشن

کے قابل احترام

چیرمین کے

مشورے کے

مطابق کہ مجھے

گجرات ہائی

کورٹ کے جج

جسٹس ایم ایچ

قادر کی

سرکاری

رہائش گاہ کو

تبدیل کرنے اور

اس سے متعلق

دوسرے

معاملوں کو

تحریری طور

پر دینا چاہئے۔

جو کچھ میں نے

لکھا ہے وہ اس

طرح ہے:

مقام : پالڈی، احمد آباد

گواہ : جسٹس روانی، ریٹائرڈ جج، گجرات ہائی کورٹ، سابق چیف جسٹس

راہستہ ہائی کورٹ (یہ میمورنڈم قومی انسانی حقوق کمیشن کو پیش کیا گیا)

قومی انسانی حقوق کمیشن کے قابل احترام چیرمین کے مشورے کے مطابق کہ مجھے گجرات ہائی کورٹ کے جج جسٹس ایم ایچ قادر کی سرکاری رہائش گاہ کو تبدیل کرنے اور اس سے متعلق دوسرے معاملوں کو تحریری طور پر دینا چاہئے۔ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ اس طرح ہے:

28 فروری کو 3 بجے مجھے فون ملا کہ شہر میں فساد پھوٹ پڑا ہے، کچھ وکیلوں نے مجھے فون کیا کہ ہائی کورٹ کے سامنے ٹرکوں کو جلایا جا رہا ہے اور جج کورٹ چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ یہ سن کر مجھے صدمہ ہوا اسلئے کہ مجھے معلوم تھا کہ ہائی کورٹ کے احاطے میں پولس کی ایک کمپنی تعینات رہتی ہے۔ اور ہائی کورٹ کے سامنے دوسری جانب بھی کچھ پولس کھڑی رہتی ہے۔ میں نے اقلیتی فرقہ کے اپنے کچھ دوستوں کو فون کیا۔ تقریباً چار بجے میری جسٹس قادر سے بات ہوئی۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ ان کے بنگلے کے قریب حالات بہت دھماکہ خیز ہیں۔ لوٹ پاٹ اور آگ زنی کی وارداتیں شروع ہو گئی ہیں۔ میں نے ان پولس اہلکاروں کے بارے میں پوچھا جو ان کے بنگلے پر تعینات تھے، انھوں نے کہا نا کافی ہتھیار کے ساتھ دو پولس کانسٹیبل وہاں موجود ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ میں اپنے طور پر بنگلے کے تحفظ کیلئے کچھ کرتا ہوں۔ میں نے ریٹائرڈ ڈی ایس پی سے رابطہ کیا اور ان سے گزارش کی کہ وہ ایس برج پولس اسٹیشن میں کسی سے کہیں کہ قادری کی رہائش گاہ کا دورہ کرے۔ ایس پی

ایک گھنٹے بعد میں نے پھر جسٹس قادری سے رابطہ قائم کیا انھوں نے بتایا کہ دھلیا علاقہ میں (جہاں ہائی کورٹ کے ججوں کے ہنگامے ہیں) لوٹ اور آگ زنی کسی واریتیس ہوئی ہیں۔ یہاں تک کہ گجرات کالج اور رسول اسپتال کے نزدیک اقلیتی فرقہ کے گیر جوں کو توڑ پھوڑ ڈالا گیا ہے یا جلا دیا گیا ہے۔ اس کے بعد میں نورنگ پورہ پولس اسٹیشن کے سامنے سوسائٹی میں اپنے ایک دوست سے بات کی۔ اس علاقہ میں اعلیٰ پولس افسروں کی رہائش گاہیں ہیں۔

آئی (شاید مسٹر وچھانی) نے جسٹس قادری کے گھر کا دورہ کیا۔ انھوں نے کہا کہ ان کے پاس فاضل پولس فورس نہیں ہے لیکن وہ یہاں نظر رکھیں گے اور آتے جاتے رہیں گے۔

ایک گھنٹے بعد میں نے پھر جسٹس قادری سے رابطہ قائم کیا انھوں نے بتایا کہ دھلیا علاقہ میں (جہاں ہائی کورٹ کے ججوں کے ہنگامے ہیں) لوٹ اور آگ زنی کی وارداتیں ہوئی ہیں۔ یہاں تک کہ گجرات کالج اور رسول اسپتال کے نزدیک اقلیتی فرقہ کے گیر جوں کو توڑ پھوڑ ڈالا گیا ہے یا جلا دیا گیا ہے۔

اس کے بعد میں نورنگ پورہ پولس اسٹیشن کے سامنے مسلم سوسائٹی میں اپنے ایک دوست سے بات کی۔ اس علاقہ میں اعلیٰ پولس افسروں اور اعلیٰ سرکاری افسروں کی رہائش گاہیں ہیں۔ اس دوست نے مجھ سے کہا کہ ایس آر پی یہاں تعینات ہے لیکن ان لوگوں کو باہر رکھنا ٹھیک نہیں ہے۔ جسٹس قادری یہاں سے قریب ہی رہتے ہیں اگر اسکا انتظام ہو کہ ضرورت پڑنے پر انھیں خبر دی جاسکے تو وہ کوشش کریں گے کہ ایس آر پی والے وہاں جلدی پہنچیں۔ لیکن تب انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا فسادیں انھیں (جسٹس قادری کو) اتنی مہلت دیں گے کہ وہ انہیں یا مسلم فرقہ کے کسی کو فون کر سکیں گے؟ یہ سکر مجھے غصہ آ گیا لیکن پھر بھی میں جسٹس قادری سے رابطہ میں رہا میں نے ان سے 10 30 سے 11 30 تک رابطہ قائم رکھا۔

دوسرے دن صبح یکم مارچ 2002 کو 8:30 پر میں نے جسٹس قادری سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن نیلی فون پر مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔ یہ دیکھ کر مجھے تشویش ہوئی اور میں نے گجرات ہائی کورٹ کے پروٹوکول افسر سے رابطہ کیا۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ رات دیر گئے جسٹس قادری اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ قریب کے جسٹس دھلیا کے ہنگامے میں چلے گئے۔ میں نے پروٹوکول افسر سے کہا کہ وہ جسٹس

قادری سے کہے کہ میں ان کے لئے فکر مند ہوں وہ مجھ سے جتنی جلد ممکن ہو سکے رابطہ کریں۔

تقریباً 11:30 پر جسٹس قادری کا فون میرے پاس آیا۔ انھوں نے بتایا کہ چیف جسٹس اور ساتھی ججوں کے کہنے پر وہ ان کے خاندان کے لوگ جسٹس وگھیلہ کے بھائی کے بنگلے میں آگئے ہیں۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ انھیں دسٹر پور میں ججوں کے بنگلے میں رہنے کے لئے کہا جا رہا ہے۔ ٹیلی فون پر میں نے ان سے کہا کہ جو کوئی آپ سے بنگلہ شفٹ کرنے کے لئے کہے آپ ان سے کہیں کہ ایک سنگ جج کے لئے اس لئے سرکاری بنگلہ تبدیل کرنا کہ آپ اسے مکمل تحفظ نہیں دے سکتے یہ عدلیہ کا مذاق ہے۔ جواب میں انھوں نے گزارش کی کہ کیا میں ان کی رہائش گاہ آسکتا ہوں۔ میں نے کہا کہ جتنا جلد ہو سکے گا میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔ جسٹس قادری کے پاس جلتے سے پھلے جس نے ڈائریکٹر جیوڈ شیل اکیڈمی آرا سے مہتا سے رابطہ کرنے کی کوشش کی۔ وہ اپنے گھر پر نہیں ملے لیکن وہیں سے مجھے معلوم ہوا کہ ریٹائرڈ ہائی کورٹ جج اور سابق چیرمین ایم آر ٹی پی جسٹس دوپچہ کو گھر چھوڑنے پر مجبور کیا گیا ہے اور ان کے گھر میں توڑ پھوڑ کی گئی ہے۔

میں نے جسٹس دوپچہ سے ان کے دوست کی رہائش گاہ پر رابطہ کیا۔ میرا مقصد تھا کہ میرا پیغام جسٹس مہتا تک پہنچا دیا جائے کہ وہ جسٹس قادری کے گھر سے جلد پہنچیں اور یہ کہ میں بھی وہاں جا رہا ہوں کچھ دیر بعد جسٹس مہتا بھی وہاں پہنچ گئے 1:15-1:30 بجے میں ان کی رہائش گاہ پر پہنچا۔ جسٹس قادری سے بات چیت سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا:

چیف جسٹس دھرم ادھیکاری، جسٹس قادری اور ان کے خاندان کے لوگوں کے تحفظ کیلئے فکر مند ہیں اور ان سے گزارش کر رہے ہیں کہ وہ دسٹر پور میں ججوں کے

ایک سنگ جج کے لئے اس لئے سرکاری بنگلہ تبدیل کرنا کہ آپ اسے مکمل تحفظ نہیں دے سکتے یہ عدلیہ کا مذاق ہے۔ جواب میں انھوں نے گزارش کی کہ کیا میں ان کی رہائش گاہ آسکتا ہوں۔ میں نے کہا کہ جتنا جلد ہو سکے گا میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔ جسٹس قادری کے پاس جلتے سے پھلے جس نے ڈائریکٹر جیوڈ شیل اکیڈمی آرا سے مہتا سے رابطہ کرنے کی کوشش کی۔ وہ اپنے گھر پر نہیں ملے لیکن وہیں سے مجھے معلوم ہوا کہ ریٹائرڈ ہائی کورٹ جج اور سابق چیرمین ایم آر ٹی پی جسٹس دوپچہ کو گھر چھوڑنے پر مجبور کیا گیا ہے اور ان کے گھر میں توڑ پھوڑ کی گئی ہے۔

میں نے جسٹس قادری سے کہا کہ میں ٹیلی فون پر کسی گئی اپنی فلسفیانہ باتیں واپس لیتا ہوں زمینی حقیقت اب بھی ہے کہ آئینی فلاسفی اب صرف کتابوں تک محدود ہے۔ ہم لوگ بہادر ہو سکتے ہیں لیکن ہم لوگ سرحد پر لڑنے والے سپاہی نہیں ہیں جہاں ایک قدم بھی پیچھے ہٹنا بزدلی کی نشانی ہے از حالات میں جس میں آپ ہیں محفوظ مقام پر شفٹ نہ ہونا ہے وقوف ہوگی۔

بنگلے میں چلے جائیں یا ان کے بنگلے پر چلے آئیں جو کہ بنگلے کے پاس ہی ہے۔

ملٹری اعلیٰ جنس کے لوگوں نے جسٹس قادری سے کہا تھا کہ یہ مناسب ہوگا کہ وہ اپنی رہائش گاہ تبدیل کر لیں اسلئے کہ ان کی رہائش گاہ پر تعینات پولس فساد یوں کی بھیڑ کے سامنے کافی نہیں ہے اور انھیں اپنی حفاظت کیلئے مقامی پولس پر انحصار نہیں کرنا چاہئے۔

ملٹری کے لوگوں نے انھیں یہ پیش کش کی کہ وہ فوجی چھاؤنی علاقہ کے ملٹری گیٹ ہاؤس میں ان کے تحفظ کی ضمانت دے سکتے ہیں۔

جسٹس قادری ہماری رائے پوچھ رہے تھے کہ اسی وقت جسٹس مہتہ کے موبائل پر ہائی کورٹ کے رجسٹرار کا فون آیا۔ وہ چیف جسٹس کے بنگلے سے بول رہے تھے۔ رجسٹرار نے بتایا کہ دو بنگلے بنگلہ نمبر 14 اور بنگلہ نمبر 26 بالکل تیار ہیں اور جسٹس قادری ان میں سے کسی میں بھی شفٹ کر سکتے ہیں۔ جسٹس مہتہ نے جسٹس قادری کے ہاتھ میں فون دے دیا۔ رجسٹرار سے بات پوری کرنے کے بعد جسٹس قادری نے ہم لوگوں سے پوچھا کہ ہمیں کیا لگتا ہے وہ کیا کریں۔

میں نے جسٹس قادری سے کہا کہ ”میں ٹیلی فون پر کی گئی اپنی فلسفیانہ باتیں واپس لیتا ہوں۔ زمینی حقیقت اب یہی ہے کہ آئینی فلاسفی اب صرف کتابوں تک محدود ہے۔ ہم لوگ بہادر ہو سکتے ہیں لیکن ہم لوگ سرحد پر لڑنے والے سپاہی نہیں ہیں جہاں ایک قدم بھی پیچھے ہٹنا بزدلی کی نشانی ہے، ان حالات میں جس میں آپ ہیں محفوظ مقام پر شفٹ نہ ہونا ہے وقوف ہوگی۔“

پھر میں نے ان سے کہا کہ انھیں اپنے رشتہ داروں کے علاوہ اور کہیں نہیں جانا چاہئے۔ بیمار ماں جن کی عمر 85 سال ہے عارضہ قلب میں مبتلا ہیں دوا سکول جانے

27 فروری

کسی رات سے
پالڈی میں جو
ہنگل پن
شروع ہوا اس
میں ہم میں سے
کوئی محفوظ
نہیں تھا۔ یہاں
تک کہ ڈاکٹر
وہاس، ڈاکٹر
پرگنیش شاہ،
ڈاکٹر رمیش
پاریکھ بھی
نہیں۔ شایعہ
بلڈنگ جس
کی پھلی اور
دوسری منزل
پر ہندو
ڈاکٹروں کے
کلینک تھے وہ
بھی گیس
سلنڈروں سے
جلا دیے گئے
کیونکہ اس
بلڈنگ میں
مسلمان زیادہ
تعداد میں تھے۔
یہ حملے صبح
11 بجے سے
شام 6 تک
جاری رہے

والی بچیاں ہیں وہ اور انکی بیوی اسکے علاوہ کوئی مرد نہیں ہے، اب ان کے خاندان کو اس
وقت جو مدد چاہئے وہ ان کے رشتہ داروں سے مل سکتی ہے، یہاں فوج والے ان کی
زندگی کی حفاظت کر سکتے ہیں لیکن وہی سکون نہیں دے سکتے یہی جشس مہتہ کی بھی
رائے تھی۔

جشس قادری سے گفتگو کے دوران پتہ چلا کہ انھوں نے کل رات سے کچھ نہیں
کھایا ہے اس وقت 2:30 بجے تھے ہم نے ان سے کہا کہ جب تک وہ ہمارے سامنے
کھانا نہیں کھائیں گے ہم نہیں جائیں گے۔ ہماری موجودگی میں انھوں نے کسی طرح دو
تین چپاتیاں سبزی کے ساتھ کھائیں۔

جیسے ہی انھوں نے اپنا کھانا ختم کیا، ملٹری والوں کا فون آیا۔ ہمارے سامنے انھوں
نے فون پر کہا وہ ٹیگور ہال کے قریب وی ایس اسپتال کے پیچھے اپنی سالی کے فلیٹ میں
شفٹ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اسکے بعد جب ہمیں یقین ہو گیا کہ وہ فوج کی حفاظت
میں شفٹ کر لیں گے ہم وہاں سے چلے آئے۔

5 بجے کے قریب میں نے جشس قادری سے بات کی انھوں نے بتایا کہ 4 بجے فوج
کی حفاظت میں اپنی سالی کے فلیٹ پر آ گئے اور انکی ماں کی طبیعت بھی ٹھیک ہے۔

مقام : فیض محمد سوسائٹی، پالڈی، احمد آباد

گواہ : اولیس سریش والا

27 فروری کی رات سے پالڈی میں جو پاگل پن شروع ہوا اس میں ہم میں سے
کوئی محفوظ نہیں تھا۔ یہاں تک کہ ڈاکٹر وہاس، ڈاکٹر پرگنیش شاہ، ڈاکٹر رمیش پارکھ بھی
نہیں۔ شایعہ بلڈنگ جس کی پہلی اور دوسری منزل پر ہندو ڈاکٹروں کے کلینک تھے وہ
بھی گیس سلنڈروں سے جلا دیے گئے کیونکہ اس بلڈنگ میں مسلمان زیادہ تعداد میں
تھے۔ یہ حملے صبح 11 بجے سے شام 6 تک جاری رہے اور کچھ واقعات دوسرے دن صبح

بھی ہوئے۔

پالڈی کی 6 ہاؤسنگ سوسائٹیوں پر حملے میں جہاں تقریباً ایک ہزار مسلمان رہتے ہیں میں اس علاقہ میں 5 سے 6 ہزار ہندو رہتے ہیں۔ کاظمی اپارٹمنٹ، ایلائٹ، ڈے لائٹ کارنر 2، ترانہ اور بنگلہ نمبر 16 اور 24 جہاں موتی محل کے مالک رہتے ہیں پوری طرح جلا دیے گئے۔

بنگلہ نمبر 16 اور 24 میں ایک خاندان کے تین ضعیف لوگ ظفر شیخ، عبداللہ موتی محل والا، نظام الدین میمن اور اقبال ہاشمی کو بری طرح مار پیٹ کر زخمی کر دیا گیا، تب کچھ لوگوں نے انہیں بچایا۔

ترانہ اپارٹمنٹ کے ایک خاندان نے اپنی حفاظت کیلئے پولس کو پچاس ہزار روپے دیئے۔ احمد آباد میں ڈسٹرک ایریا ایکٹ نافذ ہے جس کی وجہ سے ہندو اور مسلمان ایک دوسرے سے زمین نہیں خرید سکتے۔ تلخی اپارٹمنٹ میں بہت سے مسلمان جنھوں نے پہلے فلیٹ خرید لیا ہے، اب اسے نہیں بیچ سکتے اسلئے وہ اپنے آپ کو ہرست سے گھرا ہوا محسوس کرتے ہیں۔

پالڈی کے لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم لوگوں نے شرافت سے رہنے کی قیمت چکائی ہے۔



دکھانے جائیں بھی کس کو بھلا گجرات کے گھاؤ
یہ وہ کرب مسلسل ہے کہ جس کو خود ہی سہتا ہے
تعاقب میں ابھی کچھ دوسرے سفاک مودی ہیں
ہمیں خود زندگی کی راہ میں ہوشیار رہنا ہے

قیس راپوری

پالڈی کی
6 ہاؤسنگ
سوسائٹیوں پر
حملے میں جہاں
تقریباً ایک ہزار
مسلمان رہتے
ہیں میں اس
علاقہ میں 5
سے 6 ہزار
ہندو رہتے ہیں۔
کاظمی
اپارٹمنٹ،
ایلائٹ، ڈے
لائٹ کارنر 2،
ترانہ اور بنگلہ
نمبر 16 اور
24 جہاں موتی
محل کے مالک
رہتے ہیں
پوری طرح جلا
دیے گئے۔

بنگلہ نمبر
16 اور 24 میں
ایک خاندان کے
تین ضعیف
لوگ ظفر شیخ،
عبداللہ موتی
محل والا، نظام
الدین میمن اور
اقبال ہاشمی کو
بری طرح مار
پیٹ کر زخمی
کر دیا گیا۔

گومتی پور

گومتی
پور کے سلطان
نگر میں تقریباً
260 جھونپڑیاں

ہیں جس میں
تقریباً 1500
لوگ رہتے
ہیں یکم مارچ
کو تقریباً
دو ہزار فساد
آٹمی اور
جھونپڑیوں کو
انکے سامان
سمیت راکھ کے
ٹھیکر میں
تبدیل کر دیا۔
اس بھیڑ کے
لیڈر اپنے
سروں پر
کیسری پٹیاں
باندھے تھے اور
ہاتھوں میں
ترشول لیے
تھے۔ ان میں
کئی کے ہاتھوں
میں تلواریں
تھیں۔

گومتی پور کے سلطان نگر میں تقریباً 260 جھونپڑیاں ہیں جس میں تقریباً 1500
لوگ رہتے ہیں۔ یکم مارچ کو تقریباً دو ہزار فساد آئے اور جھونپڑیوں کو انکے سامان
سمیت راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر دیا۔ اس بھیڑ کے لیڈر اپنے سروں پر کیسری پٹیاں
باندھے تھے اور ہاتھوں میں ترشول لیے تھے۔ ان میں کئی کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں۔
الزام ہے کہ اس بھیڑ کو ڈی اسٹاف گومتی پور کے پی ایس آئی کا تحفظ حاصل تھا
جبکہ جھونپڑیاں جلانی جارہی تھیں مودی اپنی جیپ (رجسٹریشن نمبر جی جے اے-1-5342)
میں آئے اور امبی کال نمبر 1 کی دوسری جانب 12 بجے دن تک رکے
رہے۔

وہاں کے ایک رہنے والے اور پولس کی مدد کے چشم دید گواہ موہن بندیلہ جو ہاؤسنگ
رائٹ آرگنائزیشن جن سنگھرش مورچہ کا ایک حصہ ہیں نے پولس کے خلاف گومتی پور
پولس اسٹیشن کے ڈی ایس پی کورپورٹ درج کرائی ہے۔

مقام: صلوٰۃ نگر، مٹمنٹس، گومتی پور، احمد آباد

گواہ: موہن بندیلہ، ممبر جن سنگھرش منچ

میں موہن بھائی بناری داس بندیلہ (کنوینر جن سنگھرش منچ) انتہائی افسوس کے ساتھ
یہ بتا رہا ہوں کہ امبی کال گیٹ نمبر-1 کے سامنے ہزدکھو کھرا اور برج، گومتی پور تقریباً
دو ہزار فساد آئے اور صلوٰۃ پور، مٹمنٹس میں آگ لگادی جس میں 260 جھونپڑیاں تھیں
اور 1500 لوگ رہتے تھے۔ یکم مارچ کے اس واقعہ میں جھونپڑیاں بھی سامانوں سمیت
جل کر راکھ ہو گئیں۔

میں موہن
بھائی بنارسی
داس بندیلہ
(کنوینر جن
سنگھرش منچ)
انتھائی
افسوس کے
ساتھ یہ بتا رہا
ہوں کہ امبیکا
مل گیٹ نمبر
1-
سلمہ، نزد
کھوکھرا اور
برج، گومتی
پور تقریباً
دو ہزار فساد
آئے اور صلو
پور ہٹمنٹس
میں آگ لگادی
جس میں
260 جھونپڑیاں
تھیں اور
1500 لوگ
رہتے تھے۔ یکم
ملاچ کے اس
واقعے میں
جھونپڑیاں
سبھی
سالمون سمیت
حل کر رکھے
ہو گئیں۔

بھیڑ کے لیڈر سروں پر کیسری پٹیاں باندھے اور کیسری رنگ کے ہیلٹ پہنے تھے۔
وہ ترشول لئے تھے، کئی کے ہاتھوں میں تلواریں بھی تھیں۔ اس بھڑ کو پی ایس آئی
اسٹاف گومتی پور شری مودی کی مدد حاصل تھی۔ آگ زنی کے درمیان مودی اپنی جیب
جی۔جے۔اے۔اے۔5342 میں امیکا مل نمبر ایک کے پیچھے آئے اور وہاں دوپہر
12 بجے تک رہے۔ سڑک کی دوسری جانب سے دو چار لوگ آئے اور بسلیری کی خالی
بوتلوں میں پی ایس آئی کی جیب سے پٹرول اڈیزل بھر کر فساد یوں سے جا ملے۔ تقریباً
12.30 بجے امیکا نگر کے پیچھے چھتوں پر پٹرول اڈیزل ڈال کر آگ لگادی گئی۔ اس
وقت کچھ غریب لوگ ان جھونپڑیوں سے اپنے بچوں کو لیکر کالو پور اسٹیشن اور کچھ
ریلوے کالونی کی سمت بھاگے۔ اس حملے سے قبل میں موہن بھائی بندیلہ پی ایس آئی گومتی
پور پولس اسٹیشن کو لگا تا 24 گھنٹے تک حفاظتی انتظامات کرنے کیلئے کہتا رہا لیکن گومتی
پور پولس اسٹیشن نے ان غریب لوگوں کی کوئی مدد نہیں کی۔ ٹیلی فون نمبر 100 پر کنٹرول
روم میں کئی بار شکایت درج کرائی گئی لیکن اسکے بعد بھی امیکا مل کے پیچھے چھتوں کی
حفاظت کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔

حملہ آور ارائی واڑی پولس علاقہ کے تھے ہم نے ارائی واڑی پولس اسٹیشن کو کئی بار فون
کیا اور پولس انسپکٹر جنیل سے شکایت کی کہ ان کے علاقہ سے فساد یوں کی ایک بڑی بھڑ
بار بار جھونپڑیوں کو جلانے کی کوشش کر رہی ہے اسلئے مہربانی کر کے کچھ بندوبست کریں
لیکن ہمارے بار بار گزارش کرنے کے بعد بھی ان لوگوں کو کوئی سیکورٹی نہیں مہیا کرائی
گئی۔

اسکے نتیجے میں 2000 لوگوں نے پولس کی مدد سے ان جھونپڑیوں کو جلا کر راکھ کر
دیا۔ ان فساد یوں نے 10-8 جھونپڑیوں کو لوٹ لیا جو کہ جتنے سے بچ گئی تھیں۔ پی
ایس آئی ڈی اسٹاف گومتی پور شری مودی ہماری آنکھوں کے سامنے فساد یوں کو

پٹرول / ڈیزل دے رہے تھے۔ ایسا لگتا ہے جیسے ان فساد یوں نے شری مودی سے پہلے ہی بات کر رکھی تھی۔ ہم بہت افسوس سے یہ کہہ رہے ہیں کہ پولس نے ایک بھی فساد کو گرفتار نہیں کیا۔

شری مودی ان فساد یوں کو جانتے ہیں جنہوں نے ان غریبوں کو نقصان پہنچایا انہوں نے خود اپنی ڈیوٹی پوری نہیں کی اور جھوٹے پڑیوں کو جلانے میں فساد یوں کی مدد کی جس سے پورے پولس محکمہ کا نام بدنام ہوا ہے اسلئے براہ کرم ان مجرموں کو جلد گرفتار کریں اور انہیں سلاخوں کے پیچھے بھیجنے کے لئے قانونی قدم اٹھائیں۔ ایسے انتظام بھی کریں کہ مستقبل میں ان کا کوئی نقصان نہ ہو۔ میں موہن بھائی بندیا یہاں رہنے والوں کی شکایت درج کرانے 02-03-02 کی شام گومتی پور تھانہ گیا لیکن انہوں نے شکایت درج کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ میں یہ سب رجسٹرڈ ڈاک سے بھیج رہا ہوں۔

رامول خان واڑی ریلیف کمپ

کھوکھرا سوسائٹی (200 گھر جلے ہیں) سننی چال، جٹانگر، غنور بستی، (200 گھر جلائے گئے) انصار نگر (200 گھر جلائے گئے) اس کالونی میں 500 پناہ گزیں ہیں آج تک ان کی ایف آئی آر درج نہیں کی گئی ہے اور ابھی تک انہیں ضلع مجسٹریٹ سے بھی کوئی مدد نہیں ملی ہے۔ کمپ میں رہنے والے یاد کرتے ہیں کہ کس طرح ان کے 15-10 رکشے 28 فروری کو جلا دئے گئے۔ 6 مارچ کو سابق وزیراعظم کے دورے سے قبل ضلع مجسٹریٹ نے ان کے لئے کچھ وال چاول بھیجا تھا۔



ہی ایس آئی
ڈی لسٹاف
گومتی پور
شری مودی
ہماری آنکھوں
کے سامنے
فسادیوں کو
پٹرول / ڈیزل
دے رہے تھے۔
ایسا لگتا ہے
جیسے ان
فسادیوں نے
شری مودی
سے پہلے ہی
بات کر رکھی
تھی ہم بہت
افسوس سے یہ
کہہ رہے ہیں
کہ پولیس نے
ایک بھی فساد
کو گرفتار
نہیں کیا۔
شری مودی ان
فسادیوں کو
جانتے ہیں
جنہوں نے ان
غریبوں کو
نقصان
پہنچایا

جیسے ہی
کارسیوکوں
کی لاشوں کی
آخری
رسومات ادا
کی گئیں اسی
دن شام سے ہی
دوسری
پہچان والے
متاثرین کی
لاشیں آنی
شروع
ہو گئیں۔ یہ
چمن پورہ،
رکھیال، بلہو
نگر، بہرام
پورہ، اور دیر
رات گئے نرودا
ہلیا کے مسلمان
تھے۔ گزشتہ
تین بھائیوں
کی یہ سب سے
تکلیف دہ
حقیقت تھی کہ
اس نے دو
فرقوں کے
آپسی بھائی
چارے یقین
اور دوستی کو
رکھ کر دیا تھا۔
اسٹیشن
اسپلانسرڈ
نسل کشی میں۔

اسپتال اور نفرت

دسمبر 1992 اور جنوری 1993 کے کالے دنوں میں بمبئی کے پبلک اسپتالوں میں
اندھی نفرت جو کہ سڑکوں پر موت کے رقص میں بدل گئی تھی دیکھنے کو ملی۔ کچھ ڈاکٹروں نے
بری طرح زخمی مریضوں کا یہ کہہ کر علاج کرنے سے انکار کر دیا کہ انھیں اسی طرح چھوڑ
دو۔ یہ ایک ہزار سال پرانی نفرت تھی جو اس طرح باہر آرہی تھی۔

احمد آباد کے سول اسپتال (سولاسول اسپتال) میں 28 فروری کی صبح 8 بجے
مارے گئے کارسیوکوں کی لاشیں لائی گئیں۔ وہاں غصے اور نفرت کا ایک طوفان تھا۔
وہاں دشنو ہندو پریشد نے ایک مذہبی تقریب کی جس میں آچار یہ راج کشور نے کہا
”یہ فطری رد عمل ہے“ انھوں نے کہا کہ ”اسلامی دہشت گردی“ گودھرا سانحہ کے
لئے ذمہ دار ہے۔

جیسے ہی کارسیوکوں کی لاشوں کی آخری رسومات ادا کی گئیں اسی دن شام سے ہی
دوسری پہچان والے متاثرین کی لاشیں آنی شروع ہو گئیں۔ یہ چمن پورہ، رکھیال، باپو
نگر، بہرام پورہ، اور دیر رات گئے نرودا پٹیا کے مسلمان تھے۔ گزشتہ تین دہائیوں کی یہ
سب سے تکلیف دہ حقیقت تھی کہ اس نے دو فرقوں کے آپسی بھائی چارے، یقین اور
دوستی کو رکھ کر دیا تھا۔ اسٹیشن اسپانسرڈ نسل کشی میں بہت چالاکی سے بڑے پیمانے پر
پوری طرح منصوبہ بند اسلحوں سے لیس بھیڑ تیار کی گئی تھی جو ہزاروں کی تعداد میں تھی
اور اس نے ایبویٹنس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے سے روکنے کے لئے مکمل
انتظام کر رکھا تھا۔

یہ زخموں کو فوری علاج سے روکنے کا انتہائی ظالمانہ طریقہ تھا۔ چمن پورہ سے 6 زخموں
کو بچا کر لایا گیا جن کا دی ایس اسپتال میں یہ کہہ کر علاج کرنے سے انکار کر دیا گیا کہ

پہلے پولس کا اسٹیٹ منٹ لائیں یہ ان لوگوں کے ساتھ کیا گیا جنہوں نے اپنے 60 سے 70 رشتے داروں کو بے رحمی سے مارے جاتے، آبروریزی ہوتے اور جلائے جاتے دیکھا۔

ایک چشم دید گواہ نے جمال پور میں بتایا کہ ”سب سے بری حالت سولاسول اسپتال میں تھی یہاں بھارتی بہن اور انیتا بہن دونوں ہی بی بی جے پی کارپوریٹر ڈاکٹروں سے کہہ رہی تھیں کہ کس کا علاج کرنا ہے اور کس کا نہیں۔“

دی ایس اسپتال جہاں اقلیتی فرقہ کے سب سے زیادہ زخمی لائے گئے ڈاکٹروں نے فساد یوں کے دباؤ میں مسلمانوں کا علاج کرنے سے انکار کر دیا۔“

مقام: احمد آباد

گواہ: شریف خاں، نوٹیل ایسویٹنس

میرے پاس دو ایسویٹنس ہیں اور ان سے زخمیوں کی خدمت کرتا ہوں یہ دیکھے بغیر کہ وہ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ دانی لمزہ (عالی شان)، چار راستہ میں پولس ہمیں 28 فروری سے ہی تنگ کر رہی تھی وہ آج 5 مارچ تک ہمیں پریشان کر رہی ہے۔

کل تک ہم لوگوں نے ایسی لاشیں برآمد کی ہیں جن کی جل کر صرف ہڈیاں باقی رہ گئی تھیں۔ بہرام پورہ میں 4 افراد زندہ جلا دیے گئے۔ ہم لوگوں کے ساتھ سول اسپتال میں بہت برا سلوک کیا گیا اور بہت سی لاشوں کو 24 گھنٹے کے اندر ہی انکے ریکارڈوں کے مکمل ہونے کا انتظام کئے بغیر ڈسپوز کر دیا گیا۔

ایک پی ایس آئی پٹھان نے ہمیں فساد زدہ علاقوں میں جانے سے روکا۔ کیلکول کے نزدیک ایک تاریخی مقام ہے بابا لبالی، اس مقام پر ہمیں دانی لمزہ، چار راستہ، سردار برج اور کیلکڑ کا دورہ کرنے سے روکا۔

6 زخمیوں کو بچھڑ لایا گیا جن کا وی بس اسپتال میں یہ کہہ کر علاج کرنے سے انکار کر دیا گیا کہ پہلے پولس کا اسٹیٹ منٹ لائیں یہ ان لوگوں کے ساتھ کیا گیا جنہوں نے اپنے 60 سے 70 رشتے داروں کو بے رحمی سے مارے جاتے، آبروریزی ہوتے اور جلائے جاتے دیکھا۔ ایک چشم دید گواہ نے جمال پور میں بتایا کہ ”سب سے بری حالت سولاسول اسپتال میں تھی یہاں بھارتی بہن اور انیتا بہن دونوں ہی بی بی جے پی کارپوریٹر ڈاکٹروں سے کہہ رہی تھیں کہ کس کا علاج کرنا ہے اور کس کا نہیں۔“

مدنی مسجد (داسٹاروڈ، پالڈی) کو بھی جس پر کورٹ میں کیس چل رہا ہے تو ڈالا گیا۔ یہی نہیں بلڈوزروں سے یہاں پڑے۔ طے کو صاف کر دیا گیا اور اس مقام پر پختہ سڑک بنادی گئی۔ دوسرے لوگوں نے جنھوں نے اس کام کو اپنی آنکھوں سے ہوتے دیکھا کہا کہ وزیر یونیورسٹی ہرین پانڈیا نے اس کا حکم دیا تھا۔ ایک ایسے شہر میں جہاں کوڑا کئی دنوں تک پڑا رہتا ہے آخر اے ایم سی نے اتنی تیزی سے وہاں طے کو ہٹا کر سڑک کیسے بنادی۔

(الزام ہے کہ میونسپل کمشنر پنیر ویلم، ایک آئی اے ایس افسر اور ڈپٹی کمشنر (ویسٹ زون) ہنگر ڈیا جو کہ پبلک سرونٹ میں نے ایسا کرنے کی ہدایت کی۔)

پہچانے گئے ملزم: درگاواہنی کی کارکنان

ملزم پولس اہلکار، ہرین پانڈیا (ریونیوٹر)، پنیر ویلم (میونسپل کمشنر) ڈپٹی کمشنر ہنگر ڈیا، پی ایس آئی پنھان، پولس کنٹرول روم

مقام: گومتی پور، احمد آباد

گواہ: ڈاکٹر اسحاق شیخ، الامین غریب نواز جنرل اسپتال

28 فروری کو میں اپنے 40 بستروں والے اسپتال میں تھا۔ ٹھیک 12:30 بجے سے وہاں مریضوں کا سیلاب آنا شروع ہو گیا۔ ایک مریض فی منٹ کی رفتار سے۔ وہ لوگ بھی جو کہ بری طرح زخمی تھے اور جنھیں بہتر علاج کی ضرورت تھی۔ خونی دماغ اور خون کی پیاسی بھیڑ نے انھیں علاج کیلئے جانے سے روک رکھا تھا۔

28 فروری کو میں نے شدید طور پر زخمی دو مریضوں کو اپنی ایسبولینس میں وڈی لال سارا بھائی اسپتال لے جانے کی کوشش کی۔ رائے پور میں ہم پر حملہ کیا گیا۔ اس وقت شام کے 4-5 بجے تھے۔ اسی دن ایک دوسرے موقع پر ہم لوگ وڈی لال میں میسرہمت سنگھ

نارودا
میگھانی نگر،
سارمن پور،
بلاپو
نگر سندرم
نگر، اور لسان
پور یہاں ہم نے
10-12
مسجدوں اور
5-1-2
مزاروں کو
بالکل ٹوٹا ہوا
پایا۔ 75 سالہ
ہرانی مدنی
مسجد (داسٹاروڈ، پالڈی)
کو بھی جس پر
کورٹ میں
کیس چل رہا
ہے تو ڈالا
گیا۔
یہی نہیں
بلڈوزروں سے
یہاں پڑے۔ طے
کو صاف کر
دیا گیا اور اس
مقام پر پختہ
سڑک بنادی
گئی۔ وزیر
یونیورسٹی
ہنگر ڈیا نے اس
کا حکم دیا تھا

يك 16 ساله
 لڑكے نصير كو
 اس وقت ٹكڑے
 ٹكڑے كر ديا گيا
 جب وہ
 ہندوؤں اور
 مسلمانوں كى
 پتھرائو كر رہى
 بھيڑ كے درميان
 پھنس گيا۔ ان
 لوگوں نے اسے
 پكڑ كر مار ڈالا
 اور جلا ديا۔
 پہلے دن چار
 ٹولہ قبرستان
 اور پراوستان
 ميں 22 لوگ
 مارے گئے۔ احمد
 آباد ميں پہلے
 دن 45 افراد
 فائرنگ اور
 30 سے زيادہ
 لوگ پرائيوٹ
 فائرنگ ميں
 مارے گئے۔ ميں
 نے پرائيوٹ
 ہندوؤں سے
 فائر كى گئى
 گولياں
 زخميوں كے
 جسم سے نكلى
 هيں۔

سے ملے۔ تو انھوں نے ہمارى مدد كے لئے ايک ايپولينس منگوائى۔ ہم لوگوں نے ميئر
 سے بار بار كہا كہ 12 زخمى دم توڑ چكے هيں۔ ايک ايپولينس ميں ايک شخص كو لے جايا
 جاسكتا ہے ليكن ہم چار چار مريضوں كو لے گئے۔ ہمارے ڈاكٲر پر مريضوں كا بہت زيادہ
 دباؤ تھا ليكن وہ بغير تھكے كام كرتے رہے۔ ايک وقت ميں 4 سے 7 برى طرح زخمى مريض
 آپريشن تھيٲر ميں ہوتے تھے۔ ايپولينس مناسب تعداد ميں موجود نہيں تھيں۔ ہمیں دودھ
 كى دين حاصل كرنى پڑى اور اس سے ہم نے 5-4 مريض ايک بار ميں پہنچائے۔ ايک
 لڑكا ہارون جسے اوشانا كيز كے نزديك گولى مار دي گئى تھى ہم لوگوں نے ايک ہندو كى ملك
 دين اس كو اسپتال لانے كے لئے استعمال كى۔ فائر بريكڈ گومتى پور اور ہوم گارڈ نے اسكو
 اس بھيٲر سے بچايا جس نے اسے گولى مارى تھى۔ بھيٲر ہمیں روكنے كى كوشش كر رہى تھى اور چلا
 رہى تھى ”اس كو مارو اور اس كو جلاؤ“۔ گومتى پور كے پى آئى جادھو مشكل سے ہى اپنى ڈيوٲى
 پورى كر رہے تھے۔

ايک 16 سالہ لڑكے نصير كو اس وقت ٹكڑے ٹكڑے كر ديا گيا جب وہ ہندوؤں اور
 مسلمانوں كى پتھراؤ كر رہى بھيٲر كے درميان پھنس گيا۔ ان لوگوں نے اسے پكڑ كر مار
 ڈالا اور جلا ديا۔ پہلے دن چار ٹولہ قبرستان اور پراوستان ميں 22 لوگ مارے گئے۔ احمد
 آباد ميں پہلے دن 45 افراد فائرنگ اور 30 سے زيادہ لوگ پرائيوٹ فائرنگ ميں
 مارے گئے۔ ميں نے پرائيوٹ ہندوؤں سے فائر كى گئى گولياں زخميوں كے جسم سے
 نكالى هيں۔

يہ پولس كى نا انصافى ہى تھى جسكى وجہ سے اتنا بڑا نقصان ہوا۔ اگر پولس ٹھيك سے كام
 كرتى تو حالات كو منٲوں ميں قابو ميں كيا جاسكتا تھا۔ ليكن ايسا نہيں ہوا۔ پولس اس نا انصافى
 كے لئے ذمہ دار ہے۔ آج ہيلٲھ سروسز كو دوسرے مسائل كا سامنا ہے۔ ايک بڑا مسئلہ
 غذاييت كى كمى ہے اور خراب واٲر سپلاى ہے۔ بچوں كو يرقان ہو رہا ہے وہ پيٲش اور ڈائريا

کے بھی شکار ہو رہے ہیں۔ ایک بچے کی ابھی حال ہی میں موت ہو گئی۔ ہمارا مہینہ کا خرچ 2.5 لاکھ سے بڑھ کر 4 لاکھ ہو گیا ہے لیکن ہم اس انسانی خدمت کیلئے ایک روپیہ بھی نہیں لے رہے ہیں۔ ہمیں لگتا ہے کہ چونکہ ہمارا اسپتال ہی ایسا ہے جو اچھے کام کر رہا ہے۔ ہم چھوٹے ہیں پھر بھی ہمیں نشانہ بنایا جا رہا ہے تاکہ فسادزدگان کو مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے اور وہ مر جائیں۔

میری اللہ اور بھگوان دونوں سے ہی شکایت ہے کہ ”یہ ہندوستان نہیں ہے“ آخر کیا ہوا۔ مجھے لگتا ہے کہ سبھی مسلمانوں سے کہا جانا چاہیے کہ ہم فوج میں داخل ہو جائیں اور پاکستان سے لڑ لیں۔ ایک کروڑ مسلمان فوج میں بھرتی ہو جائیں گے پھر ہم پر سے دھوکے بازی اور ملک دشمن ہونے کا الزام ہمیشہ کے لئے ہٹ جائے گا۔ 28 فروری کو ہمیں نرودا سے خوف زدہ لوگوں کے فون ملنے شروع ہو گئے وہ ڈرے ہوئے تھے۔ ایک کال نثار بھائی کی تھی ”اگر آج رات سے پہلے ہمیں نہیں بچایا گیا تو 500 لوگ کاٹ ڈالے جائیں گے۔ علاقہ کے ایک ہندو بھائی دیر سنگھ نے بعد میں بتایا کہ 100-150 لوگوں کو زندہ جلا کر ایک کنویں میں ڈال دیا گیا جسے اب بند کر دیا گیا ہے۔ نرودا کے فسادزدگان اس وقت شاہ عالم دریا خاں کی گھمٹ اور میدان میں ہیں۔ بہت سے نامعلوم لوگوں جیسے راجندر بھائی ترویدی جو کہ ہمارے اسپتال کے قریب رہتے ہیں انہوں نے ہماری بہت مدد کی۔ 28 فروری سے ہم نے امن بنائے رکھا ہے اور میں نے اپنے لوگوں سے کہہ رکھا ہے کہ نقصان برداشت کرو، رد عمل مت دکھاؤ، یہ وقت گزر جائے گا ہمیں سچ اور انصاف کیلئے جنگ کرنی چاہیے۔

میری اطلاع کے مطابق لیڈروں کے خلاف بہت سی ایف آئی آر درج ہیں۔

ان کے نام ہیں: رانا ٹیلی کام، مایا بین کوڈ مانی، گوردھن ٹرڈوفیا، بابو ماڈینیا اور

28 فروری
کو ہمیں نرودا
سے خوف زدہ
لوگوں کے فون
ملنے شروع
ہو گئے وہ ڈرے
ہوئے تھے ایک
کال نثار بھائی
کی تھی اگر آج
رات سے پہلے
ہمیں نہیں
بچایا گیا
تو 500 لوگ
کاٹ ڈالے
جائیں گے۔
علاقہ کے ایک
ہندو بھائی ویر
سنگھ نے بعد
میں بتایا کہ
100-150
لوگوں کو
زندہ جلا کر
ایک کنویں میں
ڈال دیا گیا
جسے اب بند
کر دیا گیا ہے۔

پروین تو گڑیا،

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں فساد یوں کی قیادت کرتے اور لوگوں کو مارنے کی ٹریننگ دیتے اور انہیں پیسہ دیتے دیکھا گیا۔ یہ لوگ ہندو نہیں ہیں۔ صاف ستھرے ہندو نہیں کر سکتے ایسے ظلم۔

پروین تو گڑیا، تو گڑیا دھن وتری اسپتال کے مالک ہیں 28 فروری کو شہر کیبل پر ایک اشتہار دیکھا جس میں ڈاکٹروں اور نرسوں سے ان کے اسپتال میں آنے کے لئے کہا گیا تھا۔ کیا یہ کسی منصوبے کا حصہ تھا؟ وہ کس لئے سبھی ڈاکٹروں اور نرسوں کو اپنے یہاں بلانا چاہتے تھے؟ کیا وہ ان ڈاکٹروں کو ہمارے اسپتالوں سے دور رکھنا چاہتے تھے۔

عام دنوں میں ہمارے پاس 21 ڈاکٹر ہوتے ہیں جو ہفتے کے الگ الگ دنوں میں ہمارے رابطہ میں رہتے ہیں اب پچھلے آٹھ دنوں میں نلین شاہ اور گورنگ ٹیل (ریڈیا لوجسٹ) کو چھوڑ کر کوئی بھی ہندو ڈاکٹر نہیں آیا ہے وہ یا تو مجبور ہیں یا پھر انہیں اپنی جان کا خطرہ ہے۔ میرا ایمان یہ کہتا ہے کہ آج نہیں تو کل ایسے ہندوستانی سامنے آئیں گے اور وہ منہ توڑ جواب دیں گے۔ زبردست جواب دیں گے ہم سب مل کر پھر ان کو ہی ہندوستان چھوڑنا پڑے گا۔

اسحاق سے ایک دوسری گفتگو

2:45 پر مجھے ایک فون ملا۔ میں پہلی ایسویٹنس لے کر شمشیر باغ (گومتی پور) گیا۔ دو لوگوں کے پیر میں گولی لگی تھی۔ ہم انہیں اسپتال لے کر آئے جیسے ہی ہم واپس ہوئے مزید 4 افراد کو گولی مار دی گئی جس میں سے ایک پولس فائرنگ میں مر گیا۔ یہ زبردستی تھی۔ یہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ

میری اطلاع کے مطابق لیڈروں کے خلاف بہت سی ایف آئی آر درج ہیں۔ ان کے نام ہیں: رانا ٹیلی کام، ملیا بین کوڈنٹائی، گوردھن ڈھڈو فیلا، بابو ماڈینیا اور پروین تو گڑیا، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں فساد یوں کی قیادت کرتے اور لوگوں کو مارنے کی ٹریننگ دیتے اور انہیں پیسہ دیتے دیکھا گیا یہ لوگ ہندو نہیں ہیں۔ صاف ستھرے ہندو نہیں کر سکتے ایسے ظلم۔

2:45 پر مجھے ایک فون ملا میں پہلی ایمبولینس لیے کر شمشیر باغ (گومتی پور) گیا۔ دو لوگوں کے پیر میں گولی لگی تھی۔ ہم انہیں اسپتال لے کر آئے جیسے ہی ہم واپس ہوئے مزید 4 افراد کو گولی مار دی گئی جس میں سے ایک پولس فلٹرنگ میں مر گیا۔ یہ زیربستی تھی۔ یہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ اینڈوکیٹ نظام کو ان کے گھر میں گولی مار دی گئی۔ میں نے ایک زخمی کو جو دل کا مریض تھا اہسی ایمبولینس میں لے چلا تبھی پولس اور ایس آر پی نے مجھے پیٹنا شروع کر دیا۔

اینڈوکیٹ نظام کو ان کے گھر میں گولی مار دی گئی۔ میں نے ایک زخمی کو جو دل کا مریض تھا اپنی ایمبولینس میں لانا چاہا تبھی پولس اور ایس آر پی نے مجھے پیٹنا شروع کر دیا۔ ایس آر پی جوان جسے فائرنگ شروع کی تھی مجھے گالیاں دے رہا تھا۔ اس کا الزام تھا کہ میں نے ایمبولینس میں اسلحے چھپا رکھے ہیں۔ انہوں نے اسکی تلاشی لی۔ انہوں نے میرے بال پکڑ کر مجھے باہر کھینچ لیا اور میرے سر پر رائفل کی بٹ سے مارا۔

انسپکٹر مودی اور انسپکٹر پر مار وہاں موجود تھے۔ یہ سب کچھ آراء ایف کی موجودگی میں ہوا۔ وہ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ تم غلط کر رہے ہو۔ وہ لوگ اپنے ساتھ ویڈیو کیمرہ لئے تھے۔ کیا زخمیوں کی امداد غلط ہے؟ کیا مرے ہوئے لوگوں کی عزت سے آخری رسومات ادا کرنا غلط ہے؟ آخر میں ایک آرمی میجر نے مجھے بچایا اور مجھ سے جانے کے لئے کہا۔ ایک دن میں پولس نے 29 لوگوں کو گولی ماری۔ اسپتال میں گیارہ لوگ تھے۔ بنخیں وی ایس شفٹ کیا گیا جہاں ایک کی موت ہو گئی۔ ”یہ تو ایک لمٹ ہو گیا اسکا اختتام کیا ہو گا“ آخر کس طرح اینڈوکیٹ نظام کو انکے گھر میں گولی ماری جاسکتی ہے اگر یہ پولس کا calculated کام نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے۔ جب پولس نے وہاں فائرنگ کی اس وقت مجھے لوگ گالی دے رہے تھے میں نے پولس سے کہا ”آپ کا کام ہے گولی مارنا، میرا کام ہے انسانوں کو بچانا“

پہچانے گئے حملہ آور: پروین توگڑیا

ملزم پولس اہلکار: ایس آر پی جوان، انسپکٹر پر مار، آراء ایف (جو کہ

13 اپریل کو شمشیر باغ میں ڈیوٹی پر تھے۔)

فارم ہاؤس، کول پرائیوٹ، دس کروٹی تعلقہ، احمد آباد ضلع

مقام

ایک دن میں پولیس نے 29 لوگوں کو گولی ماری۔ اسپتال میں گیارہ لوگ تھے، جنہیں وی ایس شفٹ کیا گیا جہاں ایک کی موت ہو گئی۔ یہ تو ایک لٹ ہو گیا اسکا اختتام کیا ہوگا آخر کس طرح ایڈوکیٹ نظام کو انکے گھر میں گولی ماری جا سکتی ہے اگر یہ پولیس کا calculated کام نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے۔

گواہ : سید بھائی سلیم بھائی جمہ خاں پنہان

کول پرانا روڈ، تعلقہ دس کروٹی احمد آباد ضلع میں واقع میرے فارم ہاؤس کو پوری طرح جلا دیا گیا۔ ہم نے اسالی ڈویژن کے پی ایس آئی ایچ شرما کو کئی بار فون کیا اس نے صاف لفظوں میں کہا کہ اگر فارم ہاؤس نہیں جلے گا تو کیا اسے پیسہ ملے گا۔ میری فون لائن کٹ گئی اور سب کچھ تباہ ہو گیا۔ میں نے فارم ہاؤس بچانے کے لئے کانتی بھارواڑ کو بھی ایک لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ اس نے مجھے 28 فروری کو فون کیا کہ تمہارا فارم ہاؤس نشانے پر ہے، اگر میں دو لاکھ روپے دوں تو اسے بچا سکتے ہیں۔ میں ایک تاجر ہوں میں نے سوچا کہ یہ ڈیمانڈ بہت زیادہ ہے۔ بھارواڑ کی یقین دہانی کے بعد بھی دوسروں نے مجھ سے فارم ہاؤس کا دورہ کرنے کے لئے کہا۔ یہ توڑ پھوڑ دو دن سے زیادہ چلتی رہی ہے۔ میرے نوکروں رمیش اور چٹکن نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

جب میں 2 مارچ کو اپنے فارم ہاؤس گیا میں نے پایا کہ تقریباً 30-35 لاکھ روپے کا نقصان ہوا ہے۔ فسادی 12500 مرغیاں لوٹ کر لے گئے تھے۔ دھانی سے بھرے ہوئے گوداموں کو جلا دیا گیا تھا۔ میں دوسری بار اپنے بھائی اور وائر مین کے ساتھ گیا۔ لوٹ چالو تھی۔ میں جیسے ہی فارم ہاؤس کے اندر داخل ہوا میں نے چلانے کی آواز سنئی "سیٹھ آیا مارڈالو" میں نے دیکھا وہاں 150 فسادی ہیں جو کلہاڑی، ہنسیا اور سریالے تھے۔

45 ہزار مرغیوں میں سے 12500 چرائی گئیں۔ یہ جابئی منصوبہ بند تھی۔ فارم ہاؤس میں پانی اور بجلی کی سپلائی کاٹ دی گئی تھی۔ واقعات کے دس دن بعد بھی میری مرغیاں پیاسی ہیں اور دھانی ابھی تک جل رہی ہے۔ یہ فارم ہاؤس ایک جنت کی طرح تھا۔ 50 جھرنے اسے گرمیوں میں ٹھنڈا رکھنے کے لئے لگائے گئے تھے۔

ہر چیز کو دوبارہ بنانے کے لئے عزم محکم کی ضرورت ہے میرا کل نقصان 60 لاکھ روپے کا ہے۔

ملزم : کانتی بھائی مارواڑ

ملزم پولس اہلکار : پی ایس آئی آراج شرم (اسالی ڈویژن)

صہمت یعنی
صفدر ہاشمی
میموریل
ٹرسٹ فنی
بھلی کی ایک
حقائق دریافت
کرنے والی ٹیم
نے گجرات
فساد زدہ
علاقوں کا
دورہ کر کے جو
نتیجہ اخذ کیا
اس کا حاصل
یہ ہے کہ احمد
آباد میں منظم
ہیملٹن پر
مسلمانوں کی
نسل کشی کی
گٹھی اور اس
عمل میں
شرپسندوں کا
پولیس نہ بھی
ساتھ
دیبا صہمت کی
اس ٹیم نے جس
میں ڈاکٹر کمل
مترا چنائے،
وشنو ناگر،
ہرسن جیت
بوس اور وجو
کرشن شامل
تھے

صہمت یعنی صفدر ہاشمی میموریل ٹرسٹ فنی دہلی کی ایک حقائق دریافت کرنے والی ٹیم نے گجرات فساد زدہ علاقوں کا دورہ کر کے جو نتیجہ اخذ کیا اس کا حاصل یہ ہے کہ احمد آباد میں منظم پیمانہ پر مسلمانوں کی نسل کشی کی گئی اور اس عمل میں شرپسندوں کا پولیس نے بھی ساتھ دیا۔ صہمت کی اس ٹیم نے جس میں ڈاکٹر کمل مترا چنائے، وشنو ناگر، پرسن جیت بوس اور وجو کرشن شامل تھے اپنی ابتدائی رپورٹ میں بتایا ہے کہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ احمد آباد کے واقعات فرقہ وارانہ فسادات نہیں تھے اور کسی بھی طرح سے ان واقعات کی اس تشریح کو واقعاتی شہادتیں قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ تمام واقعات بتاتے ہیں کہ وہاں جو کچھ ہوا وہ پورے طور پر یکطرفہ تھا، بے گناہ مسلمانوں کا طے شدہ قتل عام تھا، جو نسلی تطہیر کے بالکل قریب تھا۔ قتل و غارت گری اور طے شدہ واقعات کو جس طرح ہجوم کو جمع کیا گیا اور اس نے جو طریقہ کار اختیار کیا وہ اس بات کا مظہر ہے کہ یہ فرقہ وارانہ نفرت کو انجام دیا گیا جس طرح نتیجہ میں پھوٹ پڑنے والا عوامی تشدد نہیں تھا بلکہ ایک انتہائی منظم گروہ کا کارنامہ تھا جو ایک عرصہ سے تیاری کر رہا تھا۔ یقیناً گودھرا سانحہ نے بھی اس معاملہ میں کلیدی کردار ادا کیا لیکن یہ حقیقت ہے کہ کسی مسلمان یا گردپ کی طرف سے کوئی بہت چھوٹا سا اشتعال انگیز واقعہ بھی اتنے ہی بڑے پیمانہ پر قتل عام کا سبب بن جاتا کیونکہ ایسے قتل عام کی منصوبہ بندی گودھرا سانحہ سے بہت پہلے کر لی گئی تھی۔ یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ احمد آباد اور گجرات اور دوسرے

صہمت کی
رہپورٹ میں
مزید کہا گیا ہے
کہ سرکاری
طور پر ہلاک
شدگان کی
تعداد بھی کم کر
کے بنائی
جا رہی ہے جب
کہ حقیقت یہ ہے
کہ احمد آباد
اور گجرات کے
دوسرے حصوں
میں ہلاک
شدگان کی
تعداد اگر زیادہ
نہیں ہے تو دو
ہزار سے کم
کمی بھی
صورت میں
نہیں ہے جب
اعداد و شمار
ریلیف کمپنوں
میں کام کرنے
والے ان
رضلکاروں کی
رہپورٹوں پر
مبنی ہیں
جنہوں نے
راحت رسانی
کے ساتھ ساتھ
اعداد و شمار
جمع کرنے کا
بھی مشکل ترین
کام انجام دیا ہے

حصوں میں مسلمانوں پر حملے کو دہرا سانحہ کے ایک دن بعد ہوئے یہ اس امر کا واضح
ثبوت ہے کہ یہ محض وقتی رد عمل کا نتیجہ نہیں تھے بلکہ دہرا سانحہ پر پشید کے ذریعہ 28 فروری
اور یکم مارچ کو گجرات بند کی پکار کا نتیجہ تھے۔

صہمت کی رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ سرکاری طور پر ہلاک شدگان کی تعداد بھی
کم کر کے بتائی جا رہی ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ احمد آباد اور گجرات کے دوسرے
حصوں میں ہلاک شدگان کی تعداد اگر زیادہ نہیں ہے تو دو ہزار سے کم کسی بھی صورت
میں نہیں ہے۔ یہ اعداد و شمار ریلیف کمپنوں میں کام کرنے والے ان رضا کاروں کی
رپورٹوں پر مبنی ہیں جنہوں نے راحت رسانی کے ساتھ ساتھ اعداد و شمار جمع کرنے کا
بھی مشکل ترین کام انجام دیا ہے۔ سرکاری ذرائع 700 ہلاکتوں کی تصدیق کرتے
ہیں جن میں گودھرا ہلاک شدگان بھی شامل ہیں۔ رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ
بعض ایسے دیہی علاقوں تک میں ہلاکتیں واقع ہوئی ہیں جہاں حکومت کے ذرائع کا
پہنچنا مشکل تھا۔ اس لئے ہلاکتوں کی تعداد میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے۔ مارے جانے
والوں میں زیادہ تر مسلمان ہیں جن میں خواتین اور بچے شامل ہیں۔ بہت سے لوگ تو
وی ایچ پی اور بجرنگ دل کے قاتل گروہوں ہی کا نشانہ بنے ہیں جبکہ متعدد مثالیں ایسی
ہیں کہ پولس فائرنگ میں بھی بے بس مسلمان مارے گئے ہیں جو لوگ احمد آباد سے
پچاس کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع دیہاتوں سے بھاگ کر ریلیف کمپنوں میں آ گئے تھے
انہوں نے بتایا کہ بہت سے گاؤں میں تو مسلمانوں کے گھر کے گھر ختم کر دیئے گئے ہیں
اور متاثرہ خاندان کا ایک فرد بھی رپورٹ درج کرانے والا شو کا دعویٰ کرنے کے لئے
نہیں بچا ہے۔ ہر شخص کا یہی کہنا ہے کہ اس مرتبہ کے فسادات نے ماضی کے تمام
فسادات کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے گجرات میں 1969، 1985، 1989 اور
1992 میں بھی بھیاں فسادات ہو چکے ہیں۔ جانی اور مالی نقصانات کے ساتھ ظلم و

تشد اور بربریت کے حالیہ فساد نے تمام ریکارڈ توڑ دئے ہیں۔ ہر جگہ لوگوں کا یہی کہنا تھا کہ اس بار قتل و غارت گری جتنی یکطرفہ طور پر ہوئی ہے ماضی میں کبھی نہیں ہوئی۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ مذکورہ فسادات میں احمد آباد نے ایک نیا تجربہ یہ کیا کہ وی ایچ پی اور بھرتھک دل کے تشدد گردہوں نے ان علاقوں اور محلوں میں گھس کر اجتماعی قتل عام برپا کیا ہے جہاں مسلم آبادی کی اکثریت تھی۔ گجرات فسادات کی ایک طویل تاریخ نے گجرات کی جغرافیائی صورت حال کو اس طرح بدل کر رکھ دیا ہے کہ بہت سے علاقے خالص مسلم غلبہ والے علاقہ بن گئے ہیں ایسے میں تشدد برپا کرنے والوں کو اپنا بھروسہ حاصل کرنے میں کوئی مشکل نہیں آئی۔ اس مرتبہ ایسے ہی علاقوں کو نشانہ بنایا گیا اور ہجوم پانچ ہزار سے لے کر پندرہ ہزار شہر پسندوں تک پر مشتمل رہا۔

ظلم و تشدد اور منصوبہ بند قتل عام کی سب سے بدترین مثال نرودا پنیا علاقہ تھا جہاں 25 ہزار کے قریب مسلمان آباد تھے۔ یہ علاقہ پورے طور پر تباہ کر دیا گیا۔ ان علاقوں میں جو لوگ بچ گئے ہیں وہ آج ادھر ادھر ریلیف کیمپوں میں زندگی گزار رہے ہیں۔ انکا کہنا ہے کہ پولیس نے پورے طور پر فساد یوں کا ساتھ دیا۔ اس علاقہ میں سب سے پہلے نورانی مسجد پر حملہ کر کے اس کو گیس کے سلینڈروں، کارٹائر، مٹی کا تیل اور پٹرول سے جلا دیا گیا جب کچھ مسلم نوجوانوں نے مزاحمت کی تو پولیس نے ان پر فائرنگ کر دی اور اسپیشل ریزرو پولیس نے بے گناہ مسلمانوں کی نہ صرف یہ کہ مدد نہیں کی بلکہ ان کو انتہار میں کھڑے ہوئے فساد یوں کی طرف جانے پر مجبور کر دیا۔ پولیس نے جب مزاحمت کاروں کو ڈھیر کر دیا تو فوراً فساد یوں نے علاقہ کے اندر گھس کر بچوں کو زندہ آگ میں جلا ڈالا اور خواتین کی عصمت دری کرنا شروع کر دیا۔ ریلیف کیمپوں میں متعدد یعنی شاہدین نے واقعات بتائے۔ نرودا پنیا میں لرزہ خیز واقعہ پیش آیا جب ایک حاملہ خاتون کا پیٹ چیر کر اس کے اندر پلٹنے والے بچہ کو زہن پر پھینک دیا گیا۔ یعنی شاہدین نے بتایا کہ اس علاقہ کا انسپکٹر انچارج

اسی طرح
کا ایک دوسرا
واقعہ بابو
نگر کے قریب
سندرم نگر
میں پیش آیا
جہاں
مسلمانوں کی
اکثریت ہے
فسادیوں نے
پولیس کے
ساتھ ایک
مدرسہ پر
حملہ کیا
ٹرکوں میں بھر
کر گیس
سلینڈر لائے
گئے، ٹرکوں
کی ٹکر سے
دیواروں کو
توڑا گیا
36 گھنٹہ تک
فسادیوں نے
لوٹ مار قتل و
غارت گری اور
عصمت دری
کی، اس دوران
بہ بھی ہوا کہ
لگژری بسوں
میں بھر کر تازہ
دم فساد لائے
جاتے ہیں اور
تھکے ہوئے
فسادیوں کو لے
جلیا جاتا رہا۔

سریلا گودھرا حادثہ کے بعد علاقہ میں آکر مکینوں کو یقین دلایا تھا کہ وہ ان کی پوری حفاظت
کرے گا لیکن جب فساد یوں نے قیامت برپا کی تو وہ اپنی فورس کے ساتھ فساد یوں کی
پشت پرکھڑا نظر آیا۔

اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ بابو نگر کے قریب سندرم نگر میں پیش آیا جہاں
مسلمانوں کی اکثریت ہے فساد یوں نے پولس کے ساتھ ایک مدرسہ پر حملہ کیا۔ ٹرکوں
میں بھر کر گیس سلینڈر لائے گئے، ٹرکوں کی ٹکر سے دیواروں کو توڑا گیا 36 گھنٹہ تک
فسادیوں نے لوٹ مار قتل و غارت گری اور عصمت دری کی، اس دوران یہ بھی ہوا کہ
لگژری بسوں میں بھر کر تازہ دم فساد لائے جاتے ہیں اور تھکے ہوئے فساد یوں کو
لے جایا جاتا رہا۔

اس علاقہ میں فساد یوں کے ذریعہ تباہ شدہ مدرسہ کے کھنڈر پر جو پرچہ ملا اس میں تحریر
تھا کہ یہ اندر کی بات ہے پولس ہمارے ساتھ ہے جان سے مار دیں گے ”بجریگ دل زندہ
باد“ فریڈر مودی زندہ باد۔ اس میں مسلم آبادیوں والے علاقوں جیسے اکبر نگر، رحمت نگر،
اسلام نگر، مادی نگر اور انصاریہ میں بھی قیامت برپا کی گئی۔ رپورٹ میں یہ نتیجہ اخذ کرتے
ہوئے کہا گیا ہے کہ تنگ اور گنجان غریب آبادیوں پر جب حملے کئے گئے اور جس طرح
بربادی کی گئی اس سے صاف ہے کہ قتل و غارت گری کا واحد مقصد نسلی تطہیر تھا، ریاستی
حکومت پولس سول انتظامیہ وی ایچ، بجریگ دل اور سنگھ پر یوار کی دوسری تنظیموں کی
شمولیت اس امر کو اجاگر کرتی ہے کہ یہ نسلی تطہیر پوری طرح سے اسٹیٹ اسپانسرڈ تھی۔ ایک
پیغام کھلے طور پر لوگوں تک پہنچایا گیا کہ اگر تم ہندو ہو تو پھر ڈرنے کی کوئی بات نہیں
ہے، آپ کو اس وقت تک کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی جب تک کہ آپ مسلمانوں کا ساتھ نہیں
دیں گے۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے کاروبار اور ان کی صنعتوں کو برباد کرنے میں

بھی بڑے منظم طریقے سے کام کیا گیا۔ بعض علاقوں میں بند کے دوران مسلمانوں کی بڑی بڑی دوکانوں اور شوروم وغیرہ میں متوسط درجہ کی خواتین کو لوٹ مار کرتے دیکھا گیا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ گجرات میں کس پیمانہ پر معاشرہ کو فرقہ واریت کے زہر سے بھر دیا گیا ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا کہ ایک طرف جہاں قومی میڈیا نے واقعات کی کچھ تصویر پیش کی وہیں مقامی میڈیا نے آگ میں گھی ڈالنے کا کام کیا اور لوگوں کو تشدد پر آمادہ کرنے کے لئے اشتعال انگیز جھوٹی خبریں شائع کیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے جو ٹرک راجتی سامان ریلیف کمپنوں کی طرف لے کر جا رہے تھے ان کو اس بہانہ روکا گیا کہ وہ مسلمانوں کیلئے ضرور ہتھیار لے کر جا رہے ہونگے اور اگر فوج نے حالات پر کنٹرول نہ کیا ہوتا تو بہت سی بے گناہ جانیں جاتیں۔

احمد آباد اور اسکے اطراف میں بھیا نک فسادات پر جمعیت علماء ہند نے بھی ایک تفصیلی رپورٹ تیار کی ہے اور اس رپورٹ نے بھی تقریباً دوسری تمام رپورٹوں کی تصدیق کی ہے۔ جمعیت علماء نے فساد زدگان کو راحت پہنچانے کے لئے اقدامات کئے ہیں جمعیت علماء کے مطابق اس کے وفد نے احمد آباد اور اس کے اطراف میں جانی و مالی نقصانات کا سروے کیا۔ جمعیت صدر نے گجرات کا دورہ کیا حقوق انسانی کمیشن کو میمورنڈم دیا اور راحت کمپنوں میں بھی کام کیا۔ جمعیت علماء کے مطابق اس کے وفد نے احمد آباد اور اس کے اطراف میں جانی و مالی نقصانات کا سروے کیا۔ جمعیت صدر نے گجرات کا دورہ کیا حقوق انسانی کمیشن کو میمورنڈم دیا اور راحت کمپنوں میں بھی کام کیا۔

احمد آباد اور اسکے اطراف میں بھیا نک فسادات پر جمعیت علماء ہند نے بھی ایک تفصیلی رپورٹ تیار کی ہے اور اس رپورٹ نے بھی تقریباً دوسری تمام رپورٹوں کی تصدیق کی ہے۔ جمعیت علماء نے فساد زدگان کو راحت پہنچانے کے لئے اقدامات کئے ہیں جمعیت علماء کے مطابق اس کے وفد نے احمد آباد اور اس کے اطراف میں جانی و مالی نقصانات کا سروے کیا۔ جمعیت صدر نے گجرات کا دورہ کیا حقوق انسانی کمیشن کو میمورنڈم دیا اور راحت کمپنوں میں بھی کام کیا۔

ایک کیمپ
ایسا بھی تھا
جو بلول اکل
پورا ضلع
کھیڑا میں
واقع ہے اور
جس میں
ٹھاکر رام
سنگھ
سولنگی نے
475 مسلمانوں
کو پناہ دے
رکھی تھی اور
ان کے لئے
کھانے پینے کا
انتظام کر رہے
تھے

ضروری برتن دو ہفتہ کے لئے غذائی راشن کی اشیاء دو چادریں، چٹائی، مصلے، تسبیح، قرآن کریم وغیرہ مہیا کرائے گئے۔ ایک کیمپ ایسا بھی تھا جو بلول اکل پورا ضلع کھیڑا میں واقع ہے اور جس میں ٹھاکر رام سنگھ سولنگی نے 475 مسلمانوں کو پناہ دے رکھی تھی اور ان کے لئے کھانے پینے کا انتظام کر رہے تھے۔ حالات کی خرابی کے باعث کوئی مسلمان خبر گیری کو نہیں پہنچ سکتا تھا۔ جیسے ہی جمعیت علماء کو پتہ چلا تو فوراً زخمیوں اور راشن کا انتظام کیا گیا اور 15 ٹن راحت کا سامان روانہ کیا گیا۔

جمعیت علماء ذرائع کا کہنا ہے کہ جب تک حالات معمول پر نہیں آ جاتے اور لئے پٹے لوگ پورے طور پر اپنے گھروں کو نہیں لوٹ آتے بہت سے علاقوں میں پہنچ کر حقائق اور اعداد و شمار کا جمع کرنا دشوار طلب امر ہے۔ دس ہزار کروڑ سے زیادہ کی ضائع ہونے والی املاک کی تفصیلات جمع کرنا وقت طلب اور طویل کام ہے۔ ان حالات میں جب کہ سرکاری ذرائع حقائق پر پردہ ڈالنے تشدد پر آمادہ ہو تو یہی کام اور مشکل ہو جاتا ہے۔ جمعیت علماء نے گودھرا افسوسناک واقعہ کی مذمت کرنے میں جن مسلم جماعتوں اور رہنماؤں نے پہل کی ان میں مولانا سید مدنی کا نام سرفہرست ہے۔ وی ایچ پی کے آل انڈیا بند اور گجرات میں اس کے کارکنان کی طرف سے شروع کی گئی پر تشدد مبہم کے رد عمل میں صدر جمعیت علماء نے سیکولر مختلف فرقوں اور مذاہب سے تعلق رکھنے والے شہریوں کو جمع کیا اور انکو وی ایچ پی کی نمائندگی میں چلانے والے قتل و غارت گری کی مبہم کوردکنے کے لئے جدوجہد شروع کرنے پر آمادہ کیا۔ اس مشترکہ اجلاس نے فوری طور پر وزیراعظم کے نام اپیل جاری کی جن میں ان سے درخواست کی گئی کہ وہ بلا تاخیر مداخلت کریں اور قتل و غارت گری کو روکیں۔ اپیل پر دستخط کرنے والوں میں کلیدیپ نیر، ایچ آر بھاروا، طاہر محمود، جعفر شریف، اے آر قندوئی، پی آر اس فشی، ڈی آر گوئل، بابولال شرما اور چون دیال وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ 2 مارچ 2002 کو مختلف مذاہب اور فرقوں سے تعلق رکھنے

علماء نے سیکولر
 مختلف فرقوں
 اور مذاہب سے
 تعلق رکھنے والے
 شہریوں کو جمع
 کیا اور اسکو وی
 ایچ پی کی
 نمائندگی میں
 چلانے والے قتل و
 غارت گری کی
 مہم کو روکنے کے
 لئے جدوجہد
 شروع کرے ہر
 آمادہ کیا اس
 مشترکہ اجلاس
 نے فوری طور پر
 وزیراعظم کے نام
 اپیل جاری کی
 جن میں ان سے
 درخواست کی
 گئی کہ وہ بلا
 ناہنجبر مداخلت
 کریں اور قتل
 و غارت گری
 کو روکیں۔ اپیل
 پر دستخط کرے
 والوں میں کل دیپ
 نیس، ایس آر
 بھاردواج، طاہر
 محمود، جعفر
 شریف، اے آر
 قدواشی، پی آر
 داس، منشی، ڈی
 آر گوئل، بابو
 لال شرما اور
 چون دیال وغیرہ
 قابل ذکر ہیں۔

والے رہنماؤں کے مشترکہ وفد نے صدر جمہیتی علماء کی قیادت میں وزیراعظم سے ملاقات
 کی اور وی ایچ پی، بھرتیگ دل پر پابندی لگانے، نریندر مودی حکومت کو برخاست کرنے،
 صدر راج نافذ کرنے، فوج کو پورے اختیارات دینے اور تمام متاثرین کو فوراً گودھرا میں یا
 گجرات کے علاقوں میں یکساں مدد دینے کے علاوہ یہ بھی درخواست کی کہ جمہیتی علماء اور
 دوسرے فلاح و بہبود اداروں کو خود کو راحت کا کام کرنے کے لئے گجرات بھیجنے کا معقول
 انتظام کیا جائے۔ اس روز شام کو سات بجے اس وفد نے نائب صدر جمہوریہ کرشن کانت
 سے ملاقات کی اور ان کو بھی میمورنڈم کی ایک کاپی دیکر کراٹھو اپنا اثر اور رسوخ استعمال
 کرنے کی درخواست کی 8 مارچ کو ایک وفد نے صدر جمہوریہ کے آرمڈ راکٹس سے ملاقات
 کی اور فوراً سرکار کو برخاست کرنے کا مطالبہ کیا۔

صدر جمہوریہ کو آگاہ کیا گیا ہے کہ بے تصور مسلمانوں کو قتل کیا جا رہا ہے، عورتوں اور
 بچوں کو زندہ جلایا جا رہا ہے اور ان سب میں فساد یوں کو پولس کی سرپرستی حاصل ہے۔ اس
 سے قبل 7 مارچ کو جمہیتی علماء نے ایک راحت سامان وفد احمد آباد بھیجا، اس وفد نے بعض
 متاثرہ علاقوں کا معائنہ کیا اور املاک کے نقصان کا تخمینہ لگایا اور ان جگہوں کی نشاندہی کرنا
 اور راحت کاروں کے لئے نظم بنائے رکھنا۔ وفد کے اراکین نے مقامی ساتھیوں کی مدد
 سے پانچ کنواں میں ریلیف کمپ قائم کیا اور ضروری سامان حاصل کرایا۔ سب سے زیادہ
 متاثرہ علاقوں خاص طور پر بابونگر، سندرم نگر، انصرونگر، گاٹری، شاہ عالم وغیرہ میں معائنہ
 اور فوری امداد کے لئے نکل پڑے۔ 8 مارچ کو جمہیتی علماء اور دوسرے وفد نے سونیا
 گاندھی سے ملاقات کی۔ ان کو ایک میمورنڈم پیش کیا۔ اس دوران جمہیتی علماء کے مختلف
 وفد نے مختلف علاقوں میں جا کر نقصانات کا مکمل سروے کیا اور رپورٹیں تیار کیں۔



آئندہ صفحات میں ملک کے اہم قومی اخبارات
 میں شائع خبریں رپورٹس اور مضامین حوالے کے
 ساتھ شائع کئے جا رہے ہیں تاکہ سند رہے اور
 وقت ضرورت کام آئے۔ انہیں شائع کرنے کی
 ضرورت اسلئے بھی محسوس ہوئی کہ اگر آج سے
 سو برس بعد بھی کوئی اس کتاب کو پڑھے،
 گجرات کے واقعات یا دور حاضر میں برسرِ اقتدار
 جماعات کے کردار کو جاننا چاہے تو اسے صرف
 میری ہی نہیں اس دور کے بیشتر اخبار نویسوں
 مضمون نگاروں کی رائے جاننے کا موقعہ ملے اور
 یہ نتیجہ اخذ کر سکے کہ اس دور میں مسلمانوں
 پر کیا گزری اور تکلیف دہ، درد ناک سچائی کو
 بیان کرنے والا کوئی ایک شخص ہی نہیں یا صرف
 مسلمان ہی نہیں تھے بلکہ مسلمانوں سے بڑھ کر
 کہیں زیادہ غیر مسلموں نے اس تلخ سچائی کو
 بیان کیا، بالخصوص ہندو صحافیوں کا
 نگاروں و عیسائی اور سکھ حضرات نے بھی اس
 درد کو اپنی زبان دی اور اپنے قلم سے تحریر کیا۔

لکھنے سے کہیں زیادہ مختلف ٹی وی چینلس
 نے اس تلخ حقیقت کو پوری ایمانداری کے ساتھ
 پردہ پر دکھایا۔ یہاں اس کتاب میں ان تمام
 چینلس کی لائبریریوں پر رٹنگ پیش کرنا تو ممکن
 نہیں ہے۔ ہر اسٹار نیوز کے لئے راج دیپ سر دیسائی
 نے اپنی جان پر کھیل کر جو سچائی بیان کی، ان
 تمام کو یکجا کر کے پیش کیا جاتا نہ ممکن ہے اور
 جس قدر لکھا گیا ہے شاید کسی ایک شخص کی
 مکمل زندگی اسے لکھنے یا پڑھنے کے لئے کم
 ہے۔ اخبارات کے تراشوں میں آخری مضمون کی
 شکل میں اس وقت کے مشہور کالم نگار راجندر
 شرما کی تحریر ”گجرات کی جنگ میں حیتی گئی
 زمین“ شائع کی جا رہی ہے۔ یہ ایک مضمون سرکار
 کے طرز عمل اور سچائی کو سامنے رکھنے کے لئے
 ایک سند کے طور پر شامل اشاعت کیا گیا ہے۔

بجنگ دل کے ارکان نے سا برمتی ٹرین میں مسلموں کو پیٹا، جسے سری رام کے نعرے لگوائے

(25-2-2002 مہلیس فیض آباد)

آج صبح سا برمتی ایکسپریس ٹرین سے ایودھیا جا رہے ہیں۔ جنگ دل کے ترشول دھاریوں نے درجنوں سب مسافروں، برقع پوش عورتوں و معصوم بچوں پر حمل کر کے قہر برپا کیا۔ ان سب نے پلیٹ فارم پر موجود مسافروں کو بھی نشانہ بنایا، انہیں جسے سری رام کا نعرہ لگانے پر بھی مجبور کیا۔ کچھ نے اپنے کو بندوبست کر جان بچائی۔

ناظرین کے مطابق لکھنؤ کی جانب سے آنے والی صبح کی سا برمتی ایکسپریس ٹرین پر سوار تقریباً دو ہزار ترشول بردار، جنگ دل کے ارکان نے اپنا یہ ہنگامہ دریا آباد ریلوے اسٹیشن سے شروع کیا۔ ٹرین کے مسافروں میں سے جن کی پہچان مسلمان کے طور پر ہوئی انہیں ترشول سے گود کر اور لوہے کی راڈ سے مار کر بری طرح زخمی کیا۔ خواتین و معصوم بچوں کو بھی ان لوگوں نے نہیں بخشا۔ خواتین کے برقعے توڑ ڈالے۔ لوہے کی چھڑ سے پیٹا اور ہاتھ پکڑ کر گھسیٹ۔ ریلوے پلیٹ فارم پر موجود مسافروں کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا۔

دریا آباد سے روڈولی ریلوے اسٹیشن تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ ایک ناظر نے بتایا کہ اعتراض کرنے والے ایک نوجوان کو پٹنگا و درجا گاؤں اسٹیشن کے درمیان ٹرین سے نیچے پھینک دیا گیا۔ تقریباً 8 بجے ٹرین روڈولی پہنچی۔ ٹرین کے رکتے ہی متعدد زخمی عورتیں خون سے شرابور ٹرین سے کود پڑیں۔ اسی کے ساتھ جنگ دل کے ارکان نے بھی پلیٹ فارم پر مسلمانوں کی پہچان کر کے نشانہ بنانا شروع کر دیا۔

تکلیف کھین پور کے عظیم محمد الہ آباد جانے کے لئے ٹرین کے انتظار میں تھے، انہیں بری

ٹرین کے مسافروں میں سے جن کی پہچان مسلمان کے طور پر ہوئی انہیں ترشول سے گود کر اور لوہے کی راڈ سے مار کر بری طرح زخمی کیا۔ خواتین و معصوم بچوں کو بھی ان لوگوں نے نہیں بخشا۔ خواتین کے برقعے توڑ ڈالے۔ لوہے کی چھڑ سے پیٹا اور ہاتھ پکڑ کر گھسیٹا۔

طرح پیا، جے سری رام کے نعرے لگوائے۔ کچھ نے اپنے کو ہندو بتا کر جان بچائی۔ اسٹیشن کے پاس ہی رہنے والے پچاسی سالہ محمد ابرار گھر سے باہر نکلے۔ پہلے ان کی لمبی ڈاڑھی نوچی گئی پھر ترشول سے گود کر بری طرح زخمی کر دیا گیا۔ تھانہ رودولی حلقے کا ایک فرد بھی پلیٹ فارم پر موجود تھا۔ راڈ سے پیٹ پیٹ کر اسے بھی ادھ مرا کر دیا گیا۔ آس پاس کے لوگوں نے پولس کوفون سے اطلاع کیا۔

بھیر پولس چوکی انچارج مع فورس کے موقع پر گئے لیکن تب تک ٹرین جا چکی تھی اور زخمیوں کو ہسپتال بھیجا جا رہا تھا۔ تھانے پر تھانہ انچارج کی غیر موجودگی کی وجہ سے حادثے کی رپورٹ درج نہیں ہوئی۔ زخمی لوگ نہیں جانتے انہیں کس وجہ سے مارا پیا گیا۔

افواہوں کا بازار گرم ہے۔ لوگ ڈرے سہے ہوئے ہیں۔ علاقے کے تمام ہندو مسلم، انٹیلیکچوئل و اچھے لوگوں نے حادثے کو شرمناک بتایا ہے۔ مسلم مذہبی رہنماؤں نے امن بنائے رکھنے کے لئے لوگوں سے اپیل کی ہے اور کوئی بھی رد عمل نہ ظاہر کرنے کی صلاح دی ہے۔



جدھر سے گذر دو دھواں بچھا دو، جہاں بھی پہنچو کمال کر دو
تمہیں سیاست نے حق دیا ہے، ہری زمینوں کو لال کر دو
اپیل بھی تم، دلیل بھی تم، گواہ بھی تم، وکیل بھی تم
جسے بھی چاہو حرام کہہ دو، جسے بھی چاہو ہلال کر دو

راحت اندوزی

کچھ نے اپنے
کو ہندو
بتا کر جان
بچائی۔
اسٹیشن کے
پاس ہی رہنے
والے پچاسی
سالہ محمد
ابرار گھر سے
باہر نکلے۔
پہلے ان کی
لمبی ڈاڑھی
نوچی گئی
پھر ترشول
سے گود کر
بری طرح
زخمی کر دیا
گیلا تھانہ
رودولی حلقے
کا ایک فرد
بھی پلیٹ
فارم پر
موجود تھا۔
راڈ سے پیٹ
پیٹ کر اسے
بھی ادھ مرا کر
دیا گیا۔

موبائل فون والے دنگائی

(اداریہ راشٹریہ سہارا ہندی دہلی)

لوگ
جمعہ جاتی
گازیوں میں
بیٹھ کر
مشہور
دکانوں میں
گئے اور وہاں
سے اپنے ناپ
کی پتلون یا
جوئے لوٹ کر
لے آئے۔ پھر
انہوں نے اپنے
موبائل فون
پر اپنے
دوستوں کو
بتایا۔ پھر
دوست آئے
اور انہوں نے
اپنے ناپ کے
جوئے لوٹے

اس بار گجرات میں ہوئے فسادات نے ہندوستانی نڈل کلاس کے ہارے میں دو نظریات کو پوری طرح سے خارج کر دیا۔ ماہرین سماجیات کا اب تک کا نظریہ یہی رہا ہے کہ فرقہ وارانہ فسادات میں اس طبقے کی شمولیت بلوائی کی جیسی کبھی نہیں رہی۔ فسادات میں تشدد کو رفتار دینے کا کام حقیقت میں ایسے شہری کرتے ہیں جو جھگی جمونپڑیوں اور گندی بستیوں میں رہتے ہیں۔ جو شہر کی چکا چوندھ تو دیکھتے ہیں لیکن جن کے پاس خود اپنی کمائی کا کوئی خاص ذریعہ نہیں ہوتا۔ جو بیمار بیوی اور دودھ پیتے بچے کی پرورش جیسی زندگی کی مشکلات پر قابو پانے کے لئے اپنے سارے ویلیوز کو پامال کر دیتے ہیں اور کچھ بھی کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ جب فسادات ہوتے ہیں تو اسی طبقے کے لوگوں کے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہوتا، وہ کچھ حاصل ضرور کر سکتے ہیں۔ چاہے وہ لوٹ میں ملے ایک جوڑی جوتے ہوں یا کسی راہ گیر سے چھینی ہوئی گھڑی ہی کیوں نہ ہو۔ جو شہری نڈل کلاس کا درجہ حاصل کرتا ہے اسکے پاس زندگی میں کام آنے والی چیزیں جیسے اسکوٹر، فرج، وغیرہ ہوتی ہیں۔ فسادات میں وہ خود بھی لٹ سکتا ہے، اسلئے وہ فساد کی نہیں بننا چاہتا۔ لیکن گجرات میں پہلی دفعہ یہ طبقہ بھی فسادات اور لوٹ میں نظر آیا۔ لوگ چمچاتی گاڑیوں میں بیٹھ کر مشہور دکانوں میں گئے اور وہاں سے اپنے ناپ کی پتلون یا جوئے لوٹ کر لے آئے۔ پھر انہوں نے اپنے موبائل فون پر اپنے دوستوں کو بتایا۔ پھر

دوست آئے اور انہوں نے اپنے ٹاپ کے جوتے لوٹے۔ مڈل کلاس کے بارے میں دوسرا نظریہ یہ رہا ہے کہ وہ کسی سماج میں سب سے اچھی ویلیوز (Values) کا رکھوالا ہوتا ہے۔ وہ اخلاقیات، روایات اور آئیڈیلز کی حفاظت کرتا ہے۔ سماج کا نچلا طبقہ اپنی زندگی کی بنیادی ضرورتیں پورے کرنے میں ہی اپنی ساری طاقت لگا دیتا ہے اور باقی چیزیں اسکے لئے بے معنی ہو جاتی ہیں۔ سماج کا بالائی طبقہ اتنا مضبوط ہوتا ہے کہ وہ اپنے من کی راہ چلنے میں دشواری محسوس نہیں کرتا۔ اس کے لئے کسی روایت یا ویلیوز سے بندھنا غیر ضروری ہو جاتا ہے۔ مڈل کلاس با فکر ہوتا ہے۔ روایات اسے سماج میں جوڑ کر رکھتی ہیں اور آئیڈیلز اسے سماج میں اہم بناتے ہیں اسلئے عدم تشدد، سیکولرزم، قانون کی حکومت اور شہری حقوق جیسے مددے مڈل کلاس بحال کرنے سے متعلق تنظیم کی قیادت کرنی چاہیے تھی۔ لیکن وہاں اسی طبقے کے کئی لوگ آگ زنی اور تشدد کو فروغ دیتے نظر آئے۔ جن میں صرف بے روزگار نوجوان نہیں تھے بلکہ ادھیڑ اور خود کو زمیندار سمجھے جانے والے لوگ بھی تھے۔ سماج کے لئے یہ بے حد افسوسناک اور فکر کی بات ہے لیکن ماہرین سماجیات کے لئے یہ ایک مطالعہ کئے جانے کا سبب بنتا ہے۔ آزادی کے بعد ملک میں جس مڈل کلاس کی آمد اور ترقی ہوئی، وہ اسی طبقے کا جو کردار رونما ہوا، وہ نچلے شہری طبقے جیسا تھا جو بس دیہاتی یا قصبائی سماج کے فرد جیسا نہیں ہے۔ کیا ہمارے مڈل کلاس کا کردار بدل رہا ہے؟ کیا وہ اپنے کو غیر محفوظ اور پچھڑا ہوا محسوس کر رہا ہے؟ کیا اب اس کے ویلیوز اسی حد تک گر چکے ہیں کہ اب دنیا کی ترقی کے کردار میں اترتے ہوئے اسے کسی طرح کی جھجک یا شرمندگی محسوس نہیں ہوتی؟ ہمارے لئے صرف ان سوالات کا جواب پالینا ہی کافی نہیں ہوگا۔ انکی ایک جھلک تو دیکھ رہی ہے۔ ہمیں اس بدلاؤ کے وجوہات کی کھوج کرنی ہوگی اور اس کا حل ڈھونڈنا ہوگا۔



اسی طبقے کے کئی لوگ آگ زنی اور تشدد کو فروغ دیتے نظر آئے۔ جن میں صرف بے روزگار نوجوان نہیں تھے بلکہ ادھیڑ اور خود کو زمیندار سمجھے جانے والے لوگ بھی تھے۔ سماج کے لئے یہ بے حد افسوسناک اور فکر کی بات ہے

وشوہندو پریشد پر پابندی لگائی جائے

پوری کے سوامی نے گجرات حکومت پر بھی نکتہ چینی کی

نئی دہلی، یکم مارچ (یو این آئی) پوری کے سوامی ادھو کسجا تند دیوتیرتھ مہاراج نے آج وشوہندو پریشد (VHP) پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا ہے۔ کیونکہ وہ ملک کی امن و یکجہتی میں خلل ڈالنے کی کوشش کر رہی ہے۔ یہاں ایک بیان میں انھوں نے گجرات میں جاری تشدد پر بے حد تشویش ظاہر کی جس نے ان کے مطابق 200 سے زیادہ جانیں لیں ہیں۔ انھوں نے ریاستی حکومت کو اس بات کے لئے ذمہ دار ٹھہرایا کہ انھوں نے اس پر قابو پانے کے لئے موثر اقدام نہیں کئے۔ انھوں نے تعجب کا اظہار کیا کہ بھارتیہ جنتا پارٹی حکومت VHP لیڈران اور کارکنوں کے خلاف کارروائی کرنے سے کیوں ہچکچی رہی ہے جو بڑے پیمانے پر تشدد کے ذمہ دار ہیں اور مرکز پر زور دیا کہ وہ ریاستی حکومت کی نااہلی کے لئے سرزنش کرے۔ سوامی نے سابرمتی آشرم اسکپریس کے مسافروں پر حملے کی بھی مذمت کی جس میں 56 افراد زخمی ہو گئے تھے۔



ایکشن کمیشن اپنی ٹیم گجرات بھیج سکتا ہے

نئی دہلی، 25 جولائی (سہارا خبر) ایکشن کمیشن گجرات کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے اپنی ایک ٹیم وہاں بھیج سکتا ہے۔ ذرائع کے مطابق وہ یہ پتہ لگائے کہ فساد سے متاثرہ ریاست میں ایکشن کرانے کے لئے حالات سازگار ہیں کہ نہیں۔ واضح ہو اس معاملے میں بھجپا کے علاوہ تمام پارٹیاں جلد ایکشن کی مخالفت کر رہی ہیں۔ اس سلسلے میں آج بائیں بازو اور جتنا دل ایس کے ایک وفد نے ایکشن کمیشن سے ملاقات کی۔

ریاستی حکومت کو اس بات کے لئے ذمہ دار ٹھہرایا کہ انھوں نے اس پر قابو پانے کے لئے موثر اقدام نہیں کئے۔ انھوں نے تعجب کا اظہار کیا کہ بھارتیہ جنتا پارٹی حکومت VHP لیڈران اور کارکنوں کے خلاف کارروائی کرنے سے کیوں ہچکچا رہی ہے جو بڑے پیمانے پر تشدد کے ذمہ دار ہیں اور مرکز پر زور دیا کہ وہ ریاستی حکومت کی نااہلی کے لئے سرزنش کرے

وشو ہندو پریشد پر پابندی کے لئے گجرات فٹ

کیس: وی ایچ پی لیڈران کے خلاف پوٹا کا

اطلاق ضروری

اجودھیا تنازعہ کارسیوکوں سے لے کر گودھرا سانحہ

اور گجرات فسادات تک: ہر معاملہ کی ذمہ داری بی

جے پی حکومت پر

(2 مارچ 2002 اردو ٹائمز ممبئی)

ممبئی، یکم مارچ۔ گذشتہ دو دنوں سے گجرات پر وشو ہندو پریشد نے دہشت طاری کر رکھی ہے۔ گودھرا سانحہ کے انتقام کے طور پر بے گناہ لوگوں کو زندہ جاتے، معصوم لوگوں کو قتل کرنے، لا تعلق لوگوں کی جائیداد لوٹنے، تباہ کرنے اور ایک خاص مذہبی فرقے کو دہشت گردی کا نشانہ بنانے کے مناظر آج پورا ملک نہیں پوری دنیا دیکھ رہی ہے۔ "اسلامی آئٹک واڈ" کے خلاف شور مچانے والی بے جے پی اور وشو ہندو پریشد کے "ہندو آئٹک واڈ" کے خلاف اب ہندوستانی مسلمانوں کو ایک بیداری مہم شروع کرنی چاہیے۔ وشو ہندو پریشد ایک دہشت گرد تنظیم ہے۔ اس تنظیم پر اسی طرح پابندی عائد ہونی چاہیے۔ جس طرح مرکزی حکومت نے سی (اسٹوڈنٹس اسلامک مومنٹ آف انڈیا) سمیت 44 مسلم، عیسائی اور سکھ تنظیموں پر پابندی عائد کی۔ وشو ہندو پریشد لیڈروں

ایک خاص
مذہبی فرقے کو
دہشت گردی کا
نشانہ بنانے کے
مناظر آج پورا
ملک نہیں پوری
دنیا دیکھ رہی
ہے۔ "اسلامی
آئٹک واڈ" کے
خلاف شور
مچانے والی بے
جے پی اور وشو
ہندو پریشد کے
"ہندو آئٹک واڈ"
کے خلاف اب
ہندوستانی
مسلمانوں کو
ایک بیداری
مہم شروع کرنی
چاہیے۔ وشو
ہندو پریشد ایک
دہشت گرد
تنظیم ہے اس
تنظیم پر اسی
طرح پابندی
عائد ہونی
چاہیے جس
طرح مرکزی
حکومت نے
سی (اسٹوڈنٹس
اسلامک مومنٹ
آف انڈیا)
سمیت 44 مسلم،
عیسائی اور
سکھ تنظیموں
پر پابندی عائد کی

13/دسمبر کے حملوں کے بعد ایک پروپیگنڈے کسی آڑ میں اسلام کو بدنام اور خود کو معصوم و بے گناہ قرار دینے کی کوشش کی لیکن گجرات کے بھیہٹنک حالات نے اس ہندو آئٹنک وادی تنظیم کے چہرے سے نقاب الٹ دی ہے اسلئے پوٹا کے تحت اس ہندو آئٹنک وادی تنظیم کے خلاف کارروائی کے لئے رائے علمہ اور عوامی بیداری مہم قومی و بین الاقوامی سطح پر مسلم قیادت متحدہ طور پر شروع کرے، یہ وقت کافوری تقاضا ہے

کے خلاف پوٹا قانون کے تحت کارروائی ہونی چاہیے۔ یہ مطالبہ مسلم قیادت اپنا سب سے ترجیحی ایجنڈا بنائے اور اس ایجنڈا کی تکمیل کے لئے ملک کی تمام غیر بی جے پی سیاسی پارٹیوں اور سیکولر لیڈر شپ کو ہموار بنایا جائے کیونکہ آج گجرات کی صورتحال دشہندو پریشد پر پابندی اور وی ایچ پی لیڈران کے خلاف پوٹا کے تحت کارروائی کافٹ کیس (FitCase) ہے۔ اسلامی آئٹنک واد اور جہادی طاقتوں کا نام لے کر مسلم تنظیموں کے خلاف دشہندو پریشد اور سنگھ پر یوار نے خاص طور پر 11/ ستمبر، 13/ دسمبر کے حملوں کے بعد ایک پروپیگنڈے کی آڑ میں اسلام کو بدنام اور خود کو معصوم و بے گناہ قرار دینے کی کوشش کی لیکن گجرات کے بھیہٹنک حالات نے اس ہندو آئٹنک وادی تنظیم کے چہرے سے نقاب الٹ دی ہے اسلئے پوٹا کے تحت اس ہندو آئٹنک وادی تنظیم کے خلاف کارروائی کے لئے رائے عامہ اور عوامی بیداری مہم قومی و بین الاقوامی سطح پر مسلم قیادت متحدہ طور پر شروع کرے، یہ وقت کافوری تقاضا ہے۔ جہاں تک موجودہ حالات کا تعلق ہے، ان حالات کے لئے بڑی حد تک سنگھ پر یوار کا سیاسی کمبوٹ (بے جے پی) اور کی مرکزی دریا ست گجرات سرکار ذمہ دار ہیں۔ بی جے پی سرکاروں کی قانونی دستوری ذمہ داریوں یا ان کی نااہلی اور غیر ذمہ داریوں کو اختصار کے ساتھ حسب ذیل طور پر پیش کا جاسکتا ہے۔

☆ اجودھیا تنازعہ: دشہندو پریشد کی 12 مارچ 2002ء کی دھمکی کے بعد اس معاملے کو گفت و شنید کے ذریعے نمٹانا، مرکزی بی جے پی سرکار کی ذمہ داری تھی لیکن چار مہینے تک سرکار سوتی رہی، آخر اس معاملے سے وزیراعظم نے ہاتھ اٹھالیا اور معاملہ حل کرنے میں اپنی ناکامی کا عوامی اعتراف بھی کیا۔ یہ بی جے پی کی مرکزی سرکار کی ناکامی ہے۔ کارسیوا سینٹرل گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ اس نے مفت سفر کرنے والے کارسیوکوں اور ریلوے سفر کے دوران نعروں کے ذریعے اشتعال پھیلانے والے

گودھرا واقعہ
 کے بعد پوری
 ریلست گجرات
 میں بھیانک
 فسادات پھوٹ
 پڑے۔ ریلستی
 بسی جے بسی
 سرکار عوام کو
 سیکورٹی فراہم
 کرنے میں ناکام
 رہی۔ مرکزی
 حکومت کے
 ہاتھوں سینٹرل
 فورسبز فور
 فوج کسی
 کمپیاں جلد از
 جلد گجرات
 پہنچنے میں
 ناکام رہیں۔
 گجرات سرکار
 وہاں پہنچنے
 والے فوجی
 دستوں کو فوراً
 فساد زدہ
 علاقوں میں
 تعینات کرنے
 میں ناکام رہی۔
 یہ بھی مرکزی
 بسی جے بسی
 سرکار اور
 گجرات کی
 ریلستی سرکار
 کسی ملی جلی
 نکلنے سے

کارسیو کوں کوکھلی چھوٹ دی۔ اجودھیا میں بھی جہاں کارسیوا کے انتظامات ہو رہے ہیں وہ
 مرکزی سرکار کی تحویل والا پلاٹ ہے۔ یہ بی جے پی کی مرکزی سرکار کی ناکامی ہے۔
 گودھرا سانحہ: گودھرا میں جو واقعہ ہوا، اسکے لئے ریاستی اور مرکزی بی جے پی سرکاری
 دونوں ذمہ دار ہیں۔ گجرات میں بی جے پی سرکار اور ریلوے سینٹرل حکومت کے زیر
 اختیار ہے۔ گجرات کے حساس شہر گودھرا میں متنازعہ واقعہ ریلوے اسٹیشن اور ٹرین میں
 ہوا۔ یہ بے جے پی کی مرکزی اور ریاستی سرکاروں کی ملی جلی ناکامی ہے۔

گجرات کے فسادات: گودھرا واقعہ کے بعد پوری ریاست گجرات میں بھیانک
 فسادات پھوٹ پڑے۔ ریاستی بی جے پی سرکار عوام کو سیکورٹی فراہم کرنے میں ناکام
 رہی۔ مرکزی حکومت کے ہاتھوں سینٹرل فورسبز اور فوج کی کمپیاں جلد از جلد گجرات
 پہنچانے میں ناکام رہی۔ گجرات سرکار وہاں پہنچنے والے فوجی دستوں کو فوراً فساد زدہ
 علاقوں میں تعینات کرنے میں ناکام رہی۔ یہ بھی مرکزی بی جے پی سرکار اور گجرات کی
 ریاستی سرکار کی ملی جلی ناکامی ہے۔ حسب ہذا تجزیے سے صاف ظاہر ہے کہ آج گجرات
 کے حالات کی وجہ سے پورا ملک جس نازک موڑ پر پہنچ گیا ہے اس کے لئے پوری طرح بی
 جے پی کی مرکزی اور گجرات سرکار ذمہ دار ہے۔



گھروں میں بیٹھ کے یوں ہم کو دھمکیاں دینا
 کوئی وقار نہیں ہے کوئی کمال نہیں ہے
 یہ بات سنگھ کے مردہ ضمیر بھی سن لیں
 ہم اس وطن کا مقدر ہیں یرغمال نہیں

قیس رامپوری

”پرساد“ بن جانے کے باوجود بلوائیوں

کے قہر سے بچ نہ سکا

احمد آباد میں بلوائیوں کے زرخے میں آ جانے

والے ایک مسلم نوجوان کی روداد

(6 مارچ 2002 ہندوستان ٹائمز دہلی)

ہندوستان ٹائمز میں دئے مہین

احمد آباد، 5 مارچ، احمد آباد کے سول اسپتال میں بستر پر جٹے ہوئے جسم کے ساتھ
پڑا پرساد جو مسلمان ہونے کی شناخت چھپانے کے لئے اپنا نام بدلنے کے باوجود بھی
فرقہ پرستی کا شکار ہونے سے نہ بچ سکا۔

پرساد اسکا اصل نام نہیں ہے، اصل نام کیا ہے پتہ نہیں کیونکہ اب وہ اپنا اصل نام
بتانے سے ڈرتا ہے کہ کہیں اسے مار نہ ڈالا جائے۔ البتہ اسکے چھوٹے بھائی کا نام محمد اکرم
ہے۔ 28 فروری کو بلوائیوں نے اسے ہیرو دل میں نہلا کر آگ لگا دی تھی۔ بری طرح
جھلسی ہوئی حالت میں دیکھ کر کسی رحم دل شخص نے اسے اسپتال میں داخل کرایا۔

اسپتال کے بستر پر اس جیت ناک واقعہ کی روداد سناتے ہوئے پرساد کہتا ہے کہ وہ
یہاں اپنے 3 بھائیوں اور والد کے ہمراہ بینڈ لوم مصنوعات کی نمائش ”نیشنل بینڈ لوم
ایکسپو“ میں اپنی مصنوعات کے ساتھ شرکت کے لئے بھاگلپور سے آئے تھے۔

پرساد
اسکا اصل نام
نہیں ہے، اصل
نام کیا ہے پتہ
نہیں کیونکہ
اب وہ اپنا
اصل نام بتانے
سے ڈرتا ہے کہ
کہیں اسے مار
نہ ڈالا جائے۔
البتہ اسکے
چھوٹے بھائی
کا نام محمد
اکرم ہے۔
28 فروری کو
بلوائیوں نے
اسے ہیرو دل
میں نہلا کر آگ
لگا دی تھی۔
بری طرح
جھلسی ہوئی
حالت میں دیکھ
کر کسی
رحم دل شخص
نے اسے اسپتال
میں داخل
کرایا۔

27 فروری کو گودھراٹرین سانحہ کے بعد احمد آباد اور گجرات کے کئی مقامات پر فرقہ وارانہ فساد کی آگ بھڑک اٹھی۔ یہاں ہمیں بھی بلوائیوں نے گھیر لیا۔

وہ مجھے

مار ڈالیں گے،
کسی سے مت
کہو کہ میں
مسلمان ہوں،
میں آپ کے آگے
ہاتھ جوڑتا
ہوں۔

ڈاکٹر سے

التجا کرتے
ہوئے وہ کہتا
ہے میں ہندو
نام کے ساتھ ہی
جینا چاہتا
ہوں تاکہ زندہ
رہوں اور اپنے
بیوی بچوں کے
پاس لوٹ
سکوں۔

وہ مجھ سے
بھی کہتا ہے کہ
اگر آپ میرے
بارے میں
لکھیں تو نام
پر سادہ ہی
تحریر کریں،
یہی میرا اصل
نام ہے، میں
زندہ رہنا
چاہتا ہوں اور
یہی نام مجھے
زندہ رکھنے
میں میری مدد
کے گا۔

ہتھیاروں سے لیس ہجوم پوچھنے لگا ”بتا سارے کیا ہے، ”ہندو یا میاں“ میں نے دھرم ہندو اور نام پر سادہ بتا دیا لیکن وہ مطمئن نہیں ہوئے اور تصدیق کے لئے ”اتارو سب کے پیٹ“ چلانے لگے اسی ٹکڑ میں ایک شرپسند کے ہاتھ میرے بھائی محمد اکرم کا شناختی کارڈ لگ گیا اور وہ سب ایک زبان ہو کر چلانے لگے ”ارے میاں ہے میاں“، ”جاادو ایک ایک کو“ اور یہ کہتے ہوئے ہم پر لاثیموں اور اپنی سلاخوں سے قاتلانہ حملے کرنے لگے۔ بلوائیوں نے مجھے ایک ماروتی کار میں ٹھونسا اور قومی شاہراہ پر لے گئے اور وہاں جسم پر پیٹرول اٹھیل کر آگ لگا دی۔

ہسپتال میں ڈاکٹر نے بتایا کہ جس شخص نے اسے داخل کرایا اسے اس نے بھی اسکا نام پر سادہ بتایا تھا۔

ڈاکٹر نے کہا کہ ہم نے اس سے کہا کہ اب تم محفوظ ہو، بے خوف ہو کر اپنی صحیح شناخت اور نام بتا دو لیکن وہ خود کو ہندو ہی کہنے پر مصر ہے۔ وہ چلا چلا کر کہتا ہے مجھے بچالو صاحب، اگر انھیں پتہ چل گیا کہ میں زندہ ہوں تو اب بھی وہ مجھے مار ڈالیں گے، کسی سے مت کہو کہ میں مسلمان ہوں، میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں۔

ڈاکٹر سے التجا کر۔ تو ہوئے وہ کہتا ہے میں ہندو نام کے ساتھ ہی جینا چاہتا ہوں تاکہ زندہ رہوں اور اپنے بیوی بچوں کے پاس لوٹ سکوں۔

وہ مجھ سے بھی کہتا ہے کہ اگر آپ میرے بارے میں لکھیں تو نام پر سادہ ہی تحریر کریں، یہی میرا اصل نام ہے، میں زندہ رہنا چاہتا ہوں اور یہی نام مجھے زندہ رکھنے میں میری مدد کرے گا۔



اقلیتوں کے گھر پر آرائیں ایس کے ورکروں کا قبضہ

اپوزیشن کا سنگین الزام، گجرات پر متحدہ حکمت عملی اپنانے

پر اتفاق

(8 مارچ 2002ء راشٹر یہ سہارا دہلی)

نئی دہلی، 7 مارچ (ایجنسیاں) گجرات پر ایوان میں ہنگامی بحث اور راجیہ سبھا میں اتفاق رائے سے تحریک ملامت منظور کرانے کے بعد اپوزیشن کے حوصلے بلند ہو گئے ہیں اور غیر کانگریس حزب اختلاف نے یہ طے کیا ہے کہ وہ آگے بھی پارلیمنٹ میں اس معاملے کو ترجیح کے ساتھ اٹھائیں گے اور آئین کی دفعہ 355 کے تحت کارروائی کے لئے سرکار کو مجبور کریں گے۔ گجرات کے حالات کو ابھی بھی دھماکہ خیز مانتے ہوئے اپوزیشن نے مرکز پر اس کے وعدے کے مطابق دفعہ 355 کے تحت کوئی بھی کارروائی نہ کرنے کا الزام لگایا۔ سی پی ایم کے لیڈر سومانٹھ چٹرجی کی رہائش گاہ پر ہوئی ایک میٹنگ میں گجرات کی تازہ ترین صورت حال اور اس پر مرکز کے رخ پر غور فکر کیا گیا۔ بعد میں اس میٹنگ کی جانکاری کا کانگریس صدر سونیا گاندھی کو بھی دی گئی۔ سابق مرکزی وزیر رام ولاس پاسوان کی لوک جن شکتی پارٹی نے بھی اس میٹنگ میں شرکت کر کے اپوزیشن سے ہاتھ ملا لیا۔ پاسوان کی شرکت سے اسے تقویت حاصل ہوئی ہے۔ لگ بھگ ایک گھنٹے تک چلی میٹنگ کے بعد سماجواदी پارٹی کے سربراہ ملائم سنگھ یادو اور سومانٹھ چٹرجی نے نامہ نگاروں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہم گجرات میں عوام کے جان و مال کی سیکورٹی کو لے کر کافی فکر مند ہیں۔ انھوں نے کہا گجرات کے حالات اتنے بھیانک ہیں کہ اگر مسلمان ریلیف کمپنوں سے گھر لوٹنا چاہتے ہیں تو انہیں مار دیا جاتا ہے۔ ان کے گھروں پر

گجرات کے حالات کو ابھی بھی دھماکہ خیز مانتے ہوئے اپوزیشن نے مرکز پر اس کے وعدے کے مطابق دفعہ 355 کے تحت کوئی بھی کارروائی نہ کرنے کا الزام لگایا۔ سی پی ایم کے لیڈر سومانٹھ چٹرجی کی رہائش گاہ پر ہوئی ایک میٹنگ میں گجرات کی تازہ ترین صورت حال اور اس پر مرکز کے رخ پر غور فکر کیا گیا۔

آرامی ایس کے ورکروں نے قبضہ کر لیا ہے۔ خون خرابہ جاری ہے۔ اقلیتوں کی سیکورٹی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ نہ انھیں امدادی جاری ہے نہ کھانا مل رہا ہے اور نہ دواؤں کی کوئی سہولت ہے۔ سرکار ان کے تئیں بے حس اور لا پرواہ ہے۔ مسٹر چتر جی نے بتایا کہ میٹنگ میں دیو گوڑہ شرد پوار، رگھو دیش پر ساد سنگھ، ملائم سنگھ یادو، امر سنگھ، جی ایم بنات والا، کے جی چتر نجھن، ارن رائے، نیو تیل باسو اور رام ولاس پاسوان کے نمائندے کیپٹن جے نارائن پرساد نشاد نے کہا کہ اپوزیشن متحد ہے۔ انھوں نے بتایا کہ گجرات کے ساتھ رابطہ بنائے ہوئے ہیں۔ وہیں امر سنگھ نے کہا کہ کانگریس ہماری مدد کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی۔



دہشت زدہ

یوں ہوتی ہے ملک میں اب زندگی دہشت زدہ
 دشمنی کا ذکر کیا ہے دوستی دہشت زدہ
 دن دھاڑے قتل بھی عصمت دری اور لوٹ بھی
 ہے اندھیرا تو اندھیرا روشنی دہشت زدہ
 نوجوانی اس طرح فرقہ پرستی میں پھنسی
 حسن پر ہے خوف طاری عاشقی دہشت زدہ
 خون اقدار و عقیدت ہر طرف ایسا بہا
 کیا نمازی، کیا پجاری بندگی دہشت زدہ
 صاف گوئی کی سزا ملنے لگی جب سے اسد
 کھوئے کھوئے ہیں سنخوڑ شاعری دہشت زدہ

اسد رضا

مید ہیں

سابق مرکزی
 وزیر رام ولاس
 پاسوان کی
 لوک جن شکتی
 پارٹی نے بھی
 اس میٹنگ میں
 شرکت کر کے
 اپوزیشن سے
 ہاتھ ملا لیا۔
 پاسوان کی
 شرکت سے
 اسے تقویت
 حاصل ہوئی
 ہے۔ لگ بھگ
 ایک گھنٹے تک
 چلی میٹنگ کے
 بعد سماجوا دی
 پارٹی کے
 سربراہ ملائم
 سنگھ یادو اور
 سوسائٹ
 چتر جی نے نلمہ
 نگاروں سے
 گفتگو کرتے
 ہوئے کہا کہ ہم
 گجرات میں
 عوام کے جان
 و مال کی
 سیکورٹی کو
 لے کر کافی فکر

مسٹر
رگھوونش
پرساد سنگھ
نے کہا کہ ایسا
لگتا ہے کہ
گودھرا
آتشزنی پہلے
سے بڑی
ہوشیاری کے
ساتھ کی گئی
سلاش کا
نتیجہ تھی
ورنہ
محض 5 منٹ
کے اندر اتنے
بڑے ہجوم کا
اکٹھا ہونا
ممکن ہی نہیں
تھا۔ انہوں نے
گودھرا
واردات کے بعد
پھوٹ پڑنے
والے تشدد کی
روک تھام میں
ناکامی کے لئے
نریندر مودی
حکومت کو ذمہ
دار قرار دیا

گودھرا واردات طے شدہ سازش آل پارٹی وفد نے بیان نہ دینے کی بی جے پی کی درخواست ٹھکرا دی

گودھرا (مجمرات) 8 مارچ (یو این آئی)

گودھرا میں ٹرین کو روک کر اس میں آگ لگانے اور مسافروں کو ہلاک کرنے کی واردات پر انفرادی بیانات دینے سے باز رہنے کی بی جے پی کی درخواستوں کو نظر انداز کرتے ہوئے، یہاں آل پارلیمانی وفد کے دو ممبروں نے 27 فروری کی اس واردات کو پہلے سے طے شدہ سازش اور انسانی المیہ قرار دیا۔ راشٹرادی کانگریس نے الزام لگایا کہ کانگریس رکن پارلیمنٹ کپل سبل نے اسے انسانی المیہ قرار دیا۔ مرکزی وزیر پارلیمانی امور پر سود مہاجن اور بی جے پی پارلیمانی پارٹی کے ترجمان وجے کمار ملہوترا نے وفد کے ممبروں سے درخواست کی تھی کہ وہ انفرادی طور پر کوئی بیان دینے سے گریز کریں۔ مسٹر ملہوترا نے کہا کہ یہ وفد صرف پارلیمنٹ میں سرکاری بیان دے گا۔ مسٹر ملہوترا نے یہ بھی کہا کوئی بھی انفرادی بیان نہ دے کیونکہ اس سے جذبات مزید مشتعل ہو سکتے ہیں۔

اس سے گریز کرنا ضروری ہے۔ تاہم انتظار میں کھڑے نامہ نگاروں سے بات چیت کرتے ہوئے مسٹر رگھوونش پرساد سنگھ نے کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ گودھرا آتشزنی پہلے سے بڑی ہوشیاری کے ساتھ کی گئی سازش کا نتیجہ تھی ورنہ محض 5 منٹ کے اندر اتنے بڑے ہجوم کا اکٹھا ہو جانا ممکن ہی نہیں تھا۔ انہوں نے گودھرا واردات کے بعد پھوٹ پڑنے والے تشدد کی روک تھام میں ناکامی کے لئے نریندر مودی حکومت کو ذمہ دار قرار دیا۔ مسٹر مہاجن نے بھی اس وفد سے کہا تھا کہ وفد کے اراکین کو انفرادی بیانات نہیں دینے ہیں۔

یہ اچھی بات نہیں ہوگی۔ ہم لوگوں نے متعلقہ مقامات کا دورہ کیا۔ ڈسٹرکٹ کلکٹر جینتی روی اور عوامی وفد کی نمائندگیاں وصول کیں۔ مرکزی وزیر نے کہا کہ گجرات میں امن اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی بحالی ترجیحی عمل ہے۔ انھوں نے تمام شعبہ جات زندگی کے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ بحران کی اس گھڑی میں امن قائم کرنے اور بھائی چارہ کو فروغ دینے میں مدد کریں۔ انڈین یونین مسلم لیگ کے لیڈر جی ایم بنات والا نے کہا کہ ٹرین میں آگ لگانے کی واردات قابل مذمت ہے اور فرقہ وارانہ فسادات نسل کشی ہیں۔ ان فسادات کا کوئی جواز نہیں ہے۔



سیلاب لہو کا

قاتل نے جو دیکھا تھا کبھی خواب لہو کا
آیا ہے میرے شہر میں سیلاب لہو کا
جس قلعہ کی بنیاد تشدد پہ پڑی ہو
کھلتا ہے وہاں دیکھئے ایک باب لہو کا
ہلر ہے وہ سفاک ہے چنگیز ہلاکو
کس طرح سمجھ پائے گا آداب لہو کا
خدا ہے کہیں غرق نہ ہو جائے یہ عالم
بہتا ہوا دریا ہے یہ بیتاب لہو کا
کس کس سے شکایت ہو بھلا کس سے گلہ ہو
لیتے ہیں ابھی ذائقہ احباب لہو کا
محفوظ یہ رکھئے گا امانت کی طرح سے
یہ قطرہ مقدس ہے یہ تاب لہو کا

ظفر رائے پوری نہیں ہے۔

مہاجن نے بھی
اس وفد سے
کہا تھا کہ وفد
کے اراکین کو
انفرادی
بیانات نہیں
دینے ہیں۔ یہ
اچھی بات
نہیں ہوگی۔

انڈین یونین
مسلم لیگ کے
لیڈر جی ایم
بنات والا نے
کہا کہ ٹرین
میں آگ لگنے
کی واردات
قابل مذمت
ہے اور فرقہ
وارانہ
فسادات نسل
کشی ہیں۔ ان
فسادات
کلکوٹی جواز

احمد آباد میں ہونے والی قتل و غارت گری منظم سازش کا نتیجہ

فسادی لیڈروں کے پاس ہر علاقے کے مسلمانوں،
ان کے مکانات اور ان کی گاڑیوں تک کے نمبروں کی
فہرستیں تھیں۔

(10 مارچ 2002ء راشٹرپتھ سہارا ہندی دہلی)

احمد آباد، 9 مارچ (اوم پرنکاش تیواری ریسرچر اخبار)

شہر میں ہونے والی مارکات اچانک نہیں ہوئی بلکہ اسکے چھپے ایک پوری سازش
تیار کی گئی تھی۔ شہری علاقوں میں زیادہ تر فساد لیڈروں کے پاس ہر علاقے کی فہرست
تھی جس کی بنیاد پر جن جن کر اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایک خاص طبقے کے لوگوں کو نشانہ بنایا
گیا۔ ان لوگوں کے پاس گاڑی اور اسکوٹروں کے نمبر اور بڑی تعداد میں پیٹرول پایا جاتا
بھی ایک منظم سازش کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

احمد آباد شہر کے گلی کوچے اور بازار چنچ چنچ کر حقیقت بیان کر رہے ہیں، یہ بات دیگر
ہے کہ ریاستی حکومت ان تمام حقائق کو بے بنیاد ثابت کرنے میں لگی ہوئی ہے۔ شہر کے
شاہی باغ علاقے سے ریلوے لائن کی طرف جاتے ہوئے تقریباً 10-12 دکانیں
ایک ساتھ ہیں۔ ان دکانوں میں سے محض 2 دکانیں پھونکی گئی ہیں۔ ان میں ایک دکان تو
غالباً درزی کی تھی جسکی دکان کا سامان نکال کر سڑک پر رکھ کر پھونکا گیا۔ جس سے دوسری
دکانوں میں اس کے شعلے نہ پہنچ سکیں۔ شاہی باغ سے دلی دروازے کی طرف جانے والی
سڑک پر دونوں طرف مکانات ہیں اور ان مکانات کے درمیان چند مکانوں کو جلایا گیا

احمد آباد
شہر کے گلی
کوچے اور بازار
چنچ چنچ کر
حقیقت بیان کر
رہے ہیں، یہ
بات دیگر ہے کہ
ریاستی حکومت
ان تمام حقائق
کو بے بنیاد
ثابت کرنے میں
لگی ہوئی ہے۔
شہر کے شاہی
باغ علاقے سے
ریلوے لائن کی
طرف جاتے
ہوئے تقریباً
10-12 دکانیں
ایک ساتھ ہیں۔
ان دکانوں میں
سے محض
2 دکانیں
پھونکی گئی
ہیں۔ ان میں ایک
دکان تو غالباً
درزی کی تھی
جسکی دکان کا
سامان نکال کر
سڑک پر رکھ کر
پھونکا گیا۔ جس
سے دوسری
دکانوں میں اس
کے شعلے نہ پہنچ
سکیں

ہے باقی ٹھیک ٹھاک ہیں۔ اسی طرح پولس کمشنر دفتر کے ٹھیک سامنے والی سڑک پر ایک ہوٹل کو جلا یا گیا ہے۔ پولس کمشنر دفتر سے اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس کی طرف جانے والی سڑک پر تین دکانوں میں سے دو گیرج پھونکے گئے ہیں۔ یہی حال شہر کی بستیوں میں بھی ہوا ہے اور بڑے بڑے اپارٹمنٹوں میں بھی یہی حالت پائی جاتی ہے۔ مارن پورا علاقے میں واقع سوسائٹی کی کچھ خواتین نے بتایا کہ فساد کی جب انکے اپارٹمنٹ میں گھسے تو پورے اپارٹمنٹ میں ہنگامہ مچ گیا کہ مارنے آگئے لیکن فساد یوں میں سے کچھ نے کہا کہ انھیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ تو کچھ فلیٹوں کے لئے آئے ہیں۔ اس کے بعد ان فساد یوں نے سوسائٹی میں گھس کر ایک خاص فرقے کے لوگوں کے فلیٹوں کو نشانہ بنایا اور ان میں لگے تالے کو توڑ کر سارا سامان لوٹ لیا اور باقی جو بچا اسے باہر لا کر جلا دیا۔ یہ خواتین اپنی سوسائٹی کے اور اپنے نام نہیں دینا چاہتیں کیونکہ انھیں خطرہ ہے۔

فسادیوں نے پورے احمد آباد شہر میں لگا تار چار پانچ دن خوف کا ماحول بنائے رکھا۔ مثلاً شہر کے کچھ علاقوں میں جہاں مندر وغیرہ زیادہ تھے (جیسے مارن پورا، شاہی باغ، سی جی روڈ وغیرہ) ان علاقوں میں شام کو اسکوٹروں اور موٹر سائیکلوں پر سوار کچھ لوگ پہنچے اور بتایا کہ آج ادھر دوسرے فرقے کے لوگ نقصان کرنے آرہے ہیں لہذا وہ تیاری رکھیں، پھر کیا تھارات ہونے پر سوسائٹی والے خود لائچی، ڈنڈے اور ہاکیاں لے کر بیٹھے رہتے تھے اور کشیدگی لگا تار قائم رہی۔ شہر کے پولس کمشنر پی سی پاٹھے بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ متعدد علاقوں میں تو میں نے جب رات کو سوسائٹی والوں کو لائچی ڈنڈا لئے گھومتے دیکھا تو ان سے کہا کہ لوگ سو جائیں کیونکہ پولس گشت نگار ہی ہے۔ یہ فساد کی جب سوسائٹی میں پہنچتے تھے تو ان لوگوں کا ایک جتھہ پارکنگ میں جا کر موٹر سائیکل کار اور اسکوٹروں کے نمبر چیک کرتا تھا اور پھر مطلوبہ نمبر ملنے پر آگ لگا دی جاتی تھی۔ مقامی لوگوں کے مطابق فساد کی تو 8-10 ہوتے تھے باقی لوگ تو سامان لوٹنے کا

شامی باغ سے
دلی دروازے کی
طرف جانے
والی سڑک پر
دونوں طرف
مکانات ہیں
اور ان مکانات
کے درمیان چند
مکانوں
کو جلا یا گیا
ہے۔ بقی ٹھیک
ٹھاک ہیں۔ اسی
طرح پولس
کمشنر دفتر کے
ٹھیک سامنے
والی سڑک
پر ایک ہوٹل کو
جلا یا گیا ہے۔
پولس کمشنر
دفتر سے
اسٹیٹ گیسٹ
ہاؤس کی
طرف جانے
والی سڑک پر
تین دکانوں
میں سے دو
گیرج پھونکے
گئے ہیں۔ یہی
حال شہر کی
بستیوں میں
بھی ہوا ہے

ان لوگوں کا ایک جتہ ہمارے گنگ میں جلکر موٹر سائیکل کرا اور اسکوٹروں کے نمبر چیک کرتا تھا اور پھر مطلوبہ نمبر ملنے پر آگ لگادی جاتی تھی۔ مقلی لوگوں کے مطابق فساد تو 8-10 ہوتے تھے باقی لوگ تو سامان لوٹنے کا کام کرتے تھے۔ پورے احمد آباد میں جن علاقوں میں فساد ہوا ہے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ "اپنوں" کو بچکر سارے کام کئے گئے ہیں

کام کرتے تھے۔ پورے احمد آباد میں جن علاقوں میں فساد ہوا ہے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ "اپنوں" کو بچکر سارے کام کئے گئے ہیں۔ 27 فروری کی شام سے ہی احمد آباد میں جھوٹی افواہیں شروع ہو گئی تھیں جس سے لوگوں میں کشیدگی بڑھ رہی تھی۔ ان افواہوں کو پھیلانے والے اگلے دن دوپہر تک بڑی مقدار میں پٹرول، کیروسن وغیرہ کا انتظام کر چکے تھے اور مناسب وقت ملتے ہی انھوں نے اس میں چنگاری لگادی۔ سوال یہ ہے کہ جب احمد آباد میں 28 فروری اور یکم مارچ کو ریاست گیر پیمانے پر بند تھا تو اتنی بڑی مقدار میں پٹرول کہاں سے آیا جس سے پوری بستیاں جلائی جاسکیں؟



دھرم کی آڑ میں یہ خونی سیاست نہ کرو
ورنہ برداشت کے پیمانے بھی بھر سکتے ہیں
اور پھر ملک کے ہر شہر میں ہر قصبے میں
کتنے جلتے ہوئے گجرات ابھر سکتے ہیں
☆

یہاں ٹھہرو، یہاں کی ایک نئی تاریخ لکھنی ہے
اسے کچھ لوگ گاندھی کا حسین گجرات کہتے ہیں
مگر یہ آج سیوک سنگھ کے خوابوں کی جنت ہے
یہاں کچھ حاکموں کے پالتو قاتل بھی رہتے ہیں

قیس رامپوری

”گجرات دہشت گردی کا ٹریلر

”ہے، فلم پورے ملک میں ریلیز ہوگی“

اس فلم کا ہدایت کار اسرائیل ہے لکھنؤ کے احتجاجی جلسہ

میں مولانا کلب جواد کا انکشاف

(10 مارچ 2002 اردو ٹائمز ممبئی)

لکھنؤ 9 مارچ (اردو ٹائمز بیورو) تاریخی چھوٹے امام باڑے کے سامنے آج گجرات میں گودھرا الیہ کے بعد مسلمانوں کے قتل عام کی مذمت کے لئے شہر کے امن پسند افراد کی جانب سے ایک مظاہرہ ہوا جس میں شرکاء نے گجرات حکومت کو فوراً برطرف کرنے، وزیر اعلیٰ نریندر مودی کے خلاف سخت کارروائی کرنے، مسلمانوں کو مکمل تحفظ فراہم کرنے اور معاوضہ دینے کا حکومت سے پرزور مطالبہ کیا۔ اس موقع پر مولانا کلب جواد نے نریندر مودی کی حکومت کو برخاست کرنے کی درخواست کے خلاف سخت کارروائی کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ گودھرا ٹرین سانحہ کا بہانہ بنا کر گجرات میں جس بربریت اور حیوانیت کی سرپرستی میں مسلمانوں کے خلاف مظاہرہ کیا گیا اور بچوں، عورتوں اور مردوں کا قتل عام کیا گیا، زندہ جلایا گیا اور ان کی اربوں روپیوں کی جائیداد کو لوٹا گیا تاریخ میں عدیم المثال ہے اور اس سے انسانیت کا سر شرم سے جھک گیا ہے۔ مولانا نے کہا کہ بھولے بھالے کارسیوکوں کو زندہ جلاتے کا فرقہ پرست پارٹیاں راگ الاپ رہی ہیں انھوں نے کہا ”اب حقائق سامنے آنے لگے ہیں“ کہ یہ ”بھولے بھالے کارسیوک کیا کارنامے انجام دے رہے تھے۔ مولانا نے ایک اخبار میں شائع خبر کے حوالے سے

ملبرمتی ٹرین پر
سوار
کارسیوکوں نے
گودھرا اور
دامودرا
اسٹیشنوں پر
مسلمان عورتوں،
مردوں اور
بزرگوں کے ساتھ
حو توهین آمیز
حرکتیں کی تھیں
وہ سامنے آچکی
ہیں۔ اور اس کے
رد عمل میں
گودھرا کے پاس
ٹرین سلحہ
پیش آبا لیکن
ٹرین کو آگ کس
نے لگائی اس کا
علم کسی کو
نہیں۔ مولانا نے
کہا کہ فرقہ
پرست طقوتوں
نے جس منظم
طریقے سے
مسلمانوں کو اہما
مشافہ بنایا اور
20 ہزار مسلح
افراد نے تین دن
تک جس بے رحمی
کا مظاہرہ کیا وہ
چند گھنٹوں کا
رد عمل نہیں تھا
بلکہ اسکا حلقہ
1993 کے ممبئی
بم دھماکوں کے
بعد ہی تیار کر لیا
گیا تھا

گجرات میں
مسلمانوں کی
تباہی و
بربادی صرف
ایک ٹریلر تھا
اور اب یہ فلم
گجرات تجربہ
کے بعد پورے
ملک میں چلے
گی، اس فلم کا
ڈائریکٹر
اسرائیل ہے
اور مسلمانوں
کو تباہ کرنے
کی تمام ہدایات
وہیں سے دی
جسٹ رہی
ہیں انہوں نے
کہا کہ اگر اس
ملک میں
مسلمانوں کو
زندہ رہنا ہے
تو اپنی
حفاظت کا خود
انتظام کرنا
ہوگا اس
مظاہرہ میں
گجرات کے
وزیر اعلیٰ
مریندر مودی
کا پتلا ندر
آتش کیا گیا

کہا کہ سابرمتی ٹرین پر سوار کارسیوں کو نے گودھرا اور داہودا اسٹیشنوں پر مسلمان عورتوں،
مردوں اور بزرگوں کے ساتھ جو توہین آمیز حرکتیں کی تھیں وہ سامنے آچکی ہیں۔ اور اس
کے رد عمل میں گودھرا کے پاس ٹرین سانحہ پیش آیا لیکن ٹرین کو آگ کس نے لگائی اس کا
علم کسی کو نہیں۔“ مولانا نے کہا کہ ”فرقہ پرست طاقتوں نے جس منتظم طریقے سے
مسلمانوں کو اپنا نشانہ بنایا اور 20 ہزار مسلح افراد نے تین دن تک جس بے رحمی کا مظاہرہ کیا
وہ چند گھنٹوں کا رد عمل نہیں تھا بلکہ اسکا خاکہ 1993ء کے ممبئی بم دھماکوں کے بعد ہی
تیار کر لیا گیا تھا اور گجرات میں مسلمانوں کی تباہی و بربادی صرف ایک ٹریلر تھا اور اب یہ
فلم گجرات تجربہ کے بعد پورے ملک میں چلے گی، اس فلم کا ڈائریکٹر اسرائیل ہے اور
مسلمانوں کو تباہ کرنے کی تمام ہدایات وہیں سے دی جارہی ہیں“ انھوں نے کہا کہ اگر اس
ملک میں مسلمانوں کو زندہ رہنا ہے تو اپنی حفاظت کا خود انتظام کرنا ہوگا۔ اس مظاہرہ میں
گجرات کے وزیر اعلیٰ مریندر مودی کا پتلا ندر آتش کیا گیا اور مریندر مودی مردہ باد، گجرات
حکومت کو برخاست کرو کے نعرے لگائے گئے۔ مظاہرہ میں نیلے والی مسجد کے امام فضل
الرحمن، مولانا رضا حسین، گوہر آغا، رادھے شیاام شکلا، شمیل ششی نے بھی اپنی تقاریر میں
گجرات حکومت برطرف کرنے اور مریندر مودی کے خلاف پوٹا کے تحت کارروائی کرنے
کا مطالبہ کیا۔



ضرورت ہے کہ اب گجرات کے حکام یہ سوچیں
نئی نسل کہیں ایسا نہ ہو کہ درد بن جائے
وہ بچے جن کی آنکھوں نے بڑوں کا قتل دیکھا ہے
جواں ہو کر یہ ممکن ہے کہ دہشت گرد بن جائیں

قیس رامپوری

4 سالہ محمد گڈو اپنے چچا کی ہلاکت

کا منظر کبھی نہیں بھولا

گڈو کی آنکھوں نے جو دیکھا ہے، اس کا اس کے ذہن پر ایسا اثر پڑا ہے کہ ہم بیان نہیں کر سکتے وہ نہ روتا ہے، نہ کچھ بولتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ بس اسکی پر تجسس نگاہیں کچھ تلاش کر رہی ہیں

اسکے چہرے کے
سپہاٹ تاثرات
گواہی دے رہے
ہیں کہ اس کے
ذہن میں فساد
کے بیتے ہوئے
ہولناک مناظر
کی گویا کوئی
فلم چل رہی
ہے۔ 4 سال کی
بے عمر
کھلونوں سے
کھیلنے کی
ہوتی ہے لیکن
اس بے قسمت
گڈو نے احمد
آباد میں کئی
گھنٹے اپنے
شفیق چچا کی
جلی ہوئی
لاش کے ساتھ
بیٹھے گزارے
ہیں۔

کولکتہ، 9 مارچ، گجرات کے بدترین فساد کے جاں سوز مناظر نے جہاں بڑوں کے ہتھ ذہنوں کو ماؤف کر کے رکھ دیا وہیں کئی معصوم بچوں کے کچے ذہنوں پر بھی ایسے نقوش چھوڑ دیئے ہیں، جو شاید بھلانے کی کوشش کے باوجود بھی زائل نہ ہو پائیں۔

ہاوڑہ ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم نمبر 19 پر ایک 4 سالہ لڑکا محمد گڈو اپنے 2 کرم فرماؤں کے ساتھ یہاں احمد آباد سے لایا گیا ہے۔ پلیٹ فارم پر رکھے اپنے سامان پر سہارا لئے بیٹھا ہے۔ اسکے چہرے کے سپاٹ تاثرات گواہی دے رہے ہیں کہ اس کے ذہن میں فساد کے بیتے ہوئے ہولناک مناظر کی گویا کوئی فلم چل رہی ہے۔ 4 سال کی یہ عمر کھلونوں سے کھیلنے کی ہوتی ہے لیکن اس بد قسمت گڈو نے احمد آباد میں کئی گھنٹے اپنے شفیق چچا کی جلی ہوئی لاش کے ساتھ بیٹھے گزارے ہیں۔

گڈو کے والد اور چچا اسے لے کر چند دنوں قبل احمد آباد روزگار کی تلاش میں آئے تھے۔ والد کوٹ بنانے والی فیکٹری میں ملازم تھا اور فیکٹری کے ہی ایک حصہ میں گڈو بھی اپنے چچا کی نگرانی میں رہتا تھا۔ گودھراٹرین سانحہ کے بعد گجرات بدترین فساد کی لپیٹ میں آ گیا۔ اس فیکٹری پر بھی سیکڑوں بلوائیوں نے دھاوا بول دیا۔ اس بچہ کی نگاہ کے سامنے اس کے شفیق چچا کے سر پر پے در پے کئی وار کئے گئے، اسکے بعد اسکے بے حس جسم پر

بلوائیوں نے پیٹرول چھڑک کر آگ لگادی۔ فیکٹری کے ایک ورکر شمع ملک نے کسی طرح گڈو کو اٹھالیا، بلوائیوں نے اسے بھی چھیننے کی کوشش کی لیکن قسمت مہربان تھی۔ ملک نے اسے فیکٹری میں ہی ایک لکڑی کے بکس میں چھپا دیا۔ 48 گھنٹوں تک یہ معصوم اسی بکس میں بند رہا اور بکس کی دراڑ سے اپنے چچا اور دیگر کئی جلی ہوئی لاشوں کو دیکھتا رہا۔ فساد کا طوفان کچھ تھا تو ملک اور اجمل نامی 2 افراد بچے کو لے کر اپنے وطن کو لکتہ لوٹ آئے۔ بچہ کے والد کہاں ہیں، ان کا کیا حشر ہوا اس کا کسی کو علم نہیں۔ والد کا کہیں نظر نہ آتا بھی اس معصوم ذہن پر ایک صدمہ ہے، یہ دیگر بات ہے کہ کم سنی کی وجہ سے وہ اس کا اظہار کرنے سے معذور ہے۔

شمع ملک اور اجمل نامی یہ 2 افراد جو اس بچے کو بچا کر لائے ہیں۔ کہتے ہیں کہ گڈو کی آنکھوں نے جو دیکھا ہے اس سے اس کے ذہن پر ایسا اثر پڑا کہ ہم بیان نہیں کر سکتے وہ نروٹا ہے نہ زیادہ بولتا ہے اسکی پر تجسس بچا ہیں ایسا لگتا ہے کچھ تلاش کر رہی ہیں جو کچھ اس نے دیکھا ہے وہ ایک ننھی سی جان کے لئے بہت زیادہ ہے۔

یہ دونوں کہتے ہیں ہم بھی کولکتہ کے رہنے والے ہیں ہم بھی احمد آباد گئے تھے لیکن واپس آگئے یہ کسی معجزہ سے کم نہیں ہے۔ ٹرین سانحہ کی انھوں نے بھی مذمت کی لیکن یہ بھی کہا برابر بیت کا جو نکانا ج گجرات میں ہوا ہے اور جس طرح زندہ گیوں کا خون کیا گیا ہے۔ وہ بھیا تک قسم کے دشت گرد ہیں۔ ملک کہتا ہے ہم صحیح سلامت اپنے گھروں کو واپس لوٹ آئے دوسرے ساتھی، جو پتہ نہیں زندہ بھی ہیں یا نہیں، دعا کرتے ہیں کہ سلامتی کے ساتھ لوٹ کر آئیں۔

ملک اور اجمل نے تو اپنے احساسات کا اظہار کر دیا لیکن یہ بچہ زبان سے اپنے احساسات کا اظہار نہیں کر سکتا، ان ہولناک فسادات کے قہر کو اس کی خاموشی ہی سمجھنے والے کے لئے کافی ہے۔

اس بچہ کی نگاہ کے سامنے اس کے شفیق چچا کے سر پر ہے درپے کٹی وار کٹے گٹے، اسکے بعد اسکے ہے حسن جسم پر بلوائیوں سے پیٹرول چھڑک کر آگ لگادی۔ فیکٹری کے ایک ورکر شمع ملک نے کسی طرح گڈو کو اٹھالیا۔ بلوائیوں نے اسے بھی چھیننے کی کوشش کی لیکن قسمت مہربان تھی ملک نے اسے فیکٹری میں ہی ایک لکڑی کے بکس میں چھپا دیا 48 گھنٹوں تک یہ معصوم اسی بکس میں بند رہا اور بکس کی دراڑ سے اپنے چچا اور دیگر کئی جلی ہوئی لاشوں کو دیکھتا رہا

یکم مارچ تک کسی بھی زخمی مسلمان کو اسپتال میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی گئی

لوک سبھا میں گجرات فساد پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے پر یہ رنجن داس منشی کا انکشاف

نئی دہلی۔ 11 مارچ (یو این آئی) کانگریس نے گجرات میں گودھراڑین آتش زنی کے بعد برپا ہوئے پر تشدد واقعات سے نمٹنے میں وزیر داخلہ ایل کے اڈوانی اور ریاست کے وزیر اعلیٰ نریندر مودی کو مبینہ ناکامی اور بے حسی پر آج انھیں برطرف کئے جانے کا مطالبہ کیا۔

لوک سبھا میں ضابطہ 193 کے تحت گجرات پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے کانگریس کے چیف دھب پر یہ رنجن داس منشی نے مسٹر اڈوانی پر زبردست نکتہ چینی کی اور کہا کہ انھیں اپنے عہدہ پر برقرار رہنے کا کوئی اخلاقی حق نہیں ہے۔ مسٹر داس منشی نے مسٹر اڈوانی پر الزام لگایا کہ وہ 27 فروری کی صبح تک گودھرا کے واقعات کے بارے میں تفصیلات حاصل نہیں کر سکے تھے اور انھوں نے کہا کہ ان واقعات کے کسی پکے ”پرچارک“ کو کوئی آئینی عہدہ نہیں سنبھالنا چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ یہ پکار پرچارک آئین کے لئے خطرہ اور ملک کی پیشانی پر داغ ہے اور اسلئے اسے دست بردار ہو جانا چاہیے۔ جب مسٹر داس منشی نے افسوس ظاہر کرتے ہوئے یہ کہا کہ یکم مارچ تک کسی بھی زخمی مسلمان کو شہر کے اسپتالوں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی گئی تو ایوان میں زبردست شور شرابہ ہوا۔ مسٹر داس منشی نے وزیراعظم پر بھی عوام سے امن اور ہم آہنگی قائم کرنے کی اپیل کرنے

لوک سبھا
میں ضابطہ
193 کے تحت
گجرات پر بحث
کا آغاز کرتے
ہوئے کانگریس
کے چیف دھب
پر یہ رنجن
داس منشی نے
مسٹر اڈوانی پر
زبردست نکتہ
چینی کی
اور کہا کہ انھیں
اپنے عہدہ پر
برقرار رہنے کا
کوئی اخلاقی
حق نہیں ہے۔
مسٹر داس
منشی نے مسٹر
اڈوانی پر الزام
لگایا کہ وہ
27 فروری کی
صبح تک
گودھرا کے
واقعات کے بارے
میں تفصیلات
حاصل نہیں
کر سکے تھے اور
انھوں نے کہا کہ
ان واقعات کے
کسی پکے
”پرچارک“ کو
کوئی آئینی
عہدہ نہیں
سنبھالنا چاہیے

مسٹر واجپٹی
گودھرا کے
واقعہ کے فوراً
بعد ایک کل
جماعتی میٹنگ
بلا سکتے تھے
مگر انہوں نے
قوم سے اپیل
کرنے میں ہلچل
دن لگا دی۔
انہوں نے الزام
لگایا کہ ملک
کی موجودہ
صورت حال کو
سمجھنے کی
حکومت کو ذرا
بھی فکر نہیں
ہے۔ انہوں نے
مسٹر واجپٹی
پر یہ الزام
لگایا کہ
انہوں نے
پارلیمنٹ پر
13 دسمبر کو
ہوئے حملے کو
روکنے کی
کوشش نہیں
کی جبکہ خود
حکومت نے اس
سے چند دن
پہلے اس طرح
کے حملے کا
اندیشہ ظاہر
کیا تھا

میں تاخیر کرنے کا الزام لگایا۔ انہوں نے کہا کہ مسٹر واجپٹی گودھرا کے واقعہ کے فوراً بعد
ایک کل جماعتی میٹنگ بلا سکتے تھے مگر انہوں نے قوم سے اپیل کرنے میں ہلچل دن
لگا دی۔ انہوں نے الزام لگایا کہ ملک کی موجودہ صورت حال کو سمجھنے کی حکومت کو ذرا بھی
فکر نہیں ہے۔ انہوں نے مسٹر واجپٹی پر یہ الزام لگایا کہ انہوں نے پارلیمنٹ پر 13 دسمبر کو
ہوئے حملے کو روکنے کی کوشش نہیں کی جبکہ خود حکومت نے اس سے چند دن پہلے اس طرح
کے حملے کا اندیشہ ظاہر کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ احمد آباد میں اس طرح کے نعرے بھی سنائی
دئے کہ جو ہندو کے ہت (مناد) میں ہو گا وہی دلش پر راج کریگا۔ مسٹر اس منشی نے مسٹر
مودی پر الزام لگایا کہ انہوں نے یہ اشتعال انگیز بیان دیا کہ گجرات میں تشدد گودھرا کے
واقعہ کا انتقام ہے۔ مسٹر منشی نے مزید کہا کہ اگر یہ بیان آرائیں ایس یادی ایچ پی نے دیا
ہوتا تو بات سمجھ میں آ سکتی تھی مگر ریاست کے آئینی سربراہ کا اس طرح کا بیان نہایت قابل
اعتراض ہے۔ انہوں نے وزیر اعلیٰ پر لوٹ مار اور قتل و غارت گری سے چشم پوشی کرنے کا
بھی الزام لگایا۔ کانگریسی رہنما نے کہا کہ وزیر اعظم نے گجرات کا دورہ نہیں کیا اور اس
بات پر بھی تعجب کا اظہار کیا کہ کابینہ نے وزیر داخلہ کے بجائے وزیر دفاع جارج فرناڈیز
کو گجرات بھیجنے کا فیصلہ کیوں کیا۔ انہوں نے کہا کہ مسٹر ڈوانی نے نساد زدہ ریاست کا
دورہ 3 مارچ کو اس وقت کیا جب کہ کل ماتھ کی قیادت میں کانگریس کا ایک وفد یہاں
پہلے ہی سے موجود تھا۔



ہر یزید وقت نے حق بات پر سر کاٹ کر
نوک نیزا پر چڑھایا کر دیا اونچا ہمیں

ماجد رسن

انتہائی منظم انداز میں اقلیتوں کو مٹانے کی

کوشش کی گئی

فسادیوں نے ووٹر لسٹ کی مدد سے نشانے مقرر کئے، گجرات کے فساد زدگان کی المناک کہانی

احمد آباد، 12 مارچ (ایجنسیاں)

فساد زدہ گجرات میں رہنے والی اقلیتوں کا الزام ہے کہ حالیہ اقلیت کش فسادات میں انتہائی منظم طریقے سے انھیں مٹانے کی کوشش کی گئی۔ ان کا کہنا ہے کہ جس طرح سے حملے کئے گئے، اس سے لگتا ہے کہ فساد یوں کے پاس رائے دہندگان کی فہرست تھی اور اس کا غلط استعمال کیا گیا، کیونکہ انھوں نے اکثریتی علاقوں میں رہنے والے اقلیت کے افراد کو ہی نشانہ بنایا۔ کچھ متاثرین کے مطابق ٹھیک اسی طرح اقلیتوں کے ہونٹوں، دکانوں اور مکانوں کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ انھیں لوٹ کر آگ کے حوالے کر دیا۔ انھوں نے لائسنس اور دوسری دستاویز کا سہارا لیا۔ نریندر مودی کے ساتھ اسکول کے دنوں سے اپنی پہچان کا دعویٰ کرتے ہوئے ایک ہوٹل مالک نے کہا کہ غریبوں کے لئے بنے ہوٹل اور رین بیسروں سمیت پانچ ہوٹلوں پر حملے کئے گئے۔ ان کا کہنا ہے کہ اکثریتی علاقوں میں رہنے والے انتہا پسند ہندوؤں نے محلوں سے ان کا نام و نشان مٹانے کی پوری کوشش کی۔ فساد یوں نے تباہ و برباد کرنے کے لئے ہر ممکن ذریعہ استعمال کیا۔ وہ 1950ء میں کافی حد تک کامیاب رہے تھے۔ گل مہر سوسائٹی نام کی ایک عالی شان بستی پہلے مسلمانوں کی تھی اب وہاں ایک بھی مسلمان نہیں رہتا۔ بعض افراد کا کہنا ہے کہ گوہر اسانچ سے ناراض لوگوں نے صفایا مہم کے تحت احمد آباد کے کئی حصوں میں، نریندر مودی کی طرح

فسادیوں کے پاس رائے دہندگان کی فہرست تھی اور اس کا غلط استعمال کیا گیا، کیونکہ انھوں نے اکثریتی علاقوں میں رہنے والے اقلیت کے افراد کو ہی نشانہ بنایا۔ کچھ متاثرین کے مطابق ٹھیک اسی طرح اقلیتوں کے ہونٹوں، دکانوں اور مکانوں کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ انھیں لوٹ کر آگ کے حوالے کر دیا۔ انھوں نے لائسنس اور دوسری دستاویز کا سہارا لیا

اپنا نام خفیہ رکھنے کی شرط ہر مذکورہ افسر نے کھا ملک میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی ہر تشدد و واردات ہے جس میں دستاویزوں کا اس طرح سے سہارا لیا گیا ہے کہ آسام اور بھاکپور میں بھی فرقہ وارانہ فسادات دیکھے ہیں لیکن یہ حکمت عملی اختیار نہیں کی گئی۔ جو ہو پورا کے ایک راجی کیمپ میں موجود ایک خاتون نے بتایا کہ ووٹر لسٹ سے فساد یوں کا کام آسان ہو جاتا ہے اور انہیں اپنے نشانے تلاش کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہوتی، لیکن دوسرے لوگوں کا ماننا ہے کہ دستاویزوں کا استعمال گجرات میں پہلی بار نہیں ہوا ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ کبیر اور ملینیم جیسے ناموں والی کھانے پینے کی کئی دکانوں کو نشانہ بنایا گیا۔ اور تو اور اکثریتی فرقے کے لوگوں کے ساتھ شراکت میں چل رہے اقلیتی فرقے کے کاروباری اداروں کو بھی جن جن کر ختم کیا گیا۔ میر ایجنٹ اقبال طحہ کا کہنا ہے کہ یہ اکثریت کے لئے ایک واضح پیغام ہے کہ وہ اقلیت سے اپنے کاروباری رشتے ختم کر دیں۔ اپنے چار بچوں کو کھوپکی بڑودہ کی رفیق بانو نے کہا کہ لوگ لالچ میں بغیر کسی تفریق کے دوسروں کو لوٹتے ہیں، لیکن یہاں تو ہمیں خاص طور سے نشانہ بنا کر لوٹا گیا اور بھکاری بنا کر چھوڑ دیا گیا۔ ان فسادات میں ریاستی سرکار کے ملوث ہونے کے الزامات کو اس بنیاد پر بھی تقویت ملی ہے کہ 28 فرد ری کوثر یفک پولس سڑکوں پر نظر نہیں آئی۔ اس پر ایک اعلیٰ پولس افسر کا کہنا تھا کہ آپ کیا سمجھتے ہیں، جن فساد یوں کو ریاست کی پوری پولس فورس قابو میں نہیں کر سکی ہمارے لوگ سیٹی بجا کر انہیں روک لیتے۔ یہاں تک کہ احمد آباد میں بھی فائر بریگڈ کا عملہ نظر نہیں آیا، جس وقت پورا شہر آگ میں جل رہا تھا۔ فائر بریگڈ چین کی جیسی بجار ہا تھا، یہ صورت حال انتہائی خطرناک رجحانات کی نشاندہی کرتی ہے۔

کبیر اور ملینیم جیسے ناموں والی کھانے پینے کی کئی دکانوں کو نشانہ بنایا گیا۔ اور تو اور اکثریتی فرقے کے لوگوں کے ساتھ شراکت میں چل رہے اقلیتی فرقے کے کاروباری اداروں کو بھی جن جن کر ختم کیا گیا

استعمال کیا اور اقلیتوں کا قتل عام کیا۔ ایک پولس افسر کے مطابق ووٹر لسٹ کا سہارا لے کر انہوں نے جسے چاہا نشانہ بنایا اور کافی چالاکی سے کیا گیا۔

اپنا نام خفیہ رکھنے کی شرط ہر مذکورہ افسر نے کہا کہ ملک میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی ہر تشدد و واردات ہے جس میں دستاویزوں کا اس طرح سے سہارا لیا گیا۔ ہم نے آسام اور بھاکپور میں بھی فرقہ وارانہ فسادات دیکھے ہیں، لیکن یہ حکمت عملی نہیں اختیار نہیں کی گئی۔ جو ہو پورا کے ایک راجی کیمپ میں موجود ایک خاتون نے بتایا کہ ووٹر لسٹ سے فساد یوں کا کام آسان ہو جاتا ہے اور انہیں اپنے نشانے تلاش کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہوتی، لیکن دوسرے لوگوں کا ماننا ہے کہ دستاویزوں کا استعمال گجرات میں پہلی بار نہیں ہوا ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ کبیر اور ملینیم جیسے ناموں والی کھانے پینے کی کئی دکانوں کو نشانہ بنایا گیا۔ اور تو اور اکثریتی فرقے کے لوگوں کے ساتھ شراکت میں چل رہے اقلیتی فرقے کے کاروباری اداروں کو بھی جن جن کر ختم کیا گیا۔ میر ایجنٹ اقبال طحہ کا کہنا ہے کہ یہ اکثریت کے لئے ایک واضح پیغام ہے کہ وہ اقلیت سے اپنے کاروباری رشتے ختم کر دیں۔ اپنے چار بچوں کو کھوپکی بڑودہ کی رفیق بانو نے کہا کہ لوگ لالچ میں بغیر کسی تفریق کے دوسروں کو لوٹتے ہیں، لیکن یہاں تو ہمیں خاص طور سے نشانہ بنا کر لوٹا گیا اور بھکاری بنا کر چھوڑ دیا گیا۔ ان فسادات میں ریاستی سرکار کے ملوث ہونے کے الزامات کو اس بنیاد پر بھی تقویت ملی ہے کہ 28 فرد ری کوثر یفک پولس سڑکوں پر نظر نہیں آئی۔ اس پر ایک اعلیٰ پولس افسر کا کہنا تھا کہ آپ کیا سمجھتے ہیں، جن فساد یوں کو ریاست کی پوری پولس فورس قابو میں نہیں کر سکی ہمارے لوگ سیٹی بجا کر انہیں روک لیتے۔ یہاں تک کہ احمد آباد میں بھی فائر بریگڈ کا عملہ نظر نہیں آیا، جس وقت پورا شہر آگ میں جل رہا تھا۔ فائر بریگڈ چین کی جیسی بجار ہا تھا، یہ صورت حال انتہائی خطرناک رجحانات کی نشاندہی کرتی ہے۔



احمد آباد میں 16 ویں صدی کی تاریخی مسجد مکمل طور پر زمین دوز

جنونی هجوم
کے ہاتھوں
وحشت
بربریت کی جو
انسانیت سوز
وارداتیں رونما
ہوئی ہیں ان
میں ایک
تاریخی مسجد
کی شہادت بھی
شامل ہے
اپشان پور
علاقہ میں
جیٹھا بائی
ساوڑی کے
قریب واقع یہ
مسجد حالیہ
فساد میں
بالکل زمین
دوز کردی گئی
فسادات کے
دوران ہی ایک
رات کو اسے
بلڈرزوں
ہیوی ڈیولپ
کریںوں کے
دریغ
مسادیوں نے
تھس تھس
کر دیا۔

احمد آباد 15/ مارچ، احمد آباد کے فرقہ وارانہ فسادات میں درندگی پر آمادہ جنونی هجوم کے ہاتھوں وحشت بربریت کی جو انسانیت سوز وارداتیں رونما ہوئی ہیں ان میں ایک تاریخی مسجد کی شہادت بھی شامل ہے۔ ایشان پور علاقہ میں جیٹھا بائی ساوڑی کے قریب واقع یہ مسجد حالیہ فساد میں بالکل زمین دوز کردی گئی۔ فسادات کے دوران ہی ایک رات کو اسے بلڈرزوں ہیوی ڈیولپ کریںوں کے ذریعہ فساد یوں نے تھس تھس کر دیا۔ لیکن کن لوگوں نے یہ حرکت کی ہے اس کا اندازہ نہیں لگ سکا ہے۔ محکمہ آثار قدیمہ نے واضح کیا ہے کہ یہ مسجد فسادات پر آمادہ مجمع کے حملہ سے نہیں بلکہ انتہائی منظم اور منصوبہ بند طریقہ سے شہید کی گئی ہے لیکن اس سلسلہ میں پولس اور میونسپل کارپوریشن کے لوگ کچھ بتانے کو تیار نہیں ہیں۔ محکمہ آثار قدیمہ کا سینئر کنزرووریشن اسٹنٹ مسٹروی نامر کا کہنا ہے کہ بغیر بھاری مشنری کے استعمال سے مسجد مسمار نہیں جاسکتی۔ آثار قدیمہ کے تحفظ والی یہ مسجد سلطان محمود کے ایک معاون ملک ایشان نے تعمیر کرائی تھی۔ مسٹر نامر نے کہا کہ میں نے پتہ لگانے کی کوشش کی کہ یہ مسجد کس طرح مسمار کردی گئی تو یہی بتایا گیا کہ فساد یوں نے اسے تھس تھس کر دیا کسی نے یہ نہیں بتایا کہ کس انداز سے منہدم کی گئی۔ انھوں نے بتایا کہ اس عمارت کی تعمیر میں کم سے کم دو سال کا وقت لگے گا۔ اب سے سات سال قبل محکمہ آثار قدیمہ نے تمام مسجدوں کی از سر نو تزئین و آرائش کی تھی۔ اس طرح ایک اور محفوظ تاریخی عمارت کو فساد یوں نے نقصان پہنچایا ہے۔ ایک مسجد محافظ خان جو تھی کاٹا میں واقع ہے اس مسجد کی چہار دیواریوں اور بالائی حصہ کو نقصان پہنچایا ہے۔



ممتاز صحافی
وشوننگر
تیتا سیتلواڑ،
جواہر لال نہرو
یونیورسٹی
ٹیچنگ اسٹاف
یونین کے صدر
کمل متر چنلے
اور پر سنجیت
بوس نے آج
یہاں نامہ
نگاروں سے
گفتگو کرتے
ہوئے کہا کہ
جس منظم
طریقے سے
مشعل بھیڑ نے
جن جن کر
اقلیتی فرقے کے
گھروں اور
تجارتی
لہکانوں کو
نشانہ بنایا، اس
سے صاف ہے کہ
یہ سب منصوبہ
بند تھا اور ایک
طویل عرصہ
تک اکھٹی کسی
گئی معلومات
بھیڑ کو مہیا
کرائی گئیں۔

گجرات فساد میں کم سے کم دو ہزار افراد

مارے گئے

منظم انداز میں اقلیتی فرقہ کو ہی مارا اور لوٹا گیا: تفتیشی

وفد کی رپورٹ

نئی دہلی 19 مارچ (ایجنسیاں)

گجرات کا فساد فرقہ دارانہ نہیں ہے بلکہ منظم طریقے سے ایک مخصوص فرقے کے لوگوں کو لوٹا اور مارا گیا ہے۔ صحافیوں اور سماجی کارکنوں کے ایک وفد نے گجرات کا دورہ کرنے کے بعد اس تجزیہ کا اظہار کیا۔ انھوں نے کہا کہ سرکاری مشینری کی مکمل شہ اور مزد سے نسل کشی کی مکمل تیاری کے ساتھ اور تمام اسلحوں سے لیس مشعل بھوم نے جس طرح کارروائیاں انجام دیں اسے گودھرا کی دہشت ناک کارروائی کا ممکنہ رد عمل نہیں کہا جا سکتا۔ صہمت کی جانب سے گئے اس تفتیشی وفد میں ممتاز صحافی وشوناگری تیتا سیتلواڑ، جواہر لال نہرو یونیورسٹی ٹیچنگ اسٹاف یونین کے صدر کمل متر چنلے اور پر سنجیت بوس نے آج یہاں نامہ نگاروں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ جس منظم طریقے سے مشعل بھوم نے جن جن کر اقلیتی فرقے کے گھروں اور تجارتی ٹھکانوں کو نشانہ بنایا، اس سے صاف ہے کہ یہ سب منصوبہ بند تھا اور ایک طویل عرصہ تک اکھٹی کی گئی معلومات بھوم کو مہیا کرائی گئیں۔

آج جاری کی گئی تفتیشی وفد کی رپورٹ میں الزام لگایا گیا کہ پر تشدد واقعات میں

کم از کم دو ہزار لوگ مارے گئے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق گجرات کے کئی اضلاع اور گاؤں میں اب بھی مسخ شدہ لاشیں برآمد ہو رہی ہیں۔ اور کئی جگہوں پر لاشیں اس طرح جل گئی ہیں کہ مہلوکیں کی تعداد کا صحیح اندازہ لگانا مشکل تھا۔ انتظامیہ کے سینئر افسران نے اعتراف کیا کہ اب بھی ڈھائی ہزار لوگ لاپتہ ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ عمارتوں اور دکانوں میں دھماکوں کے لئے بڑی تعداد میں گیس سلنڈروں کا استعمال کیا گیا۔ مختلف شہریوں کے حوالے سے رپورٹ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ بھیڑ کے ساتھ ٹرکوں میں بھر کر گیس سلنڈر لائے گئے۔ دکانوں کے شراب فروشوں کی لوہے کی گرل کاٹنے کے لئے گیس کنز جیسے آلات کا استعمال کیا گیا۔ کچھ بستیوں کی چار دیواری گرانے کے لئے بھی ٹرکوں کا استعمال کیا گیا۔ رپورٹ میں الزام لگایا ہے کہ فساد بھیڑ کے حملوں کے دوران پولس صرف تماشائی بنی رہی بلکہ کچھ جگہوں پر پولس نے حملے کی مخالفت کرنے والوں پر ہی گولی چلائی۔ جان بچا کر بھاگ رہے لوگوں کا بھی راستہ روکا۔

رپورٹ کے مطابق کئی بازاروں میں پچاسوں دکانوں کے درمیان میں جن جن کر مسلمانوں کی دکانوں کو جلا یا اور لوٹا گیا۔ کئی منزلہ عمارتوں میں ایک یا دو فلیٹ کو جن کر جلا یا گیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ بھیڑ کے پاس پہلے سے تیار شدہ نقشے اور اطلاعات تھیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پناہ گزین کیمپوں میں رہ رہے لوگوں نے تفتیشی افسران کا نام لے کر الزام لگایا کہ وہ لوٹ اور آتش زنی کرنے والی بھیڑ کی قیادت کر رہے تھے۔ وفد میں شامل لوگوں نے کہا کہ گجرات کی موجودہ حالت میں ریاستی سرکار کے ذریعہ قائم جانچ کمیٹی غیر جانبدارانہ رپورٹ نہیں دے سکتی، اسلئے سپریم کورٹ کے موجودہ کسی جج سے طے شدہ وقت کے مطابق جانچ کرائی جانی چاہیے۔



رپورٹ کے مطابق
کئی بلواروں میں
پچاسوں دکانوں
کے درمیان میں
جن جن کر
مسلمانوں کی
دکانوں کو جلا یا
اور لوٹا گیا۔ کئی
منزلہ عمارتوں
میں ایک یا دو
فلیٹ کو جن کر
جلا یا گیا۔ اس سے
پتہ چلتا ہے کہ
بھیڑ کے پاس پہلے
سے تیار شدہ
نقشے اور
اطلاعات تھیں۔
رپورٹ میں کہا
گیا ہے کہ پناہ
گزین کیمپوں میں
رہ رہے لوگوں نے
تفتیشی افسران کا
نام لے کر الزام
لگایا کہ وہ لوٹ
اور آتش زنی کر رہے
والی بھیڑ کی
قیادت کر رہے
تھے۔ وفد میں
شامل لوگوں نے
کہا کہ گجرات کی
موجودہ حالت
میں ریاستی
سرکار کے ذریعہ
قائم جانچ کمیٹی
غیر جانبدارانہ
رپورٹ نہیں دے
سکتی

گجرات میں 500 مساجد، درگاہیں اور

امام باڑے مسمار کر دئے گئے

فساد سے متاثرہ علاقوں کا دورہ کرنے کے بعد پیپلز

یونین فار ہیومن رائٹس کی رپورٹ

(12 اپریل 2002ء راشٹریہ سہارا)

الہ آباد، یکم اپریل (سہارا خبر)

گجرات کے مسلم کش فساد کی جانچ اور متاثرہ علاقے کا دورہ کرنے کے بعد انسانی حقوق تنظیم پیپلز یونین فار ہیومن رائٹس (پی یو ایچ آر) نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ پورے گجرات میں مسلمانوں کے خلاف ایک طرفہ کارروائی کی گئی اور 500 کے قریب مساجد، درگاہیں اور امام باڑے مسمار کر دئے گئے اور ان کی جگہ پر اکثریتی فرقے کے معاہدہ قائم کر دئے گئے ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ فساد کے دوران ریاستی سرکار کے وزراء، ممبران اسمبلی اور دھوبندہ پریشد کے لیڈران پولس کو کنٹرول روم میں بیٹھ کر انتہا پسندوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتے رہے۔ رپورٹ کے مطابق گجرات کے مسلم کش فساد کے لئے ریاستی حکومت پوری طرح ذمہ دار ہے۔ گجرات کے دورے کے بعد پی یو ایچ آر کے سینئر کارکن اور جے این یو اسٹوڈنٹس یونین کے سابق صدر پر نیہ کرشن نے آج یہاں 3 رکنی ٹیم کے دورے کی رپورٹ جاری کی۔

واضح رہے کہ پر نیہ کرشن ٹیم کی قیادت کر رہے تھے۔ رپورٹ میں گجرات کے

پورے گجرات میں مسلمانوں کے خلاف ایک طرفہ کارروائی کی گئی اور 500 کے قریب مساجد، درگاہیں اور امام باڑے مسمار کر دئے گئے اور ان کی جگہ پر اکثریتی فرقے کے معاہدہ قائم کر دئے گئے ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ فساد کے دوران ریاستی سرکار کے وزراء، ممبران اسمبلی اور دھوبندہ پریشد کے لیڈران پولس کو کنٹرول روم میں بیٹھ کر انتہا پسندوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتے رہے

دورے کے دوران وہاں کے حالات کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ خاص کر بے گھر ہونے والے مسلمانوں کی حالت زار اور ان پر ہونے والے مظالم کی داستان ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پناہ گزین کمپ میں رہ رہے مسلمانوں کے خوف کا عالم یہ ہے کہ فساد کے ایک ماہ گزرنے کے بعد بھی وہ اپنے گھروں کو واپس نہیں جانا چاہتے ہیں۔ ان کو ڈر ہے کہ ان لوگوں کو زندہ جلا دیا جائے گا۔ گجرات انتظامیہ کے بارے میں رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پولس میں کاسٹبل اور انسپکٹر کی سطح پر بڑے پیمانے پر بھرتیوں کے کارکنان بھی گجرات سرکار نے بھرتی کئے تھے اور سنگھ پر یوار سے جڑے لوگوں کو بھی داخل کیا گیا ہے۔ لوگ فساد کے دوران اپنی تنظیموں سے رہنمائی حاصل کر رہے تھے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ گجرات میں حالات اتنے خراب ہو چکے ہیں کہ قصوردار لوگوں کے خلاف پولس میں ابتدائی رپورٹ تک درج کر دینے سے لوگ گریز کرتے رہے کیونکہ قصوردار لوگ سنگھ پر یوار سے جڑے ہیں۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا کہ فسادات کے دوران سنگھ پر یوار کی جانب سے تقسیم کئے جانے والے ترشول اور کموار کا استعمال بڑے پیمانے پر ہوا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مسلم طبقے کی گاڑیاں جان بوجھ کر نذر آتش کی جا رہی ہیں تاکہ مسلمان ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہونے پائیں۔

رپورٹ میں دشوہندو پریشد کے بارے میں کہا گیا ہے دورے کے دوران پایا گیا کہ جن علاقوں میں مسلمان اب تک محفوظ رہے ہیں وہاں بھی حالات کو سنگین بنانے کے لئے اشتعال انگیزی کی جا رہی ہے۔ گجرات حکومت کو فساد کا پورا ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ حکومت کی مدد سے چلائی گئی مسلم مخالف مہم خفیہ سطح پر ابھی جاری ہے۔ رپورٹ میں مرکزی حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ پورے واقعات کی جانچ اعلیٰ سطح سے کرائے تاکہ مسلم کش فساد کی سازش کا پردہ فاش ہو سکے۔



رہپورٹ
میں دشوہندو
پریشد کے بارے
میں کہا گیا ہے
دورے کے دوران
پایا گیا کہ جن
علاقوں میں
مسلمان اب تک
محفوظ رہے
ہیں وہاں بھی
حالات کو
سنگین بنانے کے
لئے اشتعال
انگیزی کی
جا رہی ہے۔
گجرات حکومت
کو فساد کا پورا
ذمہ دار ٹھہراتے
ہوئے رہپورٹ
میں کہا گیا ہے
کہ حکومت کی
مدد سے چلائی
گئی مسلم
مخالف مہم خفیہ
سطح پر ابھی
جاری ہے۔
رہپورٹ میں
مرکزی حکومت
سے مطالبہ کیا
گیا ہے کہ وہ
پورے واقعات کی
جانچ اعلیٰ
سطح سے
کرائے تاکہ مسلم
کش فساد کی
سازش کا
پردہ فاش
ہو سکے۔

گجرات کے فساد زدگان فاقہ کشی کا شکار

مسلل کر فیو کی وجہ سے قیدیوں سے بھی بدتر حالت

احمد آباد 6/ اپریل (پی ٹی آئی)

فساد زدہ گجرات کے احمد آباد شہر میں اقلیتی فرقے کے خوفزدہ لوگ اپنے علاقے سے باہر نہ نکل پانے کی وجہ سے قیدیوں سے بھی بدتر زندگی گزارنے پر مجبور ہیں اور یہاں کے کئی علاقوں میں لوگوں کو بھکمری کا سامنا پڑ رہا ہے۔ شاہ عالم علاقے میں رہنے والے شفیع بھائی نے بتایا کہ مجھے ابھی بھی کالونی سے باہر جانے میں ڈر لگتا ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ خود وزیراعظم واپسی بھی دو دن پہلے ریاست کے اپنے ایک روزہ دورہ میں شاہ عالم آئے تھے اور انھوں نے یہاں کے کمپ کا بھی دورہ کیا تھا۔

اقلیتی فرقہ کو لوگوں کے الگ تھلک پڑ جانے اور ایک ہی مقام پر بھاری تعداد میں جمع ہونے کی وجہ سے غذائی اجناس کی سپلائی میں دقت آرہی ہے۔ مقامی مدرسہ کے مدرس اور راجی کیمپ کے سرگرم کارکن محبوب الرحمن قاسمی نے بتایا کہ کچھ علاقوں میں بھکمری جیسی سنگین صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔ لوگ باہر نکلنے میں خوف محسوس کر رہے ہیں۔ ان کے پاس کھانے پینے کی اشیاء ختم ہو چکی ہیں۔ کئی جگہ خواتین اور بچے نامہ نگاروں کو دیکھ کر انہیں راجی کیمپ کا ممبر سمجھ کر اناج مانگنے لگے۔ اسی طرح یومیہ اجرت پر کام کرنے والے مزدوروں کے گھروں میں فاقہ کی نوبت آگئی ہے۔ دکانوں میں بھی اشاک ختم ہو رہا ہے اور وہاں سے انھیں ادھار دینے سے منع کر دیا ہے۔ فساد یوں نے اناج کی دکانوں کو بھی آگ لگا دی جو اقلیتی فرقہ کی تھیں۔

علاقوں میں بھکمری جیسی سنگین صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔ لوگ باہر نکلنے میں خوف محسوس کر رہے ہیں۔ ان کے پاس کھانے پینے کی اشیاء ختم ہو چکی ہیں۔ کئی جگہ خواتین اور بچے نامہ نگاروں کو دیکھ کر انہیں راجی کیمپ کا ممبر سمجھ کر اناج مانگنے لگے۔ اسی طرح یومیہ اجرت پر کام کرنے والے مزدوروں کے گھروں میں فاقہ کی نوبت آگئی ہے۔ دکانوں میں بھی اشاک ختم ہو رہا ہے اور وہاں سے انھیں ادھار دینے سے منع کر دیا ہے۔ فساد یوں نے اناج کی دکانوں کو بھی آگ لگا دی جو اقلیتی فرقہ کی تھیں۔



فسادیوں کے ساتھ واجپئی نے گجرات کا دورہ کیا

فساد روکنے میں مرکز کی نیت مشتبہ سونیا گاندھی کا الزام

(7 اپریل 2002 راشٹریہ سہارا)

نئی دہلی 6/ اپریل (سہارا خبر)

کانگریس صدر سونیا گاندھی نے آج وزیراعظم پر الزام لگایا کہ گجرات دورہ میں انھوں نے اپنے ساتھ انھیں لوگوں کو رکھا جن کا گجرات کے فساد میں اہم کردار تھا۔ ساتھ ہی انھوں نے ریاست کے موجودہ حالات کے لئے مرکز کو ذمہ دار قرار دیتے ہوئے اس پر جانبدارانہ رویہ اپنانے کا الزام بھی عاید کیا۔ آل انڈیا سیوا دل کی قومی کانفرنس کے افتتاح کے موقع پر انھوں نے کہا کہ گودھرا سانحہ کے ایک ماہ بعد وزیراعظم نے گجرات کا دورہ کیا جو اپنے آپ میں خود قاتل مذمت ہے۔ آرائس ایس کا نام لئے بغیر سونیا گاندھی نے کہا جس نظریہ کے تحت مہاتما گاندھی کو قتل کیا گیا، اسی کی طرز پر گجرات کے مختلف حصوں میں منصوبہ بند طریقہ سے قتل و غارت برپا کیا گیا۔ گجرات میں جو کچھ ہوا وہ ایک دستاویز کی طرح ہے، جسے مرکز اور گجرات سرکار چھپا نہیں سکتیں۔ انھوں نے نریندر مودی کو برخاست کرنے کا بھی مطالبہ کیا۔ سونیا گاندھی نے کہا کہ مرکز نے انسانی حقوق کمیشن کی رپورٹ کو ردی کی نوکری میں ڈال دیا۔ ایسا لگتا ہے کہ گجرات کو سمجھانے میں مرکز کی نیت ٹھیک نہیں ہے۔



سونیا گاندھی نے کہا جس نظریہ کے تحت مہاتما گاندھی کو قتل کیا گیا، اسی کی طرز پر گجرات کے مختلف حصوں میں منصوبہ بند طریقہ سے قتل و غارت برپا کیا گیا۔ گجرات میں جو کچھ ہوا وہ ایک دستاویز کی طرح ہے، جسے مرکز اور گجرات سرکار چھپا نہیں سکتیں۔ انھوں نے نریندر مودی کو برخاست کرنے کا بھی مطالبہ کیا۔ سونیا گاندھی نے کہا کہ مرکز نے انسانی حقوق کمیشن کی رپورٹ کو ردی کی نوکری میں ڈال دیا۔ ایسا لگتا ہے کہ گجرات کو سمجھانے میں مرکز کی نیت ٹھیک نہیں ہے۔

یہ ہے زیندر مودی کا گجرات ہے

اجتماعی عصمت دری کے بعد مسلم خواتین کو

زندہ جلا دیا گیا

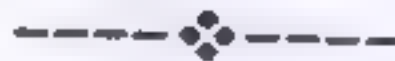
عورتوں پر مظالم اور بربریت نے بوسنیا میں سربیا کی در ماندگی کی یاد دلا دی ☆ گجرات کے دورہ کے بعد خواتین کے پینل کی لرزہ خیز

رپورٹ

نئی دہلی 16 اپریل (یو این آئی) خواتین کے ایک پینل نے گجرات کے دورے کے بعد کہا ہے کہ ریاست میں حالیہ فرقہ وارانہ غارتگری کے دوران خواتین کو ناقابل تصور غیر انسانی اور وحشیانہ جنسی تشدد کا شکار بنایا گیا۔ پینل نے مطالبہ کیا ہے کہ ان مظلوم خواتین کو انصاف دلانے کے لئے ایک خصوصی ٹری بیوئل قائم کیا جائے اور مجرموں کو سزا دلائی جائے۔ 6 رکنی پینل نے اپنی رپورٹ میں جس کا عنوان "گجرات عوام اور اقلیتی خواتین" ہے۔ کہا جاتا ہے کہ عورتوں کو سنگین جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے جس میں زنا بالجبر، اجتماعی عصمت دری، نچا کرنا اور اس طرح کے دیگر ناقابل بیان وحشیانہ جنسی جرائم شامل ہیں۔ عصمت دری اور زنا بالجبر کی شکار خواتین کو زندہ جلا دیا گیا۔ حقوق خواتین کی مشہور اور ممتاز کارکن اور مسلم ویمن فورم کی صدر نشیں سیدہ حمیدہ نے جو مذکورہ پینل کی سربراہ تھیں یہاں نامہ نگاروں کو بتایا کہ خواتین کو جس طرح کے تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ایسے شواہد ملے ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خواتین کے خلاف ان جرائم کے ارتکاب میں پولس بھی ملوث تھی۔ پینل نے بتایا کہ عورتوں کے تحفظ کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ کوئی خاتون پولس تعینات نہیں کی

ملکہ نگاروں کو بتایا کہ خواتین کو جس طرح کے تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ایسے شواہد ملے ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خواتین کے خلاف ان جرائم کے ارتکاب میں پولس بھی ملوث تھی۔ پینل نے بتایا کہ عورتوں کے تحفظ کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ کوئی خاتون پولس تعینات نہیں کی گئی اور نہ ہی ان واقعات میں بچ جاسے والی خواتین کی ایف آئی آر درج کی گئی

گئی اور نہ ہی ان واقعات میں بچ جانے والی خواتین کی ایف آئی آر درج کی گئی۔ پینل نے مزید کہا کہ ریاست میں ایسا کوئی ادارہ جاتی میکانزم موجود نہیں ہے، جس کے ذریعہ ان خواتین کو انصاف دلایا جاسکے۔ ایک غیر سرکاری تنظیم ”نیزترن“ کی مالنی گھوش نے بتایا کہ پہلی بار خواتین پر اس طرح کے انتہائی وحشیانہ مظالم ڈھائے گئے یہاں تک کہ نابالغ لڑکیوں اور بال بچے والی عورتوں کو بھی نہیں بخشا گیا اور ان کی اجتماعی آبروریزی کی گئی۔ بہت سی خواتین کی شرم گاہوں سے ڈنڈے نکالے گئے۔ اور سب سے افسوس ناک بات یہ ہے کہ زیادہ تر واقعات میں پولس نے ایف آئی آر درج کرنے سے انکار کر دیا۔ گھوش نے مطالبہ کیا کہ جنسی تشدد کے ثبوت فراہم کرنے کے لئے ایک خصوصی ٹری بیوئل قائم کیا جائے اور مجرموں کو عبرتناک سزا دی جائے اور ریاستی حکومت کو چاہیے کہ وہ ان بدترین مظالم کی شکار خواتین کے لئے ایک باز آبدکاری پیکیج کا اعلان کرے اور انھیں طبی امداد کے ساتھ ساتھ ان کے نفسیاتی علاج کا بھی بندوبست کرے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ان معاملوں میں روایتی طبی ثبوت کو زنا بالجبر ثابت کرنے کے لئے استعمال نہیں کیا جاسکتا کیونکہ متاثرہ خواتین میں متعدد ایسی ہیں جو جنگلوں میں چھپنے کے لئے مجبور ہو گئیں تھیں یا کیپوں میں ناگفتہ بہ حالات میں رہ رہی ہیں اور وہ رپورٹ درج کرانے کے لئے بروقت اپنا طبی معائنہ نہیں کرا سکتی تھیں۔ اس پینل کی ایک اور رکن فرحانہ نقوی نے گجرات میں خواتین پر حملوں کا موازنہ بوسنیا کے کیپوں سے کیا جہاں خواتین کی آبروریزی عام تھی۔ جسکا جسمانی، معاشی اور نفسیاتی اعتبار سے ان خواتین پر زبردست اثر پڑا ہے اور اس سلسلے میں مدد کرنے کے لئے ریاست کی طرف سے کوئی کوشش نہیں ہو رہی ہے۔



گھوش نے
مطالبہ کیا کہ
جنسی تشدد
کے ثبوت فراہم
کرنے کے لئے
ایک خصوصی
ٹری بیوئل قائم
کیا جائے اور
مجرموں کو
عبرت ناک سزا
دی جائے اور
ریاستی
حکومت کو
چاہیے کہ وہ ان
بدترین مظالم
کی شکایت
خواتین کے لئے
ایک بلز آباد
کلری پیکیج کا
اعلان کرے اور
انہیں طبی
امداد کے ساتھ
ساتھ ان کے
نفسیاتی علاج
کا بھی
بندوبست کرے۔

گجرات میں فساد جاری رہنے پر امریکہ کا

اظہار تشویش

دونوں فرقوں سے صبر و تحمل اور آپسی اختلافات کا پر

امن حل تلاش کرنے کی اپیل

واشنگٹن، 16 اپریل (پی ٹی آئی) امریکہ نے گجرات کے فرقہ وارانہ فسادات پر رد عمل ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس طرح کی لڑائی سے کسی کا بھی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہندو اور مسلم فرقوں کو چاہئے کہ آپسی اختلافات کا پر امن حل تلاش کریں۔ امریکی وزارت خارجہ کے ترجمان فلپ ریکر نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس بات سے کبھی خوب اچھی طرح واقف ہیں کہ ہندوستان ایک طویل عرصہ سے اپنے کثیر المذاہب اور سیکولر ملک ہونے پر فخر کرتا رہا ہے۔

فلپ ریکر نے کل یہاں معمول کی بریفنگ کے دوران کہا کہ یہ بہت ضروری ہے کہ فریقین اختلافات کا پر امن حل تلاش کریں۔ کیونکہ اس طرح کا تشدد بے گناہ لوگوں کی جان لیتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ نائب وزیر خارجہ کرشننا روکانے اپنے حالیہ دورہ ہند کے موقع پر امریکہ کے اس موقف کو واضح کر دیا ہے۔ گجرات کے پر تشدد واقعات کے بارے میں ہمارے خیالات بالکل عیاں ہیں۔ واضح ہو کہ کرشننا روکانے ان فسادات کی مذمت کرتے ہوئے دونوں فریقوں کو صبر و تحمل سے رہنے کا مشورہ دیا تھا۔



نائب وزیر
خارجہ
کرشننا روکانے
اپنے حالیہ
دورہ ہند کے
موقع پر امریکہ
کے اس موقف
کو واضح کر
دیا ہے۔ گجرات
کے پر تشدد
واقعات کے
بارے میں
ہمارے خیالات
بالکل عیاں
ہیں۔ واضح ہو
کہ کرشننا
روکانے ان
فسادات کی
مذمت کرتے
ہوئے دونوں
فریقوں کو
صبر و تحمل
سے رہنے کا
مشورہ دیا تھا۔

گجرات میں بے بس مسلم خواتین کی عصمت

دوری کرنے والوں کو مٹھائیاں تقسیم کی گئیں

مدد کی خواستگار عورتوں کو پولس نے فساد یوں کے حوالے کر دیا
☆ مادر ذات برہنہ لڑکی کے پیچھے 25 مرد بھاگ رہے تھے
☆ پولس نے فساد یوں کی بجائے مدد مانگنے والوں پر گولیاں
چلائیں ☆ احمد آباد کا دورہ کرنے کے بعد خواتین کی ایک تنظیم
کی دل دہلا دینے والی رپورٹ

نئی دہلی، 16/ (یو این آئی)

گجرات میں گودھرا سانحہ کے بعد کی خوں ریزی بے قابو فرقہ وارانہ جذبات کا
نتیجہ نہیں تھی۔ فساد زدہ ریاست کا دورہ کرنے والی خواتین کی ایک تنظیم نے یہ خیال ظاہر
کیا ہے۔

مسلم خواتین پر گجرات کے کشت و خون کے اثرات سے متعلق آج یہاں پولس کو
جاری کردہ ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اگر حکومت چاہتی تو تشدد کو روکا یا قابو میں کیا
جاسکتا تھا مگر بیشتر معاملات میں اس ٹیم نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ حکومت بشمول اس کے
منتخب نمائندوں انتظامیہ اور پولس والوں نے اپنے شہریوں کو بچانے کی ذمہ داری مکمل
طور پر چھوڑ دی تھی اور ایک قدم آگے بڑھ کر ان لوگوں نے گجرات کی میٹروں خواتین اور
بچوں کے ہاتھ پیر کاٹنے، ان کی آبروریزی کرنے اور ذبح کرنے میں سرگرمی سے حصہ

لیا۔

اس ٹیم نے یہ
نتیجہ اخذ کیا
ہے کہ حکومت
بشمول اس کے
منتخب
نمائندوں
انتظامیہ اور
پولس والوں
نے اپنے
شہریوں کو
بچانے کی ذمہ
داری مکمل
طور پر
چھوڑ دی تھی
اور ایک قدم
آگے بڑھ کر ان
لوگوں نے
گجرات کی
میٹروں
خواتین اور
بچوں کے ہاتھ
پیر کاٹنے، ان
کی آبروریزی
کرنے اور ذبح
کرنے میں سر
گرمی سے
حصہ لیا۔

میدان میں مسلح افراد بھرے پڑے تھے۔ میں نے اتنے لوگوں کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جب پولس اس بھیڑ کے ساتھ نظر آئی تو ہم نے ساری امیدیں کھو بیں۔ ہم جب پولس کے سامنے گز گزائے تو جواب ملا تم لڑلو جتنی طاقت ہے۔ میں نے لڑکیوں کی چیخیں سنیں اور دیکھا کہ ایک مادرزاد منگی لڑکی بھاگ رہی ہے اور 25 مرد اس کا پیچھا کر رہے ہیں۔ مٹھائی کی دکان والا بلوائیوں میں مٹھائی بٹٹ رہا ہے۔ پولس نے بلوائیوں کے بجائے مظلوموں پر گولیاں چلائیں

سٹی زنس ایشیو (احمد آباد) کی اعانت سے خواتین کی اس حقائق دریافت کرنے والی ٹیم نے یہ محسوس کیا کہ مشتر معاملات میں پولس نے خواتین کے خلاف جرائم کی سرگرمی کے ساتھ امداد اعانت کی۔ بعض معاملات میں مدد کی چیخوں کی طرف سے کان بند کر لئے گئے یا ان عورتوں سے یہ کہا گیا کہ انھیں ان کی مدد کے لئے اوپر سے حکم نہیں ملا۔

اس رپورٹ میں متاثرین کے کئی برسر موقع بیانات شامل ہیں جن سے ان الزامات کی تصدیق ہوتی ہے۔ شبانہ، سائرہ بانو اور اسی نام کی ایک اور لڑکی کے بیانات حسب ذیل ہیں۔

ہماری تعداد پچاس سے کچھ زیادہ تھی۔ وہ لوگ کئی ہزار تھے۔ ہم جان بچانے کے لئے بھاگے تو پولس نے راستہ روکا اور ہمیں اسی بھیڑ کی طرف رگیدا اور بلوائیوں سے کہا مار ڈالو حرام زادیوں کو ایسا پہلی بار ہوا ہے ہم کہاں جاسکتے ہیں۔

میدان میں مسلح افراد بھرے پڑے تھے۔ میں نے اتنے لوگوں کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جب پولس اس بھیڑ کے ساتھ نظر آئی تو ہم نے ساری امیدیں کھو دیں۔ ہم جب پولس کے سامنے گز گزائے تو جواب ملا تم لڑلو جتنی طاقت ہے۔ میں نے لڑکیوں کی چیخیں سنیں اور دیکھا کہ ایک مادرزاد منگی لڑکی بھاگ رہی ہے اور 25 مرد اس کا پیچھا کر رہے ہیں، مٹھائی کی دکان والا بلوائیوں میں مٹھائی بانٹ رہا ہے۔ پولس نے بلوائیوں کے بجائے مظلوموں پر گولیاں چلائیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ دل ہلا دینے والے ان بیانات کا تعلق گجرات کے اس شہر سے ہے جس میں حکومت خاموش تماشائی بنی رہی یا پھر فساد یوں کا ساتھ دیتی رہی۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پولس زیادہ سے زیادہ خوف زدہ مسلمانوں کو مسلم اکثریت والے علاقے میں پہنچا دیتی ہے مگر پولس کے رویہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کی حفاظت اسکی ذمہ داری نہیں ہے، دوسرے مسلمان انکی حفاظت کر سکتے ہیں مسلمان اب اس ریاست کے شہری نہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ بعض ایسے واقعات سے اس بات کی تردید ہو جاتی ہے کہ گودھرا سانحہ کے بعد کی خوں ریزی

کا تعلق بے قابو فرقہ وارانہ جذبات سے تھا۔ مثلاً بیچ محل ضلع میں نسبتاً سکون تھا اور ٹیم کا خیال ہے کہ ڈسٹرکٹ کلکٹر روی جینتی کی بنجیدہ کوششوں کی وجہ سے وہاں امن و امان کی صورت حال خراب نہیں ہوئی۔

چترودہ گاؤں کے سر بیچ کارول بھی ثابت کرتا ہے کہ جہاں سرکاری ذمہ داروں نے مسلمانوں کو بچانا چاہا وہاں انھیں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ سر بیچ کیشو بھائی ٹیل کو بلوایوں کے لیڈروں کے گمنام فون آئے وہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ گاؤں کے اندر گھسنے پر انھیں کتنی مدد ملے گی مگر انھوں نے بلوایوں کو اپنے گاؤں میں گھسنے اور چالیس سے کچھ زیادہ مسلم کنبوں کی زندگی سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی۔

سر بیچ سے جب یہ پوچھا گیا کہ بلوایوں نے ان کی بات کیسے مان لی جب کہ پولس ناکام ہو چکی تھی تو انھوں نے کہا کہ یہ میرا گاؤں ہے میں نے ان سے کہا کہ طاقت ہے تو آ جاؤ۔

’تشدد کیوں برپا ہوتا ہے‘ اس سوال کے جواب میں انھوں نے کہا کہ یہ ٹھیک نہیں لیکن جو کچھ گودھرا میں ہوا وہ بھی ٹھیک نہیں تھا۔ اپنے گاؤں میں ہم متحد تھے اس لئے یہاں کچھ نہیں ہوا، کیشو بھائی ٹیل کے اس رول کے بالکل برعکس رول نکشی پور گاؤں (ساہر کنٹھ) کی مہیلا سر بیچ نے ادا کیا۔ وہ صاف طور پر کٹہ پتلی بنی رہی اور ان کے خاوند سر بیچ کا کام کرتے رہے۔ انکے خاوند اور مقامی وی ایچ پی کے ایک رکن نے مبینہ طور پر 27 فروری کی شام مسلمانوں کے گھروں کی نشاندہی کی اور آگ لگانے والوں کی قیادت کی۔

احمد آباد کے ایک بدترین طور پر متاثر علاقے کے ایک رکن اسمبلی کے رول پر بھی ٹیم نے سخت نکتہ چینی کی۔ اس رکن اسمبلی نے خوں ریزی کے دوران علاقے میں بڑی تعداد میں آبروریزی کے بارے میں خود کو لاعلم ظاہر کیا اور دعویٰ کیا کہ اس قسم کا فرقہ وارانہ تشدد تو گجرات کی زندگی کا فطری حصہ ہے اسے اسی انداز میں قبول کرنا چاہئے۔



چترودہ
گلوں کے سر
بیچ کارول بھی
ثابت کرتا ہے
کہ جہاں
سرکاری ذمہ
داروں نے
مسلمانوں کو
بچانا چاہا
وہاں انھیں
کوئی دشواری
پیش نہیں آئی۔
سر بیچ کیشو
بھائی ٹیل کو
بلوایوں کے
لیڈروں کے
گمنام فون آئے
وہ معلوم کرنا
چاہتے ہیں کہ
گلوں کے اندر
گھسنے پر
انھیں کتنی
مدد ملے گی مگر
انھوں نے
بلوایوں کو
اپنے گناہوں
میں گھسنے اور
چالیس سے
کچھ زیادہ
مسلم کنبوں کی
زندگی سے
کھیلنے کی
اجازت نہیں
دی۔

گجرات کے پناہ گزین کیمپوں میں رہنا بھی خطرہ سے خالی نہیں

(25 اپریل 2002ء راشٹریہ سہارا دہلی)

جے پور، 24 اپریل (سہارا خبر) فساد زدہ گجرات سے ہجرت کر کے آنے والے مظلوم لوگوں نے آج یہاں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ گجرات میں حیوانیت کا سب سے بدترین مظاہرہ پانواڑہ ناگ پوری، ایرال، دامیڑہ میں ہوا جہاں مسلم لڑکیوں کی اجتماعی عصمت دری کے بعد انھیں زندہ جلا دیا گیا۔ یہاں تک کہ بزرگ عورتوں کی شرمگاہوں میں گولیاں ماری گئیں۔ ان کا کہنا تھا کہ فساد برسر عام نعرہ لگاتے تھے کہ مسلمانوں کا ایک ہی مقام ہے "پاکستان یا قبرستان"

مسلم مسافر خانہ کے چھ کمروں میں پناہ گزین 45 لوگوں میں 10 مرد، 14 خواتین اور 21 بچے شامل ہیں۔ ان کا تعلق پنج محل ضلع سے ہے۔ ستم زدہ ممتاز نے بتایا کہ وہ جس علاقہ میں رہتی تھی وہاں کی آبادی میں اکثریت ہندوؤں کی ہے۔ جب فساد یوں نے اقلیتوں کے گھروں اور دکانوں میں آگ لگائی تو انھیں کوئی بچانے نہیں آیا۔ پریس کانفرنس میں موجود نبیلا، فرزانہ، افسانہ اور فرحانہ نے کہا کہ فساد یوں نے گھروں میں داخل ہو کر وہاں رہنے والوں پر مٹی کا تیل چھڑکا اور انھیں آگ لگا دی۔ ایک مسلم نوجوان جب جان بچانے کے لئے ہندو پڑوسی کے یہاں گیا تو اسے بھی نہیں بخشا گیا۔ رخسانہ نے بتایا کہ وہ کئی دنوں میں چھپتے چھپاتے اپنے تین سال کے بھتیجے کو سینہ سے چپکائے جے پور آ گئیں۔ ذوالفقار نے بتایا کہ پناہ گزین کیمپوں میں رہنا خطرہ سے خالی

مسلم مسافر خانہ کے چھ کمروں میں پناہ گزین 45 لوگوں میں 10 مرد، 14 خواتین اور 21 بچے شامل ہیں۔ ان کا تعلق پنج محل ضلع سے ہے۔ ستم زدہ ممتاز نے بتایا کہ وہ جس علاقہ میں رہتی تھی وہاں کی آبادی میں اکثریت ہندوؤں کی ہے۔ جب فساد یوں نے اقلیتوں کے گھروں اور دکانوں میں آگ لگائی تو انھیں کوئی بچانے نہیں آیا۔ پریس کانفرنس میں موجود نبیلا، فرزانہ، افسانہ اور فرحانہ نے کہا کہ فساد یوں نے گھروں میں داخل ہو کر وہاں رہنے والوں پر مٹی کا تیل چھڑکا اور انھیں آگ لگا دی

نہیں ہے۔ ہر طرف موت کا قہر ہے۔ گجرات کے مسلمانوں کو اچھوت بنا دیا گیا ہے۔ کوئی ان سے سامان نہ تو خریدتا ہے اور نہ ہی انہیں فروخت کرتا ہے۔ جو لوگ ایسا نہیں کرتے انہیں قتل کرنے کی دھمکی دی جاتی ہے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ وزیراعظم کی آمد پر ایسے ہندو لوگوں کو معاوضہ دلوایا گیا، جن کا کوئی نقصان نہیں ہوا تھا۔ گجرات کی گلبرگ کالونی کے عبدال بھائی منصوری نے بتایا کہ وہ اپنے خاندان کے 19 لوگوں کو آگ میں جلتا دیکھ چکے ہیں۔ وہیں کانگریس کے سابق ایم پی احسان بھی رہتے تھے۔ مومنہ بی بی کے پانچ سال کے بیٹے کو بھی آگ میں جھونک دیا گیا۔ انہوں نے بتایا کہ دہشت گرد کھلے عام تلواریں لے کر گھومتے ہیں اور انہیں کوئی کچھ کہنے والا نہیں ہے اور نعرے لگاتے ہیں کہ گجرات میں جو بھی مسلمان نظر آئے اسے قتل کر دو۔



لاشوں میں سیاست کا چلن دیکھ رہا ہوں
جلادوں کے زرنے میں وطن دیکھ رہا ہوں
یارب مجھے دنیا سے اٹھا کیوں نہیں لیتے
جلتی ہوئی ماں، بیوی، بہن دیکھ رہا ہوں
مصمت کہیں چیخے ہے کہیں تڑپے ہے شرافت
جلتے ہوئے ہر سرو و چمن دیکھ رہا ہوں
تم جسم کے رنگین لباسوں پہ ہو نازاں
میں روح کو بے گو روکفن دیکھ رہا ہوں
کیا آگ کے دریا سے ابھی پار ہے جانا
اک مرحلہ دار و رن دیکھ رہا ہوں

ڈاکٹر شاہد حسن تابش

انہوں نے بتایا
کہ دہشت گرد
کھلے عام
تلواریں لے کر
گھومتے ہیں
اور انہیں کوئی
کچھ کہنے والا
نہیں ہے اور
نعرے لگاتے
ہیں کہ گجرات
میں جو بھی
مسلمان نظر
آئے اسے قتل
کر دو۔

فسادی برسر
عام نعرہ لگاتے
تھے کہ
مسلمانوں کا
ایک ہی مقام
ہے پاکستان یا
قبرستان

مودی سرکار فساد کی آگ بجھانے میں ناکام

کئی نئے علاقوں میں فساد پھوٹ پڑا، 3 ہلاک، درجنوں زخمی

احمد آباد، 26 اپریل (ایجنسیاں) احمد آباد اور فساد زدہ مہجرات کے دیگر علاقوں میں کل رات پھر فساد پھوٹ پڑا، جن میں کم سے کم 3 افراد ہلاک اور ایک درجن سے زائد زخمی ہو گئے۔ پولس کے مطابق واسنا علاقہ میں آٹور کشا میں سوار ایک ہی گھر کے کچھ لوگ کہیں جا رہے تھے کہ گیتا نگر کے نزدیک مشتعل ہجوم نے ان پر حملہ کر دیا جس میں وہ سنگین طور پر زخمی ہو گئے۔ علاوہ ازیں احمد آباد شہر کے جواہر پور، ویکل پور اور جمال پور میں تشدد کی وارداتوں کے بعد بے مدت کرفیو لگا دیا گیا۔ ویکل پور میں پولس فائرنگ کے دوران ایک شخص مارا گیا اور تین زخمی ہوئے۔ یہاں بی ایس ایف تعینات کر دی گئی ہے۔ ادھر گاندھی نگر ضلع کے منسا علاقہ میں چھڑے بازی سے دو افراد کی موت ہو گئی۔ فساد یوں نے کئی گھروں اور دکانوں کو نذر آتش کر دیا۔ پولس نے کشن بازار میں بھیڑ کو منتشر کرنے کے لئے آنسو گیس کے گولے چھوڑے اور یہاں اقلیتی فرقہ کی 200 سے زائد دکانوں اور مکانوں میں توڑ پھوڑ کے بعد آگ لگا دی گئی۔ دریں اثنا حویلی کے پولس تھانہ کے تحت جمال پور میں کل رات تشدد کے واقعہ میں ایک ڈی ایس پی اور سپاہی سمیت 7 لوگ زخمی ہو گئے۔ رکھیاں سے بھی دو فرقوں کے مابین تصادم کی اطلاعات ملی ہیں۔ گائیڈڈ حویلی پولس تھانہ علاقہ میں فریقین نے ایک دوسرے پر دیسی بموں سے حملہ کیا۔ کرفیو ہونے کے باوجود لوگ دہشت کی وجہ سے سڑک پر آگئے اور پولس نے حالات کنٹرول کرنے کے لئے 303 آنسو گیس کے گولے چھوڑے اور 70 رائڈنگولیاں چلائیں۔ جمال پور اور رائے کھنڈ میں رات بھر پتھراؤ، مار دھاڑ اور آتش زنی کی وارداتیں ہوتی رہیں۔

واسنا علاقہ میں
آٹور کشا میں
سوار ایک ہی گھر
کے کچھ لوگ
کہیں جا رہے تھے
کہ گیتا نگر کے
نزدیک مشتعل
ہجوم نے ان پر
حملہ کر دیا جس
میں وہ سنگین
طور پر زخمی
ہو گئے۔ علاوہ
ازیں احمد آباد
شہر کے جواہر
پور، ویکل پور
اور جمال پور
میں تشدد کی
وارداتوں کے بعد
بے مدت کرفیو لگا
دیا گیا۔ ویکل
پور میں پولس
فائرنگ کے دوران
ایک شخص مارا
گیا اور تین
زخمی ہوئے یہاں
بی ایس ایف
تعینات کر دی
گئی ہے۔ ادھر
گاندھی نگر ضلع
کے منسا علاقہ
میں چھڑے بازی
سے دو افراد کی
موت ہو گئی۔
فساد یوں نے
کئی گھروں
اور دکانوں کو
نذر آتش کر دیا



دنیا کو گجرات پر تشویش ظاہر کرنے کا حق: بایاں بازو

کانگریس اور بھاجپا نے اندرونی امور میں مداخلت قرار دیا

نئی دہلی، 26 اپریل (یو این آئی) بائیں محاذ کی پارٹیوں نے آج کہا کہ جین الاقوامی برادری کو گجرات کے واقعات پر تشویش ظاہر کرنے کا پورا حق ہے۔ ان پارٹیوں نے کہا کہ واچمنی سرکار کو دوسرے ممالک کا منہ بند کرنے کی کوشش کرنے کی بجائے گجرات میں فسادات روکنے، اقلیتوں کی جان و مال کی حفاظت اور راحت کیمپوں میں مقیم فساد زدگان کی جلد باز آباد کاری کے انتظامات کو یقینی بنانا چاہئے۔ مارکسی کیونسٹ پارٹی، سی پی آئی، فارورڈ بلاک اور سی پی ایم ایل کے رہنماؤں نے یہاں یو این آئی سے الگ الگ بات چیت میں کہا کہ گجرات میں اقلیتوں کے خلاف فسادات کو شد دینے والی مرکز کی واچمنی حکومت دوسرے ممالک کی تشویش پر برہم ہو کر ”کھسائی ملی کھسائی“ کی کہاوٹ پر عمل کر رہی ہے۔ مارکسی کیونسٹ پارٹی کے پولٹ بیورو نے کہا کہ گجرات کے واقعات سے ملک کی شبیہ خراب ہو چکی ہے لیکن بی جے پی کی قیادت والی مرکز کی این ڈی اے حکومت وہاں صورت حال میں بہتری لانے کے بجائے ان ممالک کے رد عمل پر نکتہ چینی کر رہی ہے جن کا ایسے واقعات پر فکر مند ہونا فطری ہے۔ ادھر کانگریس نے کہا ہے کہ گجرات معاملے میں دوسرے ملکوں کی کسی بھی طرح کی مداخلت یا بیانات کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ یہ ملک کا اندرونی معاملہ ہے۔ پارٹی لیڈر اعلیٰ شاستری نے کہا کہ ہمیں ان سب کی مدد کرنی چاہئے۔ کانگریس کے بیان کی تعریف کرتے ہوئے بی جے پی نے گجرات میں ہوئے تشدد پر غیر ملکی سفارتی مشنوں کے بیانات کی پرزور الفاظ میں مذمت کی اور کہا کہ تشدد کو نسل کشی کا قرار دینا غلط ہے۔



مارکسی کیونسٹ پارٹی، سی پی آئی، فارورڈ بلاک اور سی پی ایم ایل کے رہنماؤں نے یہاں یو این آئی سے الگ الگ بات چیت میں کہا کہ گجرات میں فسادات روکنے، اقلیتوں کی جان و مال کی حفاظت اور راحت کیمپوں میں مقیم فساد زدگان کی جلد باز آباد کاری کے انتظامات کو یقینی بنانا چاہئے۔ مارکسی کیونسٹ پارٹی، سی پی آئی، فارورڈ بلاک اور سی پی ایم ایل کے رہنماؤں نے یہاں یو این آئی سے الگ الگ بات چیت میں کہا کہ گجرات میں اقلیتوں کے خلاف فسادات کو شد دینے والی مرکز کی واچمنی حکومت دوسرے ممالک کی تشویش پر برہم ہو کر ”کھسائی ملی کھسائی“ کی کہاوٹ پر عمل کر رہی ہے۔ مارکسی کیونسٹ پارٹی کے پولٹ بیورو نے کہا کہ گجرات کے واقعات سے ملک کی شبیہ خراب ہو چکی ہے لیکن بی جے پی کی قیادت والی مرکز کی این ڈی اے حکومت وہاں صورت حال میں بہتری لانے کے بجائے ان ممالک کے رد عمل پر نکتہ چینی کر رہی ہے جن کا ایسے واقعات پر تشدد کو نسل کشی کا قرار دینا غلط ہے۔

وہ انتہائی غیر
جذباتی
انداز میں بتاتا
ہے کہ کس
طرح زودہ
پٹیا میں
فسادیوں نے
اسکی نگاہوں
کے سامنے
اسکی والدہ
زرینہ اور بہن
نسرین کے
سروں کو تن
سے جدا کیا
اور پھر انہیں
زندہ جلا دیا۔
راجہ نے کہا
میں ایک دیوار
پر کھڑا تھا کہ
میں نے اپنی
والدہ اور بہن
پر قاتلانہ
حملہ ہونے
ہوئے دیکھا۔
چہرا گھونپنے
کے بعد ان پر
سٹی کا تیل
چھڑک کر زندہ
جلا دیا
گناہ سے
نڈھال ہو کر
میں نیچے گر
گیا

میری ماں اور بہن کا سر کاٹنے کے بعد

انہیں زندہ جلا دیا

گجرات کے فرقہ وارانہ تشدد میں زندہ سلامت بچ جانے
والے 11 سالہ راجہ نے صحافیوں کو دلہ وزداستان سنائی

نئی دہلی، 26 اپریل (یو این آئی) گجرات کے فسادات میں 11 سالہ راجہ اپنی ماں
اور بہن سے محروم ہو گیا ہے۔ وہ انتہائی غیر جذباتی انداز میں بتاتا ہے کہ کس طرح زودہ
پٹیا میں فساد یوں نے اسکی نگاہوں کے سامنے اسکی والدہ زرینہ اور بہن نسرین کے سروں کو
تن سے جدا کیا اور پھر انہیں زندہ جلا دیا۔ راجہ نے کہا میں ایک دیوار پر کھڑا تھا کہ میں نے
اپنی والدہ اور بہن پر قاتلانہ حملہ ہوتے ہوئے دیکھا۔ چہرا گھونپنے کے بعد ان پر سٹی کا تیل
چھڑک کر زندہ جلا دیا گیا۔ صدمہ سے نڈھال ہو کر میں نیچے گر گیا۔ پھر میں اٹھا۔ ایک
فحش نے میری چھاتی اور پیٹ پر وار کیا۔ وہ مجھے جان سے مار ڈالنا چاہتا تھا لیکن ایک
ضعیف فحش نے ان سے کہا کہ وہ مجھے نہ ماریں۔ اس کے بعد میں بھاگ نکلا۔ راجہ
گجرات کے فرقہ وارانہ تشدد میں زندہ سلامت رہ جانے والے ان چالیس افراد میں
شامل تھا جسے عوام اور پولیس کے سامنے پیش کرنے کے لئے ثقافتی تنظیم صہمت اور دو ماہی
رسالہ کیونز کم ہیٹ والے راجہ حانی اے ہیں۔ ایک سابق فوجی ابراہیم بھائی، اسلام
بھائی بھی یہ یاد کرتے ہوئے رہ پڑا کہ کس طرح فساد یوں نے ان کے بھائی، چچی اور دو
چچیرے بھائیوں کو احمد آباد ضلع کے ایک گاؤں میں ہلاک کر دیا۔ ابراہیم کے گھر والے

مہجرات میں فساد بھڑکتے ہی گاؤں سے بھاگ گئے تھے لیکن گاؤں کے بڑے بوڑھوں کے سمجھانے پر وہ واپس آگئے تھے جہاں موت ان کی منتظر تھی۔

اس نے بے بسی سے کہا: ہم اب اپنے گاؤں والوں، پولس اور سرکار پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔ ہم کہاں جائیں گے۔ یوسف خاں پنٹھان کی ماں بیوی، دو بیٹیاں، ایک بیٹا، ایک بھائی اور بھانج فساد کی نذر ہو گئے۔ اس نے آنکھیں صاف کر گلوگیر لہجہ میں اپنی داستان سنائی۔

جب میں اس وزیر کے خلاف تہانے میں ایف آئی آر لکھانے گیا تو اسکے بعد سے مجھے برابر جان سے مارنے کی دھمکیاں مل رہی ہیں۔ اسکا مکان پہلے ہی جلایا جا چکا ہے۔ اس نے کہا کہ پولس نے ایف آئی آر نہیں کی۔ لیکن دھمکیاں مل رہی ہیں۔ تم نے پلنڈے کا سام لیا ہے ہم نے تمہارا گھر جلا دیا اب تمہیں جلائیں گے۔

ہم (ہندو اور مسلمان) 'دودھ اور شکر' کی طرح پڑوس میں رہتے تھے، لیکن 28 فروری کو ہمارے ساتھ غداری ہوئی۔ یوسف کی بھتیجی، 11 سالہ نور جہاں اور 13 سالہ بھتیجی عارف خان نے بھی حاضرین کو بتایا کہ کس طرح پولس والوں نے بے بس مسلمانوں کو دواور تحفظ طلب کرنے پر الٹا فساد یوں کی طرف دھکیل دیا۔ مسلمانوں کے اس گروپ سے پولس والوں نے کہا کہ تمہارا پورا بند بست چھپے ہے اور جب وہ اس جگہ پہنچے جہاں پولس کے مطابق ان کا پورا بند و بست تھا تو انھوں نے خود کو فساد یوں کے زرعہ میں پایا۔ فاطمہ کی بہن فساد میں ماری گئی۔ اس نے بتایا کہ بے بس لوگوں کو فساد یوں نے مار کر کنویں میں پھینک دیا۔ فضل گاندھی کا الزام ہے کہ اس نے مہجرات کے وزیر محصولات کو دیکھا کہ وہ ہجوم کو مسلمانوں پر حملہ کے لئے اکسارہا تھا۔ انھوں نے کہا جب میں اس وزیر کے خلاف تھانے میں ایف آئی آر لکھانے گیا تو اسکے بعد سے مجھے برابر جان سے مارنے کی دھمکیاں مل رہی ہیں۔ اسکا مکان پہلے ہی جلایا جا چکا ہے۔ اس نے کہا کہ پولس نے ایف آئی آر نہیں کی۔ لیکن دھمکیاں مل رہی ہیں۔ تم نے پاٹے کا نام لیا ہے ہم نے تمہارا گھر جلا دیا اب تمہیں جلائیں گے۔



اڈوانی کا اپوزیشن کو دو ٹوک جواب

مودی نہیں گے اور نہ ہی صدر راج نافذ کیا جائے گا

نئی دہلی، ۷ مئی (ایجنسیاں) مرکزی وزیر داخلہ ایل کے اڈوانی نے آج صاف طور پر اپوزیشن کو دو ٹوک جواب دیتے ہوئے کہا کہ نہ تو مودی نہیں گے اور نہ ہی گجرات میں صدر راج نافذ کیا جائے گا۔ کیونکہ وہاں کے حالات کو معمول پر لانے کے لئے آئین کی دفعہ ۳۵۵ کے تحت مرکز ہر ممکن قدم اٹھا رہا ہے۔ انھوں نے دعویٰ کی کہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں ریاست کی صورت حال کی بحث میں سرکار کو جیت حاصل ہوئی ہے۔ وزیراعظم واجپئی نے کہا کہ گجرات میں بھاجپا پالیمانی بورڈ کی آج صبح ہوئی میٹنگ میں اڈوانی نے کہا کہ گجرات کے حالات کو معمول پر لانے کے لئے آئین کی دفعہ ۳۵۶ کے تحت صدر راج نافذ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

انھوں نے کہا گجرات کے واقعات باوجود اس کے بی جے پی کے ماتھے کا کلنگ بن گئے ہیں، لیکن حلیف پارٹیوں کا واک آؤٹ اور وونگ سے غیر حاضر رہنے کے بعد بھی لوک سبھا میں قرارداد میں ترمیم کر کے اسے منظور کیا ہے، وہ یقینی طور پر ہماری جیت ہے۔ واجپئی اس میٹنگ کے دوران خاموش رہے اور بالکل نہیں بولے۔ اڈوانی کی تجویز تھی کہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں اس موضوع پر بحث ہو جانے کے بعد اپوزیشن کو چاہیے کہ وہ گجرات میں صورت حال بہتر بنانے کے لئے مرکز کی مدد کرے اور خواہ مخواہ داویلا کرنا چھوڑ دے۔ انھوں نے کہا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ سبھی پارٹیاں اپنے سیاسی مفادات سے اوپر اٹھ کر اور متحد ہو کر صورت حال کو بہتر بنائیں اور حالات کو مزید خراب نہ کریں۔ میٹنگ کے بعد پارلیمانی بورڈ کے ترجمان وجے کمار ملہوترا نے نامہ نگاروں کو یہ جانکاری دی۔ مسٹر ملہوترا نے کہا کہ راجیہ سبھا میں منظور قرارداد تحریک ملامت قرار دینا مناسب نہیں۔ انھوں نے بتایا کہ اڈوانی نے میٹنگ میں کہا کہ گجرات کے واقعات ہمارے اوپر دھبہ ضرور ہیں۔ لیکن جہاں تک اپوزیشن کے مطالبے کا سوال ہے اس کو منظور کرنے کا کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا اور اس باتوں میں کوئی دم نہیں ہے کہ گجرات میں سرکار کو لڑکھرا دیا ہے۔ یا سرکار غیر مستحکم

گجرات کے واقعات باوجود اس کے بس جے پی کے ماتھے کا کلنگ بن گئے ہیں، لیکن حلیف پارٹیوں کا واک آؤٹ اور وونگ سے غیر حاضر رہنے کے بعد بھی لوک سبھا میں قرارداد میں ترمیم کر کے اسے منظور کیا ہے، وہ یقینی طور پر ہماری جیت ہے۔ واجپئی اس میٹنگ کے دوران خاموش رہے اور بالکل نہیں بولے

ہو گئی ہے۔ ہم پہلے بھی مضبوط تھے، آج بھی مضبوط ہیں اور کل بھی مضبوط رہیں گے۔



”اس نے سارا شہر شعلوں کے حوالے کر دیا“

سامنا جب بھی شکتِ فاش کا اس نے کیا
زہرِ نفرت کا محبت کی فضا میں بھر دیا
اپنی پہپائی کی عفت کو مٹانے کے لئے
اس نے سارا شہر شعلوں کے حوالے کر دیا

روند کر انسانیت کو اپنے قدموں کے تلے
کیوں دکھاتے ہو ہمیں طاقت کا نشہ بار بار
ہم کو مت کمزور سمجھو ہم بھی غازی ہیں مگر
جان سے پیارا ہے ہم کو بھائی چارے کا وقار

نصلیں نفرت کی شب و روز اگانے والے
اپنی دھرتی کے وفادار نہیں ہو سکتے
ہم سے سیکھا ہے زمانے نے وناؤں کا سبق
ہم کبھی ملک کے غدار نہیں ہو سکتے

پیار کی خوشبو سے مہکا کر زمانے کی فضا
رخِ تعصب کی ہواؤں کا بدلتا ہے ہمیں
اب محبت کے تقدس کی حفاظت کے لئے
نفرتوں کے ناگ کو مل کر کچلتا ہے ہمیں

ریاضِ ساغر

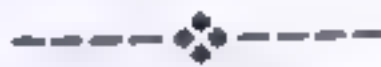
اڈوانسی کی
تجویز تھی کہ
پارلیمنٹ کے
دونوں
ایوانوں میں
اس موضوع
پر بحث
ہو جانے کے
بعد اپوزیشن
کو چاہیئے
کہ وہ گھبرات
میں صورت
حال بہتر
بنانے کے لئے
مرکز کی مدد
کرے اور
خواہ مخواہ
واویلا کرنا
چھوڑ دے

گجرات سے

ہندوستان کی بیرون ملک امیج تباہ

نئی دہلی، ۷ مئی (یو این آئی) اصل اپوزیشن پارٹی کانگریس نے آج راجیہ سبھا میں کہا کہ گجرات کے واقعات سے بیرونی ممالک میں ہندوستان کی شبیہ بہت خراب ہوئی ہے۔ وزارت خارجہ کے کام کاج پر بحث شروع کرتے ہوئے سابق وزیر خارجہ اور کانگریسی رہنما کے نور سنگھ نے کہا کہ سرکار گجرات کی صورتحال میں جلد بہتری نہیں لائی تو غیر ممالک خاص طور پر مسلم ملکوں میں مقیم ہندوستانیوں کے لئے مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔ واجپئی حکومت کی خارجہ پالیسی کو مکمل طور پر ناکام بتاتے ہوئے مسٹر سنگھ نے کہا کہ وزیر اعظم اٹل بھاری واجپئی کے مشہور لاہور بس سفر کے تین ماہ بعد ملک کو کارگل واقعہ کا سامنا کرنا پڑا تھا، وزیر خارجہ جسٹس سنگھ تین انتہا پسندوں کو طیارے میں ساتھ لے کر قندھار گئے، امریکہ کے سابق صدر بل کلنٹن نے ہندوستان آ کر کہہ دیا کہ کشمیر متنازع علاقہ ہے اور واجپئی حکومت کے ایک وزیر نے چین کو ہندوستان کا دشمن نمبر ایک بتایا جبکہ وزیر اعظم کی حیثیت سے 1988 میں آنجنائی راجیو گاندھی کے دورہ چین سے دونوں پڑوسی ملکوں کے تعلقات میں قابل ذکر بہتری آئی اور ستمبر کے دہشت گردانہ حملے کے بعد اس کی شروع کردہ دہشت گردی مخالف مہم کے سلسلہ میں ہندوستان کے بے پناہ جوش و خروش کی نکتہ چینی کی۔

سابق وزیر
خارجہ اور
کانگریسی
رہنما کے نور
سنگھ نے کہا کہ
سرکار گجرات
کی صورتحال
میں جلد بہتری
نہیں لائی تو
غیر ممالک
خاص طور پر
مسلم ملکوں
میں مقیم
ہندوستانیوں
کے لئے مشکلات
پیدا ہو سکتی
ہیں



وشو ہندو پریشد

اشوک سنگھل کے بیان پر قائم

وشو ہندو

پریشد نے اپنے

رہنما اشوک

سنگھل کے اس

بیان کو

درست قرار

دیا کہ گجرات

کے فسادات

ہندوؤں کی

بیداری کی

عکاسی کرتے

ہیں۔ مسٹر

سنگھل کے اس

ریمارک پر

اپوزیشن کی

نکتہ چینی کو

مسترد کرتے

ہوئے پریشد

کے نائب صدر

اچاریہ گری

راج کشور نے

کہا کہ نام نہاد

سیکولر

پارٹیاں پہلے

اپنے گریبان

میں جھانک کر

دیکھیں۔

نئی دہلی 7 مئی (یو این آئی) پارلیمنٹ میں سخت نکتہ چینی کے باوجود وشو ہندو پریشد نے اپنے رہنما اشوک سنگھل کے اس بیان کو درست قرار دیا کہ گجرات کے فسادات ہندوؤں کی بیداری کی عکاسی کرتے ہیں۔ مسٹر سنگھل کے اس ریمارک پر اپوزیشن کی نکتہ چینی کو مسترد کرتے ہوئے پریشد کے نائب صدر اچاریہ گری راج کشور نے کہا کہ نام نہاد سیکولر پارٹیاں پہلے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں۔ انھوں نے کہا کہ 25 مارچ سے اب تک جس سے ہندو جذبات بری طرح مجروح ہوئے ہیں۔ انھوں نے یہ بھی الزام لگایا کہ بعض سیاسی پارٹیاں گجرات میں ہندوؤں کو قتل کرنے کے لئے مسلمانوں کو پیسے دے رہی ہیں تاکہ ریاست میں آگ لگی رہے اور وہ اپنی سیاسی روٹیاں سیٹکتی رہیں انھوں نے تحریک کی حمایت کرنے کے لئے داہنی حکومت پر نکتہ چینی کی اور اس دباؤ میں آ کر جھک جانے کا الزام لگایا۔ دی ایچ پی کے نائب صدر نے یہاں نامہ نگاروں کو بتایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اس معاملے میں اپنے اتحادیوں اور اپوزیشن جماعتوں کے دباؤ سے جھک رہی ہے ورنہ ایوان میں اس تحریک کی حمایت کرنے کی کیا ضرورت تھی۔



گجرات

مظلومین کے بہتے لہو کو انصاف ملنے کی امید ختم

(25 جولائی 2002 راشٹریہ سہارا اردو)

گاندھی نگر، 24 جولائی (آئی اے این ایس رڈیٹ لان انڈیا)

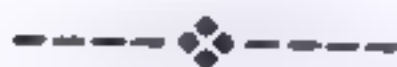
گجرات کے قتل عام کی گونج ابھی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں ختم نہیں ہوئی ہے کہ اس بھیاٹک قتل عام میں نامزد بھاجپا اور دھوہندو پریشد کے لیڈرو کارکنان پولس کی مدد سے بغیر کسی انکوائری کے ہمیشہ کے لئے بری ہو جائیں گے۔ مختلف تھانوں میں درج مقدمات میں ان لیڈروں اور کارکنوں کو نامزد ملزم بتایا گیا تھا، لیکن ایک سو جی سمجھی شرائط نہ حکمت عملی کے تحت انکے خلاف انکوائری کی کارروائی کبھی شروع ہی نہیں کی گئی اور نہ ہی انھیں عدالت میں پیش کیا گیا۔ قانون کے مطابق ایف آئی آر میں درج ملزم کو 90 دن کے اندر عدالت میں حاضر نہ کیا جاسکے تو اس پر عاید الزامات خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔ گجرات تشدد میں سینکڑوں لوگوں کے قتل کیلئے ذمہ دار شریہند عناصر اب چین کی سانس لے سکیں گے۔ آنے والے سینچر کو زود اپنا اور شانتی ٹاؤن کے المیہ کو 90 دن پورے ہو جائیں گے اور قانون نافذ ایف آئی آر میں نامزد لوگ بری ہو جائیں گے۔ واضح ہو کہ ان نامزد لوگوں میں بڑی تعداد میں بھاجپا، دی ایچ پی اور بھرجگ دل کے لیڈران و کارکنان شامل ہیں۔ تشدد کے دوران شانتی ٹاؤن میں فساد یوں کی بھیڑ نے اقلیتی فرقہ کے 100 سے زائد لوگوں کو ایک ساتھ جا دیا گیا۔ اسی طرح زود اپنیا میں پر تشدد ہجوم نے رات کو جھکیوں کو گھیر کر اس میں آگ لگا دی اور 42 کنہوں کو زندہ جا دیا۔ ان واقعات کے لئے سینکڑوں لوگوں کو اسسٹنٹ سب انسپکٹریٹ فی بالانے درج کی ایف آئی آر میں

ایک سو جی
سمجھی
شرائط
حکمت عملی کے
تحت انکے
خلاف
انکوائری کی
کارروائی کبھی
شروع ہی نہیں
کی گئی اور نہ
ہی انھیں
عدالت میں
پیش کیا گیا۔
قانون کے
مطابق ایف آئی
آر میں درج
ملزم کو 90 دن
کے اندر عدالت
میں حاضر نہ
کیا جاسکے
تو اس پر عاید
الزامات خود
بخود ختم
ہو جاتے ہیں۔
گجرات تشدد
میں سینکڑوں
لوگوں کے قتل
کیلئے ذمہ دار
شریہند
عناصر اب
چین کی سانس
لے سکیں گے

گجراتی زبان میں لکھا ہے ”نرودا پنیا میں تقریباً 6000 کی بھیڑ نے پورے علاقے کو گھیر لیا اور اقلیتی فرقہ کے لوگوں کو جن جن کر مارنا شروع کیا۔ اس بھیڑ کی قیادت بابو، بجرنگ جی، کشن کسان، ٹی جی راجپوت، ہرش روہت اور راجو گول کر رہے تھے۔ سبھی کے ہاتھوں میں خطرناک ہتھیار تھے۔ رپورٹ میں اس بات کی تفصیل ہے کہ بھیڑ نے کس طرح اقلیت کے 24 گھروں کی نشاندہی کی اور پھر اس میں آگ لگا دی جس میں 65 لوگ سوتے ہوئے مارے گئے“ وی ایچ پی کے گجرات کے جوائنٹ سکریٹری جے دیپ ٹیل نے اعتراف کیا کہ نامزد لوگوں کا تعلق پریشد سے ہے۔ ایک دوسری ایف آئی آر میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ ایک بھاجپا لیڈر کی قیادت میں بھیڑ نے سابق ایم پی احسان جعفری سمیت 33 لوگوں کو گلبرگ سوسائٹی میں زندہ جلا دیا۔ رپورٹ میں مقامی بھاجپا لیڈر دیکھ ٹیل کے علاوہ دیگر 9 لوگوں کو نامزد کیا گیا ہے۔ میگھنی نگر تھانہ کے سینئر سب انسپکٹر کریمت اردا کی درج ایف آئی آر میں بتایا گیا ہے کہ دیکھ ٹیل نے 22 ہزار کی بھیڑ کے ساتھ گلبرگ سوسائٹی پر دھاوا بولا ان لوگوں نے پہلے 18 لوگوں کو جلایا اور پھر 24 لوگوں کو زندہ جلا کر مار دیا۔

ان ہی واقعات کی وجہ سے شاید مرکز نے ایمنسٹی انٹرنیشنل کو گجرات کے دورہ کی اجازت نہیں دی۔ کیونکہ وہ عالمی برادری کا سامنا کرنے سے منہ چھپا رہی ہے۔ اس سے لگتا ہے کہ حکومت یہ سمجھتی ہے کہ مودی سرکار نے کہیں نہ کہیں غلط ضرور کی ہے جس کو چھپانے کی ضرورت ہے۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اس پر رد عمل ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ اس سے پتہ لگتا ہے کہ فسادات میں ریاستی سرکار اور پولیس کی ساز باز ہے جس کو چھپایا جا رہا ہے۔



ان ہی واقعات کی وجہ سے شاید مرکز نے ایمنسٹی انٹرنیشنل کو گجرات کے دورہ کی اجازت نہیں دی۔ کیونکہ وہ عالمی برادری کا سامنا کرنے سے منہ چھپا رہی ہے۔ اس سے لگتا ہے کہ حکومت یہ سمجھتی ہے کہ مودی سرکار نے کہیں نہ کہیں غلط ضرور کیا ہے جس کو چھپانے کی ضرورت ہے۔

گجرات میں الیکشن کے لئے بھاجپا کا الیکشن

کمیشن پرو باؤ

نئی دہلی ۲۴ جولائی (یو این آئی)

بی جے پی نے آج الیکشن کمیشن کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ گجرات میں جلد انتخابات کرانا ایک آئینی ضرورت ہے جس میں تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ اعلیٰ اختیار پر جماعتی وفد کی قیادت کرنے والے پارٹی کے صدر ایم۔ ونکیا ناٹھو نے بعد ازاں نامہ نگاروں کو بتایا کہ کمیشن سے کہا گیا ہے۔ انتخابات کیلئے حالات سازگار ہیں۔ کمیشن کو بتایا گیا ہے کہ شیور اتری، رام نوئی، جگن ناتھ یا تراپا تک کہ محرم کے جلوس بھی ریاست میں پر امن طور پر نکالے گئے۔ آئین کا تقاضہ ہے کہ اسمبلی کے دو اجلاسوں میں چھ ماہ سے زائد کا وقفہ نہ ہو۔

صدر راج میں الیکشن کرانے کی مانگ پر انھوں نے کہا اگر راجستھان چھتیس گڑھ اور مدھیہ پردیش سمیت تمام ریاستوں کے حق میں اسے زیر غور لایا گیا تو بھاجپا کو اعتراض نہیں ہوگا۔ ان ریاستوں میں آئندہ سال انتخابات ہوں گے۔ وفد کے دوسرے اراکین میں بھاجپا کے جنرل سکریٹری اردن جیٹلی، مختار عباس نقوی اور اورانیتا آریہ کے علاوہ گجرات کے ایک سابق وزیر بھی شامل تھے۔ چیف الیکشن کمشنر مسٹر جے ایم لنگڈ ودھ نے وفد کو یقین دلایا کہ تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد فیصلہ کیا جائے گا۔



اعلیٰ اختیاری
جماعتی وفد
کی قیادت کرنے
والے پارٹی کے
صدر ایم
ونکیا ناٹھو
نے بعد ازاں
نامہ نگاروں
کو بتایا کہ
کمیشن سے کہا
گیا ہے
انتخابات
کیلئے حالات
سازگار ہیں۔
کمیشن کو بتایا
گیا ہے کہ
شیور اتری،
رام نوئی،
جگن ناتھ یا ترا
پا تک کہ
محرم کے
جلوس بھی
ریاست میں ہر
امس طور پر
نکالے گئے آئین
کا تقاضہ ہے کہ
اسمبلی کے دو
اجلاسوں میں
چھ ماہ سے
زائد کا وقفہ نہ
ہو۔

فرقہ وارانہ یکجہتی اور جمہوری نظام کا تحفظ کرنا ہوگا قوم کے نام الوداعی خطاب میں صدر جمہوریہ کا ملک کی فرقہ وارانہ صورت حال پر اظہار تشویش نئی دہلی ۲۳ جولائی (یو این آئی)

آج صدر جمہوریہ کے آرمارمکن نے سماجی امور اور سیاسی لیڈروں کو سماج میں فرقہ وارانہ اور مذہبی تقسیم کی لعنتوں کے خلاف لڑنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ ملک کے کچھ حصوں میں فرقہ پرستی کے زہر کی وجہ سے بہت تشدد ہوا ہے اور بڑی منافرت پھیلی ہے۔ گجرات کے حالیہ فرقہ وارانہ فسادات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صدر جمہوریہ نے آج قوم سے اپنے الوداعی خطاب میں کہا کہ میں آپ سے رخصت ہوتے وقت یہ اپیل کرنا چاہتا ہوں کہ اے قابل فخر اور روادار جمہوریہ ہند کے پیارے شہریو! آپ رواداری کی اپنی روایت کا تحفظ کریں کیوں کہ یہی ہمارے کلچر اور تہذیب کی روح ہے۔ یہی ہمارے آئین کی روح ہے اور ایک وسیع اور عریض ملک کے متحد بنے رہنے کا راز بھی یہی ہے۔ مسٹر نارمکن نے جو آج اپنے عہدے سے سبکدوش ہو رہے ہیں عوام سے اپیل کی کہ وہ رواداری کا تحفظ کریں کیوں کہ یہی ہمارے آئین کی کامیاب کارگردگی کا راز ہے۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہندو جو کہ اکثریت میں ہیں، ہندو مذہب کے روایتی جذبے کے بارے میں بولیں۔

انھوں نے کہا کہ ملک میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور خیر سگالانہ ماحول بنانا سماجی اور سیاسی لیڈروں کا کام ہے۔ سوامی دویکا آئندہ، مہاتما گاندھی اور جواہر لال نہرو کے الفاظ دہراتے ہوئے صدر نارمکن نے کہا 'سوامی دویکا آئندہ نے ایک اہم ہندوستان کا خواب دیکھا تھا جس کا ذہن ویدانت، جسم اسلامی اور دل عیسائی ہو۔ اسی طرح مہاتما گاندھی نے صاف صاف کہا تھا، میں نہیں چاہتا کہ میرے خوابوں کا ہندوستان کسی ایک مذہب کا

صدر
جمہوریہ نے
آج قوم سے
اپنے الوداعی
خطاب میں
کہا کہ میں
آپ سے
رخصت ہوتے
وقت یہ اپیل
کرنا چاہتا
ہوں کہ اے
قابل فخر اور
روادار
جمہوریہ ہند
کے پیارے
شہریو! آپ
رواداری کی
اپنی روایت
کا تحفظ
کریں کیوں کہ
یہی ہمارے
کلچر اور
تہذیب کی
روح ہے۔ یہی
ہمارے آئین
کی روح ہے
اور ایک وسیع
اور عریض
ملک کے متحد
بننے رہنے
کا راز بھی
یہی ہے

یعنی مکمل ہندو، مکمل عیسائی، مکمل مسلم ہو بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ہندوستان مکمل طور پر روادار ہو جہاں ایک مذہب کے ساتھ ساتھ کام کرے۔ صدر نارائن نے کہا پنڈت جواہر لال نہرو نے بھی رواداری کی ضرورت پر زور دیا تھا۔ صدر نارائن نے کہا کہ ہم پر لازم ہے کہ ہم انہیں (مسلمانوں کو) سیکورٹی دیں اور ایک جمہوری ملک میں شہریوں کے حقوق دیں اگر ایسا نہ کریں تو دلوں میں رنجش پیدا ہوگی جس سے پورا سیاسی نظام زہر آلود ہو جائے گا اور بہت ممکن ہے کہ تباہ ہو جائے۔ صدر نے کہا کہ معاشرے کے تمام کمزور طبقات کی حالت سدھارنے میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ سماجی اور اقتصادی پالیسیوں کو خلوص کے ساتھ مستحکم کیا جائے۔

صدر نے کہا اقتصادی ضابطوں کو نرم کرنے اور ہندوستانی معیشت کو عالمی معیشت سے ہم آہنگ کر کے جو اقتصادی اصلاحات کی جارہی ہیں ان میں ہمیں ملک کی کمزور اکثریت شیڈولڈ کاسٹس ٹرائبس اور خواتین کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ خواتین کی طرف دھیان دینا اسلئے ضروری ہے کہ وہ دن رات محنت کر کے ہمارے گھروں میں زندگی کو چینی کے لائق بناتی ہیں۔

صدر نارائن نے کہا کہ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہوگا کہ ہم لوگ یعنی سن رسیدہ نسل کے لوگ قوم کی خدمت کے لئے سماجی کارروائی کی کوئی مثال یا رول ماڈل اپنے نوجوانوں کے سامنے پیش کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ اگر ہم کسی طرح اپنے نوجوان کی تھمتی ہوئی توانائی اور امکانات کو باہر نکلنے اور حرکت میں آنے کا موقع دے سکیں تو ہمارے نوجوان دنیا کو نہ سہی، ہندوستان کو تو بدل ہی دیں گے۔

انہوں نے صدر جمہوریہ ہند منتخب ہونے پر ڈاکٹراے پی جے عبدالکلام کو مبارکباد دی اور کہا کہ میں انہیں ممتاز سائنس دان، ٹکنالوجی جسٹ ایک اسکالر اور انسان دوست ماننا ہوں اور انہیں خوبیوں کی وجہ سے انکی بہت قدر کرتا ہوں۔

صدر نارائن نے کہا کہ ہم پر لازم ہے کہ ہم انہیں (مسلمانوں کو) سیکورٹی دیں اور ایک جمہوری ملک میں شہریوں کے حقوق دیں اگر ایسا نہ کریں تو دلوں میں رنجش پیدا ہوگی جس سے پورا سیاسی نظام زہر آلود ہو جائے گا اور بہت ممکن ہے کہ تباہ ہو جائے

گودھرا سانحہ کے مسافروں کی فہرست سامنے لائی جائے

ملائم سنگھ کا لوک سبھا میں مطالبہ اپوزیشن گجرات پراڈوانی کے بیان سے غیر مطمئن

نئی دہلی ۲۵ جولائی (ایجنسی)

اپوزیشن ممبران نے گجرات معاملے پر نائب وزیراعظم اڈوانی کے بیان پر سخت ناراضگی اور عدم اطمینان ظاہر کرتے ہوئے الزام لگایا کہ انھوں نے فسادزدگان کی بازآبادکاری اور امداد دیئے جانے کے معاملے پر انتہائی غیر ذمہ دارانہ رویہ اختیار کیا اور کئی اہم سوالوں کا جواب نہیں دیا۔ احتجاج کی قیادت کرنے والی کانگریس کی بائیں بازو کی پارٹیوں اور سماج وادی پارٹی کے ممبران نے بھی حمایت کی۔ شور و غل اور ہنگامے کی وجہ سے 10 منٹ تک کوئی کارروائی نہیں ہو سکی۔

کانگریس کے مسٹر داس منشی نے کہا کہ نائب وزیراعظم مسٹر اڈوانی نے اس معاملے کو سری سری انداز میں لیا جبکہ رول 193 کے تحت بحث کا اصل موضوع گودھرا آتش زنی اور اسکے بعد کے فرقہ وارانہ فسادات کے متاثرین کو راحت رسانی اور بازآبادکاری تھا۔ انھوں نے کہا کہ اڈوانی آراہیں ایس کے سرگرم کارکن کی طرح کام کر رہے ہیں۔ مسٹر سومناٹھ چڑجی نے کہا کہ ایوان کے تمام طبقات کی طرف سے اس موضوع پر سوالات کئے گئے تھے۔ نائب وزیراعظم ان اہم سوالوں کا جواب دینے سے پہلو نہیں بچا سکتے۔ سماج وادی پارٹی کے سربراہ ملائم سنگھ یادو نے کہا کہ وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ حکومت ان لوگوں کے نام بتانے سے کیوں کترارہی ہے جو گودھرا سانحہ کے وقت اس ڈبے میں سوار تھے۔ جسے شریپندوں نے جلا دیا تھا اور اس کے نتیجے میں پوری ریاست میں فرقہ

کانگریس کے
مسٹر داس
منشی نے کہا
کہ نائب وزیر
اعظم مسٹر
اڈوانی نے اس
معاملے کو
سری سری
انداز میں لیا
جبکہ رول
۱۹۳ کے تحت
بحث کا اصل
موضوع
گودھرا آتش
زنی اور
اسکے بعد کے
فرقہ وارانہ
فسادات کے
متاثرین کو
راحت رسانی
اور باز
آبادکاری تھا۔
انہوں نے کہ
اڈوانی آر
ایس ایس کے
سرگرم
کارکن کی
طرح کام کر
رہے ہیں

دارانہ تشدد پھیل گیا تھا۔ انھوں نے کہا کہ ان مسافروں کی لسٹ ریلوے ریزورشن آفس سے لی جاسکتی ہے۔ داس نشی نے بھی اس بات کی تائید کی اور کہا کہ ایوان کو اب تک ان لوگوں کے نام معلوم نہیں ہو سکے۔ ان کا کہنا تھا کہ حکومت اس سلسلے میں بے حسی اور لاپرواہی کا مظاہرہ کر رہی ہے جسے ایوان کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ ڈپٹی اسپیکر پی ایم سعید نے شروع میں کہا کہ بحث تو مکمل ہو چکی مگر انھوں نے ممبروں کو اس کی اجازت دی کہ وہ کل یہ معاملہ اٹھائیں۔

-----❖----- عذاب در عذاب

بچا کے سارے مکانوں میں زہر تاریکی
فصیل شہر اٹھا دی گئی کچھ اور اونچی
تمام لوگ پریشاں کے ایسی حالت میں
کدھر سے راہ نکالیں گے بچ نکلنے کی

خبر طلوع سحر کی نہ رات ڈھلنے کی
اک اجنبی سی صدا صرف رت بدلنے کی
لگا کے آگ بدن بھیج لو بھجڑوں میں
نہیں تو کیسے جنیں گے ہم ان حصاروں میں

دھک رہے ہیں جو سورج سیاہ غاروں میں
انہیں بچانے کی سازش ہے رہگذاروں میں
کہیں پہ کھولتے دلدل کہیں یہ دیواریں
ہم اس طرح تو کوئی راہ پا نہیں سکتے

چندر بھان خیال

بھاجپا کا خطرناک منصوبہ

25 دسمبر 2002

گجرات میں دھو دھو پریشد کے جارحانہ ہندوتوا کے سہارے منداقتدار تک پہنچنے والی بھاجپا پورے ملک میں ”گجرات فارمولہ“ پر عمل کا منصوبہ بنا رہی ہے۔ جس ”تہذیبی قومیت“ کا راگ بھاجپا ہمیشہ سے لاپتی رہی ہے۔ اسے لگتا ہے کہ گجرات میں اسکی فتح کا سبب یہ ”تہذیبی قومیت“ ہی ہے۔ اور اب وقت آگیا ہے کہ وہ اس کا نفاذ پورے ملک میں کرے۔ یہ الفاظ دیگر بھاجپا یہ محسوس کر رہی ہے کہ یہی قوت ہے کہ جب سنگھ پر یوار کے 75 سال پرانے ہندوتوا کی توسیع اور غلبہ کو عمل جامہ پہنایا جاسکتا ہے۔

بھاجپا مجلس عاملہ کے دوروزہ اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے پارٹی صدر وینکیا مائیڈ کا کہنا تھا کہ ”گجرات نے پورے ملک کو صاف پیغام دیا ہے کہ سیاسی مفادات کے لئے ہندوؤں کو نشانہ بنانا اب برداشت نہیں کیا جائے گا۔“ کانگریس کو نشانہ بناتے ہوئے مائیڈ نے کہا ”کانگریس پارٹی کی اقلیت چالوسی لیکن اقلیتوں کے ساتھ نا انصافی کے طویل ریکارڈ کے مقابلے میں بھاجپا کا مثالی جملہ ”سبھی کو انصاف اور کسی کی چالوسی نہیں“ کو سچ بنا کر دکھایا جائے گا۔

وینکیا مائیڈ اور انکی پارٹی انصاف دلانے میں مستقبل میں کس حد تک کامیاب ہوتی ہے اس پر کچھ کہنے کے بجائے صرف اس گجرات کی مثال کو سامنے رکھنا ہی کافی ہوگا کہ پارٹی کی جیت کو بھاجپا تہذیبی قومیت“ کی فتح قرار دے رہی ہے۔ 27 فروری کو گودھرا ٹرین حادثہ ہوا جس میں 58 افراد جل کر ہلاک ہو گئے اور یہ تمام لوگ ہندو تھے۔ گودھرا میں ہوئے اس حادثہ کی ملک کے تمام طبقات بشمول مسلمان سخت مذمت کی گئی۔ 28 فروری کو دھو دھو پریشد اور بھرتھک دل جیسی تنظیموں نے اس واقعہ کو بیانا

پارٹی صدر
وینکیا
نائیڈو کا
کہنا تھا
کہ ”گجرات نے
پورے ملک کو
صاف پیغام
دیا ہے کہ
سیاسی
مفادات کے
لئے ہندوؤں
کو نشانہ
بنانا اب
برداشت
نہیں کیا
جائے گا

آخر یہ کونسا
انصاف ہے کہ
گودھرا میں
کچھ شہر پسند
لوگ جن کے
بارے میں کہا
جاتا ہے کہ وہ
مسلمان تھے
(حالانکہ ابھی
تک کسی جانچ
یا تحقیقاتی
کمیشن نے اس
بارے میں کوئی
حتمی فیصلہ
نہیں دیا ہے)
ان کے گناہوں
اور درندگی کے
جواب میں
احمد آباد کے
مسلمانوں کو
بشلفہ بنایا
جائے اور
حکومت ان
سب کے لئے یہ
بلیل دے کر ہر
عمل کلورد
عمل ضروری
ہے۔ آخر یہ
کونسا انصاف
تھا کہ گودھرا
کے 58
ہندوؤں کی
ہلاکت کا
جواب کسی
ہزار مسلمانوں
کے قتل عام سے
دیا جائے

بنا کر پورے گجرات خصوصاً احمد آباد میں مسلمانوں کے خلاف جم کر زہرا گلا اور مسلم کشی
کے ذریعہ پوری ریاست کے مسلمانوں میں خوف و دہشت کا ماحول پیدا کر دیا گیا ہے۔
پولس اور ریاستی انتظامیہ کا ان فسادات میں جو رول رہا اسے دہرانے کی ضرورت نہیں،
لیکن بھاجپا کے ”سبھی کو انصاف“ کے دعوے کے ضمن میں یہ سوال کرنا ضروری ہے کہ
آخر یہ کونسا انصاف ہے کہ گودھرا میں کچھ شہر پسند لوگ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ
وہ مسلمان تھے (حالانکہ ابھی تک کسی جانچ یا تحقیقاتی کمیشن نے اس بارے میں کوئی حتمی
فیصلہ نہیں دیا ہے) ان کے گناہوں اور درندگی کے جواب میں احمد آباد کے مسلمانوں کو
نشانہ بنایا جائے اور حکومت ان سب کے لئے یہ دلیل دے کر ”ہر عمل کار رد عمل ضروری
ہے“ آخر یہ کونسا انصاف تھا کہ گودھرا کے 58 ہندوؤں کی ہلاکت کا جواب کئی ہزار
مسلمانوں کے قتل عام سے دیا جائے لیکن اس کے باوجود پورے ملک اور پوری دنیا سے
یہ امید کی جائے کہ وہ گودھرا کی مذمت تو کریں لیکن مسلمانوں کی نسل کشی پر اپنے لب سی
لیں۔ گجرات میں جس ”تہذیبی قومیت“ کو بھاجپا کی جیت کا سبب بتایا جا رہا ہے اگر وہ
تہذیبی قومیت اقلیتوں کے تئیں اس طرح کا انصاف سکھاتی ہے کہ جیسا گجرات کے
مسلمانوں کے ساتھ کیا گیا تو یہ ”تہذیبی قومیت ملک کو فاشزم کی راہ پر لے جاسکتی ہے
لیکن رام راجیہ نہیں بنا سکتی جس کا دعوے بھاجپا اور سنگھ پر یوار کرتا رہا ہے۔ انصاف کا
تقاضہ تو یہ تھا کہ گودھرا حادثہ کے ملزمان کے خلاف خصوصی عدالتوں میں تیزی سے
مقدمہ چلایا جاتا انہیں عبرت ناک سزائیں دی جاتیں لیکن ساتھ ساتھ گجرات اور ملک
کے باقی حصوں کے مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کو یہ یقین دہانی کرائی جاتی کہ انہیں کسی
انتقامی کارروائی کا نشانہ نہیں بننے دیا جائے گا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اسکے برعکس گودھرا
ٹرین حادثہ پر ملک کے سرکردہ مسلمانوں اور مسلم تنظیموں کی طرف سے کی گئی شدید
مذمت کو نظر انداز کر کے ان کے خلاف یہ منافقانہ پروپیگنڈہ کیا گیا اور آج تک کیا جا رہا

ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت نے اس حادثہ کی مذمت نہیں کی۔ کہا جا رہا ہے کہ مسلمانوں کو اس بات کا احساس تک نہیں ہے کہ ان سے کوئی غلطی یا جرم سرزد ہوا ہے۔ گو یہ چند لوگوں کی حرکت کے لئے پورے ملک کے مسلمانوں سے یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ گودھرا حادثہ کے لئے خود کو قصور وار مانیں۔ اور یہ باتیں بھاجپا کے کسی چھٹ بھیلیڈر کی طرف سے ہی نہیں جا رہی ہے بلکہ اعلیٰ بہاری کی طرف سے بھی جنہیں ”لبرل“ بھی مانا جاتا ہے۔ ایسے میں بھاجپا کے اس دعوے پر کس طرح یقین کر لیا جائے کہ وہ سب کے ساتھ انصاف کرے گی؟ وینکیا نائیڈو نے مذکورہ اجلاس میں اعلان کیا کہ گجرات کا فارمولہ پورے ملک میں دہرایا جائے گا۔

بھاجپالیڈر اس فارمولے کو ’ہندوتو‘ کا نام دینے کے لئے تیار نہیں وہ اسے ”تہذیبی قومیت“ قرار دیتے ہیں۔ وینکیا نائیڈو ایک طرف گجرات کے تجربے کو پورے ملک میں دہرانے کی بات کر رہے ہیں اور دوسری طرف اپنی تقریر میں انہوں نے انتہا پسند ہندو تنظیموں کا نام لئے بغیر یہ بھی کہا کہ ’ہندوتو‘ میں انتہا پسند اور عدم رواداری کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ ”ہندوتو“ کی بات کرنے والی تنظیموں کی باتوں سے کبھی کبھی ایسا لگتا ہے جیسے وہ سرحد پار جڑیں جھا چکی انتہا پسندی اور عدم رواداری کے عمل پر رد عمل ظاہر کر رہے ہیں۔“ نائیڈو کا روئے سخن کس طرف تھا اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں اور ان کے اس بیان کا بہر حال خیر مقدم ہے، ایمان داری کے ساتھ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ان کی پارٹی کوئی ٹھوس کارروائی کا حوصلہ دکھائی گی؟ ایسا کرنا اس لئے مشکل نظر آتا ہے کہ گجرات تجربہ کو پورے ملک میں دہرانے کی بات بھاجپا کر رہی ہے اس تجربہ میں بڑا رول بہر حال ان تنظیموں کا ہی ہے کہ جنہیں نائیڈو تنبیہ کر رہے ہیں۔



وینکیا
نائیڈو ایک
طرف گجرات
کے تجربے کو
پورے ملک
میں دہرانے
کی بات کر
رہے ہیں اور
دوسری
طرف اپنی
تقریر میں
انہوں نے
انتہا پسند
ہندو
تنظیموں کا
نام لئے بغیر
یہ بھی کہا کہ
’ہندوتو‘ میں
انتہا پسند
اور عدم
رواداری کے
لئے کوئی
جگہ نہیں ہے

گجرات میں حالات الیکشن کے لائق نہیں..... پاسوان

نئی دہلی، 26 جولائی (یو این آئی)

لوک جن شکتی پارٹی کے قومی صدر اور سابق مرکزی وزیر مسٹر رام داس پاسوان نے کہا کہ گجرات میں حالات ابھی اس طرح کے نہیں ہیں کہ وہاں چناؤ کرائے جائیں۔ آج یہاں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ گجرات کی مودی سرکار فرقہ وارانہ قتل عام سے انتخابی فائدہ اٹھانا چاہتی ہے، جو کسی بھی جمہوری ملک کے لئے شرم کی بات ہے۔ انہوں نے کہا 20 سے 25 جولائی تک کی اپنی سد بھاؤ ناپا ترا کے دوران انہوں نے احمد آباد، گودھرا، آتند، بنارس کاٹھا، تندسر اور تاپوڑ وغیرہ کا دورہ کیا اور دیکھا کہ لوگوں میں، خاص کر اقلیتی فرقہ کے لوگوں میں بے حد خوف و ہراس ہے۔ ایسی حالت میں ان کے ووٹ دینے کے سنے جانے کی کس طرح امید کی جاسکتی ہے۔ مسٹر پاسوان نے کہا کہ گجرات میں دراصل ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جھڑپیں ہیں۔ یہ جھگڑا دراصل بجرنگ دل اور دشودھندو پریشد نے پیدا کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اقلیتی فرقہ کے لوگوں کو مارنے کے لئے جن دلتوں اور آدی باسیوں کا استعمال کیا گیا تھا، وہی لوگ اب ہندوتوں کے محکیمہ اروں سے تالاں ہیں۔ مسٹر پاسوان نے کہا ہم لوگ گودھرا بھی گئے اور سائرمتی ایکسپریس کے چلے ہوئے ڈبے کوچ نمبر 6 کو بھی دیکھا، دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ کوچ باہر سے ٹھیک ہے۔ آگ صرف اندر لگی اور وہ بھی اس طرح کے آگے، پیچھے کے کسی ڈبے کو خراش تک نہیں پہنچی۔ انہوں نے کہا کہ افسوسناک بات یہ ہے کہ اس واقعہ کے لئے بغیر کسی جانچ کے لوگوں کو ڈسے دار ٹھہرا دیا گیا۔ مسٹر پاسوان نے کہا کہ فورنسیک لیبارٹری کی رپورٹ سے بھی یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ڈبے میں آگ اندر سے لگی تھی، باہر سے کسی بھیٹر نے اسے نہیں جلایا۔ مسٹر پاسوان نے کہا کہ لوک جن شکتی پارٹی کا وفد آج سے پھر چیف الیکشن کمیشن سے ملاقات کر رہا ہے جو گجرات اسمبلی کے چناؤ مقررہ وقت پر کرانے پر زور دے گا۔ انہوں نے کہا کہ لوک جن شکتی پارٹی گجرات کے ایک کروڑ وندروں کے دستخط سے چناؤ کمیشن کو جلد ہی ایک میسورینڈم دے گی جس میں، ملک کی جائے گی کہ وقت سے پہلے چناؤ کرانے کی ریاستی حکومت کی درخواست کو نہ مانا جائے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ کوچ باہر سے ٹھیک ہے۔ آگ صرف اندر لگی اور وہ بھی اس طرح کے آگے، پیچھے کے کسی ڈبے کو خراش تک نہیں پہنچی۔ انہوں نے کہا افسوسناک بات یہ ہے کہ اس واقعہ کے لئے بغیر کسی جانچ کے لوگوں کو ڈسے دار ٹھہرا دیا گیا۔ مسٹر پاسوان نے کہا کہ فورنسیک لیبارٹری کی رپورٹ سے بھی یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ڈبے میں آگ اندر سے لگی تھی، باہر سے کسی بھیٹر نے اسے نہیں جلایا۔

فرقہ پرست قوتیں ایک مرتبہ پھر گجرات کو

فسادات کی آگ میں جھونکے پر آمادہ

گجرات کے پانچ روزہ دورہ سے واپسی پر سابق مرکزی

وزیر رام ولاس پاسوان کا اظہار خیال

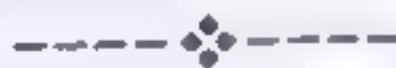
نئی دہلی 26 جولائی (سہارا خبر/خالد انور)

فرقہ پرست قوتیں ایک مرتبہ پھر گجرات کو فسادات کی آگ میں جھونکنے پر آمادہ ہیں، ان حالات میں گجرات میں الیکشن کرنا قطعی نامناسب ہے، وہاں لوگ نفسی نفسی کے عالم میں مبتلا ہیں، ریاستی سرکار مظلوم فساد زدہ دکان کی مدد کی بجائے انہیں دہشت زدہ کر رہی ہے، آر ایس ایس اور وی ایچ پی کے لوگ مسلمانوں کو دھمکیاں دے رہے ہیں، سماج میں نفرت پھیلائی جا رہی ہے، افسوس یہ کہ وزیراعظم کی طرف سے دی جانے والی ریلیف بھی انہیں کے اشاروں پر دی جا رہی ہے۔ فساد میں مرنے والے 80 فیصد لوگوں کے ورثاء کو کچھ بھی نہیں دیا گیا ہے، حکومت انہیں گم شدہ بتا رہی ہے۔ ان خیالات کا اظہار گجرات کے مختلف شہروں و دیہاتوں کے پانچ روزہ دورہ سے لوٹ کر آئے سابق مرکزی وزیر رام ولاس پاسوان نے کیا۔ پریس کانفرنس میں ان کے ساتھ دورہ پر گئے سابق ممبر پارلیمنٹ عارف محمد خاں، سابق کابینہ سکرٹری ظفر سیف اللہ اور ممبر پارلیمنٹ رام چند پاسوان بھی موجود تھے، سابق مرکزی وزیر اور لوک جن شکتی کے صدر مسٹر رام ولاس پاسوان نے کہا کہ چیف الیکشن پر انہیں مکمل اعتماد ہے۔ وہ وہاں کے حالات سے واقف ہیں وہ کسی دباؤ میں آنے والے نہیں ہیں۔ انہوں نے چیف الیکشن کمشنر کے وقت پر الیکشن کرانے کے اشارہ کو خوش آئند قرار دیتے ہوئے کہا کہ گجرات میں خوف و ہراس کا ماحول ہے، مسلمانوں کا ریاستی انتظامیہ سے مکمل طور پر اعتماد اٹھ چکا ہے، انہوں نے کہا کہ ہلاک شدگان کے اعداد و

ریاستی سرکار
مظلوم
فساد زدہ دکان
کی مدد کی
بجائے انہیں
دہشت زدہ کر
رہی ہے، آر
ایس ایس اور
وی ایچ پی کے
لوگ مسلمانوں
کو دھمکیاں دے
رہے ہیں،
سماج میں
نفرت پھیلائی
جا رہی ہے،
افسوس یہ کہ
وزیراعظم کی
طرف سے دی
جانے والی
ریلیف بھی
انہیں کے
اشاروں پر دی
جا رہی ہے۔
فساد میں مرنے
والے 80 فیصد
لوگوں کے
ورثاء کو کچھ
بھی نہیں دیا
گیا ہے،
حکومت انہیں
گم شدہ بتا
رہی ہے

حکومت کی
ایجنسیوں نے
ریلیف کمپ
میں رہنے والے
لوگوں کو
کمپ خالی
کرنے کا حکم
دیا ہے،
حالانکہ انہیں
واپس اپنے
گھروں میں
نہیں رہنے دیا
جا رہا ہے،
پوری ریاست
میں افراتفری
کا علم ہے،
مٹھی بھر فرقہ
پرست لوگ
سرکاری پشت
پناہی سے
پوری ریاست
کو جہنم کدہ
بنائے ہوئے
ہیں۔ وہ اپنی
جگہ نہیں
آئیں گے وہ
حق رائے دہی
کا استعمال
نہیں کر پائیں
گے۔

شمار نہیں دی جانے والی ریلیف میں بڑے پیمانے پر عصیت دی جا رہی ہے۔ لاکھوں اور
کڑوڑوں روپے کی مالیت گنوا چکے ہیں۔ لوگوں کو 50 روپے سے 700 روپے تک کے
چیک دئے جا رہے ہیں، جن خواتین کی فرقہ پرستوں نے اجتماعی عصیت دری کی تھی، انہیں
دھمکیاں دی جا رہی ہیں کہ وہ اپنا مقدمہ واپس لے لیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کی
ایجنسیوں نے ریلیف کمپ میں رہنے والے لوگوں کو کمپ خالی کرنے کا حکم دیا ہے، حالانکہ
انہیں واپس اپنے گھروں میں نہیں رہنے دیا جا رہا ہے، پوری ریاست میں افراتفری کا عالم
ہے، مٹھی بھر فرقہ پرست لوگ سرکاری پشت پناہی سے پوری ریاست کو جہنم کدہ بنائے
ہوئے ہیں۔ وہ اپنی جگہ نہیں آئیں گے، وہ حق رائے دہی کا استعمال نہیں کر پائیں گے۔
مسٹر پاسوان نے گجرات میں صدر راج نفاذ کا مطالبہ کرتے ہوئے فساد یوں کے خلاف
سرکاری مشینری کی فہرست دکھاتے ہوئے کہا کہ یہاں مرنے والوں کی تعداد 250 سے
زیادہ ہے جب کہ ریاستی حکومت کی فہرست میں مرنے والوں کی تعداد صرف 50 ہے، بقیہ
کو حکومت گمشدہ قرار دے کر ان کے ورثاء کو خوف زدہ کر رہی ہے۔ مسٹر پاسوان نے کہا کہ
جب ضلع میں یہ حال ہے تو بقیہ مقامات پر کیا صورت ہوگی۔ انہوں نے اپنے پانچ روزہ
دورہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ لوگ امن و امان کی تلاش میں ہیں۔ وہاں کے ہندو مسلمان
سبھی امن چاہتے ہیں لیکن مٹھی بھر لوگ انہیں آج بھی درغلز رہے ہیں اور ماحول کو خراب
کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ مسٹر پاسوان نے گودھرا میں جلنے والی بوگی کے متعلق کہا کہ
عجب بات یہ ہے کہ آج تک اس ڈبہ کے ٹکراؤ اور ریل سپر نٹنڈنٹ سے کچھ نہیں پوچھا
گیا۔ انہوں نے اس سلسلہ میں حکومت کی سردمہری پر اعتراض کیا۔ پریس کانفرنس میں
موجود کا مینہ کے سابق سکریٹری مسٹر سیف اللہ نے کہا کہ حکومت چاہتی تو 24 گھنٹے کے
اندر معاملہ صاف ہو جاتا۔ مسٹر عارف محمد خاں نے بھی ریاستی حکومت کو تنقید کا نشانہ بنایا،
کانفرنس کے بعد چاروں چیف الیکشن کمشنرز کو گجرات کے حالات بتانے کیلئے روانہ ہو گئے۔



گجرات کی جنگ میں جیتی گئی زمین

راجندر شرما

(9 جولائی 2002 ادارتی صفحہ اشتر یہ سہارا بندی)

ٹیلی ویژن کی نئی زبان کا سہارا لیں تو ایک چھوٹے سے بریک کے بعد گجرات پھر سرخیوں میں ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا صرف اس وجہ سے نہیں ہوا ہے کہ بی جے پی نے اس ریاست میں ایک بار پھر یہ عزم کر لیا ہے کہ وقت سے پہلے ستمبر، اکتوبر میں ہی الیکشن کرائے جائیں۔ بلاشبہ مدت پوری کرنے سے پہلے انتخابات کرانے کا ذہن زیندر مودی کی سرکار کے ایسے متعدد اقدامات سے ظاہر ہو رہا ہے جو گجرات کے پھر سے سرخیوں میں آنے سے سیدھے وابستہ ہیں۔ پھر بھی وقت سے پہلے الیکشن کرانے کے مسئلہ سے اس سب کا تعلق بالواسطہ ہی مانا جائے گا۔ اسی طرح صدارتی الیکشن میں بائیں بازو اور اس کے حلیفوں کی امیدوار کی شکل میں کیپٹن لکشمی سہگل کے ذریعہ گجرات میں احمد آباد میں فساد زدگان کے راحت کیپوں کے دورے سے اپنی انتخابی مہم شروع کرنے کے سبب گجرات آج دوبارہ سرخیوں میں ہے۔ گجرات آج بھی سرخیوں میں کیوں ہے؟ کیونکہ وہاں فروری کی آخری تاریخوں میں جو اقلیت مخالف جنگ چھیڑی گئی تھی کچھ بدلی ہوئی شکل میں آج بھی جاری ہے۔ بلاشبہ یہ جنگ اس چھوٹے سے بریک کے دوران بھی جاری تھی جب سرحد پر ہند پاک کشیدگی نے گجرات کے واقعات کو سرخیوں سے نیچے دھکیل دیا تھا۔ بہر حال اب سرحد پر کشیدگی میں کمی آنے کے ساتھ ایک بار پھر گجرات میں جاری اس جنگ نے میڈیا میں سرخیوں میں اپنی جگہ لے لی ہے۔ فی الحال اس جنگ کی شکل ٹھیک وہی نہیں ہے جو مارچ اپریل کے مہینوں میں تھی۔ نہ ویسے قتل عام ہو رہا ہے ہیں اور نہ ہی پولس اور انتظامیہ کا ویسا کھلم

گوئہرامیں
سلاہرمتی
ایکسپریس کی
بوگی
نمبر 6-S کو
جلائے خانے کے
واقعہ کو
وزیر داخلہ
سمیت اقتدار
کے سبھی
حلقوں کے
ذریعہ ایک
سوچی سمجھی
سازش ثابت
کرنے کی
کوشش ہی
نہیں کی جاتی
رہی ہے بلکہ
ایک عرصہ سے
یہ نتیجہ مان
کر ہی چلا
جاتا رہا ہے۔۔
جب کہ میڈیا
سمیت متعدد
آزاد تجزیہ
کاروں نے
27 فروری کی
صبح جو کچھ
ہوا اس میں
سلاش کا عدم
امکان
دکھایا تھا۔

یہ حقیقت بھی
 سامنے آئی کہ
 گجرات کی
 پولس فورس
 کارسیوکوں کی
 اشتعال
 انگیزیوں کے
 ممکنہ نتائج کے
 ڈر سے گودھرا
 سمیت گنجان
 مسلم آبادی والے
 علاقوں سے ان
 کارسیوکوں کی
 ٹرینوں کو
 باحفاظت نکلنے
 کے لیے گجرات
 میں آتے جلتے
 وقت ان مہینہ
 کارسیوکوں
 کو باقاعدہ
 اسکورٹ کیا
 کرتی تھی۔
 27 فروری کی
 صبح گودھرا
 پہنچنے والی
 ساہرمتی
 ایکسپریس کے
 معاملہ میں ایسا
 نہیں ہوا تھا
 کیونکہ پولس
 کو اس میں
 کارسیوکوں کے
 لوٹنے کی خبر
 نہیں ملی تھی۔

کھلا کر دار ہے جس کے لیے بڑے پیمانہ پر گجرات کے قتل عام کو اسٹیٹ اسپانسرڈ کہا
 جاتا تھا اور تسلیم کیا گیا۔ ان سب کے باوجود فروری کے آخر میں چھیڑی گئی جنگ دشمن
 اور معاون کی اسی شناخت کے ساتھ جاری ہے اور ریاست سے لے کر مرکز تک
 انتظامیہ کے اسی طرح جانبدارانہ رویہ کے ساتھ جاری ہے، ایک چھوٹی سی مثال سے
 سب کچھ صاف ہو جاتا ہے۔ گودھرا میں ساہرمتی ایکسپریس کی بوگی نمبر S-6 کو جلانے
 جانے کے واقعہ کو وزیر داخلہ سمیت اقتدار کے بھی حلقوں کے ذریعہ ایک سوچی سمجھی
 سازش ثابت کرنے کی کوشش ہی نہیں کی جاتی رہی ہے بلکہ ایک عرصہ سے یہ نتیجہ مان کر
 ہی چلا جاتا رہا ہے۔ کوئی بعید نہیں کہ حقائق کی تفتیش کے سلسلہ میں سامنے آنے والے
 کتنے ہی حقائق اور ان سے وابستہ سوالات کے باوجود مرکز اور ریاستی حکومت کی
 ایجنسیاں "گودھرا سازش" کی تفصیلات ہی درج کرنے میں لگی رہیں۔ جب کہ میڈیا
 سمیت متعدد آزاد تجزیہ کاروں نے 27 فروری کی صبح جو کچھ ہوا اس میں سازش کا عدم
 امکان دکھایا تھا۔ فی الواقع غیر جانبدار رپورٹروں اور تجزیہ کاروں نے بار بار اس سلسلہ
 میں تین چیزوں کی طرف توجہ مبذول کرائی تھی۔ پہلی یہ کہ مہینہ کارسیوکوں میں سے کم
 سے کم ایک حصہ کا عمل اتنا اشتعال انگیز تھا کہ وہ جیسے اشتعال انگیز رد عمل کا انتظار ہی
 کر رہا تھا۔ فی الواقع اس سلسلہ میں یہ حقیقت بھی سامنے آئی کہ گجرات کی پولس فورس
 کارسیوکوں کی اشتعال انگیزیوں کے ممکنہ نتائج کے ڈر سے گودھرا سمیت گنجان مسلم
 آبادی والے علاقوں سے ان کارسیوکوں کی ٹرینوں کو باحفاظت نکالنے کے لیے گجرات
 میں آتے جاتے وقت ان مہینہ کارسیوکوں کو باقاعدہ اسکورٹ کیا کرتی تھی۔
 27 فروری کی صبح گودھرا پہنچنے والی ساہرمتی ایکسپریس کے معاملہ میں ایسا نہیں ہوا تھا
 کیونکہ پولس کو اس میں کارسیوکوں کے لوٹنے کی خبر نہیں ملی تھی، یعنی یہ "بھجن کیرتن
 کرتے ہوئے کارسیوکوں پر حملے" کا معاملہ نہیں تھا۔ بلکہ ایک ایسے اکساوے کا معاملہ

تھا کہ جس نے گودھرا جیسی فرقہ دارانہ اعتبار سے حساس جگہ پر آسانی سے دھماکہ کرا دیا۔ گودھرا واقعہ کی سب سے زیادہ معلومات رکھنے والی ریلوے سیکورٹی پولس کی اور دوسری ایجنسیوں کی جانچ میں بھی یہ حقیقت سامنے آنے کے باوجود کہ گودھرا حادثہ کے خاص ملزم بنائے جانے والے لوگ جائے حادثہ کے آس پاس نہیں تھے۔ عام تصور کے برخلاف فائر بریگیڈ کی گاڑیوں کو جلتی ہوئی ٹرین تک پہنچنے سے کسی نے نہیں روکا تھا۔ اڈوانی کی وزارت داخلہ کے تحت سی بی آئی نے پہلے سے طے کر کے اسے سازش کا معاملہ بنایا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اب عام ہو جانے والی ایف ایس ایل کی رپورٹ نے اس بدقسمت دن گودھرا میں جو کچھ ہوا تھا اس کی سنگھ پر یوار اور سرکاری ایجنسیوں کو اب تک کی پیش کش کو پوری طرح سے مسترد کر دیا ہے۔ گودھرا کے واقعہ کے سلسلہ میں 62 مسلمانوں کے خلاف دائر کی گئی چارج شیٹ کے ساتھ والی دستاویزات میں تین صفحات کی ایف ایس ایل کی یہ رپورٹ بھی شامل ہے۔ یہ رپورٹ بہت واضح انداز میں دو باتیں کہتی ہے۔ پہلی یہ کہ ساہرمتی کے S-6 ڈبہ میں لگی آگ باہر جمع ہجوم کے ذریعہ آتش گیر مادہ پھینکے جانے سے لگی ہوئی آگ نہیں ہو سکتی۔ اس کے برعکس بدقسمت ڈبہ میں آگ پھیلانے والا آتش گیر مادہ اس بوگی کے اندر سے پھینکا گیا تھا۔ سیٹ نمبر 72 کے قریب کوچ کے گلیارے میں کھڑے ہو کر اور کسی چوڑے منہ کے برتن کو استعمال کر کے قریباً 60 لیٹر آتش گیر مادہ پھیلا گیا تھا اور اس کے فوراً بعد بوگیوں میں آگ لگ گئی۔ ایف ایس ایل کا یہ نتیجہ جو جائے حادثہ پر جا کر واقعہ کے مختلف امکانات کی ”دوبارہ تحقیق“ کی کسرت کے بعد نکالا گیا ہے۔ یہ نتیجہ کم سے کم اتنا تو واضح طور پر دکھاتا ہے کہ S-6 میں 54 لوگوں کو جن میں عورتوں اور بچوں کی تعداد ہی زیادہ تھی، زندہ جلانے کے لیے کم سے کم ظاہری طور پر وہ ہجوم ذمہ دار نہیں تھا جو سنگل پلٹا پر جمع تھا اور ٹرین پر پتھر پھینک رہا تھا۔ ایف ایس ایل کا لکھنا ہے کہ باہر سے یعنی

یہ رپورٹ بہت واضح انداز میں دو باتیں کہتی ہے۔ پہلی یہ کہ ساہرمتی کے S-6 ڈبہ میں لگی آگ باہر جمع ہجوم کے ذریعہ آتش گیر مادہ پھینکے جانے سے لگی ہوئی آگ نہیں ہو سکتی۔ اس کے برعکس بدقسمت ڈبہ میں آگ پھیلانے والا آتش گیر مادہ اس بوگی کے اندر سے پھینکا گیا تھا

پورے سات فٹ کی اونچائی پر واقع کھڑکیوں سے تل پھینکنے کی صورت میں تل کا زیادہ بڑا حصہ باہر پڑی وغیرہ پر گرنا چاہیے تھا مگر ایسا نہیں ہوا۔ دوسرے باہر سے تل پھینکنے جانے کی صورت میں بوگی کے کھڑکی کے نیچے کے حصوں کو آگ پکڑنا چاہیے تھا یہ بھی نہیں ہوا۔ واضح ہے کہ کم سے کم باہر جمع بھیڑ کی طرف سے یہ آتش گیر مادہ نہیں پھینکا گیا تھا۔ یہاں یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ بند ڈبہ میں چڑھ کر اقلیتوں کی اس بھیڑ میں سے کسی کے یا کچھ لوگوں کے ایسا کرنے کا تو اور بھی سوال پیدا نہیں ہوتا دوسری جانب خواہ جان بوجھ کر ہو یا حادثہ کے سبب بوگی میں سوار 54 لوگوں کی موت کا سبب بننے والا آتش گیر مادہ اندر سے اور بوگی میں سوار لوگوں کے درمیان سے پھیلایا گیا تھا۔ ان حقائق کی روشنی میں گودھرا واقعہ کی بالکل نئے سرے سے تحقیقات ہونی چاہیے۔ لیکن گجرات میں بی جے پی کے اقتدار کی شرکت سے چلائی جانے والی مسلم مخالف جنگ ایسی کسی جانچ کی کسی بھی طرح سے اجازت نہیں دیتی۔ مودی سرکار کے ایک وزیر نے تو باقاعدہ ایف ایس ایل کی رپورٹ میں پیش کیے گئے حقائق کا انتظامیہ کے رویہ پر کوئی اثر نہ پڑنے کا جیسے اعلان ہی کر دیا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ آتش گیر مادہ باہر سے پھینکا گیا ہو یا اندر سے پھیلایا گیا ہو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ سچ ہے کہ مسلمانوں کی کارسیوں کی بڑی بھاری تعداد کو جلانے کی ”بہت بڑی سازش“ کا معاملہ ہے۔ یہ بھی حیرت کی بات نہیں ہے کہ مرکزی انتظامیہ اور اس کے ذریعہ کنٹرول کی جانے والی سی بی آئی نے ان تمام حقائق و شواہد اور سوالات کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں۔ پھر وی ایچ پی کے یہ دعویٰ کرنے میں تو حیرت کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ وہ تو ہمیشہ سے ہی کہہ رہی تھی کہ آتش گیر مادہ مقامی مسلمانوں نے اندر سے پھیلایا۔ بہر حال ہم نے جس جنگ کا ذکر کیا کوئی گودھرا کے واقعہ کو ہندوؤں کے خلاف مسلمانوں کے مظالم کی مثال بنائے رکھنے تک ہی محدود نہیں ہے۔ زیندر مودی کی

سیٹ نمبر 72
کے قریب کوچ
کے گلیارے میں
کھڑے ہو کر اور
کسی چوڑے
منہ کے برتن کو
استعمال کر کے
تقریباً 60 لیٹر
آتش گیر مادہ
پھیلا گیا تھا
اور اس کے
فوراً بعد
بوگیوں میں
آگ لگ گئی۔
ایف ایس ایل
کا یہ نتیجہ جو
جائے حادثہ پر
جل کر واقعہ کے
مختلف
امکانات کی
دوبارہ
تحقیق کسی
کسرت کے بعد
نکالا گیا ہے۔

حکومت دوسرے لاتعداد محاذوں پر بھی اس جنگ کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ بس طرح طرح کے دباؤ کے تحت وہ اس کھیل کو چوہے ملی کے کھیل کی طرح آگے بڑھا رہے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر طرح طرح کے دباؤ میں نریندر مودی کو ہفتہ میں تین دن کے حساب سے پورے جولائی اور آدھے اگست تک چلائی جانے والی گورویا ترائانی پڑی تو جوابی حملہ میں ان کی سرکار نے احمد آباد میں راتوں رات کارروائی کر کے سو سال پرانی موتی مسجد کو گروا دیا۔ کمال یہ ہے کہ اس میونسپل کارپوریشن پر منتخب یونٹ کی سطح پر کانگریس کا کنٹرول ہے لیکن منتخب اکثریت بھی متعدد کانگریسی کونسلروں کے ذریعہ احتجاجاً منتخب یونٹ اور شی چیف کو نظر انداز کر کے مودی حکومت کے فرمان کو لاگو کرنے میں لگی ہوئی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ حال کے فسادات کے دوران فساد یوں نے اس مسجد کو نقصان پہنچایا تھا۔ ابھی مرمت کا کام شروع ہوا ہی تھا کہ میونسپل بورڈ کے بلڈوزروں نے اسے پوری طرح سے ڈھائی دیا۔ ویسے یہ اس طرح کا پہلا معاملہ نہیں ہے۔ احمد آباد میں فسادات جب اپنے عروج پر تھے اس وقت میونسپل بورڈ کے بلڈوزروں کا استعمال کر کے ساڑھے چار سو سال پرانی پتھر کی (آثار قدیمہ کے تحت محفوظ) ایک مسجد سمیت درجنوں مسجدوں اور درگاہوں کو منہدم کیا گیا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ اس میونسپل بورڈ نے بڑی مستعدی سے فساد یوں کے ذریعہ صوفی شاعروں کی گجراتی کے مزار کے انہدام کو پورا کرتے ہوئے راتوں رات اس جگہ پر پکی سڑک بنوا دی اور پچھلے ہی دنوں جب ایک مقامی رضا کار تنظیم اور متعدد قلم کار و تنظیموں نے دلی گجراتی کا مزار اپنی پہل سے دوبارہ بنوانے کے لیے کوشش کی تو آخری وقت پر اس میونسپل بورڈ نے اس از سر نو تعمیر کی بنیاد رکھنے کی اجازت کو واپس لے لیا۔ نریندر مودی کے اقتدار میں نہ تو منہدم کیے گئے مزاروں، درگاہوں اور مسجدوں کی تعمیر کی اجازت ہے اور نہ ہی اجاڑے گئے لوگوں کی گھر واپسی کی۔ آخر ہندو تو کی طاقتیں مفتوحہ علاقوں کو

احمد آباد میں
فسادات جب
لہنے عروج پر
تھے اس وقت
میونسپل بورڈ
کے بلڈوزروں
کا استعمال کر
کے ساڑھے چار
سو سال پرانی
پتھر کی (آثار
قدیمہ کے تحت
محفوظ) ایک
مسجد سمیت
درجنوں
مسجدوں اور
درگاہوں کو
منہدم کیا گیا
تھا۔ واقعہ یہ ہے
کہ اس
میونسپل بورڈ
نے بڑی
مستعدی سے
فسادیوں کے
ذریعہ صوفی
شاعروں کی
گجراتی کے مزار
کے انہدام کو
پورا کرتے ہوئے
راتوں رات اس
جگہ پر پکی
سڑک بنوا دی۔

اپنے ہاتھ سے کیسے نکل جانے دیں گی۔ الٹے الٹے پٹے لوگوں کو ہی ایک بار اور اجاڑنے کا کام جاری ہے۔ مجبوری یہ ہے کہ میڈیا اور اتنی ساری تنظیموں کے دیکھتے ہوئے اس سے زیادہ کرنا ممکن نہیں تھا۔ بہر حال اکثریتوں کے درمیان فرقہ وارانہ گول بندی کے لیے اتنا اشارہ بھی کافی ہے۔ اس سے قبل بھی مجوزہ جگن ناتھ یا ترا کے معاملہ میں متعلقہ ٹرسٹ کے حساس علاقوں سے یا ترا نہ نکالنے اور یا ترا کا راستہ بدلنے کے لیے تیار ہونے کے باوجود ریاستی حکومت اور وی ایچ پی جیسے یہ طے کر چکے تھے کہ ہندو اس معاملہ میں ذرا بھی نہ جھکیں اور یہ اگر ایک اتفاق ہے تو دلچسپ اتفاق یہ ہے کہ عبدالکلام کے صدر کے عہدہ کے لیے اپنا پرچہ بھرنے سے عین پہلے اپنے دو دن کے سفر گجرات میں اڈوالی جی نہ صرف ”گورو یا ترا“ کا پروگرام بنا آئے تھے بلکہ خود اس کا افتتاح کرنے کا بھی وعدہ کر آئے تھے۔ اسمبلی کے انتخابات جلدی کرائے جانے اور نریندر مودی کی قیادت میں بی بی جے پی کے الیکشن میں اترنے کا جو اعلان کر آئے تھے وہ الگ رہا۔ اس کے بعد سے اڈوالی باقاعدہ نائب وزیراعظم کے عہدہ پر بٹھائے جا چکے ہیں۔ گورو یا ترانی الحال پہلے ہی ٹال دی گئی لیکن وہ کبھی بھی شروع ہو سکتی ہے۔ اڈوالی جی نے اس کا واضح اشارہ دے دیا ہے۔ پچھلے چار ماہ کی ہندو تو کے جنگ کی کھائی کو انتخابی کامیابی کی شکل میں پختہ کرنا ہے اس کے لیے پینترے تو بدل سکتے ہیں لیکن اس جنگ کو چھوڑنا تو دور ہندو تو کی جنگ میں جیتی گئی ایک انج زمین نہیں چھوڑی جاسکتی۔

الیکشن تو اس جنگ کی ایک اور شکل ہے۔



گورو یا ترانی
الحال پہلے ہی
ٹال دی گئی
لیکن وہ کبھی
بھی شروع ہو
سکتی ہے۔
اڈوالی جی نے
اس کا واضح
اشارہ دے دیا
ہے۔ پچھلے چار
ماہ کی ہندو تو
کے جنگ کی
کھائی کو
انتخابی
کامیابی کی
شکل میں پختہ
کرنا ہے اس کے
لیے پینترے تو
بدل سکتے ہیں
لیکن اس جنگ
کو چھوڑنا تو
دور ہندو تو
کی جنگ میں
جیتی گئی ایک
انج زمین نہیں
چھوڑی
جاسکتی۔
الیکشن تو اس
جنگ کی ایک
اور شکل ہے۔

2002ء میں گجرات میں مسلمانوں کی نسل کشی پر صرف اخبارات میں ہی نہیں لکھا گیا اور نہ صرف ٹیلی ویژن چینلس کے ذریعے پوری دنیا میں دکھایا گیا بلکہ ہندوستان کے سیکولر رہنماؤں نے پارلیمنٹ کے اندر اور باہر مسلمانوں کے حق میں انصاف کے لئے آواز بلند کی۔ ہفتوں پارلیمنٹ میں کارروائی نہیں چلنے دی۔ پارلیمنٹ کی دونوں ایوانوں میں اپنی تقاریر کے معرفت اس پوری صفت کو پیش کیا گیا۔ ایسی تمام تقاریر کا پیش کیا جانا تو ممکن نہیں ہے حالانکہ ان سب کی دستاویزی حیثیت ہے اور یہ ہندوستان کی تاریخ کا ناقابل فراموش حصہ ہیں۔ یہاں صرف دو تقاریر محترم جناب امر سنگھ اور محترمہ شبانہ اعظمی کی پیش کی جا رہی ہیں۔ تاکہ اندازہ کیا جاسکے کی کس طرح اس نسل کشی کے واقعات کو پارلیمنٹ کے اندر اٹھایا گیا تھا۔

میں اپنی ذمہ داری کو سمجھتا ہوں لیکن آج سچ بولنا کوئی ریٹارک نہیں ہے۔ آج آپ اپنا سچ بولیں، اپنا موقف رکھیں، آج ہماری بہن گجرات سماچار اور 'سندیش' دکھائیں تو ہم بھی این ڈی ٹی وی کی تمام کلیپنگس دکھا سکتے ہیں۔ ٹائمس آف انڈیا اور 'ہندوستان ٹائمز' کو دکھا سکتے ہیں۔ اگر آپ کے لیے قومی اخبار ریٹارک ہیں تو ہمارے لیے گجرات سماچار اور 'سندیش' ریٹارک ہیں

محترم! یہ بچیاں نہ ہندو ہیں نہ مسلمان.....

بحث: : امر سنگھ

27 فروری کو مسلسل احمد آباد سے فون آنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ تب اسی دن راج بھرجی، بہن شبانہ اعظمی، کامریڈ بیتا رام پجوری اور میں نے گجرات جانے کا پروگرام بنایا۔ ہم نے وہاں کی وزارت داخلہ، وزیر اعلیٰ کے دفتر اور یہاں کے وزارت داخلہ کو اطلاع دی کہ ہم سب وہاں جانا چاہتے ہیں لیکن ہم لوگوں کو وہاں جانے کی کوئی منظوری نہیں دی گئی۔ پھر بھی ہم لوگ وہاں گئے۔ وہاں ریاستی سرکار نے کوئی انتظام نہیں کیا تھا۔ اس کی بہن شبانہ اعظمی بھی گواہ ہیں لیکن کسی طرح ہم احمد آباد میں ریاستی گیسٹ ہاؤس پہنچے۔ وہاں صورت حال انتہائی بھیاں تک تھی اور فسادات کا آغاز ہو چکا تھا۔ تو ہم لوگوں نے مناسب سمجھا کہ ہم ریاست کے وزیر اعلیٰ سے رابطہ قائم کریں۔ میں نے خود ریاست کے وزیر اعلیٰ سے بات کی۔ بہن شبانہ اعظمی، راج بھرجی، کامریڈ بیتا رام پجوری جی نے ان سے بات کی۔ یہ بہت ہی سنجیدہ معاملہ ہے اور میں یہاں الزام، جوابی الزام لگانے کے لیے نہیں کھڑا ہوا ہوں اور میں ایسے ماحول میں اپنی ذمہ داری کو سمجھتا ہوں لیکن آج سچ بولنا کوئی ریٹارک نہیں ہے۔ آج آپ اپنا سچ بولیں، اپنا موقف رکھیں، آج ہماری بہن گجرات سماچار اور 'سندیش' دکھائیں تو ہم بھی این ڈی ٹی وی کی تمام کلیپنگس دکھا سکتے ہیں۔ 'ٹائمز آف انڈیا' اور 'ہندوستان ٹائمز' کو دکھا سکتے ہیں۔ اگر آپ کے لیے قومی اخبار ریٹارک ہیں تو ہمارے لیے گجرات سماچار اور 'سندیش' ریٹارک ہیں۔ آپ جانتے ہیں گجرات کے وزیر اعلیٰ شری مودی نے کیا کہا؟ محترم مودی جی نے کہا امر سنگھ جی آپ کا چہرہ اور آپ کے نظریات، شبانہ اعظمی جی آپ کا چہرہ اور آپ کے نظریات، بیتا رام پجوری جی آپ کا چہرہ اور آپ کے نظریات گجرات

اگر آپ کو
جلنا ہے تو آپ
کے جلنے کی
گارانٹی
ریاستی
سرکار کی
نہیں ہے۔ آپ
کاٹ دیے
جائیں گے۔
بہن شبانہ
اعظمیٰ تصدیق
کریں گی کہ یہ
بات وزیر اعلیٰ
نہ کہی تھی کہ
نہیں اور راج
بیر ممبر
پارلیمنٹ اور
پجوری جو
ایک بڑی پارٹی
کے ہولڈ
بیورو کے ممبر
و سرکردہ
لیڈر ہیں، ہم
لوگوں کے
ساتھ یہ برتاؤ
ہوتا ہے

کا عام ہندو جانتا ہے۔ آج یہاں ملک کے وزیر دفاع جارج فرناڈیز آئے تھے اور
ہمارے لیے ان کی جان کی حفاظت بھی مشکل تھی۔ وہاں تلواریں نکل گئیں اور ان کی
گاڑی پر حملہ ہو گیا تو جب وزیر دفاع محفوظ نہیں ہیں تو شبانہ اعظمی، راج بیر اور کامریڈ
پجوری کے تحفظ کی گارنٹی ہم نہیں دے سکتے۔ اگر آپ کو جانا ہے تو آپ کے جانے کی
گارنٹی ریاستی سرکار کی نہیں ہے۔ آپ کاٹ دیے جائیں گے۔ بہن شبانہ اعظمی تصدیق
کریں گی کہ یہ بات وزیر اعلیٰ نے کہی تھی کہ نہیں اور راج بیر ممبر پارلیمنٹ اور پجوری جو
ایک بڑی پارٹی کے پولٹ بیورو کے ممبر و سرکردہ لیڈر ہیں، ہم لوگوں کے ساتھ یہ برتاؤ
ہوتا ہے۔ ریاست کا وزیر اعلیٰ اس طرح کا برتاؤ کرے اور اس طرح کی بات کرے،
اس طرح کی غیر ذمہ دارانہ بات کرے تو اس کو ہم نہیں بتائیں تو یہ منصفانہ نہیں ہوگا۔
سرکاری ہماری بھی ہوتی ہیں۔ بھائی بھتیجے نروپم سے ہمارا بہت نظریاتی اختلاف ہے
لیکن بالا صاحب آئے تھے اور وزیر اعلیٰ ملائم سنگھ تھے، لیکن ان کے تحفظ کا پورا انتظام ہم
نے کیا تھا۔ جمہوریت ایسے نہیں چلتی کہ جہاں سیاسی مخالفت کے لیے رد و اداری کا جذبہ
نہ ہو، جہاں پر سیاسی لیڈروں کو براہ راست ڈرایا اور دھمکایا جائے۔ اگر اس طرح کا
برتاؤ ہم لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے تو گجرات کی اقلیتوں کے ساتھ کیسا برتاؤ ہوگا اس کا
تصور آپ اچھی طرح کر سکتے ہیں۔ محترم وزیر اعظم یہاں نہیں ہیں لیکن میں کہنا چاہوں
گا کہ آج وزیر اعظم کی صلاحیت اور ان کی شبیہ کو دکھانے کا ہے۔ آج، شبیہ مسمار ہو چکی
ہے۔ ہم لوگ بچپن سے ان کا نام سنتے آئے، بھیلے ہی ہمارے اختلافات ہوں لیکن ان
کا سیاسی کیریئر بہت طویل ہے لیکن آج اٹل بھاری واجپئی اور اڈوانی جی کے منہ کا کھوٹا
اتر چکا ہے۔ میں تو یہ کہنا چاہوں گا کہ ۔

ترے دورں بہری میں بھی صبح و شام ہوگا
کہیں بستیاں طلیں گی، کہیں قتل عام ہوگا

رات کے ایک بجے
ہم سب لوگ
28کسی رات اور
یکم مارچ کی
نصف شب کے
دوران پولس
کمشنر کے دفتر
میں گئے۔ رات
بھر وہاں بیٹھے
رہے لیکن پولس
کا ایک کنسٹبل
بھی ہم سے ملے
نہیں آیا۔ آپ
سوچیں، شبانہ
اعظمی جی
پارلیمنٹ کی
رکن، امر سنگھ
پارلیمنٹ کے
رکن، راج بیر
جی پارلیمنٹ
کے رکن، سینا
رام پجوری
ہلٹ بیورو کے
ممبر وہاں
بیٹھے رہے لیکن
پولس کا ایک
سپلہسی بھی
ملنے کو تیار
نہیں تھا اور
گجرات جل
رہا تھا۔

آج جو حالت ہے وہ میں بتانا چاہتا ہوں۔ بہن شبانہ اعظمی گواہ ہیں کہ زردہ پاٹیا، امن
چوک، باپونگر، جواپور، الامین اسپتال، وی ایس اسپتال اور شاہ عالم گنج سے عورتوں اور
بچوں کے چیخنے اور چلانے کی آوازیں آرہی تھیں اور مسلسل کہہ رہے تھے کہ بچائیے۔ اس
پر شبانہ اعظمی نے کہا کہ ہم لوگ چاہے مر جائیں یا کٹ جائیں لیکن ہم لوگوں کو جانا
چاہیے۔ وہاں ایک وزیر صحت پہنچے، وہ راستے پر کھڑے ہو گئے اور پولس فورس لگا دی گئی۔
ہم لوگوں نے کہا کہ اگر ہم لوگوں سے مل نہیں سکتے، فساد زدہ علاقوں میں جا نہیں سکتے تو کم
از کم جو اطلاعات ہم کو بذریعہ فون ملی ہیں ان اطلاعات کو جمع کر کے ہم پولس کمشنر شری
پانڈے کے پاس جائیں۔ رات کے ایک بجے ہم سب لوگ 28 کی رات اور یکم مارچ
کی نصف شب کے دوران پولس کمشنر کے دفتر میں گئے۔ رات بھر وہاں بیٹھے رہے لیکن
پولس کا ایک کانستبل بھی ہم سے ملنے نہیں آیا۔ آپ سوچیں، شبانہ اعظمی جی پارلیمنٹ کی
رکن، امر سنگھ پارلیمنٹ کے رکن، راج بیر جی پارلیمنٹ کے رکن، سینا رام پجوری پالٹ
بیورو کے ممبر وہاں بیٹھے رہے لیکن پولس کا ایک سپاہی بھی ملنے کو تیار نہیں تھا اور گجرات جل
رہا تھا۔

یہ درست ہے کہ گجرات کے گودھرا میں تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہوا۔ ہمارے قابل دوست
ایچ جے وکیل ارون جیللی نے لفظوں کے مایا جال سے، جیسا کہ لالو جی نے ٹھیک کہا ایوان کو
بھڑانے کی بہت کوشش کی، بھانے کی بڑی کوشش کی۔ انہوں نے یہ کہہ دیا کہ کوئی حق
نہیں ہے مہذب لوگوں کو یہ کہنے کا کہ چائے کے پیسوں کی ادائیگی نہ ہونے کی وجہ سے
گودھرا حادثہ ہوا، لیکن میں بتانا چاہوں گا کہ جب ہم وہاں اسپتال گئے تھے تو وہاں 9
سال کا ایک بچہ جس کا باپ آئی سی یو میں تھا اور وہ اپنی جلی ہوئی ماں کی خدمت کر رہا تھا۔
ہمارے اتر پردیش کا گیان پرکاش تنو جیا جو اس ٹرین میں تھا اس نے کہا کہ چائے کے
بھگتان کو لے کر یہ جھگڑا ہوا اور اس کا آخری نتیجہ اس بھیا تک حادثہ کی شکل میں سامنے

آیا۔ ہم یہ نہیں کہنا چاہتے کہ چائے کے بھگتان کے لیے جھگڑا ہوا یا کسی لڑکی کو چھیڑنے کے لیے جھگڑا ہوا لیکن اس جھگڑے کے بعد گودھرا میں جو ہوا بہت برا ہوا لیکن ہم اتنا ضرور انتہائی ادب کے ساتھ کہنا چاہتے ہیں جیسا احمد فیل جی نے کہا کہ گودھرا کے لیے جو بھی ذمہ دار ہوا اگر وہ کانگریس پارٹی کا آدمی ہے تو اسے بھی پھانسی دے دیجئے لیکن بے گناہ لوگوں، ماں بہنوں پر آپ ظلم مت کیجئے چاہے وہ بی بی کے لوگ ہوں یا کانگریس کے لوگ ہوں۔ گودھرا کے لیے جو بھی قصور وار شخص ہے اس کو سزا دیجئے لیکن ہماری بے گناہ ماں بہنوں کی شرم گاہ کو مت چھیڑیے۔ اس بچہ کو مت حلائیے، 15 ماہ کا وہ بچہ جو رام رحیم سے واقف نہیں، جو ماں کا نام بھی صحیح طرح سے نہیں لے سکتا ہے، جس کی زبان سے سرسوتی کا اظہار نہیں ہوا ہے۔ اس کو زندہ آگ میں براہ کرم مت جلائیے۔ 27، 28 کے دورہ کے بعد 24 اپریل کو محترم ملائم سنگھ جی، دیو گوڑا جی، سر جیت صاحب، وردھن صاحب، دیو برتھ دا اور اونی رائے کے ساتھ جب ہم لوگ گئے تو زردہ پانیا میں جلی ہوئی مسجد دیکھی اور کہا گیا کہ زنا بالجبر کے واقعات نہیں ہوئے۔ اگر ہوئے ہیں تو بتائیے اسپیسٹک کیس۔ ایک حاملہ خاتون کے ساتھ زنا بالجبر اور اس کے پیٹ سے بچے کو نکال کر اس کے قتل کے پاپ کی بات احمد بھائی نے کہی۔ میں زردہ پانیا کا واقعہ بتا رہا ہوں۔ وہاں کی مقامی رکن اسمبلی کو ڈاننی کہتی ہیں کہ کوئی زنا بالجبر نہیں ہوا لیکن خواتین کمیشن کو سنائی ہوئی کچھ داستانیں یوں ہیں۔ کلثوم بی بی شاہ عالم منج مارچ 2002، جلتے ہوئے تاروں کے ساتھ مشتعل بھیڑ نے ہمیں گنگوٹری سوسائٹی سے کھد بڑا۔ ہم نے 10-8 زنا بالجبر دیکھے۔ 16 برس کی مہر النساء کو برہنہ کر کے اس کے اندام نہانی کو چیر کر اسے جلا دیا گیا۔ دوسرا واقعہ اظہار الدین 13 سال کا بچہ، چارہ ہستی، جوان نگر۔ گڈو چارا، سریش، زرش چارا، ہریا، بھوانی سنگھ جو ریاستی ٹرانسپورٹ محکمہ کے ہیں، ان کو میں نے پہچانا اور انہوں نے حسین نگر

گو دھرا حادثہ
 ہو گیا، ابھی
 یہاں گرسی پر
 ہملوی عزت
 مآب ٹھہری
 چیلر ہوسن
 بیٹھی تھیں
 انہوں نے کھا کہ
 میں نے منمت
 کسی، ڈاکٹر
 منموہن سنگھ
 نے منمت کسی،
 ادھر سے منمت
 ہوئی، قنی
 منمت کے
 بلوجود اب
 گو دھرا کے بعد
 کے تشدد کو
 نیوٹن کا اصول
 بتایا جا رہا ہے۔
 آپ اسے ایکشن
 کساری ایکشن
 بتا رہے ہیں،
 اس مرتبہ
 گجرات میں نہ
 جج کو چھوڑا
 گیانہ پولس کو
 چھوڑا گیا،
 جسٹس قادری
 چلاتے رہے میں
 جج ہوں، ہوا
 کریس جج آپ
 مسلمان ہیں

کی 12 سال کی لڑکی فرزانہ اور نور جہاں کے ساتھ زنا بالجبر کیا۔ یہ سب اس نے گنگوٹری
 سوسائٹی کی چھت سے دیکھا۔ جہاں وہ اپنی جان بچانے کے لیے چھپا ہوا تھا۔ محترم یہ
 بچیاں نہ ہندو ہیں نہ مسلمان یہ تو بھارت ماں کی بیٹیاں ہیں اور ان کے ساتھ زنا بالجبر ہوتا
 ہے اور ملک کے وزیر یہاں کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ کچھ نہیں ہوا۔ خواہ جسٹس ورما ہوں،
 خواہ خواتین کمیشن ہو، چاہے اقلیتی کمیشن ہو چاہے غیر ملکی سفارت خانوں کی رپورٹیں
 ہوں، جو بھی ان کے خلاف آواز اٹھاتا ہے وہ ریٹارک ہے۔ جو چیز آپ کی سیاست کو
 سوٹ نہ کرے وہ ریٹارک ہے اور جو آپ کی سیاست کو سوٹ کرے وہ ریٹارک نہیں
 ہے۔ ہندوستان میں اخبار صرف گجرات سماچار اور سندیش ہیں۔ ٹائمز آف انڈیا،
 ہندوستان ٹائمز، انڈین ایکسپریس یہ اخبار نہیں ہیں۔ راج دیپ سردیائی ایک جرنلسٹ
 نہیں ہیں۔ وہ ایک دنگائی ہے کیونکہ وہ سچ کو دکھا رہا ہے۔ میں بڑے ادب کے ساتھ
 پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا مہاتما گاندھی کے ساتھ آزادی کی جنگ مولانا ابوالکلام آزاد نے
 نہیں لڑی؟ آپ بتائیے کہ کیا وطن کے لیے بھگت سنگھ کے ساتھ اشفاق اللہ خاں نے
 شہادت نہیں دی؟ آپ بتائیے کہ سبھاش چندر بوس کے ساتھ جزل شاہ نواز نہیں تھے؟
 اگر پہلے کی بات کریں تو آپ ٹیپو سلطان، نواب سراج الدولہ اور بہادر شاہ ظفر کو کیسے
 بھول گئے جس نے کہا تھا۔

لگا نہیں ہے دل میرا اجڑے دیار میں
 دو گز زمیں بھی نہ ملی کوئے یار میں

یہ کیا مسلمان نہیں تھے؟ میں کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کی آج کل امریکہ سے بڑی دوستی
 ہے۔ امریکہ کے پینٹ ٹینک کو 1965 کی لڑائی میں نیست و نابود کرنے والا عبدالحمید
 کیا مسلمان نہیں تھا؟ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کارگل کی جنگ جس کے بھروسے پر آپ
 الیکشن جیت کر آئے اس میں شہادت دینے والے کمپن حنیف الدین اور جادید علی سیفی کو

وشوہندو
 پریشد چھاتی
 ٹھونک کر کھہ
 رہا ہے،
 وشوہندو
 پریشد کے
 جنرل
 سکریٹری
 تو گڑیا کا بیان
 آرہا ہے کہ ہم
 نے پہلی مرتبہ
 پورے کے پورے
 گٹھوں، پورے
 کے پورے
 مسلمانوں کے
 گٹھوں خلی
 کروادیے ہیں۔
 یہ ہندوستان
 ہے، اگر یہ
 سیاست ہے تو
 مجھے ایسی
 سیاست پر،
 اپنے پر شرم
 ہے اور یہ ہندو
 دھرم ہے تو
 مجھے ہندو
 کھلانے پر شرم
 ہے

آپ کیسے بھول گئے؟ جس اینٹیم بم اور پوکھرن کا کلش لے کر آپ پورے ہندوستان میں
 گھومتے رہے اس کو ایجاد کرنے والے کلام کو آپ کیسے بھول گئے؟ میں آپ سے یہ
 پوچھنے کے لیے کھڑا ہوں، آپ کہتے ہیں کہ بلوا ہو گیا، گودھرا حادثہ ہو گیا، ابھی یہاں کرسی
 پر ہماری عزت مآب ڈپٹی چیئر پرسن بیٹھی تھیں انہوں نے کہا کہ میں نے مذمت کی، ڈاکٹر
 منموہن سنگھ نے مذمت کی، ادھر سے مذمت ہوئی، اتنی مذمت کے باوجود اب گودھرا کے
 بعد کے تشدد کو نیوٹن کا اصول بتایا جا رہا ہے۔ آپ اسے ایکشن کاری ایکشن بتا رہے ہیں،
 عمل کا رد عمل قرار دے رہے ہیں، احسان جعفری کی بات سب نے کہہ دی، وہ رکن
 پارلیمنٹ تھا لیکن اس مرتبہ گجرات میں نہ جج کو چھوڑا گیا نہ پولس کو چھوڑا گیا، جسٹس قادری
 چلاتے رہے میں جج ہوں، ہوا کریں جج آپ مسلمان ہیں، ہوا کریں آپ ڈی آئی جی،
 آئی پی ایس افسر، آپ مسلمان ہیں، ہوا کریں آپ رکن پارلیمنٹ۔ احسان جعفری کا
 سماج پر بہت احسان ہوگا، ان سے ایک گھنٹہ پہلے پولس کشنمل کر آیا تھا۔ گھنٹہ بھر بعد اس کو
 زندہ آگ میں جھونک دیا گیا۔ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس نے گولی چلائی تھی
 اس لیے نیوٹن کے اصول کے مطابق وہاں بھی ایکشن کاری ایکشن ہو گیا۔ آپ اسلامی
 جہاد کی مذمت کرتے ہیں، انتہا پسندی کی مذمت کرتے ہیں، ٹھیک کرتے ہیں۔
 انتہا پسندی ہر طرح کی بری ہے، فرقہ پرستی ہر طرح کی بری ہے، لیکن میں بڑے ادب و
 احترام سے ادھر بیٹھے اپنے ساتھیوں سے پوچھتا چاہتا ہوں کہ اڑیسہ میں کس کی سرکار
 ہے؟ این ڈی اے کی سرکار ہے، کانگریس کے کسی ساتھی یا سماجوا دی پارٹی کے کسی ساتھی
 کی سرکار نہیں ہے، وہاں پر ترشول لے کر کون گیا تھا؟ اس انتہا پسندی کا آپ کے پاس کیا
 جواب ہے۔ آپ کے حلیفوں کی سرکار ہے اور آپ کے ساتھی وزراء اور وزیر اعلیٰ جان
 بچا کر گھومتے رہے، اس کی تشبیہ آپ نے نہیں کی۔ وہ ترشول دھاری کون تھے، یہاں
 ایک بیان آگیا کہ ان سے ہمارا کوئی مطلب نہیں ہے۔ دوسری طرف وشوہندو پریشد

چھاتی ٹھونک کر کہہ رہا ہے، دشنو ہندو پریشد کے جنرل سکریٹری تو گڑیا کا بیان آرہا ہے کہ ہم نے پہلی مرتبہ پورے کے پورے گاؤں، پورے کے پورے مسلمانوں کے گاؤں خالی کر دئیے ہیں۔ یہ ہندوستان ہے، اگر یہ سیاست ہے تو مجھے ایسی سیاست پر، اپنے پر شرم ہے اور یہ ہندو دھرم ہے تو مجھے ہندو کہلانے پر شرم ہے۔

میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دیوگی ہوگا پہلا کوی، آہ سے اچھا ہوگا گان، امڑ کر آنکھوں سے چپ چاپ وہی ہوگی کویتا انجان، ہمارے محترم وزیراعظم اٹل جی بھی کوی ہیں، ان کا کوی والا دل احمد آباد میں رو پڑا لیکن سنگھل جی جیسے ساتھیوں کے دباؤ میں گوا میں بدل گیا۔

جب بھی جی چاہے نئے چہرے لگا لیتے ہیں لوگ

ایک چہرے پہ کئی چہرے لگا لیتے ہیں لوگ

میں پوچھنا چاہتا ہوں گجرات کی جتنا اپنے کوی کا دل رکھنے والے وزیراعظم سے پوچھ رہی ہے کہ اگر آپ کو گوا میں یہی کہنا تھا تو جو ہم نے داستان اپنی سنائی تو آپ کیوں روئے؟ آپ کیوں روئے، اگر آپ کو گوا میں جا کر بدل جانا تھا۔ ہمارے ساتھی، فرقہ وارانہ فساد پیدا کرنے والے ساتھی اگر اقتدار کے لیے، اگر سہولت کے لیے، اگر مطلب کے لیے کوئی بھی گنہ بند من کسی سے بھی کر سکتے ہیں تو ہم بھی قوم کے لیے، وطن کے لیے کسی کے کبھی بھی بن سکتے ہیں۔ اُتر تم ملے تو ٹھیک ہے، اگر کوئی نہیں ملے تو سماجوا دی پارٹی اور ہمارے لیڈر فرقہ پرستی سے لڑتے رہیں گے۔

کوئی ساتھ دے نہ دے میرا چلنا مجھے آتا ہے

ہر آگ سے واقف ہوں، چلنا مجھے آتا ہے

(راجیہ سبھا میں کی گئی تقریر کا مختصر حصہ)



گجرات کا منظر

خون میں ڈوبا امن کا پیکر دیکھا ہے
 زخمی زخمی ایک کبوتر دیکھا ہے
 جلتی حویلی جتنا چھپر دیکھا ہے
 ہاں میں نے گجرات کا منظر دیکھا ہے

نام میرا مظلوم ہے میں ایک لڑکی ہوں
 جو دیکھا میں نے وہ بتلاتی ہوں
 گھر گھر آگ لگائی ہے غداروں نے
 عزت لوٹی دھرم کے ٹھیکیداروں نے

دھرتی پر شیطانوں کا لشکر دیکھا ہے
 ہاں میں نے گجرات کا منظر دیکھا ہے
 شرم سے گردن خم کر لی حیوانوں نے
 ایسا گناؤنا کھیل رہا انسانوں نے

کوئی درندہ بھی نہ کرے وہ کام کیا
 ماں کے پیٹ کو چیر کے بچہ مار دیا
 معصوموں کو تلواروں پہ دیکھا ہے
 ہاں میں نے گجرات کا منظر دیکھا ہے

آنکھوں کی تاک میں سب پتھر دل تھے
 وردی میں بھی مظلوموں کے قاتل تھے
 بچے پیر جوانوں کے کاٹ دئے
 انسانوں کے دل سے دریا پاٹ دئے

آنکھوں نے لاشوں کا سمندر دیکھا ہے
 ہاں میں نے گجرات کا منظر دیکھا ہے

شبینہ ادیب

پارلیمنٹ میں شبانہ اعظمی کی تقریر

محترم!

آج میں اپنے دل میں ایک درد، آنکھوں میں آنسو اور لبوں پر دعاؤں کے ساتھ تحریک کی حمایت میں کھڑی ہوئی ہوں۔ آج گجرات کے عوام کی نگاہیں اس ایوان کی طرف لگی ہوئی ہیں کہ ان کے تاریک اور مشکل وقت میں یہاں سے امید کی کوئی کرن ان تک پہنچے۔ گجرات کے فسادات نے اپنے پس منظر میں لا چاری، بے بسی اور مایوسی کے نقش چھوڑ دیئے ہیں۔ بچ جانے والوں کے جم غفیر ریلیف کیمپوں میں خواہ وہ شہری علاقوں میں ہوں یا دیہی علاقوں میں ہوں، ناقابل بیان اور تکلیف دہ حالات میں رہ رہے ہیں۔ وہ حقیقی معنوں میں جسم اور ذہن کے اعتبار سے گھٹے ہوئے لوگ بن گئے ہیں۔

ہلاکتیں بڑی تعداد میں واقع ہوئی ہیں، سرکاری طور پر مرنے والوں کی تعداد 900 سے نیچے ہے جب کہ غیر سرکاری اندازہ کے مطابق مرنے والوں کی تعداد دو ہزار سے شروع ہوتی ہے اور اس سے بھی بہت اوپر چلی جاتی ہے۔ اقتصادی نقصانات کا اندازہ تین ہزار کروڑ سے اوپر لگایا گیا ہے۔ پولس ذرائع کے مطابق ریاست میں 240 سے زیادہ درگاہوں اور 180 سے زیادہ مسجدوں کو تباہ کر دیا گیا ہے، 25 سے زیادہ مدرسے تباہ کر دیئے گئے ہیں، 20 سے زیادہ تعداد میں چرچ تباہ کر دیئے گئے ہیں۔ ایک لاکھ سے زیادہ لوگ ریلیف کیمپوں میں غیر انسانی حالات میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ بہت سے طلبہ امتحانات نہیں دے سکے ہیں۔ خواتین کے خلاف جنسی تشدد کے ناقابل تردید واقعات جن کو یاد دیا گیا ہے اس بات کے متقاضی ہیں کہ ان کی مزید تحقیقات کی جائیں۔ گجرات کے متاثرین کے سامنے

ہلاکتیں بڑی
تعداد میں واقع
ہوئی ہیں،
سرکاری طور
پر مرنے والوں
کی تعداد
900 سے نیچے
ہے جب کہ غیر
سرکاری اندازہ
کے مطابق مرنے
والوں کی تعداد
دو ہزار سے
شروع ہوتی ہے
اور اس سے بھی
بہت اوپر چلی
جاتی ہے۔
اقتصادی
نقصانات کا
اندازہ تین ہزار
کروڑ سے اوپر
لگایا گیا ہے۔
پولس ذرائع کے
مطابق ریاست
میں 240 سے
زیادہ درگاہوں
اور 180 سے
زیادہ مسجدوں
کو تباہ کر دیا
گیا ہے، 25 سے
زیادہ مدرسے
تباہ کر دیئے
گئے ہیں

واضح طور پر انصاف کے حصول، بازآبادکاری اور نقصانات کی تلافی کے حصول کا ایک طویل راستہ پڑا ہے، میری دعا ہے کہ ہم سیاسی اختلافات کو بالائے طاق رکھ دیں تاکہ یہ ممکن ہو سکے۔

مبئی کی کمیون ہونے کی حیثیت سے میں نے 1992-93 کے فسادات دیکھے ہیں۔ ایک ہندوستانی شہری ہونے کی حیثیت سے میں نے 1984 میں سکھ مخالف فسادات کی بھیاں شکل دیکھی ہے، میں نے دیکھا ہے کہ راحت رسانی اور بازآباد کاری کا عمل کتنا سست رفتار ہوتا ہے۔ جب تک خطا کاروں کو سزا نہیں دی جاتی، انصاف کا شعور ابھر نہیں سکتا، کوئی تلافی ہو نہیں سکتی اور کوئی بازآباد کاری ممکن نہیں۔ ہاں گودھرا ایک بھیاں جرم تھا اور بحرین کو انتہائی سخت سزا ملنی چاہئے لیکن کیا گودھرا، احمد آباد کے لئے جواز بن سکتا ہے؟ یہ مسلسل کہا جاتا رہا ہے کہ اگر پارلیمنٹ میں سابرمتی ایکسپریس پر حملہ کی بھرپور مذمت کی گئی ہوتی تو احمد آباد (کافساد) واقع نہ ہوا ہوتا۔ آخر یہ کس قسم کی بے ہودہ دلیل ہے۔ گودھرا میں جو کچھ ہوا وہ جرائم پیشہ افراد کا کیا دھرا تھا لیکن احمد آباد، ودودرہ، مہسانہ اور گجرات کے دوسرے حصوں میں جو کچھ ہوا وہ ریاستی حکومت کی فعال ملی بھگت سے ہوا۔ یقیناً ان دونوں کے درمیان ایک فرق ہے۔ ایل کے اڈوانی کہتے ہیں کہ گودھرا، احمد آباد کی تشریح بیان کر سکتا ہے (مگر) یہ جواز نہیں بن سکتا۔ ملاحظہ کیجئے "تشریح اور جواز" میں کیا فرق ہے خاص طور پر اس وقت جب یہ بات وزیر اعلیٰ کی طرف سے آئے، ان کا مشہور بیان ہے "ہر عمل کا رد عمل ہوتا ہے" پولس کشنر کہتے ہیں کہ "پولس کو مجموعی جذبات کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔" دشنو ہندو پریشد کے انٹرنیشنل سکرٹری پروین تو گاڑیا 19 اپریل کی ایشین ایج کی اشاعت میں فرماتے ہیں کہ جو کچھ گجرات میں ہو رہا ہے وہ فرقہ وارانہ فساد نہیں ہے بلکہ وہ اسلامی جہاد کا عوامی جواب ہے۔" 10 مارچ کی آؤٹ لک کی اشاعت میں

کھا جاتا رہا ہے
کہ اگر
پارلیمنٹ میں
سابرمتی
ایکسپریس پر
حملہ کی
بھرپور مذمت
کی گئی ہوتی
تو احمد آباد
(کافساد)
واقع نہ ہوا
ہوتا۔ آخر یہ
کس قسم کی
بے ہودہ دلیل
ہے۔ گودھرا
میں جو کچھ
ہوا وہ جرائم
پیشہ افراد کا
کیا دھرا تھا
لیکن احمد
آباد، ودودرہ،
مہسانہ اور
گجرات کے
دوسرے
حصوں میں
جو کچھ ہوا
وہ ریاستی
حکومت کی
فعال ملی
بھگت سے ہوا

بجنگ دل کے مرکزی نائب صدر ایک انٹرویو کے دوران کہتے ہیں کہ ”وہاں فساد نہیں ہو رہا ہے۔ یہ تو اس احساس کے اظہار کا ایک طریقہ ہے جو اکثریتی طبقہ کو ہوا ہے۔ یہاں ہندو سماج رد عمل ظاہر کر رہا ہے، زیادہ تر دکانیں اور کاروباری ادارے جو جلا دیئے گئے ہیں وہ ہندوؤں کے نہیں ہیں، لوگ گودھرا کا انتقام لینا چاہتے تھے، سو انہوں نے لے لیا“ وہ کہتے ہیں کہ بڑی تقریبات کے موقع پر بجنگ دل نے 65 ہزار ترشول تقسیم کئے ہیں۔ کیا اس کو ایسے وقت میں اشتعال انگیز تصور کیا جائے گا یا نہیں جب فرقہ وارانہ جذبات بھڑکے ہوئے ہوں لیکن اس شخص کو گرفتار نہیں کیا گیا اور وہ چاروں طرف اپنا نفرت بھرا پیغام پھیلاتے ہوئے آزادانہ طور پر گھوم رہا ہے۔ 1998 میں جب سے بی جے پی اسن کے پیغام بر گاندھی کی سرزمین پر اقتدار میں آئی ہے کھلی آزادی کے ساتھ ذہنوں کو مسموم اور متنفر بنانے والے لاکھوں پمفلٹ تقسیم کئے جا چکے ہیں ”کیونٹرم کھیٹ“ نے اپنی 4 راپریل کی اشاعت میں وی ایچ پی کے ریاستی لیڈر چمن بھائی ٹیل کے ذریعہ تقسیم کئے گئے پمفلٹ کو دوبارہ شائع کیا۔ جس میں ہندوؤں سے کہا گیا ہے کہ ”محفوظ ہندو علاقوں میں تم کتنے محفوظ ہو؟ غدار دہشت گرد مسلمان ٹرکوں میں بھر کر آئیں گے، تمہارے سیکورٹی گارڈس کو قتل کر کے تم کو بھی تمہاری خواب گاہوں اور ڈرائنگ روموں میں ہلاک کر دیں گے۔“ پمفلٹ میں آگے لکھا گیا ہے کہ غدار مسلمانوں کو ان کا اقتصادی اور سماجی بایکٹ کر کے وطن پرستی کا مزہ چکھ دو۔ یہ وی ایچ پی کے نیلی نون نمبروں اور پتے کے ساتھ باقاعدہ ایک خط ہے، ہزاروں ایسے ہیں جنہوں نے دستخط نہیں کئے ہیں لیکن یقینی طور پر ریاستی حکومت ان سے پوری طرح واقف ہے اور ان کو ایسے پمفلٹ تقسیم کرنے سے روکنے کے لئے کوئی کوشش نہیں کی۔

میں مسلم دکان داروں سے کوئی چیز نہیں خریدوں گا

لوگ گودھرا کا انتقام لینا چاہتے تھے، سو انہوں نے لے لیا وہ کہتے ہیں کہ بڑی تقریبات کے موقع پر بجنگ دل نے 65 ہزار ترشول تقسیم کئے ہیں۔ کیا اس کو ایسے وقت میں اشتعال انگیز تصور کیا جائے گا یا نہیں جب فرقہ وارانہ جذبات بھڑکے ہوئے ہوں لیکن اس شخص کو گرفتار نہیں کیا گیا اور وہ چاروں طرف اپنا نفرت بھرا پیغام پھیلاتے ہوئے آزادانہ طور پر گھوم رہا ہے

میں ان غداروں کے ہوٹل اور گیرج کو استعمال نہیں
کروں گا

مسلم ہیرو اور ہیروئن والی فلموں کا بائیکاٹ کرو
مسلمانوں کے دفتروں میں ہرگز کام نہ کرو
اور نہ مسلمانوں کو ملازم رکھو

اس قسم کے نفرت بھرے اور روز افزوں کشیدگی کے ماحول میں حکومت گجرات
نے گودھرا سانحہ کو روکنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟ یہ خفیہ ایجنسیوں کی ناکامی
ہے یا نہیں۔ خاص طور پر کیا یہ سانحہ آئی ایس آئی کے ذریعہ کرایا گیا ہے۔ جیسا کہ
مسلل دعویٰ کیا جا رہا ہے؟ 13 دسمبر کے پارلیمنٹ پر حملہ کے بعد ریاستی حکومت کو
اور زیادہ مستعد ہو جانا چاہئے تھا۔ کیا گجرات کے عوام کو ریاستی حکومت اس بات کے
لئے جواب دہ نہیں ہے کہ وہ ساہرستی ایکسپریس پر ہونے والے حملے کو روکنے میں
ناکام رہی جس میں 58 بے قصور لوگ ہلاک ہو گئے۔ آخر گودھرا اور گجرات کے
درمیان فرق کیوں کیا جا رہا ہے۔ کیا گودھرا گجرات میں واقع نہیں ہے۔ یہ صرف
وزیر اعلیٰ ہی ہیں جو گودھرا اور گجرات کے درمیان اس طرح فرق کرتے ہیں کہ گودھرا
سانحہ کے متاثرین کو دو دو لاکھ روپے معاوضہ کے طور پر دیا گیا جب کہ احمد آباد اور
دوسرے علاقوں کے فساد زدگان کو ایک ایک لاکھ روپے دینے کا اعلان کیا گیا اور یہ
اس کے باوجود ہوا ہے کہ برسوں پہلے تو می اقلیتی کمیشن نے سفارش کی تھی کہ فرقہ
وارانہ فسادات کے تمام متاثرین کو معاوضے کے طور پر دو دو لاکھ روپے ادا کئے
جائیں۔ ریاستی حکومت کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ وہ گودھرا، احمد آباد، ووددرہ، مہسانہ اور
گجرات کے دوسرے حصوں میں لوگوں کی جان و مال کے تحفظ اور ان کی املاک کی
بربادی کو روکنے میں ناکام رہی ہے۔

حکومت ان
سے پوری
طرح واقف ہے
اور ان کو
ایسے ہدف
تقسیم کرنے
سے روکنے کے
لئے کوئی
کوشش نہیں
کئی۔
میں مسلم دکان
داروں سے
کوئی چیز
نہیں خریدوں
گا
میں ان
غداروں کے
ہوٹل اور
گیرج کو
استعمال نہیں
کروں گا
مسلم ہیرو اور
ہیروئن والی
فلموں کا
بائیکاٹ کرو
مسلمانوں کے
دفتروں میں
ہرگز کام نہ
کرو
اور نہ
مسلمانوں کو
ملازم رکھو

نسل کشی پر اقوام متحدہ کے کنونشن کا آرٹیکل 2 کہتا ہے کہ نسل کشی کا مطلب مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک عمل کو اس مقصد سے انجام دینا کہ اس سے کئی طور پر ایک قومی، نسلی، گروہی یا مذہبی گروپ کی تباہی رونما ہو۔ گروپ اے کا گروپ بی کے ممبران کو قتل کرنا سنگین جسمانی یا ذہنی نقصان پہنچانا۔ اس تشریح کے ساتھ احمد آباد میں اور گجرات کے دوسرے حصوں میں مسلمانوں کے جان و مال کو منظم طریقے پر نشانہ بنانا نسل کشی سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ ہندوستان اقوام متحدہ کے اس کنونشن کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوا ہے، جس کا 1948 میں وہ خود اصل تجویز کار تھا۔

وزیر اعلیٰ کہتے ہیں کہ انہوں نے 72 گھنٹوں کے اندر فساد کو کنٹرول کر لیا تھا جب کہ فساد آج دو ماہ سے زائد عرصے کے بعد بھی مسلسل جاری ہے۔ 28 فروری کو پولس فائرنگ سے جو 40 افراد ہلاک ہوئے تھے ان میں 36 مسلمان تھے۔ یہ اس کے باوجود ہوا کہ یہ اقلیتی طبقہ تھا جو اسلحہ سے لیس ہجوم کا نشانہ بنا۔ پولس کی فائرنگ کے متعدد واقعات اور مثالیں موجود ہیں۔ متاثرین اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ 28 فروری کو عوامی قتل و غارتگری بہت محتاط انداز میں ایک ساتھ ریاست کے 30 مختلف مقامات پر منصوبہ بند طریقہ پر کی گئی۔ کابینہ کے دو سینئر وزراء احمد آباد پولس کنٹرول روم اور گاندھی نگر میں ریاستی کنٹرول روم میں بیٹھے اور پولس کو کوئی ایکشن نہ لینے کے لئے اپنے دباؤ میں لے لیا۔ اس کی بڑے پیمانے پر میڈیا میں رپورٹیں آئی تھیں۔ ریاستی وزیر صحت اشوک بھٹ جن پر 1985 میں احمد آباد میں ہیڈ کانسٹیبل ڈیپٹی کو قتل کرنے کے الزام میں فوجداری مقدمہ چل رہا ہے تین گھنٹے تک احمد آباد پولس کنٹرول روم میں بیٹھے رہے۔ 28 فروری کو شہری ترقیات کے وزیر اور وزیر اعلیٰ نریندر مودی کے دائیں ہاتھ سمجھے جانے والے آئی کے جڈیجہ 4 گھنٹے تک گاندھی نگر پولس کنٹرول روم میں بیٹھے رہے۔

نسل کشی پر
اقوام متحدہ کے
کنونشن کا
آرٹیکل 2 کہتا
ہے کہ نسل
کشی کا مطلب
مندرجہ ذیل
میں سے کسی
ایک عمل کو
اس مقصد سے
انجام دینا کہ
اس سے کسی
طور پر ایک
قومی، نسلی،
گروہی یا
مذہبی گروپ
کی تباہی
رونما ہو۔
گروپ اے کا
گروپ بی کے
ممبران کو قتل
کرنا سنگین
جسمانی یا
ذہنی نقصان
پہنچانا

28، فردری کو
پولس مائٹنگ
سے جو 40 افراد
ہلاک ہوئے تھے ان
میں 38 مسلمان
تھے

جب یکم مارچ کو
میں امر سنگھ،
سینٹرام بھوری
اور راج بیر کے
ساتھ احمد آباد
پہنچے تو
وزیر اعلیٰ نے مجھ
سے کہا کہ صورت
حال پوری طرح
قلبو میں ہے۔ میں
نے ان کو جنابا کہ
اس وقت بھی جب
آپ مجھ سے بات
کر رہے ہیں
دوسرے فون
سلسلہ سچ رہے
ہیں اور لوگ
جیج و پکار
کر رہے ہیں کہ ان
کی زندگیوں
خطرے میں ہیں۔
ان کا جواب یہ تھا
کہ ”چھٹ پٹ
گھٹائیں تو
ہوتی رہتی ہیں“
اگلے دن دوپہر
تک مہلت میں
28 افراد قتل کئے
جا چکے تھے یہ
تھیں چھٹ پٹ
گھٹائیں

جب یکم مارچ کو میں امر سنگھ، سینٹرام بھوری اور راج بیر کے ساتھ احمد آباد پہنچی تو وزیر اعلیٰ نے مجھ سے کہا کہ صورت حال پوری طرح قابو میں ہے۔ میں نے ان کو بتایا کہ اس وقت بھی جب آپ مجھ سے بات کر رہے ہیں دوسرے فون مسلسل بج رہے ہیں اور لوگ چیخ و پکار کر رہے ہیں کہ ان کی زندگیاں خطرے میں ہیں۔ ان کا جواب یہ تھا کہ ”چھٹ پٹ گھٹائیں تو ہوتی رہتی ہیں“ اگلے دن دوپہر تک مہلت میں 28 افراد قتل کئے جا چکے تھے یہ تھیں چھٹ پٹ گھٹائیں۔ جب ہم نے کہا کہ ہم امن کا پیمانہ ہونے کی حیثیت سے لوگوں سے ملنا چاہتے ہیں تو ہمیں وزیر اعلیٰ، اشوک بھٹ اور پولس کے ذریعہ اجازت دینے سے انکار کر دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے چہرے جانے پہچانے ہیں اور یہ کہ وہ ہمارے تحفظ کی ضمانت نہیں دے سکتے۔ اگر وزیر اعلیٰ تین ممبران پارلیمنٹ اور پولٹ بیورو کے ممبر کے تحفظ کی ضمانت نہیں دے سکتا تو عام شہریوں کے تحفظ کی وہ کیسے ضمانت دے سکتا ہے۔ اردن جیٹلی کہتے ہیں کہ پچھلے ہفتوں کے دوران 33 ہزار گرفتاریاں کی گئی ہیں۔ میں پوچھتا چاہتی ہوں کہ کتنے بجرنگ دل، وی ایچ پی اور بی جے پی کے ورکروں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ کم سے کم ایسے ڈیڑھ سو ملزموں کو جن کے نام ایف آئی آر میں درج ہیں حکومت کے ذریعہ صرف نظر بند کیا جا رہا ہے۔ نرودا قتل عام میں چھ سنگھ بریگیڈ کے رضا کار نامزد کئے گئے ہیں مگر کوئی گرفتاری نہیں ہوئی۔ گل برگ سوسائٹی، چمن پور میں 19 لوگوں کو گرفتار کیا گیا لیکن کلیدی لوگ ابھی تک آزاد ہیں۔ بھاؤنگر میں وی ایچ پی کے شہری صدر ادم ترویدی، رمن سنگھ بھوری اور ایک بی جے پی ورکر کے خلاف نامزد رپورٹ درج ہے۔ ان پر الزام ہے کہ انہوں نے اس ہجوم کی قیادت کی تھی جس نے متعدد مسلمانوں کے تجارتی اداروں اور دکانوں کو آگ لگا دی تھی، مگر ان کو گرفتار نہیں کیا گیا ہے۔ سریندر نگر میں بی جے پی اور وی ایچ پی کے چھ ابتدائی ممبروں کے خلاف فساد کرنے کے الزام میں ایف

آئی آر درج ہے مگر کوئی گرفتاری نہیں ہوئی۔ فہرست بہت طویل ہے۔ اسٹار نیوز نے گزشتہ روز لوگوں کو شکایت کرتے ہوئے دکھایا کہ ان پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ وہ نامزد لوگوں کے خلاف ایف آئی آر واپس لے لیں اور کہیں کہ ہجوم نامعلوم جرائم پیشہ افراد پر مشتمل تھا۔ یہ کل کی بات ہے اور آپ ہم سے توقع کر رہے ہیں کہ ہم یقین کر لیں کہ حالات معمول پر لوٹ آئے ہیں۔

قومی حقوق انسانی کمیشن کا کہنا ہے کہ ریاست کی بنیادی اور ناقابل فرار ذمہ داری ہے کہ وہ ریاست کے عوام کے چنے کے حق، آزادی، مساوات اور ان کے وقار کا تحفظ کرے۔ یہ بھی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ کسی بھی طرح کے ایکشن سے مجبور کر کے اور غفلت برت کر ان حقوق کی خلاف ورزی نہ کی جاسکے۔ یہ حقوق انسانی کے دائرہ عمل کا واضح اور مسلمہ اصول ہے کہ ریاست نہ صرف اپنے نمائندوں کے عمل کی ذمہ دار ہے بلکہ اپنے حدود میں غیر سرکاری عمل داروں کے ایکشن کی بھی ذمہ دار ہے۔ ریاست اضافی طور پر ایسی کسی بھی بے عملی کے لئے بھی ذمہ دار ہے جس سے کسی کو نقصان پہنچے یا حقوق انسانی کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔ واضح طور پر حکومت گجرات ان تمام معاملات میں ملوث قرار پاتی ہے۔ گزشتہ روز حقوق انسانی کمیشن نے حکومت گجرات کی رپورٹ کو مسترد کر دیا ہے اور اس سے تازہ رپورٹ پیش کرنے کو کہا ہے اور مرکز کے بارے میں تو ہم کیا کہیں۔

بہت سی حقائق دریافت کرنے والی ٹیموں کا دعویٰ ہے کہ جنسی تشدد کے معاملات کو اکثر دبا دیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ کہتے ہیں کہ بہت بڑا جھوٹ ہے۔ ان کو گزشتہ روز ٹی وی پر یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ پانچ کروڑ گجراتیوں کو زنا کار کہا جا رہا ہے۔ ایسا بیان کبھی کسی نے نہیں دیا۔ جرائم پیشہ افراد اور عام شہریوں کے درمیان ایک فرق ہے۔ یہ بڑی شرم کی بات ہے کہ بجائے متاثرہ خواتین کی شکایات کو سن کر دور کرنے کے وزیر اعلیٰ اس انداز

سریندر نگر
میں ہی جہاں
اور وی ایچ پی
کے چھ ابتدائی
ممبروں کے
خلاف فساد
کرنے کے الزام
میں ایف آئی
آر درج ہے مگر
کوئی گرفتاری
نہیں ہوئی۔
فہرست بہت
طویل ہے۔
اسٹار نیوز نے
گزشتہ روز
لوگوں کو
شکایت کرتے
ہوئے دکھایا کہ
ان پر دباؤ
ڈالا جا رہا ہے
کہ وہ نامزد
لوگوں کے
خلاف ایف
آئی آر واپس
لے لیں اور
کہیں کہ ہجوم
نامعلوم جرائم
پیشہ افراد پر
مشتمل تھا

میں جواب دے رہے ہیں اور وزیر دفاع کے بارے میں تو کوئی کیا کہے جو کہتے ہیں کہ آخر اس میں نئی بات کیا ہے کہ خواتین کی عصمت دری ان کے بچوں کے سامنے کی جارہی ہے، یہ تو 54 برسوں سے ہوتا آ رہا ہے جن میں سے 45 برسوں تک کانگریس برسرِ اقتدار رہی ہے۔ مجھے بڑا افسوس ہوا کہ اس ملک کا وزیر دفاع جس کی ذمہ داری میں اس ملک کے خواتین کے وقار کا تحفظ کرنا شامل ہے مظلوم خواتین کی حالت زار کا مذاق اڑا رہا ہے۔

ایسی صورت
میں جہاں
خواتین کے
خلاف

غیر معمولی
حالات میں
جرائم کئے گئے
ہوں، ایف آئی
آر تک درج
نہیں ہوئی
ہیں انصاف
ملنے کا کیا

موقع ہے جب
خود وزیر دفاع
اس طرح کی
بات کر رہا ہو،

آپ تصاویر
دیکھتے ہو تو
سمجھتے ہیں
بچوں اور
اپنی خواتین

کے بارے میں
تصور کیجئے
جہاں عورتوں
اور بچوں کو

زندہ
جلادیا گیا ہے

ایسی صورت میں جہاں خواتین کے خلاف غیر معمولی حالات میں جرائم کئے گئے ہوں، ایف آئی آر تک درج نہیں ہوئی ہیں انصاف ملنے کا کیا موقع ہے جب خود وزیر دفاع اس طرح کی بات کر رہا ہو، آپ تصاویر دیکھئے درد کو سمجھئے اپنے بچوں اور اپنی خواتین کے بارے میں تصور کیجئے جہاں عورتوں اور بچوں کو زندہ جلادیا گیا ہے۔ یہ انسان ہیں، ہمارے ملک کے شہری ہیں، ہمیں ان کے درد کا مذاق نہیں اڑانا چاہئے، ہمیں گجرات اور پورے ملک کے عوام کو یہ بتانا ہے کہ ابھی سب کچھ ختم نہیں ہوا ہے۔

1۔ حقوق انسانی کمیشن اور متعدد آزاد حقائق جوٹیہوں کی سفارشات کو نافذ کیا جائے۔

2۔ نیشنل پولس کمیشن کی اصلاحات کی سفارشات کو نافذ کیا جائے۔

3۔ ایف آئی آر کو فوری طور پر درج کئے جانے کی ضرورت ہے۔ گجرات سے باہر کے لوگوں پر مشتمل خصوصی ٹاسک فورس کے قیام کی فوری طور پر ضرورت ہے تاکہ جنسی تشدد کے واقعات میں کارروائی کی جائے۔ یہ ٹاسک فورس درج شدہ ایف آئی آر کی چھان بین کرے۔

4۔ ان مجرموں کو فوری طور پر سزا دی جائے جنہوں نے عام شہریوں کو لوٹا، کپلا، جلایا اور ہلاک کیا، اس امتیاز کے بغیر کہ وہ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، اعلیٰ اہل کاروں

سینٹر پبلک سروسز اور پولس افسران کو بخشا نہ جائے۔

5۔ فوری طور پر غیر جانبدار ججوں پر مشتمل خصوصی عدالتوں کی تشکیل کی جائے جو یومیہ بنیاد پر معاملات کی استوائی کرے اور قانونی لڑائی میں سرکاری تعاون دیا جائے۔

6۔ بہت زیادہ متاثرہ علاقوں جیسے گودھرا، بڑودہ، گببرگہ سوسائٹی اور بیسٹ بکری، وودرا میں سی بی آئی کو تحقیقات کے لئے مامور کیا جائے جس کی سفارش قومی حقوق انسانی کمیشن نے بھی کی ہے۔

7۔ ریلیف کے تمام کاموں میں باز آباد کاری کو ایک الگ موضوع کے طور پر دیکھا جانا چاہئے اور نقد معاوضہ اور راحت رسائی کے ساتھ خلط ملت نہ کیا جائے۔

سپریم کورٹ کے موجودہ جج کی سربراہی میں ایک آزاد کمیشن قائم کیا جائے جو گودھرا اور مابعد گودھرا میں برپا ہونے والے دونوں مرحلوں کے تشدد کی تحقیقات کرے۔ اس کمیشن کی تشکیل مرکزی حکومت کرے جن میں فسادات میں ریاستی حکومت کے رول کو بھی انکوائری کمیشن کے ریفرنس کے طور پر شامل کیا جائے۔ مہم کو ایک آل پارٹی ریلیف کمیٹی بنائی جائے۔ ممبران پارلیمنٹ کی دیکھ رکھ میں اس ریلیف کمیٹی کی قیادت وزیر برائے پارلیمانی امور کریں۔ ماضی میں ممبران پارلیمنٹ اپنے فنڈ سے اڑیسہ اور گجرات کے زلزلہ زدگان کے لئے عطیات دے چکے ہیں۔ ہمیں اس آل پارٹی ریلیف کمیٹی میں اپنے فنڈ سے عطیات دے کر ایک بار پھر اپنی تشویش کو ظاہر کرنا چاہئے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اس امر کو یقینی بنائیں کہ گجرات قتل عام، ممبئی فساد اور ترقی دہلی میں سکھ نئی لف فساد اور سیکڑوں فرقہ وارانہ فساد پھر اس ملک میں کبھی رونما نہ ہوں۔

احمد آباد میں پیدا ہونے والے صوفی سنت ولی گجراتی کہتے ہیں

ان مجرموں کو فوری طور پر سزا دی جائے جنہوں نے عام شہریوں کو لوٹا بکھلا، جلایا اور ہلاک کیا، اس کا امتیاز کے بغیر کہ وہ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، اعلیٰ اہل کاروں سینئر پبلک سروسز اور پولس افسران کو بخشا نہ جائے 5۔ فوری طور پر غیر جانبدار ججوں پر مشتمل خصوصی عدالتوں کی تشکیل کی جائے جو یومیہ بنیاد پر معاملات کی استوائی کرے اور قانونی لڑائی میں سرکاری تعاون دیا جائے۔

گجرات کے فراق سے ہے خار خار دل

بے تاب ہے سینا آتش بہار دل

مرہم نہیں ہے اس کے زخم کا جہان میں

شمشیر ہجر سے جو ہوا ہے نگار دل

ولی گجراتی کا مزار 20 فروری 2002 کو فساد یوں نے ڈھا دیا تھا۔ یہ ہمارے ہاتھ میں ہے کہ ہم یقینی بنائیں کہ گجرات کے زخم پر صرف مرہم نہیں لگائیں نفرت کی جڑ کر اکھاڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پھنک دیا جائے اور یہ صرف اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہجر مومن کو سزا دی دی جائے۔



شعلہ۔ شعلہ مکان کا منظر

عبرت انگیز جان کا منظر
زندگی اف کمان کا منظر

قتل و غارت کی گرم بازاری
دیدنی ہے جہاں کا منظر
ہال و پر خود ہی نوچ ڈالے ہیں
اب کہاں وہ اڑان کا منظر

خون میں حیرتی ہوئی لاشیں
شعلہ شعلہ مکان کا منظر
ٹٹ گئی ہر بساط فکر و گماں
خالی خالی دکان کا منظر

بدر چہرہ ہے کیوں غبار آلود
روح فرسا تھکان کا منظر

بدر نظیری

سپریم کورٹ
کے موجودہ
جج کی
سربراہی میں
ایک آزاد
کمیشن قائم کیا
جائے جو
گورنر اور
مابعد گورنر
میں برپا ہونے
والے دونوں
مرحلوں کے
تشدد کی
تحقیقات کرے۔
اس کمیشن کی
تشکیل مرکزی
حکومت کرے
جن میں
فسادات میں
ریاستی
حکومت کے
رول کو بھی
انکوائری
کمیشن کے
ریفرنس کے
طور پر شامل
کیا جائے۔ مہم
کو ایک آل
پارٹی ریلیف
کمٹی بنائی
جائے

قومی انسانی حقوق کمیشن کی رپورٹ کا اصل متن

کمیشن کے
چیرمین نے
ریاستی سرکلر
کے چیف
سکریٹری اور
سینئر افسروں
کو اپنے دورے
کا وقت اور
مقصد بتایا۔
چیرمین نے
واضح کیا کہ
وہ دورے پورے
پہلے اس لیے
نہیں آسکے
کیونکہ وہ
نہیں چاہتے
تھے کہ ریاستی
سرکلر جن
کاموں میں لگی
ہے اس سے اس
کی توجہ ہٹ
جائے۔ اس
دورے اس لیے
بھی نہیں ٹالا
جا سکتا تھا کہ
گودھرا سانحہ
کو بیتے تین
ہفتے ہو گئے
پھر بھی حالات
معمول پر نہیں
آئے۔ کمیشن کو
اس بات کی
فکر ہے کہ
ریاست میں
جسٹس
تشدد ختم ہو
اور حالات
معمول پر آئیں

1۔ گجرات کے حالات پر ہوئی ان کارروائیوں کو کمیشن کی پچھلی کارروائیوں کی سیریز میں ہی یکم مارچ سے 6 مارچ کے درمیان درج کیا گیا۔ 19-22 مارچ کے درمیان چیرمین کا گجرات دورہ بھی اس میں شامل ہے۔ کمیشن کے چیرمین کے ہمراہ کمیشن کے جنرل سکریٹری جناب پی سی سین، کمیشن کے خصوصی صلاحکار جناب چمن لال اور ان کے پرسنل سکریٹری وائی ایس مورتی بھی تھے۔ اپنے اس دورے کے دوران اس ٹیم نے احمد آباد، وڈوڈرا، گودھرا جیسے علاقوں کا دورہ کیا۔ اس ٹیم نے ریاست کے وزیر اعلیٰ چیف سکریٹری، سینئر حکام، باعزت شہریوں، گجرات ہائی کورٹ کے چیف جسٹسوں و ججوں سابق سینئر افسروں، سیاسی پارٹیوں کے لیڈروں، رضا کار تنظیموں کے نمائندوں، تاجر طبقہ کے ساتھ ساتھ حالیہ تشدد کے شکار لوگوں سے بھی تبادلہ خیال کیا۔

2۔ کمیشن کے چیرمین نے ریاستی سرکار کے چیف سکریٹری اور سینئر افسروں کو اپنے دورے کا وقت اور مقصد بتایا۔ چیرمین نے واضح کیا کہ وہ دورے پر پہلے اس لیے نہیں آسکے کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ ریاستی سرکار جن کاموں میں لگی ہے اس سے اس کی توجہ ہٹ جائے۔ اس دورے کو اس لیے بھی نہیں ٹالا جا سکتا تھا کہ گودھرا سانحہ کو بیتے تین ہفتے ہو گئے پھر بھی حالات معمول پر نہیں آئے۔ کمیشن کو اس بات کی فکر ہے کہ ریاست میں جاری تشدد ختم ہو اور حالات معمول پر آئیں۔ کمیشن کے چیرمین نے کہا کہ کمیشن کا کام انتظامیہ کی صلاحیتوں میں بہتری لانے میں مدد کرنا ہے۔ ایسے انتظامی امور میں انسانی حقوق کی تنظیم بھی شامل ہے۔ اڑیسہ کے طوفان و گجرات میں زلزلے کے موقع پر بھی کمیشن نے اپنا فرض نبھایا ہے۔ اسی طرح کمیشن

گجرات کے حالات سے وابستہ مختلف قسم کے لوگوں سے یہ ٹیم ملنے میں کامیاب رہی۔ یہ لوگ بھی ٹیم سے ملنے کے خواہش مند تھے۔ ملنے والوں کی تعداد بہت زیادہ تھی لیکن وقت کی کمی اور حالات کو دیکھتے ہوئے ملنے کی خواہش رکھنے والے سبھی لوگوں سے ٹیم کا ملنا مشکل تھا اس لیے اس ٹیم نے لوگوں کو اس کے لیے رضامند کیا کہ اگر ممکن ہو تو وہ گروپ کی شکل میں دیں اور اپنے حالات و احساسات تحریری شکل میں دیں

کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی روکنے کو یقینی بنائے اور باز آباد کاری کے کاموں کو جلد سے جلد پورا کرے اور متاثرین کے وقار کو بحال کرے۔

3۔ کمیشن اس بات پر بھی زور دیتا ہے کہ موجودہ کارروائیوں میں گجرات کے حالات پر یہ ابتدائی تبصرہ ہے۔ اس کارروائی میں جو سفارشات شامل ہیں وہ انتہائی اہم ہیں۔ اس وقت کم سے کم جو بھی ضروری ہے وہ اس میں شامل ہے۔

4۔ یہ اس لیے کہ گجرات دورے کی ٹیم کی رپورٹ خفیہ طور پر مرکز و ریاستی سرکار کو الگ الگ بھیج دی گئی ہے۔ مناسب یہی ہے کہ حالات کا تفصیل سے جائزہ لیا جائے، ان کا تجزیہ کرنے یا تفصیلی سفارشات کرنے سے پہلے ان کا رجحان بھی جان لیا جائے۔

5۔ گجرات کے حالات سے وابستہ مختلف قسم کے لوگوں سے یہ ٹیم ملنے میں کامیاب رہی۔ یہ لوگ بھی ٹیم سے ملنے کے خواہش مند تھے۔ ملنے والوں کی تعداد بہت زیادہ تھی لیکن وقت کی کمی اور حالات کو دیکھتے ہوئے ملنے کی خواہش رکھنے والے سبھی لوگوں سے ٹیم کا ملنا مشکل تھا اس لیے اس ٹیم نے لوگوں کو اس کے لیے رضامند کیا کہ اگر ممکن ہو تو وہ گروپ کی شکل میں ملیں اور اپنے خیالات و احساسات تحریری شکل میں دیں۔ اس ٹیم کو گجرات دورے کے دوران مختلف گروپوں و لوگوں کی تحریری شکایت ملیں۔ ان کی اچھی طرح جانچ پڑتال کی گئی اور کی جا رہی ہے۔ کمیشن کے لیے یہ ابتدائی تبصرہ درج کرنے کے لیے اہم ہیں اس کارروائی میں کمیشن کی سفارشات بھی شامل ہیں۔ اس کارروائی کا تجزیہ و مطالعہ کمیشن کی اگلی کارروائی میں معاون ثابت ہوگا۔

6۔ کمیشن کو 28 مارچ 2002 کو گجرات سرکار سے ایک مراسلہ ملا۔ کمیشن نے یکم مارچ 2002 کو گجرات سرکار کو ایک نوٹس "27 فروری 2002 کو سابرمتی

ایک انسان کا
دوسرے انسان کے
ہاتھوں حیوانیت
بھرے شیطانی
برتاؤ کی وجہ
سے جان و مال کا
نقصان ہوا اور
انسانی حقوق کی
بڑے پیمانے پر
خلاف ورزی
ہوئی

ایکسپریس کے ڈبے جلانے کے بعد گجرات میں ہونے والے واقعات کی رپورٹ“
کے عنوان سے بھیجا۔ اس کے ساتھ منسلک اے بی سی سے یہ جواب ملا۔ ”سرکار
کے ذریعہ قانون و انتظام کے لیے کئے گئے اقدام بچاؤ، راحت و باز آباد کاری کے
اقدام اور پریس کی خبروں کی کٹنگ کے لیے جواب“۔ جو کہ کمیشن نے گجرات سرکار
کے تبصرے کے لیے بھیجے۔ سرکار کے جواب کو بعد میں یہاں ”رپورٹ“ کہا گیا۔
اس رپورٹ کی گہرائی سے جانچ پڑتال کر اس کو موجودہ کارروائی کے مسودے کو تیار
کرتے وقت ذہن میں رکھا گیا ہے۔

کمیشن یہ بھی
منطفاہ کہ یہ جو
غیر انسانی
واقعات ہوئے وہ
ملک کے لیے
نقصان دہ ہیں ان
واقعات نے بھارت
کے قتل اور
بھلائی چارہ کے
جذبات کو لہیس
پہنچاتی ہے۔
آئیں کے لیے
حوالہ دہی پر
سنگیں سوالات
کھڑے ہو گئے
ہیں۔ ان واقعات
سے ملک و ریاست
گجرات میں
سیلسی و شہری
حقوق کی
حفاظت اور
معلشی، مسلح،
تہذیبی و تمدنی
حقوق کی
حفاظت کے
سلسلہ میں
نقصان پہنچا

7- کمیشن نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ان کارروائیوں کو گودھرا سانحہ کی شروعات اور
اس کے بعد بھڑکے و جاری تشدد میں انسانی حقوق کی حالت کی جانچ پڑتال کی
کارروائی کے ایک حصے کی شکل میں دیکھنا چاہیے۔ اس سلسلہ میں گجرات میں ہوئی
کارروائیوں و اڑیسہ میں 1999 میں آئے طوفان اور گجرات میں 2001 میں
آنے والے زلزلے میں کمیشن نے جس طرح حالات کا جائزہ لیا، اس کا اندازہ لگایا
اور ضرورت کے مطابق تبصرہ کیا، ان میں کچھ مماثلت ہے۔

8- لیکن ایک بنیادی فرق ضرور ہے، اڑیسہ میں طوفان اور گجرات میں زلزلہ قدرتی
آفات تھے ان آفات میں ریاست کی کارروائی میں متاثرین و بے سہارا افراد کے
انسانی حقوق کو یقینی بنانے سے متعلق اندازہ لگانے کی ضرورت تھی۔ مگر موجودہ
حالات میں ایک انسان کا دوسرے انسان کے ہاتھوں حیوانیت بھرے شیطانی
برتاؤ کی وجہ سے جان و مال کا نقصان ہوا اور انسانی حقوق کی بڑے پیمانے پر خلاف
ورزی ہوئی۔ یہ واقعات کمیشن کے جس رد عمل کے حقدار ہیں وہ معیاری اعتبار سے
الگ الگ طرح کے ہونے چاہئیں۔

9- کمیشن یہ بھی مانتا ہے کہ یہ جو غیر انسانی واقعات ہوئے وہ ملک کے لیے نقصان دہ

بنا کسی اندیشہ
کے ملک کے صدر و
وزیر اعظم نے ان
واقعات پر اپنا رد
عمل ظاہر کرتے
ہوئے انہیں ملک
کے ملتے پر کلک
بتایا۔ اہم بات تو
یہ ہے کہ حال کے
واقعات سے آئین
میں دیے گئے
بنیادی شہری
حقوق، جائیداد،
اور شہریوں کے
وقار سے متعلق
بنیادی حقوق کی
خلاف ورزی
ہوئی ہے۔ کمیشن
کی مسلسل فکر
مندی، وپیشانی
کسی بات بھی نہیں
ہے۔

پریٹ اور الیکٹر
انک میڈیا میں
شائع ہونے والی
خبروں کی بنیاد
پر کمیشن نے یکم
مارچ 2002 کو
صبر کی آوارہ
کام کرنے کا
فیصلہ کیا اس کے
علاوہ کمیشن کو
کئی ای میل بھی
ملے جس میں
گجرات کے معاملہ
میں مداخلت
کرنے کی گزارش
کی گئی تھی۔

ہیں ان واقعات نے بھارت کے وقار اور بھائی چارہ کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی
ہے۔ آئین کے لیے جوابدہی پر سنگین سوالات کھڑے ہو گئے ہیں۔ ان واقعات
سے ملک و ریاست گجرات میں سیاسی و شہری حقوق کی حفاظت اور معاشی، سماجی،
تہذیبی و تمدنی حقوق کی حفاظت کے سلسلہ میں نقصان پہنچا ہے۔ یہ تجارت،
صنعت، سیاحت و روزگار کے لیے بھی خطرناک ہیں۔ بنا کسی اندیشہ کے ملک کے
صدر و وزیر اعظم نے ان واقعات پر اپنا رد عمل ظاہر کرتے ہوئے انہیں ملک کے
ملتے پر کلک بتایا۔ اہم بات تو یہ ہے کہ حال کے واقعات سے آئین میں دیے گئے
بنیادی شہری حقوق، جائیداد، اور شہریوں کے وقار سے متعلق بنیادی حقوق کی خلاف
ورزی ہوئی ہے۔ کمیشن کی مسلسل فکر مندی، وپیشانی کی بات بھی یہی ہے۔

10۔ اب یہ مناسب اور مفید ہوگا کہ یہ بتایا جائے کہ کمیشن اس معاملہ سے کیسے وابستہ
ہوا۔

11۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں شائع ہونے والی خبروں کی بنیاد پر کمیشن نے یکم مارچ
2002 کو ضمیر کی آواز پر کام کرنے کا فیصلہ کیا اس کے علاوہ کمیشن کو کئی ای میل بھی
ملے۔ جس میں گجرات کے معاملے میں مداخلت کرنے کی گزارش کی گئی تھی۔

13۔ اس دن کارروائی میں کمیشن نے خبروں میں فرقہ وارانہ تشدد کے واقعات کی
رپورٹ دیکھی۔ خبروں میں پولس و ریاست کے سینئر حکام کی بے عملی و بے حس پر
کمیشن کو تشویش ہوئی۔ کمیشن نے کہا: معاملہ کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے کمیشن کے
لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ان خبروں کی سچائی ثابت ہونے تک ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر
بیٹھا رہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کو پہلی نظر میں درست مان کر تیزی سے
آگے بڑھا جائے۔ حالات کا تقاضہ یہ ہے کہ کمیشن ان حقائق کو دھیان میں رکھے
اور بغیر کسی مذہبی تفریق کے گجرات کے عوام کے انسانی حقوق کے تحفظ میں کوئی

اپنی 6 مارچ 2002 کی کارروائی میں کمیشن نے یہ بھی کہا کہ میڈیا میں جو خبریں شائع ہوئی ہیں وہ کافی تکلیف دہ ہیں۔ یہ خبریں بتاتی ہیں کہ انتظامیہ بے ابھری تک مناسب کارروائی نہیں کی ہے۔ میڈیا میں پولس کمشنر کے بیانوں نے بھید بھلاؤ انتظامیہ کے دیگر پہلوؤں پر جنہوں نے انسانی حقوق کو متاثر کیا سنگین سوالات کھڑے کر دیے ہیں۔

ڈھیل نہ دے۔

13۔ یکم مارچ 2002 کو گجرات کے چیف سکریٹری اور ڈائریکٹر جنرل پولس کو نوٹس جاری کیا گیا، نوٹس میں پوچھا گیا ”حالات اور خراب نہ ہو جائیں اس کے لیے جو قدم اٹھائے گئے ہیں ان کا تین دن کے اندر جواب دیا جائے۔ ان حالات کی وجہ سے ہی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔“

14۔ کمیشن 6 مارچ 2002 کو دوبارہ میٹھا۔ کمیشن نے کہا کہ 4 مارچ کو کمیشن کے جنرل سکریٹری سے گزارش کی گئی تھی کہ کمیشن کے خصوصی نمائندے جناب ناپوتھری کو یکم مارچ کے نوٹس کی ایک کاپی بھیجی جائے۔ جناب ناپوتھری سے یہ بھی گزارش کی گئی کہ وہ حالات پر اپنی رپورٹ بھیجیں۔ اپنی اس کارروائی میں ان ممبروں کو بھی شامل کریں جنہیں کمیشن نے ریاست میں زلزلہ کے بعد باز آہدکاری کے کاموں کی نگرانی کے لیے قائم ٹیم میں شامل کیا تھا۔

15۔ اپنی 6 مارچ 2002 کی کارروائی میں کمیشن نے یہ بھی کہا کہ میڈیا میں جو خبریں شائع ہوئی ہیں وہ کافی تکلیف دہ ہیں۔ یہ خبریں بتاتی ہیں کہ انتظامیہ نے ابھی تک مناسب کارروائی نہیں کی ہے۔ میڈیا میں پولس کمشنر کے بیانوں نے بھید بھلاؤ انتظامیہ کے دیگر پہلوؤں پر جنہوں نے انسانی حقوق کو متاثر کیا سنگین سوالات کھڑے کر دیے ہیں۔

16۔ یکم مارچ 2002 کے کمیشن کے نوٹس کے جواب کے بجائے ریاستی سرکار نے کمیشن سے 4 مارچ 2002 کو 15 دن کا وقت رپورٹ دینے کے لیے مانگا۔ ”کیونکہ ریاست کی زیادہ تر مشنری قانون و انتظامیہ کی حالت بہتر بنانے میں مشغول ہے اس لیے اطلاعات جمع کرنے میں ابھی وقت لگے گا۔“

17۔ اس سلسلہ میں 6 مارچ کی اپنی کارروائی میں کمیشن نے کہا۔

”شاید تفصیلی رپورٹ تیار کرنے میں زیادہ وقت لگتا ہے لیکن جو کارروائی کی گئی اور ریاستی سرکار نے قانون کی حکمرانی کو سنجیدگی سے نافذ کیا ہے جو قدم اٹھائے ہیں اس کے بارے میں ابتدائی رپورٹ تو بھیجی جاسکتی تھی۔“ کمیشن نے اپنی ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ ریاستی سرکار نے معاملے کی سنگینی اور اہمیت کو دیکھتے ہوئے اتنا بھی نہیں کیا۔ کمیشن نے کہا کہ وہ ریاستی سرکار سے اس معاملہ میں مزید تعاون چاہتا ہے۔

18-11 مارچ 2002 کو کمیشن کو ریاستی سرکار کی 8 مارچ 2002 کی ابتدائی رپورٹ موصول ہوئی۔ یہ ایک مختصر رپورٹ تھی۔ اسی درمیان کمیشن نے گجرات میں اپنی خصوصی ٹیم کی گجرات کے حالات پر ایک واضح اور تفصیلی رپورٹ حاصل کی۔ اس خصوصی ٹیم میں کمیشن کے نمائندے جناب پی جی جے ناہوٹھری، گجرات کے سابق ڈائریکٹر جنرل پولس اینی پرساد (ریٹائرڈ آئی اے ایس) اور عوامی ترقیات کے ڈائریکٹر جناب سنگن سینھی شامل تھے۔ تشدد کے جاری رہنے کی وجہ سے کمیشن نے یہ فیصلہ کیا کہ کمیشن کے چیرمین کو ایک ٹیم کے ساتھ حالات کا جائزہ لینے کے لیے 19-22 مارچ کے درمیان جانا چاہئے۔ اسی کی تہدید کرتے ہوئے گجرات سرکار نے کمیشن کے کیم مارچ کے نوٹس کے جواب میں ٹیم کے ساتھ تبادلہ خیال کے بعد کمیشن کو ایک تفصیلی رپورٹ بھیجی۔

19- گجرات کے حالات پر کمیشن کی ابتدائی رپورٹ اور اس کی سفارشات یہاں دی جا رہی ہیں اگر ضرورت ہوئی تو ان سفارشات کے بعد مزید کارروائی جن میں تبصرہ و سفارشات شامل ہیں کا ذکر کیا جائے گا۔

ابتدائی تبصرہ

20- (i) انسانی حقوق تحفظ ایکٹ 1993 میں کمیشن کی آئینی حیثیت ہے۔

”شاید تفصیلی رپورٹ تیار کرنے میں زیادہ وقت لگتا ہے لیکن جو کارروائی کی گئی اور ریاستی سرکار نے قانون کی حکمرانی کو سنجیدگی سے نافذ کیا ہے جو قدم اٹھائے ہیں اس کے بارے میں ابتدائی رپورٹ تو بھیجی جاسکتی تھی۔“ کمیشن نے اپنی ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ ریاستی سرکار نے معاملے کی سنگینی اور اہمیت کو دیکھتے ہوئے اتنا بھی نہیں کیا۔ کمیشن نے کہا کہ وہ ریاستی سرکار سے اس معاملہ میں مزید تعاون چاہتا ہے۔

انسانی حقوق
تحفظ ایکٹ
1993 میں
کمیشن کی
آئینی حیثیت
ہے

ایکٹ کی دفعہ 12 کے تحت کمیشن کو مندرجہ ذیل بھی یا کوئی ایک کام
کرنے ہیں۔ خاص طور سے۔

(الف) اگر کوئی متاثر شخص یا اس کی جانب سے کوئی جانچ کے لیے خود ہی شکایتوں
کے بارے میں عرضی داخل کرے۔

(ب) انسانی حقوق کی خلاف ورزی یا خلاف ورزی کے لیے اکسانا، یا

(ج) عوامی خدمت گاروں کے ذریعہ اس طرح کی خلاف ورزی کے رد کرنے
میں لا پرواہی برتے جانے کے بارے میں شکایت ہونے پر اپنی پہل پر
جانچ کرنا۔

(د) کسی قانون میں آئین کے تحت انسانی حقوق کے لیے بتائے گئے
طریقوں کا جائزہ لینا اور انسانی حقوق کو بہتر طریقے سے نافذ کرنے کے
لیے قانونی سفارشیں کرنا۔

22۔ (ذ) انسانی حقوق سے متعلق بین الاقوامی انتظامات و معاہدوں کا مطالعہ کرنا
اور ان کو بہتر طور پر نافذ کرنے کے لیے سفارشیں کرنا۔

(ر) آئین یا کسی قانون میں انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے بتائے گئے
طریقوں کا جائزہ لینا اور انسانی حقوق کو بہتر طریقے سے نافذ کرنے کے
لیے قانونی سفارشیں کرنا۔

23۔ (س) انسانی حقوق سے متعلق معاہدوں کا مطالعہ کرنا اور انسانی حقوق سے متعلق
انتظامات کو بہتر طریقے سے نافذ کرنے کے لیے سفارشیں کرنا۔

(ش) دیگر ایسے کام جو انسانی حقوق کے تحفظ میں اضافہ کا باعث ہوں۔

انسانی حقوق کا مطلب ایسے حقوق ہیں جو کہ آئین میں یا بین الاقوامی احادیہ کے
ذریعہ انسانی زندگی، آزادی، برابری، وقار کا تحفظ کرتے ہوں اور ہندوستان میں عدالتوں

انسانی حقوق
کا مطلب ایسے
حقوق ہیں جو
کہ آئین میں یا
بین الاقوامی
اعلامیہ کے
ذریعہ انسانی
زندگی،
آزادی، برابری
و وقار کا تحفظ
کرتے ہوں اور
ہندوستان میں
عدالتوں کے
ذریعہ انہیں
نافذ کیا جاتا
ہو

کے ذریعہ انہیں نافذ کیا جاتا ہو ﴿دفعہ 2(1) (ڈی)﴾ اور بین الاقوامی اعلامیہ کی تشریح اس طرح کی گئی ہے۔ ”شہری و سیاسی حقوق پر اعلامیہ اور اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں 16 دسمبر 1996 کو اپنائے گئے معاشی، سماجی، و ثقافتی حقوق کا بین الاقوامی اعلامیہ ﴿دفعہ 2(1) (ایف)﴾۔

ii انسانی حقوق کے ایکٹ پر تعمیل کو ذہن میں رکھتے ہوئے کمیشن کو یہ دیکھنا ہوگا کہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوئی ہے، خلاف ورزی میں مدد کی گئی ہے اور خلاف ورزی کو روکنے میں لا پرواہی برتی گئی ہے۔ کمیشن کو یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ گجرات میں جو ہوا اس سے آئین میں دیے گئے یا اوپر جن بین الاقوامی اعلامیوں کا ذکر ہوا ہے ان میں شامل حقوق کی خلاف ورزی تو نہیں ہوئی۔

iii اس سطح پر آ کر کمیشن کا ماننا ہے کہ ریاست کی اہم اور ضروری ذمہ داری ریاست میں رہنے والے شہریوں کی زندگی، آزادی، برابری و سبھی کے وقار کا تحفظ یقینی بنانا ہے ریاست کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ یہ یقینی بنائے کہ ان حقوق کی واضح خلاف ورزی، خلاف ورزی میں تعاون یا لا پرواہی سے خلاف ورزی نہ ہوئی ہو۔ انسانی حقوق کے قوانین میں اب یہ خیال ابھر رہا ہے کہ ریاست نہ صرف اپنے لوگوں کے ذریعہ کیے گئے کاموں کے لیے بلکہ دیگر سرکاری لوگوں کے کاموں کے لیے بھی جوابدہ ہے۔ ساتھ ہی ریاست اس نا اہلی کے لیے بھی جوابدہ ہے جس سے کہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے یا خلاف ورزی کو بڑھا دیتا ہے۔

iv پہلا سوال یہ اٹھتا ہے کہ مندرجہ بالا باتوں کے سلسلہ میں ریاست نے اپنی جوابدہی صحیح طریقہ سے پوری کی ہے یا نہیں۔ ریاستی سرکار کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ”گودھرا میں کارسیو کوں پر حملہ ان کے ایودھیا سے لوٹنے کے متعلق صحیح اطلاع کی کمی کی وجہ سے ہوا“ (صفحہ 12) رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا کہ 15-10 فروری 2002 کو

اس سطح پر آ کر کمیشن کا ماننا ہے کہ ریاست کی اہم اور ضروری ذمہ داری ریاست میں رہنے والے شہریوں کی زندگی، آزادی، برابری و سبھی کے وقار کا تحفظ یقینی بنانا ہے ریاست کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ یہ یقینی بنائے کہ ان حقوق کی واضح خلاف ورزی، خلاف ورزی میں تعاون یا لا پرواہی سے خلاف ورزی نہ ہوئی ہو۔ انسانی حقوق کے قوانین میں اب یہ خیال ابھر رہا ہے کہ ریاست نہ صرف اپنے لوگوں کے ذریعہ کیے گئے کاموں کے لیے بلکہ دیگر سرکاری لوگوں کے کاموں کے لیے بھی جوابدہ ہے۔ ساتھ ہی ریاست اس نا اہلی کے لیے بھی جوابدہ ہے

کمیشن کو اس
اطلاع سے بہت
تشویش ہے۔
ایسا لگتا ہے
مرکزی
وریاستی خفیہ
ایجنسیاں
ممکنہ خطرے
کو محسوس
کرنے میں ناکام
رہیں۔ یہ تب
اور واضح ہو
جاتا ہے جب
گجرات میں
فرقہ وارانہ
فسادات کی
تاریخ دیکھی
جائے

v

کارسیوکوں کے ایودھیا جانے کے بارے میں خفیہ خبریں تو تھیں لیکن ان کے لوٹنے
کی اطلاع نہ تو ریاستی سرکار کی خفیہ ایجنسی کو اور نہ ہی مرکزی خفیہ ایجنسیوں کو ہی تھی
(صفحہ 5) اور جو بھی اطلاع کارسیوکوں کے لوٹنے کی ملی وہ اتر پردیش پولس سے
28 فروری کو ملی۔ 27 فروری 2002 کے المناک سانحہ کے بعد اس اطلاع میں
بھی ساہتھی ایکسپریس پر ممکنہ حملہ کی کوئی اطلاع نہیں تھی۔

کمیشن کو اس اطلاع سے بہت تشویش ہے۔ ایسا لگتا ہے مرکزی وریاستی خفیہ
ایجنسیاں ممکنہ خطرے کو محسوس کرنے میں ناکام رہیں۔ یہ تب اور واضح ہو جاتا ہے
جب گجرات میں فرقہ وارانہ فسادات کی تاریخ دیکھی جائے۔ ریاستی سرکار کی
رپورٹ میں یہ بھی لکھا ہے کہ

”ریاست گجرات میں فرقہ وارانہ فسادات کی ایک طویل تاریخ رہی ہے۔ 1969ء
سے ہی یہاں بار بار بڑے فسادات ہوتے رہے ہیں۔ ریاست میں وقت و وقت پر
ہونے والے فسادات کے لیے دو تحقیقاتی کمیشن بنائے گئے۔ 1969 میں جگموہن
ریڈی تحقیقاتی کمیشن و 1985 میں دو تحقیقاتی کمیشن۔ باہری مسجد کے واقعات
کی وجہ سے پوری ریاست میں 1990 اور 92-93 میں بڑے پیمانے پر فرقہ
وارانہ فسادات ہوئے۔ حقیقت میں 1970 سے 2002 کے درمیان گجرات میں
443 فسادات ہوئے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر جیسے پتنگ اڑانے کو لے کر فسادات
بھڑکے ہیں۔ (صفحہ 127) رپورٹ میں آگے کہا گیا ہے کہ ایودھیا و دیگر معاملوں
کے چھتے پہلے سے ہی کشیدہ ماحول میں گودھرا کا سانحہ ہوا۔ کمیشن کو یہ اطلاع دی گئی
ہے کہ خفیہ محکمہ کی زبان میں کہیں تو ریاست کے زیادہ تر حصوں جیسے احمد آباد، وڈودرا
اور گودھرا کو فرقہ وارانہ لحاظ سے حساس و انتہائی حساس کی بنیاد پر تقسیم کیا گیا ہے۔
یہاں دونوں فرقوں کے لوگ فرقہ وارانہ تشدد کے ممکنہ خطروں سے مقابلہ کے لیے

ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔ ان حالات میں پولس عام طور پر ایسے حالات سے نمٹنے کے لیے تیار رہتی ہے اور جب کوئی حساس واقعہ ہونے کو بہت بولس اسٹیشن مستعد رہنے پر قادر ہے۔

vi مندرجہ بالا باتوں کے سلسلہ میں کمیشن یہ ماننے کے لیے مجبور ہے کہ واقعات جس کی وجہ سے گودھرا سانحہ اور اس کے بعد جو جان و مال کا نقصان ہوا اس کے لیے خفیہ محکمہ کی ناکامی و ریاستی سرکار کے ذریعہ کاروائی نہ کرنا ہے۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے اور ریاستی سرکار کی رپورٹ میں فرقہ پرستی کی تاریخ کو دیکھتے ہوئے یہ سوال اٹھتا ہے کہ ریاست کے شہریوں کی زندگی، آزادی، مساوات و وقار کے تحفظ کی جوابدہی کا جائزہ لیتے ہوئے کیوں نہ ”معاملے خود ہی بولتے ہیں“ کا اصول نافذ کیا جائے۔ کمیشن اس سلسلہ میں مرکزی و ریاستی سرکاروں سے مناسب رد عمل کی گزارش کرتا ہے۔ ریاست کی اہم و ضروری جوابدہی شہریوں کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔ ریاست نہ صرف اپنے کارکنوں کے کاموں کے لیے بلکہ اپنے حلقہ اختیار میں آنے والی غیر سرکاری تنظیموں اور کارکنوں کے کاموں کے لیے بھی جوابدہ ہے۔ ساتھ ہی ریاست اس نااہلی کے لیے بھی جوابدہ ہے جس سے کہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے یا خلاف ورزی کو بڑھا دیتا ہے۔ ریاستی سرکار کے خلاف پیش کیے جا رہے بے بنیاد بیانیوں کی اگر سرکار تردید نہیں کرتی ہے تو اسے اپنی ذمہ داریوں سے بھاگنا نہیں ہوگا۔ ریاستی سرکار پر اس خیال کی تردید کرنے کی ذمہ داری آپڑی ہے۔

vii ساتھ ہی یہ سوال بھی اٹھتا ہے کہ گودھرا میں سانحہ نہ ہوا اور دیگر جگہوں پر شدید رد عمل نہ ہوا اس کو یقینی بنانے کے لیے ضروری قدم اٹھانے کی دورانہ پیشی تھی یا حقیقت میں قدم اٹھائے بھی یا نہیں۔ کمیشن کا کہنا ہے کہ ریاستی سرکار کی رپورٹ میں بہت ساری

کمیشن یہ ماننے کے لیے مجبور ہے کہ واقعات جس کی وجہ سے گودھرا سانحہ اور اس کے بعد جو جان و مال کا نقصان ہوا اس کے لیے خفیہ محکمہ کی ناکامی و ریاستی سرکار کے ذریعہ کاروائی نہ کرنا ہے

ریاست کی اہم و ضروری جوابدہی شہریوں کے حقوق کی حفاظت کرنا ہے۔ ریاست نہ صرف اپنے کارکنوں کے کاموں کے لیے بلکہ اپنے حلقہ اختیار میں آنے والی غیر سرکاری تنظیموں اور کارکنوں کے کاموں کے لیے بھی جوابدہ ہے ساتھ ہی ریاست اس نااہلی کے لیے بھی جوابدہ ہے

خبروں سے ہتھ
چلتا ہے کہ پہلے
سے منظم
گروہوں کے
پاس لوگوں کے
ہتھ تھے موبائل
فون تھے۔ انہوں
نے کچھ گھروں
وجائیدادوں
وجان و مال کو
نقصان پہنچانے
کے لیے کچھ
اصلاح میں ان
پر نشان بھی
لگائے تھے۔
پولیس
اہلکاروں کی
نظر میں بھی یہ
سب کچھ تھا۔
سوال یہ اٹھتا
ہے کہ وہ کون
سی وجوہات
تھیں وہ کون
لوگ تھے جن
کی وجہ سے
حالات قابو سے
بے ہوش ہو گئے۔
کمیشن ان
معاملوں پر
ریاستی سرکار
سے تبصرہ
کریں گی
گزارش کرتا
ہے۔

مثالیں دی گئی ہیں جب ضلع مجسٹریٹوں کشنوں والیس پی اور دیگر افسروں نے
مستعدی و بہادری سے کارروائی کر کے تشدد پر قابو پایا اور اس کے نتائج سے مقابلہ
اصلاحی قدم اٹھا کر کیا۔ بعد میں بچاؤ، راحت اور باز آباد کاری کے کام بھی کیے۔

کمیشن کا کہنا ہے کہ رپورٹ یہ اجاگر کرتی ہے کہ کچھ فرقہ وارانہ فسادات سے متاثر
ضلع ممکنہ تشدد پر قابو پانے میں کامیاب رہے اور دیگر اضلاع میں جہاں تشدد کے
امکانات کم تھے تشدد کے آگے گھسنے ٹیک دیے۔ رپورٹ کہتی ہے کہ کبھی اضلاع میں
فرقہ وارانہ تشدد پھیلنے کی وجہ یکساں تھی اور گجرات، ہند کی پکار اور گودھرا سانحہ کے بعد
ریاستی سرکار نے سارے ممکنہ احتیاطی قدم اٹھائے۔ کچھ ضلعوں نے دوسرے
اضلاع کی بہ نسبت حالات کا بہتر مقابلہ کیا۔ واقعات میں اضافہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ
مقامی کارکنوں نے کچھ معاملوں میں ضلع افسروں کو پیچھے دھکیل دیا۔ دوسرے
معاملوں میں نہیں۔ خبروں سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے سے منظم گروہوں کے پاس
لوگوں کے پتے تھے موبائل فون تھے۔ انہوں نے کچھ گھروں وجائیدادوں وجان
ومال کونقصان پہنچانے کے لیے کچھ اضلاع میں ان پر نشان بھی لگائے تھے۔ پولس
اہلکاروں کی نظر میں بھی یہ سب کچھ تھا۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ وہ کون سی وجوہات تھیں
وہ کون لوگ تھے جن کی وجہ سے حالات قابو سے باہر ہو گئے۔ کمیشن ان معاملوں پر
ریاستی سرکار سے تبصرہ کرنے کی گزارش کرتا ہے۔

VIII کمیشن کا کہنا ہے کہ حالانکہ رپورٹ کہتی ہے کہ گودھرا سانحہ منصوبہ بند تھا (صفحہ ۵) یہ
رپورٹ واضح طور پر نہیں بتاتی کی اس واقعہ کا اصل ذمہ دار کون ہے۔ معاملہ کی سنگینی
وخطرناک نتائج کو دیکھتے ہوئے کمیشن کی ٹیم نے 22 مارچ 2002 کو گودھرا کا دورہ
کیا۔ کمیشن نے اسپیشل آئی جی پی، ای آئی ڈی (جرائم) سے تبادلہ خیال کیا۔ دو کیس
درج کیے گئے ہیں۔ مغربی ریلوے کے ایس۔ ڈی۔ پی۔ او اس کی جانچ پڑتال کر

کمیشن کے سامنے اور میڈیا میں بھی یہ الزام لگایا گیا کہ کئی معاملوں میں ایف آئی آر کو توڑ مروڑ کر لکھا گیا یا صحیح طریقہ سے نہیں لکھا گیا۔ سینئر لیڈر پولس اسٹیشن کی کارروائیوں اور وہاں موجود ہر چیز پر اثر انداز ہو رہے تھے۔ کمیشن یہ کہنے کے لیے مجبور ہے کہ تحقیقات کے عمل کے تیس لوگوں میں یقین کا ماحول نہیں ہے۔ اور جو افسر تحقیقات میں لگے ہیں ان کی ایمانداری پر بھی شبہ ہے۔ مثال کے طور پر کمیشن کا کہنا ہے کہ احمد آباد کے زیادہ تر معاملوں میں اچھی کالونیوں میں عام طور پر امیر لوگوں نے لوٹ پاٹ کی۔ پھر بھی سرکاری رپورٹ ان لوگوں کو پہچان نہیں پائی۔ یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ قتل، توڑ پھوڑ اور لوٹ پاٹ کے معاملوں کی جانچ میں شفافیت و ایمانداری ہونی چاہئے۔ ساتھ ہی عوام میں اعتماد بحال کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

ix رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ تشدد کے اہم واقعات پہلے 72 گھنٹے میں ہوئے۔ سبھی احتیاطی قدم اٹھانے کے باوجود احمد آباد، بیج محل، ساہرکتھا اور مہسانہ وغیرہ کے کچھ علاقوں میں بڑے پیمانے پر تشدد کو پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے دکھایا اور لکھا۔ رپورٹ یہ بھی کہتی ہے کہ میڈیا نے وزیر اعلیٰ و احمد آباد کے پولس کمانڈر کے بیانات کو ان کے مقصد سے الگ ہٹ کر پیش کیا۔

x جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ کمیشن کے لیے یہ قبول کرنا آسان نہیں ہے کہ صورت حال پر 72 گھنٹوں کے اندر قابو پایا گیا۔ ان کارروائیوں کو لکھنے کے وقت بھی ریاست میں تشدد جاری ہے۔ کمیشن کی ٹیم کے گجرات دورے کے وقت ریاست میں عدم تحفظ کا شدید احساس پایا جاتا تھا جنہوں نے لگاتار اس سانحہ کو برداشت کیا ان کی حالت بری تھی۔ سماج کے سبھی لوگوں کا یہی حال تھا۔ یہاں تک کہ گجرات ہائی کورٹ کے دو ججوں (ایک موجودہ اور دوسرے ریٹائر) کو بھی اپنا گھر چھوڑنے

کمیشن کی ٹیم کے گجرات دورے کے وقت ریسلسٹ میں عدم تحفظ کا شدید احساس پایا جاتا تھا جنہوں نے لگاتار اس سانحہ کو برداشت کیا ان کی حالت بری تھی۔ سماج کے سبھی لوگوں کا یہی حال تھا۔ یہاں تک کہ گجرات ہائی کورٹ کے دو ججوں (ایک موجودہ اور دوسرے ریٹائر) کو بھی اپنا گھر چھوڑے پر مجبور ہونا پڑا۔ حالات کے بے قابو ہونے کے اور کیا ثبوت دیے جاتیں۔

پر مجبور ہونا پڑا۔ حالات کے بے قابو ہونے کے اور کیا ثبوت دیے جائیں۔
(xi) کمیشن نے ریاستی سرکار کے خیالات کو میڈیا کے سلسلہ میں ہی لیا ہے۔ کمیشن آئین کے سیکشن 19(1) (الف) میں کی گئی تقریر اور اظہار خیال کی آزادی کو اہم تصور کرتا ہے۔ یہ آزادی انسانی حقوق کے عالمی اعلامیہ 1948، شہری، سیاسی حقوق پر 1966 کے اعلامیہ میں بھی اسی طرح موجود ہے۔ کمیشن اس لیے میڈیا کی چھان بین و بہادری کے حق میں ہے۔ ساتھ ہی کمیشن کا یہ بھی خیال ہے کہ سبھی متفکر فریقوں کو میڈیا کا کیا رول ہو، اس کے لیے گائیڈ لائن تیار کرنا چاہیے۔ میڈیا کو اپنا کام کرتے ہوئے خطرناک حالات خاص طور سے فرقہ وارانہ فسادات میں اپنے رول کی ادائیگی صحیح طریقے سے کرنی چاہئے۔ اسے ان فسادات کی کوریج کرتے ہوئے اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ لوگوں کے جذبات نہ بھڑکیں یا تشدد نہ پھیلے یہ بات ذہن میں رکھنے کی ہے کہ آئین کی شق 19(1) (الف) پر مناسب پابندی شق 19(2) تحت لگائی جاسکتی ہے۔

xii کمیشن نے ریاستی سرکار کی رپورٹ کی مشمولات میں دیے گئے دو معاملوں کے بارے میں توجہ دلائی ہے۔ ان معاملوں میں تفریق برقی گئی ہے جس کی وجہ سے ملک و بیرون ملک میں سخت نکتہ چینی کی گئی ہے۔ پہلے معاملے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ ساہیوالی ایکسپریس سانحہ میں مرنے والوں کے ورثا کو دو لاکھ روپے دیے جائیں اور اس کے بعد کے واقعات میں مرنے والوں کے ورثا کو معاوضے کے ایک لاکھ روپے دیے جائیں۔ دوسرا معاملہ یہ کہ پہلی حالت میں پوٹو ٹانڈ کیا جائے اور بعد میں بھیڑ کے تشدد میں شامل لوگوں پر پوٹو ٹانڈ نہ کیا جائے۔ معاوضہ کے معاملہ میں کمیشن نے کہا کہ سبھی حالات میں معاوضہ ایک لاکھ روپے دیا جائے گا اس طرح دونوں میں برابری قائم کی گئی ہے۔ یہ بات غور کرنے کی ہے کہ رپورٹ

یہ بات غور
کرنے کی ہے کہ
رپورٹ کے
مطابق
کلاسروں
کی گزارش پر
وہ دو لاکھ کی
جگہ پر ایک
لاکھ روپے کی
امداد گودھرا
سلاحہ کے
متاثر
خاندانوں کے
لیے چلتے ہیں
(صفحہ 115)
یہ فیصلہ خود
سرکار کو کرنا
تھا یہ معاملہ
آئین کی شق
14، 15 میں
شامل قانون
کے سامنے
برابری و قانون
کے برابر تحفظ
پر سنگین
سوال کھڑا کرتا
ہے

کے مطابق کلاسروں کی گزارش پر وہ دو لاکھ کی جگہ پر ایک لاکھ روپے کی امداد
گودھرا سانحہ کے متاثر خاندانوں کے لیے چاہتے ہیں (صفحہ 115) یہ فیصلہ خود
سرکار کو کرنا تھا۔ یہ معاملہ آئین کی شق 14، 15 میں شامل قانون کے سامنے
برابری و قانون کے برابر تحفظ پر سنگین سوال کھڑا کرتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ
مذہب ذات پات، فرقہ، جنس و مقام پیدائش کی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں کی جائے
گی۔ کمیشن نے رپورٹ کی مشمولات میں یہ بھی پایا کہ محکمہ داخلہ نے کس طرح کے
کیس میں پوٹو لگائے جائیں اس کی بھی ہدایت نہیں دی ہے۔ گودھرا میں ذاتی
معاملوں میں پوٹو نافذ کرنے کا پہلا فیصلہ لیا گیا۔ بعد میں سرکار کو قانونی صلاح ملی
کہ پوٹو کو جانچ پڑتال پوری ہو جانے تک نافذ نہیں کیا جاسکتا (صفحہ 66، 67) پوٹو
اب قانون کی شکل لے چکا ہے۔ کمیشن اس معاملہ کی گہرائی میں جانا چاہتا ہے۔

xiii کمیشن نے سرکار کے ذریعہ کیے گئے بچاؤ، راحت و باز آباد کاری سے متعلق کاموں
کا بھی گہرا مطالعہ کیا۔ کئی معاملوں میں کلکٹر و دیگر ضلع حکام نے اپنی قوت بازو پر
بہادری کے قدم اٹھائے۔ گجرات دورے کے وقت کمیشن کو یہ بتایا گیا کہ شاہ عالم
سمیت بڑے بڑے راحت کمیٹیوں میں کمیشن کے دورے تک کوئی بھی بڑا ایڈریا
اعلیٰ سطح کا افسر وہاں نہیں آیا تھا۔ راحت کمیٹیوں کی کمی کی شکایتیں کمیشن کو ملیں۔
کمیشن نے ریاستی سرکار کے ذریعہ کیے جارہے متاثرین کے لیے راحت و باز آباد
کاری سے متعلق پروگراموں کی سرگرمیوں و اس معاملہ میں اٹھائے گئے اقدام کو بھی
دیکھا۔ جن افسروں اور رضا کار تنظیموں نے متاثرین کے زخموں پر مرہم لگایا کمیشن
ان کے مثبت کارناموں کی تعریف کرتا ہے۔ کمیشن یہ تسلیم کرتا ہے کہ جن فیصلوں کو
لیا گیا ہے ان کو نافذ کیا جا رہا ہے یا نہیں اس کا جائزہ لیا جانا چاہئے۔ کمیشن نے وزیر
اعلیٰ کو پہلے ہی اشارہ کر دیا ہے کہ کمیشن کی جانب سے آگے کی کارروائی کے لیے

کمیشن گونہرا
گجرات کے
یگر حصوں
میں ہونے والے
غیر انسانی
واقعات پر نظر
رکھنے کے لیے
مجبور ہے۔
کمیشن کے
ایکٹ میں یہ
امید کی گئی
ہے کہ ریاست
میں قانون کی
حکمرانی
وانسانی حقوق
کی ذمہ داری
کو نبھار رہا
اس کا جائزہ
لے۔ یہ کمیشن
کی اہم ذمہ
داری ہے جس
کو پورا کرنا
ہے

ایک نیم ریاست میں مناسب وقت پر جائے گی۔ کمیشن وزیر اعلیٰ کے جواب کی
تعریف کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ جلد سے جلد یہ کوشش کی جائے گی کہ حالات
پوری طرح معمول پر آجائیں۔

xiv مذکورہ باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کمیشن گونہرا و گجرات کے دیگر حصوں میں ہونے
والے غیر انسانی واقعات پر نظر رکھنے کے لیے مجبور ہے۔ کمیشن کے ایکٹ میں یہ
امید کی گئی ہے کہ ریاست میں قانون کی حکمرانی و انسانی حقوق کی ذمہ داری کو نبھار رہا
ہے، اس کا جائزہ لے۔ یہ کمیشن کی اہم ذمہ داری ہے جس کو پورا کرنا ہے۔ انسانی
حقوق کا صحیح طریقہ سے تحفظ ہو اسی مقصد سے پارلیمنٹ نے انسانی حقوق کمیشن
قائم کیا۔ امید یہ کی گئی کہ موجودہ اداروں و ایجنسیوں کے اپنے کام تو ہیں اس کمیشن
کی بھی کوششیں ہوں گی۔ اپنے اس کام میں کمیشن گجرات سرکار کے تعاون پر
انحصار کرے گا۔ وزیر اعلیٰ نے تعاون کی یقین دہانی کرائی ہے۔

سفارشات

کمیشن مرکز و ریاستی سرکاروں کے سامنے فوری غور و خوض کے لیے سفارشات کے
پہلے سیٹ کو سامنے رکھ رہا ہے۔ جیسا کہ پہلے واضح کیا جا چکا ہے کہ کمیشن کے گجرات
دورے کی رپورٹ سرکاروں کے ذریعہ دیے گئے جواب کمیشن کو موصول ہوئے ہیں۔
مختلف نمائندوں کے تجربے بھی کمیشن کو موصول ہوئے۔ گجرات کی صورت حال پر دیگر
کارروائیوں کو بھی درج کیا جائے گا۔

قانون و انتظام

(1) کمیشن کا یہ خیال ہے کہ جو بھی کارروائی ہو وہ ایمانداری سے ہو۔ یہ پایا گیا ہے کہ
ایف آئی آر کو صحیح طریقہ سے یا مناسب طریقہ سے درج نہیں کیا گیا۔ تحقیقات کو
باہری عناصر نے متاثر کیا ہے کمیشن کی سفارش ہے کہ کچھ اہم معاملوں کو سی بی آئی

کے سپرد کر دیا جائے۔ ان کیسوں میں شامل ہیں:

(1) گودھرا سانحہ جس کی تحقیقات جی آر پی کر رہی ہے

(2) چمن پورا (گلبرگ سوسائٹی) کا واقعہ

(3) نرودا پٹیا کا واقعہ

(4) وڈوڈرا میں بیسٹ بیکری کیس

(5) مہسانہ ضلع میں سردار پورہ کیس

(ii) خصوصی عدالتوں میں کیسوں کی سماعت روز ہونی چاہیے۔ گجرات ہائی کورٹ کے

نچ کے ذریعہ ان ججوں کی مدد کی جانی چاہیے۔ ضرورت پڑنے پر مدعی بحال کیے

جائیں۔ کارروائی کے لیے اس طرح کے اصول و ضوابط بنائیں جس سے کہ

متاثرین (خاص طور سے عورتوں اور بچوں) کو جن بھیانک حالات سے وہ گزر

رہے ہیں ان کو دوبارہ ان کے سامنے نہ لایا جائے۔ ان کو کسی حادثہ یا دھمکی سے بچایا

جائے۔ ان معاملوں میں خصوصی قدم اٹھانے چاہئیں۔ جذباتی وحساس افسروں کو

خاص طور سے خواتین کے ان کیسوں کے سلجھانے میں مدد کرنی چاہئے۔

(iii) جن کیسوں کو سی بی آئی کے سپرد نہیں کیا گیا ہے انہیں متعلقہ ضلع مجسٹریٹ کی قیادت

میں خصوصی سیل کے سپرد کر دینا چاہیے تاکہ جانچ صحیح طریقہ سے چلتی رہے۔ ان

سیلوں کا جائزہ ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل (جرائم) کریں۔

(iv) جانچ کی مکمل دفوری کارروائی کے لیے مدت کا تعین ہونا چاہئے۔

(v) راحت کیپوں میں شکایت موصول کرنے، ایف آئی آر درج کرنے اور ان کو اپنے

حلقہ کے پولس اسٹیشن میں بھیجنے کے لیے پولس ڈیسک قائم کیا جانا چاہیے۔

(vi) رضا کار تنظیموں جیسے سٹیزن انیشیٹیو، پی یو سی ایل اور دوسروں کے ذریعہ جوابدہ شواہد

اکٹھا کیے گئے ہیں اس کا بھی استعمال ہونا چاہیے۔

کمیشن کا یہ
خیال ہے کہ جو
بھی کلروائی ہو
وہ ایملنداری سے
ہو۔ یہ پایا گیا
ہے کہ ایف آئی
آر کو صحیح
طریقہ سے یا
مناسب طریقہ
سے درج نہیں کیا
گیا۔ تحقیقات کو
بلوری عناصر نے
متاثر کیا ہے
کمیشن کی
سفرش ہے کہ
کچھ اہم معاملوں
کو سی سی آئی
کے سپرد کر دیا
جائے۔ ان کیسوں
میں شامل ہیں
(1) گودھرا
سانحہ جس کی
تحقیقات جی آر
پی کر رہی ہے
(2) چمن پورا
(گلبرگ
سوسائٹی) کا
واقعہ
(5) مہسانہ ضلع
میں سردار پورہ
کیس
(ii) خصوصی
عدالتوں میں
کیسوں کی
سماعت روز
ہونی چاہیے۔
گجرات ہائی
کورٹ کے

متاثرین
(خاص طور
سے عورتوں
اور بچوں)
کو جن بھیلانک
حالات سے وہ
گزر رہے ہیں
ان کو دوبارہ
ان کے سامنے
نہ لایا جائے۔
ان کو کسی
حادثہ یا
دھمکی سے
بچایا جائے

(vii) پرنٹ والیکٹر ایک میڈیا میں کسی بھی شخص کے اشتعال انگیز بیان کو پرکھا جائے اور
اس پر کارروائی ہو یا تو وہ اپنے بیان کے بارے میں وضاحت کرے یا اسکی تردید
کرے اس بات کا بھی انتظام ہو۔

(viii) اپنی آئینی ذمہ داریوں کو نبھانے میں سرکاری ملازمین کو کافی کام کرنے ہوتے
ہیں ان کے خلاف کارروائی ہو جو کہ اپنے کاموں کو اچھی طرح انجام نہیں دے
پائے، تشدد کو ابتدائی دور میں نہیں روک پائے یا تشدد کو روکنے میں ناکام رہے۔
ٹھیک اسی طرح جن افسروں نے اپنے فرائض کو بخوبی انجام دیا ہے انہیں انعام
سے نوازا جانا چاہیے۔

کیمپ

(i) جو لوگ تشدد کا شکار ہوئے ہیں ان میں اعتماد بحال کرنے کے لیے سینٹر لیڈروں
وافسروں کے پابندی سے دورے ہونے چاہئیں۔ رضا کار تنظیموں کو بھی اس کام
میں لگایا جانا چاہئے۔ راحت کیمپوں کے چلانے اور انتظام میں شفافیت و جوابدہی
ہونی چاہئے۔
(ii) راحت کیمپوں کے سلسلہ میں سیکریٹری واس کے اوپر کے سینٹر افسروں کو کوئی مقرر
کام دیا جانا چاہئے۔

رضا کار
تنظیموں
جیسے سٹیزن
انیشیٹیو، پی
یو سی ایل اور
بوسروں کے
ذریعہ جو اہم
شواہد اکٹھا
کیے گئے ہیں
اس کا بھی
استعمال ہونا
چاہیے۔

(iii) بیرہ و معاوضے کے دعوؤں کو نمٹانے کے لیے خصوصی کیمپ کی سہولتیں دی جائیں۔
مجموعات کے وزیر اعلیٰ نے کمیشن سے گزارش کی تھی کہ بیرہ کمپنیوں کو ضروری
درخواست بھیج کر فساد زدگان کے بیرہ سے متعلق دعوؤں کے جلد سے جلد نمٹا دیا
کروائیں۔ کمیشن خوشی سے اس کام کو کرے گا۔ کمیشن ریاستی سرکار سے جلد سے جلد
ضروری اطلاع کا مطالبہ کرتا ہے۔ تاکہ کارروائی آسانی سے ہو سکے۔

(iv) جب تک راحت و باز آباد کاری کا کام ٹھیک طرح سے نہیں ہو پاتا اور کیمپوں میں

رہنے والوں کو تحفظ کا اطمینان نہیں ہو جاتا انہیں کمپ چھوڑ کر نہ جانے دیا جائے۔ ان کے پورا ہونے پر وکمپ چھوڑ کر جاسکتے ہیں۔

باز آباد کاری

(i) کمیشن یہ سفارش کرتا ہے جن عبادت گاہوں (مسجدوں، درگاہوں) کو نقصان پہنچایا گیا ہے ان کی مرمت جلد سے جلد کی جائے۔ ریاست کے ذریعہ ہر ممکن تعاون فراہم کیا جائے۔

(ii) فساد زدگان کو مناسب معاوضہ دیا جائے۔ مرکز و ریاستی سرکاروں کے ذریعہ معاوضے کی رقم بڑھائی جائے۔ ایچ ڈی ایف سی، بین الاقوامی اداروں و پروگراموں کو بھی اس سلسلہ میں جوڑا جانا چاہیے۔

(iii) فوجی میدانوں مثلاً طبعی صنعتوں سے اس راحت و باز آباد کاری کے پروگراموں میں جرنے کی گزارش کی جائے و آپس میں مناسب تال میل قائم کیا جائے۔

(iv) رضا کار تنظیموں کے رول کو بڑھا دیا جانا چاہیے۔ زلزلہ کے بعد جو تال میل انہوں نے دکھایا وہی کردار انہیں حالات کو معمول پر لانے میں دکھانا چاہیے۔ گجرات آفت انتظامی کارپوریشن نے جس طرح زلزلہ کے بعد تدمی سے کام کیا اس سے گزارش کی جائے کہ وہ موجودہ حالات میں بھی مدد کرنے کے لیے آگے آئیں۔

(v) غریب عورتوں و یتیموں، آبروریزی کی شکار عورتوں کی پہچان و امداد کے لیے خصوصی کوششوں کی ضرورت ہوگی لہذا بھارت سرکار کے محکمہ ترقیات برائے خواتین و اطفال اور متعلقہ بین الاقوامی ایجنسیوں سے تعاون کی درخواست کرنی چاہیے۔ حادثے کے شکار لوگوں کی خصوصی دیکھ بھال لیے ماہر نفسیات کے تعاون کی ضرورت ہوگی۔ اس کام کے لیے خصوصی کوششوں کے ذریعہ مناسب لوگوں کی شناخت کر انہیں کام سوچنے ہوں گے۔

جب تک راحت و باز آباد کاری کا کام ٹھیک طرح سے نہیں ہو پاتا اور کیمپوں میں رہنے والوں کو تحفظ کا اطمینان نہیں ہو جاتا انہیں کمپ چھوڑ کر نہ جانے دیا جائے۔

کمیشن یہ سفارش کرتا ہے جن عبادت گاہوں (مسجدوں، درگاہوں) کو نقصان پہنچایا گیا ہے ان کی مرمت جلد سے جلد کی جائے۔ ریاست کے ذریعہ ہر ممکن تعاون فراہم کیا جائے۔

(vi) ریڈ یوسیت تمام میڈیا کو اس کام میں پورا تعاون کرنا چاہیے گرچہ ایسے حالات میں ریڈ یو کا استعمال کم ہوتا ہے۔

پولس کی اصلاح

کمیشن پولس کی اصلاح کے اہم سوال پر توجہ دلانا چاہتا ہے۔ پولس کی اصلاح کے لیے جو سفارش قومی پولس کمیشن اور قومی انسانی حقوق کمیشن نے کی ہیں ان پر بار بار گزارش کے بعد بھی عمل نہیں ہوا ہے۔ کمیشن کا یہ خیال ہے کہ گجرات میں حال کے واقعات و ملک کی دیگر ریاستوں میں صورتحال کو دیکھتے ہوئے یہ ضروری ہے کہ پہلے کی گئی سفارشات کو فوری طور پر نافذ کیا جائے۔ اس طرح جانچ کے عمل کو باہری مداخلت سے بھی بچایا جاسکتا ہے۔

جسٹس جے ایس درما

چیرمین

جسٹس سجا تا دی منوہر

ممبر

دیریندر دیال

ممبر

-----♦-----

ہم نے گجرات کی آدمی سے سبق یہ پایا
لو چراغوں کی ہمیں اور بڑھانی ہوگی
یعنی ملت کے جوانوں کو جو ہمت بخشنے
بد و خدق کی وہ تاریخ سنائی ہوگی

قیس رامپوری

غریب
عورتوں
ویتیمنوں
آبروریزی کی
شکار عورتوں
کی پہچان
وامداد کے لیے
خصوصی
کوششوں کی
ضرورت ہوگی
لہذا بہارت
سرکار کے
محکمہ ترقیات
برائے خواتین
و اطفال اور
متعلقہ بین
الاقوامی
ایجنسیوں سے
تعاون کی
درخواست
کرنی چاہیے۔
حادثے کے
شکار لوگوں
کی خصوصی
دیکھ بھال کے
ماہر نفسیات
کے تعاون کی
ضرورت ہوگی
اس کام کے لیے
خصوصی
کوششوں کے
ذریعہ مناسب
لوگوں کی
شناخت کر
انہیں کام
سوپانے ہوں
گئے۔

قومی انسانی حقوق کمیشن کی رپورٹ کا اصل متن (حصہ دوم)

یاد رہے یکم
اپریل کو اپنی
کارروائی میں
کمیشن نے
ابتدائی تبصرہ
کیا ہے اور کچھ
سفارشی کی

ہیں۔

2 یکم مئی

2002 کی

کارروائی میں

کمیشن نے لکھا

ہے کہ گجرات

سرکار نے

کمیشن کے

تبصرہ پر اپنی

رپورٹ 12

اپریل 2002

کو بھیجی

جبکہ مرکزی

سرکار سے

وزارت داخلہ

نے 16 اپریل

2002 کے اپنے

مکتوب میں

جواب دینے کے

لیے 20 اپریل

2002 تک کسی

مہلت مانگی

جو ابھی مئی

2002 کی

رپورٹ لکھے

جانے تک نہیں

ملی ہے۔

۱۔ یاد رہے یکم اپریل کو اپنی کارروائی میں کمیشن نے ابتدائی تبصرہ کیا ہے اور کچھ سفارشی کی ہیں۔

۲۔ یکم مئی 2002 کی کارروائی میں کمیشن نے لکھا ہے کہ گجرات سرکار نے کمیشن کے تبصرہ پر اپنی رپورٹ 12 اپریل 2002 کو بھیجی جبکہ مرکزی سرکار سے وزارت داخلہ نے 16 اپریل 2002 کے اپنے مکتوب میں جواب دینے کے لیے 20 اپریل 2002 تک کی مہلت مانگی جو ابھی مئی 2002 کی رپورٹ لکھے جانے تک نہیں ملی ہے۔

۳۔ یکم مئی 2002 کی کارروائی ختم ہونے پر کمیشن کو وزارت داخلہ کا مکتوب ملا جس میں یکم مئی 2002 کو لکھے گئے مراسلہ میں بتایا گیا تھا کہ رپورٹ میں کمی گئی باتیں گجرات سرکار سے متعلق ہیں اس لیے ریاستی سرکار سے کہا گیا ہے کہ وہ اس خفیہ رپورٹ پر اپنا رد عمل براہ راست قومی انسانی حقوق کمیشن کو بھیجے۔

۴۔ بھارت سرکار کے اس جواب کے بعد خفیہ رپورٹ پر رد عمل ظاہر کرنے کے لیے گجرات سرکار کو 15 دن (15 مئی 2002 تک) کی مہلت دینے کے بعد بھی ابھی تک ریاستی سرکار کا جواب نہیں ملا ہے۔ ان حالات میں کمیشن نے فیصلہ کیا ہے کہ

(i) کمیشن یکم اپریل 2002 کے اپنے عبوری تبصرہ کی جگہ پر 12 اپریل 2002 کی سرکار کی رپورٹ پر تفصیلی تبصرہ کرے۔

(ii) یکم اپریل 2002 کو بھیجی گئی خفیہ رپورٹ پر گجرات سرکار کے رد عمل کے لیے

اب مزید مہلت نہیں دی جائے۔ اب کمیشن اپنا فرض سمجھتا ہے کہ وہ اس خفیہ رپورٹ کو عام کر دے۔

22-19 مارچ 2002 قومی انسانی حقوق کمیشن کی ٹیم کے

احمد آباد، وڈوڈرہ اور گودھرا دورے کی رپورٹ

اس ٹیم نے بہت سے معزز شہریوں سے الگ الگ اور گروپ میں ملاقات کی اور این جی اوز انسانی حقوق کے تقریباً 72 رضا کاروں سے طویل بات چیت کی۔ ان لوگوں کے ذریعہ بیان کی گئی باتوں کا خلاصہ یہ تھا۔

”گجرات پچھلے کئی برسوں سے فرقہ وارانہ فسادات کا مرکز رہا ہے۔ یہاں 1969، 1985، 1992 اور 1996 میں خوفناک فسادات ہوئے ہیں۔ جبکہ موجودہ فساد اپنی درندگی اور تشدد کے پھیلاؤ کی وجہ سے پچھلے فسادات سے منفرد ہے۔ اس بار نہ صرف پچھلے تجربوں کے مطابق پسے سے متاثر مقامات پر فسادات ہوئے بلکہ یہ نئے علاقوں میں پھیل گئے۔ پچھلے فسادات میں دونوں فرقوں کے درمیان بھیڑ کے حملے کے کچھ واقعات ہوئے جبکہ گودھرا سانحہ کے بعد ہونے والے واقعات کی خصوصیت یہ تھی کہ ہندوؤں کی بڑی بھیڑ نے اقلیتوں پر حملے کیے۔ بڑے واقعات میں شامل بھیڑ کی تعداد 5 سے 15 ہزار لوگوں کے درمیان تھی اور تشدد اور مارنے کے طریقوں کی درندگی اور لوٹ پٹا یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس کا منصوبہ اور تیاری طویل مدت سے تھی۔

وشو ہند پریشد نے گودھرا میں کارسیوکوں کو زندہ جلانے کے خلاف 28 فروری کو بند کی اپیل کی جسے ریاستی بی جے پی کی حمایت حاصل تھی۔ پولس نے کئی علاقوں میں تحفظ کے کارگر قدم نہیں اٹھائے جو کہ فرقہ وارانہ طور پر حس مشہور ہیں۔ بہت سے لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ پچھلے تجربوں سے پولس کو یہ سبق لینا چاہیے تھا کہ حکمران جماعت کی حمایت سے کیے گئے بند بھی پرامن نہیں ہوتے اور اس لیے اسے مستعدی دکھانی چاہیے۔ اس لیے جہاں کہیں بھی وشو ہند پریشد کے ایذا راپنے کارکنوں کو بند کے لیے اسرار ہے تھے۔ پولس نے اس غیر قانونی بھیڑ کو روکنے کے لیے کوئی کارگر قدم نہیں اٹھایا۔ پولس

گودھرا سانحہ کے بعد ہونے والے واقعات کی خصوصیت یہ تھی کہ ہندوؤں کی بڑی بھیڑ نے اقلیتوں پر حملے کیے۔ بڑے واقعات میں شامل بھیڑ کی تعداد 5 سے 10 ہزار لوگوں کے درمیان تھی اور تشدد اور مارنے کے طریقوں کی درندگی اور لوٹ پٹا یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس کا منصوبہ اور تیاری طویل مدت سے تھی۔

پولیس نے کئی علاقوں میں تحفظ کے کارگر قدم نہیں اٹھائے

خاموش تماشائی بنی رہی جس سے وہ بہت بڑی تعداد میں اکٹھا ہوئے اور قابو سے باہر ہو گئے۔

پچھلے فسادات میں بھی سیاسی عناصر نے اہم کردار نبھایا تھا اور پولس و انتظامیہ فسادات پر قابو پانے میں ناکام رہے تھے۔ لیکن انہیں قتل عام کے لیے براہ راست قصور وار نہیں بتایا گیا تھا۔ حالیہ فسادات میں پولس اور انتظامیہ کی ناکامی خاص طور سے نہ صرف ان کی پیشہ ورانہ کمی کو بلکہ ان کی عام بے حسی اور بے دردی اور کچھ واقعات میں ان کی حمایت کو اجاگر کرتی ہے۔

عام زندگی میں اہم مقام رکھنے والے کئی لوگوں نے ان فسادات میں کچھ وزیروں اور ممبران اسمبلی کے شامل ہونے کا الزام لگایا۔ انہوں نے بتایا کہ ریاستی وزیر داخلہ شری گوردھن جڈافیا اور وزیر صحت شری اشوک بھٹ سٹی پولس کے کنٹرول روم میں بیٹھے فسادات کا جائزہ لے رہے تھے۔ وزیر شہری ترقیات شری آئی کے جڈیج پر پولس بھون گاندھی نگر میں سب کنٹرول کرنے کا الزام ہے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے ریاستی وزیر داخلہ کو فساد متاثر علاقوں میں V کا نشان بنائے کھلے عام گھومتے دیکھا۔ ممبر اسمبلی اور سابق ڈپٹی میئر احمد آباد شری مٹی مایا بہن کوڈانی اور دھوبندو پریشد لیڈر ڈاکٹر جے دیپ ٹیل کا نام شاہ عالم ریلیف کمپ میں ٹیم کے سامنے پیش ہونے والے زود اپنا کے کئی متاثر خاندانوں نے لیا۔ ممبر اسمبلی شری عثمان بھائی نے الزام لگایا کہ ریاستی وزیر داخلہ گوردھن زوداپیا، داخلہ سکریٹری شری اشوک رائے کے کمرے میں بیٹھے مسلم علاقوں پر ہونے والے حملوں کا جائزہ لے رہے تھے۔

رضا کار تنظیموں کے نمائندوں اور کچھ معزز شہریوں نے کئی واقعات سنائے جس میں انہوں نے پولس سے مسلم فرقے کے لوگوں کو بھینز سے بچانے کی اپیل کی لیکن انہیں اس کا کوئی جواب نہیں ملا۔ سابق وزیر اعلیٰ شری امر سنگھ چودھری نے نیم کو شری احسان جعفری

حالیہ فسادات میں پولس اور انتظامیہ کی ناکامی خاص طور سے نہ صرف ان کی پیشہ ورانہ کمی کو بلکہ ان کی عام بے حسی اور بے دردی اور کچھ واقعات میں ان کی حمایت کو اجاگر کرتی ہے

ریاستی وزیر داخلہ شری گوردھن جڈافیا اور وزیر صحت شری اشوک بھٹ سٹی پولس کے کنٹرول روم میں بیٹھے فسادات کا جائزہ لے رہے تھے۔ وزیر شہری ترقیات شری آئی کے جڈیج پر پولس بھون گاندھی نگر میں سب کنٹرول کرنے کا الزام ہے۔

شری چودھری
نے کہا کہ انہوں
نے دوپہر میں
وزیر اعلیٰ
نریندر مودی
کو بھی شری
جعفری کے گھر
کے بلھر پر
تشدد بھیڑ کے
اکٹھا ہونے کے
متعلق بتایا۔
انہوں نے
12.30 اور
دوپہر 2 بجے
کے درمیان
چیف
سکریٹری اور
داخلہ
سکریٹری کو
بھی اس کے
متعلق بتایا۔
شری جعفری
کو ان کے
خاندان اور 39
دوسرے لوگوں
کے ساتھ زندہ
جلا دیا گیا۔
(مرنے والوں
کی کل تعداد
50)
گومتی پور،
احمد آباد کے
مسلمے واقع
جھونپڑیوں کو
جلانے والی
بھیڑ کو
انتظامیہ کا
تعلون حاصل
تھا

سابق ممبر پارلیمنٹ کی حفاظت کے لیے پولس کی مدد حاصل کرنے کی اپنی ناکام کوشش کی
کہانی سنائی۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ 28 فروری کو 10:30 بجے پولس کمشنر پی سی
پانڈے سے بات کر کے انہیں احسان جعفری پر جان لیوا حملے کے خطرے سے آگاہ کیا
تھا۔ پولس کمشنر نے انہیں یقین دلایا تھا کہ جلد ہی پولس کی مدد بھیجی جائے گی۔ انہوں نے
گھبراہٹ میں کیے گئے احسان جعفری کے دوسرے فون کے بعد کہ ابھی تک پولس کی کوئی
مدد نہیں پہنچی ہے اور وہاں موجود پولس اہلکار پر تشدد بھیڑ کو قابو کرنے میں بے صلاحیت اور
بد دل ہیں پولس کمشنر کو دوبارہ فون کیا گیا۔ شری چودھری نے کہا کہ انہوں نے دوپہر میں
وزیر اعلیٰ نریندر مودی کو بھی شری جعفری کے گھر کے باہر پر تشدد بھیڑ کے اکٹھا ہونے کے
متعلق بتایا۔ انہوں نے 12.30 اور دوپہر 2 بجے کے درمیان چیف سکریٹری اور داخلہ
سکریٹری کو بھی اس کے متعلق بتایا۔ شری جعفری کو ان کے خاندان اور 39 دوسرے لوگوں
کے ساتھ زندہ جلا دیا گیا۔ (مرنے والوں کی کل تعداد۔ 50)

نیم نے آگ زنی اور لوٹ پاٹ کے بہت سے واقعات میں پولس کے شامل ہونے
کے کئی الزام سنے۔ یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ امبیڈکار نمبر 1، نزدکھا کھرا اور برج، گومتی پور،
احمد آباد کے سامنے واقع جھونپڑیوں کو جلانے والی بھیڑ کو انتظامیہ کا تعاون حاصل تھا۔
(275 جھونپڑیوں کی ہاؤسنگ کے مک بھگ 1800 لوگ جس میں 90 فیصد مسلمان باقی
دلت تھے پوری طرح تباہ و برباد کر دیے گئے)۔ یہ جھونپڑیاں یہاں 30 سال سے آباد
تھیں اور 1999 میں جب حکام نے اسے توڑنا چاہا تو گجرات ہائی کورٹ نے اس پر
روک لگادی۔ الزام ہے کہ گومتی پور پولس اسٹیشن کے ایک پی ایس آئی مودی اس مقام پر
پولس جیپ نمبر (جی بی اے۔ آر۔ 5342) میں آیا اس نے امبیڈکار کے میٹ کے
قریب اپنی جیپ کھڑی کی اور شری موہن بندیا، شری اسرائیل بھائی انصاری اور جن
سنکھرش مورچ کے کچھ دوسرے کارکنوں کی موجودگی میں بھیڑ سے بات کی۔ بھیڑ نے

شری مودی کی جیپ سے 4-5 بوتلیں ڈیزل نکالا جو کہ جھوٹریوں کو جلانے میں کام آیا۔ پولس کی پر تشدد بھیڑ کی مدد کی کہانی شاہ عالم کمپ میں کچھ متاثرین نے بھی سنائی۔ ان لوگوں نے ایک سینئر پولس انسپکٹر کے کے میسور والا پر بے بس مسلمانوں جن میں کچھ جوان لڑکیاں بھی شامل تھیں کو قاتل بھیڑ کے حوالے کر دینے کا الزام لگایا۔ (ان معاملوں کو فوری کارروائی کے لیے چیف سکریٹری کے علم میں لایا گیا)

NGO's کے کئی نمائندوں نے پولس پر گرفتاریوں میں جانبداری کا الزام لگایا۔ ان میں بہت سے کا الزام تھا کہ گودھرا واقعہ کے بعد ہر مقام پر اقلیتوں پر حملے ہوئے۔ پھر بھی پولس کے ذریعہ بڑی تعداد میں گرفتار ہونے والے اقلیتی فرقہ کے تھے۔ چونکہ نیم کے سامنے پیش ہونے والے حکام نے فرقہ کی تفصیل کے ساتھ گرفتاریوں کے اعداد و شمار پیش نہیں کیے تھے جو کہ فرقہ وارانہ فسادات سے نمٹنے میں پولس کے رول کا اہم پیمانہ ہے اس لیے اہم عہدوں پر فائز ان ذمہ دار لوگوں کے الزامات کو پوری طرح نظر انداز بھی نہیں کیا جاسکتا۔

یہ بھی الزام ہے کہ پولس نے مدد کے لیے لوگوں کی دہائیوں کو ان سنی کر کے بھیڑ کو اکٹھا ہونے اور تشدد برپا کرنے کی اجازت دی۔ یہ بھی مانا گیا کہ کچھ مقامات پر پولس کی تعداد بہت کم تھی۔ یہ زور دے کر کہا گیا کہ ان کے فرائض کا تقاضہ تھا کہ پر تشدد بھیڑ سے لوگوں کو بچانے کے لیے وہ اپنی طاقت استعمال کرتے۔ بہت سے لوگوں نے بتایا کہ پولس نے یا تو طاقت کا استعمال نہیں کیا یا مشکل سے ایک دو ہوائی فائر کیے۔

یہ بھی الزام ہے کہ وشو ہندو پریشد بجرنگ دل اور بی جے پی کے کارکنان فساد یوں کی قیادت کر رہے تھے۔ جن میں کچھ کے ہاتھوں میں موبائل فون تھے جس سے وہ دوسروں سے رابطہ کرا پنے کاموں کو پورا کر رہے تھے۔ بھیڑ گیس سنڈروں، کیروسین تیل اور پٹرول بموں سے لیس تھی جس سے وہ لوگوں، گھروں، دکانوں اور تجارتی اداروں کو

ایک سینئر پولس انسپکٹر کے کے میسور والا پر بے بس مسلمانوں جن میں کچھ جوان لڑکیاں بھی شامل تھیں کو قاتل بھیڑ کے حوالے کر دینے کا الزام لگایا

NGO's کے کئی نمائندوں نے پولس پر گرفتاریوں میں جانبداری کا الزام لگایا۔ ان میں بہت سے کا الزام تھا کہ گودھرا واقعہ کے بعد ہر مقام پر اقلیتوں پر حملے ہوئے۔ پھر بھی پولس کے ذریعہ بڑی تعداد میں گرفتار ہونے والے اقلیتی فرقہ کے تھے۔ چونکہ نیم کے سامنے پیش ہونے والے حکام نے فرقہ کی تفصیل کے ساتھ گرفتاریوں کے اعداد و شمار پیش نہیں کیے تھے جو کہ فرقہ وارانہ فسادات سے نمٹنے میں پولس کے رول کا اہم پیمانہ ہے اس لیے اہم عہدوں پر فائز ان ذمہ دار لوگوں کے الزامات کو پوری طرح نظر انداز بھی نہیں کیا جاسکتا۔

یہ بھی الزام ہے کہ وشو ہندو پریشد بجرنگ دل اور بی جے پی کے کارکنان فساد یوں کی قیادت کر رہے تھے۔ جن میں کچھ کے ہاتھوں میں موبائل فون تھے جس سے وہ دوسروں سے رابطہ کرا پنے کاموں کو پورا کر رہے تھے۔ بھیڑ گیس سنڈروں، کیروسین تیل اور پٹرول بموں سے لیس تھی جس سے وہ لوگوں، گھروں، دکانوں اور تجارتی اداروں کو

NGO's کے نمائندوں میں سے ایک نے سرکلر کے 72 گھنٹے کے اندر فسادات پر قابو پانے کے دعوے کا انکر کیا۔ اس نے کہا کہ اس کا مطلب یہ تھا کہ وشو ہندو پریشد کو پولس کی ہماعت سے مسلم آبادی کو ختم کرنے اور لوٹنے کے لیے 72 گھنٹوں کی آزادی دی جاتی ہے۔ بہت سے لوگوں کا ماننا ہے کہ فوج کو تعینات کرنے میں جان بوجھ کر دیر کی گئی۔

یہاں تک کہ اقلیتی فرقہ کے پولس افسروں کو بھی پر تشدد بھیڑ نے نشانہ بنایا۔

جلانے کا کام کر رہی تھی۔ ان کے پاس ان مسلمانوں کے گھروں اور اداروں کی مکمل فہرست تھی جنہیں نشانہ بنانا تھا۔ نیشنل ہائی وے 8 پر ہوٹل کے کاروبار کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا۔ نیشنل ہائی وے۔ 8 کے 90 فیصد تجارتی ادارے جس میں دوکانیں، گودام اور کارخانے شامل ہیں ایک دم مٹا دیے گئے۔

NGO's کے نمائندوں میں سے ایک نے سرکار کے 72 گھنٹے کے اندر فسادات پر قابو پانے کے دعوے کا ذکر کیا۔ اس نے کہا کہ اس کا مطلب یہ تھا کہ وشو ہندو پریشد کو پولس کی حمایت سے مسلم آبادی کو ختم کرنے اور لوٹنے کے لیے 72 گھنٹوں کی آزادی دی جاتی ہے۔ بہت سے لوگوں کا ماننا ہے کہ فوج کو تعینات کرنے میں جان بوجھ کر دیر کی گئی۔

اقلیتی فرقہ کے دلوں میں عدم تحفظ اور خوف کا این جی اوز کے بہت سے نمائندوں نے ذکر کیا جس میں راجستھان کے سابق چیف جسٹس اے پی روائی نے گجرات ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ جج جسٹس اے دوپچہ جنہیں زبردستی اپنا گھر چھوڑنے پر مجبور کیا گیا جو بعد میں جلا دیا گیا اور ہائی کورٹ کے جج جسٹس قادری کی مثالیں دیں جنہیں لاگارڈن ایریا سے اپنا ہنگل چھوڑ کر جوں کی کالونی میں جانے کے لیے کہا گیا اور کوئی بھی ان کی اور ان کے خاندان کی مدد کے لیے آگے نہیں آیا۔

یہاں تک کہ اقلیتی فرقہ کے پولس افسروں کو بھی پر تشدد بھیڑ نے نشانہ بنایا۔ کئی پولس افسروں نے آئی جی پی سید جو اپنے نام کا ٹیگ وردی پر لگائے تھے کا ذکر کیا کہ انہیں کس طرح پولس والوں کی موجودگی میں فساد یوں نے تشدد کا نشانہ بنایا۔

NGO's درضا کاروں کی بڑی تعداد کا ماننا ہے کہ احمد آباد اور دوسری جگہوں پر تشدد اور توڑ پھوڑ پوری طرح گودھر سانحہ کے خلاف اکثریتی فرقہ کے فطری رد عمل کا نتیجہ نہیں ہے۔ بہت سے لوگوں کی رائے ہے کہ یہ وہاں کے لگاتار بگڑتے حالات اور گجرات سرکار کی اس معاملہ میں مکمل خاموشی کا نتیجہ ہے جس کے بغیر ایسے حالات ہونا ممکن نہیں

تھا۔ بھیڑ کی قیادت کرنے والے موبائل فون کے ذریعہ ایک دوسرے کے رابطے میں تھے۔

ان فسادات کا ایک خطرناک پہلو یہ تھا کہ پہلی بار ان فسادات سے دیہی اور پچھڑا علاقہ متاثر ہوا۔ یہ اندازہ ہے کہ بیچ محل، مہسانہ، ساہر کنٹھا، بھڑوچ، بھاؤنگر اور وڈوڑا ضلع کے 1200 گاؤں میں پر تشدد بھیڑ نے اقلیتوں پر حملے کیے۔ وٹو ہندو پری شد اور بھگت دل پچھلے 8-9 برسوں سے بوہرا مسلمانوں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ دیہی علاقوں میں تجارت پر ان کا قبضہ ہے کے خلاف پچھڑی آبادی کو بھڑکانے کا کام کر رہی تھی جس کے بعد ان علاقوں سے مسلمانوں کی ہجرت جاری تھی۔

تقریباً 100 مسجدوں اور درگاہوں کو احمد آباد اور تقریباً 500 گجرات کے دوسرے حصوں میں توڑ دیا گیا۔ (ٹیم کے دو ممبروں نے صوفی شاعر ولی گجراتی کی درگاہ دیکھی جو کے دونوں فرقوں کے لیے قابل احترام تھی۔ صاحب آباد، انڈر گراؤنڈ برج کے قریب ان کی درگاہ کو زمین کے برابر کر دیا گیا)۔ الزام ہے کہ سرکار کے وہاں دوبارہ تعمیر کے لیے اس مقام کے تحفظ کی یقین دہانی کے بعد بھی تاریخی درگاہ میدان بن چکی ہے اور وہاں کوئی بھی ایک سپاٹ سڑک پر گاڑیوں کو آتے جاتے دیکھ سکتا ہے۔

احمد آبادی مسلم وقف بورڈ کے صدر کا کہنا ہے کہ توڑی گئی 33 میں سے 7 مسجدیں وہ ہیں جنہیں محکمہ آثار قدیمہ نے آثار قدیمہ کے زمرہ میں رکھا ہے۔ انہوں نے پچی ہوئی مسجدوں خاص طور سے ”جالی مسجد“ کے تحفظ کے لیے اپنے فرقہ کی تشویش سے آگاہ کیا۔ (چیرمین نے میٹنگ میں موجود حکام سے اس سلسلہ میں فوراً اقدام اٹھانے کے لیے کہا)۔ اقلیتوں کے سماجی بائیکاٹ کی منصوبہ بند کوشش اس فساد کا ایک اور تکلیف دہ پہلو تھا۔ ہندوؤں کے بیچ بڑے پیمانے پر اس بارے میں پمفلٹ اور بینڈ مل تقسیم کیے گئے کہ وہ مسلمانوں کو نوکری نہ دیں اور ان سے کوئی کاروبار نہ کریں۔ بھارت سرکار کے ایک

تقریباً 100 مسجدوں اور درگاہوں کو احمد آباد اور تقریباً 500 گجرات کے دوسرے حصوں میں توڑ دیا گیا۔ (ٹیم کے دو ممبروں نے صوفی شاعر ولی گجراتی کی درگاہ دیکھی جو کے دونوں فرقوں کے لیے قابل احترام تھی۔ صاحب آباد، انڈر گراؤنڈ برج کے قریب ان کی درگاہ کو زمین کے برابر کر دیا گیا)۔ تلویخی درگاہ میدان بن چکی ہے اور وہاں کوئی بھی ایک سپاٹ سڑک پر گاڑیوں کو آتے جاتے دیکھ سکتا ہے۔

میڈیا کے لوگوں کا وفد

میڈیا کے لوگوں کا ایک وفد جس میں ملکہ سارا بھائی، تیتا سیٹل واد اور بتوک دورا شامل تھے اس ٹیم سے ملا اور بتایا کہ سرکار نے کس طرح قتل عام کے نازک وقت میں کچھ ٹی وی چینلوں کو کئی گھنٹوں کے لیے بند کر دیا جبکہ گجراتی پرنٹ میڈیا جو واقعات کے بارے میں اپنی اشتعال انگیز خبروں سے پریس کونسل آف انڈیا کے ضابطوں کی خلاف ورزی کر رہا تھا اسے کھلی جھوٹ دے دی گئی۔ اس وفد نے میڈیا کے کئی لوگوں پر حملے کے بارے میں بھی ٹیم کو بتایا۔ خاص طور سے الیکٹرانک میڈیا کے بارے میں جن کے کیمرے توڑ دیے گئے تھے۔ گجرات ٹوڈے، مسلم ٹرسٹ کے ذریعہ چلائے جانے والے ایک روزنامہ کے برانچ آفس کو جلائے کا بھی ذکر کیا۔

راحت کیمپوں کا دورہ

ٹیم نے اقلیتی اور اکثریتی دونوں فرقوں کے ایک ایک کیمپ کا دورہ کیا۔

شاہ عالم ریلیف کیمپ

شاہ عالم ریلیف کمیٹی کے زیر انتظام چلائے جانے والے اس کیمپ میں تقریباً 9000 پناہ گزیں ہیں۔ کمیٹی کے ممبروں نے احمد آباد کے سب سے زیادہ متاثر علاقہ نرودا پنڈیا اور نرودا گاؤں کے متعلق ٹیم کو معلومات فراہم کیں۔ ٹیم کو بتایا گیا کہ کمپوں، چھروں، لاشیوں اور پیٹرول سے لیس 5000 کی مضبوط بھیڑ نے نرودا پنڈیا پر 28 فروری کو صبح 9 بجے حملہ کیا۔ ایک مسجد کو توڑنے اور اس کے ایک مینار کو زمین بوس کرنے کے بعد بھیڑ نے وہاں بھگوا جھنڈا لہرایا اور قرآن پاک سمیت کئی مذہبی کتابوں کو جلا ڈالا۔ بے بس اور خوف زدہ لوگ جب اپنی جان بچانے کے لیے ایس آر پی کیمپ کی جانب پناہ لینے کے لیے بھاگے تو جوانوں نے انہیں پیچھے دھکیل دیا۔ وہ قریب کے پولس اسٹیشن گئے جہاں پی ایس آئی کے کے میسور والا نے انہیں محفوظ راستہ دینے سے منع کر دیا

میڈیا کے
لوگوں کا ایک
وفد جس میں
ملکہ سارا
بھائی، تیتا
سیٹل واد اور
بتوک دورا
شامل تھے اس
ٹیم سے ملا
اور بتایا کہ
سرکار نے کس
طرح قتل عام
کے نازک وقت
میں کچھ ٹی
وی چینلوں کو
کئی گھنٹوں
کے لیے بند کر
دیا جبکہ
گجراتی پرنٹ
میڈیا جو
واقعات کے
بارے میں اپنی
اشتعال انگیز
خبروں سے
پریس کونسل
آف انڈیا کے
ضابطوں کی
خلاف ورزی
کر رہا تھا اسے
کھلی جھوٹ دے
دی گئی

نرود اپٹیا میں
9 بجے سے رات
9 بجے تک لوٹ
اور آبروریزی
کے واقعات
دوہرائے۔
انہوں نے کہا کہ
ممبر اسمبلی
مایا بین کو
ڈنلسی اس
علاقہ میں
گھوم گھوم کر
فسادیوں کی
ہمت بڑھا رہی
تھی۔ جنت بی
بی نے کہا کہ
اس کسی
آبروریزی کی
گئی اور اس کے
بہتیرے اور
بیٹے کو زندہ
جلا دیا گیا

جس کے نتیجے میں ان لوگوں کو فساد یوں نے گھیر لیا۔ مردوں اور عورتوں کو الگ الگ کیا گیا۔ نوجوان لڑکیوں کو برہنہ کر کے ان کی آبروریزی کی گئی اور انہیں کاٹ کر جلتی آگ میں پھینک دیا گیا۔ کوئی بھی آدمی زندہ نہیں بچا۔ ایک نوجوان خاتون کو ٹر بانو جو حمل کے آخری دنوں میں تھی اپنی جان بچانے کے لیے گڑ گڑاتی رہی۔ اس کے پیٹ کو چیر ڈالا گیا اور اس کی بچہ دانی کو نکال کر آگ میں جھونک دیا گیا۔ ان لوگوں نے اس خاتون کو بھی اٹھا کر اسی آگ میں ڈال دیا۔ بچتے والوں کو شاہ عالم کیٹی کے ممبران ریلیف کمپ میں لے کر آئے۔ نرودہ گاؤں کی پوری مسلم آبادی ختم کر دی گئی۔ کچھ بچنے والوں کو ایڈیشنل پولس کمشنر ٹنڈن نے نکالا جن کی کئی متاثرین نے تعریف کی۔

نیم پورے کمپ میں گھومی اور کئی خاندانوں سے بات کی۔ ہر ایک کے پاس سنانے کے لیے ایک خوفناک اور دردناک کہانی تھی۔ امینہ بی بی نے نرود اپٹیا میں 9 بجے سے رات 9 بجے تک لوٹ اور آبروریزی کے واقعات دوہرائے۔ انہوں نے کہا کہ ممبر اسمبلی مایا بین کو ڈنلسی اس علاقہ میں گھوم گھوم کر فساد یوں کی ہمت بڑھا رہی تھی۔ جنت بی بی نے کہا کہ اس کی آبروریزی کی گئی اور اس کے بھتیجے اور بیٹے کو زندہ جلا دیا گیا۔ بلقیس اپنے خاندانوں کی زندہ بچنے والی واحد خاتون نے کہا کہ اس کی ساس اس کے شوہر اور اس کے بھائی کو زندہ جلا دیا گیا۔ مریم بی بی نے اپنے اپنے اور نور جہاں نے اپنے شوہر کو کھو دیا۔ شریفہ بی بی اقبال شیخ کی اہلیہ نے بتایا کہ ان کے 18 سالہ بیٹے کو ان کی آنکھوں کے سامنے زندہ جلا دیا گیا۔ اس نے کہا کہ وہ حاملہ خاتون کو ٹر پر قاتلانہ حملے کی گواہ ہے۔ مہر جبین، اقبال حسین کی بیوی نے کہا کہ ممبر اسمبلی مایا بین کو ڈنلسی اور وی ایچ پی لیڈر بے دیپ نیل کھلے عام، آگ زنی، لوٹ مار اور فساد یوں کی قیادت کر رہے تھے۔ نعیم الدین نے کہا کہ اس کی ماں، بہن، بھتیجی، سالے اور دو بھتیجیوں کو بھینٹنے زندہ جلا دیا۔ ان میں سے چند کنگوڑی سوسائٹی اور گوبی ناتھ سوسائٹی سے آئے تھے۔ اس نے نیم کے سامنے

اپنی بیوی کو پیش کیا جس کے سر میں چوٹ لگی تھی اور داہنا بازو کاٹ دیا گیا تھا۔

11 سالہ راجہ

ولد منانہ 28

فروری کو

صبح 8 بجے

سے نرودہ پٹیا

میں ہونے والے

واقعات کی

مفصل کہانی

سنائی۔ فساد

میں اس نے

اپنی ماں اور

بہن کو کھو دیا

ہے۔ جبکہ اس

کے والد ابھی

بھی بے ہوشی

کی حالت میں

ہیں۔

ننھو میاں نے

پی ایس آئی کے

کے میسور والا

پر الزام لگایا

کہ انہوں نے

جان بچا کر

بھاگنے والے

مسلمان مردوں

اور عورتوں

کو فساد میں

کے ہاتھوں میں

جکڑنے پر مجبور

کر دیا اور اس

بات کو یقینی

بنایا کہ کوئی

بھی زندہ نہ بچ

پائے۔

11 سالہ راجہ ولد منانہ نے 28 فروری کو صبح 8 بجے سے نرودہ پٹیا میں ہونے والے

واقعات کی مفصل کہانی سنائی۔ فساد میں اس نے اپنی ماں اور بہن کو کھو دیا ہے۔ جبکہ اس کے والد ابھی بھی بے ہوشی کی حالت میں ہیں۔

تنھو میاں نے پی ایس آئی کے کے میسور والا پر الزام لگایا کہ انہوں نے جان بچا کر بھاگنے والے مسلمان مردوں اور عورتوں کو فساد میں لے جانے پر مجبور کر دیا اور اس بات کو یقینی بنایا کہ کوئی بھی زندہ نہ بچ پائے۔ عبدالساجد نے بتایا کہ اس کی بیٹی کی بھوانی سنگھ نامی شخص نے آبروریزی کی جسکی 8 دنوں بعد اسپتال میں موت ہو گئی۔

ریشما نے کہا حملہ میں چھڑے اس کے بچے 6 دن بعد اسے ملے۔ اس نے کہا کہ اس نے 8 بچوں کو فساد میں سے بچایا۔ اس نے بھی حاملہ خاتون کوڑے کے واقعہ کی تصدیق کی۔

کیمپ کمیٹی کے ممبروں نے احمد آباد کے کلکٹر سے اپیل کی کہ وہ ان کی ضروریات کے تئیں ذمہ داری اور رحمہ لی سے دیکھیں۔ وہ اس بات سے ناراض تھے کہ سرکار کے کسی بھی سینئر افسر یا سیاسی لیڈر نے ابھی تک کیمپ کا دورہ نہیں کیا ہے۔

ٹیم نے سر جو اس مندر کے ذریعہ چلائے جانے والے ایک کیمپ کا دورہ کیا جہاں 106 ہندو خاندانوں کے 471 ممبر 28 فروری سے وہاں رہ رہے ہیں۔ شریعتی کیلاش بین اور ان کی دوستیوں نے ٹیم سے بات چیت کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ خاندان مسلم علاقہ کے درمیان میں واقع پریم دروازہ باگری دان سے اپنے گھر چھوڑ کر آئے تھے ان لوگوں نے بتایا کہ مسلمانوں کی ایک بھیڑ نے ان پر حملہ کیا اور انہوں نے اپنی ساری املاک کھو دی ہیں۔ ٹیم کے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اس واقعہ میں نہ ہی ان کے خاندان کا کوئی آدمی مارا گیا اور نہ زخمی ہوا۔ ان لوگوں نے ایس آر پی پر کوئی مدد نہ

شریعتی
کیلاش بین اور
ان کسی دو
ساتھیوں نے
ٹیم سے بات
جیت کی انہوں
نے کہا کہ یہ
خلندان مسلم
علاقہ کے
درمیان میں
واقعہ سپریم
دروازہ باگری
وان سے اپنے
گھر چھوڑ کر
آئے تھے۔ ان
لوگوں نے بتایا
کہ مسلمانوں
کی ایک بھیڑ نے
ان پر حملہ کیا
اور انہوں نے
اپنی ساری
املاک کھو دی
ہیں ٹیم کے ایک
سوال کے
حساب میں
انہوں نے کہا کہ
اس واقعہ میں
نہ ہی ان کے
خلندان کا
کوئی آدمی
مارا گیا اور نہ
رخمی ہوا۔

کرنے کا الزام لگایا۔ ان لوگوں نے اور کوئی شکایت تحریری یا زبانی طور پر نہیں کی۔
وزیر اعلیٰ کی چیرمین سے ملاقات

شری نریندر مودی، وزیر اعلیٰ گجرات نے چیرمین کو 21 مارچ کی صبح 9 بجے راج
بھون بلایا اور ان سے ایک گھنٹے سے زیادہ بات کی، جس میں انہوں نے چیرمین کو یقین
دلایا کہ ریاست میں حالات معمول پر لانے کے لیے انتظامیہ ضروری قدم اٹھا رہا ہے۔
انہوں نے وعدہ کیا کہ قومی انسانی حقوق کمیشن کو تفصیلی رپورٹ کچھ دنوں میں بھیج دی
جائے گی۔ وزیر اعلیٰ نے چیرمین کو ایک ماہ بعد پھر ریاست کا دورہ کرنے کی دعوت دی تاکہ وہ
اپنی آنکھوں سے یہاں امن کی بحالی دیکھ سکیں۔ انہوں نے کمیشن سے اپیل کی کہ وہ بیرہ
کمپنیوں کو مناسب ہدایت مشورہ دیں کہ وہ فساد سے متاثر لوگوں کے دعوؤں کو نمٹائیں۔
انہوں نے چیرمین کو یقین دلایا کہ کسی بھی طالب علم کو امتحان پالیسی کی وجہ سے نقصان
اٹھانے نہیں دیا جائے گا۔

تاجروں کا وفد

دیا پار منڈل (ہندو) کا ایک وفد مشنری علاقہ سے ٹیم سے ملنے کے لیے آیا اور
28-29 فروری کو مسلم فرقہ کے لوگوں کے ذریعہ 17 دکانوں کو لوٹنے کی بات کہی۔
ان لوگوں نے عدم تحفظ کا اظہار کرتے ہوئے وہاں ایس آر پی تعینات کرنے کا مطالبہ کیا
جو وہاں 1985 سے تعینات تھی اور 8 مہینے قبل میونسپل کارپوریشن کے ذریعہ "پانی پیاد"
بنادینے کی وجہ سے ہٹا دی گئی تھی۔

(چیرمین نے شری کمار سوامی، آئی جی پی انسانی حقوق سیل سے معاملے کی تحقیقات
کرنے اور ان لوگوں کی حفاظت کے لیے اہم قدم اٹھانے کے لیے کہا)
کچھ کارسیو کوں کی ٹیم سے ملاقات

گودھراواتھ کے دو متاثرین نے ٹیم سے راج بھون میں 20 مارچ کو ملاقات کی۔

جلتے ہوئے
کوچ سے اس
نے 18 لوگوں
کو باہر
کھینچ کر ان
کی جان
بچائی۔
انہوں نے کہا
کہ مسلم فرقہ
پورے گجرات
کو کشمیر بنا
دینا چاہتا
ہے۔ انہوں نے
کہا کہ بھیڑ
نے عورتوں
کو خاص
طور پر
نشانہ بنایا۔
انہوں نے کہا
کہ
کارسیوکوں
میں شامل
3-4 خواتین
ابھی بھی
لاپتہ ہیں۔ ان
کا نام
پوچھنے پر
انہوں نے
بتایا کہ وہ
بھار کی تھیں
اور اس وجہ
سے وہ انکے
نام نہیں
جانتی

11 سالہ گائتری دختر ہرشد بھائی اپنے خاندان میں بچنے والی واحد لڑکی ہے۔ اس نے بتایا
کہ اس کی ماں، باپ اور دو بہنوں کی سابرمتی ایکسپریس کے کوچ نمبر ایس۔6 میں جل کر
موت ہو گئی۔ اس نے بتایا کہ ٹرین پر 1500 سے 2000 کی ایک بھیڑ نے حملہ کیا۔
اس نے آگے بتایا کہ بھیڑ چلا رہی تھی کہ لڑکیوں کو باہر نکالو۔ شریعتی ارطارتویدی جو گائتری
کے ساتھ تھی اس نے بتایا کہ وہ کوچ نمبر ایس۔5 میں سفر کر رہی تھی اور وہ پتھراؤ میں زخمی
ہو گئی۔

سنیل کمار جتنا پر سادتیواری اور اس کے بھائی امرجیت نے ٹیم سے سرکاری گیٹ
ہاؤس میں 21 مارچ 2002 کی صبح ملاقات کی۔ انہوں نے کہا کہ ان کے والد جتنا
پر ساد (67) اور ماں سورتی بین (54) گودھرا واقعہ میں مرنے والوں میں شامل تھے۔
ان میں سے ایک پرائیویٹ ٹی وی ریپورٹ شاپ میں کام کرتا ہے۔ اس کی دو کنواری بہنیں
ہیں۔ انہوں نے مدد اور نوکری کی اپیل کی۔

دشوہندو پریشد کی ایک کارکن شریعتی وینا بین رجوت نے سرکاری گیٹ ہاؤس میں
21 مارچ کی صبح ٹیم سے ملاقات کی۔ انہوں نے کہا کہ گودھرا سانحہ میں اور بھی لوگ
ہلاک ہوتے اگر ٹرین 6 گھنٹے تاخیر سے نہ چل رہی ہوتی۔ انہوں نے بتایا کہ تقریباً
2800 کارسیوک اس ٹرین سے سفر کر رہے تھے۔ اس نے دعویٰ کیا کہ جلتے ہوئے کوچ
سے اس نے 18 لوگوں کو باہر کھینچ کر ان کی جان بچائی۔ انہوں نے کہا کہ مسلم فرقہ
پورے گجرات کو کشمیر بنا دینا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھیڑ نے عورتوں کو خاص طور پر
نشانہ بنایا۔ انہوں نے کہا کہ کارسیوکوں میں شامل 3-4 خواتین ابھی بھی لاپتہ ہیں۔ ان
کا نام پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ وہ بھار کی تھیں اور اس وجہ سے وہ انکے نام نہیں جانتی۔

وڈوڈرا

قومی انسانی حقوق کمیشن کی ٹیم احمد آباد سے سڑک کے راستے 21 مارچ کو لگ بھگ 3 بجے

ایس پی کیشو
کمار نے بلوٹ
سے 100
لوگوں کو
بچانے کے
مشکل کام کی
داستان
سنائی، ڈی ایم
اور ایس پی نے
بتایا کہ اب ان
گاؤں میں
اقلیتی فرقہ کا
ایک بھی
شخص نہیں
انہوں نے ان
لوگوں کی
چھوڑی گئی
املاک، گھروں،
کھیتوں، زمین
اور فصلوں کی
حفاظت کے
بارے میں کوئی
امید نہیں
جتاؤں۔ ان
لوگوں نے بتایا
کہ ان سب
لوگوں کو
گودھرا اور
دھوڑ کے
ریلیف کیمپوں
میں رکھا گیا
ہے

وڈوڑا پنچ۔ ضلع افسروں کے ساتھ دو گھنٹے کی طویل میٹنگ کے بعد اس نے شہر کے کچھ
معزز شہریوں جو سماج کے مختلف طبقے سے تعلق رکھتے تھے سے ملاقات کی اور اس کے
بعد 2 سے 20 لوگوں پر مشتمل 7 مسلمانوں اور 10 ہندوؤں کے کل 17 وفد سے
ملاقات کی۔ اس طرح ٹیم نے کل 176 شہریوں سے ملاقات کی۔ حکام کے ساتھ
میٹنگ ڈی ایم بھگیش جھا سے شروع ہوئی۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ اپنے ضلع میں گودھرا
واقعہ کے رد عمل پر قابو پانے کے لیے فرقہ وارانہ طور پر حساس دابھوئی، پاڈرا اور کاراجان
میں اصرار کی ضرورت تھی۔ اپنے طور پر انہوں نے ای ایم ای کی ٹریگ یونٹ سے یکم
مارچ کی صبح فلیگ مارچ کرایا اور دیہی علاقوں میں فاریسٹ گارڈ تعینات کیے۔

ڈی ایم نے کہا کہ فرقہ وارانہ فسادات کی تاریخ میں پہلی بار ان کے ضلع کے دیہی
اور آدی واسی علاقہ فرقہ وارانہ تشدد سے متاثر ہوئے ہیں۔ فوج کو 5 مارچ کو دیہی علاقوں
کی جانب بھیجا گیا۔ 22 مارچ کو اقلیتی فرقہ کے 2517 لوگوں کو بچا کر محفوظ مقامات پر
پہنچایا گیا۔ ایس پی کیشو کمار نے بات سے 100 لوگوں کو بچانے کے مشکل کام کی
داستان سنائی۔ ڈی ایم اور ایس پی نے بتایا کہ اب ان گاؤں میں اقلیتی فرقہ کا ایک بھی
شخص نہیں۔ انہوں نے ان لوگوں کی چھوڑی گئی املاک، گھروں، کھیتوں، زمین اور فصلوں
کی حفاظت کے بارے میں کوئی امید نہیں جتائی۔ ان لوگوں نے بتایا کہ ان سب لوگوں کو
گودھرا اور دابھوڑ کے ریلیف کیمپوں میں رکھا گیا ہے۔ ان لوگوں نے آدی واسیوں کے
اقلیتی فرقہ کے لوگوں (جن میں بڑی تعداد میں بوہرہ مسلم تاجر ہیں) پر حملے کو تاجروں
کے ذریعہ آدی واسیوں کے استحصال کا نتیجہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔

آئی جی پی (زون) وڈوڑا دیکھ سوروپ جو کہ وہاں موجود تھے اس بات کی
تصدیق کی کہ ان کے علاقہ کے سبھی اضلاع جیسے بھروچ، نرمدا، پنچ محل اور دابھوڑ کے آدی
واسی گاؤں میں گزری کی وجہ سے مسلمان گھر چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ ڈی ایم نے بتایا

پولس

کمشنر نے پانی

گیٹ پولس

اسٹیشن علاقہ

میں آنے والے

اسلامک سینٹر

میں پڑھنے

والے 102

بچوں کو

بچانے میں

پولس کی

کلر کردگی کا

دعویٰ کیا۔ ابک

سوال کے

جواب میں

انہوں نے قبول

کیا کہ اسلامک

اسٹڈی سینٹر

کو جلا دیا گیا۔

یہ ایک حقیقت

تھی جس کا

لکھ گئے بیان

میں کوئی ذکر

نہیں تھا۔

کہ ضلع میں 20 مارچ تک 8 جانیں گئی ہیں (ہندو۔ 6، مسلمان۔ 2) دو مسلمانوں کی موت مشتعل بھیڑ کے ہاتھوں ہوئی۔ 2 ہندوؤں کو بھیڑ نے مار ڈالا اور 4 پولس فائرنگ میں مارے گئے۔

وڈوڈرا کے پولس کمشنر شری نو میچ نے نیم کو وڈوڈرا شہر کے حالات بتائے۔ انہوں نے کہا کہ تقریباً پورا شہر ہی اس سے متاثر تھا اور وقت پر کر فیولگا دیا گیا تھا۔ کمشنر نے 27 فروری سے 20 مارچ تک کے اہم واقعات کے بارے میں سلسلہ وار بیان کیا۔ شری پولس 27 فروری کو 10:20 پر اسٹیٹ کنٹرول بورڈ سے گودھارا یلوے اسٹیشن پر کارسیوکوں پر حملے کی اطلاع کے بعد مستعد کر دی گئی۔ سبھی پی آئی اور ایس آر پی کو مستعد کر دیا گیا اور پٹرولنگ شروع کر دی گئی۔ 27-28 فروری کی رات احتیاطی طور پر 95 لوگوں کو گرفتار کیا گیا۔ پولس کمشنر نے ساہرمتی اکسپریس کے وڈوڈرا پہنچنے کے بعد چھہرے بازی کے واقعہ کی بات مانی۔ جس میں ایک شخص کی موت اور دو لوگ زخمی ہو گئے تھے۔

انہوں نے کہا کہ انہوں نے اس واقعہ کو "تکنیکی وجوہات" سے رپورٹ میں شامل نہیں کیا ہے۔ اس لیے کہ یہ ریلوے پولس کے دائرہ عمل میں آتا ہے۔ 28 فروری کی صبح چھہرے بازی میں دو لوگوں کے قتل کی رپورٹ ملی ان میں سے ایک ٹرک ڈرائیور تھا جبکہ دوسرا آنٹرکسٹ ڈرائیور۔ 28 فروری کو صبح 8 بجے سے 6 تھانہ علاقوں میں کر فیولگا دیا گیا اسے شام 30-5 کے بعد 6 اور تھانہ علاقوں میں بڑھا دیا گیا۔

پولس کمشنر نے پانی گیٹ پولس اسٹیشن علاقہ میں آنے والے اسلامک سینٹر میں پڑھنے والے 102 بچوں کو بچانے میں پولس کی کارکردگی کا دعویٰ کیا۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے قبول کیا کہ اسلامک اسٹڈی سینٹر کو جلا دیا گیا۔ یہ ایک حقیقت تھی جس کا لکھ گئے بیان میں کوئی ذکر نہیں تھا۔

2-1 مارچ کی رات شہر کے باہر واقع انڈین روڈ پر ہنومان ٹیری علاقہ میں بیسٹ

1-2 مارچ کی رات شہر کے باہر واقع ڈائمنڈ روڈ پر ہنوماں ٹیکری علاقہ میں بیسٹ بیکری کو جلا دیا گیا۔ تلواروں، ہتھوروں اور کراسن تیل سے لیس 300 لوگوں کی بھیڑ نے حملہ کر کے بیکری کو لوٹ لیا۔ وہاں رہنے والے خاندانوں اور نوکروں کو چھرا مارنے کے بعد بھیڑ نے ہلڈنگ کو آگ لگا دی۔ ایف آئی آر میں 18 ملزموں کی پہچان کی گئی لیکن ابھی تک ایک بھی گرفتاری نہیں ہوئی ہے۔

بیکری کو جلا دیا گیا۔ تلواروں، ہتھوروں اور کراسن تیل سے لیس 300 لوگوں کی بھیڑ نے حملہ کر کے بیکری کو لوٹ لیا۔ وہاں رہنے والے خاندانوں اور نوکروں کو چھرا مارنے کے بعد بھیڑ نے ہلڈنگ کو آگ لگا دی۔ 9 مسلمان اور 3 ہندو مارے گئے اور 6 مسلمان زخمی ہوئے۔ ایف آئی آر میں 18 ملزموں کی پہچان کی گئی لیکن ابھی تک ایک بھی گرفتاری نہیں ہوئی ہے۔

وڈوڈرا کے پولس کمشنر کے پرنٹیشن سے یہ اطلاع ملی۔

”21 مارچ کی صبح تک وڈوڈرا میں کل 34 افراد (24 ہندو، 12 مسلمان اور ایک دوسرا مارے گئے)۔ پولس فائرنگ کے نتیجے میں 3 ہندو اور 3 مسلمان مارے گئے۔ 21 مارچ سے گزری کے دوران کل 125 لوگ 45 ہندو اور 80 مسلمان زخمی ہوئے۔ 16 پولس والے بھی زخمی ہوئے۔“

پولس کمشنر کے ذریعہ پیش کی گئی گرفتاری کی تفصیل نامکمل اور جھٹک تھی اس میں صرف یہی صاف تھا کہ 4 افراد 3 ہندو اور ایک مسلمان اسلحہ ایکٹ میں پکڑے گئے اور 2 (ایک ہندو اور ایک مسلمان) کو دھماکہ خیز اشیاء ایکٹ کے تحت گرفتار کیا گیا۔ باقی گرفتاریاں دفعہ 155 سی آر پی، بمبئی پولس ایکٹ دفعہ 135 اور کرنفو کی خلاف ورزی کرنے کے الزام میں کی گئیں۔ پولس کے ذریعہ پیش کی گئی تفصیل یہ بتاتی ہے کہ 132 گاڑیاں جس میں 6 لگوری بسیں اور 11 ٹرک شامل ہیں جلا دیے گئے اور تقریباً دس کروڑ کی املاک لوٹ لی گئی یا برباد کر دی گئی۔ کل 380 معاملے درج کئے گئے۔ 72 معاملوں کو سلجھایا گیا۔

پولس کمشنر نے بتایا کہ 8 مسجدیں، 7 درگاہیں اور ایک مندر کو گزری کے دوران نقصان پہنچایا گیا۔ وڈوڈرا ضلع میں 20 مارچ تک مرنے والوں کی تعداد 46 تھی جس میں شہر میں 37، ریلوے اسٹیشن پر ایک اور دیہی علاقہ میں 8 لوگ شامل ہیں۔ ان میں

معزز شہریوں سے تبادلہ خیال

تبادلہ خیال سے جو باتیں سامنے آئیں۔

اکثریتی فرقہ
کے کئی لوگوں
نے بتایا کہ
فسادات
گودھرا سانحہ
کے رد عمل کا
نتیجہ تھے۔

1۔ اکثریتی فرقہ کے کئی لوگوں نے بتایا کہ فسادات گودھرا سانحہ کے رد عمل کا نتیجہ تھے۔

ان لوگوں نے آگے کہا کہ احمد آباد، وڈوڈرا، اور گودھرا میں پاکستان کے لوگوں کے

آنے جانے میں اضافہ سے یہاں کے لوگوں میں غصہ تھا۔ ان کا ماننا ہے کہ گودھرا

میں کارسیوکوں پر حملہ منصوبہ بند تھا اور اس میں باہری ہاتھ شامل تھا۔ مقامی

مسلمانوں اور ہندوؤں کو ایک ساتھ شانتی سے رہنے میں کوئی مشکل نہیں تھی۔ یہ

صرف پڑوسی ممالک سے آنے والے لوگ ہیں جنہیں بڑی تعداد میں غیر ملکی کرنسی

مل رہی ہے اور جو ہندوستان میں مشکلات پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

2۔ میڈیا نے گودھرا سانحہ کی بار بار تصویریں دکھا کر منفی رول ادا کیا جس سے لوگوں کے

صبر کا بندھن ٹوٹ گیا اور وہ مشتعل ہو گئے۔

3۔ مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے کچھ لوگوں نے کہا کہ کچھ لوگ اور پارٹیاں گودھرا سانحہ

کی مذمت کرنے کے لیے آگے نہیں آئیں۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر گودھرا میں

کارسیوکوں پر حملے کی نظریاتی اختلافات سے اٹھ کر سختی سے مذمت کی جاتی تو لوگوں

کا غصہ ٹھنڈا پڑ سکتا تھا۔

4۔ بعض کے مطابق دیہی علاقوں میں گز بڑی کی جڑ اقلیتی فرقہ کے ذریعہ آدمی

واسیوں کے معاشی اور دوسرے طرح کے استحصال کی وجہ سے ہے۔ جبکہ ایک شخص

کا ماننا ہے کہ یہ حکمران جماعت کی سیاسی چال ہے جس سے وہ آدمی واسیوں کو بھڑکا

کر مسلمانوں کو باہر نکالنے کا اپنا نشانہ پورا کرنا چاہتے ہیں۔

5۔ یہ فسادات پچھلے فسادات سے اس معنی میں الگ تھے کہ اس بار پرانے حساس

بعض کے
مطابق دیہی
علاقوں میں
گڑ بڑی کی جڑ
اقلیتی فرقہ کے
ذریعہ آدمی
واسیوں کے
معاشی اور
دوسرے طرح
کے استحصال
کی وجہ سے
ہے۔ جبکہ ایک
شخص کا ماننا
ہے کہ یہ
حکمران
جماعت کی
سیاسی چال
ہے

مجہلی ہیٹھ
مسافر خانہ
(10) کسے
نملٹنوں نے
15 مارچ کے
واقعات بیان
کیے

تقریباً 2:30
بجے 500
لوگوں کی ایک
بھیڑ احمد واڑی
مندر میں آرتی
کے بعد مجہلی
ہیٹھ کی جانب
بڑھنے لگی۔
دفعہ 144 نافذ
ہونے کے بعد
بھی پولس نے
اس بھیڑ کو
نہیں روکا 6-7
پولس والوں
کی موجودگی
میں جو جلوس
کے ساتھ چل
رہے تھے بھیڑ یہ
نعرہ لگا رہی
تھی "باندیو۔
ہلکستان واپس
جلا۔ بامر کی
اولادوں
ہندوستان
چھوڑ دو"

علاقوں کو چھوڑ کر نئے علاقوں میں تشدد پھیلا اور پہلی بار ہندوؤں نے آگے بڑھ کر حملہ کیا۔

6۔ بہت سے لوگوں نے انتظامیہ کی پہلے دور میں فسادات سے کامیابی سے نمٹنے کی تعریف کی لیکن 15 مارچ کے بعد دوسرے دور کے تشدد میں اسی انتظامیہ کو کمزور اور منقسم بتایا جب ایودھیا شیلادان پر رام دھن کے جلوس نکالے جا رہے تھے۔ اس سلسلہ میں مجھی پیٹھ کے واقعہ کی مثال دی۔

رضا کارا یجنسیوں کے نمائندوں اور شہری کمیٹیوں نے قومی انسانی حقوق کمیشن کی ٹیم کے سامنے یہ باتیں رکھیں۔

1۔ جیمبر آف کامرس اور فورم آف انڈسٹریز (18) نے کہا کہ گودھرا سانحہ کے بعد تشدد کی تیزی اس سے بہت کم ہوتی اگر کار سیوکوں کو 27 فروری کو زندہ جلانے کی سبھی پارٹیاں نظریاتی اختلافات سے اوپر اٹھ کر مذمت کرتیں۔ انہوں نے ضلع انتظامیہ اور پولس کی کشیدگی بھرے ماحول میں کامیابی سے کام کرنے کے لیے تعریف کی۔

2۔ قریبی جماعت خانہ کے نمائندوں نے کلکٹر کی 400-500 مسلمانوں کی جان بچانے کے لیے تعریف کی جبکہ اسلامک اسٹڈی سینٹر کو جلانے پر ناراضگی ظاہر کی۔

3۔ مجھلی پیٹھ مسافر خانہ (10) کے نمائندوں نے 15 مارچ کے واقعات بیان کیے کہ کس طرح ایودھیا میں شیلادان کے بعد بحر تک دل اور وشو ہندو پریشد نے رام دھن کی اپیل کی۔ تقریباً 2:30 بجے 500 لوگوں کی ایک بھیڑ احمد واڑی مندر میں آرتی کے بعد مجھلی پیٹھ کی جانب بڑھنے لگی۔ دفعہ 144 نافذ ہونے کے بعد بھی پولس نے اس بھیڑ کو نہیں روکا 6-7 پولس والوں کی موجودگی میں جو جلوس کے ساتھ چل رہے تھے بھیڑ یہ نعرہ لگا رہی تھی "باندیو۔ پاکستان واپس جاؤ۔ باہر کی

کچھ لوگ
ترشول اور
تلواریں لے کر
رہائشی لین میں
چلے گئے اور
پتھراؤ شروع کر
دیا۔ کچھ لوگوں
نے لہنی ہینٹ
اتار کر سڑکوں
پر ناچنا شروع
کر دیا اسی وقت
4 جیپوں میں
پولس والے وہاں
آئے۔

پولس نے وہاں
کامبنگ آپریشن
شروع کیا۔
مکینوں کے ساتھ
بدسلوکی کی
اور 13 لوگ
جس میں 12
سال کا ایک لڑکا
اور 60 سال کا
ایک ہی کا ایک
مریض بھی
شامل ہے گرفتار
کر لیا۔ ان سبھی
لوگوں کی ہتھالی
کسی کسی اور
انہیں پولس
اسٹیشن لے جایا
گیا

اولادوں ہندوستان چھوڑ دو۔ یہ بھیڑ مسلمانوں کی کئی دوکانوں جس میں بوٹ
ہاؤس اور ناڈر شوز شامل ہیں کو جلاتے ہوئے بجھلی تاکہ پر 30-3 پر بجھی۔ بجھلی پیٹھ
پہنچنے کے بعد ریلی میں شامل کچھ لوگ ترشول اور تلواریں لے کر رہائشی لین میں
چلے گئے اور پتھراؤ شروع کر دیا۔ کچھ لوگوں نے اپنی چینٹ اتار کر سڑکوں پر ناچنا
شروع کر دیا۔ اسی وقت 4 جیپوں میں پولس والے وہاں آئے۔ دونوں طرف سے
پتھراؤ جاری تھا۔ پولس نے آتے ہی اسٹین گنوں اور ریو لوروں سے فائرنگ شروع
کر دی۔ پولس فائرنگ لگ بھگ 25 منٹ تک جاری رہی ان کا نشانہ بجھلی پیٹھ
کے باشندے تھے۔ انہوں نے آنسو گیس کے کچھ گولے بھی چھوڑے۔ لگ بھگ
15 منٹ کی پولس فائرنگ کے بعد وہاں فوج پہنچ گئی اور حالات پر قابو پایا۔ پھر
بھیڑ وہاں سے غائب ہو گئی۔ پولس نے وہاں کامبنگ آپریشن شروع کیا۔ مکینوں
کے ساتھ بدسلوکی کی اور 13 لوگ جس میں 12 سال کا ایک لڑکا اور 60 سال کا
بی کا ایک مریض بھی شامل ہے گرفتار کر لیا۔ ان سبھی لوگوں کی ہتھالی کی گئی اور انہیں
پولس اسٹیشن لے جایا گیا۔

6۔ شام 30-7 بجے میونسپل کونسلر اور بجرنگ دل چیف نیرج جین اور ارجے دوے کے
اکساوے پر بجرنگ دل کے کارکنوں نے پڑوس کی لین کی اونچی بلڈنگ سے اس
وقت مسجد پر پتھراؤ کیا جب وہاں کئی مسلمان شام کی نماز ادا کر رہے تھے۔ ایک
پولس افسر شری آراین راٹھور نے نیرج جین کی جانب تقریباً 20 نازکے۔ اس کے
بعد کامبنگ آپریشن میں پولس نے 12 لوگوں جس میں ایک اسٹیج سکر اور ایک وکیل
شامل ہیں گرفتار کر لیا۔ بجھلی پیٹھ سے گرفتار سبھی لوگوں کے خلاف 307 آئی پی سی
کے تحت معاملہ درج کیا گیا۔ دفعہ کے لیڈر نے بتایا کہ 12 سالہ گرفتار لڑکا حقیقت
میں پناہ گزین تھا۔ جو تری سالہ علاقہ سے راحت کمپ میں آیا تھا۔ انہوں نے نیم کو

وہ دے بتایا کہ پولیس ان کی شکایت پر ایف آئی آر درج کرنے میں آنا کلفتی کر رہی ہے۔ ان کے ذریعہ بنائے گئے ملزموں کے نام نہیں درج کیے جا رہے ہیں۔ پولیس کچھ معاملوں میں دو کللوں کی لوٹ میں شامل لوگوں کو حلتی ہے۔ پولیس ان لوگوں پر زور ڈال رہی ہے کہ وہ لوٹی گئی اشیاء کو سڑک پر پھینک دیں جسے لاوارث اشیاء کے طور پر پولیس ضبط کرے گی اور لٹیروں کے خلاف کنٹرولیشن بھی ہوگی

بحرنگ دل کے دھندے کھاکہ یہ گڑبڑی گودھرا صاحبہ کے رد عمل کا نتیجہ تھا ان لوگوں نے عید کے موقع پر بھڑوچ میں 300 گایوں کے گتے حلتے کی جبر پر ہندوؤں کی سارا سکی کا حوالہ دیا

بتایا کہ مچھلی پیٹھ کے بہت سے مسلمانوں کو ان کے ہندو مالکوں نے نوکری سے نکال دیا ہے۔

5۔ وفد نے بتایا کہ پولیس ان کی شکایت پر ایف آئی آر درج کرنے میں آنا کلفتی کر رہی ہے۔ ان کے ذریعہ بنائے گئے ملزموں کے نام نہیں درج کیے جا رہے ہیں۔ پولیس کچھ معاملوں میں دو کللوں کی لوٹ میں شامل لوگوں کو جانتی ہے۔ پولیس ان لوگوں پر زور ڈال رہی ہے کہ وہ لوٹی گئی اشیاء کو سڑک پر پھینک دیں جسے لاوارث اشیاء کے طور پر پولیس ضبط کرے گی اور لٹیروں کے خلاف کارروائی نہیں ہوگی۔ اس کے باوجود وفد نے انتظامیہ پر اعتماد ظاہر کیا اور کہا کہ اس نے کئی جانیں بچائی ہیں۔

6۔ بحرنگ دل کے وفد نے کہا کہ یہ گڑبڑی گودھرا سانحہ کے رد عمل کا نتیجہ تھا۔ ان لوگوں نے عید کے موقع پر بھڑوچ میں 300 گایوں کے کانے جانے کی خبر پر ہندوؤں کی ناراضگی کا حوالہ دیا۔

7۔ ہندو سرکشادل کے پروین راول نے کہا کہ واسناروڈ کے قریب دیوالی پورا علاقہ میں پناہ گزینوں کے اکٹھا ہونے سے کشیدگی میں اضافہ ہوا اور کمپ کو بعد میں وہاں سے دوسرے مقام پر لے جایا گیا۔

8۔ کئی وفد نے گودھرا سانحہ کو بار بار دکھانے پر میڈیا کے رول کو مٹتی بتایا اور کہا کہ اس سے لوگوں کے جذبات مشتعل ہوئے۔

9۔ شری کرت بھٹ چیرمین پی یو سی ایل گجرات نے ممبئی کو ڈوڈرا کے ایک معزز شہری، پروفیسر ایس بندوق والا جو کہ ہندو اور مسلمان دونوں کی شدت پسندی کی نکتہ چینی کرتے ہیں کی حالت سے واقف کرایا۔ تقریباً 20 لوگوں کی ایک بھیڑ نے 28 فردی کو 10 بجے ان کے گھر پر حملہ کیا۔ ان کے کپاؤنڈ میں کھڑی ایک کار پوری

شری گورت
بھٹ نے بتایا کہ
دوسرے دور
میں تشدد 15
مارچ سے
ایودھیا میں
شیلا دان کو
دیکھتے ہوئے
رام دھن کے
جلوسوں سے
شروع ہوئے۔
مسلمانوں کے
ادارے جو پہلے
دور میں بچ
گئے تھے ان پر
منصوبہ بند
طریقہ پر
دوسرے دور
میں حملہ ہوا۔

طرح جلا دی گئی۔ دوسری کو توڑ ڈالا گیا۔ پروفیسر بندوق والا اور ان کی بیٹی کو ان
کے ہندو پڑوسیوں نے بچایا جنہوں نے انہیں پتاہ دی۔ انہوں نے اپنا گھر پولس کی
نگرانی میں اس وقت چھوڑا جب ان کے گھر پر دوبارہ حملہ ہوا اور ان کے ہندو پڑوسی
خود پر حملے کے ڈر سے 3-4 دنوں تک چھپے رہے۔

10۔ شری گورت بھٹ نے ٹیم کو بتایا کہ وڈو ڈرا میں 27 فروری کو دوپہر یلوے اسٹیشن
پر گودھرا سے ساہرمتی ایکسپریس پہنچنے پر پولس کی موجودگی میں چھپنے کی بازی کے
واقعہ سے کشیدگی بڑھنے لگی۔ اس واقعہ میں ایک مسلمان کی موت ہو گئی۔ جبکہ دوزخی
ہو گئے۔ شری بھٹ نے مقامی لیڈروں پر مقامی الیکٹرانک میڈیا کا غیر ذمہ داری
سے استعمال کرنے کا الزام لگایا۔ انہوں نے کمیشن سے گزارش کی کہ وہ مقامی ٹی
وی چینل (جے ٹی وی، دیپ اور وی این ایس) پر اے جے دیو، ظنی بھٹ، دیپک
کھارنیکر، نیرج جین، بھارتی جین، جیتندر سکھاڈیا اور دوسروں کی تقریروں کے
ویڈیو کیسٹ دیکھے۔ شری گورت بھٹ نے بتایا کہ دوسرے دور میں تشدد 15 مارچ
سے ایودھیا میں شیلا دان کو دیکھتے ہوئے رام دھن کے جلوسوں سے شروع ہوئے۔
مسلمانوں کے ادارے جو پہلے دور میں بچ گئے تھے ان پر منصوبہ بند طریقہ پر
دوسرے دور میں حملہ ہوا۔

گودھرا

یہ ٹیم 22 مارچ کو صبح 10 بجے گودھرا پہنچی۔ ضلع مجسٹریٹ جینٹی ایس راوی نے ٹیم کو موجودہ
حالات سے واقف کرایا۔ ٹیم نے اس کے بعد گودھرا اسٹیشن کے قریب اس مقام کا جائزہ
لیا جہاں 27 فروری کو ساہرمتی ایکسپریس کے نشانہ بننے والے کوچ ایس 5 اور ایس 6 کو
کھڑا کیا گیا تھا۔ ٹیم نے دونوں کوچوں کا جائزہ لیا اور پایا کہ کوچ ایس 6 کی اسٹیل فریم
کے علاوہ سبھی چیزیں جل کر بالکل راکھ ہو چکی ہیں۔ یہ ٹیم اس کے بعد ریلوے اسٹیشن گئی

ایک چائے والے
شری بھیروں
سنگھ نے بتایا
کہ کارسیوکوں
نے صدیقی سے
جھگڑا کیا۔ آر
پی ایف کے
کانسٹبل کرن
سنگھ یادو نے
کہا کہ اس نے
2-3 مسافروں
کو ایک چائے
والے سے جھگڑا
کرتے دیکھا۔
جی آر پی کے
ایس آئی
چھتر سنگھ
جوہان نے کہا
کہ کارسیوک
چائے والے کو
مجبور کر رہے
تھے کہ وہ "جے
شری رام"
کانعرہ لگائے۔

اور اس نے وہاں اسٹیشن پر منڈنٹ شری جے سنگھ کٹیجا اور 27 فروری کے واقعہ کے کچھ
دوسرے چشم دید گواہوں سے بات چیت کی۔ ایک چائے کے اسٹال کے مالک شری
شریف غلام رسول نے کہا کہ 27 فروری کو صبح لگ بھگ 8 بجے ساہرمتی اسپریش اسٹیشن
پر پہنچی۔ جب ساہرمتی اسپریش اسٹیشن پر آئی اس نے نعرہ لگاتے ہوئے مسافروں کو
دیکھا جو ٹرین سے باہر آرہے تھے۔ اس نے چائے بیچنے والے صدیقی بوکار سے ان
لوگوں کے جھگڑے کی بات ٹرین چھوٹنے کے بعد سنی۔ ایک چائے والے شری بھیروں
سنگھ نے بتایا کہ کارسیوکوں نے صدیقی سے جھگڑا کیا۔ آر پی ایف کے کانسٹبل کرن سنگھ
یادو نے کہا کہ اس نے 2-3 مسافروں کو ایک چائے والے سے جھگڑا کرتے دیکھا۔ جی
آر پی کے اے ایس آئی چھتر سنگھ جوہان نے کہا کہ کارسیوک چائے والے کو مجبور کر رہے
تھے کہ وہ "جے شری رام" کانعرہ لگائے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ ایک کارسیوک نے ایک
مسلمان چائے والے کی یہ کہہ کر داڑھی کھینچی کہ وہ "جے شری رام" بولے۔ ان لوگوں نے
چائے والوں کی پٹائی بھی کی۔ جب ٹرین چلی اس سے پہلے کہ وہ پلیٹ فارم چھوڑتی زنجیر
کھینچ دی گئی۔ جیسے ہی ٹرین رکی اس پر بائیں جانب سے پھراؤ ہوا۔ جی آر پی اسٹاف
نے بھیڑ کا پیچھا کیا اور پھر ٹرین آگے بڑھ سکی۔ جبکہ دوسری بار لگ بھگ ایک کلومیٹر کی
دوری طے کرنے کے بعد "اے" کیبن کے قریب دوبارہ زنجیر کھینچ دی گئی اور ٹرین رک
گئی۔ یہی وہ مقام تھا جہاں ایس 5 اور ایس 6 پر بھیڑ نے زبردست پھراؤ کیا۔ بھیڑ نے
بعد میں کوچ ایس 6 میں آگ لگا دی۔ ایم جے بھلا پی ایس او جی آر پی نے کہا کہ انہوں
نے واقعہ کے بارے میں 8 بجے سا اور اس سے پہلے کہ 8:15 پر چائے واردات پر پہنچے
کوچ جل چکا تھا ان کے مطابق یہ 500 سے 700 کی بھیڑ تھی۔ انہوں نے کہا کہ ان
کے حکم پر بھیڑ کو تتر بتر کرنے کے لیے 4 راونڈ فائر کیے۔ شری جے سنگھ کٹیجا اسٹیشن
پر منڈنٹ نے کہا کہ وہ واقعہ کے بعد پہنچے اور انہوں نے کارسیوکوں اور مسلمان چائے

والوں سے ”شری رام بولو“ نعرہ لگانے پر جھگڑے اور پھر ٹرین پر حملے کی بات سنی۔ انہوں نے کہا کہ ٹرین 7:43 منٹ پر پہنچی اور 7:48 پر اس نے اسٹیشن چھوڑا۔ پہلی زنجیر 7:50 پر کھینچی گئی۔ ٹرین دوبارہ 7:55 پر چلی اور دوسری بار 7:58 پر زنجیر کھینچ کر روک لی گئی۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے سول حکام آر پی ایف اور جی آر پی کو جائے واردات پر بھیجا۔ اس کے بعد ضلع پولس وہاں پہنچی تب فائرنگ کر کے حالات کو قابو میں لایا گیا۔ فائرنگ میں 3 حملہ آوروں کی موت ہو گئی۔ پولس فائرنگ حملہ آوروں کو دور بھگانے میں کامیاب رہی اور زیادہ جانی نقصان نہیں ہوا۔

ڈی ایم نے ایم کو ضلع انتظامیہ کے ذریعہ زخمیوں کے علاج کے لیے اٹھائے گئے اقدام سے واقف کرایا۔ ٹرین کو 12:40 پر کوچ ایس 5 اور ایس 6 کو چھوڑ کر آگے جانے دیا گیا۔ اس واقعہ میں 58 جانیں (26 عورتیں، 12 بچے، 20 مرد) گئیں۔ سبھی کو زندہ جلا دیا گیا۔

انہوں نے ضلع انتظامیہ کے ذریعہ لاشوں کو پوسٹ مارٹم کے بعد اسی دن بھیجنے کے انتظام کا بھی ذکر کیا۔

اس خونخوار واقعہ کے پر تشدد رد عمل کو روکنے کے لیے گودھرا شہر میں اسی دن 10:55 سے کر فیو لگا دیا گیا۔ 28 فروری کو کلوال شہر، ویکبل پور، دیرول، ہلول، لوناوڑ اور گوبوگمہ شہروں میں کر فیو لگا دیا گیا۔ سنت رام پورشی میں یکم مارچ اور سورا رام پور (کشن پور) ۲ تا پور اور سورواہدف میں 2 مارچ کو کر فیو لگا دیا گیا۔ فوج کو یکم مارچ کو بلایا گیا۔ اور اس کے 3 کالم کو گودھرا، لوناوڑ، ہلول میں تعینات کر دیا گیا جہاں فوج کے کارگر فلیگ مارچ کرائے گئے۔ 8 فسادی 3 مارچ کو فوج کی فائرنگ میں زخمی ہوئے اور ایک شخص 4 مارچ کو زخمی ہوا۔ فوج نے کچھ دیہی علاقوں میں وہاں پھنسے مسلم طبقہ کو زندہ بچ کر نکالنے کے لیے فائرنگ کی۔ فوج کو پوری کامیابی سے استعمال کیا گیا۔ فوج سے کارگر

فوج نے کچھ دیہی علاقوں میں وہاں پھنسے مسلم طبقہ کو زندہ بچا کر نکالنے کے لیے فائرنگ کی۔ فوج کو پوری کامیابی سے استعمال کیا گیا۔ فوج سے کارگر ہٹرو لنگ کرائی گئی جس سے اقلیتی فرقہ کے لوگوں کو بچانے میں مدد ملی۔ ڈی ایم نے بتایا کہ کل 7009 لوگوں کو بچایا گیا جس میں 1065 گوبھرا اور بلیقی 27 دوسرے گاؤں کے تھے۔

ڈی ایم نے کہا کہ ضلع میں ان فسادات میں 90 لوگ مارے گئے جسمیں 77 مسلمان اور 4 ہندو میں 9 لوگ فوج پولس کی فائرنگ میں مارے گئے

کل 144 معاملے درج کئے گئے ہیں جسمیں قتل کے الزام میں 17 قتل کی کوشش کے الزام میں 3، لوٹ رٹکیتی کے 45، آگ زنی کے 54 اور فساد کرنے کے 25 معاملے درج کیے گئے

پٹرولنگ کرائی گئی جس سے اقلیتی فرقہ کے لوگوں کو بچانے میں مدد ملی۔

ڈی ایم نے بتایا کہ کل 7559 لوگوں کو بچایا گیا جس میں 1065 گودھرا اور باقی 27 دوسرے گاؤں کے تھے۔ انہیں محفوظ مقام پر پہنچایا گیا۔ ڈی ایم اور ایس پی نے تصدیق کی کہ ان 27 گاؤں میں اب کوئی بھی مسلم آبادی نہیں ہے۔ ان لوگوں نے ان کے گھروں، ان کی بھتی، زمین اور کھڑی فصلوں کے بارے میں کوئی حتمی اطلاع نہیں دی۔

پچھے لکھے گئے مقامات پر اسپیشل پولس پروٹیکشن کا بندوبست کیا گیا۔

مقام	تعلقہ	مسلم آبادی
کارنیا	خان پور	4000
آختل واڑ	کدات	5000
پلو	راج گڑھ	2100
بسکا	ہلول	1200
خاند پو	جمو گھوڑا	100
دبجل پور	کلول	800

8159 لوگوں نے گودھرا کے اقبال پرائمری اسکول کمپ سمیت 7 ریلیف کیمپوں میں پناہ لے رکھی ہے یہ کمپ اقلیتی فرقہ کے ذریعہ خود چلائے جا رہے ہیں۔ جبکہ یہاں اناج اور دودھ انتظامیہ سپلائی کر رہا ہے۔

ڈی ایم نے کہا کہ ضلع میں فسادات میں 90 لوگ مارے گئے جسمیں 77 مسلمان اور 4 ہندو میں 9 لوگ فوج پولس کی فائرنگ میں مارے گئے۔ پانڈوراڈھ (23 مرے) کلول (14)، لہروا (13)، انبالو (11) فساد سے سب سے زیادہ متاثر گاؤں رہے۔

فائرنگ میں مرنے والے فوج 1 (ہندو)، جی آر پی 2 (مسلمان) پولس 6 (3 ہندو 3 مسلمان) ابتدائی اندازے کے مطابق 2595 گھر، 801 دکانیں اور تجارتی

فساد میں کل 12
درگاہ اور 23
مسجدیں توڑ دیں
گئیں۔ ہر واقعہ
میں کیس درج
کیے گئے ہیں۔
ہندو فرقہ کے کل
76 لوگوں کو
گرفتار کیا گیا
ہے۔

کل 144 معاملے درج کئے گئے ہیں جس میں قتل کے الزام میں 17، قتل کی کوشش
کے الزام میں 3، لوٹ رڈ کیتی کے 45، آگ زنی کے 54 اور فساد کرنے کے 25
معاملے درج کیے گئے۔ 27 فروری سے 20 مارچ تک کل 405 لوگوں کو گرفتار کیا گیا۔
جس میں 320 ہندو اور 25 مسلمان ہیں۔ اس میں 4 اتھیتی فرقہ اور 7 اکثریتی فرقہ کے
لیڈر بھی شامل ہیں۔

25 سالہ بلقیس
نے بتایا کہ داهوڑ
ضلع، لمکھپڑہ
تعلقہ کے رنڈیکا
پور گلوں میں
لوگوں کی ایک
بھیڑ نے اس کی
آبروریزی کی۔
ڈی ایم نے بتایا
کہ اس کی
شکایت ایگزیکٹو
مجسٹریٹ نے
ریکارڈ کی ہے
حس میں اس نے
12 لوگوں کے نام
لکھائے ہیں۔ ایف
آئی آر بھی درج
کی گئی ہے اور
اسی آگے
کلروائی کے لیے
لمکھپڑہ پولس
اسٹیشن بھیج دیا
گیا ہے

شری جی کے اگجا اسپتال آئی جی پی سی آئی ڈی کرائم 27 فروری کو گودھرا میں ٹرین
جلانے کے واقعہ کے سلسلہ میں درج معاملوں کی جانچ کے بارے میں ٹیم کے پوچھے گئے
سوالات کا اطمینان بخش جواب نہیں دے پائے۔ انہوں نے جانکاری دی کہ 27 فروری
کو 2 معاملے آئی جی پی سی کی دفعات انڈین ریلوے ایکٹ اور پولیو کی تحت درج کیے گئے
ہیں۔ دونوں معاملوں کی جانچ ویسٹرن ریلوے احمد آباد کے ایس ڈی پی او شری کے سی
بابا کر رہے ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اتنا اہم معاملہ ریاستی سی آئی ڈی کو فرانسفر
نہیں کیا گیا ہے۔

فساد میں کل 12 درگاہ اور 23 مسجدیں توڑ دیں گئیں۔ ہر واقعہ میں کیس درج کیے
گئے ہیں۔ ہندو فرقہ کے کل 76 لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔

گودھرا کے ریلیف کمپ کا دورہ

ٹیم نے اقبال پرائمری ریلیف کمپ کا دورہ کیا جہاں 3040 لوگ ہیں۔ یہ گودھرا کا
اکیلا ریلیف کمپ ہے۔ ٹیم نے یہاں کچھ فساد زدگان سے ملاقات کی اور ان کی درد بھری
کہانی سنی۔

پانچ روڑہ گاؤں کی ایک دس سالہ لڑکی نورالتسا نے بتایا کہ اس کے چچا کو فساد میں
مار دیا گیا۔ موکھا (ایچ تعلقہ) کی 25 سالہ بلقیس نے بتایا کہ داهوڑ ضلع، لمکھپڑہ تعلقہ کے

ایک نوجوان خاتون مقصودہ جس کے سر پر تلوار کے زخم تھے کو انجانو گلوں سے بچلایا گیا۔ اس نے بتلایا کہ اسے دو بچوں کے ساتھ حن کی موت ہو گئی کنویں میں پھینک دیا گیا تھا۔ اس نے بتلایا کہ کل 12 لوگوں کو کنویں میں پھینکا گیا تھا۔ اس میں صرف 3 ہی بچے ہائے باقی 9 کی موت ہو گئی۔ ڈی ایم نے بھی اس کی تصدیق کی۔

دھوڑے سات بار لوک سبھا کا انتخاب جیتنے والے سانجی بھٹی دھوڑے کے بیٹے نے کہا کہ وی ایچ پی اور بجرنگ دل کے کارکنان نے آدی واسیوں کو مسلمانوں پر حملے کے لیے اکسلیا

انہوں نے کہا کہ ہلنڈواڑہ گلوں میں لگ بھگ 100 مسلمانوں کو جلا لیا گیا۔

ریڈیکا پور گاؤں میں لوگوں کی ایک بھیڑ نے اس کی آبروریزی کی۔ ڈی ایم نے بتایا کہ اس کی شکایت انگریز کونسلر نے ریکارڈ کی ہے جس میں اس نے 12 لوگوں کے نام لکھائے ہیں۔ ایف آئی آر بھی درج کی گئی ہے اور اسے آگے کارروائی کے لیے لکھنؤ پولیس اسٹیشن بھیج دیا گیا ہے۔ ایف آئی آر میں اس نے صرف تین نام لکھائے ہیں انگریز کونسلر کو بتائے گئے باقی ناموں سے بھی ایس پی دھوڑ کو واقف کرا دیا گیا ہے۔

ایک نوجوان خاتون مقصودہ جس کے سر پر تلوار کے زخم تھے کو انجانو گاؤں سے بچلایا گیا۔ اس نے بتایا کہ اسے دو بچوں کے ساتھ جن کی موت ہو گئی کنویں میں پھینک دیا گیا تھا۔ اس نے بتایا کہ کل 12 لوگوں کو کنویں میں پھینکا گیا تھا۔ اس میں صرف 3 ہی بچے باقی 9 کی موت ہو گئی۔ ڈی ایم نے بھی اس کی تصدیق کی۔

نیم نے ہندوؤں کے 6 اور مسلمانوں کے دو دھوڑے بات کی۔ فیڈریشن آف بچ محل انڈسٹریز کے شری کے پی سینھ نے کہا کہ آزادی کے بعد سے ہی ہندوؤں پر مسلمانوں کے حملے جاری ہیں اور ان کے صبر کا پیمانہ اب ٹوٹ رہا ہے اور اسی وجہ سے یہ فطری تھا کہ وہ حملہ کریں۔

دہر تعلیم شری شردشاہ نے کہا کہ گزری صرف دونوں فرقوں کے غنڈوں کی وجہ سے ہے۔ مگر پالیکا سندھی سوسائٹی کے سابق صدر کشور لال بھانی نے ریلوے اسٹیشن پر انہیں بس اسٹینڈ اور مزید مقامات پر پولس تعینات کرنے کے ضرورت سے واقف کرایا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے ذریعہ گائے کاٹنے کی خبروں سے بھی ہندوؤں میں اشتعال پیدا ہوتا ہے۔

دھوڑے سات بار لوک سبھا کا انتخاب جیتنے والے سانجی بھٹی دھوڑ کے بیٹے نے

کمیشن کو اس
بات کا افسوس
ہے کہ وقت کی
کمی اور حالات
کو دیکھتے
ہوئے ٹیم کے
لیے ہر شخص
سے الگ الگ
ملنا ممکن نہیں
تھا۔ اس لیے
سبھی لوگوں
سے جو کمیشن
سے ملنے کے
خواہشمند
ہیں یہ اپیل
کی جاتی ہے کہ
وہ اپنے خیال
تحریری شکل
میں کمیشن کو
بھیجیں۔
گجرات دورے
اور اس کے بعد
بھی ٹیم کو
بڑی تعداد میں
تحریری
شکایتیں ملی
ہیں ان سب
کی بلریکی سے
جانچ چل رہی
ہے۔

کہا کہ وی ایچ پی اور بجرنگ دل کے کارکنان نے آدی واسیوں کو مسلمانوں پر حملے کے
لیے اکسایا اور ان حملوں میں کروڑوں کی املاک برباد کر دی گئیں۔

جنا دل کے ضلع صدر احمد بھائی کلوید نے کہا کہ سرکار کی موجودہ پالیسی سے امن کی
بحالی نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے بے قصور لوگوں جس میں گودھرا میونسپل کارپوریشن کے
چیرمین بھی شامل ہیں کی گرفتاری کی مذمت کی۔ انہوں نے پوٹو لگانے پر اعتراض کیا
انہوں نے کہا کہ پانچ واڑہ گاؤں میں لگ بھگ 100 مسلمانوں کو جلادیا گیا۔

بوہرہ فرقہ کے زین الدین نے گودھرا سانحہ کی مذمت کی اور کہا کہ دونوں فرقہ فساد
کے لیے ذمہ دار ہیں۔ انہوں نے بے گھر لوگوں کو جلد سے جلد بسانے اور فرقہ وارانہ
بھائی چارے پیدا کرنے کی اپیل کی۔

چونکہ کمیشن سے ملنے کے خواہشمند لوگوں کی تعداد شہر میں بہت زیادہ تھی انہیں جہاں
تک ممکن ہو سکا گروپ میں اپنے خیالات ظاہر کرنے کا موقع دیا گیا تھا اور ان کے تحریری
بیان قبول کیے گئے۔ کمیشن کو اس بات کا افسوس ہے کہ وقت کی کمی اور حالات کو دیکھتے
ہوئے ٹیم کے لیے ہر شخص سے الگ الگ ملنا ممکن نہیں تھا۔ اس لیے سبھی لوگوں سے جو
کمیشن سے ملنے کے خواہشمند ہیں یہ اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اپنے خیال تحریری شکل میں
کمیشن کو بھیجیں۔ گجرات دورے اور اس کے بعد بھی ٹیم کو بڑی تعداد میں تحریری شکایتیں
ملی ہیں ان سب کی باریکی سے جانچ چل رہی ہے۔

وائی۔ ایس۔ آر۔ مورتی

پرنسپل سکریٹری

31 مارچ 2002

گجرات فسادات۔ ایک نظر میں

صرف احمد
آباد میں 119
لوگ مارے گئے۔
27 لوگوں کو
زندہ جلا دیا
گیا۔ سات
فسادی پولس
فائرنگ میں
مارے گئے۔ 27
شہروں اور
مقامات پر غیر
معینہ مدت کا
کرفیو۔ 1200
سے زائد لوگ
گرفتار۔ باپو
نگر، نروڈہ اور
دیگر حساس
علاقوں میں
تشدد کے
واقعات، راج
کوٹ میں
آگرنی کے 10
سے زیادہ
واقعات، احمد
آباد، راج کوٹ
اور وڈوڈرامہیں
فوج
تعیینات، امر
سنگھ، راج
بہر، سینارام
پجوری، شبانہ
اعظمی، عزیز
مرسی کا احمد
آباد دورہ

27 فروری

گودھرا میں سائبرمتی ایکسپریس کی ایک بوگی میں آگ لگا دیے جانے
سے دسویں ہندو پریشد کے 58 کارسیو کوں (جن میں عورتیں اور بچے بھی
تھے) کی جل کر موت۔ اس واقعہ سے پوری ریاست میں زبردست
تناؤ۔

28 فروری

دسویں ہندو پریشد کی اپیل پر ہند کے دوران ریاست کے مختلف حصوں میں
تشدد بھڑک اٹھا کم سے کم 100 لوگ مارے گئے۔ سابق ممبر پارلیمنٹ
احسان جعفری سمیت 40 لوگوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ گودھرا اور ناڈیا میں
پولس فائرنگ احمد آباد، وڈوڈرا، راج کوٹ سمیت 26 مقامات پر کرفیو
باندھ

یکم مارچ

صرف احمد آباد میں 119 لوگ مارے گئے۔ 27 لوگوں کو زندہ جلا دیا
گیا۔ سات فسادی پولس فائرنگ میں مارے گئے۔ 27 شہروں اور
مقامات پر غیر معینہ مدت کا کرفیو۔ 1200 سے زائد لوگ گرفتار۔ باپو
نگر، نروڈہ اور دیگر حساس علاقوں میں تشدد کے واقعات، راج کوٹ
میں آگرنی کے 10 سے زیادہ واقعات، احمد آباد، راج کوٹ اور
وڈوڈرا میں فوج تعینات۔ امر سنگھ، راج بہر، سینارام پجوری، شبانہ
اعظمی، عزیز مرسی کا احمد آباد دورہ

2 مارچ

تشدد کی لپٹیں گاؤں تک پہنچیں۔ ہسانہ میں 28 لوگوں کو زندہ جلا دیا
گیا۔ 36 تھانہ علاقوں میں غیر معینہ مدت کا کرفیو۔ تشدد کا شکار ہونے
والوں کی تعداد 234 ہوئی۔ سولا گاؤں میں ایک شخص کا قتل۔ ریاست
کے مختلف حصوں میں پولس فائرنگ میں 40 لوگوں کی موت۔

3 مارچ :

گاؤں میں تشدد جاری۔ مرنے والوں کی تعداد 434 پہنچی، 47 مقامات پر کرفیو جاری، سورت میں تشدد، 8 لوگ مارے گئے۔ کرفیو زدہ علاقوں میں فوج کا فیک مارچ، فارر بریگیڈ نے آگ لگنے کی 58 اطلاعات درج کیں۔ پنڈ سارہ صنعتی ایریا میں آگ زنی اور پتھراؤ کر رہی بھیڑ پر پولس فارنگم میں 2 لوگ زخمی۔ 72 پولس فارنگم اور 254 آگ زنی اور دیگر واردات میں مارے گئے۔ مہسانہ میں 43 لوگ مارے گئے۔ بچ محل گودھرا میں 27 لوگوں کی جانیں گئیں۔

4 مارچ :

پالن پور میں مشتعل بھیڑ پر پولس فارنگم میں 2 مرے۔ وڈوڈرا میں اقلیتی فرقہ کے 1400 لوگوں کو محفوظ مقامات پر بھیجا گیا۔ مرنے والوں کی تعداد 600 تک پہنچی۔ تاجر طبقہ کو 2500 کروڑ روپے کا نقصان۔ ریاست کے 47 شہروں میں کرفیو جاری۔ گودھرا، بھاؤنگر اور شمالی وسطی گجرات کے بعض اندرونی علاقوں میں لوٹ پاٹ۔

5 مارچ :

بچ محل ضلع کے سنت رام پور قصبہ میں پولس فارنگم اور دیگر واقعات میں 3 لوگ مارے گئے۔ وڈوڈرا کے کچھ علاقوں میں تشدد۔ داموہ ضلع میں پولس فارنگم میں ایک کی موت

6 مارچ :

بچ محل ضلع کے آنجن گاؤں میں فساد یوں نے ایک ہی خاندان کے 8 لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ احمد آباد میں ایک شخص کا قتل۔ مزید 14 لوگوں کی لاشیں برآمد۔ مرنے والوں کی تعداد 625 تک پہنچی جس میں 97 پولس فارنگم میں مارے گئے۔ تشدد کی جانچ کے لیے گجرات ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ جج کے جی شاہ کی سربراہی میں جانچ کمیشن تشکیل دیا گیا۔ سنت رام تحصیل کے آنجن گاؤں میں فساد یوں نے 6 لوگوں کو

پنچ محل ضلع کے آنجن گللوں میں فساد یوں نے ایک ہی خاندان کے 8 لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ احمد آباد میں ایک شخص کا قتل۔ مزید 14 لوگوں کی لاشیں برآمد۔ مرنے والوں کی تعداد 625 تک پہنچی جس میں 97 پولس فلٹرنگ میں مارے گئے۔ تشدد کی جانچ کے لیے گجرات ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ جج کے جی شاہ کی سربراہی میں جانچ کمیشن تشکیل دیا گیا

کنویں میں دھکیل کر پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا اس کے علاوہ 2 کو گنڈا سے کاٹ کر جلا دیا۔

7 مارچ : گجرات کے مسئلہ پر دونوں ایوانوں میں ہنگامہ، اپوزیشن نے اڈوانی اور نریندر مودی سے استعفیٰ مانگا۔

8 مارچ : گودھرا سانحہ اور اس کے بعد گجرات میں پھیلے تشدد کا جائزہ لینے کے لیے 29 رکنی آل پارٹی وفد نے وہاں کا دورہ کیا۔

9 مارچ : ریاست بھر میں مرنے والوں کی تعداد 650 سے اوپر پہنچی۔ وڈوڈرا میں 12 سے 9 تھانہ علاقہ سے کرفیو ہٹا۔ ریاست بھر میں مسخ شدہ لاشوں کا ملنا جاری، پولس فائرنگ، آگ زنی اور چاقو بازی میں ایک ہزار سے زیادہ لوگ زخمی۔

10 مارچ : مرکزی وزیر داخلہ لال کرشن اڈوانی نے راجیہ سبھا میں گجرات فسادات کے لیے ریاست کی نریندر مودی سرکار کی برخاستگی اور ایک الگ جانچ کمیشن بنانے کے اپوزیشن کے مطالبے کو خارج کر دیا۔ وڈوڈرا ضلع کے ہواڑ میں دوبارہ تشدد بھڑک جانے کے بعد فوج نے فلیگ مارچ کیا۔ گودھرا میں دو لوگوں کی موت کے بعد اب تک مرنے والوں کی تعداد 36 تک پہنچی۔ ریاست کے 40 علاقوں میں رات کا کرفیو پوری طرح اٹھایا گیا۔ دریا پور، شاہ پور، مرزا پور اور خان پور سمیت پرانے شہر کے کئی علاقوں میں سخت حفاظتی انتظامات کیے گئے۔

16 مارچ : گجرات میں پھر تشدد بھڑک اٹھا۔ 6 لوگ مارے گئے۔ دو درجن سے زیادہ لوگ زخمی۔ وڈوڈرا میں فساد یوں نے تین مذہبی مقامات اور 50 سے زائد گھروں کو جلا دیا۔ پولس 150 راونڈ فائرنگ کی۔ فائرنگ میں

مرکزی وزیر
داخلہ لال
کرشن اڈوانی
نے راجیہ سبھا
میں گجرات
فسادات کے لیے
ریاست کی
نریندر مودی
سرکار کی
برخاستگی اور
ایک الگ جانچ
کمیشن بنانے
کے اپوزیشن
کے مطالبے کو
خارج کر دیا۔

ایک کی موت بھڑوچ، کھیڑا، آئند اور امرلی ضلع میں کر فیوٹانڈ۔

22 مارچ : وڈوڈرا میں کر فیو میں نرمی کے دوران چاقو زنی میں 3 لوگوں کی موت۔

چیف جسٹس جے ایس ورما کی قیادت میں قومی انسانی حقوق کمیشن کا 4 رکنی وفد گودھرا پہنچا۔ ڈانڈیا بازار میں 20 سالہ دوکاندار کا بے دردی سے قتل۔ راؤ پورا، کرملی ونگ، پانی گیٹ، واٹری شہر اور نواپوری پولس تھانوں میں دوبارہ کر فیوٹانڈ۔

27 مارچ : وزیراعظم اٹل بھاری واجپئی نے گجرات کے وزیراعلیٰ نریندر مودی سے

کہا کہ وہ ریاست میں فسادات روکنے کے لیے سخت قدم اٹھائیں۔ راحت کے کاموں میں تیزی کے لیے کمیٹیاں بنانے کی ہدایت ریاست کے 30 شہروں میں کر فیو جاری۔ احمد آباد اور وڈوڈرا میں توڑ پھوڑ کے واقعات مشتعل بھیڑ پر پولس فائرنگ۔ شاہ پور میں دوبارہ کر فیوٹانڈ۔ آنسو گیس کے گولے داغے گئے۔

26 مارچ : احمد آباد کے مسلم اکثریتی علاقہ جوہا پورہ میں تشدد کے بعد فوج تعینات

کی گئی۔ بے میعاد کر فیوٹانڈ کیا۔ آئند میں چھڑے بازی میں زخمی ایک شخص کی موت۔ آئند کے پاس کھمٹ علاقہ میں تشدد اور پتھراؤ کے بعد کر فیو لگایا گیا۔ ریاست میں دوبارہ بھڑ کے تشدد میں 34 لوگ مارے گئے۔

29 مارچ : مہسانہ اور وڈوڈرا میں پر تشدد بھیڑ پر پولس فائرنگ۔ 60 لوگ فساد

کرنے کے الزام میں گرفتار۔ احمد آباد کے 10 تھانہ علاقوں میں کر فیو اٹھایا گیا۔ کولو پور، شاہ پور، کرنج، جوہلی اند، وڈیکل میں صبح 10 بجے سے شام 6 بجے تک کر فیو میں ڈھیل دی گئی۔ نواپورہ میں میاں بیوی

وزیراعظم اٹل
بھلوی واجپئی
نے گجرات کے
وزیراعلیٰ
نریندر مودی
سے کہا کہ وہ
ریاست میں
فسادات روکنے
کے لیے سخت
قدم اٹھائیں۔
راحت کے
کاموں میں
تیزی کے لیے
کمیٹیاں بنانے
کی ہدایت
ریاست کے 30
شہروں میں
کر فیو جاری۔

نے کرفیو سے جگ آ کر خودکشی کی۔

31 مارچ : گجرات میں تشدد جاری مزید دو لوگ مارے گئے۔ کھمبات قصبہ میں تشدد۔ پولس نے 30 راؤنڈ گولیاں چلائیں اور آنسو گیس کے گولے داغے۔

یکم اپریل : قومی انسانی حقوق کمیشن نے ریاستی پولس اور تشدد کی جانچ کے عمل کی مذمت کی۔ کمیشن نے مودی سرکار کے بھی دعوؤں کو جھوٹا بتایا۔ معاملے کو سی بی آئی کے سپرد کرنے کی سفارش کی۔ مہسانہ ضلع کے ایک گاؤں میں مشتعل بھیڑ نے کئی مکانوں کو آگ لگا دی۔ احمد آباد میں کرفیو والے باہری علاقہ جو ہا پورہ، ویکل پورہ میں تشدد بھڑکا۔ حالات پر قابو پانے کے لیے فوج بلائی گئی۔ پچھلے 48 گھنٹے میں مرنے والوں کی تعداد 9 ہو گئی۔

2 اپریل : تشدد نے گجرات کے کچھ علاقہ کو بھی اپنی زد میں لیا انبار قصبے میں مذہبی مقامات کو نقصان پہنچانے اور آگ زنی کے واقعات کے بعد کرفیو لگایا گیا۔ کچھ کے سرحدی علاقہ حاجی پور اور گاندھی دھام شہروں میں بھی کشیدگی۔ احمد آباد میں کرفیو میں نرمی کے دوران چھرے بازی کے بعد بھیڑ کو تتر بتر کرنے کے لیے پولس فائرنگ کرنی پڑی۔ مہسانہ ضلع کے گاڑی قصبہ میں کرفیو جاری۔ کارنج، استودیہ اور نروڑا میں چھرے بازی کے واقعات۔ جنوبی گجرات میں بھڑوچ ضلع کے انگلشور میں آگ زنی اور لوٹ پائٹ کے بعد کرفیو لگایا گیا۔ پولس نے ہوا میں 33 راؤنڈ فائرنگ کی۔ 3 لوگ مارے گئے گاؤں میں پر تشدد واقعات کے بعد کرفیو نافذ۔

قومی انسانی
حقوق کمیشن
نے ریاستی
پولس اور
تشدد کی جانچ
کے عمل کی
مذمت کی۔
کمیشن نے
مودی سرکار
کے سبھی
دعوؤں کو
جھوٹا بتایا
معاملے کو سی
بی آئی کے
سپرد کرے کی
سفارش کی

3 اپریل : گجرات میں 6 لوگوں کو زندہ جلایا گیا۔ وزیراعظم کے دورے سے ایک دن قبل لوگوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ آئندہ میں ایک اور گومتی پور میں 2 لوگ پولس فائرنگ میں مارے گئے۔ ریاست کے 40 تھانہ علاقوں میں کرفیو جاری۔ گجرات اسمبلی میں زبردست ہنگامہ ہوا۔ کانگریس کے 8 ممبران اسمبلی معطل کیے گئے۔

4 اپریل : وزیراعظم اٹل بھاری واجپئی احمد آباد کے دورے پر پہنچے۔ انہوں نے گودھرا سانحہ کو منصوبہ بند قرار دیا۔ وزیراعظم نے مودی سے جانبداری چھوڑ کر راج دھرم نبھانے کے لیے کہا۔ فساد زدہ گان کے لیے راشن اور راحت بیج کا اعلان۔ وزیراعظم نے شاہ عالم کمپ، ایک ہندو راحت کمپ اور ایک اسپتال کا دورہ کیا۔

5 اپریل : تشدد میں 4 لوگوں کی موت ہو گئی۔ 20 دیگر لوگ زخمی ہو گئے۔ احمد آباد کے پتھر کنواں علاقہ میں تشدد پر آمادہ بھیڑ کو ترہتر کرنے کے لیے پولس فائرنگ کی۔ گودھرا کے پاس لٹاؤ میں دو فرقوں میں تشدد کے بعد بے میعاد کرفیو نافذ کیا گیا۔ وائو میں کرفیو میں نرمی کے دوران ایک شخص کو ہلاک کر دیا گیا۔

7 اپریل : قومی اقلیتی کمیشن نے گجرات میں فسادات کی روک تھام کے لیے ریاستی سرکار کے ذریعہ کی گئی اب تک کی کارروائی پر بے اطمینانی ظاہر کرتے ہوئے حالات معمول پر لانے کے لیے فوراً مناسب قدم اٹھانے کے لیے کہا آئندہ سے سات کیلومیٹر واڈو دگاؤں میں ایک کنویں سے سرکشی لاش ملی۔ مہسانہ کے دس نگر میں ایک شخص چھڑے بازی کے واقعہ میں مارا گیا۔ ریاست میں جاری تشدد میں مرنے والوں کی تعداد

قومی اقلیتی
کمیشن نے
گجرات میں
فسادات کی
روک تھام کے
لیے ریاستی
سرکار کے
ذریعہ کی گئی
اب تک کی
کارروائی پر
بے اطمینانی
ظاہر کرتے
ہوئے حالات
معمول پر لانے
کے لیے فوراً
مناسب قدم
اٹھانے کے لیے
کہا

800 کے قریب پہنچی۔ احمد آباد کے واٹوا، ساہرمتی اور کرنج علاقہ میں تشدد میں 4 لوگوں کی موت کے بعد کر فیو لگایا گیا۔ ساہرمتی علاقہ میں لاک اپ میں بند کچھ لوگوں کو ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی۔ جواہر چوک علاقہ میں پولس فائرنگ میں ایک شخص کی موت ہو گئی۔

17 اپریل : ساہرمتی آشرم میں زہد اہیچاؤ تحریک کی لیڈر میگھا پاتیکر کے خلاف مظاہرہ اور ان کے ساتھ ہاتھ پائی کے واقعہ کو کور کرنے پہنچے صحافیوں کی پولس نے پٹائی کی۔ احمد آباد کے اودھو پولس تھانہ علاقہ میں ایک شخص کو چاقو گھونپ دیا گیا۔ مادھو پورا اور جمال پور علاقہ میں چھٹ پٹ وارداتیں ہوئیں۔ فساد سے متاثرہ امر پٹھہ میں چھٹے دن بھی کر فیو میں کوئی زخمی نہیں۔

8 اپریل : گجرات کے آئند ضلع کے بورسٹ علاقہ میں دو فرقوں نے ایک دوسرے پر پتھراؤ کیا حالات پر قابو پانے کے لیے پولس نے 40 رائفٹ گولیاں چلائیں۔ 22 پولس اہلکار زخمی ہوئے۔ کر فیو نافذ کیا گیا۔ فتح پورہ، روپا کوئی اور مدینہ نگر علاقوں میں تشدد میں 4 لوگوں کی موت ہو گئی۔

9 اپریل : تشدد سے متاثرہ علاقوں میں خاموشی رہی۔ آئند ضلع میں دو لوگ مارے گئے۔ بورسٹ شہر میں ابھی بھی کر فیو جاری۔

11 اپریل : تینگو دیشم پارٹی نے بھی زیندر مودی کو ہٹانے کا مطالبہ کیا۔ استعفیٰ کے سوال پر سہا پارٹی میں بھی اختلاف ابھرا۔ کانگریس مودی کو ہٹانے کے لیے سڑک پر اتری۔ برخاستگی کے مطالبہ پر ملک بھر میں مظاہرہ اور دھرنا شروع کیا۔

12 اپریل : بی جے پی کی قومی درکنگ کمیٹی نے گجرات میں فرقہ وارانہ فسادات کو

ساہرمتی علاقہ میں لاک اپ میں بند کچھ لوگوں کو ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی۔ جواہر چوک علاقہ میں پولس فائرنگ میں ایک شخص کی موت ہو گئی۔

تینگو دیشم پارٹی نے بھی زیندر مودی کو ہٹانے کا مطالبہ کیا۔ استعفیٰ کے سوال پر سہا پارٹی میں بھی اختلاف ابھرا۔ کانگریس مودی کو ہٹانے کے لیے سڑک پر اتری۔ برخاستگی کے مطالبہ پر ملک بھر میں مظاہرہ اور دھرنا شروع کیا۔

لے کر مودی کو ہٹانے کا مطالبہ ٹھکرایا۔ دودن کی خاموشی کے بعد گجرات میں پھر تشدد بھڑکا۔ تشدد میں ایک شخص کی موت، 43 لوگ زخمی۔ گومتی پور سے ایک لاش برآمد۔ فوج بلائی گئی۔ علاقہ میں کرفیو لگایا گیا۔

13 اپریل : مودی کے سوال پر تیلگوریشم اور بی جے پی میں ٹھنی۔ اڈوانی نے کہا حلیف جماعتیں بی جے پی کو نصیحت نہ دیں۔ سونیا گاندھی نے قومی جمہوری اتحاد سرکار کو گرانے کی کوشش کرنے کے وزیراعظم کے الزام پر جواب دیتے ہوئے کہا کہ وزیراعظم کا داغی توازن بگڑ گیا ہے۔

14 اپریل : احمد آباد کے دریا پور علاقہ میں بھڑکے تشدد اور پولس فائرنگ میں 3 لوگ مارے گئے۔ علاقہ میں بے میعاد کرفیو نافذ کیا گیا۔ مادھوپورہ کالو پور اور شاہ پور میں بھی تشدد کی وارداتیں کھڑیا، کالو پور، گانگیواڈ حویلی، کرنج اور ویکل پور تھانہ علاقوں میں کرفیو جاری۔

15 اپریل : سپریم کورٹ نے گجرات فسادات پر مرکزی سرکار، وزیراعلیٰ نریندر مودی، وشوہند پریشد، بی جے پی اور اعلیٰ پولس حکام کو نوٹس جاری کیے۔

سپریم کورٹ نے گجرات فسادات پر مرکزی سرکار، وزیراعلیٰ نریندر مودی، وشوہند پریشد، بی جے پی اور اعلیٰ پولس حکام کو نوٹس جاری کیے۔

احمد آباد کے بھڑوچ شہر میں دو فرقوں میں تصادم پولس نے 10 راؤنڈ گولی چلائی۔ 24 گھنٹوں میں تین جانیں گئیں۔ عید گاہ چوکی اور دہلی دروازہ علاقوں میں پر تشدد بھیڑ نے کئی دوکانوں کا جلا لیا۔ گجرات معاملہ پر اپوزیشن نے کام روکو تجویز پیش کی۔ پارلیمنٹ کی کارروائی ٹھپ۔

16 اپریل : مودی معاملے پر دوسرے دن بھی پارلیمنٹ ٹھپ۔ اپوزیشن نے دفعہ 184 کے تحت بحث کا مطالبہ کیا۔ احمد آباد میں تشدد جاری۔ 4 مرے

11 زخمی۔ تین لوگ چھرے بازی میں مارے گئے۔ ویکل پور اور شاہ پور
میں ناگوری واڈ میں بھینڑ پر پولس فائرنگ۔ رامول میں چھرے بازی میں
2 افراد کی موت۔ 2 فرقوں میں تصادم کے بعد پولس فائرنگ۔

17 اپریل : گجرات معاملے پر ایوان میں تیسرے دن بھی رخنہ جاری۔ لوک سبھا
کے ڈپٹی اسپیکر پی ایم سعید نے آل پارٹی میٹنگ بلائی۔

18 اپریل : اپوزیشن وونگ کرانے پر بھند، ایوان ٹھپ، اپوزیشن نے مودی کو
ہٹانے تک پارلیمنٹ نہیں چلنے کی دھمکی دی۔ گجرات میں منتخب حفاظتی
انتظامات کے درمیان ہائر سیکنڈری اور سینئر سیکنڈری کے امتحانات
شروع۔ ہزاروں مسلم طلبہ نے تحفظ کے خوف سے امتحانات کا بائیکاٹ
کیا۔ متاثر علاقوں میں کرفیو میں نرمی۔ گومتی پور، واٹوا اور دانی لہڑا
علاقوں میں چھٹ پٹ جھڑپیں۔ گومتی پور میں پولس فائرنگ آنسو گیس
کے گولے داغے۔

19 اپریل : ایوان میں گجرات مسئلہ پر پانچویں دن بھی رخنہ جاری۔ وڈوڈرا
میں ایک شخص کا قتل دوسرے کو چاقو سے چھلنی کیا گیا۔

20 اپریل : ریاست کے کھنڈا ضلع کے کپڑوانج میں آگ زنی اور پتھراؤ کر رہی
بھینڑ پر پولس فائرنگ میں ایک شخص کی موت۔ علاقہ میں کرفیو نافذ کیا
گیا۔ 15 مکانوں اور دوکانوں میں آگ لگائی گئی۔

21 اپریل : شانتی مشن پر آئے وزیر دفاع کے دورے کے آخری دن احمد آباد میں
بڑے پیمانے پر تشدد پھیل گیا جس میں کم سے کم 15 لوگ مارے گئے اور
تقریباً 125 لوگ زخمی ہو گئے۔ فساد یوں نے 21 دوکانوں سمیت کئی
مکانوں کو آگ لگا دی۔ تین تھانہ علاقوں میں بے میعاد کرفیو لگایا

شانتی مشن پر
آئے وزیر دفاع
کے دورے کے
آخری دن احمد
آباد میں بڑے
پیمانے پر تشدد
پھیل گیا جس
میں کم سے کم
15 لوگ مارے
گئے اور تقریباً
125 لوگ
زخمی ہو گئے
فسادیوں نے
21 دوکانوں
سمیت کئی
مکانوں کو آگ
لگا دی۔ تین
تھانہ علاقوں
میں بے میعاد
کرفیو لگایا

گیا۔ احمد آباد کے ڈلہی چکلا ناگوروار، شاہ پورا اور حویلی تھانہ علاقوں میں تشدد۔ مہاساڑہ کے کڑی گاؤں میں بھی تشدد پر قابو پانے کے لیے پولس فائرنگ۔ 11 لوگ زخمی۔ کھیراضلع کے محمد آباد نگر میں تشدد پر آمادہ بھیڑ پر پولس فائرنگ۔

22 اپریل : احمد آباد کے شاہ پور اور بہرام پورہ علاقہ میں پولس فائرنگ میں آج ایک خاتون سمیت 5 لوگ مارے گئے 15 دیگر زخمی۔ شاہ پور میں غیر معینہ مدت کے لیے کرفیو۔ مرزا پور کے دھیکانہ علاقہ میں تشدد پر آمادہ بھیڑ پر پولس فائرنگ۔

23 اپریل : لوک سبھا کے اپنی اسپیکر پی ایم سعید نے گجرات مسئلہ پر ضابطہ 184 کے تحت بحث کرانے کے اپوزیشن کے مطالبے کو منظور کر لیا۔ احمد آباد میں تشدد جاری، کم سے کم سات لوگ مارے گئے۔ تشدد کے تازہ دور میں 36 لوگوں کی موت۔ خان پور میں 30 سے زیادہ گھروں کو جلا یا گیا۔

24 اپریل : لوک مورچہ کے سینئر لیڈر ایچ ڈی دیوگوڑا، ملائم سنگھ یادو، ہرکشن سنگھ سرجیت، امر سنگھ، اے بی وردھمن، دیوبورت مجدار اور مصنف عزیز برنی نے گجرات کے فساد زدہ علاقوں کا دورہ کیا۔ راجیہ سبھا میں بھی گجرات مسئلہ پر ووٹوں کی تقسیم کا فیصلہ۔ بھونگر میں کرفیو، دولاشیں برآمد، رام نومی کے بعد مرنے والوں کی تعداد 57۔ اب تک فسادات میں مرنے والوں کی تعداد 880 تک پہنچی۔

25 اپریل : اقلیتی کمیشن نے گجرات سرکار سے ریاست کے مفاد میں اپنی سفارشات کو نافذ کرنے کے لیے کہا۔ گاندھی نگر میں ایک شخص کو چاقو گھونپ کر ہلاک کر دیا گیا۔ احمد آباد میں پر تشدد وار واقعات میں 7 لوگ

لوک مورچہ کے
سینئر لیڈر ایچ
ڈی دیوگوڑا،
ملائم سنگھ
یادو، ہرکشن
سنگھ،
سرجیت، امر
سنگھ، اے بی
وردھمن،
دیوبورت
مجدار اور
مصنف عزیز
برنی نے
گجرات کے
فساد زدہ
علاقوں کا
دورہ کیا۔
راجیہ سبھا
میں بھی
گجرات مسئلہ
پر ووٹوں کی
تقسیم کا
فیصلہ

زخمی ہو گئے۔ شیکوثرہ تھانہ علاقہ میں دو فرقوں کے درمیان تصادم۔ پولس کی گولی سے ایک شخص زخمی۔

27 اپریل : وڈوڈرا اور احمد آباد میں پھر بھیڑ کے تشدد میں 4 لوگ مارے گئے 23

زخمی۔ وڈوڈرا پانی گیٹ، راڈ پورہ اور فتح پورہ میں ایک شخص کا قتل 15
زخمی وڈوڈرا شہر کے مختلف حصوں میں پولس نے 128 راڈنڈ گولیاں
چلائیں اور 60 آنسو گیس کے گولے داغے۔ شاہ باغ علاقہ میں اقلیتی
فرقہ کے ایک ریٹائرڈ افسر کے گھر کو آگ لگادی گئی۔

28 اپریل : وزیر دفاع جارج فرنانڈیز اور وزیر مددی کی قیادت میں امن مارچ
نکالا گیا دوسری جانب احمد آباد میں بھیڑ پر تشدد حملوں میں 2 لوگوں کی
موت۔ گومتی پورہ کالو پور میں غیر محنت کا کر فیو مانڈ کیا گیا۔

29 اپریل : گجرات فساد پر قابو پانے میں مرکز اور ریاستی سرکار کی ناکامی، وزیر
برائے کوئلہ وکان رام ولاس پاسوان نے مرکزی وزارت سے استعفی
دیا۔

30 اپریل : گجرات کے مسئلہ پر اپوزیشن کی تحریک ملامت پر ایوان میں زور دار
بحث۔ اپوزیشن نے سودی کو انسانیت کا قاتل بتایا۔

2 مئی : پنجاب میں دہشت گردی مخالف مہم کی قیادت کرنے والے ریاست
کے سابق پولس چیف کے پی ایس گل کو گجرات کے وزیر اعلیٰ وزیر
سودی کا صلاح کار بتایا گیا۔

3 مئی : ایڈیٹرز گلڈ کی حقیقت جویم نے گجرات فسادات میں کچھ گجراتی
اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا پر غلط کردار نبھانے کا الزام لگایا۔

4 مئی : وڈوڈرا کے چھوٹا ادے پورہ تعلقہ کے ایک گاؤں میں تشدد بھڑکا۔ ایک

گجرات فساد
پر قابو پانے
میں مرکز اور
ریاستی سرکار
کی ناکامی
وزیر برائے
کوئلہ وکان رام
ولاس پاسوان
نے مرکزی
وزارت سے
استعفی دیا۔

گجرات کے
مسئلہ پر
اپوزیشن کی
تحریک ملامت
پر ایوان میں
زور دار بحث۔
اپوزیشن نے
سودی کو
انسانیت کا
قاتل بتایا۔

مخمس کی موت۔ آدمی واسیوں نے دیہوت گاؤں میں 8 گھروں میں آگ لگائی۔ شہر کے فساد سے متاثر 6 علاقوں میں کرفیو میں نرمی۔

6 مئی : احمد آباد میں تشدد جاری 3 لوگ مارے گئے۔ فساد سے متاثرہ دانی لہذا اور شاہ پور تھانہ علاقہ میں غیر معینہ مدت کا کرفیو جاری۔ تازہ تشدد میں مرنے والوں کی تعداد 11 ہوگئی۔

7 مئی : احمد آباد کے سرخیز، وکیل پور اور کالو پور علاقوں میں تازہ تشدد میں 9 لوگ مارے گئے۔ دو لوگوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ ان علاقوں میں دوبارہ کرفیو نافذ۔ سرخیز میں اقلیتی فرقہ کے ایک ٹیچر کو بھیڑ نے زندہ جلا یا۔

8 مئی : فرقہ وارانہ بھائی چارہ اور امن کے لیے رام ولاس پاسوان نے احمد آباد کے فساد زدہ علاقوں کا دورہ کیا۔

10 مئی : احمد آباد کے پولس کشنر سمیت 14 سینئر پولس افسروں کے تبادلے کیے گئے۔ شہر میں تازہ وارداتوں میں 6 لوگ مارے گئے 50 زخمی۔ چار تھانہ علاقوں میں غیر معینہ مدت کا کرفیو۔

12 مئی : فریندر مودی کے سیکورٹی صلاح کار کے پی ایس گل نے خفیہ حکام سمیت پولس کے سینئر افسروں کو فساد میں ملوث قصور واروں کو کسی بھی حالت میں نہ بخشنے کے احکامات دیے۔

16 مئی : کے پی ایس گل نے گجرات پولس کے بھگوا کرن پر تشویش ظاہر کی، ریاست میں پچھلے تین دنوں سے کسی بڑے واقعہ کی اطلاع نہیں۔

21 مئی : بھارت۔ پاک سرحد پر بڑھتی کشیدگی کی وجہ سے فوج بٹا کر انہیں سرحد پر تعینات کرنے کا فیصلہ۔

28 مئی : پولس نے فرقہ وارانہ فسادات کے دوران خردا میں ہوئے قتل عام کے

فرقہ وارانہ
بھائی چارہ اور
امن کے لیے رام
ولاس پاسوان
نے احمد آباد
کے فساد زدہ
علاقوں کا
دورہ کیا۔

کے پی ایس گل
نے گجرات
پولس کے
بھگوا کرن پر
تشویش ظاہر
کی، ریاست
میں پچھلے تین
دنوں سے کسی
بڑے واقعہ کی
اطلاع نہیں۔

معاملہ میں بی بی جے پی وشو ہندو پریشد اور بھرتنگ دل سے مبینہ طور پر وابستہ تین لوگوں کو گرفتار کیا۔ گودھرا میں کر فیو جاری۔ حالات پر امن۔

29 مئی : احمد آباد میں 4 بسوں میں نفن بم دھماکہ 15 افراد زخمی۔ وڈوڈرا کے پانی گیٹ تھانہ علاقہ میں پتھراؤ کر رہی بھیڑ پر پولس فائرنگ۔ علاقہ میں غیر معینہ مدت کا کر فیو نافذ۔

31 مئی : مہسانہ ضلع کے کاڑی قصبہ میں کر فیو میں 4 گھنٹے کی نرمی۔

4 جون : نرودا پٹیا قتل عام معاملہ میں پولس نے 23 لوگوں کے خلاف فرد جرم دائر کیا۔ اس واقعہ میں 86 لوگ مارے گئے تھے۔

9 جون : جوہا پورہ علاقہ میں دوبارہ تشدد بھڑک اٹھا۔ مشتعل بھیڑ کا پولس پر دیسی بموں سے حملہ ایک شخص مرا 6 عورتوں سمیت 30 افراد زخمی۔ غیر معینہ مدت کا کر فیو نافذ۔

10 جون : جوہا پورہ علاقہ میں تشدد کے دوران چاقو بازی اور پولس کی گولی سے 2 لوگوں کی موت 2 افراد زخمی۔ فساد یوں نے دوکانوں اور مکانوں کو جلا دیا۔ شاہ پور میں چاقو بازی سے ایک شخص زخمی۔ اب تک 950 لوگوں کی موت۔

2 جولائی : وشو ہندو پریشد کے کچھ کارکن مبینہ طور پر ترشول سمیت گجرات سکریٹریٹ میں گھس گئے۔

2 جولائی : گورویا تراکونا لے کا اعلان کیا گیا۔

5 جولائی : وڈوڈرا ضلع کے ایک گاؤں میں فرقہ دارانہ فسادات کے بعد گھر لوٹنے والے باپ بیٹے کو مار ڈالا۔ یہ دونوں اقلیتی فرقہ کے تھے۔

7 جولائی : چھوٹا اور بے پور میں پولس فائرنگ سے ایک شخص مارا گیا۔ پتھراؤ اور

وشو ہندو
پری شد کے
کچھ کارکن
مبینہ طور پر
ترشول سمیت
گجرات
سکریٹریٹ
میں گھس گئے۔

فائرنگ میں 18 لوگ زخمی علاقہ میں کرنیوٹانڈ۔ بھیڑ نے 25
دکانوں کی آگ لگادی۔

12 جولائی : بھگوان جگن ناتھ کی یا ترا پر امن طریقہ پر اختتام پذیر۔

17 جولائی : گودھرا کے قریب بم کے دھماکے۔ ایک شخص ہلاک متعدد زخمی۔

18 جولائی : گودھرا بم دھماکہ میں مرنے والوں کی تعداد تین ہوگئی گجرات معاملہ پر
ایوان میں زوردار ہنگامہ۔

(غیر سرکاری طور پر اب تک ان فسادات میں مرنے والوں کی تعداد
2500 سے اوپر پہنچ چکی ہے)۔

19 جولائی : وزیر اعلیٰ نریندر مودی کی سفارش پر گورنر سندھ سنگھ بھنڈاری نے گجرات
اسبلی کو تحلیل کیا۔

5 اگست : دثوہندو پریشد کے جنرل سیکریٹری پروین توگڑیا نے گجرات انتخابات
میں گودھرا سانحہ کو کیش کرنے کا اشارہ دیا۔

7 اگست : الیکشن کمیشن نے خود گجرات جا کر انتخابات کے لئے حالات کا جائزہ
لینے کا فیصلہ کیا۔

9 اگست : گودھرا سانحہ کے ملزم اس کے بعد ہوئے فساد کو بھڑکانے کے الزام سے
بری۔

10 اگست : چیف الیکشن کمشنر نے ودودرا کے ڈی ایم کو حالات کی صحیح جانکاری نہ
دینے پر سخت سرزنش کی۔

12 اگست : گجرات کے دورہ پر گئے صدر جمہوریہ عبدالکلام نے فساد زدہ افراد
کی حالت پر بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے راحت کاموں میں تیزی
لانے کو کہا۔

15 اگست : وشو ہندو پریشد لیڈر اشوک سنگھل نے کہا کہ سکولزم اپنی اہمیت کھو چکا ہے۔

24 اگست : چیف ایکشن کشنر کے خلاف نازیبا ریمارکس کرنے پر وزیراعظم اٹل بھاری واجپائی نے نریندر مودی کو پھنکار لگائی۔ اسی تاریخ کو ندودہ پٹیا قتل معاملے میں دو فرد جرم عدالت میں داخل۔ دونوں میں وشو ہندو پریشد اور بھاجپا لیڈران کے نام شامل

8 ستمبر : نریندر مودی کی متنازع ”گورو یاترا“ کھیراضلع کے پھگوال علاقہ سے شروع

9 ستمبر : گورو یاترا کے دوران نریندر مودی نے راحت کیمپوں کو بچے پیدا کرنے والی فیکٹریاں بتاتے ہوئے ”ہم پانچ ہمارے بچپس“ پر چلنے والوں کو سبق سکھانے کا انتباہ دیا

16 ستمبر : وزیراعظم اٹل بھاری واجپائی نے امریکہ دورہ پر نئی یارک میں ایک پریس کانفرنس میں گجرات فسادات کو ملک کے لئے شرمناک بتایا۔

26 ستمبر : گجرات کی راجدھانی گاندھی نگر میں سوامی نرائن طبقہ کے اکثر دھام مندر میں گھس کر دودھشت گردوں نے 44 بے قصور افراد کو ہلاک کر دیا اور متعدد کو زخمی کیا۔ مودی کی گورو یاترا ملتوی۔

15 اکتوبر : نریندر مودی نے متنازع گورو یاترا دوبارہ شروع کی۔

15 اکتوبر : سنگھ نے کہا کہ وہ جموں و کشمیر کے بنوارہ کا مطالبہ نہیں چھوڑے گا۔

16 اکتوبر : گودھرا میں ایک بار پھر بم دھماکہ۔ کئی افراد زخمی ہوئے۔

17 اکتوبر : اوت راج کے بھارت بچاؤ مورچہ نے مودی کی گورو یاترا کے جواب میں گجرات بچاؤ یاترا شروع کرنے کا اعلان کیا۔

17 اکتوبر : ٹھاکرے کے خلاف فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کا غیر ضابطی انتباہ دیا

18 اکتوبر : ٹھاکرے نے دہرایا کی وہ اپنے بیان پر قائم ہیں۔

18 اکتوبر : لال کرشن اڈوانی نے اعلان کیا کہ نریندر مودی ہی گجرات کے وزیر اعلیٰ ہوں گے۔

11 اکتوبر : مہاراشٹر کے شعلہ پور میں بھڑکے فرقہ وارانہ فساد میں پانچ افراد کی موت۔

15 اکتوبر : شیو سینا سربراہ بال ٹھاکرے نے ممبئی میں پارٹی ریلی میں کہا کہ ”آپ کے بچے سے بھی دہشت گرد پیدا ہونا چاہئیں۔ خود کش دتے بنائیں۔“

23 اکتوبر : گودھرا سانحہ کی تفتیش تقریباً مکمل، پاک کا ہاتھ ہونے کا انکشاف نہیں ہوا۔

28 اکتوبر : سپریم کورٹ نے گجرات اسمبلی انتخابات کے معاملے میں الیکشن کمیشن کے رخ کو درست قرار دیا۔ کمیشن نے گجرات میں اسمبلی انتخابات 12 دسمبر کے دن ایک ہی مرحلے میں کرانے کا اعلان کیا۔

29 اکتوبر : سابق وزیر اعظم ایچ ڈی دیاو کوڑا نے کہا کہ گجرات میں سبھی سیکولر طاقتیں متحد ہوں۔

11 نومبر :

1۔ چیف الیکشن کمشنر جے ایم لکھوہ نے گجرات دورہ پر احمد آباد میں کہا کہ گجرات میں جمہوریت کا اعتماد اوپر لگا ہے۔ لکھوہ نے گجرات حکومت سے وی ایچ پی کی گودھرا سے مجوزہ یا ترہ اور گودھرا سانحہ پر پوسٹروں کے بارے میں رپورٹ دینے کو کہا۔

2۔ وی ایچ پی نے لکھوہ کے اختیارات کو چنوتی دینے کے لئے

شیو سینا
سربراہ بال
ٹھاکرے نے
ممبئی میں
پارٹی ریلی
میں کہا
کہ آپ کے
بیچ سے بھی
دہشت گرد
پیدا ہونا
چاہئیں،
خود کش
دتے بنائیں۔

23 اکتوبر:
گودھرا
سانحہ کی
تفتیش تقریباً
مکمل، پاک کا
ہاتھ ہونے کا
انکشاف نہیں
ہوا۔

پوری کے
شنکر اچاریہ
سوامی
ادو کشنند بیو
تیرتہ نے وی ایچ
ہی کی
مجوزہ وجہ
یاترا کو روکنے
کا اعلان کیا۔
شنکر اچاریہ نے
کہا کہ اڈولنی کو
وزیر داخلہ بنے
رہنے کا کوئی
حق نہیں ہے۔
کیونکہ وہ وشو
ہندو پریشد
جیسی دہشت
گرد تنظیم کو
کچلنے میں ناکام
رہے ہیں۔ اور
صح تو یہ ہے کہ
وہ ان تنظیموں
سے ملے ہوئے
ہیں۔ شنکر
اچاریہ نے وی
ایچ پی لیڈر
اشوک سنگھل
اور پروین گزیا
کو اس صدی
کے سب سے بڑے
دہشت گرد قرار
دیا۔

13 نومبر

14 نومبر

16 نومبر

19 نومبر

17 نومبر سے عوامی بیداری یا ترا شروع کرنے کا اعلان کیا۔ وی ایچ پی
نے بھاجپا سے بھی کہا کہ وہ اسمبلی کی 30 سیٹوں پر اسے انتخاب لڑائے۔
3۔ مودی کی گورو یا ترا کے دوران گجرات میں تشدد۔ 6 افراد ہلاک۔ کئی
علاقوں میں کشیدگی۔

ایکشن کمیشن نے گجرات کے ریاستی انتظامیہ کے رپورٹ کی بنیاد پر سرکار
سے کہا کہ وہ وی ایچ پی کی 15 نومبر سے مجوزہ یا ترا کو روکنے کے بھی
انتظام کرے۔ جبکہ وی ایچ پی نے کمشن کے فیصلہ کو بنیادی حقوق کی
خلاف بتاتے ہوئے اسے نہ ماننے کی بات کہی۔

وی ایچ پی نے اعلان کیا کہ وہ ہر حال میں یا ترا نکالے گی۔ پروین
تو گزیا نے ایکشن کمیشن کی ہدایت نہ ماننے کا اعلان کیا۔ تو گزیا نے
چیف ایکشن کمشنر پر ہندو مخالف ہونے کا الزام لگایا۔

گودھرا انتظامیہ نے پروین تو گزیا کے گودھرا میں داخلہ پر پابندی لگائی۔
پوری کے شنکر اچاریہ سوامی ادو کشانند دیو تیرتھ نے وی ایچ پی کی مجوزہ
”وجہ یا ترا“ کو روکنے کا اعلان کیا۔ شنکر اچاریہ نے کہا کہ اڈولنی کو
وزیر داخلہ بنے رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ کیونکہ وہ وشو ہندو پریشد جیسی
دہشت گرد تنظیم کو کچلنے میں ناکام رہے ہیں۔ اور صح تو یہ ہے کہ وہ ان
تنظیموں سے ملے ہوئے ہیں۔ شنکر اچاریہ نے وی ایچ پی لیڈر اشوک
سنگھل اور پروین تو گزیا کو ”اس صدی کے سب سے بڑے دہشت
گرد“ قرار دیا۔

نریندر مودی نے اسمبلی انتخابات کے لئے اپنا انتخابی حلقہ تبدیل کیا۔
گجرات فسادات کی تفتیش کر رہے جسٹس ناٹو نے کہا کہ گودھرا

ریاست کے دیگر علاقوں میں ہونے والے فساد کی بھیڑ کا رویہ
1984 کے سکھ مخالف فساد جیسا تھا۔

اشوک سنگھ نے اڈوانی کے بھارت کو ہندو راشٹر نہ بننے دینے کے لوک
سبھا میں دیئے گئے بیان پر ان کی تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اڈوانی ہندو تو
کے معنی نہیں جانتے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ جب سکھ پر یوار کسی کی تنظیم
نے اڈوانی کو بھی نشانہ بنایا۔

ایک رپورٹ کے
مطابق آر ایس
ایس کو امریکہ
کسی ایک
تنظیم "بھارت
وکاس و راحت
ندھی" سے
موٹی رقم مل
رہی ہے۔

20 نومبر : بھاجپا نے اڈوانی کے بھارت کو ہندو راشٹر نہ بننے دینے کے بیان میں وی
ایچ پی کو صفائی دیتے ہوئے کہا کہ پریشد کو اڈوانی کا بیان تفصیل سے
پڑھنا چاہئے۔ بھاجپا نے وی ایچ پی کو مطمئن کرنے کے لئے بیان کی
ایک کاپی بھی اسے بھیجی۔ ایک رپورٹ کے مطابق آر ایس ایس کو امریکہ کی
ایک تنظیم "بھارت وکاس و راحت ندھی" سے موٹی رقم مل رہی ہے۔

21 نومبر:
اڈوانی کے لوک
سبھا میں دیئے
گئے بیان سے
ناراض
شیو سینا
سربراہ بال
ٹھاکرے نے کہا
کہ بھارت ہندو
راشٹر تھا اور
رہے گا ٹھاکرے
نے افطار
پارٹیوں سے
بھی ناراضگی
ظاہر کی۔

21 نومبر : اڈوانی کے لوک سبھا میں دیئے گئے بیان سے ناراض شوینا سربراہ بال
ٹھاکرے نے کہا کہ بھارت ہندو راشٹر تھا اور رہے گا۔ ٹھاکرے نے
افطار پارٹیوں سے بھی ناراضگی ظاہر کی۔

آر ایس ایس نے کہا کہ سماجی بیہودگی کے لئے غیر ممالک سے دولت لینا کوئی
غلط بات نہیں۔ اس سے قبل سکھ غیر ملکی چندوں کی مخالفت کرتا رہا ہے۔
کنسرن شی زن کے گجرات ٹری بیوئل نے اپنی جانچ رپورٹ میں
"گجرات قتل عام کے لئے مودی کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ اور ایک
مرکزی ایجنسی کے ذریعہ مودی کے خلاف مقدمہ چلانے کی سفارش
کی۔ مذکورہ ٹری بیوئل کے صدر سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ چیف جسٹس
دی کے کرشنا ایزر ہیں۔

22 نومبر : گجرات کے وزیر داخلہ گوردھن چھاڑیا نے کہا کہ بھاجپا گجرات میں مسلم ووٹوں کے بغیر ہی جیت جائیگی اچودھیہ کے کچھ سادھو سنتوں نے لال کرشن اڈوالی کو (جنکا جنم کراچی میں ہوا تھا غیر ملکی قرار دیا۔

30 نومبر : نائب وزیر اعظم لال کرشن اڈوالی نے گجرات میں بھاجپا کی انتخابی مہم شروع کرتے ہوئے پاکستان کو چوتھی جنگ لڑنے کا چیلنج دیا۔

1 دسمبر : وزیر اعظم اٹل بھاری نے شملہ میں دعویٰ کیا کہ دہشت گرد کچھ اور مندروں کو نشانہ بنا سکتے ہیں۔

بھاجپا نے گجرات انتخابات کے لئے جاری مینی فیسٹو میں گودھرا کا ذکر نہیں کیا۔ جبکہ انتخابی میٹنگوں میں اس پر آگ اگلنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ گودھرا کے نزدیک کانگریس کی ایک انتخابی ریلی پر کچھ فساد یوں نے حملہ کر کے 6 افراد کو زخمی کیا۔

بھاجپا صدر وٹکیا مائیڈو نے دعویٰ کیا کہ پارٹی نے اپنے پرانے ایجنڈے کو نہیں چھوڑا ہے۔ وہ آج بھی رام مندر تعمیر اور دفعہ 370 و سول کوڈ کے اشور قائم ہے۔

2 دسمبر : کانگریس نے گجرات انتخاب میں بھاجپا پر الزام لگایا کہ وہ گودھرا پر دوغلہ رویہ اپنا رہی ہے جبکہ بھاجپا نے (وٹکیا مائیڈو) کانگریس پر الزام لگایا کہ وہ ہندو کارڈ کھیل رہی ہے۔

3 دسمبر : سابق وزیر اعظم وی پی سنگھ نے تسلیم کیا کہ بھاجپا سے سیاسی تال میل ان کی بڑی غلطی تھی۔ خاص طور سے گجرات فساد کچھ کرانہیں اس بات کا زیادہ احساس ہو رہا ہے۔

4 دسمبر : حیدرآباد کے اہم شہریوں کے ٹری بیوٹل نے گجرات میں 2096 لوگوں

کلنگریس نے
گجرات انتخاب
میں بھاجپا پر
الزام لگایا کہ
وہ گودھرا پر
دوغلہ رویہ
اپنا رہی ہے
جبکہ بھاجپا
سے (وینکیا
نائیڈو) کلنگریس
پر الزام لگایا
کہ وہ ہندو
کارڈ کھیل رہی
ہے۔

کے بیانات کی بنیاد پر تیار شدہ مفصل رپورٹ میں وزیر مودے، پروین
توگڑیا اور گجرات کا بینہ کے کئی وزیروں کے خلاف فوجداری کارروائی کا
مطالبہ کیا۔ وی ایچ پی اور بھنگ دل جیسی تنظیموں پر پابندی کا مطالبہ بھی
اس میں شامل ہے۔

بھاجپا کی

جیت سے

شرابور پروین

توگڑیا نے دو

ہرسوں میں ملک

کو "ہندو

راشٹر بنانے کا

اعلان کیا اور

کہا کہ مستقبل

کسی سیاست

"ہندو تو ہر

مرکز کو

ہوگی کنگریس

نے بھاجپا کی

جیت کو خوف

اور تشدد کی

جیت بتلایا جبکہ

کیونست لیڈر

ہری کشن

سر جیت نے

"فرقہ وارانے

طاقتوں کی

جیت کیلئے

کنگریس کو

نمہ دار ٹھہرایا۔

جے للتانے جیت

کے لئے نرمدر

مودے کو

مبارک باد دی۔

5 دسمبر : الیکشن کمشنر نے "گودھرا سانحہ" پر بنی فلم کی نمائش پر پابندی لگائی۔

الیکشن کمیشن نے گجرات میں ہائی الٹ رکھنے کے احکام جاری کئے

8 دسمبر : وی ایچ پی نے گجرات انتخابات میں بھاجپا کی حمایت کا اعلان کیا

10 دسمبر : گجرات اسمبلی انتخابات کی مہم ختم

12 دسمبر : سخت حفاظتی انتظامات کے تحت گجرات میں 63 فیصد ووٹنگ ہوئی۔

پولنگ کے درمیان بڑودہ میں فرقہ وارانہ فساد۔ بھوج میں کرفیو لگا۔

15 دسمبر : گجرات چناؤ کے نتائج نے بھاجپا کو ریاست میں دو تہائی اکثریت دلائی۔

بھاجپا کی جیت سے شرابور پروین توگڑیا نے دو برسوں میں ملک کو "ہندو

راشٹر" بنانے کا اعلان کیا اور کہا کہ مستقبل کی سیاست "ہندو تو" پر مرکوز

ہوگی۔ کانگریس نے بھاجپا کی جیت کو خوف اور تشدد کی جیت بتایا۔ جبکہ

کیونست لیڈر ہری کشن سر جیت نے "فرقہ وارانہ طاقتوں کی جیت"

کے لئے کانگریس کو ذمہ دار ٹھہرایا۔ جے للتانے جیت کے لئے وزیر

مودے کو مبارک باد دی

16 دسمبر : او ایس ایس نے کہا کہ وہ پورے ملک میں ہندو تو کی لہر پھیلا دیں گے۔

مودے کو اکثریت سے گجرات بھاجپا و دھان منزل دل کا لیڈر چنا

گیا۔ پارلیمنٹ پر حملہ سازش کے چار ملزمان کو خصوصی ناڈا عدالت نے

قصور وارماتا۔

وزیر اعظم اٹل
بھاری
واجبائی نے
مسلموں پر
الرام لگایا کہ
ان کی بڑی
تعداد نے
گودھرا سانحہ
کی مذمت نہیں
کی اور نہ اس
بات پر ملال
ظاہر کیا کہ ہم
سے غلطی ہو
گئی اور ایسا
نہیں ہونا
چاہیئے تھا
مہاراشٹر
حکومت نے
ریاست میں
فرقہ وارانہ
بھائی چارگی
بنائے رکھنے کے
لئے پرویں
تو گڑیا کے
مہاراشٹر میں
داخلہ پر روک
لگائی۔ دلت
نیتا دت راج نے
کہا کہ ملک کو
ہندو راشٹر
نہیں بننے دیں
گے۔

بھاجپا کی فتح کا جشن منانے کے دوران بڑودہ اور راج کوٹ میں پھر فرقہ
وارانہ فساد کے بعد کرفیو۔

17 دسمبر : وی ایچ پی صدر وشنو ہری ڈالمیا نے دھمکی دی کہ پورے ملک کو ہجرات
بنادیں گے۔ ڈالمیا نے واجپئی سے کہا کہ وہ رام مندر پر اپنا رخ واضح
کریں۔

خصوصی ٹاڈا عدالت نے پارلیمنٹ پر حملے کے تین ملزمان کو سزائے
موت سنائی۔ وزیر اعظم اٹل بھاری واجپائی نے مسلمانوں پر الزام لگایا
کہ ان کی بڑی تعداد نے گودھرا سانحہ کی مذمت نہیں کی اور نہ اس بات
پر ملال ظاہر کیا کہ ہم سے غلطی ہو گئی اور ایسا نہیں ہونا چاہیئے تھا۔

18 دسمبر : کیونسٹ لیڈر بیتا رام پجوری نے کہا کہ بھاجپا ملک کی سیاست کا مودی
فلکیشن کرنا چاہتی ہے۔

جمیہ علماء ہند مسلم مجلس مشاورت سمیت نئی بڑی مسلم تنظیموں۔
لیڈروں اور مسلم دانشوروں نے واجپئی کے مسلمانوں سے متعلق بیان پر
غصہ ظاہر کرتے ہوئے اس کو خارج کیا۔

19 دسمبر : مہاراشٹر حکومت نے ریاست میں فرقہ وارانہ بھائی چارگی بتائے رکھنے
کے لئے پروین تو گڑیا کے مہاراشٹر میں داخلہ پر روک لگائی۔ دلت نیتا
دت راج نے کہا کہ ملک کو ہندو راشٹر نہیں بننے دیں گے۔

20 دسمبر : پوری پیٹھ کے شکر اچاریہ نے کہا کہ "ہندو تو" کو نظر انداز کرنے کے
تکلیف ناک ہوں گے۔ ایک رپورٹ کے مطابق شرد پوار کی پارٹی کے
سب سیکولر دونوں کے ہزارے سے بھاجپا کو 22 سیٹوں کا ناکدہ ہوا
ہے۔

رام چندر داس پرم پنس نے ڈیڑھ برس میں رام مندر تعمیر کا اعلان کیا۔

21 دسمبر : وشو ہندو پریشد سنت مہا منڈل اور ہندو سینا کے کارکنوں نے قطب مینار کے احاطے میں پوجا کرنے کی ناکام کوشش کی۔

جماعت اسلامی نے اجودھیا معاملے میں عدالت کے فیصلے کی پابندی پر زور دیا۔

22 دسمبر : گجرات میں نریندر مودی نے 15 ویں وزیر اعلیٰ کے طور پر حلف لیا۔ حلف برداری تقریب میں وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی۔ جے ملتا۔ گوا اور جھارکھنڈ کے وزیر اعلیٰ۔ آر ایس ایس لیڈر مدن داس دیوی اور کئی فلمی ہستیوں نے شرکت کی۔

23 دسمبر : کروماندھی اور شرڈیا دونے دھمکی دی کی اگر بھجپا "ہندو تو" کے ایجنڈے پر چلی تو انکی پارٹیاں سرکار سے حمایت واپس لے لیں گی۔

بھاجپا صدر وینکیا ناٹھ و نے بھاجپا کے دوروزہ قومی اجلاس میں اعلان کیا کہ بھاجپا گجرات کے تجربہ کو ہر جگہ دہرائے گی۔ کانگریس نے ٹائیڈ کے بیان اور بھاجپا کی معاون پارٹیوں کے لئے ایک معاون چیلنج قرار دیا۔

26 دسمبر : وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی نے بھاجپا نیشنل انگریڈیو کے دوروزہ اجلاس کے دوسرے دن کہا کہ ہندو تو کسی چناؤ کا اشنو نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ "ہندو تو" طرز زندگی ہے۔ ہندوستان کو ہندو راشٹر بنانے کے وی ایچ پی کے اعلان پر واجپئی نے کہا کہ بھارت ہمیشہ سے ہندو اکثریت والا ملک ہے اور اس کا طے ہندو راشٹر بنانے کی بات کرنا بے معنی ہے۔

وزیر اعظم اٹل
بھاری واجپئی
نے بھاجپا
نیشنل
انگریڈیو کے
دوروزہ
اجلاس کے
دوسرے دن کہا
کہ ہندو تو
کسی چناؤ کا
اشنو نہیں ہو
سکتا۔ اس لئے
کہ ہندو
تو طرز زندگی
ہے۔ ہندوستان
کو ہندو راشٹر
بنانے کے وی
ایچ پی کے
اعلان پر
واجپئی نے کہا
کہ بھارت
ہمیشہ سے
ہندو اکثریت
والا ملک ہے اور
اس کا طے ہندو
راشٹر بنانے
کی بات کرنا بے
معنی ہے

وی ایچ پی
لیڈر پروین
توگڑیا نے کہا
کہ ان کی تنظیم
بھاجپا کو
ہندو تو سے
ایک انچ بھی
پیچھے ہٹنے
کی اجازت
نہیں دے
گی۔ توگڑیا نے
کہا کہ ہم
ہندو تو ہر
نہیں شرمائیں
گے بھلے ہی
بہیشم پتاما
بھی ہم سے اس
سلسلے میں
کچھ کہیں۔

این ڈی اے میں شامل پارٹیوں کی ناراضگی کے بعد ایک بار پھر بھاجپا
نے چیترا بدلتے ہوئے این ڈی اے کے ایجنڈے پر چٹنے کی بات کہی
ہے۔

پاکستان کے فوجی حکمران پرویز مشرف نے الزام لگایا ہے کہ ”گجرات
نے ہندوستان کی سیکولر ایج کی پول کھول دی“

25 دسمبر : وی ایچ پی لیڈر پروین توگڑیا نے کہا کہ ان کی تنظیم بھاجپا کو ہندو تو سے
ایک انچ بھی پیچھے ہٹنے کی اجازت نہیں دے گی۔ توگڑیا نے کہا کہ ”ہم
ہندو تو پر نہیں شرمائیں گے بھلے ہی ہمیشہ پتاما بھی ہم سے اس سلسلے میں
کچھ کہیں“

ظالم سنگھ نے کانگریس سے اپیل کی کہ وہ فرقہ دارانہ طاقتوں کے خلاف
دیگر سیکولر پارٹیوں کے ساتھ متحد ہو کر لڑیں گے۔
بڑودہ میں فرقہ دارانہ تشدد کی نئی لہر۔

26 دسمبر : کانگریس نے واجپئی پر الزام لگایا کہ وہ کہہ رہی پالیسی اپنا رہے
ہیں۔

31 دسمبر : وزیراعظم اٹل بھاری واجپئی نے گوا میں کہا کہ ”ہندو تو میں تنگ نظر انتہا
پسند تصور قابل قبول نہیں ہے۔ واجپئی کے مطابق ہندو تو اور بھارتیہ تا
میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ڈی ایم کے اور بھاجپا کے مابین اختلاف
ظہین۔“



گجرات فسادات۔ کس نے کیا کہا

ہندوستان کی تاریخ کے سب سے خوفناک گجرات فسادات نے پورے ملک کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ سیاست دانوں اور دانشوروں نے ان فسادات پر اپنے سخت رد عمل کا اظہار کیا ہے۔ بی جے پی اور اس کی حلیف جماعتوں نے جہاں ان فسادات کو گودھرا سانحہ کا فطری رد عمل بتایا وہیں پورے اپوزیشن یہاں تک کہ مرکزی سرکار میں شریک کچھ جماعتوں نے بھی فسادات پر گہرے رنج اور ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ پیش ہیں مرکزی سیاست دانوں اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے معروف افراد کی آراء:-

اٹل بہاری واجپئی (وزیراعظم)

گجرات فسادات شرمناک ہیں۔ اب میں کیا منہ لے کر ودیش جاؤں گا۔ گودھرا سانحہ منصوبہ بند تھا۔ فسادات کے مجرموں کو نہیں چھوڑیں گے۔ زیندر مودی جانبداری چھوڑ کر راج دھرم نبھائیں۔ آگ سے آگ نہیں بجھتی اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ زندہ لوگوں کو آگ میں کیسے جھونک دیتے ہیں۔

(راشٹریہ سہارا (ہندی)، نئی دہلی، 15 اپریل 2002 صفحہ 1)

سونیا گاندھی (کانگریس صدر)

گجرات سانحہ ایک قومی سانحہ ہے، ہمارے اجتماعی ضمیر کو ملنے والا ایک چیلنج ہے۔ یہ ہمارے لیے ایک اخلاقی معاملہ ہے۔ فرقہ وارانہ ہم آہنگی خطرے میں پڑی ہے۔ گجرات جل رہا ہے۔ وہ خون میں ڈوبا ہے۔ تشدد تقاریر نہیں تقم رہا ہے۔ اس ریاست میں انتظامیہ ٹھپ پڑ گیا ہے۔ گجرات کی سرکار نے ریاست کے عوام کے ساتھ اور مرکزی سرکار نے بھارت کے عوام کے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 11 مئی 2002، ضمیر صفحہ 1)

لال کرشن اڈوانی (مرکزی وزیر داخلہ)

جس طرح سے ساہتی ایکسپریس میں بے قصور افراد کا قتل ہوا اس سے 1947 کے فسادات کی یاد آتی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ ان دنوں گودھرا اور گجرات میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے سبب سب سے زیادہ پاکستان کو ہوشی مل رہی ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 5 مئی 2002، صفحہ 1)

گجرات کے پر تشدد واقعات نے ملک کی ایکٹ پر گہرے حملہ کیا ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 22 اپریل 2002، صفحہ 7)

جارج فرنانڈیز (وزیر دفاع)

گجرات میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ گجرات میں وہی ہو رہا ہے جو اس ملک میں پچھلے 54 سال سے ہوتا رہا ہے اور اس میں 40 برس کانگریس کے دور اقتدار میں ہوتا رہا ہے آج آبروریزی اور جلا کر مار دینے کی کہانیاں سنائی جا رہی ہیں لیکن ایسا پہلی بار نہیں ہوا ہے یہ پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، یکم مئی 2002، صفحہ 10)

وشونا تھ پرتاپ سنگھ (سابق وزیر اعظم)

اب ہم دنیا کے سامنے دہشت گردی کے مسئلہ پر بات کرنے کے قابل نہیں رہ گئے ہیں گجرات میں جو ہوا اور ہو رہا ہے اس سے بی جے پی کا چہرہ پوری طرح بے نقاب ہو گیا ہے۔ بی جے پی کا پرانا نشانہ ہندوؤں کی صف بندی کر کے اقتدار پر مکمل قبضہ کرنا ہے۔ یہی کام ہٹلر نے کیا تھا اور اب بی جے پی کے لوگ کر رہے ہیں۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 11 مئی 2002، صفحہ 1)

چندر شیکھر (سابق وزیر اعظم)

شری، اچھی گجرات مسئلہ پر خود راج دھرم کا پلن کریں پھر زیندر مودی کو راج دھرم سمجھائیں۔ جو سرکار شہریوں کو تحفظ فراہم نہیں کر سکتی اسے براہداشت کرنا راج دھرم کے خلاف ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، یکم مئی 2002، صفحہ 10)

مسلمان جب ہمارے ملک میں آئے تو ان کی تعداد دس ہزار تھی تب ہم انہیں عرب ساگر میں نہیں پھینک سکے تو اب 14 کروڑ کو کیسے پھینک سکتے ہیں۔

(راشٹریہ سہارا، گورکھپور، یکم مئی 2002، صفحہ 13)

ملائم سنگھ یادو (سابق وزیر دفاع)

گجرات کے واقعات خوفناک ہیں۔ وہاں ساری گز بڑیاں سرکار کے زیر نگرانی ہو رہی ہیں وہاں کچھ ایسا ہو رہا ہے جیسے روم جل رہا ہے اور نیردبانسری بجا رہا ہو۔ گجرات کے واقعات کو گودھرا کا رد عمل کہہ کر ٹالنا نہیں جاسکتا۔ گجرات کے واقعات ”انسانیت کے قتل“ جیسے ہیں اور ایک ریاست کے وزیر اعلیٰ کو بچنے کے لیے ملک توڑنے کی سازش مناسب نہیں ہے۔ مودی سرکار فسادات کو روکنے کے بجائے انہیں بڑھانے میں لگی ہوئی ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، یکم مئی 2002، صفحہ 1)

امر سنگھ (جنرل سیکریٹری سماجوادی پارٹی)

گجرات کا زخم مودی کے ہنسنے سے ہی بھرے گا۔ مودی ہندو تو کے ٹھیکیدار ہیں۔ آرائیں ایس کی تجربہ گاہ کے وہ ایک ایسے سائنسداں ہیں جنہوں نے فرقہ وارانہ اشتعال انگیزی کو پھیلائے والی لال کرشن اڈوانی کی رتھ یا ترا کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی۔ 11 مئی 2002، صفحہ 1)

سوم ناتھ چٹرجی (مارکسوا دی لیڈر)

شری واجپئی اب ملک کے لیڈر نہیں رہے وہ ہندو تو بریگیڈ کے لیڈر رہ گئے ہیں۔ گجرات میں تشدد کیسے روکا جائے اس بارے میں وزیر اعظم نے کبھی اپنا نظریہ واضح نہیں کیا۔ اس معاملہ میں انہوں نے نہ تو آل پارٹی میننگ بلائی اور نہ ہی عام رائے بنانے کی کوشش کی۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، یکم مئی 2002، صفحہ 10)

رام ولاس پاسوان (سابق مرکزی وزیر۔ صدر لوک جن شکتی پارٹی)

گجرات میں جو ہو رہا ہے اس سے ہر گھر میں ایک دہشت گرد کے پیدا ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے ہندو مارے جائیں یا مسلمان جس کے گھر کا آدمی مر جاتا ہے وہی جانتا ہے کہ فسادات کا درد کیا ہوتا ہے اور انتظامیہ کا کیا رول ہوتا ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی 4 مئی 2002، صفحہ 1)

ممتا بنرجی (سابق مرکزی وزیر و صدر ترن مول کانگریس)

گجرات میں جو بھی ہوا وہ سنگین جرم ہے۔ ہمیں سبھی فرقوں کی عورتوں اور بچوں پر ہوئے مظالم کو دیکھ کر صدمہ پہنچا ہے۔ یہ کہتے ہوئے میرا سر شرم سے جھک رہا ہے کہ اب لیڈر لاشوں کے ڈھیر پر بھی کرسی کی سیاست کر رہے ہیں۔ اگر اس قابل مذمت کام کو روکا نہیں گیا تو آنے والی نسل ہمیں معاف نہیں کرے گی۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 12 مارچ 2002، صفحہ 7)

لالو پر سادیا دو (صدر راشٹریہ جنتا دل)

گودھرا سانحہ کے پیچھے راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کی سازش ہے۔ گجرات کے وزیر اعلیٰ نریندر مودی کو ریاست کے عوام کے خلاف مجرمانہ سازش کے الزام میں گرفتار کیا جانا چاہیے۔ شری واجپئی کروڑ روپے کا بیج دے کر مودی کا پاپ نہیں دھو سکتے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 3 مئی 2002، صفحہ 1)

☆ جب تک مودی کو سلاخوں کے پیچھے نہیں بھیجا جائے گا تب تک مہا تاجی کے گجرات میں شانتی نہیں ہو پائے گی۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 15 مئی 2002، صفحہ 7)

شیو راج پاٹل (سابق اسپیکر سبھا اور لوک سبھا میں کانگریس کے ڈپٹی لیڈر)

گجرات میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ ایک ہندو کبھی نہیں کر سکتا کیوں کہ ہر شخص میں ایثار کا جزو دیکھنے والا ہندو

جلاؤ کبھی نہیں ہو سکتا۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 7 مئی 2002 صفحہ 7)

سولی سوراب جی (انارنی جزل)

چاہے اس ناپاک کام کے پیچھے سرکاری مشنری کا ہاتھ نہ ہو پھر بھی سرکار انسانی حقوق کی ایسی خلاف ورزی کی ذمہ داری سے اپنا دامن نہیں بچا سکتی۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 3 مارچ 2002، صفحہ 7)

ایچ ڈی دیو گوڑا (سابق وزیراعظم)

میری تو وزیر داخلہ اور گجرات کے وزیر اعلیٰ سے بھی گزارش ہے کہ وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ خود سے پوچھیں کہ کیا انہوں نے اپنے فرائض کو ایمانداری کے ساتھ پورے طریقہ سے نبھایا ہے۔ کیا فوراً کارروائی کر کے سیکڑوں لوگوں کو بچایا نہیں جاسکتا تھا۔ انہیں اپنے ضمیر کی آواز کو سننا چاہیے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 12 مارچ 2002، صفحہ 10)

پریہ رنجن واسنیشی (سینئر لیڈر کانگریس)

سرکار نے جس طرح اس معاملہ میں کارروائی کرنے میں دیر لگائی اس سے لا پرواہی کا صاف پتہ چلتا ہے۔ گجرات میں فوج تعینات کرنے میں تاخیر کی بات تو در ہے۔ وزیر داخلہ ۲۸ فروری تک بیان دینے کی حالت میں نہیں تھے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 12 مارچ 2002، صفحہ 10)

نریندر مودی (وزیر اعلیٰ گجرات)

مجھے اس بات کا کوئی پیغام نہیں ملا ہے جس سے پتہ چلے کہ وزیراعظم یا وزیر داخلہ نے کوئی ناراضگی ظاہر کی یا فساد روکنے کی میری قابلیت کو لے کر ناراض ہیں۔ گودھرا سانحہ منصوبہ بند اور دہشت گردی کی کارروائی تھی ریاست

میں اتنے بڑے پیمانہ پر فساد کرانے کے لیے پاکستان ذمہ دار ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 14 اپریل 2002ء، صفحہ 1)

او ما بھارتی (صدر مدھیہ پردیش بھاجپا)

نریندر مودی قابل تعریف کام کر رہے ہیں لیکن گجرات میں کانگریس کے لوگ حالات کو معمول پر نہیں آنے دے رہے ہیں۔ فرقہ وارانہ مسئلہ کی جڑ میں کانگریس کی مسلم پرست پالیسیاں اور ووٹ بینک کی سیاست ہی خاص وجہ ہے۔ مذمت نریندر مودی کی نہیں ووٹ بینک کی سیاست کی ہونی چاہیے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، یکم مئی 2002ء، صفحہ 10)

ارجن سنگھ (سینئر کانگریسی لیڈر)

اگر مذہب کی بنیاد پر ہر آئین میں خون کی لکیریں کھینچ دینے پر مصر ہاتھوں کو نہیں روکا گیا تو ہندوستان کے بنوارے کو ٹال پانا ناممکن ہو جائے گا۔ وزیر اعظم واجپئی اور وزیر اعلیٰ نریندر مودی نے بنا کسی تفریق کے حکمرانی کرنے کی آئینی قسم کو توڑ دیا ہے۔ آج آئین بونا ہو گیا ہے اور انسان کا گھمنڈ سب سے اہم۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 3 مئی 2002ء، صفحہ 10)

سیتارام پچوری (سینئر لیڈر سی۔ پی۔ ایم ممبر پولٹ بیورو)

آزادی کے بعد بھارت کی تاریخ میں یہ پہلی بار سرکار اسپانسرڈ فسادات ہوئے ہیں۔ مرکزی سرکار نے آئین کی دفعہ 356 کے تحت کارروائی کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن ابھی تک کچھ نہیں کیا گیا ہے اس لیے گجرات میں 356 کے تحت صدر راج نافذ کیا جانا چاہیے۔

پرنب مکھرجی (سینئر لیڈر کانگریس)

ملک کی ایکتا اور لوگوں کے جان و مال کے تحفظ کی ذمہ داری سرکار کی ہے اگر وہ اسے نبھانے کے قابل نہیں تو اسے اقتدار میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر یہی حالت رہی تو بین الاقوامی سطح پر بھارت کی شبیہ ایک فساد کی ملک کی شکل میں ابھرے گی۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 8 مارچ 2002ء، صفحہ 7)

کیل سبل (سینئر لیڈر کانگریس)

نریندر مودی کو فوراً ان کی کرسی سے ہٹا کر فسادات کی جانچ سپریم کورٹ کے موجودہ جج سے کرانی چاہیے۔ گجرات کے ان واقعات سے ملک کا سرشرم سے جھک گیا ہے۔ دہشت گردوں اور ٹھگنوں اور غنڈوں کی جماعت ہے جسے پچھلے تین برسوں سے کھلا چھوڑ دیا گیا ہے اور وہ ہر جگہ تباہی مچا رہے ہیں۔ پھیل کر بی جے پی کی سیاست کو بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں ایسے میں کیوں کہا جاتا ہے کہ افغانستان دہشت گردی کو بڑھاوا دیتا تھا یا نازی ایک خاص فرقہ کا قتل عام کرتے تھے اب تو ان کے بھائی ہمارے یہاں ہی موجود ہیں۔

ولیپ کمار (عظیم فلم اداکار)

گجرات میں جو کچھ بھی ہوا بہت شرمناک بات ہے۔ افسوس کا مقام ہے۔ الفاظ ساتھ نہیں دیتے کہ کس طرح سے ہم اپنا رنج، غم اور غصہ بیان کریں۔ یہ وہ ہندوستان نہیں ہے جسے ہم نے قربانی دے کر آزاد کرایا تھا صرف باتوں سے نہیں ہوگا فساد یوں کو پھانسی دینی ہوگی۔ سیکولرزم خطرے میں نہیں ہے بلکہ ختم ہو چکا ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 15 مارچ 2002ء، صفحہ 1)

کے پی ایس گل (سابق ڈی جی پی پنجاب)

ریاستی پولیس کے مبینہ بھگوا کرن کے معاملے پر گجراتی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ریاست میں پولیس اہلکاروں کی تعداد بھی کافی کم ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 17 مئی 2002ء، صفحہ 7)

راج ببر (مشہور فلم اداکار و ممبر پارلیمنٹ)

آج آدمی کی قیمت صرف ایک ووٹ بن کر رہ گئی ہے۔ ایسے واقعات میں ہندو اور مسلمان نہیں مرتے

ہیں۔ ایسے میں انسانیت مرتی ہے۔ اقتدار میں بیٹھے کچھ لوگ اقتدار کے لیے انسانیت کا قتل عام کر رہے ہیں۔
(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 3 مارچ 2002، صفحہ 10)

شبانہ اعظمی (قلم اداکارہ و ممبر راجیہ سبھا)

خون تو وہاں انسان کا ہی بہہ رہا ہے یہ کیا پتہ کہ جس کا خون بہہ رہا ہے وہ ہندو ہے یا مسلمان جب ہمیں
وہاں تحفظ کا احساس نہیں تھا تو وہاں عام آدمی کے ذہن میں اپنے محفوظ ہونے کا احساس کیسے ہوگا۔
(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 3 مارچ 2002، صفحہ 10)

رضیہ جعفری (احسان جعفری کی اہلیہ)

جس نے جعفری صاحب کا قتل کیا وہ کسی بھی صورت میں سچا ہندو نہیں ہو سکتا کیوں کہ سچا ہندو کبھی ایسا کر
ہی نہیں سکتا۔ ایسی وارداتوں کو انجام دینے والے آدمی کو انسان بھی نہیں کہا جاسکتا ہے۔
(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 16 مارچ 2002، صفحہ 7)

جن گرشنا مورتی (سابق صدر بھاجپ)

گجرات میں ان دنوں جو کچھ ہو رہا ہے وہ گودھرا سانحہ کا رد عمل ہے۔ دشنو ہندو پری شد کو اس میں نہیں
محمینیں۔ مودی سرکار نے فسادات پر قابو پانے کے لیے قابل تقلید کام کیا ہے۔ کانگریس کے کہنے پر بی جے پی
مودی کا سرا سے پیش نہیں کر سکتی۔ کانگریس دو دھاری تلوار سے کھیل رہی ہے لیکن ہم بھی اس جیسا کھیل کھیل سکتے
ہیں۔ میں کانگریس کو چیلنج کرتا ہوں کہ اس میں ہمت ہے تو انتخابات کا سامنا کرے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 13 اپریل 2002، صفحہ 1)

یشونت سنہا (وزیر خارجہ)

گجرات کے واقعات سے نہ صرف ریاست کی بلکہ ملک کی معیشت پر بھی منفی اثر پڑے گا۔ گجرات میں
تشدد افسوسناک اور ناقابل قبول ہے لیکن ملک پر اعتماد کم نہیں ہوا ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 12 مئی 2002ء، صفحہ 7)

رنگ ناتھ مشرا (سابق چیرمین حقوق انسانی کمیشن)

اگر گجرات کے فرقہ پرستی کے دیو کو پکلا نہیں گیا تو وہ پورے ملک کو نکل جائے گا۔ یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہونی چاہیے کہ مودی کی شبہ پر انتظامیہ کی موجودگی میں فساد یوں نے سینکڑوں لوگوں کا قتل عام کیا ہے۔

اے ایم احمدی (سابق چیف جسٹس)

گجرات کے فسادات کو ہندو مسلمان میں بانٹ کر دیکھنا غلط ہوگا۔ اور صاف بات یہ ہے کہ وہاں شہریوں کو قتل کیا گیا ہے۔ انہیں لوٹا گیا ہے اور عورتوں کی آبروریزی کر کے انہیں زندہ جلا دیا گیا ہے۔ قانون کی زبان میں یہ سنگین جرم ہے اور اس کے لیے جو بھی ذمہ دار ہے اسے سزا ملنی چاہیے۔ گجرات کی فرقہ وارانہ سبب کو صرف گودھرا تک محدود نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے لیے رتھ پاترا، باری مسجد کی شہادت اور شیلپو جن کے ہاسپ کو بھی پس منظر میں دیکھنا ہوگا۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 28 اپریل 2002ء، صفحہ 7)

شکر سنگھ واگھیلا (سابق وزیر اعلیٰ گجرات)

سنگھ پر یو اس ملک کو فرقہ پرستی کی بنیاد پر تقسیم کر دینا چاہتا ہے۔ گجرات کو فسادات کی آگ میں جھونکنے میں مقامی پولیس انتظامیہ اور میڈیا نے ملک مخالف کردار نبھایا ہے۔ اگر وزیر اعلیٰ کہتے ہیں کہ یہ فساد کلنگ ہے تو اسے دھوتے کیوں نہیں؟ اگر سرکار میں قوت ارادی ہے تو دونوں فرقوں کے شکستہ اعتماد کو بحال کیا جاسکتا ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 28 اپریل 2002ء، صفحہ 7)

عارف محمد خان (سابق مرکزی وزیر)

گودھرا کا واقعہ یقینی طور پر غیر انسانی تھا لیکن گودھرا کے بعد جو کچھ ہو رہا ہے اسے بی جے پی کے لوگ گجرات کا رد عمل بتا رہے ہیں۔ یہ سب تو سوچی سمجھی سازش تھی۔ شاید زیادہ تر لوگوں کو علم نہیں ہے کہ گودھرا کے واقعہ

کے فوراً بعد احمد آباد میں تشدد بھڑک اٹھا تھا۔ احمد آباد میں شام 3 بجے سے لے کر 6 بجے کے درمیان اہم اداروں میں آگ لگائی جا چکی تھی۔ اسے ہم بدلے کی کارروائی نہیں کہہ سکتے۔

جاوید اختر (مشہور نغمہ نگار دانشور)

گجرات میں قانون و انتظام اور اخلاق پوری طرح ختم ہو چکا ہے۔ گجرات میں سرکار اور پولیس وہ نہیں کر پار ہی ہے جو اسے کرنا چاہیے یا سودی جیسے لوگ ہر اس آدمی کے دشمن ہیں جو ان کی بات نہیں مانتے۔ گجرات میں فساد کے لیے دُشہندہ پری شد اور آرائس ایس ذمہ دار ہے۔ آرائس ایس کتنی کوشش کر لے اپنے منصوبوں میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 20 اپریل 2002، صفحہ 1)

ڈاکٹر پروین توگڑیا (انٹرنیشنل جنرل سکرٹری۔ دُشہندہ پریشد)

گجرات کے ہندو مسلمان اور دوسری ریاست کے ہندو مسلمانوں میں فرق ہے۔ یہاں سوماتھ کا مندر ہے۔ یہیں مہاتما گاندھی اور سردار پٹیل نے جنم لیا تھا۔ گجرات کا ہندو جب سوماتھ مندر کی جانب دیکھتا ہے تو اسے محمود غزنوی اور محمد علی جناح یاد آنے لگتے ہیں اس کا خون کھول اٹھتا ہے ایسا کسی دوسری ریاست کے ساتھ نہیں ہے۔ گجرات میں مسلمان زیادہ قتلہ و قتلہ ہیں اور یہ گجرات ہی ہے جہاں 70 رام سیوکوں کو زندہ جلادیا گیا۔ اس طرح کا واقعہ کسی دوسری ریاست میں نہیں ہوا۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 13 اپریل 2002، صفحہ 3 ضمیمہ)

مختار عباس نقوی (قومی جنرل سکرٹری وتر جمان بھاجپا)

بی جے پی کے لگاتار گرتے گراف کی اہم وجہ اس کا ڈھونگی سیکولرزم کی ہوڑ میں شامل ہونا ہے۔ گجرات میں جو زندگی ہوئی اس نے سبھی انسانی قدروں کو چکنا چور کر دیا ہے۔ کچھ ہندو تنظیموں کے ذریعہ مسلمانوں کو نشانہ بنانے کے بجائے اس ڈھونگی سیکولرزم کو نشانہ بنانا چاہیے جو اقلیتوں کو اپنے سیاسی مقصد کے لیے گمراہ کر رہی ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، یکم اپریل 2002ء، صفحہ 7)

وی پی سنگھ (سابق وزیراعظم)

بی جے پی کے فاشٹ نظریہ کو مل کر ختم کرنا ہوگا۔ سرکار میں بیٹھے کچھ لوگ ہنٹر کے خوابوں کی بنیاد پر یہاں ہندو راشٹریہ بنانا چاہتے ہیں۔ اس طرح خطرناک فاشٹ نظریہ کو سب کو مل کر ختم کرنا ہوگا۔ جن لوگوں کا تحریک آزادی سے کوئی تعلق نہیں رہا وہ سو کر وڑ عوام کو حسب الوطنی سکھانا چاہتے ہیں۔ آئین، سیکولر ازم اور جمہوریت کے ماننے والے کو جس نہس کرنے والوں کو عوام کبھی معاف نہیں کریں گے۔

(راشٹریہ سہارا، گورکھ پور۔ 29 اپریل 2002ء، صفحہ 7)

رام ویر سنگھ بدھوڑی (دہلی کی اہم سیاسی شخصیت)

گجرات کے فسادات نے ملک پر ایک کالا دھبہ لگایا ہے اور اس سے مرکز کی قومی جمہوری اتحاد کے سیکولر اصولوں پر بھی حملہ ہوا ہے۔ گجرات میں چل رہے فسادات کے لیے صاف طور پر وزیر اعلیٰ مودی ذمہ دار ہیں اور انہیں عہدے پر رہنے کا کوئی اخلاقی یا آئینی حق نہیں ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 10 اپریل 2002ء، صفحہ 1)

دگو بے سنگھ (وزیر اعلیٰ مدھیہ پردیش)

فرقہ دارانہ فسادات پھیلانے کے پیچھے سیاسی وجہ چھپی ہوتی ہے۔ جب سیاسی قیادت ناکام ہو جاتی ہے تو فساد جیسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ سرکار چاہے تو فسادات سے نمٹنے میں کامیابی حاصل کر سکتی ہے اس کے لیے قوت ارادی کی ضرورت ہے۔ ہندو ہوں یا مسلمان سرکار کو کسی بھی مذہب کے فساد کی سختی سے نمٹنا چاہیے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 5 مارچ 2002ء، صفحہ 12)

اے پی جے عبدالکلام (صدر جمہوریہ)

ہمارا دشمن کوئی اور نہیں غریبی ہے۔

(راشٹریہ سہارا، گورکھپور، 19 مئی 2002، صفحہ 7)

اصغر علی انجینئر (سرکردہ دانشور)

گجرات میں جو کچھ ہوا اس کا ہندو تو یا ہندو دھرم سے کچھ بھی لینا دینا نہیں ہے۔ بی جے پی کے لیے ہندو تو ایک سیاسی ایجنڈا ہے۔ اس لیے بی جے پی کے لوگ ہندو تو کے نام پر ہندو جذبات کو بھڑکا کر اپنا مقصد پورا کرنا چاہتے ہیں۔ گجرات میں تشدد پھیلانے کی بی جے پی کی پوری تیاری تھی گو دھراتو بہانہ بن گیا۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 13 اپریل 2002، صفحہ 6 ضمیر)

شانسا کمار (سابق مرکزی وزیر سینئر بھاجپ لیڈر)

بی جے پی کو اپنی حامی کثروادی ہندو تنظیموں کے چنگل سے باہر نکلنا چاہیے۔ سرکار کو یا تو دھو دھندل پری شد اور بھڑک دل کو قابو میں رکھنا چاہیے یا پھر بی جے پی کو ان دونوں تنظیموں سے دوری بنانی چاہیے یہ دونوں تنظیمیں جو کچھ کر رہی ہیں وہ ہندو تو نہیں ہے۔ اگر میں گجرات کا وزیر اعلیٰ ہوتا تو فرقہ وارانہ تشدد کو دیکھتے ہوئے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے چکا ہوتا۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 12 اپریل 2002، صفحہ 7)

بھیشم ساہنی (نامور ہندی افسانہ نگار و دانشور)

فرقہ پرست عناصر نے استاد فیض خان کی قبر کو توڑ دیا، یہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترکہ ثقافت پر حملہ ہے۔ ہماری ثقافت مشترک کر رہی ہے ہمارے مذہبی لیڈر بھی مشترک کر رہے ہیں۔ کبیر جیم کس مذہب کے تھے اس سے کسی کو کوئی لینا دینا نہیں تھا یہ دونوں بھی کے تھے۔ یہ حملہ سات سو سال پرانی مشترکہ ثقافت پر ہے۔

سوامی اگنی ویش (سرکردہ سماجی شخصیت)

مسلم خاندانوں کا بے رحمی سے قتل، ان کو زندہ جلائے جانے، جن جن کر مارے جانے کے واقعات سن کر رونا آگیا یہ فاشزم کی جانب بڑھتے قدم ہیں جنہیں اگر شروع میں ہی پوری طاقت سے نہیں کچلا گیا تو دھو دھندل پری

شد، بھرتک دل، سنگھ وغیرہ جو گجرات میں آج صرف مسلم بچوں کو رحم سے نکال کر آگ میں جھونک رہے ہیں کل پورے ہندوستان کو فرقہ پرستی کی آگ میں جھونک سکتے ہیں۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 13 اپریل 2002، صفحہ 3 ضمیمہ)

چندر بابا بونا سیدو (وزیر اعلیٰ آندھرا پردیش)

وزیر اعلیٰ کو تبدیل کرنا گجرات مسئلہ کا حل نہیں ہے۔ حالات پر قابو پانا اور تشدد کو روکنا چاہیے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 19 اپریل 2002، صفحہ 7)

شیمھونا تھ شری واستو (ترجمان سمٹا پارٹی)

یہ قبول کرنا بہت تکلیف دہ ہے کہ مودی اپنے آئینی فرائض کو پورا کرنے میں ناکام رہے ہیں اب تک بہت ہو چکا۔ وزیر اعلیٰ نریندر مودی میں تو قوت ارادی کی کمی ہے یا ان میں انتظامیہ کی نگرانی کر پانے کی صلاحیت نہیں ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 10 اپریل 2002، صفحہ 1)

سی ایم ابراہیم (سابق مرکزی وزیر)

ہندوستان میں آزادی کے 50 سال بعد فرقہ وارانہ فسادات کے ذریعہ انسانوں کا خون بہایا نہیں بلکہ جلایا گیا ہے۔ گجرات میں جو واقعات ہوئے ہیں درندے بھی ایسے واقعات انجام نہیں دے سکتے۔ فسادات کے درمیان مردوں اور عورتوں کے علاوہ معصوم بچوں اور حاملہ عورتوں کو بے دردی سے جلا دیا گیا۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 10 مارچ 2002، صفحہ 3)

سید عبداللہ بخاری (دہلی کی جامع مسجد کے سابق شاہی امام)

گجرات میں ہندو مسلم فساد نہیں ہو رہا ہے مودی سرکار عوام میں آنکھ پھیلا رہی ہے۔ انہیں پوٹو کے تحت گرفتار کرنا چاہیے اور ریاست میں صدر راج نافذ کرنا چاہیے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 5 مارچ 2002، صفحہ 7)

سید شہاب الدین (سرکردہ مسلم دانشور و مسلم پرسنل لاء بورڈ کے اہم رکن)

ریاستی انتظامیہ نے جہاں مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کیا ہے وہیں ریاست کے وزیر اعلیٰ نے ذاتی طور پر تشدد کو ہوا دی اور قانون توڑنے والے عناصر کا ساتھ دیا اور ان کی مدد کی۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 6 مارچ 2002، صفحہ 6)

طارق انور (نیشنلسٹ کانگریس پارٹی کے سینئر لیڈر)

گجرات میں کھلے عام اور منصوبہ بند طریقے سے مسلمانوں کا قتل عام ہوا اور ان کی جائیدادیں تباہ کی گئیں اس کی ساری ذمہ داری بی جے پی کی ریاستی سرکار پر ہے جس کی کم سے کم سزایہ ہو سکتی ہے کہ اسے برخاست کر دیا جائے۔

عبید اللہ اعظمی (ممبر راجیہ سبھا کانگریس)

گجرات کا فساد فرقہ وارانہ نہیں بلکہ یہ سرکاری دہشت گردی ہے۔ ٹرین کے واقعہ کے بعد بے قصور لوگوں پر جس طرح کی بدلی کا مظاہرہ ہوا ہے اسے انسانیت کا قتل عام سمجھنا چاہیے۔ جس طرح ٹرین میں مارے گئے لوگ بے قصور تھے اسی طرح گجرات میں جائے گئے لوگ بھی بے قصور ہیں۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 5 مارچ 2002، صفحہ 5)

اشوک گہلوٹ (وزیر اعلیٰ راجستھان)

بی جے پی کے پاس فرقہ وارانہ سیاست کے علاوہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ گجرات میں جو ہوا اس کے بارے میں سوچا ہی نہیں جاسکتا۔ یہ فساد انسانیت کے نام پر کلنگ ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 28 مارچ 2002، صفحہ 2)

پرویز مشرف (صدر پاکستان)

مسلمانوں کے مذہبی مقامات کی بے حرمتی اور جان و مال کی تباہی سے پاکستان کے عوام میں تشویش پائی

جاتی ہے۔ جو عناصر اس طرح کے واقعات کے ذمہ دار ہیں ان کو گرفتار کر کے سزا دی جائے۔ 27 فروری کوٹرین پر حملہ افسوس ناک ہے لیکن اس واقعہ کا مطلب یہ نہیں ہو سکتا کہ مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت نہ کی جائے اور ان کے قتل کا لائسنس حاصل کر لیا جائے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 6 مارچ 2002، صفحہ۔ 1)

فلپ ریکر (ترجمان امریکی وزارت خارجہ)

اس طرح کی لڑائی سے کسی کو بھی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ہندو اور مسلمان دونوں فرقوں کو چاہیے کہ مل کر رہیں اور آپسی اختلافات کا حل تلاش کریں۔ اس طرح کا تشدد بے قصور لوگوں کی جان لیتا ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 17 اپریل 2002، صفحہ۔ 1)

ٹیرسٹا اسکیر (امریکی وزارت خارجہ میں جنوب ایشیائی معاملوں کی سابق انچارج)

گجرات میں فرقہ وارانہ فسادات وزیراعظم اٹل بھاری واجپئی کی سرکار کی صلاحیتوں کے لیے چیلنج ہیں۔ امریکہ بھی ان حالات کیلئے فکر مند ہے۔ واجپئی کے اپنے دوست ہی ان کے سامنے مشکلات پیش کر رہے ہیں۔ اپنے بازو کی جماعتوں سے نمٹنے کے لئے سخت کارروائی کرنی چاہیے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 3 مارچ 2002، صفحہ۔ 12)

جوسیکا فشر (وزیر خارجہ جرمنی)

جرمن سرکار بھارت کی ریاست گجرات میں جاری فسادات کی سخت مذمت کرتی ہے۔ گجرات میں مارے گئے لوگوں، زخمیوں اور جلے ہوئے گھروں کی خوفناک تصویروں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حالات بہت نازک ہیں۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 2 مارچ 2002، صفحہ۔ 12)

بل گراہم (سرکردہ مغربی صحافی)

بھارت سرکار گجرات میں بھڑکے فسادات پر قابو پانے کی کوشش کرے۔ ہندوستانی شہری تشدد سے باز

ہندوستانی شہری تشدد سے باز آئیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اچانک بھڑکے تشدد پر قابو پانا بھارت سرکار کے بس سے باہر ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی 2 مارچ 2002، صفحہ 1)

سابق صدر کے آرتھرائٹس (سابق صدر جمہوریہ)

گجرات میں جاری تشدد کی وارداتوں اور مار کاٹ سے مجھے سخت تکلیف پہنچی ہے۔ میں سبھی شہریوں سے اپیل کرتا ہوں کہ فرقہ وارانہ تشدد کو ختم کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کریں جس نے پوری ریاست کو تباہ کر دیا ہے اور پچھلے دو مہینے سے ابھی بھی جاری ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 30 اپریل 2002، صفحہ 1)

گجرات کے واقعات سے میرا سر شرم سے جھک گیا ہے۔ اگر پولیس نے مستعدی سے کام لیا ہوتا تو اتنی جانیں نہیں جاتیں۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 9 مارچ 2002، صفحہ 1)

آئی کے گجرا ل (سابق وزیر اعظم)

گجرات اور 1984 کے سکھ مخالف فسادات میں کوئی فرق نہیں۔ گجرات میں مسلمانوں کے خلاف جو تشدد ہوا اس سے ملک کی سیکولر بنیادوں کو زبردست نقصان پہنچا ہے۔ تشدد نے ۱۹۴۷ کی بھیاں تک یادیں تازہ کر دی ہیں۔

سید شاہنواز حسین (مرکزی وزیر شہری ہوابازی)

ریاستی پولیس نے فسادوں سے سختی سے نمٹنے میں فوراً چل کرنے میں تاخیر کی جس کی وجہ سے حالات دھماکہ خیز ہو گئے۔ اس حالت میں بی جے پی کی ساکھ کو دھکا پہنچا ہے۔ ان فسادات نے 1984 کے وحشیانہ دنوں کی یاد دلادی ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 5 مارچ 2002، صفحہ 1)

سنیل شاستری (ترجمان بھاجپا)

گجرات کا قتل عام کانگریس کے ذریعہ اقتدار ہتھیانے کی ایک منصوبہ بند سازش ہے۔ یہ بہت تکلیف دہ ہے کہ کانگریس سمیت کسی بھی سیکولر جماعت نے گودھرا واقعہ کی مذمت کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ کانگریس پارٹی گجرات کا رد کھیل کر بی جے پی کو بدنام کرنا چاہتی ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 7 مئی 2002، صفحہ 7)

کانشی رام (صدر بہوجن سماج پارٹی)

فساد زدہ گجرات میں حالات سے نمٹنے کے لیے مرکز کی مداخلت کی ضرورت نہیں ہے۔ گجرات میں اسمبلی انتخابات کا مطالبہ کرنا چاہیے اور ریاست کی حکمران جماعت کی قسمت کا فیصلہ عوام کو کرنے دینا چاہیے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 7 مئی 2002، صفحہ 7)

شرد پوار (صدر نیشنل کانگریس پارٹی)

بی جے پی نے آئندہ انتخابات جیتنے کے لیے فسادات کا کھیل چلایا ہے۔

(راشٹریہ سہارا، گورکھپور، یکم مئی 2002، صفحہ 13)

اجیت سنگھ (مرکزی وزیر زراعت)

گجرات میں فرقہ پرست طاقتوں کا ایک برا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ اور قانون و انتظام کی حالت خراب

ہے۔

میگھا پائیکر (سرکردہ سماجی کارکن و ماحولیات حامی)

مودی نے جمہوریت کے سبھی اصولوں کو پوری طرح نظر انداز کیا اور ریاست کے عوام کے بنیادی حقوق تک کی خلاف ورزی کی ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 10 اپریل 2002، صفحہ 10)

وزیراعظم اٹل بھاری باجیٹی کے نام

جسٹس محمد شمیم، چیئر مین قومی اقلیتی کمیشن کا مکتوب

عزت مآب وزیراعظم!

میں آپ کو یاد دلانا چاہوں گا کہ آپ نے گجرات کے حالات پر تشویش کا اظہار کرنے اور اس تعلق سے جو اقدامات کئے گئے ان سے آپ کو آگاہ کرنے کی غرض سے 5 مارچ 2002 کو ملاقات کا وقت دیا تھا۔ آپ نے اس کمیشن کے اقدامات کی ستائش کی تھی اور مشورہ دیا تھا کہ کمیشن کو جلد از جلد گجرات کا دورہ کرنا چاہئے۔

قومی اقلیتی کمیشن نے احمد آباد میں کرفیو اٹھانے کے دوسری ہی دن 13 اور 14 مارچ کو گجرات کا دورہ کیا۔ وہاں گورنر، وزیر اعلیٰ اور 350 سے بھی زیادہ دیگر لوگوں سے ملنے کے علاوہ کمیشن نے شاہ عالم میں سب سے بڑے راحت کمپ کا بھی دورہ کیا۔ احمد آباد کے اس کمپ میں کسی سینئر ذمہ دار وفد کا یہ پہلا دورہ تھا۔ کمیشن نے ایک مکمل اور تفصیلی رپورٹ تیاری کی ہے جس میں صورتحال کی حقیقی آگاہی کے ساتھ ساتھ ہماری سفارشات بھی شامل ہیں۔

کمیشن کی جانب سے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمیں یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی ہے کہ وزیراعظم بہ نفس نفیس جلد ہی احمد آباد کا دورہ کرنے والے ہیں۔ اس سے گجرات کے زخموں کا مزید مداوا ہو سکے گا جس کی شدید ضرورت ہے۔ اپنے دورے کے دوران آپ بعض اقدامات کا اعلان کر سکتے ہیں جن کی جانب میں اس تحریر میں اشارہ کر رہا ہوں۔ سب سے شدید ضرورت اقلیتی فرقہ کے لوگوں میں اعتماد پیدا کرنے کی ضرورت کی ہے نہ صرف ان لوگوں میں جو 93 کیمپوں میں 97000 لوگ ہیں بلکہ ان تمام لوگوں میں جو ایک ماہ سے بھی زیادہ عرصہ سے جاری تشدد کے سبب اپنی زندگی افراتفری کے شکار ہیں۔ ان کے لئے حالات کو معمول پر لانے کی اور جذباتی، سماجی

اور اقتصادی طور سے امداد دیے جانے کی ضرورت ہے۔

محترم وزیر اعظم سے ہماری پہلی سفارش یہ ہے کہ آپ گجرات کے المیہ کے شکار لوگوں کے دکھ درد میں شریک ہوں اور ان کے زخموں پر مرہم رکھیں۔ آتش زنی اور تشدد سے ناقابل تلافی نقصان لوگوں کی املاک کا ہوا ہے۔ خاص طور سے مسلمانوں کی معیشت کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ وزیر اعظم اپنے راحت فٹڈ سے ان کے لئے ریلیف کا اعلان کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ریاستی حکومت جان و مال کے نقصان کے معاوضہ کا اعلان کر سکتی ہے اور بات کو یقینی بنا سکتی ہے کہ راحت متعلقہ لوگوں تک پہنچ سکے۔

جانی نقصان کا درست جائزہ لینے کی ضرورت ہے اور ہر مہلک کے پسماندگان کو مساوی معاوضہ دیا جانا چاہئے۔ احمد آباد کے 49 کیمپوں اور ریاست کے دوسرے شہروں کے 44 کیمپوں میں جو لوگ ہیں ان کی آباد کاری کے لئے کسی کیلج پر کام کیا جانا چاہئے۔ کیمپوں میں بھی خوراک اور صحت سے متعلق خدمات کا مناسب انتظام کیا جانا چاہئے۔

کیمپوں میں اقتصادی سرگرمیوں شروع کی جانی چاہئیں تاکہ جو لوگ کیمپوں میں ہیں وہ کچھ رقم کما سکیں۔ جن کا گھربار ختم ہو چکا ہے ان کو باز آباد کاری کے لئے زمین دی جانی چاہئے۔

ریزرو بینک آف انڈیا سے کہا جانا چاہئے کہ املاک و تجارت کے نقصان کا اندازہ لگائے تاکہ فسادات کے شکار لوگوں کو قرضے وغیرہ دینے کے لئے سرکاری شعبہ کے بنکوں کو مناسب ہدایت دی جاسکے۔

مذہبی مقامات، مساجد، مندر درگاہ کو جو نقصان پہنچا گیا ہے وہ قابل غور ہے۔ وزیر اعلیٰ نے کمیشن کو یقین دلایا تھا کہ ان کی بحالی کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں گے۔ اب تک اس تعلق سے چند اقدامات کی ہی اطلاع ہے۔ مذہبی مقامات کی بحالی سے اعتماد پیدا کرنے میں زبردست مدد ملے گی۔

انتظامیہ پر لوگوں کے اعتماد میں کمی آئی ہے اور وقت کا تقاضہ ہے کہ اس اعتماد کو جتنا جلد موقع ملے بحال کیا جائے۔ اگر حساس علاقوں میں دوسرے افسران کے ساتھ اقلیتی فرقہ سے تعلق رکھنے والے افسران کو بھی تعینات کیا جائے تو یہ بہتر انتظامیہ اور اعتماد سازی کے حق میں ایک اہم قدم ہوگا۔ فسادات کے دوران پولس اور سول افسران

کے ذریعہ بہت اچھی کارکردگی کی بھی مثالیں سامنے آئی ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ بجائے اس کے ان کی کارکردگی کی تعریف و توصیف کی جاتی ان کو نشانہ بنا کر ان کا تبادلہ کیا گیا ہے۔ اس لئے میں وزیراعظم سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ سپریم کورٹ کے موجودہ جج کے ذریعہ غیر جانبدار انکوائری کرائیں تاکہ گجرات فسادات کے تمام حقائق روشنی میں آسکیں۔

ریاستی حکومت کو طویل المدتی اور قلیل المدتی منصوبہ سازی کر کے ریاست کی تعمیر، نوریاستی مشینری میں عوام کا اعتماد بحال کرنے اور پورے گجرات میں فرقہ وارانہ فسادات کا اعادہ نہ ہو، اس کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں تاکہ باقی ملک میں بھی فرقہ وارانہ ہم آہنگی باقی رہے۔

جشن محمد شمیم

چیرمین قومی اقلیتی کمیشن

چراغ امن و امان کے بجھانا چاہتا ہے !

ہر آن سازشِ نو میں پھنسا چاہتا ہے
میں سر اٹھائی نہ پاؤں زمانہ چاہتا ہے
جہاں کہیں بھی میں طاقت کی شکل میں ابھروں
وہیں وہ سانحہ ”کربلا“ چاہتا ہے
میں جس کے ہاتھ بہ بیعت کا سخت مکر ہوں
وہ پھر انی پہ مرا سر اٹھانا چاہتا ہے
مرے وجود سے اس درجہ خوف ہے اس کو
کہ میرا نام و نشان ہی مٹانا چاہتا ہے
میں اپنا ہاتھ بڑھاتا ہوں دوستی کا مگر
وہ اپنے آگے مرا سر جھکانا چاہتا ہے
یہ کس چراغ کا جن ہے جو سارے بھارت سے
چراغ امن و امان کے بجھانا چاہتا ہے
ہزاروں بار گریں بجلیاں یہاں لیکن
وقا پرندہ یہیں آشیانہ چاہتا ہے

ڈاکٹر فریاد آذر

سوچو! آخر کب سوچیں گے

درہم برہم دونوں سوچیں	کیسی بدبو پھوٹ رہی ہے
مل جل کر ہم دونوں سوچیں	پتی پتی ٹوٹ رہی ہے
زخم کا مرہم دونوں سوچیں	خوشبو سے ناراض ہیں کانٹے
سوچیں، پر ہم دونوں سوچیں	گل سے خوشبو روٹھ رہی ہے
گھر جل کر راکھ ہو جائیگا	خوشبو رخصت ہو جائیگی
جب سب کچھ خاک ہو جائیگا	باغ میں وحشت ہو جائیگی
تب سوچیں گے	تب سوچیں گے
سوچو! آخر کب سوچیں گے	سوچو! آخر کب سوچیں گے
اینٹ اور پتھر راکھ ہوئے ہیں	ماں کی آہیں چیخ رہی ہیں
دیوار و در راکھ ہوئے ہیں	ننھی باہیں چیخ رہی ہیں
ان کے بارے میں کچھ سوچو	قاتل اپنے ہم سائے ہیں
جن کے چہرہ راکھ ہوئے ہیں	سوئی راہیں چیخ رہی ہیں

بے بال و پر ہو جائیں گے	رشتے اندھے ہو جائیں گے
جب خود بے گھر ہو جائیں گے	گوئے بہرے ہو جائیں گے
تب سوچیں گے	تب سوچیں گے
سوچو! آخر کب سوچیں گے	سوچو! آخر کب سوچیں گے
فاتے بے مجبور مرے ہیں	نپو کے ارمان جلے ہیں
محنت کش مزدور مرے ہیں	باپو کے احسان جلے ہیں
اپنے گھر کی آگ میں جل کر	گیتا اور قرآن جلے ہیں
معروف و مشہور مرے ہیں	حد یہ ہے انسان جلے ہیں
ایک قیامت در پر ہوگی	ہر حیرتھ استخان جلے گا
موت ہمارے سر پر ہوگی	سارا ہندوستان جلے گا
تب سوچیں گے	تب سوچیں گے
سوچو! آخر کب سوچیں گے	سوچو! آخر کب سوچیں گے

ڈاکٹر نواز دیوبندی

”کونی سمجھاؤ مجھے یہ فلسفہ گجرات کا“

”انتقامی بھاؤ تائیں“ سانحہ گجرات کا

”دھرتی ماں“ پھر نذر تجھ کو ”زلزلہ“ گجرات کا

رنگ لائیگا یقیناً بے گناہوں کا لہو

ایک دن مانگے گی قدرت خوں بہا گجرات

چلتے انساں، خوف و دہشت، بے سبب حیوانیت

کس قدر دل دوز ہے یہ الیہ گجرات کا

آنے والے کل کا منظر دیکھ لیں اہل وطن

رو برو رکھا ہے سب کے آئینہ گجرات کا

کیسی منطوق ہے یہ لوگو! اور کیا فلسفہ؟

یہ ”عمل“ ”رد عمل“ ہے گودھرا گجرات کا

سلسلہ رد عمل کا گریوں ہی چلا رہا

ملک بھر میں بڑھ نہ جائے دائرہ گجرات کا

کس سے اب انصاف مانگیں کس کو اب آواز دیں

قائموں میں خود امیر شہر تھا گجرات کا

راشد حامدی نئی دہلی

”انسانوں کا حیوان ہونا“

یہی ہے اپنی بھارت ماما
لیکن جو کچھ دیکھ رہا ہوں
ڈری ڈری سی سب کی آنکھیں
شہر شہر اور بستی بستی
کوئی نہیں ہے پوچھنے والا
کوئی بھی صوبہ کوئی علاقہ
کوئی بھی بستی، کوئی بھی قصبہ
دیکھو ایک سہوت کو دیکھو
دیکھو بہادر بھائی کو دیکھو
وہ دیکھو ننھا سا بچہ
موت کا سایہ، بادل بن کر
جہاں جایئے، جہم دیکھئے
ایسی درگت اس دھرتی کی؟
رشی منی اوتار کہاں ہیں
چشتی اور کبیر کو ڈھونڈو
کہاں ہے جہانسی والی رانی؟
دیکھ لیں آکے اپنے وطن کو
گوتم کا وہ گمان کہاں ہے؟
کہاں ہے ناک دیو کی پانی؟
کہاں ہے دثوا متر کی آنکھیں؟
سب کو بلاؤ اور دکھاؤ؟

بھارت ماما بھاگیہ دودھاتا
کاش میں یہ سب دیکھ نہ پاتا
اُترا اُترا سب کا چہرہ
نفرت کی اک آگ لگی ہے
کیسی ہا ہا کار مچی ہے
نفرت سے محفوظ نہیں ہے
ذلت سے محفوظ نہیں ہے
ماں کے خون کو چاٹ رہا ہے
بہن کی چھاتی کاٹ رہا ہے
شطوں میں پھینکا جاتا ہے
آگن آگن لہراتا ہے
جھڑا جھڑا، نفرت نفرت!
توپ، توپ، لعنت لعنت!
گوتم کو اور رام کو لاؤ!
ناک اور گنیشام کو لاؤ
کہاں ظفر ہیں، کہاں ہیں ٹیپو
کہاں ہیں گاندھی، کہاں ہیں نہرو؟
جین دھرم کی شان کہاں ہے؟
گیتا اور قرآن کہاں ہے؟
کہاں گیا اجیر کا سونا؟
انسانوں کا حیوان ہونا !!

قیصر صدیقی سمیت پوری

آگ کو دعوت مت دو

نفرتمیں آگ ہیں!

اس آگ کو دعوت مت دو!

یہ بھڑکتی ہے تو ہر گھر کو جلا ڈالتی ہے

پل میں املاک کو خاشاک بنا ڈالتی ہے

کھل نہیں پاتے کسی دل میں محبت کے گلاب

پھیل جاتا ہے بہرست جہنم کا عذاب

نفرتمیں آگ ہیں۔ اس آگ کو دعوت مت دو!

مذہب اور دھرم کے ماتھے کے سر پہ سجاؤ نہ اسے

مذہب اور دھرم ہدایت ہیں، عداوت کب ہیں؟

اوج انساں کی حکایت ہیں۔ سیاست کب ہیں؟

حسن اخلاق کی حرمت ہیں۔ یہ نفرت کب ہیں؟

مذہب اور دھرم سے ملتا ہے شعور ہستی

عافیت کا سرو سامان

سکوں کی مستی

مذہب اور دھرم کے پردے میں

یہ نفرت کیسی

نفرتیں آگ ہیں۔ اس آگ کو دعوتِ مت دو!

نفرتیں زہر ہیں۔ انساں کو بھگیا دیں گی؟

نفرتیں آگ ہیں۔ شعلوں کے سوا کیا دیں گے

نفرتیں ظلمتِ بے باک ہیں اے ہم وطنو!

نفرتیں آگ ہیں۔ اس آگ کو دعوتِ مت دو

نفرتیں ترک نہ کیں تم نے تو اے ہم وطنو!

عظمتِ قوم و وطن خاک میں مل جائیگی

قیعہ موت لگائی ہر اک سمت یہاں

جس طرف دیکھو گے بس آگ نظر آئے گی

نفرتیں آگ ہیں۔ اس آگ کو دعوتِ مت دو!

ظفر مراد آبادی

1889ء - سوئی والاں

انجام بتادے کوئی

کاش اس دور کو آئینہ دکھادے کوئی
کیا ہے اس ظلم کا انجام بتادے کوئی
قہے چنگیز و ہلاکو کے سنا کر کشور
پردے غفلت کے نگاہوں سے اٹھادے کوئی

لاکھ پردوں میں رہے ظلم کا بانی کشور
خون خود مسکن قاتل کا پتہ بتا دیتا ہے
مہر کو جبر کی شدت سے مٹانے والے
مہر ہر دور میں جینے کی ادا دیتا ہے

اڑائی جائیں گی اخلاق کی یہ دجیاں کب تک
گریں گی آشیانوں پر ہمارے بھیاں کب تک
کوئی حد بھی ہے جور ناروا کی اے چمن والو
نہ آئے گی لب خاموش پر آخر نغاں کب تک

دشمنی دل سے بھلا دو دوستی پیدا کرو
 زندگی میں اک شعور زندگی پیدا کرو
 چاہتے ہو مگر زمانے میں رہے اپنا وقار
 ہند والو اتحاد ہا ہی پیدا کرو

اندھیروں کو مٹانے کے لئے لڑتے تو اچھا تھا
 چراغ دل جلانے کے لئے لڑتے تو اچھا تھا
 لڑے آپس میں تم تو اور نفرت ہو گئی پیدا
 جو نفرت کو مٹانے کے لئے لڑتے تو اچھا تھا

وقت کے مظلوم اک دن یہ بھی منظر دیکھنا
 خود پھنسنے کا جال میں اپنے شکر دیکھنا
 شرط یہ ہے مبر کا دامن نہ چھوٹے ہاتھ سے
 رنگ لایکا کسی دن دیدار دیکھنا

کشور عثمانی

جنگل

خواہشوں کا یہ گھنا جنگل، کہ جس میں
دھوپ بھی چھن کر نہیں آتی
اندھیرے کی ہر اک سوکھرائی
سرسراتے پھرتے ہیں جھونکے ہوا کے
پیڑ آپس میں ہیں سب دست و گریباں
مختلف شاخوں کی باتیں
دوسروں کی گردنوں میں ہیں حائل
جرم کا احساس بھی اور لذتِ آسودگی بھی
ذائقے حرم و ہوس کے
سب کو چمکنے کی ہے عادت
دھیرے دھیرے پھیلتا جاتا ہے جنگل
اور اس میدان کی وسعت سکڑتی جا رہی ہے
جس میں شفاف چشے
دھوپ کا آنچل پرافشاں
پیار کے گلشن، قناعت کے دبستاں
جسم و جاں کو فرحتیں بخشے جو وہ خوشیوں فراواں
دھیرے دھیرے بڑھتا جاتا ہے گھنا جنگل اندھیری خواہشوں کا
رفتہ سرور

ہم غریبوں کی آبادیاں جل گئیں

آپکی تو فقط لکڑیاں جل گئیں
ہم غریبوں کی آبادیاں جل گئیں
بنفص و نفرت کے شعلے بھڑکنے لگے
شوخی چہروں کی شادابیاں جل گئیں
زندگی بھوک سے لہلہاتی رہی
علم کی آگ میں روٹیاں جل گئیں
ایک چنگاری کا یہ نتیجہ ہوا
لہلہاتی ہوئی کھیتیاں جل گئیں
آپسی پیار کے پھول کھلا گئے
دو مہکتی ہوئی وادیاں جل گئیں
جب سمندر ہی شعلے اگلنے لگا
جتنی ساحل پہ تھیں کشتیاں جل گئیں
ہر طرف موت کا رقص جاری ہوا
گنتی ہی نامور ہستیاں جل گئیں
جس کی گنتی کبھی سایہ داروں میں تھی
اُس گنتے پیر کی ڈالیاں جل گئیں
شہر در شہر عقلمندی آگ کو
دیکھتے دیکھتے پتلیاں جل گئیں

عظمت صدیقی سہارنپوری

سب کو سفتی دے بھگوان

سایر متی ایکسپریس میں اک رات
میں نے گزاری جلتے ہوئے شوروں کی
راکھ کے ساتھ

پلیٹ فارم سنان تھا، کوئی نہیں تھا وہاں
اسٹیشن ماسٹر، تلی چائے بیچنے والے
سبھی

ہو گئے تھے گھر
خاموش ہو گئی تھی یقیں کی گھڑی
پاس کے گاؤں سے اٹھ رہا تھا
ان گنت معصوم چیخوں کا دھواں۔

اچانک میں زور سے چلایا
'ہے رام'

گیان ہوا جیسے میرے بالکل قریب
بیٹھے ہوئے ہوں باپو
لاٹھی ان کے ہاتھ میں اب بھی ہے
لیکن اس میں پڑ گئی ہے درار
ناک پہ گو گول بینک

اب بھی تکی ہوئی ہے
لیکن شیشوں کا رنگ، جج کے
ہو گیا لال

باپو۔ باپو۔ باپو۔
میں نے ان سے کچھ کہنا چاہا
پر تو رکھ دیا انہوں نے
میرے منہ پہ ہاتھ
گویا ہوئے، لقوائی لہجے میں
آج میں گزاروں گا
اسی سایر متی ایکسپریس میں
تمہارے ساتھ یہ رات
صبح جب پرلے ہوگی
تو دونوں ہاتھ پیار کے
ایک ہی سر میں روئیں گے
سناجات

ایٹور، اللہ تیرو نام
سب کو سفتی دے بھگوان

محمد صلاح الدین پرویز

یہ ہنگامے تیرے دامن میں ایسے گنگ و جمن کب تک ؟

مزاح آدم خاکی میں یہ دیوانہ پن کب تک

پھٹے پھولے گابھارت میں صلیبوں کا چمن کب تک

نہ جانے کب مٹی کی ظلمتیں فرقہ پرستی کی

اُجالے پر اندھیرے کا رہے گا پیر بن کب تک

کبھی اہل خرد سنجیدگی سے تم نے سوچا ہے

رہے گی خون سے رنگیں تاریخ وطن کب تک

نہ گلشن پھونک دیں شعلے کہیں فرقہ پرستی کے

تعصب اور نفرت کا یہ بدلے گا چلن کب تک

یہ تخریب و تباہی، بھید بھاؤ اور خون ریزی

ستم ڈھائیگا، تو ہم پر بتا چرخ کہن کب تک

دکھائے گی کہاں تک رنگ یہ ماحول کی تلخی

رہیگی میت انصاف بے گورد کفن کب تک

ہم اپنے خون کی قسطیں ہزاروں دنے چکے لیکن

ادا ہوگا تراقرضہ بتا خاک وطن کب تک

وطن جن کی بدولت آج رسوائے زمانہ ہے

یہ ہنگامے ترے دامن میں اے گنگ و جمن کب تک

بتا اے گردشِ دوراں کہ تیرا فیصلہ کیا ہے

جبینِ وقت پر باقی رہے گی یہ شکن کب تک

تری دنیا میں کیا انصاف کا فقدان ہے یارب

رہیں گے ہم جہاں میں زینت دار و رن کب تک

نہ بھولیں یہ کہ مبر و ضبط کی اک حد بھی ہوتی ہے

ہمارا امتحان لیں گے رضی ترشول زن کب تک

علامہ رضی بدا یونی

بڑی ہے اسکی عدالت ہر اک کی عدالت سے

گزر رہا ہے جن آج کس قیامت سے
لڑ رہے ہیں دور و بام خوف و دہشت سے
یہ کیسی آگ ہے! بجھتی نہیں کسی بھی طرح
جہلں گیا رخ ہندوستان تمازت سے
یہ کیا کہ جل گیا نفرت کی آگ سے مہجرات
ابھی تو سنبھلا نہ تھا زلزلوں کے ویبت سے
لبو لہان ہوئی سر زمین ”ہا پو“ کی
سلگ اٹھی ہیں فضا میں دلوں کی نفرت سے
ہوا میں جسموں کے جلنے کی بو ہے پھیلی ہوئی
گزر رہے ہیں ہم اک حرمۂ قیامت سے
ہوئی ہے سر پہ مگر بیاں پھر آدمیت آج
جھکا ہے پھر سر انسانیت ندامت سے

دھوئیں نے ڈھانپ لیا ہے فضائے عالم کو
 زمانہ دیکھ رہا ہے نگاہ حیرت سے
 درندے بھی نظر آتے ہیں منہ چھپائے ہوئے
 ہیں شرمسار سب انساں کی بربریت سے
 ہماری نسل کشی کی تو یہ نہیں سازش؟
 دلوں میں جاگا ہے احساس آج شدت سے
 جسے بھی دیکھو ہمارے لہجہ کا پیا سا ہے
 محافظوں نے بھی دیکھا ہے ہم کو نفرت سے
 ہے کون! رکھے جو مرہم ہمارے زخموں پر؟
 ہے کون! ہم کو لگائے گلے محبت سے
 ہزار زلزلے آئے، قیامتیں ٹوٹیں!!
 ہوئے نہ ہم کبھی مایوس اس کی رحمت سے
 امید صرف ہے انصاف کی اُسی سے ترقی
 بڑی ہے اُس کی عدالت ہر اک عدالت سے

قمر سنہیلی

تاجد نظر خون

کیا خون کا عالم ہے ادھر خون، ادھر خون
 جس سے نظر اٹھتی ہے، آتا ہے نظر خون
 ہیں خون میں نہائے مری دنیا کے شب و روز
 بر ساتی ہے گھر پر مرے ہر شام و سحر خون
 ہے خون ہی اٹائے مرے اجڑے ہوئے گھر کا
 دیتی ہے مجھے تحفہ ہر اک راہ گذر خون
 روشن ہیں نئے ڈھب سے درندوں کی دکانیں
 بازار میں ارزاں ہے یہ انداز زرد دیگر خون
 جلتے ہوئے دم توڑتے جسموں کے یہ انبار
 بہتا ہوا سڑکوں پہ، یہ تاجد نظر خون
 کیا کہتے ہیں خاموش نقوش درو دیوار
 دیکھو کہ سنا تا ہے یہ کیا تازہ خبر کون
 سفاکوں کے لب پر ہے عجب نغمے زنگیں
 اب کے جلتی اگر بج گیا، جانکا کدھر خون
 اے اہل سفر! نقد دل و جاں کا بدل ہے
 لے جائے سوغات میں ہنگام سفر خون
 قاتل کبھی مقتول بھی ہو سکتا ہے، سوچو!
 سوچو، کہ لئے جاتا ہے تم کو یہ کدھر خون
 اے اہل وطن! کھیل نہیں خون کی بازی
 کردے نہ کہیں تم کو بھی اب زیر و زبر خون
 کب تک لب قاتل پہ رہے گا یہ جسم
 کب تک نہ دکھایا رکھیں اپنا اثر خون

رنیس نعمانی

آگ لگائی کس نے؟

ہر طرف چھایا ہوا خوف کا عالم کیا
ہر طرف لتھڑے ہوئے خون میں انساں کیسے
فرق دارانہ تفرقہ کی ہوائیں کیسی
بھائی چارہ ہوا انگشت بدنداں کیسے

☆☆☆

گلشن ہند میں یہ آگ لگائی کس نے
اور پڑکھوں کی تمناؤں کو پامال کیا
پیارے کہنے چراغوں کو بجھایا کس نے
اور محبت کی روایات کو بد حال کیا

☆☆☆

برصیت کے امیں رقص شر کے شیدا
دیش کے حق میں وفادار نہیں ہو سکتے
راہ آئین مساوات سے بچنے والے
رنگ تفریق سے بیزار نہیں ہو سکتے

☆☆☆

قلم کی راہ پہ میسا کی سے چلنے والو
نظم کی ناؤ بہت دیر نہیں چل سکتی
دست قدرت کے شکنجہ سے نہ بچ پاؤ گے
جبر کی شاخ تو تا دیر نہیں پھل سکتی
برصیت کے مظاہر پہ جو خنداں ہیں ابھی

☆☆☆

ایک دن انکو بڑے کرب سے رونا ہوگا
پستی فکر و خیالات کے انگاروں پر
ان کے احوال پریشاں کا بچھونا ہوگا

کفیل الرحمن نشاط

حکمران کوئی نہیں

روئیں جس پر رکھ سر کا ندھا یہاں کوئی نہیں
 سب نظر آتے ہیں دشمن مہرباں کوئی نہیں
 جلتی لاشوں کا یہ جنگل ہے درندے ہیں یہاں
 آدمی کا دور تک نام و نشان کوئی نہیں
 چینا انصاف اور دم توڑتی انسانیت
 شہر میں گاندھی کے اب جائے اماں کوئی نہیں
 قاتکوں کے ساتھ مل جاتے ہیں مسائے یہاں
 دوست کہلائے جو وقت امتحاں کوئی نہیں
 ہو رہی ہے غائباً ترشول سے تلخیر نسل
 ایسا لگتا ہے مرا ہندوستان کوئی نہیں
 ظلم کے سیلاب سے مغموم ہیں منصف مزاج
 بات انکی سننے والا حکمران کوئی نہیں
 زلزلے بھی ظالموں کو دے نہ پائے کچھ سبق
 کیا انہما کا چجاری اب یہاں کوئی نہیں
 صاحب ثروت تھے جو کل آج وہ محتاج ہیں
 سننے والا جن کی فریاد و نغاں کوئی نہیں
 ظلم جاری، حکمران جھوٹی تسلی پر اٹل
 جھکڑی مجرم کے ہاتھوں میں وہاں کوئی نہیں
 کیسے بدلے گی وہاں ظلم و تشدد کی فضا
 غیر جانبدار حاکم ہی جہاں کوئی نہیں
 کب مٹانے سے کسی کے جھم مٹتا ہے کوئی
 اس کا ہے اللہ جس کا پاسباں کوئی نہیں

نجم مظفر نگری

مکھوٹا

ہم بکھتے تھے ترے سینے میں
واقعی، دل یہ دھڑکتا ہوا دل
کسی شاعر، کسی فنکار کا ہے
جو تڑپ اٹھتا ہے جینیں سن کر
جس کی آنکھوں میں دھواں
چھتا ہے جلتے ہوئے شہروں کا
شرم سے جس کا جھکا جاتا ہے سر
دیکھ کر جلتی ہوئی لاشوں کو
جو جھٹکتا ہے سفر کرتے ہوئے
کھائے جاتا ہے یہ احساس اسے
”میں جہاں جاؤں گا
کچھ آنکھیں سوالی ہوگی
کون سا چہرہ میں لے کر جاؤں؟
ملک سے دور وطن سے باہر“

لیکن اب لوٹا سفر سے تو ہوا ہے محسوس
رخ بھی بدلا ہوا، لہجہ بھی جدا
اور چہرے سے ہے ٹکڑے
وہ نقاب اتری ہوئی
سوچتا ہوں یہ ”مکھوٹا“ تو قمر
کسی شاعر کا
کسی صاحب دل کا
تو نہیں ہو سکتا
وہ کوئی اور ”کوی“ ہوگا
پڑھیں قصیں یادو!
جس کی ”اکیادون کو بتائیں“ ہم نے
ہم بکھتے تھے ترے سینے میں
واقعی دل یہ دھڑکتا ہوا دل!
کسی شاعر کسی فنکار کا ہے

قمر سنبھلی

نفسی کربلا

ہر ایک اہل نظر آج دیکھ سکتا ہے
 کہ قلم ہی نہیں، قلم شدید ہیں کتنے
 ہر اک ست یہاں پر یزید ہیں کتنے
 یزید ایک تھا اور اب مزید ہیں کتنے
 اب اور اس کے جہاں میں مرید ہیں کتنے
 اور حق کی راہ میں محروم دید ہیں کتنے
 نئی ہے پیاس، نئی کربلا، نئے ہیں یزید
 نئے ہیں شر، نئے حرم، نئے خولی
 نئے مکانوں کے جلنے کی رسم جاری ہے
 زمیں پہ خون، فضا میں دھواں ہے لاشوں کا
 نئے سناں ہیں، نئے تیر اور نئے خنجر
 نئی نئی ہیں، چمکتی ہیں جتنی کماریں
 ہر اک چیز نئی آج ہے زمانے میں
 برائے علم وستم
 برائے جو رو جفا

برائے قہر و غضب
 برائے مکروہ ریا
 مکر

نیا حسین زمانہ کوئی بنا نہ سکا
 تے حسین کو آواز دے رہی ہے زمیں
 تے حسین کو آواز دے رہا ہے فلک
 تے حسین کو انسانیت بلاتی ہے
 نئی حسین کو لکے ہیں ڈھونڈنے کو ملک
 تے حسین کے بیکارانتظار میں ہو
 تے حسین جہاں میں کوئی نہ آئیگا
 اسی لئے یہ تقاضہ ہے وقت کا ہم سے
 یزید وقت سے ہرگز نہ آج گھبرائیں
 ہر ایک قلم و تشدد پہ بڑھ کے چھا جائیں
 یہی ہے راہ کہ عزم حسین اپنائیں

ڈاکٹر عظیم امروہوی

پیالہ چھلک نہ جائے کہیں صبر کا

ہم سے کہا گیا ہے کہ پھر امتحان دیں
ان کا کہا کریں گے فقط یہ زبان دیں
جو بھی وہ چاہتے ہیں وہی بات ہم کہیں
دن کو اگر وہ رات کہیں رات ہم کہیں
ان کو یہ چھوٹ دیں کہ وہ ضد پر اڑے رہیں
نظریں جھکائے سامنے ان کے کمرے رہیں
گھر میں ہمارے آگ لگے بھی تو چپ رہیں
ہم خامشی سے ان کا ہراک ظلم بھی کہیں
بچے ہمارے پرکھوں کی تاریخ بھول جائیں
جو کچھ وہ چاہتے ہیں انہیں بس وہی پڑ جائیں
تب ہی وہ ہم کو اپنا وقادار مانیں گے
ورنہ ہماری قوم کو غدار مانیں گے
افسوس ہے کہ ان کو کوئی ٹوکتا نہیں
ان کے کسی بھی فعل کو اب روکتا نہیں
ان کے خلاف کوئی بھی آتا نہیں بیاں
تو جین کر رہے ہیں عدالت کی جو بیاں
ہم سے وفا کی بات جو کرتے ہیں جان لیں
ہم ہیں وطن پرست ہمیشہ سے مان لیں
اب سلسلہ وہ ختم کریں اپنے جبر کا
پیالہ چھلک نہ جائے کہیں اپنے صبر کا
انہیں میرٹھی

تیرے شہر میں

اہل ستم نے کیا نہ کیا تیرے شہر میں
 انسانیت کا خون بہا تیرے شہر میں
 خود انتظامیہ نے دیا قاتلوں کا ساتھ
 ہر قتل روشنی میں ہوا تیرے شہر میں
 آتش کدے میں بستیاں تبدیل ہو گئیں
 انسان آج زندہ جلا تیرے شہر میں
 قتل بنا ہے گلستاں ہر شے لہو لہو
 حیوانیت کا رقص ہوا تیرے شہر میں
 پلوں پہ ہم نے جن کو بٹھایا ہے احترام
 دیتے ہیں اب وہ ہم کو دعا تیرے شہر میں
 اہل وفاق پہ لگتے ہیں الزام خون کے
 ملتا ہے یہ وفاق کا صلہ تیرے شہر میں
 کیوں بہہ رہا ہے خون کا دریا گلی گلی
 کیوں ہے عداوتوں کی فضا تیرے شہر میں
 فریاد کس سے کیجئے منصف جہان میں
 ملتی ہے بے خطا کو سزا تیرے شہر میں
 جن پر ہزاروں خون کے الزام تھے لگے
 سنتے ہیں ہو گئے وہ رہا تیرے شہر میں
 شہاب الدین نسیم، پلکھوا

مقتل گجرات

ظلم کی ساری حدیں طے ہو گئیں گجرات میں
 جو ہوا ہے، آج تک دیکھا نہیں گجرات میں
 ظالموں کی حکمرانی چل رہی ہے ہر طرف
 کوئی مظلوموں کا پر ساں ہی نہیں گجرات میں
 کٹ رہے ہیں چپے چپے پر خدا والوں کے سر
 حکمراں ہے کیا کوئی شمر لعین گجرات میں
 لگ رہی ہے ہر طرف ہر اہل حق کے گھر میں آگ
 پھٹک رہے ہیں آج جنت کے کیس گجرات میں
 گاندھی و آزاد نہرو کا لٹا ہر ایک خواب
 آرزوئیں سو گئیں زیر زمیں گجرات میں
 کتنے چہروں کے کھوٹے ہل میں غائب ہو گئے
 فطرتیں کتنوں کی ظاہر ہو گئیں گجرات میں
 حیف، جن کی بے گناہی کا زمانہ ہے گواہ
 خون سے ان کے ہے تر، ہر آستیں گجرات میں
 جذبہ انصاف کو یوں قتل کر ڈالا گیا
 ہو گئی ساری نضا اندھنیں گجرات میں
 اے خدا، اپنی صفات قہر کو بیدار کر
 تھک چکے مظلوم، اب ظالم پہ اپنا وار کر

محمد اسحاق حافظ سہارنپوری

دعوت امن

ارضِ گجرات پہ یہ کرب و بلا کا منظر
 زہر ہی زہر اگلتا ہے سپیروں کا فسوں
 گز گزاتے ہوئے ماحول پہ خنداں ہیں جنوں
 رقصِ وحشت کی چھماچھم سے لرزتا ہے سکوں
 بربریت کے مظاہر پہ خرد ہے ششدر
 یہ لپکتے ہوئے شعلے، یہ بھڑکتی ہوئی آگ
 سرخ انگاروں کا رہ رو کے برستا ہے عذاب
 جلتے ہیں پیر، بن گل ہوں کہ غنوں کے نقاب
 آف یہ بجتے ہوئے جنت میں جہنم کے رباب
 یہ سلگتی ہوئی تانیں، یہ دہکتے ہوئے راگ
 دن تڑپتے ہوئے اور روتی ہوئی راتیں ہیں
 کبھی قتل ہے کوئی شہر، کبھی کوئی مگر
 ہے بہیمانہ ظلمات کے پھندے میں بشر
 ہر طرف بھیڑ بھی بھڑیے آتے ہیں نظر
 ”کیا زمانے میں چننے کی یہی باتیں ہیں“

آدمیت کا نہ یوں خون پہو خونخوارو!

اپنے ہر جذبہ تاریک کو گولی مارو

ابو المجاہد زاہد

ارباب سیاست کے نام

اس سلگتے ہوئے موسم کا تقاضہ ہے یہی
اور سوچو تو ہر اک غم کا مداوا ہے یہی
آگ جو گھر میں لگی ہے وہ بجھاؤ پہلے
بھول کیا ہم سے ہوئی ہے یہ تباہی پہلے
ایک دو بے سے جو پھڑے ہیں طاؤ پہلے
امن کے دھپ ہر اک گام جلاؤ پہلے
تاکہ پھر ایسی کوئی بات نہ بنے پائے
تاکہ پھر دوسرا گجرات نہ بنے پائے
اجڑے لوگوں کی تباہی پہ سیاست نہ کرو
اپنے پرکھوں کے اصولوں سے بغاوت نہ کرو
سچے انساں ہو تو لاشوں کی تجارت نہ کرو
ہو کسی روپ میں ظالم کی حمایت نہ کرو
ساری دنیا سے جدا ڈھنگ یہ آخر کب تک
صرف دو ٹوٹوں کے لئے جنگ یہ آخر کب تک

دھپ اب کوئی محبت کا نہ بچھنے پائے
 گھر میں نفرت کی کہیں پودہ نہ بھلنے پائے
 طے یہی سچے کہیں آگ نہ لگنے پائے
 کوئی معصوم کہیں اس میں نہ جلنے پائے
 بیخ کر پھر کبھی سب شکوے شکایت کرنا
 اور مل جائے حکومت تو حکومت کرنا
 آئیے گیتا و قرآن کو ڈھونڈیں مل کر
 ناک و چشتی کے ارمان کو ڈھونڈیں مل کر
 کھو گیا ہے جو اس انسان کو ڈھونڈیں مل کر
 اور معصوموں کی مسکان کو ڈھونڈیں مل کر
 اس سلگتے ہوئے موسم کا تقاضہ ہے یہی
 اور سوچو تو ہر اک غم کا مداوا ہے یہی

منصور عثمانی

یزید عصر سلامت حسینؑ پیاسا ہے

اس زندگی میں ہم کو بیاہاں کٹی ملے
ہر ایک راستے پہ کڑا امتحان تھا
ہم ہل صراط سے گزرتے ہیں رات دن
ہر شہر ہل صراط کا منظر بنا ہوا ہے
یہ کیسی زندگی ہے کہ یارب ہر ایک فرد
مانند برگ کانپ رہا ہے یہاں وہاں
لرزاں ہیں ہاتھ پاؤں، نگاہوں میں خوف ہے
آسیب تھا کہ جھوم رہا ہے
ہر ایک فرد
بازار خون گرم ہے
ہر اک دماغ میں
انسان اک شجر کی طرح سے کٹا ہوا ہے

خاموش و بے صدا؟

شیطان گھومتے رہے دن رات شہر میں

اک لمحہ زندگی کا بھی یار و عذاب ہے

مجرم ہر اک شخص ہے،

مصنف کوئی نہ تھا

سائے سے آدمی کے بھی سایہ تھا بھاگتا

آئینہ توڑ ڈالا تھا سب نے وہاں امیر

چہرہ بھی دیکھنے کا روادار کون تھا

ہوٹل، دکان، کالج و میخانہ اور مکان

بس انکا بانگمین ہی ٹکا ہوں میں رہ گیا

اس کے علاوہ جو بھی تھا وہ شعلہ پوش تھا

اچھا ہوا کہ دن کو بھی تاریک کر دیا

ورنہ خدا کے فضل کا شکوہ روانہ تھا

ڈاکٹر امیر عارفی

کتاب ملنے کے پتے

1. **Farid Book Depot Pvt. (Ltd.)**
406, Mata Mahal, Jama Masjid, Delhi-6
2. **Farid Book Depot Pvt. (Ltd.)**
2158, M P Street, Pataudi House, Darya Ganj, New Delhi-2
3. **Farid Book Depot Pvt. (Ltd.)**
168/1 Jha House, Hazrat Nizamuddin (west) New Delhi-13
4. **Farid Book Depot Pvt. (Ltd.)**
208, Sardar Patel Road Dongri -Near Khoja, Kabrastan-Mumbai-400009
5. **Kutub Khana Rashidiya**
Urdu Bazar, Jama Masjid, Delhi-6
6. **Adam Publishers & Distributors**
Shandar Market, Chitrli Qabar, Delhi-6
7. **Educational Publishing House**
3108, Wakil Street, Kucha Pandit, Lal kuan, Delhi-6
8. **Kutub Khana Aziziya**
Urdu Bazar, Jama Masjid, Delhi-6
9. **Markazi Maktaba Islami Publishers**
D- 307 Dawat Nagar, Abul Fazal Enclave, Jamia Nagar, Okhla N Delhi-6
10. **Maktaba Al Hasanat**
2241 Kucha Chelan, Darya Ganj, New Delhi-6
11. **Maktaba Jam-e-Noor**
Mata Mahal, Jama Masjid Delhi-6
12. **Jaseem Book Depot**
Mata Mahal, Jama Masjid Delhi-6
13. **Saleem Book Depot**
Hazrat Nizamuddin, New Delhi-6
14. **Tauseef Book Depot**
Hazrat Nizamuddin, New Delhi-6
15. **Zeeshan Book Depot**
486 Mata Mahal Jama Masjid Delhi-6
16. **Fani Book Depot**
Urdu Market Mata Mahal Jama Masjid, Delhi-6
17. **Al-Khalid Perfumers**
Hazrat Nizamuddin, New Delhi-13

18. **New Silver Book Agency, Mumbai**
14 Mohd, Ali Building, Bhendi Bazar, Mumbai
19. **Iqra Book Depot, Mumbai**
Noor Manzil, 30-B, Mohd Ali Road, Opp Chuna Bath Masjid, Mumbai-3
20. **Taj Office, Mumbai**
36, Mohd, Ali Road, Mumbai
21. **Mohammadi Store, Mumbai**
198-I M, Merchant Road, Mumbai
22. **Mahmood & Company, Mumbai-3**
36, Mohd, Ali Road, Mumbai
23. **Perwaiz Book Depot, Beed**
Karanja Road, Beed (M S)
24. **Shalimar Book House**
City Chowk, Aurangabad (M S)
25. **Hanfia Book Centre, Aurangabad**
Shop No 33, City Chowk Masjid, Aurangabad (M S)
26. **Haneef Book Depot, Nagpur**
Mominpura, Nagpur (M S)
27. **Latifia Book Depot Nagpur**
Mominpura, Nagpur (M S)
28. **Taj Book Depot, Nagpur**
Mominpura, Nagpur (M S)
29. **Mohammad Yusuf & Sons, Nanded**
18, 1st Floor, Mohd Ismail Market Chowk Bazar, Nanded. (M S)
30. **Noori Book Depot, Bhilai**
3/17 M G Market, G E Road Power House Bhilai (36 Garh)
31. **Taighee Kitab Ghar, Raipur**
Bajnath Para, Raipur (36 Garh)
32. **Famous Book Seller, Rae Bareilly**
Chirya Khana, Rae Bareilly (U P)
33. **Al- Azeez Book Depot, Rae Bareilly**
Androon Qila, P O Town Hall Rae Bareilly (U P)
34. **Aqsa Kitab Ghar**
A A Munshi & Sons. Mochi Bazar Junagarh, Distt Saurashtra (Guj)
35. **Qazee's, Surat**
S-1 Kanm Chamber, Near Bade Khan Chakla Police Chawki,
Gopipura Surat (Guj)

36. **Daryae Book Agency, Surat**
Rani Talao, Opp Bari Masjid (Markaz Gali), Surat (Guj)
37. **Maulana Kitab Depot, Surat**
Bari Masjid, Rani Talao, Surat (Guj)
38. **Kaleem Book Depot, Ahmedabad**
Khas Bazar, Three Gate, Ahmedabad
39. **Makka Traders, Bharuch**
Walika Shopping Mohammad Pura, Bharuch (Guj)
40. **Mahmood Kitab Ghar, Navsari**
M A Wadi, Malik Wad, Near Jama Masjid, Navsari (Guj)
41. **Kutub Khana Darul Uloom Kantharia, Bharuch**
Mahmood Nagar Kanthana, Distt, Bharuch, (Guj)
42. **Dini Kutub Khana, Baroda**
Inside Hathi Khana, Baroda (Guj)
43. **Mustafa Kitab Ghar, Bhuj Kutch**
Opp Sumra Deli, Bhuj Kutch, (Guj)
44. **Noorani Kutub Khana, Chhapi**
Opp Railway Station, Chhapi, Distt Benas Kantha, (Guj)
45. **Islahi Kutub Khana, Chhapi**
Chhapi, Distt Benas Kantha (Guj)
46. **New Light Book Depot, Bikaner**
Kote Gate, Bikaner, (Raj)
47. **Naeem Book Depot, Jaipur**
130, Ram Ganj Bazar, Jaipur (Raj)
48. **Naseer Book Depot, Jaipur (Raj.)**
Masjid Nagga Miyan Ghosion Ka Rasta Ram Ganj Bazar, Jaipur (Raj)
49. **Khushboo Centre, Jaipur**
Kantyon Ka Khurra, Near Markaz Masjid, Ramganj Bazar, Jaipur (Raj)
50. **Ali Mohammad & Sons, Srinagar**
1 Budshah Hotel Building, Snnagar (J &K)
51. **Ashraf Book Centre, Srinagar**
Red Cross Road, Snnagar (J &K)
52. **Farooque & Company, Srinagar**
Zana Kadal, Snnagar (J & K)
53. **Army Book Depot, Rajouri (J & K)**
Moti Bazar, Rajoun (J & K)
54. **Shafee & Co. Sopore (J & K)**
Kalam Pak Manzil, Sopore (J&K)

55. **Qasmi Kutub Khana, Jammu (J & K)**
Jama Masjid, Talab Khatkan, Jammu (J & K)
56. **Green Book Centre Jammu (J & K)**
44, Rajindara Bazar, Jammu (J & K)
57. **Abdur Raheem Ahmad Jamal Book Seller, Gorakhpur**
Urdu Bazar, Gorakhpur (U.P)
58. **Taj Book Depot, Gorakhpur**
Urdu Bazar, Gorakhpur (U P)
59. **Nayyar Javed Book Seller, Allahabad**
56, Nakhas Kohna, Allahabad (U P)
60. **Mohd Naeem Book Seller, Maunath Bhanjan**
Sadar Bazar, Maunath Bhanjan (U P)
61. **M.A. Quddus Book Seller, Jaunpur**
Nawab Yusuf Road, Jaunpur (U P)
62. **Naimia Book Depot, Deoband**
Jama Masjid, Deoband (U P)
63. **Shaikh Mohd. Yameen & Sons, Saharanpur**
Naya Bazar, Saharanpur (U P)
64. **Maktaba Rashidia, Saharanpur**
Mohalla Muft, Saharanpur (U P)
65. **Shareef Khan Naeem Khan Book Seller, Muzaffarnagar**
Masjd-e-Qazian, Lohiya Bazar, Muzaffarnagar (U P)
66. **Hilali Press Book Depot, Meerut**
Guzri Bazar, Meerut (U P)
67. **Madina Kitab Ghar Meerut**
Guzri Bazar, Meerut (U P)
68. **Madani Kutub Khana Amroha**
Jama Masjid Mullana Amroha (U P)
69. **Jannat Book Depot, Rampur**
Bazar Nasrullah Khan, Rampur (U P)
70. **Haris Book Depot, Moradabad**
1st Floor, Tandan Market, Budh Bazar Moradabad (U P)
71. **Islamia Book Depot, Chandpur**
Near Jama Masjid, Chandpur (U P)
72. **Islamia Book Depot, Kanpur**
Talaq Mahal, Kanpur (U P)
73. **Abdul Mold Book Seller, Kanpur**
44/36, Mool Ganj, Kanpur (U P)

74. **Irfani Kutub Khana, Kanpur**
101/123, Talaq Mahal, Kanpur (U P.)
75. **Urdu Book House, Kanpur**
Talaq Mahal, Kanpur (U P.)
76. **Siddique Book Depot, Lucknow**
Aminabad Park, Lucknow
77. **Taj Book Depot, Lucknow**
Akbari Gate Chowk, Lucknow (U P)
78. **Minhaj Book Depot, Mubarakpur**
Mubarakpur, Azamgarh (U P)
78. **Haq Academy, Mubarakpur**
Mubarakpur, Azamgarh (U P)
80. **Qari Book Depot, Ballia**
Jama Masjid, Bishunipur, Ballia (U P)
81. **Azad Book Depot, Varansi**
Naya Kutra, Jamia Mazharul Uloom, Pili Kothi, Varanasi (U P)
82. **Central Book Depot, Bhopal**
Ibrahim Pura, Bhopal (M P)
83. **Maktaba Sharqia, Bhopal**
60, Ibrahim Pura Bhopal (M P)
84. **Wajdi Book House, Bhopal**
Masjid Qalandar Shah, Safia College Road, Bhopal
85. **Popular Book Depot, Indore**
Barwali Chawki, Indore (M P)
86. **National Book Depot, Ujjain**
215, Topkhana Road, Ujjain (M P)
87. **Noori Book Depot, Jabalpur**
Nal Band Mohalla, Jabalpur (M P)
88. **Taj Book Depot, Bangalore**
G 62/63 S K R Market, New Complex, Bangalore-2
89. **Maktaba Islami, Bangalore**
63 IInd Floor, Jamaat Complex, Moti Nagar Main Road, Bangalore-2
90. **Hamdard Book Depot, Bangalore**
Back Gate 46, City Market, Bangalore-2
91. **Arabic Book Centre, Mysore**
6 Masjid-e-Azam Complex, Ashoka Road, Mysore (Kar)
92. **Maktaba Refah-e-Aam, Gulbarga**
Dargah Hazrat Banda Nawaz Gulbarga (Kar)

93. **Husami Book Depot, Hyderabad**
125, Machli Kaman, Hyderabad (A.P.)
94. **Hindustan Paper Emporium, Hyderabad**
127, Machli Kaman, Hyderabad (A.P.)
95. **Student Book House, Hyderabad**
Charminar, Hyderabad (A.P.)
96. **Taj Book House, Hyderabad**
Machli Kaman, Hyderabad (A.P.)
97. **Deccan Traders, Hyderabad**
23 2-378, Mughalpura. Near Water Tank, Hyderabad (A.P.)
98. **Habibi Kitab Ghar, Bhadrak**
Naggah Mohalla, Bhadrak (Orissa)
99. **Jawaid Book Depot, Kolkata**
77, M.S. Ali Street, Kolkata (W.B.)
100. **Jawaid Publications, Kolkata**
6, Colootola Lane, Kolkata (W.B.)
101. **Darul Ishaat-e-Islamia, Kolkata**
78, Maulana Shaukat Ali Street, Kolkata (W.B.)
102. **Taj Book Depot, Kolkata**
120/1 Lower Chitpur Road, 97 Rabindar Sarani, Kolkata (W.B.)
103. **Dawn Book Depot, Kankinara (W.B.)**
B.L. No 6, Kankinara, 24 Pargana (W.B.)
104. **Kutub Khana Mujaddadia, Hoogly**
Furfura Shareef, Hoogly (W.B.)
105. **Sayyed Noorullah Book Seller, Hoogly**
Furfura Shareef, Hoogly (W.B.)
106. **Mohd. Hazrat Ali Book Seller, Dhubri**
Bilashipara, Dhubri, (Assam)
107. **Qasmi Store, Jorhat, Assam**
Jama Masjid, Qabristan Road Jorhat (Assam)
108. **Basharath Publishers, Madras**
83 Angappa Naicken Street Madras (T.N.)
109. **Nazeer Book Depot, Madras**
323 Qaid-e-Millath High Road Madras (T.N.)
110. **Madina Book Depot, Guntur**
Masjid Potharpet, Guntur (A.P.)
111. **S.A. Lateef & Sons, Vallore (T.N.)**
E-73, Netaji Market, Vellore (T.N.)

112. **Taufeek Book Depot, Dindigul**
Begampur, Dindigul. (T N)
113. **Zeenath Book Depot, Eluru**
Hazrat Sayed Baayazeed Dargah Shareef, Eluru (A P)
114. **Qaziyar Book Depot, Thanjavur**
Muslim Street, Manambuchavadi, Thanjavur
115. **Al- Hadi Islamic Books & Parda Centre, Trivendrum**
Ruby Nagar, Chalai, Trivendrum
116. **Perwalz Book House, Patna**
Subzi Bagh, Patna-4
117. **Patna Book Centre, Patna**
Subzi Bagh, Patna-4
118. **Apna Kutub Khana, Katihar**
M G. Road, Katihar (Bihar)
119. **Afzal Book Store, Kishanganj**
Guzri Bazar, Kishanganj, (Bihar)
120. **Jyotishi Pustak Bhandar, Kishanganj**
Chun Pati Bazar, Kishanganj, (Bihar)
121. **Haji Book Depot ,Gaya.**
Chhatta Masjid ,Ban Road, Gaya (Bihar)
122. **Iqbal Book Depot ,Gaya**
Bari Road Gaya, (Bihar)
123. **Zafar Book Depot, Jharia**
No-4, Taxi Stand Jharia, Distt Dhanbad
124. **Abdul wahid Book Seller, Ranchi**
Main Road Ranchi (Jharkhand)
125. **Maktaba Islami, Darbhanga**
Lahana Sarai Darbhanga (Bihar)
126. **Dini Kitab Ghar, Begusarai**
Kachhan Chowk, Begusarai (Bihar)
127. **Abdus Sattar Book Seller, Muzaffarpur**
Company Bagh, Muzaffarpur (Bihar)
128. **Khursheed Book Depot, Jamshedpur**
Azad Nagar Jamshedpur (Jharkhand)
129. **Kamalia Book Depot Bhagalpur**
Tatar Pur, Bhagalpur (Bihar)
130. **Noorani Book Centre, Araria**
Jama Masjid Araria Court Arana (Bihar)

- 131. Shaikhul Islam Book Centre, Purnia**
Hasib Complex, Line Bazar, Purnia (Bihar)

Overseas Buyers

- 132. Alif Zafar Sons, Lahore (Pakistan)**
Nadeem House, Windsorpark, Ichhra, Lahore, (Pakistan)
- 133. Kutub Khana Khurshidia, Lahore (Pakistan)**
40-Urdu Bazar, Lahore (Pakistan)
- 134. Anwar Book Depot, Dhaka (Bangladesh)**
38-B, N. B. H. Road, (1st Floor) Dhaka -1000 (Bangladesh)
- 135. Rolex Books, Manchester (U.K)**
81-83, Wilmslow Road, Rusholme, Manchester M14 5su (U.K.)
- 136. Ahmed Bharucha Randerwala, Manchester (U.K)**
119, Stamford Street, Old, Trafford, Manchester M16 9LT, England (U.K.)
- 137. Usmani Book Centre, Birmingham (U.K.)**
129, The Broadway, Perry barr, Birmingham, B20 3ED, West Midland (U.K.)
- 138. The Book Centre, Bradford (U.K.)**
Express House, White Abbey Road, Bradford BD8 8EJ, England (U.K.)
- 139. Rolex Trading Company, Bradford (U.K)**
Rasheed House, Westgate, Bradford, West Yorkshire B D1 3AA (U.K.)
- 140. Darul Kutub, Dewsbury (U.K.)**
South street, Savile Town, Dewsbury, (U.K.)
- 141. Alminar Books & Gifts, Philadelphia / Houston**
9624, Kirkwood St. Suit 15-B, Royal Centre, Houston-TX 77099 (USA)
- 142. Taj Imports & Exports, Vancouver (Canada)**
Abdool Hafeez Khan, 482, East, 37th Avenue Road, Vancouver B.C,
Canada V5W 1E9
- 143. Islamic Books, Toronto-Ont (Canada)**
1395, Gerrard Street East, Toronto-Ont, CANADA, M4L 1Z3
- 144. Alhuda Business Development, Singapore**
No.116, Rowell Road, SINGAPORE 208037
- 145. T.T.Kutub Khana Priston (U.K)**
84-84A Holmrook Road, Priston, PR1 6ST (U.K)
- 146. M.I. Nana**
Shop No. S223 South Mall, Oriental Plaza, Main Road, Fordsburg,
Johannesburg (S.Africa)

THANKS FOR CO-OPERATION, SUGGESTION, INSPIRATION

- | | |
|--|--|
| <ol style="list-style-type: none"> 1. Sri Amar Singhji M.P. 2. Sri Raj Babbarji M.P. 3. Shabana Azami M.P. 4. Sita Ram Yechuri 5. Govind Dixit 6. Mulayam Singh Yadav 7. H.D. Dewegoda Former Prime Minister of India 8. Har Kishan Singh Surjeet C.P.I.M Leader 9. A.B. Vardhan C.P.I.M Leader 10. Ambani Roy C.P.I.M Leader 11. Abu Asim Azami 12. I.K. Gujral Former Prime Minister of India 13. Ram Vilas Paswan the only union cabinet minister of India resign on Gujrat issue 14. Nafisa Ali Social Activist did lof of in Gujrat Killing 15. S.K. Rastogi Publisher 16. P.K. Arya Writer & Social Aticvist 17. Harshuninar Singh I.P.S. Officer & Writer 18. Rajdeep Sirdesai T.V. Journalist Who Played Memorable Roal during Gujrat Carnage 19. Dr. Shakil Ahmad Social worker of Ahmdabad Eye witness who maintain Records of killings etc. 20. Mohd. Younus Social worker of Alundabad and Eye witness. 21. Mushtaq Ahmad Advocate Supreem Court helped me on leagal point 22. Wasi Ahmad Naumani Advocate Supreem Court helped me on leagal point 23. Aryab Siddiqui Advocate Supreem Court helped me on leagal point 24. Firoz Bakht Ahmad writer Grandson of Maulana Abul Kalam Azad 25. Rahat Abrar helped me in Historical backgrounder. 26. Tehsin Usmani & Abgina Arif Assist me in writing this book | <div style="font-size: 3em; line-height: 1; padding: 0 10px;">}</div> <p>Delegates of 1st Visit to Gujrat on 1st March 2002
Including writer this book</p> <div style="font-size: 3em; line-height: 1; padding: 0 10px;">}</div> <p>Delegates of Hnd Visit to
Gujrat on 24 April 2002
Including writer this book</p> |
|--|--|

My all colleagues, Friends, Secular writers, Poets, Secular, Politician, True Indians
With

NASIR KHAN PUBLISHER FARID BOOK DEPOT
NOBLE TRUST FOUNDATION
HAM SAB EK HAIN
J.D.S. WELFARE SOCIETY
&
LOVE INDIA FORUM

REFFRENCES & SOURCE OF INFORMATION

INDIA WINS FREEDUM BY Maulana Abul Kalam Azad
Hindustan Ki Jaddujahad Azadi Par Ek Nazar by Dr. Darakhshan Tajwar
History of Freedom Movement Vol-III Part-I
Carnage in Gujrat - A Public Health Crises
by N.B. Sarojin, Dr. Ritu Priya
The Milli Gazette Dr. Zafrul Islam Khan
Report of Human Rights commision Part-I Part-III

NATIONAL MINORTIES COMMISSION

Report of Justice Shri Krishan

❖SAHARA NEWS CHANNEL❖STAR NEWS CHANNEL

❖AAJTAK NEWS CHANNEL❖B.B.C. NEWS CHANNEL

❖C.N.N NEWS CHANNEL❖ZEE NEWS CHANNEL

❖N.D.T.V & JAIN NEWS CHANNEL

❖RASHTRIYA SAHARA (Hindi, Urdu & English)

❖DANIK JAAGRAN❖JANSATTA❖JANMORCHA

❖BEHTA LAHOO - JALTE JISM BYSHAKIL ANJUM

GUJRAT COVERAGE - REPORT

JAMIATULAMAJ-HIND

Carnage in Gujrat

A Public Health crisis report of the investigation

by Medico Friend Circle- 13-5-02

*Team- Dr. Ritu Priya, Dr. Abhay Shukla, Ms. Jaya Velankar, Mr. S.Srinivasan,
Dr. Sunita Bandewav, Dr. Dhruv Mankad, Ms. Neha Madhiwalla, Ms. N.B. Sarojni
in Gujrat*

Report C.P.I(M) AIDWA Delegation March 02

Ethnic Cleansing in Ahmdabad

A Preliminary Report by SAHMAT

fact finding team 10-11 March 02

Dr. Kamal Mitra Chennoy, Vishnu Nagar, Prasenjit Bose, Vijoo Krishnan

HOW HAS THE GUJRAT MASSACRE AFFECTED MINORITY WOMEN

THE SURVIVORS SPEAK

Fact finding by a Women's Panel

Syeda Hameed Muslim Women's Forum-Delhi

Ruth Manorama, National Alliance of Women Bangalore

Malini Ghosh, Nirantar, Delhi

Sheba George, Sahrwaru- Ahmdabad

Farah Naqvi, Independent Journalist Delhi

Mari Thehaekara, Accord, Tamil Nadu

Citizen Initiative Ahmdabad- 16-04-02

Gujrat CARNAGE 2002. A Report to the Nation an Independent Fact Finding Mission

Dr. Kamal Mitra Chennoy, J.N.U. Delhi

S.P. Shukla, Rtd I.A.S. (Former Finance Sec. & Former Member of Planning Commission India

Dr. K.S. Supramanian Rtd. I.P.S. Former D.G.P. Tiripara

Achin Vanaik Visiting Professor Academy of third world

studies Jamia Millia Islamia

Communalism-Combat-March, April 2002

GENOCIDE-GUJRAT 2002

Editor Javeni Anand & Teesta Setalvad



عزیز برقی

SAHARA
100% PUNJABI



فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ

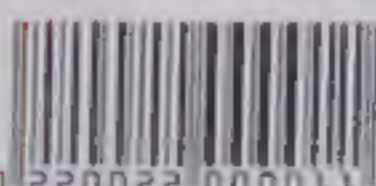
FARID BOOK DEPOT (Pvt.) Ltd.

Corp. Off: 2158, M.P. Street, Palauli House, Darya Daraj, N. Delhi - 2

Phones: 23262786, 23262755 Fax: 23270958 Res.: 23262486

E-mail: farid@ndtarni.net.in Websites: faridbook.com, faridbook.com

Dastan-E-Hind



0 220022 000031

Rs. 200/-